

فَيْضُ الْبَيِّنَاتِ

علامه مُحَمَّد ابُو الْحَسَنِ سَيِّالْكَوْتِي رحمته اللہ علیہ

اور ترجمہ

فَتْحُ الْبَيِّنَاتِ

ابن حَجْر العسقلانی رحمته اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تقدیم

فخر محمد اسماعیل سید البیِّنَاتِ

تصدیر

فخر محمد اسماعیل الطیب

بحسن اہتمام

عبداللطیف ربانی مدیر

حافظ بلازہ مجہلی منڈی
نیوآرڈو بازار لاہور

مکتبہ صحبۃ الحدیث

فیضانِ البای

علامہ مُحَمَّد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح البای

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۹

تقدیم

حافظ محمد اسماعیل آسداوی

تصدیر

حافظ محمد اسماعیل الخلیف

بمحسن اہتمام

عبد اللطیف ربانی

www.KitaboSunnat.com

حافظ پلانہ مجہلی منڈی

نیوآرڈو بازار لاہور

042-37321823

0301-4227379

مکتبہ صحبۃ الحدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَهٰذِهِ تَرْجَمَةٌ لِلْجُزْءِ النَّاسِعِ عَشَرَ مِنْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَلَقَدْ اَلَّهَ لِاَنْتِهَآئِهِ كَمَا وَلَقَدْ اَلَّهَ لِاَنْتِهَآئِهِ.

سُوْرَةُ بَرَاءَةِ سُوْرَةُ بُرَاتِ كِي تَفْسِيْر كَا بِيَان

فائدہ: یہ سورہ توبہ ہے اور یہ اس کا مشہور تر نام ہے اور اس کے سوا اس کے اور نام بھی ہیں جو دس سے زیادہ ہیں اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے اول میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی سو بعض لکھتے ہیں اس واسطے کہ وہ تلوار کے ساتھ اتری اور بسم اللہ امان ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے قرآن کو جمع کیا تو ان کو شک ہوا کہ کیا یہ سورت اور انفال دونوں ایک سورت ہے یا دو سورتیں ہیں جدا جدا سو انہوں نے دونوں کے درمیان فرق کیا ساتھ اس طور کے کہ دونوں کے درمیان ایک سطر خالی چھوڑی نہ اس میں بسم اللہ لکھی اور نہ کچھ اور لکھا روایت کی ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ سے اور یہی معتمد ہے اور روایت کیا ہے اس کو احمد اور حاکم اور بعض اہل سنن نے۔ (تح)
﴿وَلِيَجْءَ كُلُّ شَيْءٍ اَدْخُلَتْ فِيْ شَيْءٍ﴾ وليجة کے معنی ہیں ہر چیز کہ داخل کرے تو اس کو ایک چیز میں یعنی راز دان۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَلَمَّا يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَجْءَ﴾ یعنی نہیں پکڑ انہوں نے اللہ کے اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے علاوہ کسی کو راز دان۔

﴿الشَّقَّةُ﴾ السَّفَرُ۔ یعنی اور شقہ کے معنی ہیں سفر بعید یعنی اس آیت میں

﴿وَلٰكِنْ بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ الشَّقَّةُ﴾ اور بعض کہتے ہیں شقہ

وہ زمین ہے جس میں چلنا مشکل ہو۔

الْخَبَالُ الْفَسَادُ۔ یعنی خبال کے معنی ہیں فساد۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لَوْ خَرَجُوا فِيْكُمْ مَا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا﴾۔

وَالْخَبَالُ الْمَوْتُ۔ یعنی اور خبال کے معنی ہیں موت۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ صواب موت ہے اور وہ ایک قسم ہے جنون کی۔

کے معنی ہیں مجھ کو نہ جھڑک اور نہ ڈانٹ اور قنادہ سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ مجھ کو گناہ میں نہ ڈال یعنی گُرا اور گُراہا کے ایک معنی ہیں یعنی ناخوشی۔

﴿وَلَا نَفْتِي﴾ لَا تُوْبِحْنِي.

﴿كُرْهًا﴾ وَ ﴿كُرْهًا﴾ وَاحِدٌ.

فائدہ: اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قُلْ انْفِقُوا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا﴾۔

یعنی مدخلا کے معنی ہیں گھسنے کی جگہ کہ اس میں گھسیں۔

﴿مُدْخَلًا﴾ يَدْخُلُونَ فِيهِ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأًا اَوْ مَغَارَاتٍ اَوْ مَدْخَلًا﴾۔

یعنی بجمحون کے معنی ہیں جلدی کرتے ہیں یعنی اس

﴿بِجَمْحُونٍ﴾ يُسْرِعُونَ.

آیت میں ﴿لَوْلَا اِلَيْهِ وَهَمَّ بِجَمْحُونٍ﴾۔

یعنی لفظ مؤتفكات کہ آیت ﴿وَالْمُؤْتَفِكَاتِ اتَّهَمَ رَسُلَهُمُ بِالْبَيِّنَاتِ﴾ میں واقع ہے اس قول سے مشتق ہے کہ کہتے ہیں اتفكت یعنی الٹ گئی ساتھ اس کے زمین۔

﴿وَالْمُؤْتَفِكَاتِ﴾ اِنْفَكَّتْ اِنْقَلَبَتْ بِهَا
الْاَرْضُ.

فائدہ: مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں۔

﴿اَهْوَى﴾ اَقَاهُ فِي هَوَاةٍ.

یعنی اھوی کے معنی ہیں ڈالا اس کو یعنی الثابستی کو گھر سے مکان میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَالْمُؤْتَفِكَةُ اَهْوَى﴾ اور نہیں واقع ہوا ہے یہ کلمہ سورہ برأت میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سورہ نجم میں ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت مؤتفكات کے۔

یعنی لفظ عدن کے معنی آیت ﴿جنات عدن﴾ میں بیہنگلی اور دوام کے ہیں کہا جاتا ہے عدنت بارض یعنی میں اس میں ٹھہرا اور اسی سے مشتق ہے معدن یعنی کہاں اور کہا جاتا ہے فی معدن صدق یعنی بیچ اگنے کی جگہ میں۔

﴿عَدْنُ﴾ خُلِدِ عَدْنَتْ بَارِضٍ اَى
اَقَمْتُ وَ مِنْهُ مَعْدِنٌ وَ يَقَالُ فِي مَعْدِنِ
صِدْقٍ فِي مَنِيْتِ صِدْقٍ.

یعنی خوالف جو آیت ﴿رضوا بان يكونوا مع الخوالف﴾ میں واقع ہوا ہے جمع خالف کی ہے اور خالف وہ ہے جو میرے پیچھے رہے اور جائز ہے کہ مراد خوالف سے عورتیں ہوں یعنی خوالف جمع خالفہ کی ہو اور اگر جمع مذکر ہو تو نہیں پائے گئے بر تقدیر جمع ہونے کو

الْخَوَالِفِ الْخَالِفِ الَّذِي خَلَفَنِي فَقَعَدَ
بَعْدِي وَ مِنْهُ يَخْلَفُهُ فِي الْغَابِرِينَ وَ يَجُوزُ
اَنْ يَكُونَ النِّسَاءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَاِنْ كَانَ
جَمْعَ الذُّكُورِ فَاِنَّهُ لَمْ يُوْجَدْ عَلَي
تَقْدِيرِ جَمْعِهِ اِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَ

اس کی کے مگر دو لفظ یعنی فواعل جمع فاعل کے وزن پر
عرب کی کلام میں صرف دو ہی لفظ پائے گئے ہیں
فوارس جمع فارس کی اور هوالمک جمع هالمک کی یعنی تو
خوالف جمع مذکر نہیں بلکہ جمع مؤنث ہے۔

فائدہ: اور یہ حصر توڑا گیا ہے ساتھ شواہق جمع شاہق کے اور نواس جمع ناکس و جواج جمع جاج کے اور مراد ساتھ
خوالف کے آیت میں عورتیں اور مرد عاجز ہیں اور لڑکے اور جمع کرنا اس کا جمع مؤنث کے لفظ پر واسطے تغلیب کے ہے
اس واسطے کہ عورتیں اپنے غیروں سے زیادہ تھیں اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا مع الخالفین تو جمع کیا گیا ہے یہ لفظ اوپر
وزن لفظ جمع مذکر کے واسطے تغلیب کے اس واسطے کہ وہی اصل ہے۔ (فتح)

﴿الْخَيْرَاتُ﴾ وَاحِدُهَا خَيْرَةٌ وَهِيَ
یعنی خیرات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد خیرۃ ہے اور اس
کے معنی ہیں نیکیاں اور بھلائیاں۔
الفواضل۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ﴾۔

اور دوسروں کا کام ڈھیل میں ہے یعنی اس آیت کی تفسیر
﴿مَرْجُونَ﴾ مَوْخَرُونَ۔
﴿وَأَخْرُونَ مَرْجُونَ لِمَنْزِلَةِ اللَّهِ﴾۔

یعنی شفا کے معنی ہیں شفیر اور وہ حد اس کی ہے یعنی نہایت
﴿الشِّفَا﴾ شَفِيرٌ وَهُوَ حَدُّهُ۔
کنارہ اس کا۔
www.KitaboSunnat.com

وَالْجُرْفُ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُولِ وَالْأُودِيَةِ۔
اور جرف وہ زمین ہے جو پانی کے بہاؤ سے گرتی ہے
فائدہ: اور ابو عبیدہ نے کہا کہ جرف کچے گڑھے کو کہتے ہیں اور یہ آیت بطور تمثیل کے ہے اس واسطے کہ جو کفر پر بنا
کرے اس نے گرنے والی زمین کے کنارے پر بنا کی اور وہ زمین ایسی ہے جو گرتی ہے بہاؤ سے اور نہیں قائم رہتی
بنا اور اس کے۔ (فتح الباری)

﴿هَارٍ﴾ هَائِرٌ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ إِذَا
یعنی اور ہار کے معنی ہیں ہائر یعنی گرنے والی کہا جاتا
ہے تھورت البئر جب کہ گر پڑے اور انہار کے بھی
یہی معنی ہیں۔

﴿لَاوَاهٍ﴾ شَفَقًا وَفَرَقًا وَقَالَ الشَّاعِرُ
یعنی آیت ﴿ان ابراہیم لاواہ حلیم﴾ میں اواہ کے معنی
ہیں بڑا نرم دل آہ مارنے والا واسطے خوف کے اپنے رب
سے اور کہا شاعر نے جب میں کھڑا ہوتا ہوں کہ رات میں
إِذَا مَا قُمْتُ أَرْحَلُهَا بَلْبِلٍ تَأْوَهُ آهَةٌ
الرَّجُلِ الْحَزِينِ۔

اوشنی کو کسوں تو آہ مارتی ہے مثل آہ مرد غناک کے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جواب اور بیزارى ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے ان مشرکوں کو جن سے تم نے عہد کیا تھا۔

اذان کے معنی ہیں خبر پہنچانا۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيَقُولُونَ هُوَ اذْنٌ﴾ کے یعنی وہ ہر ایک کا کلام سنتا ہے اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ اذْنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ يَوْمِنَ بِاللَّهِ﴾ یعنی تو کہہ کان (کا کچا) بہتر ہے تمہارے لیے کہ یقین لاتا ہے اللہ پر یعنی تصدیق کرتا ہے ساتھ اللہ کے۔

یعنی یہ دونوں لفظ اور مانند اس کی یعنی وہ لفظ کہ مادے میں مختلف اور معنی میں ایک ہوں قرآن میں بہت ہیں اور زکوٰۃ کے معنی ہیں بندگی اور اخلاص۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ﴾ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گواہی دیتے اس کی کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق بندگی کے نہیں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو زکوٰۃ کی بندگی اور توحید کے ساتھ تفسیر کی ہے تو اس میں رد ہے واسطے حجت اس شخص کے جو حجت پکارتا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے۔ (فتح)

یعنی اور یضاهون کے معنی ہیں مشابہت کرتے ہیں کافروں کے قول سے یعنی اس آیت میں ﴿یضاهون﴾ قول الذی کفروا۔

۴۲۸۷۔ ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ قرآن کی اخیر آیت جو پیچھے اتری آیت ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلْ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ ہے اور اخیر سورہ جو اتری سورہ برأت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾.

﴿اَذَانٌ﴾ اِعْلَامٌ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿اَذْنٌ﴾ يَصْدِقُ.

﴿تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ وَنَحْوَهَا كَثِيرٌ وَ الزَّكَاةُ الطَّاعَةُ وَالْاِخْلَاصُ.

﴿لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ﴾ لَا يَشْهَدُونَ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو زکوٰۃ کی بندگی اور توحید کے ساتھ تفسیر کی ہے تو اس میں رد ہے واسطے حجت اس شخص کے جو حجت پکارتا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے۔ (فتح)

﴿يَضَاهُونَ﴾ يُشَبِّهُونَ.

۴۲۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ اخِرُ آيَةِ نَزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلْ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي

الْكَلاَلَةِ ﴿وَآخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بِرَأْسِهِ﴾.

فائدہ: لیکن آیت پس پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سورہ بقرہ کے بیان میں اور یہ کہ اخیر آیت جو اتری سو کی آیت ہے اور تطبیق یہ ہے کہ دونوں نے اس کو نقل نہیں کیا بلکہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو استقراء سے باعتبار اس چیز کے کہ اطلاع پائی انہوں نے اوپر اس کے اور اولیٰ اس سے یہ ہے کہ مراد ہر ایک کی دونوں میں سے آخریت مخصوصہ ہے اور لیکن سورہ پس مراد بعض اس کا ہے یا اکثر اس کا نہیں تو اس میں بہت آیتیں ایسی ہیں جو حضرت ﷺ کی وفات کے سال سے پہلے اتریں اور واضح تر اس سے یہ ہے کہ اول برأت کا اترنا پیچھے فتح مکہ کے نویں سال میں جس سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور البتہ اتری آیت ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ اور حالانکہ وہ سورہ ماندہ میں ہے دسویں سال میں پس ظاہر یہ ہے کہ مراد اکثر حصہ اس کا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس کا اکثر حصہ جنگ تبوک میں اتر اور وہ حضرت ﷺ کی سب سے پچھلی جنگ ہے اور آئندہ آئے گا کہ سب سے پیچھے سورہ ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾ اتری اور اس کی وجہ تطبیق بھی آئندہ آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور البتہ کہا گیا ہے حج آخریت اترنے برأت کے کہ مراد بعض اس کا ہے سو بعض کہتے ہیں کہ آیت ﴿فَان تَابُوا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ﴾ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ اور اصح قول حج آخریت نزول آیت کے قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ اِلَى اللَّهِ﴾ جیسا کہ سورہ بقرہ میں پہلے گزر چکا ہے اور نقل کیا ہے ابن عبدالسلام نے کہ اخیر آیت کہ اتری کلالہ کی آیت ہے پھر اس کے بعد حضرت ﷺ پچاس دن زندہ رہے پھر سورہ بقرہ کی آیت اتری۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو پھر زمین میں چار مہینے اور جان لو کہ تم نہ عاجز کر سکو گے اللہ کو اور یہ کہ اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور سیحوا کے معنی ہیں چلو۔

۴۲۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بھیجا اس حج میں یعنی جس میں حضرت ﷺ نے ان کو حاجیوں کا سردار بنا کر مکہ میں بھیجا پہلے حجۃ الوداع سے مؤذنون کی جماعت میں کہ بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ حکم سنائیں کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی کہا حمید بن

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَإِنَّ اللَّهَ مُخْرِجُ الْكَاْفِرِينَ﴾ سِيحُوا سِيرُوا.

۴۲۸۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ ابْنِ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي مُؤَذِّنِينَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بِنِسِي أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ

عبدالرحمن نے کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ برأت کا حکم پہنچادیں، کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن منی والوں میں ساتھ بیزاری کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

کہا ابو عبد اللہ یعنی بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ اذانہم کے معنی ہیں خبر پہنچائی ان کو۔

الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ
قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثُمَّ أُرْدَفَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْلِيَّ بْنَ
أَبِي طَالِبٍ وَأَمْرَةٌ أَنْ يُؤْذَنَ بِرِأَةِ قَالَ أَبُو
هُرَيْرَةَ فَأَذَنَ مَعَنَا عَلِيُّ يَوْمَ النَّحْرِ فِي أَهْلِ
مِنَى بِرِأَةِ وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ
وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ
اللَّهِ إِذَا نَهَمُ أَعْلَمَهُمْ.

فائدہ: کہا طحاوی نے مشکل الآثار میں کہ یہ حدیث مشکل ہے اس واسطے کہ حدیثیں اس قصے میں دلالت کرتی ہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو برأت کے ساتھ بھیجا تھا پھر علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ حکم پہنچائیں پس کس طرح بھیجا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے ساتھیوں کو ساتھ حکم پہنچانے کے باوجود پھیرنے حکم کے ان سے علی کی طرف پھر جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے سردار لوگوں پر اس حج میں بغیر خلاف کے اور علی رضی اللہ عنہ برأت کا حکم پہنچانے کے ساتھ مامور تھے اور شاید علی رضی اللہ عنہ تھا برأت کا حکم لوگوں کو نہ پہنچا سکتے تھے اور محتاج ہوئے اس شخص کے جو ان کی اس پر مدد کرے سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو ان کے ساتھ بھیجا تا کہ علی رضی اللہ عنہ کی اس پر مدد کریں پس حاصل یہ ہے کہ مباشرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی واسطے اس کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے تھی اور تھے پکارتے ساتھ اس چیز کے کہ علی رضی اللہ عنہ ان کو سکھاتے اس چیز سے جس کے پہنچانے کا ان کو حکم تھا اور یہ جو حمید نے کہا کہ پھر حضرت ﷺ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو برأت کی خبر پہنچادیں تو یہ قدر حدیث سے مرسل ہے اس واسطے کہ حمید نے اس واقع کو نہیں پایا اور نہ تصریح کی اس نے ساتھ سننے اس کے کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لیکن ثابت ہو چکا ہے بھیجنا علی رضی اللہ عنہ کا کئی طریقوں سے پس روایت کی ہے طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا بھیجا حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ برأت کے اہل مکہ کی طرف اور ان کو حاجیوں کا سردار بنایا پھر مجھ کو اس کے پیچھے بھیجا سو میں ان کو جاملاتا تو میں نے ان سے برأت کو لیا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا حال ہے میرا؟ فرمایا بہتر تو میرا ساتھی ہے غار میں اور میرا ساتھی ہے حوض کوثر پر لیکن بات یوں ہے کہ نہ پہنچائے گا میری طرف سے کوئی سوائے میرے یا کوئی مرد مجھ سے اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے برأت کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا پھر علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور برأت پہنچانے کا حکم ان کو دیا اور فرمایا کہ نہیں لائق ہے کسی کو کہ پہنچائے یہ حکم مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے اور یہ واضح کرتا

ہے حضرت ﷺ کے قول کو جو دوسری حدیث میں ہے کہ نہ پہنچائے میری طرف سے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد خصوص قصبہ مذکورہ کا ہے نہ مطلق تبلیغ یعنی اس واسطے کہ مطلق تبلیغ احکام شرع کی ہر ایک شخص کو جائز ہے پس نبی تبلیغ کی علی رضی اللہ عنہ کے غیر کو خاص اس قصبہ تبلیغ برأت میں ہے اور روایت کی ہے سعید بن منصور اور ترمذی وغیرہ نے زید بن شیبہ سے کہا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا تھا؟ کہا ساتھ اس کے کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر ایماندار آدمی اور نہ گھوٹے گرد کبھے کے کوئی ننگا آدمی اور نہ جمع ہو مسلمان ساتھ مشرک کے حج میں بعد اس برس کے اور جس کے ساتھ عہد ہو تو اس کا کیا عہد اپنی مدت تک ہے اور جس کے ساتھ کوئی عہد و پیمانہ نہ ہو تو اس کے واسطے چار مہینے کی مہلت ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کلام اخیر کے اس پر کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فسيحوا في الارض اربعة اشهر﴾ خاص ہے ساتھ اس شخص کے جس کے واسطے مطلق کوئی عہد نہ تھا یا عہد تھا پر اس میں کوئی مدت معین نہ تھی مثلاً چار مہینے یا کم و بیش اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد تھا کسی مدت معین تک تو اس کا عہد اپنی مدت تک ہی قائم ہے پس روایت کی ہے طبری نے ابن اسحاق کے طریق سے کہا کہ وہ دو قسم کے لوگ تھے ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد چار مہینے سے کم تھا سوان کو چار مہینے کے تمام ہونے تک مہلت دی گئی اور ایک قسم وہ لوگ تھے جن کے ساتھ عہد تھا بغیر مدت معین کے سو چھوٹی کی گئی وہ مدت چار مہینے تک اور نیز روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ چار مہینے اس شخص کے واسطے مدت ہے جس کے ساتھ عہد مقرر تھا بقدر چار مہینے کے یا اس سے زیادہ اور لیکن جس کے واسطے کوئی عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرتا ہے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فاذا انسلخ اشهر الحرم فاقتلوا المشركين﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مکہ کے چند مشرکوں سے عہد کیا ہوا تھا سو سورہ برأت اتری سو ڈالا گیا طرف ہر ایک کی عہد اس کا اور ان کو چار مہینے کی مہلت دی اور جس کے ساتھ کچھ عہد نہ تھا تو اس کی مدت حرام کے مہینوں کا گزرتا ہے اور زہری سے روایت ہے کہ تھا اول چار مہینے کا نزدیک اترنے برأت کے شوال میں سو تھا اخیر ان کا اخیر محرم کا اور ساتھ اس کے تلبیث دی جاتی ہے درمیان ذکر چار مہینے کے اور درمیان قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشركين﴾ اور بعید جاتا ہے اس کو طبری نے اس اعتبار سے کہ ان کو خبر تو اس وقت پہنچی تھی جب کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے ندا ذی الحجہ میں پس کیونکر کہا جائے گا کہ پھر لو چار مہینے اور حالانکہ نہیں باقی رہا تھا اس سے مگر کم دو مہینے سے اور یہ جو فرمایا کہ اس برس کے بعد یعنی بعد اس زمانے کے جس میں برأت کا حکم پہنچانا واقع ہوا۔ (فتح)

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے اور حکم سنادینا ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول سے لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول سوا اگر تم

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ أُنزِلَتْ مِنْ رَبِّكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَالرُّسُلُ يَدْعُونَ إِلَى الْبِرِّ وَأَنذَرْنَ إِلَى الْعَذَابِ وَالنَّاسُ يَكْفُرُونَ﴾ وَاللَّهُ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِنْ تُبْتَمَّ لَهُمْ

توبہ کرو تو تمہارے لیے بھلا ہے اور اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ تم عاجز نہ کر سکو گے اللہ کو اور خوشخبری دے منکروں کو دکھ والی ماری۔

۴۲۸۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیچ اس حج کے پکارنے والوں کی جماعت میں بھیجا ان کو قربانی کے دن کہ پکاریں منیٰ میں یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔ کہا حمید نے پھر حضرت رضی اللہ عنہ نے ان کے پیچھے علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو ان کو حکم دیا کہ برأت کی خبر پہنچائیں۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے منیٰ والوں یعنی حاجیوں میں قربانی کے دن ساتھ برأت کے اور یہ کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی۔

خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابِ أَلِيمٍ ﴿۴۲۸۹﴾ اذْنَهُمْ أَعْلَمَهُمْ.

۴۲۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْحَجَّةِ فِي الْمُؤَذِّنِينَ بَعَثَهُمْ يَوْمَ النَّحْرِ يُؤَذِّنُونَ بَيْنِي أَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ قَالَ حُمَيْدٌ لَمْ أَرَدَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنِي بِنِ أَبِي طَالِبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُؤَذِّنَ بِيَرَاءَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَذَّنَ مَعًا عَلِيٌّ فِي أَهْلِ مَنِيٍّ يَوْمَ النَّحْرِ بِيَرَاءَةَ وَأَنْ لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ حکم پہنچایا ساتھ ہمارے علی رضی اللہ عنہ نے قربانی کے دن حج تو کر مانی نے کہا کہ اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ صرف اس بات کے ساتھ مامور تھے کہ برأت کا حکم پہنچائیں پس کیونکر حکم سنائیں گے ساتھ اس کے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا پھر جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے برأت کا حکم سنایا اور منجملہ اس چیز سے کہ شامل ہے اس پر برأت یہ ہے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک اور یہ حکم ماخوذ ہے اس آیت سے ﴿انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ اور احتمال ہے کہ دونوں چیز کے پہنچانے کا ان کو حکم ہوا ہو برأت کا بھی اور اس چیز کا بھی جس کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ مامور کر کے بھیجے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں اور یہ جو کہا یوذن بہرءة تو اس میں مجاز ہے اس واسطے کہ ان کو حکم تھا کہ سورہ برأت کی چند اور تیس آیتیں پہنچائیں انہما ان کے نزدیک اس آیت کی ہے ﴿ولو كره المشركون﴾ جیسا کہ طبری نے محمد بن کعب وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے نویں سال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاجیوں کا سردار بنا کر مکہ میں بھیجا اور علی رضی اللہ عنہ کو تیس یا چالیس آیات کے ساتھ بھیجا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ عرفات

میں آئے اور خطبہ پڑھا پھر کہا کہ اے علی! اٹھ کھڑے ہو اور حضرت ﷺ کا پیغام پہنچاؤ سو میں نے کھڑے ہو کر سورہ برأت کی اول سے چالیس آیتیں پڑھیں پھر ہم پھرے یہاں تک کہ ہم نے جمرہ کو نکھر مارے سو میں خیمہ تلاش کرنے لگا تا کہ ان پر برأت پڑھوں اس واسطے کہ خطبے میں سب لوگ حاضر نہ تھے اور یہ جو کہا کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک تو یہ قول نکالا گیا ہے اس آیت سے ﴿فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا﴾ اور یہ آیت صریح ہے اس میں کہ مشرکوں کو مسجد حرام میں داخل ہونا منع ہے اگرچہ حج کا قصد نہ رکھتے ہوں لیکن چونکہ حج مقصود اعظم تھا اور اس سے ان کو صریح منع ہوا تو جو اس کے سوا ہے وہ بطریق اولیٰ منع ہوگا اور مراد ساتھ مسجد حرام کے اس جگہ سب حرم ہے اور داری اور نسائی اور ابن خزیمہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے پہلے برأت کو ساتویں ذی الحجہ کے دن پڑھا پھر اس کو قربانی کے دن پڑھا پھر اس کو کوچ کے دن پڑھا تو اس میں تطہیق یوں ہے کہ ان تین جگہوں میں تو علی رضی اللہ عنہ نے ساری سورت پڑھی اور لیکن ان کے سوا باقی وقتوں میں سوتھے پکارتے ساتھ احکام مذکورہ کے کہ نہ حج کرے بعد اس برس کے کوئی مشرک الخ اور تھے مدد لیتے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس پکارنے میں اور واقع ہوا ہے یعنی کی حدیث میں نزدیک احمد کے جب سورہ برأت کی دس آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو مکہ والوں پر پڑھیں یعنی سو جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو فرمایا کہ نہ پہنچائے اس کو مگر کوئی مرد میرے گھر والوں میں سے پھر مجھ کو بلایا سو فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جا سو جس جگہ کہ تم ان کو جا لو اس سے برأت لے لینا سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پلٹ آئے سو عرض کیا کہ یا حضرت! کیا میرے حق میں کوئی چیز اتری؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ہرگز نہ پہنچائے آپ ﷺ کی طرف سے مگر آپ یا کوئی مرد آپ کا کہا عماد بن کثیر نے کہ نہیں ہے یہ مراد کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی وقت فورا راہ سے پلٹ آئے بلکہ مراد یہ ہے کہ حج کر کے پلٹ آئے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ ظاہر پر محمول ہو یعنی اسی وقت پلٹ آئے واسطے قریب ہونے مسافت راہ کے اور یہ جو کہا کہ دس آیتیں تو مراد اول اس کا ﴿انما المشركون نجس﴾ ہے۔ (فتح الباری)

بابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا۔

۴۲۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھیجا ان کو اس حج میں جس پر ان کو حضرت ﷺ نے سردار بنایا حجۃ الوداع سے پہلے ایک جماعت میں کہ لوگوں میں پکاریں یہ کہ بیشک نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا آدمی، سو حمید راوی

۴۲۹۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَهُ لِي الْحَجَّةَ الَّتِي أَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ

کہتا تھا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے بسبب دلیل حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ
الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُونَ فِي النَّاسِ أَنْ لَا
يَحُجَّوْا بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ
بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ فَكَانَ حُمَيْدٌ يَقُولُ يَوْمُ
النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ مِنْ أَجْلِ حَدِيثِ
أَبِي هُرَيْرَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ قربانی کا دن حج اکبر کا دن ہے تو مدرج کیا ہے اس زیادتی کو شعیب نے زہری سے کما تقدم فی الجزية اور اس کا لفظ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پکارنے والوں میں دن قربانی کے منیٰ میں نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور نہ گھوے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو اکبر کہا گیا بسبب کہنے لوگوں کے عمرے کو حج اصغر یعنی حج چھوٹا سو پھینکا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے طرف لوگوں کے اس برس میں عہد ان کا سو نہ حج کیا سال حجۃ الوداع کے جس میں حضرت ﷺ نے حج کیا تھا کسی مشرک نے اتھی۔ اور یہ جو اس نے کہا کہ حج اکبر کا دن قربانی کا دن ہے تو استنباط کیا ہے اس کو حمید نے اس آیت سے ﴿وَإِذَانِ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ﴾ اور پکارنے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قربانی کے دن پس دلالت کی اس نے کہ مراد ساتھ دن حج اکبر کے قربانی کا دن ہے اور شعیب کی روایت کے سیاق سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود اس کو لوگوں میں پکارا اور حالانکہ اس طرح نہیں پس تحقیق اتفاق ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتوں کا اس پر کہ جو چیز کہ تھے پکارتے ساتھ اس کے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو چیزیں تھیں ایک مشرک کو حج سے منع کرنا دوسرا ننگے کو طواف سے منع کرنا اور علی رضی اللہ عنہ بھی ان دو چیزوں کے ساتھ پکارتے تھے اور اتنا زیادہ کرتے تھے کہ جس کے واسطے عہد ہو تو اس کا عہد اس کی مدت تک ہے اور یہ کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر مسلمان اور گویا کہ یہ اخیر جملہ مانند توطیہ کی ہے واسطے اس قول کے کہ نہ گھوے گرد کعبے کے کوئی مشرک اور لیکن جو حکم کہ اس سے پہلے ہے تو وہ حکم وہ ہے کہ خاص کیے گئے ساتھ پہنچانے اس کے کی علی رضی اللہ عنہ اور اسی واسطے علماء نے کہا ہے کہ حکمت بیچ بھیجے علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہ ہے کہ عادت عرب کی جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے عہد کو مگر جس نے عہد کیا ہو یا جو اس کے اہل بیت سے ہو سو جاری رکھا ان کو حضرت ﷺ نے اس میں ان کی عادت پر اور اسی واسطے کہا کہ نہ پہنچائے میری طرف سے مگر میں یا کوئی مرد میرے اہل بیت سے اور روایت کی ہے احمد اور نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ ان کو حضرت ﷺ نے برأت کے ساتھ مکے کی طرف بھیجا سو ہم پکارتے تھے

کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں مگر نفس مسلمان اور نہ طواف کرے گرد خانے کعبے کے کوئی ننگا آدمی اور جو شخص کہ اس کے اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد ہو تو اس کی مدت چار مہینے ہے اور جب چار مہینے گزر جائیں تو اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی اور نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک سو میں پکارتا تھا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی اور یہ جو کہا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا ہے اکبر الخ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک ابو داؤد کے مرفوع اس طور سے ہے کہ یہ کون سادن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قربانی کا دن ہے، فرمایا یہ دن حج اکبر کا ہے اور اختلاف ہے کہ حج اصغر یعنی چھوٹے حج سے کیا مراد ہے؟ جمہور اس پر ہیں کہ مراد عمرہ ہے موصول کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے عبد اللہ بن شداد کے طریق سے جو ایک بڑا تابعی ہے اور موصول کیا ہے اس کو طبری نے ایک جماعت سے ان میں ہے عطاء اور شععی اور مجاہد سے روایت ہے کہ مراد حج اکبر سے قرآن ہے اور مراد اصغر سے افراد ہے اور دن حج اکبر کا قربانی کا دن ہے اس واسطے کہ اس میں کامل ہوتی ہیں باقی عبادتیں حج کی اور ثوری سے روایت ہے کہ حج کے دنوں کا نام حج اکبر رکھا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے دن فتح کا اور تائید کی ہے اس کی سہیلی نے ساتھ اس کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ساتھ اس کے سب دنوں میں اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل جاہلیت عرفات میں کھڑے ہوتے تھے اور جب قربانی کے دن کی صبح ہوتی تو سب لوگ مزدلفہ میں کھڑے ہوتے سواں کو اکبر کہا گیا اس واسطے کہ اس میں سب لوگ جمع ہوتے تھے اور حسن سے روایت ہے کہ نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے اتفاق حج تمام اہل ادیان کے بیچ اس کے اور روایت کی ہے طبری نے ابو حنیفہ کے طریق سے کہ حج اکبر کا دن عرفہ کا دن ہے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ وہ قربانی کا دن ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ نواں دن اور وہ عرفہ کا دن ہے جب گزر جائے پہلے وقوف عرفات سے تو نہیں فوت ہوتا ہے حج برخلاف دسویں دن کے اس واسطے کہ جب وقوف سے پہلے رات گزر جائے تو حج فوت ہو جاتا ہے اور ترمذی میں علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف روایت ہے کہ حج اکبر قربانی کا دن ہے اور راجح موقوف ہونا اس کا ہے اور یہ جو کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کی طرف اس کا عہد پھینکا تو یہ بھی مرسل ہے حمید کے قول سے اور مراد یہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ حکم کھول کر پہنچایا اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ اقتضار کیا حضرت ﷺ نے اوپر پہنچانے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آپ کی طرف سے ساتھ برأت کے اس واسطے کہ وہ شامل ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدح کو سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غیر سے سنواریں اور یہ غفلت ہے اس کے قائل سے اس کا باعث یہ ہے کہ اس نے گمان کیا کہ مراد پہنچانا ساری برأت کا ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں واسطے اس کے کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کو تو صرف اس کے اول کے پہنچانے کا حکم تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذی الحجہ میں تھا برخلاف اس چیز کے جو منقول ہے مجاہد وغیرہ سے اور میں نے مغازی میں ان کے

قول نقل کیے ہیں اور وجہ دلالت کی اس پر کہ ان کا حج ذی الحجہ میں تھا یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھیجا مجھ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس حج میں قربانی کے دن اور اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ قول مجاہد کا اگر ثابت نہ ہو تو مراد ساتھ دن نحر کے وہ وقوف کے دن کی صبح ہے برابر ہے کہ وقوف ذی قعدہ میں واقع ہوا ہو یا ذی الحجہ میں ہاں عمرو بن شعیب کے طریق سے روایت ہے کہا کہ کسی سال میں ایک مہینہ ٹھہراتے تھے اور کسی سال میں دو مہینے یعنی حج کرتے تھے ایک مہینے میں دو بار دو برسوں میں پھر تیسرے سال اس کے سوا اور مہینے میں حج کرتے تھے کہا پس نہیں واقع ہوتا ہے حج کے دنوں میں مگر ہر پچیس سال میں سوجب حج ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہوا تو موافق پڑا یہ سال حج کے مہینے کو پس نام رکھا اس کا حج اکبر اتفاق ہے سب روایتوں کا اس پر کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حج نویں سال میں تھا۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ ﴿فَقَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو کفر کے سرداروں سے کہ البتہ ان کا کوئی عہد و پیمان نہیں۔

۴۲۹۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهَبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ مَا بَقِيَ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ الْآيَةِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ وَلَا مِنَ الْمَنَافِقِينَ إِلَّا أَرْبَعَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِيُّ إِنَّكُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْبِرُونَنَا لَا نَدْرِي فَمَا بَالُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَنْفَرُونَ بِيُوتَنَا وَيَسْرِقُونَ أَغْلَاقَنَا قَالَ أَوْلَيْكَ الْفَسَاقُ أَجَلٌ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةٌ أَحَدُهُمْ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهُ.

۴۲۹۱ - زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے کہا کہ نہیں باقی رہا اس آیت والوں میں سے کوئی مگر تین آدمی اور نہ منافقوں میں سے مگر چار آدمی تو ایک گنوار نے کہا کہ بیشک تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہو ہم کو خبر دو ہم نہیں جانتے سو کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے گھروں میں نقب زنی کرتے ہیں اور ہمارے عمدہ مال چراتے ہیں؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ گنہگار ہیں یعنی یہ لوگ نہ کافر ہیں اور نہ منافق ہاں نہیں باقی رہے ان میں سے مگر چار آدمی ایک ان میں بہت بوڑھا ہے اگر ٹھنڈا پانی پیئے تو اس کی ٹھنڈک نہ پائے یعنی واسطے دور اور باطل ہونے خواش اس کی کے اور فاسد ہونے معدے اس کے کی سونہیں فرق کر سکتا درمیان رنگوں کے اور نہ ذائقوں کے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس حدیث میں مبہم یعنی ان تینوں کا نام معلوم نہیں اور کہا اسماعیلی نے کہ لائق یہ تھا کہ یہ حدیث سورہ ممتحنہ میں نقل کی جاتی اور شاید جس نے اس کو سورہ برأت میں بیان کیا ہے اس کی سند وہ حدیث ہے جو طبری نے زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿فَقَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ﴾ کہا کہ نہیں لڑائی ہوئی اس آیت والوں سے اور مراد ساتھ اس کے کہ نہیں لڑائی ہوئی ان سے یہ ہے کہ

نہیں واقع ہوئی لڑائی ساتھ ان کے واسطے نہ واقع ہونے شرط کے اس واسطے کہ آیت کا لفظ یہ ہے ﴿وان نکھوا ایمانہم من بعد عہدہم وطمعوا فی دینکم فقاتلوا﴾ یعنی اگر اپنے قول قرار کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو لڑو کفر کے سرداروں سے سو جب نہ واقع ہو ان سے توڑنا قسموں کا اور نہ طعن تو نہ لڑائی کی گئی ساتھ ان کے اور روایت کی ہے طبری نے سدی کے طریق سے کہا کہ مراد ساتھ اماموں کفر کے کفار قریش ہیں اور ضحاک سے کہ مراد ساتھ ائمہ کفر کے مشرکین مکہ کے سردار ہیں اور مراد ساتھ تین کے ابوسفیان بن حرب اور سہیل بن عمرو ہے اور چاروں منافقوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَفْقَهُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَبَسِرْهُمْ بَعْدَآبِ الْآيَمِ﴾۔
باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ میں سوان کو خوشخبری سنا دکھ والی مارکی۔

۴۲۹۲۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعًا أَقْرَعَ۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ ہوگا۔

فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے ساتھ اختصار کے اور وہ نزدیک ابو نعیم کے مستخرج میں اور طریق سے ہے ابو ایمان سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا مالک اس سے بھاگتا پھرے گا اور وہ اس کے پیچھے پڑے گا کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں سو ہمیشہ اس کے پیچھے رہے گا یہاں تک کہ اس کو نگل جائے گا اور اس حدیث کی شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۴۲۹۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى أَبِي دَرٍّ بِالرَّبَذَةِ فَقُلْتُ مَا أَنْزَلَكَ بِهَذِهِ الْأَرْضِ قَالَ كُنَّا بِالشَّامِ فَقَرَأْتُ ﴿وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَفْقَهُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾۔
حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابو ذر رضی اللہ عنہ پر ربذہ (ایک جگہ کا نام ہے نزدیک مدینہ کے) میں گزرا میں نے کہا کس چیز نے تجھ کو اس زمین میں اتارا؟ یعنی تم نے کس سبب سے اس جگہ رہنا اختیار کیا؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم شام میں تھے سو میں نے یہ آیت پڑھی جو لوگ کہ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ کی راہ

میں سو خوشخبری سنان کو دکھ کی مار کی سو کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یعنی اور حالانکہ وہ اس وقت شام میں حاکم تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کہ یہ آیت ہم مسلمانوں کے حق میں نہیں یہ تو صرف یہود اور نصاریٰ کے حق میں ہے میں نے کہا کہ بیشک ہمارے اور ان کے دونوں گروہوں کے حق میں ہے یعنی عام ہے کسی گروہ کے ساتھ خاص نہیں۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے جس دن آگ دہکا دیں گے اس مال پر دوزخ میں پھر دائیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پٹھیں کہا جائے گا یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزہ اپنے گاڑنے کا۔

خالد بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے سو اس نے کہا یہ وعید زکوٰۃ کے نازل ہونے سے پہلے تھی سو جب زکوٰۃ اتاری گئی یعنی فرض ہوئی تو ٹھہرایا اس کو اللہ نے سب پاکی کا واسطے مالوں کے۔

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کی کہ بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جس دن پیدا کیے آسمان اور زمین ان میں چار مہینے ادب کے ہیں یہی ہے سیدھا دین یعنی ان چار مہینوں کا حرام ہونا یہی ہے سیدھا دین جو ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے اور قیم کے معنی قائم یعنی مستقیم۔

فائدہ: یعنی جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تو سال بارہ مہینے کا ٹھہرایا۔

۳۲۹۴ - حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول ﷺ

نے فرمایا کہ بیشک زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر ویا ہو گیا

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۱۹﴾ قَالَ مَعَاوِيَةَ مَا هَذِهِ فِينَا مَا هَذِهِ إِلَّا فِي أَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ قُلْتُ إِنَّهَا لَفِينَا وَفِيهِمْ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارٍ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ﴾.

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبٍ بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تَنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أَنْزَلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طَهْرًا لِلْمَالِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقِيمُ﴾ هُوَ الْقَائِمُ.

۴۲۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ

حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ

جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا برس بارہ مہینے کا ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا بھڑنا درست نہیں، تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں سو ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔

عَنْ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الزَّمَانَ قَدْ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةَ اِنَّا عَشَرُ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حَرُمٌ ثَلَاثٌ مَثْوِيَ الْيَاتِ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبٌ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہینتہ یعنی گھوما گھومنا مثل حالت اپنی کے اور لفظ زمان کا بولا جاتا ہے تھوڑے وقت پر بھی اور بہت وقت پر بھی اور مراد ساتھ گھومنے اس کے واقع ہونا نوں ذی الحجہ کا ہے اس وقت میں کہ داخل ہو اس میں سورج برج حمل میں جس جگہ کہ برابر ہوتے ہیں رات اور دن اور یہ جو کہا کہ برس بارہ مہینے کا ہے یعنی برس عربی قمری اور ذکر کیا ہے طبری نے اس کے سبب میں ابو مالک سے کہا کہ کافر برس تیرہ مہینے کا ٹھہراتے تھے پس کھوتے تھے دن اور مہینے اسی طرح اور جو کہا کہ تین مہینے برابر لگے ہوئے ہیں تو اس میں اشارہ ہے طرف باطل کرنے اس چیز کے کہ تھے کرتے اس کو لوگ جاہلیت کے زمانے میں مؤخر کرنے بعض حرام کے مہینوں سے سو کہتے ہیں کہ محرم کا نام صفر رکھتے تھے اور صفر کا نام محرم رکھتے تھے تاکہ نہ جمع ہوں ان پر تین مہینے پے در پے کہ ان میں لڑنے کا موقع نہ پائیں پس اسی واسطے کہا کہ تین مہینے پے در پے اور جاہلیت کے زمانے میں لوگ کئی قسم تھے بعض محرم کا نام صفر رکھتے تھے پس حلال جانتے تھے اس میں لڑائی کو اور حرام ہوتی لڑائی صفر میں اور نام رکھتے اس کا محرم اور بعض ایک سال اس طرح کرتے تھے اور ایک سال اس طرح کرتے تھے اور بعض دو سال اس طرح کرتے تھے اور دو سال اس طرح کرتے تھے اور بعض پیچھے ہٹاتے تھے صفر کو ربیع الاول تک اور ربیع کو طرف اس چیز کی کہ اس کے متصل ہے اور اسی طرح لگا تار یہاں تک کہ ہوتا شوال ذی قعدہ اور ذی قعدہ ذی الحجہ پھر پھر تا پس دو ہر اتا عدد کو اصل پر اور یہ جو کہا کہ رجب مضر کا تو عرب میں مضر ایک قوم کا نام تھا وہ رجب کو بہت مانتے تھے اس واسطے رجب کو ان کی طرف نسبت کیا برخلاف ان کے غیر کے پس کہا جاتا ہے کہ ربیعہ کی قوم اس کے بدلے رمضان کو مانتے تھے اور عرب میں بعض وہ لوگ تھے جو ٹھہراتے تھے رجب اور شعبان میں جو ذکر کیا گیا ہے محرم اور صفر میں پس حلال جانتے تھے لڑنا رجب میں اور حرام جانتے تھے شعبان میں اور جاہلیت کے وقت لوگ حرام کے بعض مہینوں کو پیچھے ہٹاتے تھے پس حلال کرتے تھے حرام کے مہینے کو اور حرام کرتے تھے بدلے اس کے اور مہینے کو یہاں تک کہ چھوڑی گئی تخصیص چار مہینوں کی ساتھ تحریم کے احیاناً اور واقع ہوئی تحریم طلقاً چار مہینوں کی برس سے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مہینے پلٹ آئے طرف اس چیز کی کہ تھے اوپر اس کے اور باطل ہوئی نسبی یعنی

پچھ ہنا دینا مہینے کا اپنے وقت سے اور کہا خطابی نے کہ جاہلیت کے زمانے میں مخالفت کرتے تھے کافر سال کے مہینوں میں ساتھ حرام کرنے کے اور حلال کرنے کے اور آگے کرنے کے اور پچھ ہٹانے کے واسطے اُن اسباب کے کہ پیش آتے ان کو ایک سبب ان میں سے جلدی کرنا ہے لڑائی میں پس حرام مہینے کو حلال جانتے تھے اور اس کے عوض اور مہینے کو حرام کرتے تھے پس بدل جاتے تھے اس میں مہینے سال کے سو جب کئی سال اسی طرح گزر جاتے تو زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر پھر آ جاتا سو جس سال حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو اتفاق سے ذی الحجہ کا مہینہ دونوں حساب سے ٹھیک پڑا اصل کے حساب سے بھی اور کافروں کے حساب سے بھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہو گیا ہے اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ ﴿ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا أَمِى نَاصِرُنَا السَّكِينَةَ فِعِيلَةٌ مِنَ السُّكُونِ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی دوسرا دو کا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور معنی معنا کے یہ ہیں کہ یہ ہمارا مدد گار اور سکینہ فعلیہ ہے سکون سے یعنی چین اور تسکین۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف ان دو آیتوں کے ﴿ان اللہ معنا﴾ اور ﴿فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ﴾۔

۴۲۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کچھ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا میں ساتھ حضرت ﷺ کے غار میں سو میں نے مشرکوں کے قدم دیکھے میں نے کہا یا حضرت! اگر کوئی ان میں سے اپنا قدم اٹھائے تو ہم کو دیکھ لے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا گمان ہے تیرا ساتھ ان دو کے جن کے ساتھ تیرا اللہ ہے۔

۴۲۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَبَّانٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَأَيْتُ أَثَارَ الْمُشْرِكِينَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ رَفَعَ قَدَمَهُ رَأَانَا قَالَ مَا ظَنَنْكَ يَا ثَائِبِينَ اللَّهُ ثَائِلُهُمَا.

۴۲۹۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے کہا جب کہ اس کے اور ابن زبیر کے درمیان گفتگو واقع ہوئی میں نے کہا کہ اس کا باپ زبیر ہے اور اس کی ماں اسماء ہے اور اس کی خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور اس کا نانا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور اس کی دادی صفیہ رضی اللہ عنہا ہے، عبد اللہ بن محمد کہتا ہے سو میں نے سفیان سے کہا کہ اس کی اسناد کیا ہے؟ اس نے کہا حدیث پھر مشغول کیا اس کو ایک آدمی نے اور نہ کہا اس نے ابن جریج۔

۴۲۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ حِينَ وَقَعَ بَيْتُهُ وَبَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ قُلْتُ أَبُوهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ فَقُلْتُ لِسُفْيَانَ إِسْنَادُهُ فَقَالَ حَدَّثَنَا فَشَعَلَهُ إِنْسَانٌ

وَلَمْ يَقُلْ ابْنُ جُرَيْجٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی یعنی بسبب بیعت کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ یزید بن معاویہ کی بیعت سے باز رہے یعنی انہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور اس پر بہت اصرار کیا یہاں تک کہ یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر مدینہ پر بھیجا پس واقع ہوئی لڑائی حرہ کی یعنی مدینے سے باہر پتھریلی زمین میں لڑائی واقع ہوئی پھر یزید کا لشکر کے کی طرف متوجہ ہوا سوان کا امیر مسلم مر گیا پھر شامی لشکر کا سردار حصین بن نمیر ہوا سوان نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مکے میں گھیرا اور منجیق سے خانے کعبے میں آگ چھینکی یہاں تک کہ خانہ کعبہ جل گیا پھر اچانک ان کو یزید کے مرنے کی خبر پہنچی تو وہ لشکر شام کی طرف پلٹ گیا اور قائم ہوئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کعبے کے بنانے میں پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلایا سوان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی اور اہل حجاز اور مصر اور عراق اور خراسان اور اکثر اہل شام نے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پھر غالب ہوا مروان شام پر سوقل کیا اس نے ضحاک بن قیس سردار کو جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے مرج راہط میں حاکم تھا اور گزرا مروان طرف مصر کی اور غالب ہوا اور اس کے اور یہ سب واقعہ ۶۳ء میں ہوا اور کامل ہوئی بنا کعبے کی ۶۵ء میں پھر ۶۵ء میں مروان مر گیا اور اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا اور غالب ہوا مختار بن ابی عبید کوفے پر سو بھاگا وہاں سے جو شخص کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھا اور محمد بن علی بن ابی طالب معروف ابن حنفیہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دونوں کے میں مقیم تھے جب سے حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے اپنی بیعت طلب کی وہ دونوں بیعت سے باز رہے اور کہا کہ ہم بیعت نہیں کرتے یہاں تک کہ جمع ہوں لوگ ایک خلیفے پر اور ایک جماعت نے اس امر میں ان دونوں کی پیروی کی سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر سختی کی اور ان کو قید کیا یہ خبر مختار کو پہنچی اس نے ان کی طرف ایک لشکر تیار کر کے بھیجا سو لشکر نے دونوں کو مکے سے نکالا اور ان سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے لڑنے کی اجازت مانگی سو دونوں اجازت دینے سے باز رہے اور طائف کی طرف نکلے اور وہاں رہے یہاں تک کہ ۶۹ء میں ابن عباس رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ابن حنفیہ نے ان کے بعد رضوی کی طرف کوچ کیا جو نام ہے ایک پہاڑ کا بیع میں اور وہاں رہے پھر شام میں داخل ہونے کا ارادہ کیا سو ایلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ۳۷ء میں فوت ہوئے اور یہ واقعہ پیچھے قتل ہونے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہے صحیح قول پر اور گمان کیا ہے فرقہ کیسانہ نے کہ ابن حنفیہ زندہ ہے اور پٹھک وہی ہے مہدی اور یہ کہ وہ نہ مرے گا یہاں تک کہ ساری زمین کا مالک ہوگا اور اسی قسم کی ان کی اور بہت خرافات ہیں نہیں ہے یہ جگہ ان کے بیان کرنے کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھانٹا ہے میں نے اس کو طبقات ابن سعد اور تاریخ طبری وغیرہ سے واسطے بیان کرنے مراد کے ساتھ قول ابن ابی ملیک کے جب کہ اس کے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو واقع ہوئی۔ اور واسطے قول اس کے دوسرے

طریق میں سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑے اور واسطے قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لوگوں نے کہا یعنی جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر میں نے کہا اور کہاں ہے یہ امر خلافت کا دور اس سے یعنی وہ اس کا مستحق ہیں واسطے اس چیز کے کہ ان کے واسطے ہے مناقب مذکورہ سے لیکن باز رہا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیعت سے واسطے اس چیز کے کہ ہم نے ذکر کی اور روایت کی ہے فاکہی نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ دونوں مدینہ میں تھے پھر مکے میں آ رہے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت چاہی سو دونوں نے نہ مانا یہاں تک کہ جمع ہوں کسی خلیفے پر تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر تنگی کی تو دونوں نے عراق کی طرف ایلچی بھیجا تو چار ہزار آدمیوں کا ایک لشکر ان کی طرف آیا سو لشکر نے دونوں کو قیدی پایا سو ان کو چھڑا کر طائف میں لائے اور یہ جو کہا کہ نہیں کہا سفیان نے ابن جریج کو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس کے واسطے تحدیث کے ساتھ تصریح کے لیکن چونکہ نہ کہا ابن جریج تو احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو کہ ان کے درمیان کوئی واسطہ داخل کرے اور احتمال ہے کہ واسطہ نہ داخل کرے اور اسی واسطے مدلی ہے بخاری نے ساتھ نکالنے حدیث کے اور وجہ سے ابن جریج سے۔ (فتح)

۴۲۹۷ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ فَقَدَوْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اَتْرِيدُ أَنْ تَقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَسُجِلَ حَرَمَ اللَّهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَبَنِي أُمَّيَةَ مُحِلِّينَ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُحِلُّهُ أَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَايَعَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقُلْتُ وَآيِنَ يَهْدَا الْأَمْرَ عَنْهُ أَمَا أَبُوهُ فَحَوَارِيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ الزُّبَيْرَ وَأَمَا جَدُّهُ فَصَاحِبُ الْعَارِ يُرِيدُ أَبَا بَكْرٍ وَأُمَّهُ فَذَاتُ النِّطَاقِ يُرِيدُ أَسْمَاءَ وَأَمَّا خَالَتُهُ فَأُمُّ الْمُؤْمِنِينَ يُرِيدُ عَائِشَةَ وَأَمَّا عَمَّتُهُ فَزَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

۴۲۹۷۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو میں صبح کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا سو میں نے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑو؟ یعنی اس واسطے کہ تو اس سے بیعت نہیں کرتا سو تو حلال کرے لڑنا اللہ کے حرم میں؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اس کام سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں بیشک اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو اور بنو امیہ کو حلال کرنے والے یعنی وہ حرم مکہ میں لڑنے کو جائز جانتے تھے اور قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس کو کبھی نہیں حلال کروں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگ کہتے تھے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرو سو میں نے کہا اور یہ خلافت اس سے بعید نہیں یعنی وہ اس کے مستحق ہیں یعنی اس واسطے کہ ان کا باپ تو حضرت ﷺ کا خالص مددگار ہے یعنی زبیر رضی اللہ عنہ اور اسی طرح نانا اس کا سو صاحب غار ہے یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ماں اس کی تو ذات النطاق

ہے یعنی اسماء رضی اللہ عنہا اور اسی طرح خالہ اس کی سوا ایمانداروں کی ماں ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح پھوپھی اس کی تو حضرت عائشہ کی بیوی ہے یعنی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اسی طرح حضرت عائشہ کی پھوپھی سو اس کی دادی ہے یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا پھر وہ عقیف ہے اسلام میں قاری ہے قرآن کا قسم ہے اللہ کی اگر بنو امیہ مجھ سے سلوک کریں تو بسبب قرابت کے سلوک کریں اور اگر میری پرورش کریں تو میری پرورش کریں بزرگ خاندان یعنی حسب میں سو مقدم کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ پر تویات کو اور اسماء کو اور حمیدات کو مراد ان کی چند پٹن ہیں بنی اسد کے تویت سے اور بنی اسامہ سے اور بنی اسد سے بیٹھک بنو ابن ابی العاص یعنی عبدالملک بن مروان بن حکم ظاہر ہوا اس حال میں کہ چلتا تھا ناز اور نخرے سے اور اسی یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی دم مروڑی۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ حَدِيثَةَ وَأَمَّا عَمَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَدَّتُهُ يُرِيدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَقِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِي لِلْقُرْآنِ وَاللَّهُ إِنَّ وَصَلُونِي وَصَلُونِي مِنْ قَرِيبٍ وَإِنْ رَزُونِي رَبِّي أَكْفَاءُ كِرَامٌ فَائِرُ التَّوَيَاتِ وَالْأَسَامَاتِ وَالْحَمِيدَاتِ يُرِيدُ أَبُطَنَا مِنْ بَنِي أَسَدِ بَنِي تَوَيْتٍ وَبَنِي أَسَامَةَ وَبَنِي أَسَدٍ أَنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ بَرَزَ يَمْشِي قَدَمِيَّةً يَعْنِي عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَإِنَّ لَوِي ذَنْبَهُ يَعْنِي ابْنَ الزُّبَيْرِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے مقدر کیا ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو الخ تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منسوب کیا گیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف اگرچہ امیہ کی اولاد ہی نے پہلے پہل اس کے ساتھ لڑائی شروع کی تھی اور اس کو گھیرا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے پہل لڑائی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شروع ہوئی کہ اس نے ان کو اپنی جان سے ہٹایا اس واسطے کہ اس کے بعد اللہ نے ان کو اس سے رد کیا گھیرا اس نے بنی ہاشم کو تا کہ اس سے بیعت کریں پس شروع کیا اس نے اس چیز میں کہ خبر دیتی ہے ساتھ مباح ہونے لڑائی کے حرم میں اور شاید کہ بعض لوگ اسی وجہ سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو حرم میں لڑائی حلال کرنے والا کہتے ہیں اور یہ جو کہا انا لا احل ابدا یعنی میں لڑائی کو کبھی اس میں مباح نہ کروں گا اور یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ نہ لڑائی کی جائے حرم میں اگرچہ اس سے اس میں مقابلہ کیا جائے اور مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ قول اپنے کے اگر مجھ سے جوڑیں تو بسبب قرابت کے جوڑیں بنی امیہ ہیں جیسے کہ وراثت کرتی ہے اس پر کلام ابی مخنف اخباری کی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو موت حاضر ہوئی تو اپنے بیٹوں کو جمع کیا سو کہا کہ اے بیٹو! جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بیعت لی تو میں نے اس کی کر کو مضبوط کیا اور میں نے لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا بنی امیہ سے کہ اگر ہم کو قبول کریں تو قبول کریں امثال اور اگر ہم کو پرورش کریں تو پرورش کریں بزرگ اور یہ جو کہا بسبب

قربت کے تو یہ اس واسطے ہے کہ بنی امیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے چچیرے بھائی ہیں اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہے اور امیہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف ہے اور عبدالمطلب چچیرا بھائی امیہ کا ہے جو جد ہے مردان بن حکم بن ابی العاص کا اور ہاشم اور عبدشمس دونوں بھائی تھے اور اس کا بیان ایک روایت میں صریح آچکا ہے جیسے کہ روایت کی ہے ابن ابی خنیس نے اپنی تاریخ میں حدیث مذکور میں اس واسطے کہ بیشک اس نے کہا بعد اس قول کے عقیف فی الاسلام فارئی للقرآن اور میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کو چھوڑا اگر مجھ سے سلوک کریں تو سلوک کریں بسبب قربت کے یعنی باوجود اس کے کہ وہ مجھ سے قربت کے سبب سلوک کرتے ہیں میں نے ان کو چھوڑ کر اس کے ساتھ اعتقاد کیا لیکن پھر بھی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے میری قدر شناسی نہ کی اور غیر کو مجھ پر مقدم کیا اور باوجود اس کے کہ میں نے اپنے چچیرے بھائیوں بنی امیہ کو چھوڑ دیا پھر بھی وہ قربت کے سبب مجھ سے سلوک کرتے ہیں اور ساتھ اس کے مستقیم ہوگی کلام اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کا بازو مضبوط کیا سو اس نے غیر کو مجھ پر مقدم کیا تو میں ذلت کے ساتھ راضی نہ ہوا اور لیکن تو تیات پس نسبت ہے طرف بنی تویت بن اسد کی اور اسی طرح اسامات پس نسبت ہے طرف بنی اسامہ بن اسد کی اور رہے حمیدات پس منسوب ہے طرف بنی حمید بن زبیر بن حارث کی کہا ازرقی نے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو بلاتا تھا اذن میں تو بنی اسد کو بنی ہاشم وغیرہ سے پہلے بلاتا تھا پس یہ معنی ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے کہ اس نے مجھ پر تو تیات وغیرہ کو مقدم کیا تو جب عبدالمملک بن مروان حاکم ہوا تو اس نے بنی عبدشمس کو مقدم کیا پھر بنی ہاشم اور بنی مطلب اور بنی نوافل کو پھر دیا بنی حارث کو پہلے بنی اسد کے اور کہا کہ البتہ میں مقدم کروں گا ان پر بعید ترین قریب کے پس تھا کرتا وہ اس کو واسطے مبالغہ کے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں اور یہ جو کہا ہمیشی القدیمیہ تو خطابی وغیرہ نے کہا کہ معنی اس کے تجتر ہیں اور وہ مثال ہے مراد یہ ہے کہ وہ طلب کرتا ہے بڑے کاموں کو اور سبقت چاہتا ہے، کہا ابن اشیر نے کہ قدمیہ کے معنی ہیں مقدم ہونا بزرگی اور فضیلت میں اور یہ جو کہا کہ ابن زبیر نے اپنی دم مروزی تو مراد اس کی ساتھ اس کے متاخر ہونا اور پیچھے رہنا اس کا ہے بڑے کاموں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے بزدلی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹتا ہے اور یہی ہے مناسب واسطے قول اس کے کہ عبدالمملک کے حق میں ہمیشی القدیمیہ یعنی آگے بڑھتا ہے اور جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس واسطے کہ عبدالمملک ہمیشہ اپنے کام میں بڑھتا گیا اور دن بدن اس کے کام میں ترقی ہوتی گئی یہاں تک کہ اس نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے عراق چھین لیا اور اس کے بھائی مصعب کو مار ڈالا پھر مکے میں ابن زبیر کی طرف لشکر تیار کیا اور ہوا جو ہوا اور ہمیشہ رہا کام ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا تنزل اور پستی میں یہاں تک کہ شہید ہوا اللہ ان پر رحم کرے۔ (بخ)

حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ
 قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ دَخَلْنَا عَلَى
 ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَلَا تَعْجَبُونَ لِابْنِ الزُّبَيْرِ
 قَامَ فِي أَمْرِهِ هَذَا فَقُلْتُ لِأَحَاسِبَنَّ نَفْسِي لَهُ
 مَا حَاسَبْتُهَا لِأَبِي بَكْرٍ وَلَا لِعُمَرَ وَلَهُمَا كَانَا
 أَوْلَى بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْهُ وَقُلْتُ ابْنُ عَمَّةِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ
 أَبِي بَكْرٍ وَابْنُ أَخِي خَدِيجَةَ وَابْنُ أُخْتِ
 عَائِشَةَ فَإِذَا هُوَ يَتَعَلَى عَنِّي وَلَا يُرِيدُ ذَلِكَ
 فَقُلْتُ مَا كُنْتُ أَظُنُّ ابْنَ أَبِي أَعْرَضُ هَذَا مِنْ
 نَفْسِي فَيَدَعُهُ وَمَا أَرَاهُ يُرِيدُ خَيْرًا وَإِنْ
 كَانَ لَا بُدَّ لَأَنْ يُرِيَنِي بَنُو عَمِّي أَحَبُّ إِلَيَّ
 مِنْ أَنْ يُرِيَنِي غَيْرُهُمْ.

عباس رضی اللہ عنہما کے پاس اندر داخل ہوئے تو اس نے کہا کہ کیا تم
 ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے تعجب نہیں کرتے کہ اپنے اس کام یعنی خلافت
 میں کھڑا ہوا یعنی لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لیتا ہے سو
 میں نے کہا کہ البتہ میں اس کے واسطے اپنے نفس سے
 جھگڑوں گا نہیں جھگڑا کیا میں نے اس کے واسطے ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ کے اور نہ واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے اور البتہ وہ دونوں
 لائق تر تھے ساتھ ہر ایک نیکی کے اس سے اور میں نے کہا کہ
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور زبیر کا بیٹا ہے اور ابو بکر
 رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا
 بھانجا ہے سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے اونچا ہوتا
 ہے اور نہیں چاہتا کہ میں اس کے خاص دوستوں سے ہوں سو
 میں نے کہا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ میں (اس کے واسطے) اپنے
 نفس سے عاجزی ظاہر کروں اور وہ مجھ سے اس کے ساتھ
 راضی نہ ہو اور نہیں گمان کرتا میں اس کو کہ وہ میرے ساتھ نیکی
 کا ارادہ کرتا ہو یعنی اس کا یہ ارادہ نہیں کہ میرے ساتھ بھلا
 کرے اگرچہ اس سے کوئی چارہ نہیں البتہ میرے چچیرے
 بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا زیادہ تر پیارا ہے مجھ کو اس سے کہ
 ان کا غیر مجھ پر سردار ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں اپنے نفس سے جھگڑا کروں گا یعنی اس کی خیر خواہی میں نہایت کوشش کروں گا اور اس سے ایذا
 دور کرنے میں نہایت کوشش کروں گا اور کہا داؤدی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ البتہ ذکر کروں گا میں مناقب اس کے
 سے وہ چیز جو نہیں ذکر کی میں نے مناقب شیخین سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کام واسطے
 مشترک ہونے لوگوں کے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں برخلاف ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے کہ اس کے مناقب ان کے
 مناقب کی طرح مشہور نہ تھے سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو لوگوں کے واسطے ظاہر کیا واسطے انصاف کرنے ابن عباس رضی اللہ عنہما
 کے اس کے لیے سو جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے انصاف نہ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا اور
 یہ جو کہا کہ میرے چچیرے بھائیوں کا مجھ پر سردار ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے ان کے غیر کے مجھ پر سردار ہونے سے تو تمہی

نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میرا بنی امیہ کی فرمانبرداری میں ہونا بہت پیارا ہے مجھ کو میرے بنی اسد کے فرمانبرداری میں ہونے سے اس واسطے کہ بنی امیہ قریب تر ہیں طرف بنی ہاشم کی بنی اسد سے کما تقدم، واللہ اعلم۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور رجن کے دل کو الفت دلائی جاتی ہے اور کہا مجاہد نے کہ الفت کرتے ان سے ساتھ بخشش کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْمَوْلُفَةُ قُلُوبُهُمْ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَالَفَهُمْ بِالْعَطِيَّةِ.

۴۲۹۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی چیز حضرت ﷺ کی طرف بھیجی گئی سو حضرت ﷺ نے اس کو چار آدمیوں میں تقسیم کیا اور فرمایا کہ میں ان سے لگاؤ کرتا ہوں تو ایک مرد نے کہا کہ آپ نے انصاف نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیرنشانے سے۔

۴۲۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِيءٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَقَالَ أَنَا لَفَهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَا عَدَلْتَ فَقَالَ يَخْرُجُ مِنْ صِصْنِي هَذَا قَوْمٌ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ.

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو بخاری نے ساتھ نہایت اختصار کے اور مبہم چھوڑا گیا ہے اس میں باعث اور مبعوث اور نام چار آدمیوں کا اور جنگ حنین میں ان سب کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں رغبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان پر جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت اور یلمزون کے معنی ہیں عیب دیتے ہیں اور جہدھم اور جہدھم کے معنی ہیں اپنی طاقت۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾ ﴿يَلْمِزُونَ﴾ يَعْيُونَ وَ ﴿جَهْدَهُمْ﴾ وَجَهْدَهُمْ طاقَتَهُمْ.

۴۳۰۰۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کو خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم میں سے بعض آدمی بعض کے واسطے اجرت سے بوجھ اٹھاتا تھا سو ابو عقیل آدھا صاع کھجور لایا اور دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو منافقوں نے کہا کہ بیشک اللہ اس کے صدقے سے بے پرواہ ہے اور اس دوسرے نے تو یہ کام دکھلانے کے واسطے کیا سو اتری یہ آیت کہ جو لوگ

۴۳۰۰ - حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ لَمَّا أَمَرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ فَجَاءَ أَبُو عَقِيلٍ بِنَصْفِ صَاعٍ وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِأَكْثَرٍ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ

طعن کرتے ہیں محبت کے ساتھ خیرات کرنے والے مسلمانوں کو اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی طاقت۔

عَنْ صَدَقَةٍ هَذَا وَمَا فَعَلَ هَذَا الْأَخْرُ إِلَّا رِيَاءً فَزَلَّتْ ﴿الَّذِينَ يَلْمُزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا نہ تھا تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوٰۃ میں اس لفظ سے متحمل یعنی مزدور ٹھہراتے تھے ہم اپنے نفسوں کو بوجھ اٹھانے میں اور یہ جو کہا کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ لایا تو پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث زکوٰۃ میں اس لفظ سے کہ ایک مرد بہت چیز لایا اور ہزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کرو میں چاہتا ہوں کہ ایک لشکر بھیجوں سو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میرے پاس چار ہزار ہے سو میں دو ہزار اپنے اللہ کو قرض دیتا ہوں اور دو ہزار اپنی بیوی لڑکے کے واسطے رکھ لیتا ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے اس میں جو تو نے دیا اور جو اپنے پاس رکھا اور ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جنگ تبوک میں لوگوں کو خیرات کی رغبت دلائی سو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار لائے سو کہا کہ یا حضرت! میرے پاس آٹھ ہزار مال ہے میں چار ہزار آپ کے پاس لایا ہوں اور چار ہزار اپنے پاس رکھ لیا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ برکت کرے تیرے واسطے اس چیز میں کہ تو نے دی اور جو تو نے رکھی اور عاصم بن عدی نے اس دن سو وسق کھجور خیرات کی اور ایک روایت میں ہے کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ چار سو اوقیہ سونے کا لایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس دن نو سو اونٹ لایا اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ ہزار اشرفی لایا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آٹھ ہزار درہم لایا اور یہ سخت اختلاف ہے اس مقدار میں جس کو عبد الرحمن لایا اور زیادہ صحیح طریق یہ ہے کہ وہ آٹھ ہزار درہم تھے۔ اور مطوعین وہ لوگ ہیں جو جہاد کرتے ہیں بغیر استعانت رزق کے، بادشاہ سے یا اس کے غیر سے اور والذین لا یجدون معطوف ہے مطوعین پر۔ (فتح)

۴۳۰۱۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ہم کو خیرات کرنے کا حکم کرتے تھے سو ہم میں سے کوئی اپنے آپ کو بوجھ اٹھانے میں مزدور ٹھہراتا یہاں تک کہ ایک مد اناج لاتا اور بیشک آج ان میں سے ایک کے پاس لاکھ ہے گویا کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو مراد رکھتا ہے۔

۴۳۰۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ أَحَدَكُمْ زَائِدَةٌ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالصَّدَقَةِ فَيَحْتَالُ أَحَدُنَا حَتَّى يَجِيءَ بِالْمَدِّ وَإِنْ لِأَحَدِهِمُ الْيَوْمَ مِائَةُ أَلْفٍ كَانَ يُعْرَضُ بِنَفْسِهِ.

فائدہ: نہیں ذکر کیا اس نے میز لاکھ کا پس احتمال ہے کہ درہم ہوں یا دینار یا مد اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا عمش نے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بہت مالدار ہو گئے تھے کہا ابن بطلان نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے زمانے میں خیرات کرتے تھے جو پاتے تھے یعنی تنگدستی کی حالت میں اور یہ لوگ مالدار ہیں اور خیرات نہیں کرتے اور یہ معنی بعید ہیں اور کہا ابن مزیر نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ باوجود کم ہونے چیز کے خیرات کرتے تھے اور اس میں تکلف کرتے تھے پھر اللہ نے ان پر فراخی کی پس خیرات کرنے لگے فراخی سے اور باوجود نہ خوف ہونے تنگی کے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ حرص کرنا خیرات پر اب واسطے آسان ہونے ماخذ اس کے کی ساتھ فراخی کے کہ اللہ نے ان پر کی اولیٰ ہے حرص کرنے سے اوپر اس کے باوجود تکلیف اٹھانے ان کے کی یا مراد اس کی اشارہ ہے طرف تنگ ہونے گزران کی حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یہ واسطے کم ہونے فتوح اور غنیموں کے ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اشارہ ہے طرف کشادہ ہونے گزران ان کی کے حضرت ﷺ کے بعد واسطے بہت ہونے فتح اور غنیموں کے آپ کے بعد۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾.

۴۳۰۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی منافق مر گیا تو اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے حضرت ﷺ سے آپ کا کرتا مانگا کہ اس میں اپنے باپ کو کفنائے حضرت ﷺ نے اس کو کرتا دیا پھر اس نے حضرت ﷺ سے سوال کیا کہ اس پر نماز پڑھیں سو حضرت ﷺ اس کا جنازہ پڑھنے کو اٹھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا کپڑا پکڑا سو کہا کہ یا حضرت! آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے سو فرمایا کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار

۴۳۰۲ - حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا تُوُفِيَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَعَاءَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَةً يُكْفِنُ فِيهِ أَبَاهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنَّمَا خَيْرِنِي اللَّهُ فَقَالَ ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ قَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾.

بخشش مانگے تو بھی ان کو اللہ ہرگز نہ بخشے گا اور میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ منافق ہے سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور نماز نہ پڑھا ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہوگی تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو بخشش مانگنے اور نہ مانگنے پر اختیار دیا ہے یعنی آیت میں صاف منع نہیں کیا آیت میں تو اللہ نے یہی فرمایا ہے کہ ستر بار بخشش مانگنے سے مغفرت نہ ہوگی میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اگر اس کی مغفرت جانوں اور یہ جو کہا کہ جب عبد اللہ بن ابی مرگیا تو ذکر کیا ہے حاکم نے اکیل میں کہ وہ جنگ تبوک سے پھرنے کے بعد مرا تھا نویں سال ماہ ذی قعدہ میں اور وہ بیس دن بیمار رہا ابتدا اس کی بیماری کی شوال کے اخیر میں تھی کہتے ہیں کہ وہ اور اس کے تابعدار جنگ تبوک سے پیچھے رہے تھے اور انہیں لوگوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿لو خروا فیکم ما زادوکم الا خبالا﴾ اور یہ تقریر رد کرتی ہے ابن تین کے قول کو کہ یہ قصہ ابتدائے اسلام میں تھا پہلے قرار پانے اسلام کے سے اور یہ جو کہا کہ اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو یہ عبد اللہ کا بیٹا اس کا فضلاء اصحاب میں ہے جنگ بدر وغیرہ میں موجود تھا اور شہید ہوا جنگ یمامہ کے دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور مجملہ اس کے مناقب سے یہ ہے کہ اس کے باپ کی بعض باتیں اس کو پہنچیں سو اس نے آ کر حضرت ﷺ سے اس کے مار ڈالنے کی اجازت مانگی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھی طرح سے اس کی صحبت کر اور شاید کہ وہ اپنے باپ کو ظاہر میں مسلمان جانتا تھا پس اسی واسطے اس نے حضرت ﷺ سے التماس کی کہ اس کے پاس حاضر ہوں اور اس کا جنازہ پڑھیں اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ یہ کام اس نے اپنے باپ کی وصیت سے کیا تھا اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو عبد الرزاق اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے مرتے وقت حضرت ﷺ کو بلا بھیجا سو جب حضرت ﷺ اس کے پاس اندر گئے تو فرمایا کہ ہلاک کیا تجھ کو یہود کی محبت نے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں نے آپ ﷺ کو اس واسطے بلایا ہے کہ آپ میرے واسطے مغفرت مانگیں میں نے آپ کو اس واسطے نہیں بلایا کہ مجھ کو جھڑکیں پھر اس نے حضرت ﷺ سے آپ کا کرتا مانگا حضرت ﷺ نے اس کا سوال قبول کیا اور یہ حدیث مرسل ہے باوجود معتبر

ہونے اس کے راویوں کے اور قوی کرتی ہے اس کو وہ چیز جو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی بيار ہوا تو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور اس سے کلام کیا تو اس نے کہا کہ میں نے سمجھا جو آپ نے کہا سو آپ مجھ پر احسان کیجئے اور مجھ کو اپنے کرتے میں کفن دیجیئے اور مجھ پر نماز پڑھیے حضرت ﷺ نے اسی طرح کیا اور شاید مراد عبد اللہ بن ابی کی ساتھ اس کے ہٹانا عار کا تھا اپنی اولاد اور قریبیوں سے اس کے مرنے کے بعد سو ظاہر کی اس نے رغبت بیچ نماز حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور حضرت ﷺ نے اس کے ظاہر حال سے اس کا سوال قبول کیا یہاں تک کہ اللہ نے اس سے پردہ اٹھایا اور کھول کر بیان فرمایا کما سباتی اور یہ خوب تر جواب ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ اس قصے کے اور یہ جو کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حضرت ﷺ کا کپڑا پکڑا تو ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں حضرت ﷺ کی طرف اٹھ کھڑا ہوا سو میں نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا؟ اشارہ کیا انہوں نے اس کے قول کی طرف ﴿لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفصوا﴾ اور اس کے اس قول کی طرف کہ ﴿لیخرجن الاعز منها الاذل﴾ ویاتی بیان فی تفسیر سورۃ المنافقین اور یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے تو اس طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں مطلق ہونا نبی کا نماز سے یعنی اس میں نماز کی ممانعت ہے اور یہ نہایت مشکل ہے اشکال یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہاں سے سمجھ کر کہی کہ اللہ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے سو بعض نے کہا کہ یہ بعض راویوں سے وہم ہے اور کہا قرطبی نے کہ شاید یہ واقع ہوا تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں پس ہو گا الہام کے قبیل سے اور احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز کا منع ہونا اس آیت سے سمجھا ہو ﴿ماکان للنسی والذین آمنوا ان یتستغفروا للمشرکین﴾ میں کہتا ہوں دوسرا احتمال یعنی جو قرطبی نے کہا قریب تر ہے پہلے احتمال سے اس واسطے کہ منافقوں پر نماز پڑھنے سے پہلے نبی نہیں گزری اس دلیل سے کہ اس نے اس حدیث کے اخیر میں کہا کہ پھر اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿ولا تصل علی احد منہم﴾ اور ظاہر یہ ہے کہ باب کی روایت میں مجاز ہے بیان کیا ہے اس کو اس روایت نے جو اس سے پہلے باب میں عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ساتھ اس لفظ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو ان کے واسطے بخشش مانگنے سے منع کیا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس سے طبری وغیرہ نے پس شاید کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت سے سمجھا جو اکثر اور غالب ہے عرب کی زبان سے کہ حرف او تخمیر کے واسطے نہیں بلکہ واسطے برابر کرنے کے ہے عدم وصف مذکور میں یعنی ان کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا برابر ہے اور یہ مانند اس آیت کے ہے ﴿سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم﴾ لیکن دوسرا صریح تر ہے اور اس واسطے وارد ہوا ہے کہ یہ آیت اس قصے کے بعد اتاری اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿سبعین مرفۃ﴾ سے سمجھا کہ وہ

مبالغہ کے واسطے ہے اور عدد معین کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ مراد نفی مغفرت کی ہے واسطے ان کے یعنی ان کی مغفرت نہیں ہوگی اگرچہ بہت ہو مانگنا بخشش کا پس حاصل ہوگی اس سے نہی بخشش مانگنے سے پس مطلق کہا اس نے اس کو اور نیز عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ مقصود اعظم مردے پر نماز پڑھنے سے مانگنا مغفرت کا ہے واسطے مردے کے اور شفاعت کرنا واسطے اس کے پس اس واسطے لازم پکڑا اس نے نہی مغفرت مانگنے کی سے نماز کے نہ پڑھنے کو پس اسی واسطے آیا ہے اس سے اس روایت میں مطلق ہونا نہی کا نماز سے اور انہیں امروں کے واسطے انکار کرنا چاہا اس نے عبد اللہ بن ابی پر نماز پڑھنے سے یہ تقریر ہے اس چیز کی جو صادر ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سے باوجود اس چیز کے جو پہچانی گئی ہے سخت ہونے ان کے سے واسطے کفار اور منافقوں کے اور کہا زین بن میر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے حرص کرنے کے حضرت ﷺ پر اور واسطے مشورہ کے نہ واسطے لازم کرنے آپ کے کی اور نہیں بعید ہے یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو ایسی باتوں میں اجازت دی ہوئی ہو پس نہیں مستزم ہے جو واقع ہوا عمر رضی اللہ عنہ سے اس بات سے کہ اس نے اجتہاد کیا اس نے باوجود نص کے جیسا کہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے ایک قوم نے اس کے جائز ہونے میں اور بے شک اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے فقط اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس کو پکڑا کھینچنے اور خطاب کرنے میں کچھ نہ کہا بلکہ اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اس باب میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو ان کی مغفرت مانگنے اور نہ مانگنے میں اختیار دیا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹ مجھ سے اے عمر! سو جب میں نے آپ سے بہت بار کہا تو فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث نے جس جگہ آیت مذکورہ کو ذکر کیا ہے اور قول آپ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ مغفرت مانگوں گا تو اس کی مغفرت ہو تو میں ستر بار سے زیادہ مانگتا اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جازم ہے ساتھ قصے زیادہ کے اور زیادہ تر تاکید کرنے والی اس سے وہ چیز ہے جو قنادہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو تم ہے اللہ کی کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں گا اور یہ زیادتی دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ اس پر نماز کی حالت میں بہت دیر تک اس کے واسطے بخشش مانگتے رہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر اس کے سو واقدی نے ذکر کیا ہے کہ جمع نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کو نہیں دیکھا کہ کبھی کسی کے جنازے میں درازی کی ہو جو عبد اللہ بن ابی کے جنازے میں یعنی بہت دیر تک اس کے جنازے میں کھڑے رہے اور طبری نے شععی سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز اللہ ان کو نہ بخشے تو حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں ان کے واسطے بخشش مانگتا ہوں ستر

بار اور ستر بار اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس قصے کے جس نے عدد کے مفہوم کو حجت ٹھہرایا ہے اور اسی طرح مفہوم صفت کو بطریق اولیٰ اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے سمجھا کہ جو ستر بار سے زیادہ ہو وہ ستر کے برخلاف ہے سو فرمایا کہ البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اور جس نے مفہوم کو حجت نہیں ٹھہرایا اس نے جواب دیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باقی قصے میں اور یہ حجت کو رد نہیں کرتا اس واسطے کہ اگر قائم ہو دلیل اس پر کہ مقصود ساتھ ستر بار کے مبالغہ ہے تو البتہ ہوگا استدلال ساتھ مفہوم کے باقی اور جزم کرنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا ساتھ اس کے کہ وہ منافق ہے جاری ہوا ہے اس چیز کی بنا پر کہ تھے اطلاع پاتے اس کے حالات پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کے قول کو نہ لیا واسطے جاری کرنے اس کے کی ظاہر اسلام پر کما تقدم تقریرہ اور واسطے اصحاب کے ساتھ ظاہر حکم کے اور واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اکرام اس کے بیٹے کے سے جس کی صلاحیت ثابت ہو چکی ہے اور واسطے الفت دلانے اس کی قوم کے اور دور کرنے فساد کے اور حضرت ﷺ ابتدا امر میں مشرکوں کی تکلیف پر صبر کرتے تھے اور معاف اور درگزر کرتے تھے پھر حضرت ﷺ کو مشرکوں سے لڑنے کا حکم ہوا سو یہ بدستور رہا آپ کا درگزر کرنا اور معاف کرنا اس شخص سے جو بظاہر مسلمان ہوا اگرچہ وہ باطن سے مسلمان نہ ہو واسطے مصلحت الفت دینے کے اور نہ نفرت دلانے کے آپ سے اور اسی واسطے فرمایا کہ نہ چرچا کریں لوگ کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو مار ڈالتا ہے پھر جب فتح حاصل ہوئی اور مشرکین اسلام میں داخل ہوئے اور کافر کم ہوئے اور ذلیل ہوئے تو حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے منافقوں کے اور محمول کرنے ان کے کی اوپر حکم حق تلخ کے خاص کر اور البتہ تھا یہ پہلے نازل ہونے نہیں صریح کے منافقوں پر نماز پڑھنے سے اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ حکم کیے گئے ساتھ ظاہر کرنے ان کے کی اور ساتھ اس تقریر کے دور ہوگا اشکال اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے اس قصے میں ساتھ حمد اللہ کے اور کہا خطاب نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت ﷺ نے جو کیا ساتھ عبد اللہ بن ابی کے واسطے کمال شفقت آپ کی کے واسطے اس شخص کے جو متعلق ہوا ساتھ طرف دین کے اور واسطے خوش کرنے دل اس کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے جو نیک مرد تھا اور واسطے الفت دینے قوم اس کی کے خزر ج سے واسطے رئیس ہونے اس کے کی بیچ ان کے پس اگر اس کے بیٹے کا سوال قبول نہ کرتے اور اس پر نماز نہ پڑھتے تو اس کے بیٹے پر شرمساری ہوتی اور اس کی قوم پر عار ہوتی سو استعمال کیا اچھا کام ریاست میں یہاں تک کہ آپ کو ممانعت ہوئی اور بعض اہل حدیث بنے مائل کی ہے طرف صحیح کرنے اسلام عبد اللہ بن ابی کے واسطے نماز پڑھنے حضرت ﷺ کے اوپر اس کے اور غفلت کی ہے انہوں نے آیتوں اور حدیثوں سے جو تصریح کرنے والی ہیں بیچ حق اس کے کی ساتھ اس چیز کے کہ اس کے منافی ہے اور نہیں واقف ہوا اس میں کسی جواب شافی پر سو اس نے دلاوری کی ہے اوپر دعوے مذکور کے اور وہ مخرج ہے ساتھ اجماع پہلوں کے برخلاف اس کے قول کے اور ان کے اتفاق کے اوپر ترک کرنے ذکر اس کے کی اصحاب کی کتابوں میں باوجود

مشہور ہونے اس کے اور ذکر کرنے اس شخص کے کی جو کئی گنا اس سے کم ہے اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ سے اس قصے میں کہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر کہا سو ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا کرتہ اس سے اللہ کا عذاب کچھ نہ ہٹا سکے گا اور میں امید وار ہوں کہ اس سبب سے اس کی قوم سے ہزار آدمی مسلمان ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی تو حضرت ﷺ نے اس کے بعد کبھی کسی منافق پر نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی۔ (فتح الباری)

۴۳۰۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی مر گیا تو حضرت ﷺ اس کے واسطے بلائے گئے تاکہ اس پر نماز جنازہ پڑھیں سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف اٹھا سو میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا؟ میں آپ پر ابن ابی کا قول گننے لگا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ پیچھے ہٹا مجھ سے اپنی کلام کو اے عمر! (یعنی مجھ سے کلام مت کر) سو جب میں نے آپ کو بہت کہا تو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو میں نے اختیار کیا ایک طرف کو اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر بار سے زیادہ بخشش مانگوں تو اس کی مغفرت ہوگی تو البتہ میں ستر بار سے زیادہ مانگتا کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی پھر پھرے سو نہ ٹھہرے مگر تھوڑا یہاں تک کہ برأت کی دونوں آیتیں اتریں کہ نہ نماز پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر اللہ کے قول فاستقون تک، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں نے تعجب کیا اس کے بعد اپنی دلیری سے حضرت ﷺ پر اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔

۴۲۰۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَقَالَ غَيْرُهُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُبَيٍّ سُلُوبٌ دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُتَ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّصَلِنِي عَلَى ابْنِ أَبِي وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا قَالَ أَعِدُّدْ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخْرَجَ عَنِّي يَا عَمْرُو فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّي خَيْرٌ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّعِينِ يُعْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلِّيَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمُكِّثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَاتَانِ مِنْ بَرَاءَةِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾ إِلَى

قَوْلِهِ «وَهُمْ فَاسِقُونَ» قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدَ
مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ.

فائدہ: آخر عنی یا عمر یعنی پیچھے بنا مجھ سے اپنی کلام کو اور مشکل جانا ہے داؤدی نے حضرت ﷺ کے اس حالت میں ہنسنے کو باوجود اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کا صنگ تبسم تھا اور جنازے کے حاضر ہونے کے وقت ایسا نہ کرتے تھے اور جواب اس کا یہ ہے کہ روای نے کھلے چہرے کو اس کے ساتھ تعبیر کیا واسطے لگاؤ دلانے عمر رضی اللہ عنہ کے اور خوش کرنے دل اس کے کو مانند عذر کرنے والے کی ترک قبول کلام اس کے سے اور مشورے اس کے سے اور یہ جو کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی حضرت ﷺ نے جو اس پر نماز جنازہ پڑھی تو اس کی حکمت اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے مجھ کو معلوم نہیں میں نے ناحق ایسی دلیری کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ «وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ»
باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور نہ نماز پڑھو کسی پر ان میں سے جو مر جائے اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر۔

فائدہ: ظاہر آیت کا یہ ہے کہ وہ سب منافقوں کے حق میں اتری لیکن وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے کہ وہ ان میں سے ایک عدم معین کے حق میں اتری کہا واقدی نے خبر دی ہم کو معمر نے زہری سے اس نے روایت کی حذیفہ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بھید کہتا ہوں سو اس کو کسی سے ذکر نہ کرنا مجھ کو منع ہوا نماز پڑھنے سے فلانے فلانے پر منافقوں کی ایک جماعت میں کہا پس اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب کسی کے جنازہ پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ جاتے تو ان کے ساتھ چلتے نہیں تو اس پر نماز نہ پڑھتے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بارہ مرتبے اور عنقریب گزر چکی ہے حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں باقی رہا ان میں سے مگر ایک مرد اور شاید حکمت بیچ خاص ہونے مذکورین کے ساتھ اس کے یہ ہے کہ اللہ کو معلوم تھا کہ وہ کفر پر مرے گے برخلاف ان لوگوں کے جو ان کے سواتھے کہ انہوں نے توبہ کی۔ (فتح)

۴۳۰۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرگیا تو اس کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو اس میں کفنائے پھر اس پر نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا کپڑا کپڑا پس کہا کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ وہ منافق ہے اور البتہ اللہ نے آپ

۴۳۰۴۔ حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبٍ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا
أَنَسُ بْنُ عِيَّاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ لَمَّا
تَوَفَّى عَبْدُ اللَّهِ بْنَ أَبِي جَعَاءَ ابْنَةُ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهَا قَمِيصَةً وَأَمَرَهُ أَنْ يَكْفِنَهُ فِيهِ

کو منع کیا ہے ان کی بخشش مانگنے سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے سو کہا کہ منافقوں کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے اللہ ان کو، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سو حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری اور نہ نماز پڑھ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر بیشک وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور مرے بے علم۔

ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي عَلَيْهِ فَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِنُوبِهِ فَقَالَ تَصَلِّي عَلَيْهِ وَهُوَ مُنَافِقٌ وَقَدْ نَهَاكَ اللَّهُ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ إِنَّمَا خَيْرَنِي اللَّهُ أَوْ أَخْبَرَنِي اللَّهُ فَقَالَ «اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ» فَقَالَ سَأَزِيدُهُ عَلَى سَبْعِينَ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَيْنَا مَعَهُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ «وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ»

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو اختیار دیا ہے یعنی بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں اور مشکل جانا گیا ہے سمجھنا اختیار کا اس آیت سے یعنی مراد اس آیت میں ستر بار سے مبالغہ ہے حضرت ﷺ نے اس سے اختیار کس طرح سمجھا یہاں تک کہ اکابر علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کی صحت میں طعن کیا ہے باوجود اس کے کہ اس کے طریقے بہت ہیں اور شیخین وغیرہ صحیح کے تخریج کرنے والوں کا اس کی تصحیح پر اتفاق ہے اور یہ اتفاق اہل حدیث کا اس کی تصحیح پر پکارتا ہے کہ جو لوگ اس کی صحت کے منکر ہیں ان کو حدیث کی پہچان نہیں اور حدیث کے کئی طریقوں پر اطلاع نہیں ہے کہا ابن نمیر نے کہ آیت کے معنی میں لوگوں کے قدم پھسل گئے ہیں یہاں تک کہ قاضی ابو بکر نے اس کی صحت سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں جائز ہے یہ کہ قبول کی جائے یہ حدیث اور نہیں صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسی بات کہیں اور اسی طرح کہا ہے امام الحرمین اور غزالی وغیرہ نے اور سب صحیح انکار کرنے ان کے کی اس کی صحت سے وہ چیز ہے کہ قرار پا چکی ہے نزدیک ان کے اس قسم سے کہ پہلے بیان کیا ہے ہم نے اور وہی ہے جس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حرف او کا واسطے برابر کرنے کے ہے واسطے اس چیز کے کہ چاہتا ہے اس کو سیاق قسے کا اور عدد ستر کا محمول ہے مبالغہ پر کہا ابن نمیر نے کہ نہیں ہے نزدیک اہل بیان کے تردد اس میں کہ خاص کر تا عدد کا اس سیاق میں مراد نہیں اور نیز پس شرط قول کی ساتھ مفہوم صفت کے اور اسی طرح عدد کی نزدیک ان کے ہم مثل ہونا منطوق کا ہے واسطے مسکوت کے اور نہ ہونے اور فائدے کے اور اس جگہ واسطے مبالغہ کے فائدہ واضح ہے پس مشکل ہے قول حضرت ﷺ کا کہ میں ستر بار

سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ حکم اس کا اور زیادہ کا ایک ہے اور جواب دیا ہے بعض نے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ کہا ہو حضرت ﷺ نے یہ واسطے اصحاب حال کے اس واسطے کہ جائز ہونا مغفرت کا ساتھ زیادت کے تھا ثابت پہلے آنے آیت کے پس جائز ہے کہ ہو باقی اپنے اصل پر جائز ہونے میں اور یہ جواب خوب ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ عمل ساتھ باقی رہنے کے حکم پر باوجود سمجھنے مبالغہ کے دونوں منافی نہیں پس گویا کہ جائز رکھا آپ نے یہ کہ حاصل ہو مغفرت ساتھ زیادتی کے ستر سے نہ یہ کہ آپ نے اس کے ساتھ جزم کیا اور نہیں پوشیدہ ہے وہ چیز کہ اس میں ہے اور بعض متاخرین نے اس سے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا تو یہ آپ نے اس کے قرابتوں کے دل کو الفت دینے کے واسطے فرمایا نہ یہ کہ آپ نے ارادہ کیا کہ اگر ستر بار سے زیادہ مانگیں گے تو اس کی مغفرت ہوگی لیکن ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ ثابت ہو چکی ہے روایت ساتھ قول آپ کے کہ ستر بار سے زیادہ مانگوں گا اور آپ کا وعدہ سچا ہے خاص کر ثابت ہو چکا ہے قول آپ کا لازیدن ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ استغفار بجائے دعا کے ہے اور جب بندہ اپنے رب سے اپنی حاجت مانگے تو یہ سوال کرنا اس کا رب سے بجائے ذکر کے ہوتا ہے لیکن وہ باعتبار طلب تعجیل مطلوب کے نہیں ہے عبادت پس جب اس طرح ہوا اور مغفرت اپنے نفس میں ممکن ہے اور تعلق پکڑا ہے علم نے ساتھ نہ ہونے نفع اس کے نہ ساتھ غیر اس کے پس ہوگی طلب اس کی نہ واسطے غرض حاصل ہونے اس کے بلکہ واسطے تعظیم مانگی گئی کے سو جب مغفرت دشوار ہو تو دعا کرنے والے کو اس کے بدلے ثواب ملتا ہے جو اس کے لائق ہو یا بدی دفع ہوتی ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے حدیث میں اور کبھی حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے تخفیف ان لوگوں سے جن کے واسطے دعا مانگی گئی جیسا کہ ابوطالب کے قصے میں ہے یہ معنی ہیں ابن منیر کی کلام کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے طلب مغفرت کے مشروع ہونے کو واسطے اس شخص کے کہ مجال ہے واسطے اس کے مغفرت شرعا اور البتہ وارد ہو چکا ہے انکار اس کا اس آیت میں کہ نہیں جائز ہے واسطے پیغمبر کے اور ایمانداروں کے کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اور اس قصے کی اصل میں ایک اور اشکال واقع ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مطلق فرمایا کہ مجھ کو اختیار دیا گیا ہے بخشش مانگنے اور نہ مانگنے میں ساتھ اس آیت کے کہ ان کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اور لیا ساتھ مفہوم عدد ستر کے اور فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ مانگوں گا باوجود اس کے کہ بہت مدت اس سے پہلے یہ آیت اتر چکی تھی ﴿ما کان للنبی والذی آمنوا ان یتستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولیٰ قرینی﴾ اس واسطے کہ یہ آیت ابوطالب کے قصے میں اتری جب کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگوں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری اور ابوطالب کی وفات کے میں تھی ہجرت سے پہلے بالاتفاق اور عبداللہ بن ابی کا یہ قصہ نویں سال ہجری میں تھا کما تقدم پس کس طرح جائز ہوگا باوجود اس کے کہ استغفار واسطے منافقوں کے باوجود

بزم کرنے کے ساتھ کفرانِ حکے کی نفس آیت میں اور جواب دیا ہے بعض نے اس سے کہ منع وہ استغفار ہے جس کی اجازت کی امید کی جائے یہاں تک کہ ہو مقصود اس کا حاصل کرنا مغفرت کا واسطے ان کے جیسا کہ ابوطالب کے قصے میں ہے برخلاف استغفار کے عبد اللہ بن ابی جیسے کے حق میں اس واسطے کہ وہ استغفار ہے واسطے قصد خوش کرنے دل ان لوگوں کے جو ان سے باقی رہے اور یہ جواب میرے نزدیک پسند نہیں اور مثل اس جواب کی ہے قول زینبی کا یعنی وہ بھی میرے نزدیک پسند نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اگر تو سوال کرے کہ کس طرح پوشیدہ رہا اور پر زیادہ تر فصیح خلق کے اور زیادہ تر خبرداران کے کی ساتھ اسلوبوں کلام کے اور تمثیلوں اس کی کے کہ مراد ساتھ اس عدد کے یہ ہے کہ استغفار اگرچہ بہت ہو فائدہ نہیں دیتا خاص کر اور یہ آیت اس کے ساتھ متصل ہے ﴿ذَلِكْ بَانَهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ پس بیان کیا اس آیت نے صارف کو ان کی مغفرت سے، میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت ﷺ پر پوشیدہ نہیں رہا لیکن کیا آپ نے جو کیا اور فرمایا جو فرمایا واسطے ظاہر کرنے نہایت رحمت اور نرم دلی کے امت پر اور وہ مانند قول ابرہیم علیہ السلام کے ہے ﴿وَمِنْ عَصَانِيْ فَانَكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور بیچ ظاہر کرنے حضرت ﷺ کی رحمت مذکورہ کے لطف ہے ساتھ امت اپنی کے اور باعث ہے اور پر رحمت کرنے بعض کے واسطے بعض کے اٹھی۔

اور البتہ تعاقب کیا ہے اس کا ابنِ منیر وغیرہ نے اور کہا نہیں جائز ہے نسبت کرنا اس چیز کی کہ کہی اس نے طرف رسول ﷺ کی اس واسطے کہ اللہ نے خبر دی ہے کہ وہ کافروں کو نہیں بخشا اور جب کہ ان کو نہیں بخشا تو ان کے واسطے مغفرت مانگنا محال ہے اور طلب کرنا محال کی نہیں واقع ہوتی حضرت ﷺ سے اور بعض کہتے ہیں کہ مشرک کے واسطے بخشش مانگنے کی بھی نہیں مستزم ہے نہی کو استغفار سے واسطے اس شخص کے کہ مرے اس حالت میں کہ ظاہر کرنے والا ہو اسلام کو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس کا اعتقاد صحیح ہو اور یہ جواب خالص ہے اور اس آیت کی بحث کتاب الجہانز میں گزر چکی ہے اور ترجیح اس کو ہے کہ اس آیت کا نازل ہونا ابوطالب کے قصے سے نہایت پیچھے ہے اور یہ کہ جو اس کے قصے میں اترا وہ یہ قول اللہ کا ہے ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مِنْ اٰحِبِّيْنَ﴾ اور میں نے اس کی دلیل وہاں لکھی ہے مگر یہ کہ اس آیت کے بقیہ میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ وہ کافر ہوئے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے اور یہ تصریح دلالت کرتی ہے کہ نازل ہونا اس آیت کا قصے سے پیچھے ہے اور شاید جو آیت پہلے اتری اور جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے تمسک کیا ہے ﴿اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ خاص کر اس جگہ تک اور اسی واسطے اقتصار کیا عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں تخییر پر اور سبعین کے ذکر پر پھر جب واقع ہوا قصہ مذکورہ تو اللہ نے ان کا پردہ اٹھا دیا اور خلقت میں ان کو رسوا کیا اور ان پر پکارا کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور شاید یہی بھید ہے اس میں کہ اقتصار کیا ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ترجمہ میں اس آیت سے اس قدر پر اس قول تک ﴿فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ اور اس کتاب کے کسی نسخے میں پوری آیت واقع نہیں ہوئی جیسے کہ

جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت مختلف ہونے راویوں کی جو اس سے روایت کرتے ہیں اور جب کوئی منصف غور کرنے والا غور کرے تو معلوم کر لے گا کہ جو اس حدیث کو رد کرتا ہے یا اس کی تاویل میں تعسف کرتا ہے اس کو اس پر باعث یہ بات ہوئی کہ اس نے گمان کیا کہ اللہ کا قول ﴿ذَلِكْ بَانِهْمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ﴾ اتر ساتھ قول اس کے ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ یعنی اس کا گمان یہ ہے کہ یہ ساری آیت ایک ہی بار اتری اس واسطے کہ اگر فرض کیا جائے کہ یہ آیت ساری ایک ہی بار اتری تو البتہ قرین ہوگی ساتھ نبی کے علت اور یہ صریح ہے اس میں کہ تھوڑا استغفار اور بہت نہیں فائدہ دیتا نہیں تو جب فرض کیا جائے جو میں نے لکھا کہ قدر یعنی ﴿ذَلِكْ بَانِهْمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ﴾ آیت کے اول سے پیچھے اتر تو دور ہوگا اشکال اور جب امر اس طرح ہوا تو حجت تمسک کرنے والے کی قصے سے ساتھ مفہوم عدد کے صحیح ہے اور واقع ہونا اس امر کا حضرت ﷺ سے بطور تمسک کے ساتھ ظاہر کے اس چیز کی بنا پر کہ مشروع ہے احکام میں یہاں تک کہ قائم ہو دلیل صارف اس سے نہیں ہے کوئی اشکال بیچ اس کے سو واسطے اللہ کے ہے سب تعریف اس چیز پر کہ الہام کی اور سکھائی اور حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء والے نے اس میں ایک جز لکھی ہے اس میں اس نے اس حدیث کے سب طریق جمع کیے ہیں اور اس کے معنوں پر کلام کیا ہے سو میں نے اس کو چھاننا ہے سو اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے کہا کہ واقع ہوا ہے ابو اسامہ وغیرہ کی روایت میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ اللہ نے آپ کو منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور نہیں بیان کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کل نبی کا کہ اللہ نے یہ کس جگہ فرمایا ہے سو واقع ہوا ہے بیان اس کا ابو ضمیرہ کی روایت میں عمری سے اور وہ یہ ہے کہ مراد اس کی ان پر نماز پڑھنے سے استغفار کرنا یعنی بخشش مانگنا ہے واسطے ان کے اور اس کا لفظ یہ ہے وقد نھاك اللہ ان تستغفر لھم کہا اور بیچ قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے چھوڑ کر حضرت ﷺ کی پیروی کی اور تنبیہ کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس قصے کو حضرت ﷺ سے بلا واسطہ اٹھایا ہے برخلاف ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ اس نے اس قصے کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اٹھایا وہ وہاں حاضر نہیں تھے کہا ابو نعیم نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گواہی دینا مرد پر ساتھ اس چیز کے کہ ہو وہ اوپر اس کے زندگی کی حالت میں اور مرنے کی حالت میں واسطے دلیل قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کہ عبد اللہ منافق ہے اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہ کیا اور لیا جاتا ہے اس سے کہ مردوں کو برا کہتا وہ منع ہے جس کے ساتھ مقصود گالی دینا ہو نہ تعریف اور یہ کہ جاری ہوتے ہیں منافق پر احکام ظاہر اسلام کے اور یہ کہ مردے کے مرنے کی خبر دینا مجر نہیں داخل ہے نہی منہی عنہ میں یعنی اس موت کی خبر دینے میں جو منع ہے اور اس میں جواز سوال کرنا مالدار کا ہے اس شخص کو جس کی برکت کی امید کی جاتی ہو کچھ چیز مال اس کے سے واسطے ضرورت دینی کے اور یہ کہ جائز ہے رعایت زندہ آدمی کی جو فرمانبردار ہو ساتھ احسان کرنے کے طرف مردے گنہگار کی اور یہ کہ جائز

ہے کفنانا ساتھ کپڑے سلے ہوئے کے اور جائز ہونا تاخیر بیان کا وقت نزول سے حاجت کے وقت تک اور عمل کرنا ساتھ ظاہر کے جب کہ نص میں احتمال ہو اور یہ کہ جائز ہے تنبیہ کرنا مفضول کی فاضل کو اس چیز پر کہ وہ گمان کرے کہ وہ اس سے بھول گیا اور تنبیہ کرنا فاضل کی مفضول کو اس چیز پر کہ اس کو مشکل ہو اور یہ کہ جائز ہے استفسار سائل کا مسئول سے اور عکس اس کا اس چیز سے کہ احتمال رکھے جو ان کے درمیان دائرہ ہوا اور یہ کہ جائز ہے تمسک کرنا وقت حاضر ہونے جنازے کے نزدیک موجود ہونے اس چیز کے کہ اس کو چاہے اور البتہ مستحب جانا ہے اہل علم نے نہ ہنسنے کو بہ سبب تمام ہونے خشوع کے پس مستثنیٰ ہوگا اس سے جس کی حاجت ہو اور اللہ کے ساتھ ہے توفیق۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِعَرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَا وَاهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾.

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ایک ٹکڑا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو دراز ہے اس کی توبہ کے قصے میں جو متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے۔ (فتح)

۴۳۰۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنَ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوكَ وَاللَّهِ مَا أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي أَعْظَمَ مِنْ صِدْقِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِينَ كَذَبُوا حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيُ ﴿سَيَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْفَاسِقِينَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ قسمیں کھائیں تمہارے پاس کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں سے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ قسمیں کھائیں تمہارے پاس کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں سے۔

فائدہ: یہ باب ابو ذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں بغیر ترجمہ کے ہے اور دوسرے لوگوں کی روایت میں یہ باب نہیں اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ وہ فاسقوں کے حق میں اتری۔

بَابُ قَوْلِهِ «وَأَخْرَوْنَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ»

باب ہے بیان میں اس آیت کے یعنی بعض دوسروں نے مان لیا اپنا گناہ ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ معاف کرے ان کو بیشک اللہ بخشنے والا ہے مہربان۔

۴۳۰۶۔ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو فرمایا کہ آج رات دو مرد میرے پاس آئے سو انہوں نے مجھ کو اٹھایا (اور مجھ کو لے چلے) سو ہم ایک شہر کی طرف پہنچے جو بنایا گیا تھا سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ سے سو ہم کو بہت مرد آگے آئے کہ ان کا آدھا بدن جیسے تو نہایت خوب صورت آدمی دیکھے اور آدھا بدن جیسے تو نہایت بد صورت آدمی دیکھے ان دونوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس دریا میں گر پڑو سو وہ اس میں گر پڑے پھر ہماری طرف پھرے اس حال میں کہ یہ بدی ان سے دور ہوئی سو وہ نہایت خوب صورت ہو گئے دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے یعنی بہشت ہے ہمیشہ رہنے والا اور یہ ہے جگہ تیری دونوں نے کہا کہ چنانچہ جن لوگوں کا آدھا بدن خوب صورت اور آدھا بدن بد صورت تھا سو بیشک انہوں نے ملایا ایک نیک کام اور دوسرا بد درگزر کی اللہ نے ان سے اور معاف کیے ان کے گناہ۔

۴۳۰۶۔ حَدَّثَنَا مُوَمَّلٌ هُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا أَتَانِي اللَّيْلَةَ اتِّبَانٍ فَابْتَعَانِي فَانْتَهَيْتَنَا إِلَى مَدِينَةِ مَبْنِيَةِ بِلْبِنٍ ذَهَبٍ وَلَبِنٍ فِضَّةٍ فَلَتَقَانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ وَشَطْرٌ كَأَفْجَحِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ قَالَا لَهُمْ اذْهَبُوا فَبَقُوا فِي ظِلِّ النَّهْرِ فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَا لِي هَذِهِ جَنَّةٌ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ قَالَا أَمَا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تعبیر میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ «مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ»

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہیں جائز پیغمبر کو اور ایمانداروں کو یہ کہ بخشش مانگیں واسطے مشرکوں کے۔

۴۳۰۷۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کو وفات حاضر ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس اندر گئے اور اس کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بیٹھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا کہہ لا الہ الا اللہ کہ میں اللہ کے نزدیک اس کلمہ کہنے سے تیرے واسطے جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشواؤں گا سو ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب! کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک کہ مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہو سو یہ آیت اتری کہ پیغمبر اور ایمانداروں کو لائق نہیں کہ مغفرت مانگیں واسطے مشرکوں کے اگرچہ قرابت والے ہوں بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان کو کہ مشرک دوزخی ہیں۔

۴۳۰۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ عَمٍّ قُلَّ لِي إِلَّا اللَّهُ أَحَاجُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ يَا أَبَا طَالِبٍ أترغب عن ملة عبدالمطلب فقال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَعْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنَا عَنْكَ فَتَزَلَّ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ اللہ مہربان ہو پیغمبر پر اور مہاجرین اور انصار پر جو ساتھ رہے پیغمبر کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جائیں بعض کے ان میں سے پھر مہربان ہو ان پر وہ ان پر مہربان ہے رحم کرنے والا ہے۔

۴۳۰۸۔ حضرت عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب کا اس کی اولاد سے جب کہ وہ اندھے ہو گئے تھے کہا سنا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس کی حدیث میں اور تین شخص پر جو موقوف رکھے گئے کہا اپنی حدیث کے

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ لَمَّا تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾.

۴۳۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح قَالَ أَحْمَدُ وَحَدَّثَنَا عَبْسَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ

اخیر میں ہے کہ میری توبہ کے شکر یہ سے ہے کہ میں اپنا سب مال اللہ اور اس کے رسول کے واسطے صدقہ کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے کہ وہ تیرے واسطے بہتر ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور تین شخص جو موقوف رکھے گئے توبہ سے یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے اپنے کے اور تنگ ہوئی ان پر اپنی جان اور جانا انہوں نے کہ کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا اور ان کے کہ وہ پھر آئیں اللہ ہی ہے مہربان رحم والا۔

۴۳۰۹۔ حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اس نے کہ میں نے اپنے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا اور وہ ہے تین شخصوں سے جن کی توبہ قبول ہوئی کہ بیشک وہ کبھی کسی جنگ میں حضرت ﷺ سے پیچھے نہیں رہے سوائے دو جنگوں کے یعنی جنگ تبوک اور جنگ بدر میں نے پکی نیت کی کہ نہ کہوں گا نزدیک حضرت ﷺ کے مگر حج، چاشت کے وقت یعنی حضرت ﷺ چاشت کے وقت اس سفر سے آئے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ سفر سے کم آتے مگر چاشت کے وقت اور پہلے مسجد میں آتے تھے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے اور حضرت ﷺ نے منع کیا لوگوں کو میرے اور میرے دونوں ساتھیوں سے کلام کرنے سے اور ہمارے سوا کسی پیچھے رہنے

بُنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ
بُنْ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَيْنِهِ حِينَ
عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي
حَدِيثِهِ «وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا»
قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ
أَتَخَلَعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى
رَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ.

بَابُ قَوْلِهِ «وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا
حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا
رَحَبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُوا
أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ
عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ».

۴۳۰۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ
أَبِي شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا
إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ أَنَّ الزُّهْرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ
بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ
بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تَبَّ
عَلَيْهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا قَطُ
غَيْرِ غَزْوَتَيْنِ غَزْوَةِ الْعُسْرَةِ وَغَزْوَةِ بَدْرٍ
قَالَ فَاجْتَمَعَتْ صِدْقِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحَى وَكَانَ قَلَمًا يَقْدُمُ

والے کے کلام سے منع نہ کیا سولوگوں نے ہماری کلام سے کنارہ کیا۔ سو میں اسی طرح شہر یعنی کوئی ہمارے ساتھ کلام نہ کرتا تھا یہاں تک کہ دراز ہوا مجھ پر کام اور مجھ کو اس سے زیادہ کسی چیز کا فکر نہ تھا کہ میں اسی حالت میں مر جاؤں اور حضرت ﷺ مجھ پر نماز نہ پڑھیں یا حضرت ﷺ فوت ہوں اور میں لوگوں سے اسی حالت میں رہوں سو نہ کوئی مجھ سے کلام کرے اور نہ مجھ پر نماز پڑھے سو اللہ نے ہماری توبہ اپنے پیغمبر ﷺ پر اتاری جب کہ تہائی رات باقی رہی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا میری خیر خواہ تھیں اور میرے کام میں مدد کرنے والی تھیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ! کعب رضی اللہ عنہ پر توبہ ہوئی یعنی اس کی توبہ قبول ہوئی، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا میں اس کو کہلا نہ بھیجوں اور اس کو خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا کہ اب لوگ تم پر ہجوم کریں گے اور تم کو تمام رات سونے سے باز رکھیں گے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی تو ہماری توبہ کی خبر دی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بشارت پاتے تو آپ ﷺ کا چہرہ روشن ہوتا یہاں تک کہ جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور تھے خاص ہم تینوں کہ پیچھے ڈالے گئے ہم اس امر سے کہ قبول کیا حضرت ﷺ نے ان لوگوں سے جنہوں نے عذر کیا جب کہ اللہ نے ہماری توبہ اتاری سو جب ذکر کیے گئے وہ لوگ جنہوں نے حضرت ﷺ کے پاس جھوٹ کہا پیچھے رہنے والوں سے اور جھوٹا عذر کیا تو ذکر کیے گئے ساتھ بدتر اس چیز کے کہ ذکر کیا گیا ساتھ اس کے کوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عذر کریں گے تمہارے پاس جب تم ان کی طرف پھر آؤ گے تو کہہ نہ عذر کرو ہرگز اعتبار نہیں کریں گے ہم تمہاری بات کا خبردار کر دیا ہے ہم کو اللہ نے تمہارے احوال

مِنْ سَفَرٍ سَافَرَهُ إِلَّا صُحِّيَّ وَ كَانَ يَبْدَأُ
بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ رَكَعَتَيْنِ وَ نَهَى النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِي وَ كَلَامِ
صَاحِبِي وَ لَمْ يَنْهَ عَنْ كَلَامِ أَحَدٍ مِنَ
الْمُتَخَلِّفِينَ غَيْرِنَا فَاجْتَبَّ النَّاسُ كَلَامَنَا
فَلَبِثْتُ كَذَلِكَ حَتَّى طَالَ عَلَيَّ الْأَمْرُ وَ مَا
مِنْ شَيْءٍ أَهْمُهُ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فَلَا يُصَلِّيَ
عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ
يَمُوتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَكُونُ مِنَ النَّاسِ يَبْتَكَ الْمَنْزِلَةَ فَلَا
يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ مِنْهُمْ وَلَا يُصَلِّيَ وَلَا يَسَلِّمُ
عَلَيَّ فَانزَلَ اللَّهُ تَوْبَتَنَا عَلَيَّ نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَقِيَ الثَّلَاثُ الْأَخِرُ مِنَ
اللَّيْلِ وَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ وَ كَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مُحْسِنَةً فِي
شَأْنِي مَعْنِيَةً فِي أَمْرِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سَلَمَةَ تَيْبٌ
عَلَيَّ كَعْبٌ قَالَتْ أَفَلَا أُرْسِلُ إِلَيْهِ فَأَبْشِرَهُ
قَالَ إِذَا يَحْطِمَكُمُ النَّاسُ فَيَمْنَعُونَكُمْ
النَّوْمَ بِسَائِرِ اللَّيْلِ حَتَّى إِذَا صَلَّى رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ
أَذَّنَ بِتُوبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَ كَانَ إِذَا اسْتَبَشَرَ
اسْتَبَارَ وَ جَهَّهَ حَتَّى كَانَهُ قِطْعَةً مِنَ الْقَمَرِ
وَ كُنَّا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ خَلِفُوا عَنِ الْأَمْرِ
الَّذِي قَبْلَ مِنْ هُوَلَاءِ الَّذِينَ اعْتَدَرُوا حِينَ

سے اور دیکھے گا اللہ تمہارے کام اور اس کا رسول۔

أَنْزَلَ اللَّهُ لَنَا التَّوْبَةَ فَلَمَّا ذُكِرَ الَّذِينَ كَذَبُوا
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ
الْمُتَخَلِّفِينَ وَاعْتَذَرُوا بِالْبَاطِلِ ذُكِرُوا بِشَرِّ
مَا ذُكِرَ بِهِ أَحَدٌ قَالَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ ﴿يَعْتَدِرُونَ
إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَدِرُوا لَنْ
نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَأْنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ
وَسِرِّي اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ﴾ الْآيَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم تینوں پیچھے ڈالے گئے یعنی مراد اس آیت میں ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ پیچھے رہنے

سے پیچھے رہنا توبہ سے ہے نہ پیچھے رہنا جنگ سے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اے ایمان والو! ڈرو
اللہ سے اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
وَكَوْنُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾.

۴۳۱۰۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ
کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس نے کہا کہ سنا میں نے کعب رضی اللہ عنہ
سے کہ حدیث بیان کرتے تھے زمانے تخلص اپنے کی جنگ
تبوک کے قصے سے سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں کسی کو کہ اللہ
نے اس کو سچی بات میں آزمایا ہو بہتر اس چیز سے کہ مجھ کو
آزمایا جس دن سے میں نے حضرت ﷺ کے پاس سچ کہا
اس دن سے آج تک میں نے جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا سو
اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اتاری کہ البتہ مہربان ہوا اللہ
پیغمبر پر اور مہاجرین پر اس قول تک کہ ہو ساتھ سچوں کے۔

۴۳۱۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ
كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ
مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ
قَالَ اللَّهُ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْلَاهُ اللَّهُ فِي صِدْقِ
الْحَدِيثِ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي مَا تَعَمَّدْتُ
مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا وَأَنْزَلَ
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ
وَالْمُهَاجِرِينَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَكَوْنُوا مَعَ
الصَّادِقِينَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم میں سے بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان اور رؤوف مشتق ہے رافتہ سے اور اس کے معنی ہیں نہایت رحمت اور نرم دلی۔

۴۳۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ ان لوگوں میں سے جو وحی کو لکھتے تھے کہا اس نے کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا اور ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے سو انھوں نے کہا کہ بیشک جنگ یمامہ کے دن بہت مسلمان مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ جنگوں میں بہت قاری مارے جائیں اور بہت قرآن ضائع ہو مگر یہ کہ تم قرآن کو جمع کرو اور البتہ میں مناسب جانتا ہوں کہ قرآن جمع کیا جائے کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ کس طرح کروں میں وہ چیز جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ قرآن کا جمع کرنا بہتر ہے سو ہمیشہ عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے میرا سینہ کھولا اور مناسب جانا میں نے جو عمر رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا کہا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اور عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے تھے کلام نہ کرتے تھے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک تو جوان مرد ہے عاقل ہے اور ہم تجھ کو کسی بری بات کی تہمت نہیں لگاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھتا تھا سو تلاش کر قرآن کو اور جمع کر اس کو سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ کو پہاڑ کے اٹھالے جانے کی تکلیف دیتے تو نہ تھا مجھ پر زیادہ بھاری اس چیز سے کہ حکم کیا انہوں نے مجھ کو ساتھ اس کے جمع کرنے

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ مِنَ الرَّأْفَةِ.

۴۳۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلِ أَهْلِ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلَ بِالْقُرَاءِ فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ وَإِنِّي لَا أَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ أَعْمَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُوَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِي ذَلِكَ صَدْرِي وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ وَلَا نَتَهَمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْبِحُ الْقُرْآنَ فَاجْمَعَهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِّنْ

قرآن کے سے میں نے کہا کہ تم دونوں کس طرح کرتے ہو وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اللہ کی کہ وہ بہتر ہے سو میں اس سے ہمیشہ تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھولا واسطے اس چیز کے کہ اللہ نے اس کے واسطے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا سو میں اس کام کے واسطے مستعد ہوا سو میں نے قرآن کو تلاش کیا اس حال میں کہ جمع کرتا ہوں میں اس کو چمڑے اور کاغذ کے ٹکڑوں سے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور کھجور کی چھڑیوں سے اور مردوں کے سینے سے یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کی دو آیتیں خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پائیں کہ میں نے ان دونوں کو اس کے سوا کسی کے پاس نہ پایا کہ البتہ آیا تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے کہ بھاری ہے اس پر جو تم تکلیف پاؤ اور حرص رکھتا ہے تمہاری ہدایت کی ایمان والوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان پھر اگر وہ پھر جائیں تو تو کہہ کہ بس کافی ہے مجھ کو اللہ کسی کی بندگی نہیں سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی ہے صاحب بڑے تخت کا۔ اور جن کاغذوں میں قرآن جمع کیا گیا وہ کاغذ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ فوت ہوئے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ وہ بھی فوت ہوئے پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے پاس رہے متابعت کی ہے اس کی عثمان بن عمرو اور لیث نے یونس سے اس نے روایت کی ہے ابن شہاب سے اور کہا لیث نے حدیث بیان کی مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے ابن شہاب سے اور کہا ساتھ ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے اور کہا ابراہیم نے ساتھ خزیمہ یا ابو خزیمہ کے۔

الْحَبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقُمْتُ فَتَبِعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعَهُ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَابِ وَالْعُسْبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾ إِلَى آخِرِهِمَا وَكَانَتِ الصُّحُفَ النَّبِيَّ جَمَعَ فِيهَا الْقُرْآنَ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ تَابَعَهُ عَثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو وَاللَيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ مَعَ أَبِي خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ وَقَالَ مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ مَعَ أَبِي خَزِيمَةَ وَتَابَعَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ أَبُو نَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ وَقَالَ مَعَ خَزِيمَةَ أَوْ أَبِي خَزِيمَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ یمامہ والوں کی لڑائی کے وقت تو مراد یہ ہے کہ بعد لڑائی اصحاب کے مسیلہ کذاب سے گیارہویں سال میں بسبب اس کے کہ اس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور عرب کے بہت لوگ مرتد ہو گئے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف لشکر بھیجا سو مسیلہ کذاب کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی اس لڑائی میں بہت اصحاب حافظ قرآن شہید ہوئے تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر قرآن کو جمع کروایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آیت اس کی ضائع ہو جائے اور یہ جو کہا کہ قال الملیث..... الخ تو مراد یہ ہے کہ ابراہیم بن سعد کے ساتھی مختلف ہیں بعض نے تو ابو خزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے خزیمہ کے ساتھ کہا اور بعض نے اس میں شک کیا اور تحقیق یہ ہے کہ سورہ توبہ کی آیت تو ابو خزیمہ کے پاس ملی اور احزاب کی آیت خزیمہ کے پاس ملی اور توبہ کی آیت کو تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس وقت پایا جب کہ قرآن کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع کیا اور آیت احزاب کو اس وقت پایا جب کہ اس کو عثمان کی خلافت میں نقل کیا۔ (فتح) اس حدیث سے بھی اور دیگر بہت سی حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور یہ جو عام لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع کیا تو یہ اس سبب سے ہے کہ جمع کرنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قرآن کو عرب کی سب لغتوں پر تھا یعنی عرب کی سب لغتوں کے الفاظ اس میں رہے عہد عثمان رضی اللہ عنہ میں دو شخصوں نے اختلاف کیا ایک نے ایک آیت کو کسی طرح پڑھا اور دوسرے نے اسی آیت کو کسی اور طرح پڑھا اور ایک دوسرے کو خطا کی طرف منسوب کیا اس واسطے عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو حصہ رضی اللہ عنہ سے منگوا کر خالص کر دیا اور اہل حجاز کی لغت پر لکھوایا اور چار قرآن لکھوا کر ملکوں میں بھیجے اور باقی قرآنوں کو جلایا یا دھلویا۔ (ت)

سورہ یونس کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿انما مثل الحیوة الدنیا کما انزلناہ من السماء فاختلف بہ نبات الارض﴾ کے کہ ملا ساتھ اس کے سبزہ زمین کا یعنی پس اگا ساتھ پانی کے ہر رنگ سے اس قسم سے کہ کھاتے ہیں لوگ مانند جو اور گندم اور باقی اناج زمین کے۔

یعنی اور کہا انہوں نے کہ ٹھہرائی ہے اللہ نے اولاد پاک

ہے وہ بے پرواہ ہے۔

سُورَةُ يُونُسَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ﴾ فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ.

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَہُ هُوَ

الغیبی﴾

فائدہ: یہ ترجمہ خالی ہے حدیث سے اور میں نہیں دیکھتا اس آیت میں کوئی حدیث مسند اور شاید امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا ہوگا کہ نکالے اس میں کوئی طریق اس حدیث کا جو توحید میں ہے اس قسم سے جو اس کو گمان کرتا ہے سو اس

کے واسطے بیاض چھوڑا۔ (فتح)

یعنی اور کہا زید بن اسلم نے سچ تفسیر ﴿وبشر الذین آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم﴾ کے کہ مراد قدم صدق سے محمد ﷺ ہیں اور کہا مجاہد نے کہ مراد قدم صدق سے خیر ہے۔

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ ﴿أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ﴾ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ.

فائدہ: اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ ان کے واسطے شفیع ہوں گے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد قدم صدق سے ثواب ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ قدم صدق سے مراد نماز ان کی اور روزہ ان کا اور صدقہ ان کا اور سچ ان کی ہے۔ (فتح)

یعنی کہا جاتا ہے ﴿تلك آيات﴾ کے معنی میں کہ یہ قرآن کی نشانیاں ہیں یعنی تلك اسم اشارہ ہے ساتھ معنی ہذہ کے ہے جو غائب کے لیے ہے اور مثل اس کی ہے یعنی ﴿تلك آيات﴾ کی یہ آیت ﴿حتی اذا کتتم﴾ کہ اس آیت میں بہم کے معنی ہیں بکم۔

يُقَالُ ﴿تلك آيات﴾ يَعْنِي هذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ ﴿حَتَّى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِّ وَجْرَمِينَ بِهِمْ﴾ الْمَعْنَى بِكُمْ.

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ پھیری گئی ہے کلام اس آیت میں خطاب سے طرف غائب کا جیسے کہ پھیرا گیا ہے اسم اشارہ پہلی آیت میں غائب سے طرف حاضر کی یعنی اپنی آیت میں ہذہ آیات چاہیے تھا اس کے بدلے ﴿تلك آيات﴾ بولا گیا اور دوسری آیت میں بکم چاہیے تھا اس کے بدلے میں بہم بولا گیا اور جامع دونوں کے درمیان یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک میں پھیرا گیا ہے خطاب غائب سے طرف حاضر کی اور عکس اس کا اور فائدہ صرف کلام کا خطاب سے طرف غائب کے مبالغہ ہے جیسے وہ ذکر کرتا ہے واسطے غیر ان کے کی حال ان کا تا کہ تعجب میں ڈالے ان کو اس سے اور استدعا کرتا ہے ان سے انکار اور تہیج کو۔ (ق)

يُقَالُ ﴿دَعُواهُمْ﴾ دُعَاؤُهُمْ. یعنی اور معنی دعو اھم کے آیت ﴿دعواھم فیھا سبحانک اللھم﴾ میں دعا مانگنے اور پکارنے کے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ثوری کے طریق سے سچ تفسیر اس آیت کے ﴿دعواھم فیھا﴾ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کریں گے تو کہیں گے اللھم سوا اللہ ان کو دے گا جو مانگیں گے اور اسی طرح روایت ہے ابن جریج سے اور یہ سب تائید کرتی ہے اس کی کہ دعو اھم کے معنی دعا کے ہیں اس واسطے کہ معنی اللھم کے ہیں یا اللہ یا معنی دعویٰ کے عبادت ہیں یعنی بہشت میں ان کی کلام یعنی یہ لفظ ہوگی۔

﴿أَحِطَ بِهِمْ﴾ ذَنُوبًا مِنَ الْهَلَكَةِ
یعنی احیط بہم کے معنی ہیں کہ ہلاکت سے نزدیک ہوئے
اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ کیا۔

فائدہ: کہا جاتا ہے احیط بہ یعنی وہ ہلاک ہونے والا ہے اور گویا کہ وہ از قلم احاطہ کرنے دشمن کے ہے ساتھ قوم کے اس واسطے کہ یہ اکثر اوقات ہلاک کا سبب ہوتا ہے تو اس سے کفایت ٹھہرائی گئی اور اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ اس کے پیچھے یہ قول لایا ہے ﴿احاطت بہ خطیتہ﴾ واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف۔ (فتح)

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ووظنوا انہم احیط بہم﴾۔
فَاتَّبَعَهُمْ وَاتَّبَعَهُمْ وَاحِدًا۔
یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں ان کے پیچھے

پڑا۔

﴿عَدُوًّا﴾ مِنَ الْعَدُوَانِ۔
یعنی عدو و مشتق ہے عدوان سے یعنی تعدی

اور زیادتی سے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فاتبعہم فرعون و جنودہ بغیا و عدوا﴾ اور یہ دونوں لغتیں ہیں منصوب اس بنا پر کہ وہ مصدر ہیں یا اس بنا پر کہ وہ حال ہے یعنی سرکشی کرنے والے حد سے نکل جانے والے اور جائز ہے کہ دونوں مفعول ہوں یعنی سبب بھی اور عدوان کے۔

﴿وَقَالَ مُجَاهِدٌ﴾ ﴿وَلَوْ يُعْجَلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتَعْجَلَهُمْ بِالْخَيْرِ﴾ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لَوْلَدِهِ وَمَالِهِ إِذَا غَضِبَ اللَّهُ لَهُ لَا تَبَارَكَ فِيهِ وَالْعَنَةُ ﴿لِقُضَىٰ إِلَيْهِمْ أَجْلُهُمْ﴾ لِأَهْلِكَ مَنْ دُعِيَ عَلَيْهِ وَلَا مَاتَهُ۔
یعنی اور کہا مجاہد نے سچ تفسیر اس آیت کی کہ اگر جلدی لانا اللہ لوگوں پر برائی جیسے جلدی مانگتے ہیں بھلائی تو پوری کی جاتی ان کی عمر یعنی ہلاک ہوتا جس پر بد دعا کی گئی اور اس کو مارتا یہ کہنا آدمی کا ہے واسطے اولاد اپنی اور مال اپنے کے جب کہ غضبناک ہو کہ الہی! اس میں برکت نہ کر اس کو لعنت کر۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ لفظ مختصر کے کہ اگر اللہ ان کی دعا اس میں جلدی قبول کرتا جیسے کہ بھلائی میں قبول کرتا ہے تو البتہ ان کو ہلاک کرتا اور البتہ وارد ہوئی ہے اس کے منع ہونے میں حدیث مرفوع روایت کیا ہے اس کو مسلم نے درمیان حدیث دراز کے اور جد روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بد دعا دو اپنے آپ کو اور نہ اپنی اولاد کو اور نہ اپنے مال کو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا اس گھڑی کے موافق پڑ جائے جس میں اللہ سے انعام مانگا جاتا ہے اور تمہاری دعا قبول ہو۔ (فتح)

لو يعجل الله متضمن ہے معنی نفی تعجیل کو اس واسطے کہ لو واسطے معلق کرنے اس چیز کے ہے کہ غیر کے سبب سے منع

ہو یعنی نہ تعجل ہے اور نہ قضا عذاب کا پس لازم آئے گا اس سے حاصل ہونا مہلت کا اور یہ لطف ہے اللہ کا اپنے بندوں کے واسطے اور رحمت اس کی۔ (نخ)

﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ﴾ مِثْلَهَا
یعنی جنہوں نے کی بھلائی ان کو ہے بھلائی یعنی مثل اس
﴿وَزِيَادَةٌ﴾ مَغْفِرَةٌ وَرِضْوَانٌ
کی ثواب ہے اور مراد زیادتی سے مغفرت ہے اور مجاہد
کے غیر نے کہا کہ مراد زیادہ سے اللہ کا دیدار ہے۔
وَقَالَ غَيْرُهُ النَّظَرُ إِلَىٰ وَجْهِهِ.

فائدہ: شاید مراد غیر سے قنادہ ہے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد حسنی سے بہشت ہے اور مراد زیادتی سے اللہ کا دیدار ہے اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع بھی آچکی ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم وغیرہ نے حبیب سے کہ حضرت نے فرمایا کہ جب بہشتی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے تو پکارا جائے گا کہ بیشک تمہارے واسطے اللہ کے پاس ایک وعدہ ہے تو وہ کہیں گے کہ کیا اللہ نے ہمارے منہ سفید اور روشن نہیں کیے اور ہم کو آگ سے دور نہیں رکھا اور ہم کو بہشت میں داخل نہیں کیا سو پردہ اٹھایا جائے گا تو وہ اللہ کی طرف دیکھیں گے سو قسم ہے اللہ کی نہیں دی اللہ نے ان کو کوئی چیز زیادہ پیاری اس سے یعنی ان کو اللہ کے دیدار سے کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں ملی پھر پڑھی یہ آیت ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ اور حسن سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے دو گنا ثواب ہے اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد زیادتی سے محل ہے موتی کا کہ اس کے واسطے چار دروازے ہیں روایت کیا ہے ان سب کو طبری نے اور اشارہ کیا ہے اس نے کہ نہیں ہے ان اقوال کے درمیان تعارض اس واسطے کہ زیادہ ان میں سے ہر ایک کا احتمال رکھتی ہے۔ (نخ)

یعنی مراد کبریا سے ملک اور بادشاہی ہے۔

﴿الْكِبْرِيَاءُ﴾ الْمَلِكُ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَتَكُونُ لَكُمْ الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ﴾ یعنی تاکہ زمین میں تمہاری

بادشاہی ہو۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی سے یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر ڈوبنا کہا یقین جانا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر یقین لائے بنی اسرائیل اور میں ہوں حکم برداروں میں۔

بَابُ ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَبَهُمُ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْعَرْفُقُ قَالَ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾.

فائدہ: مراد دریا سے دریائے قلم ہے ساتھ ضمہ قاف کے اور ابن سمانی نے حکایت کی ہے کہ وہ مکے اور مصر کے درمیان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قلم شہر کا نام ہے بحرین کے کنارے پر مصر کی طرف اس دریا کو اس کی طرف نسبت

کرتے ہیں اور نام اس فرعون کا ولید بن مصعب بن ریان ہے اور ثعلبی نے کہا کہ عمالقہ میں سے ہے سام بن نوح کی اولاد سے اور اس کو قبلی بھی کہتے ہیں اور سدی سے روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے تو اس وقت ان کے ساتھ بنی اسرائیل میں سے چھ لاکھ اور بیس ہزار مرد لڑنے والے تھے جو بیس برس سے کم نہ تھے اور ساٹھ برس سے زیادہ نہ تھے سوائے عورتوں اور لڑکوں کے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ فرعون کے ساتھ ستر ہزار تھے اور ہر سردار کے ساتھ ستر ہزار مرد تھے۔ نقلہ العینی فی شرح (تیسر القاری)

﴿نُجِحِكَ﴾ نَلْقِيكَ عَلٰی نَجْوَةٍ مِّنَ
یعنی ننجیک کے معنی یہ ہیں کہ ہم تجھ کو یعنی تیری لاش کو
الْأَرْضِ وَهُوَ النَّشْزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ.
زمین کی اونچی جگہ پر ڈالیں گے اور نجوہ کے معنی ہیں
مکان بلند یعنی ٹیلہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِيَدِنَا﴾ یعنی آج ہم تیری لاش کو ٹیلے پر ڈالیں گے تاکہ ہو جائے تو اپنے پچھلوں کے لیے نشانی اور نہیں قولہ اس کا ننجیک مشتق نجات سے ساتھ معنی سلامت کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی بھی سلامتی کے ہیں اور مراد نجات دینا اس چیز سے ہے کہ واقع ہوئی ہے اس میں قوم تیری گہرائی سمندر کی سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ نے جیم کی جگہ ح پڑھی ہے یعنی ہم تجھ کو ایک کنارے ڈالیں گے اور وارد ہوا ہے سب اس کا یعنی سبب پھینکنے سمندر کا فرعون کو بچ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے قیس بن عباد سے یا اس کے غیر سے کہ بنی اسرائیل نے کہا کہ فرعون نہیں مرا سو اللہ نے اس کی لاش کو ان کی طرف نکالا مانند تیل سرخ کی اس کو سامنے دیکھتے تھے اور قادم سے روایت ہے کہ جب اللہ نے فرعون کو غرق کیا تو ایک گروہ کو اس کا یقین نہ آیا سو اللہ نے اس کی لاش کو نکالا تاکہ ان کے واسطے نصیحت اور نشانی ہو اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سمندر سے نکلے تو فرعون کی قوم سے جو لوگ پیچھے رہے تھے انہوں نے کہا کہ فرعون غرق نہیں ہوا لیکن وہ اور اس کا لشکر دریا کے جزیروں سے شکار کرتے ہیں سو اللہ نے سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کو بچا کر کے باہر پھینک دے سمندر نے اس کو بچا کر کے باہر پھینک دیا۔ (فتح)

۴۲۱۲ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
عُنْدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ
تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ ظَهَرَ
فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۳۳۱۲ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا
روزہ رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ وہ دن ہے جس میں
موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت ﷺ نے اپنے
اصحاب سے فرمایا کہ تم یہود سے موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے
کے زیادہ لائق ہو سو تم بھی روزہ رکھو۔

۴۲۱۲ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
عُنْدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ
تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَقَالُوا هَذَا يَوْمٌ ظَهَرَ
فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَنْتُمْ أَحَقُّ
بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور ترجمہ کے مطابق یہ قول اس کا ہے جو اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا۔ (فتح)

سُورَةُ هُودٍ

وَقَالَ أَبُو مَيْسَرَةَ الْأَوَاهُ الرَّحِيمُ
بِالْحَبَشِيَّةِ.

یعنی کہا ابو میسرہ نے کہ اواہ کے معنی ہیں رحم والا
نرم دل۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے (ان ابراہیم لخلیم اواہ منیب) یعنی بیشک ابراہیم علیہ السلام تحمل والا نرم دل ہے رجوع کرنے والا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (بَادِي الرَّأْيِ) مَا
ظَهَرَ لَنَا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بادی الرأی کے معنی
ہیں جو ہم کو ظاہر ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے (وما نراك الا الدين هم اراذلنا بادی الرأی) یعنی ہم نہیں دیکھتے
کوئی تیرا تابع ہوا مگر جو ہم میں نیچی قوم ہیں اوپر کی عقل سے یعنی ظاہر بنی سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْجُودِيُّ جَبَلٌ بِالْحَجْرِيَّةِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ جودی ایک پہاڑ ہے جزیرے میں
یعنی اور کہا علی الجودی) یعنی اور ٹھہری کشتی جودی پہاڑ پر۔

وَقَالَ الْحَسَنُ (إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ)
يَسْتَهْزِؤُونَ بِهِ.

اور کہا حسن نے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک تو ہے بڑا
تحمل والا نیک چال کہ مراد اس سے یہ ہے کہ وہ شعب علیہ السلام
کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے اور ان کو چڑاتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (أَقْلَعِي) أَمْسِكِي.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت (وإياسما
أقْلَعِي) کے کہ اے آسمان! تھم جا۔

(عَصِيبٌ) شَدِيدٌ.

اور عصب کے معنی ہیں سخت یعنی اس آیت میں (هذا
يوم عَصِيبٌ) یعنی کہا شعیب علیہ السلام نے کہ یہ دن بڑا
سخت ہے۔

(لَا جَرَمَ) بَلَى.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت (لا جرم
ان الله) کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیوں نہیں بیشک اللہ

جاتا ہے۔

فائدہ: اور کہا طبری نے کہ جرم کے معنی ہیں گناہ کمایا پھر بہت ہوا استعمال اس کا بیچ جگہ لابد کے مانند قول ان کے کی کہ لا جرم انک ذاہب یعنی کوئی چارہ نہیں کہ تو جانے والا ہے اور کبھی مستعمل ہوتا ہے بیچ جگہ حقاً کے مانند قول تیرے کے لا جرم لنقوم یعنی تحقیق تو کھڑا ہوگا۔

﴿وَفَارَ التَّنُورُ﴾ نَبَعِ الْمَاءِ وَقَالَ عِكْرِمَةُ
یعنی فار التنور کے معنی ہیں جوش مارا پانی نے اور کہا
عکرمہ نے کہ تنور کے معنی ہیں روئے زمین یعنی جوش مارا
روئے زمین نے ساتھ پانی کے۔

فائدہ: اور اس تنور کی جگہ میں اختلاف ہے مجاہد سے روایت ہے کہ کوفے کے کنارے میں تھا اور کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے کشتی کوفے کی مسجد میں بنائی تھی اور وہ تنور بھی اسی مسجد میں تھا اور مقاتل نے کہا کہ آدم علیہ السلام کا تنور شام میں اس جگہ تھا جس کا نام عین دردہ ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ ہند میں تھا۔ (ت)

بَابُ ﴿أَلَا إِنَّهُمْ يَشْتُونَ صُدُورَهُمْ
لَيَسْتَحْفُوا مِنْهُ أَلَا حِينٌ يَسْتَعْشُونَ
يَأْتِيَهُمْ يَعْلَمُ مَا يَسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ
عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾
باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ خبردار ہو وہ دوہرے
کرتے ہیں اپنے سینے کہ پردہ کریں اس سے خبردار ہو
جس وقت اوڑھتے ہیں اپنے کپڑے وہ جانتا ہے جو
چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں وہ جاننے والا ہے سینے
کے رازوں کو۔

فائدہ: یہ باب اکثر روایتوں میں نہیں ہے۔

﴿وَقَالَ غَيْرُهُ﴾ (وَحَاقٍ) نَزَلَ ﴿بِحَقِّقٍ﴾
یعنی اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ حاق کے معنی ہیں اتر اور
حقیق کے معنی ہیں اترتا ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَحَاقٍ بَهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤْنَ﴾ یعنی اتر ان پر جس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں۔

يُؤُوسُ فَعُولٌ مِّنْ يُّؤَسُّتُ.

یعنی یؤس مبالغہ ہے مشتق ہے ہنسٹ سے یعنی
ناامید ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انہ لیسوس کفور﴾ یعنی البتہ وہ ناامید ناشرک ہو۔

﴿يَتَنُونَ صُدُورَهُمْ﴾ شَكِّ وَامْتِرَاءٍ فِي
یعنی اور کہا مجاہد نے کہ لا تبئس کے معنی ہیں نہ غم کھا۔
یعنی یتنون صدورہم کے معنی یہ ہیں کہ حق میں شک

کرتے ہیں تاکہ پردہ کریں اللہ سے اگر کر سکیں یعنی اور باوجود اس کے اللہ جانتا ہے جو چھپاتے ہیں اور جو کھولتے ہیں۔

الْحَقُّ ﴿لِيَسْتَحْفُوا مِنْهُ﴾ مِنَ اللَّهِ إِنَّ اسْتَطَاعُوا.

۴۳۱۳۔ محمد بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا پڑھتے تھے یہ آیت اس طرح ہے اَلَا اِنَّهُمْ يَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ لَمْ يَسْمَعْ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ اَلَا اِنَّهُمْ يَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ اِنَّا كَانُوا يَسْتَحْفُونَ اَنْ يَتَخَلَّوْا فَيَفْضُوا اِلَى السَّمَاءِ وَاَنْ يُجَامِعُوْا نِسَاءَهُمْ فَيَفْضُوا اِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ.

۴۳۱۴۔ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَاَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَرَأَ اَلَا اِنَّهُمْ تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ قُلْتُ يَا اَبَا عَبَّاسٍ مَا تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يُجَامِعُ امْرَاَتَهُ فَيَسْتَحْفِيْ اَوْ يَتَخَلَّى فَيَسْتَحْفِيْ فَنَزَلَتْ اَلَا اِنَّهُمْ تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ.

۴۳۱۳۔ محمد بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اس طرح پڑھی اَلَا اِنَّهُمْ تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ یعنی ہوش سے سنو نہایت پیچیدہ ہوتے ہیں سینے ان کے میں نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ کیا ہوا (اور یہ کس موقع پر نازل ہوئی) کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بعض مرد تھا کہ اپنی عورت سے ننگے صحبت کرتا سو شرماتا یا پاخانے پھرتا پس شرماتا یعنی پس پاخانے اور جماع کے وقت اپنے اوپر کپڑے اوڑھتا تاکہ اللہ سے پردہ کرے سو یہ آیت اتری اَلَا اِنَّهُمْ تَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ یعنی بیشک (شرم کے مارے) ان کے سینے ہیچ و تاب کھاتے ہیں اور کپڑا اوڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پردہ کرنا چاہتے ہیں (لیکن) جان لو کہ کپڑا اوڑھنے کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر اور باطن کے سب حالات جانتا ہے یعنی یہ نہ سمجھو کہ کپڑا اوڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے پردہ ہو گیا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کا مطلب ہے اور قرأت مشہورہ اور اس کی تفسیر پہلے ترجمۃ الباب میں مذکور ہو چکی ہے۔

۴۳۱۵۔ عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت خبردار ہو بیشک وہ البتہ دوہرے کرتے ہیں مجھ سے اپنے سینے جس وقت اپنے کپڑے اوڑھتے ہیں اور عمرو رضی اللہ عنہ کے غیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ يستغشون کے معنی ہیں کہ اپنے سر ڈھانکتے ہیں۔

یعنی سیخی بھم کے معنی ہیں کہ اپنی قوم سے بدظن ہوا اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے یعنی ان کے ٹھہرنے سے غمناک ہوا اس سبب سے کہ ان کو بہت خوبصورت دیکھا۔

۴۳۱۵۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الَا اِنَّهُمْ يَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَعْشُونَ نِيَابَهُمْ﴾ و قَالَ غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يَسْتَعْشُونَ﴾ يَقْطُونَ رُؤُوسَهُمْ. ﴿سِيءَ بِهِمْ﴾ سَاءَ ظَنُّهُ بِقَوْمِهِ ﴿وَضَاقَ بِهِمْ﴾ بِاضْيَافِهِ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولما جاءت رسلنا لوطا سيء بهم وضاق بهم ذرعا﴾ یعنی جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط رضی اللہ عنہ کے پاس تو بدظن ہوا اپنی قوم سے اور تنگ دل ہوا اپنے مہمانوں کے سبب سے غرض یہ ہے کہ ضمیر سيء بهم میں لوط رضی اللہ عنہ کی قوم کی طرف راجع ہے اور ضمير ضاق بهم میں اس کے مہمانوں کی طرف راجع ہے یعنی فرشتوں کی طرف جو بصورت مہمان ان کے پاس آئے تھے اور لازم آتا ہے اس سے مختلف ہونا ضمیر کا اور اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ دونوں ضمیر مہمانوں کی طرف راجع ہیں۔ (فتح)

یعنی بقطع من الليل کے معنی رات کے اندھیرے میں یعنی اس آیت میں ﴿فاسر باهلك بقطع من الليل﴾ یعنی نکل اپنے گھر والوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں۔

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انیب کے معنی ہیں کہ اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں میں یعنی اس آیت میں ﴿عليه توكلت واليه انيب﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ أَرْجِعُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا ۴۳۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے مال کو

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾. ۴۳۱۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

خرچ کیا کرتو میں بھی تجھ کو دیا کروں گا اور فرمایا کہ اللہ کا دایاں ہاتھ پر ہے خرچ کرنا اس کو کم نہیں کرتا اس کا ہاتھ شب و روز نعمتوں کو بہانے والا ہے یعنی ہر دم فیض کا ریلا جاری ہے بھلا دیکھو تو کہ جو کچھ اللہ نے خرچ کیا جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اتنے خرچ نے اس کے دائیں ہاتھ میں سے کچھ کم نہیں کیا اور حالانکہ یہ فیض اس وقت سے ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا یعنی ازل سے اور اللہ کے (دوسرے) ہاتھ میں ترازو ہے کسی کو اٹھاتا ہے اور کسی کو جھکاتا ہے یعنی کشائش اور تنگی دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْفِقْ أَنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللَّهِ مَلَأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغْضُ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيزَانَ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ.

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد تقسیم کرنا اس کا ہے درمیان خلقت کے کہ بعض کے رزق میں کشائش کرتا ہے اور بعض کے رزق کو تنگ کرتا ہے اور مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ایسی آیتوں اور حدیثوں کے ساتھ ایمان لانا چاہیے اور ان کی کیفیت سے زبان کو بند کرنا چاہیے۔ (ت) اور فتح الباری میں کہا کہ مراد میزان سے عدل ہے اور اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی۔

یعنی اعتراض باب استعمال سے ہے مشتق ہے عروتہ سے ساتھ معنی اصبہ کے یعنی میں اس کو پہنچا اور اسی اصل سے ہے یعروہ یعنی وہ اس کو پہنچا اور واعترا نی وہ مجھ کو پہنچا۔

﴿اعْتَرَاكَ﴾ اُفْتَعَلَّكَ مِنْ عَرْوَتِهِ أَيْ أَصَبْتَهُ وَمِنْهُ يَعْرُوهُ وَاعْتَرَانِي.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان نقول الا اعتراض بعض آلهتنا بسوء﴾ یعنی ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی پیر نے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی چونکہ تو ان کو برا کہتا ہے تو اس وجہ سے کسی نے ان میں سے تجھ کو ضرر پہنچایا ہے یعنی جنوں۔

یعنی آخذ بناصيتها کے معنی ہیں کہ سب اس کی قدرت اور حکم میں ہے۔

﴿أَخِذْ بِنَاصِيَتِهَا﴾ أَيْ فِي مَلِكِهِ وَسُلْطَانِهِ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وما من دابة الا هو آخذ بناصيتها﴾ یعنی کوئی پاؤں چلنے والا نہیں مگر کہ اس کے ہاتھ میں ہے چوٹی اس کی۔

یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں یعنی حق سے پھرنے

عَيْدٌ وَعَنْوُدٌ وَغَائِدٌ وَوَاحِدٌ هُوَ تَأْكِيدٌ

التَّجْبُرِ.

والا اور وہ تاکید ہے تجبر کی یعنی آیت ﴿وَاتَّبِعُوا أَمْرَ
كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ﴾ میں۔

یعنی اور استعمر کے معنی ہیں کہ ٹھہرایا تم کو آباد کرنے
والے بیچ اس کے تو کہتا ہے اعمرته الدار فہی عمری
یعنی میں نے اس کو گھر بہہ کیا۔

﴿اسْتَعْمَرَكُمْ﴾ جَعَلَكُمْ عَمَّارًا اَعْمَرْتَهُ
الدَّارَ فَهِيَ عُمْرِي جَعَلْتَهَا لِي.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿هُوَ اِنْشَاكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا﴾ یعنی اس نے تم کو زمین سے
بنایا اور تم کو اس میں بسایا۔

یعنی ثلاثی مجرد اور افعال اور استفعال تینوں کے ایک معنی
ہیں یعنی ان کو نہ پہچانا یعنی اس آیت میں ﴿فَلَمَّا رَاى
اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِمْ نَكَرَهُمْ﴾۔

﴿نَكَرَهُمْ﴾ وَانْكَرَهُمْ وَاسْتَكْرَهُمْ
وَاحِدًا.

یعنی مجید فعیل ہے ماجد سے ساتھ معنی اسم فاعل کے
اور حمید ساتھ معنی مفعول کے ہے حمد سے۔

﴿حَمِيدٌ مَّجِيدٌ﴾ كَاثَرَةٌ فَعِيلٌ مِّنْ مَّاجِدٍ
مَّحْمُودٌ مِّنْ حَمِدٍ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور ابو عبیدہ کی کلام میں یعنی اس طرح ہے حمید مجید ای محمود ماجد اور یہی ہے
ٹھیک اور حمید فعیل ہے حمد سے پس وہ حامد ہے یعنی حمد کرتا ہے اس کو جو اس کا فرمانبردار ہو یا حمید ساتھ معنی محمود کے
ہے اور مجید فعیل ہے مجد سے ساتھ ضمہ جیم کے اور اس کا اصل بلندی ہے۔

یعنی سجیل کے معنی ہیں بہت سخت اور یہ لفظ دونوں
طرح آیا ہے سجیل بھی اور سجین بھی اور لام اور نون
دونوں بہنیں ہیں یعنی ایک دوسرے سے بدل ہو جاتی ہے
اور کہا تمیم بن مقبل نے بہت پیادے ہیں کہ مارتے ہیں
خود کو یعنی سر کو مارتا سخت کہ وصیت کرتے ہیں ساتھ اس
کے پہلوان ایک دوسرے کو کہ ایسا مارتا چاہیے۔

سَجِيلٌ الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ سَجِيلٌ وَ
سَجِينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ اخْتَانٌ وَقَالَ
تَمِيمٌ بَنُ مَقْبَلٍ وَرَجُلَةٌ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ
ضَاحِيَةً ضَرْبًا تَوَاضَى بِهِ الْاَبْطَالُ
سَجِينًا.

فائدہ: سجینا صفت ہے ضربا کی اور سجیل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک نام ہے پہلے
آسمان کا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک دریا ہے معلق درمیان آسمان اور زمین کے اس سے پتھر اترتے ہیں اور بعض
کہتے ہیں کہ وہ ایک پہاڑ ہے آسمان میں۔ (فتح)

اور اس شعر سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ سجیل اور سجین دونوں کے ایک معنی ہیں بلکہ لغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا

ہے کہ جمل سخت پتھر کو کہتے ہیں اور سجن کے معنی ہیں مطلق سخت خواہ کوئی چیز ہو۔ (ت)

یعنی مراد اس آیت میں مدین سے مدین والے ہیں اس واسطے کہ مدین شہر کا نام ہے اور مثل اس کی ہے کہ پوچھ گاؤں سے اور قافلے سے یعنی گاؤں والوں اور قافلے والوں سے۔

یعنی آیت ﴿وَآتَخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظَهْرِي﴾ میں وراءكم ظهريا کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے اس کی طرف التفات کیا اور جب کوئی مرد کسی کی حاجت پوری نہ کرے تو کہا جاتا ہے کہ تو نے میری حاجت کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور تو نے مجھ کو پیٹھ پیچھے ڈالا اور باقی کلام بعض روایتوں میں ساقط ہے اور یہی ٹھیک ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ تم نے اللہ کو پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے۔

اور اراذل کے معنی ہیں ردی لوگ یعنی کینے اور بچ قوم۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَمَا نَرَاكَ اتَّبَعَكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا بِادِّئَارِ الرَّأْيِ﴾ یعنی نہیں دیکھتے ہم

﴿أَرَادُوا﴾ سَقَاتْنَا.

کوئی تابع ہوا تیرا مگر جو ہم میں بچ قوم ہیں۔

یعنی اجرامی مصدر ہے اجرومت سے اور بعض کہتے ہیں کہ مٹلائی مجرد کا مصدر ہے یعنی جرومت کا اور اجرومت مٹلائی مزید فیہ ہے۔

﴿إِجْرَامِي﴾ هُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ أَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرَمْتُ.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ یعنی کہتے ہیں کہ بنا لایا قرآن کو تو کہہ اگر

میں بنا لایا ہوں تو مجھ پر ہے میرا گناہ۔

اور فَلَک اور فَلَک کے ایک معنی ہیں۔

﴿الْفَلَکُ﴾ وَالْفَلَکُ وَاحِدٌ وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ.

فائدہ: عیاض نے کہا کہ فلک دونوں جگہ میں ساتھ پیش کے ہے ف اور جزم لام کے ہے اور یہی ٹھیک بات ہے اور

مراد یہ ہے کہ جمع اور واحد ساتھ ایک لفظ کے ہیں اور البتہ وارد ہوا ہے قرآن میں سو کہا واحد میں ﴿فِي الْفَلَکِ

الْمَشْحُونِ﴾ اور کہا جمع میں ﴿حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفَلَکِ وَجَرینَ بَهِم﴾ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ فلک واحد اور جمع

ہے اور وہ ایک کشتی اور بہت کشتیاں ہیں اور یہ واضح تر ہے مراد میں۔ (فتح)

﴿مُجْرَاهَا﴾ مَدْفَعَهَا وَهُوَ مَقْصَدُ
أَجْرِيَّتْ وَأَرْسِيَّتْ حَبَسَتْ وَيُقْرَأُ
مَرَسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمَجْرَاهَا مِنْ
جَرَتْ هِيَ وَمَجْرِيهَا وَ مَرَسِيهَا مِنْ فِعْلٍ
بِهَا.

یعنی اور مجراہا کے معنی ہیں کشتی کا چلنا اور وہ مصدر ہے
اجریت کا اور ارسیت کے معنی ہیں میں نے روکا اور
پڑھا جاتا ہے بعض قرأتوں میں مرساھا یعنی ساتھ زیر
میم کے ماخوذ ہے دست ہی سے جس کے معنی ہیں کہ
کشتی ٹھہر گئی اور مجراہا ماخوذ ہے جوت ہی سے یعنی
جاری ہوئی کشتی اور مجریھا و مرساھا ساتھ لفظ اسم فاعل
کے یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا ماخوذ
ہے فعل بہا سے۔

فائدہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا بعض شروح میں مدفعا کے عوض موقفا واقع ہے لیکن وہ تصحیف ہے میں نے کسی نسخہ
میں اس طرح نہیں دیکھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ ابن تین نے شیخ ابوالحسن قالمی سے حکایت کر کے کہا کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ
اس کا معنی بالکل فاسد ہے۔ (فتح الباری) مراد اس سے آیت کی تفسیر ہے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيهَا وَمَرَسَاهَا﴾ کہا ابو
عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ مجراہا کے معنی ہیں اس کا چلنا اور وہ ماخوذ ہے جوت بہم سے اور جو اس کو
پیش میم کے ساتھ پڑھتا ہے تو وہ ماخوذ ہے اجریھا انا سے یعنی میں نے اس کو چلایا اور مرساھا ماخوذ ہے ارسیتھا
انا سے یعنی میں نے اس کو ٹھہرایا اور ایک روایت میں ساتھ پیش میم کے ہے دونوں لفظ میں اور ساتھ زیر اور اس کے
یعنی اللہ ہے چلانے والا اور ٹھہرانے والا اس کا اور جمہور کی قرأت پیش میم کا ہے مجراہا میں اور کونے والے وغیرہ
اس کو زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں اور مرساھا میں مشہور سب کے نزدیک پیش میم کا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی
زیر بھی آچکی ہے۔

رَاسِيَاتٌ نَّابِتَاتٌ۔

یعنی آیت ﴿وقدور راسيات﴾ میں راسیات کے معنی
ہیں ثقال ثابتات عظام یعنی دیکھیں بڑی بھاری جمی ہوئیں
چولہوں پر۔

فائدہ: اور یہ کلمہ سورہ سبأ میں ہے شاید ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اسطر ادواسطے مناسبت مرساھا کے۔
بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِي كَذَّبُوا عَلَى رَبِّهِمْ إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ ﴿وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہیں گے گواہی
دینے والے یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا اپنے رب پر
سن لو پھنکار ہے اللہ کی بے انصاف لوگوں پر اور اشہاد جمع

کا لفظ ہے اس کا واحد شاہد ہے مثل صاحب اور اصحاب کے کہ اصحاب جمع ہے اور اس کا واحد صاحب ہے۔

وَاحِدُهُ شَاهِدٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَأَصْحَابٍ.

۴۳۱۷۔ حضرت صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ کا طواف کرتے تھے کہ اچانک ایک مردان کے سامنے آیا سو اس نے کہا کہ اے ابن عمر! کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کے بیان میں کچھ سنا ہے یعنی سرگوشی کہ قیامت کے دن اللہ اور مسلمان بندے کے درمیان واقع ہوگی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایمان دار اپنے رب سے نزدیک کیا جائے گا اور کہا ہشام راوی نے کہ ایمان دار اپنے رب سے قریب ہوگا یعنی قیامت کے دن یہاں تک کہ اس کو اپنی رحمت کے سائے سے چھپائے گا یہاں تک کہ اس سے اس کے گناہ قبول کرائے گا فرمائے گا تو اپنا فلاں گناہ پچھتا ہے ایماندار کہے گا کہ اے میرے رب! ہاں پچھتا ہوں پچھتا ہوں دو بار کہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے گناہ ہم نے دنیا میں چھپائے اور آج بھی ہم ان کو بخشتے ہیں پھر اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ لپیٹا جائے گا یعنی اس کا حساب کتاب ختم ہوگا اور لیکن اور لوگ یا فرمایا کافر لوگ سو پکارا جائے گا روبرو گواہی دینے والوں کے کہ یہی لوگ ہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے اور کہا شیبان نے قتادہ سے حدیث بیان کی ہم سے صفوان نے یعنی قتادہ کا سماع صفوان سے ثابت ہے۔

۴۳۱۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهَشَامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ بَيْنَا ابْنُ عُمَرَ يَطُوفُ إِذْ عَرَضَ رَجُلٌ لِقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَوْ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوَى قَالِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُدْنِي الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ وَقَالَ هَشَامٌ يُدْنُو الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ فَيَقْرُؤُهُ بِدُنُوهِ تَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا يَقُولُ أَعْرِفُ يَقُولُ رَبِّ أَعْرِفُ مَرَّتَيْنِ فَيَقُولُ سَتَرْتَهَا لِي الدُّنْيَا وَأَعْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ ثُمَّ تَطْوَى صَحِيفَةَ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْأَخْرُونَ أَوْ الْكُفَّارُ فَيَنَادِي عَلَى رُؤُوسِ الْأَشْهَادِ ﴿هُؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَيَّ رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ وَقَالَ شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا صَفْوَانٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کر رہے ہیں بیشک اس کی پکڑ سخت دکھ دینے والی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخْذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾.

فائدہ: كذلك میں کاف واسطے تشبیہ دینے پڑ مستقبل کے ہے ساتھ پڑ ماضی کے اور ماضی کا لفظ مضارع کی جگہ لایا گیا واسطے مبالغہ کے اس کے تحقیق ہونے میں۔

یعنی آیت ﴿بَسَّ الرِّفْدَ الْمَرْفُودَ﴾ کے معنی ہیں انعام جو دیا گیا کہا جاتا ہے و فدتہ یعنی میں نے اس کی مدد کی رَفْدَتُهُ اَعْنَتُهُ۔

فائدہ: لفظ معین یا ساتھ معنی مفعول کے ہے یا معنی ہیں ذوا عانت یعنی انعام صاحب اعانت کا۔
یعنی آیت ﴿وَلَا تَرْكَبُوا﴾ تَمِيلُوا۔

ترکبوا کے معنی ہیں نہ جھکو طرف ظالموں کی۔
یعنی فلولا کان کے معنی ہیں کیوں نہ ہوئے۔

﴿فَلَوْلَا كَانَ﴾ فَهَلَا كَانَ۔

فائدہ: یعنی آیت ﴿فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ اولوا بقية۔

یعنی اتر فوا کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے۔

﴿اتر فوا﴾ اَهْلَكُوا۔

فائدہ: یعنی آیت ﴿وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا اتَّرفُوا﴾ یعنی جو جبر اور تکبر کیا حکم اللہ کے سے اور اس سے روکا یہ تفسیر لازم کے ساتھ ہے یعنی تھارت سب واسطے ہلاک ہونے ان کے کی۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ زفیر اور شہیق کے معنی ہیں آواز سخت اور آواز ضعیف یعنی اس آیت میں صَوْتُ شَدِيدٌ وَصَوْتُ ضَعِيفٌ۔

﴿لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ﴾ یعنی بد بختوں کے واسطے آگ میں آواز سخت اور آواز ضعیف ہے۔

۴۳۱۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ ظالم کو فرصت اور ڈھیل دیا کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا پھر حضرت ﷺ نے قرآن کی آیت پڑھی یعنی اللہ فرماتا ہے کہ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب ظالم بستیوں کے لوگوں کو پکڑتا ہے بیشک اس کی پکڑ سخت درد دینے والی ہے۔

۴۳۱۸۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا بَرِيدُ بْنُ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَيَمْلِكُ لِلظَّالِمِ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَكَذَلِكَ أَخَذ رَبُّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخَذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾۔

فائدہ: نہیں چھوڑتا یعنی جب اس کو ہلاک کرتا ہے تو ہلاکت کو اس سے دور نہیں کرتا اور یہ معنی اس بنا پر ہیں کہ تفسیر ظلم ی مطلق شرک کے ساتھ کی جائے اور اگر تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ وہ عام تر ہے تو محمول کیا جائے گا ظلم اس

چیز پر کہ وہ اس کے لائق ہے یعنی جیسا چاہے تھا۔
**بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ
 وَزُلْفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْهِنُ
 السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ﴾**

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کھڑی کر نماز دن کے
 دونوں سروں میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ
 نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے
 والوں کو۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ دن کی دونوں طرف سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں کہ صبح اور مغرب ہے اور بعض کہتے ہیں
 کہ صبح اور عصر ہے اور مالک اور ابن حبیب سے روایت ہے کہ صبح ایک طرف ہے اور ظہر اور عصر ایک طرف ہے۔
 اور زلفی کے معنی ہیں چند گھڑیاں بعد چند گھڑیوں کے اور
 اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے مزدلفہ یعنی اس واسطے کہ منزل
 بمنزل وہاں آتے ہیں اور لیکن زلفی مصدر ہے مانند قربی
 کے یعنی دونوں کے معنی ایک ہیں اور اذلفوا کے معنی ہیں
 جمع ہوئے اور اذلفنا کے معنی ہیں ہم نے جمع کیا۔
**وَزُلْفًا سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَمِنْهُ
 سُمِّيَتْ الْمُزْدَلِفَةُ الزُّلْفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ
 مَنْزِلَةٍ وَأَمَّا ﴿زُلْفِي﴾ فَمَصْدَرٌ مِنَ
 الْقُرْبَى إِذْ دَلَّفُوا اجْتَمَعُوا ﴿أَزْلَفْنَا﴾
 جَمَعْنَا.**

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے سچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿زلفا من اللیل﴾ ساعات یعنی رات کی چند گھڑیوں میں اور
 زلفا جمع ہے اس کا واحد زلفہ ہے یعنی اس کے معنی ہیں ساعت اور منزل اور قربت اور اسی قبیل سے نام رکھا گیا ہے
 مزدلفہ اور کہا اس نے سچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿واذلفنا الجنة للمتقين﴾ قربت یعنی نزدیک کی گئی اور سچ قول
 اس کے ولہ عندی زلفی یعنی قربت اور اختلاف ہے اس میں کہ زلف سے کیا مراد ہے سو امام مالک رحمہ اللہ
 روایت ہے کہ وہ مغرب اور عشاء ہے اور استنباط کیا ہے اس سے بعض حنفیوں نے واجب ہونا وتر کا اس واسطے کہ زلفا
 جمع ہے اور اقل درجہ جمع کا تین ہیں پس منسوب ہوگا طرف مغرب اور عشاء اور وتر کی اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس میں
 ہے اعتراض سے اور کہا قنادہ نے کہ ﴿طرفی النهار﴾ یعنی دن کے دو طرف سے مراد ہے صبح اور عصر کی نماز ہے اور
 ﴿زلفا من اللیل﴾ سے مراد مغرب اور عشاء ہے۔

۴۳۱۹۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
 مرد نے ایک عورت کا بوسہ لیا سو اس نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 سے اس کا ذکر کیا تو یہ آیت اتری کہ کھڑی کر نمازوں کو دونوں
 طرف میں اور رات کی چند گھڑیوں میں البتہ نیکیاں دور کرتی
 ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے یاد رکھنے والوں کو تو اس مرد نے کہا

۴۳۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ
 زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي
 عُمَرَ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ
 رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ

فَأَنْزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ
وَزُلْفَا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ
السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ﴾ قَالَ
الرَّجُلُ أَلَيْ هَذِهِ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي.

کیا یہ آیت میرے ساتھ خاص ہے یا سب لوگوں کے واسطے
عام ہے فرمایا واسطے ہر شخص کے کہ میری امت سے اس پر عمل
کرے یعنی میری سب امت کے واسطے عام ہے۔

فائدہ: حضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا یعنی جیسے اس کا کفارہ پوچھتا ہے اور اصحاب سنن نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے باغ میں ایک عورت پائی سو میں نے اس کے ساتھ ہر چیز کی یعنی اس کا بوسہ لیا اور اس کو گلے سے لگایا لیکن میں نے اس سے جماع نہیں کیا سو آپ میرے ساتھ کریں جو چاہیں اور ترمذی اور نسائی وغیرہ نے ابوالیسر سے روایت کی ہے کہ اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس کے خاوند کو حضرت ﷺ نے جہاد میں بھیجا تھا تو اس عورت نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے ایک درہم کی کھجوریں خریدنا چاہتی ہوں ایک درہم لے اور اس کے بدلے کھجوریں دے ابوالیسر کہتا ہے وہ عورت مجھ کو خوش لگی سو میں نے اس سے کہا یعنی واسطے فریب دینے کے کہ گھر کے اندر اس سے عمدہ کھجوریں ہیں یعنی میرے ساتھ گھر کے اندر چل سواس کو اس حیلے سے گھر کے اندر لے گیا سو اس کو گلے سے لگایا اور چوما پھر گھبرایا اور باہر نکلا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس کو خبر دی سو فرمایا کہ تو بہ کر اور پھر ایسا نہ کرنا پھر حضرت ﷺ کے پاس آیا آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پس یہ آیت اتری اور ثعلبی وغیرہ نے بنہان تمار سے بھی اسی قسم کا واقعہ نقل کیا ہے سو اگر وہ ثابت ہو تو محمول ہے اور واقعہ پر اور احمد وغیرہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں حد کو پہنچا یعنی میں نے ایسا کام کیا جو موجب حد ہے سو مجھ پر حد قائم کیجیے سو حضرت ﷺ تین بار اس سے چپ رہے سو نماز کی تکبیر ہوئی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس مرد کو بلایا تو فرمایا کہ بھلا بتا تو سہی کہ جب تو گھر سے نکلا تھا تو تونے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا؟ اس نے کہا کیوں نہیں! فرمایا پھر تو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہوا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا البتہ اللہ نے تیرا گناہ بخش دیا اور یہ آیت پڑھی سو یہ قصہ اور ہے اور اس کے ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ متاخر ہے آیت کے اترنے سے اور شاید اس مرد نے گمان کیا تھا کہ ہر گناہ میں حد ہے اس واسطے اس نے اپنے اس کام کو موجب حد کہا اور یہ جو اس نے کہا کہ کیا خاص ہے میرے ساتھ؟ یعنی ساتھ اس کے کہ میری نماز میرے گناہ کو دور کرنے والی ہے اور ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قصے والا خود ہی اس کا سائل ہے اور دارقطنی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یہ مسئلہ حضرت ﷺ سے پوچھا اور یہ محمول ہے اوپر متعدد ہونے سائلین کے اور یہ جو اللہ نے فرمایا کہ ﴿ان الحسنات يذهبن السيئات﴾ تو تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس آیت کے مرجیہ

نے سو کہا انہوں نے کہ نیکیاں ہر گناہ کو دور کر ڈالتی ہیں خواہ کبیرہ ہو یا صغیرہ اور جہور کہتے ہیں کہ یہ مطلق محمول ہے مقید پر جو صحیح حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک کفارہ ہے واسطے اس گناہ کے کہ دونوں کے درمیان ہے جب تک کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا رہے سو ایک گروہ نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے تو نیکیاں صغیرہ گناہوں کو اتار ڈالتی ہیں اور اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیاں کسی صغیرہ کو نہیں اتارتیں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اگر کبیرہ گناہوں سے نہ بچے تو نیکیوں سے کوئی گناہ معاف نہیں ہوتا اور صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ نیکیاں گناہ چھوڑنے کا سبب ہوتی ہیں مانند اس آیت کے ﴿ان الصلوة تنہی عن الفحشاء والمنکر﴾ یعنی نماز سبب ہے باز رہنے کا بے حیائی سے نہ یہ کہ درحقیقت وہ کسی گناہ کو اتار ڈالتی ہے اور یہ قول بعض معتزلہ کا ہے، کہا عبد البر نے کہ بعض اہل عصر کا یہ مذہب ہے کہ نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتی ہیں اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس آیت کے اور غیر اس کے کی آیتوں اور حدیثوں سے جو ظاہر ہیں بیچ اس کے اور وارد ہوتا ہے اس پر رغبت دلانا توبہ پر ہر کبیرہ گناہ میں پس اگر نیکیاں سب گناہوں کو دور کر ڈالتیں تو نہ حاجت ہوتی طرف توبہ کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اور نہ واجب ہونے حد کے بوسہ لینے اور چھونے میں اور مانند ان کی میں اور اوپر ساقط ہونے تعزیر کے اس شخص سے جو کوئی چیز ان میں سے کرے اور اگر توبہ کرے اور پچھتائے اور استنباط کیا ہے اس سے ابن منذر نے یہ کہ نہیں حد ہے اس شخص پر جو پایا جائے ساتھ عورت اجنبی کے ایک کپڑے میں یعنی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ اس نے اس سے زنا نہ کیا ہو بلکہ صرف بوسہ اور لمس اور مانند ان کی پر

کفایت کی ہو۔ (بخ)

سُورَةُ يُوسُفَ

سورہ یوسف کی تفسیر کا بیان

فائدہ: کہا یعنی نے کہ ابو العباس نے مقامات منزہل میں لکھا ہے کہ سورہ یوسف اول سے آخر تک مکی ہے اور سب نزول اس سورہ کا سوال کرنا یہود کا ہے یعقوب ؑ اور یوسف ؑ کے احوال سے اتمہل اور پوشیدہ نہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ سوال یہود کا مدینے میں ہوگا اور یہ سب سورہ یعقوب ؑ اور یوسف ؑ کے احوال میں ہے پس اس سورہ کا مکی ہونا اس شلک نزول کے مخالف ہے۔ (ت)

اور کہا فضیل نے حصین سے اس نے روایت کی مجاہد سے کہ متکا کے معنی ترنج ہیں یعنی آیت واعتدت لهن متکا میں اور کہا فضیل نے کہ ترنج کو حبش کی زبان میں متکا کہتے ہیں اور کہا ابن عیینہ نے ایک مرد سے اس نے روایت کی ہے مجاہد سے کہ متکا ہر چیز ہے کہ چھری سے

وَقَالَ فَضَيْلٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
﴿مُتَكًا﴾ الْاِتْرُجُ قَالَ فَضَيْلٌ الْاِتْرُجُ
بِالْحَبَشِيَّةِ مُتَكًا وَقَالَ ابْنُ عَيْنَةَ عَنْ
رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَكًا قَالَ كُلُّ شَيْءٍ
قَطَعَ بِالسِّكِّينِ.

کاٹی جائے۔

یعنی اور کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَاِنَّ لَدُوْا عِلْمَ لِمَا عَلِمْنَاهُ﴾ کے کہ لزو علم کے معنی ہیں عمل کرنے والا ساتھ اس چیز کے کہ جانے۔

یعنی اور کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ صواع کہتے ہیں ملک یعنی پیانہ فارسی کو جس کی دونوں طرف مل جاتی ہیں عجمی لوگ اس کے ساتھ پانی پیا کرتے تھے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قَالُوا نَفَقَد صَوَاعَ الْمَلِكِ﴾ یعنی انہوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کا پیانہ نہیں پاتے اور ملک ایک پیانہ ہے معروف واسطے اہل عراق کے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تَفْتِدُونَ﴾ تَجْهَلُونَ یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ تفتدون کے معنی ہیں کہ اگر مجھ کو جاہل نہ کہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لَوْلَا اَنْ تَفْتِدُوْنَ﴾ یعنی اگر نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ غِيَابَةٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيْبٌ عِنْدَكَ شَيْئًا فَهُوَ غِيَابَةٌ یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ غیابہ کے معنی ہیں ہر چیز کہ تجھ سے کسی چیز کو غائب کرے تو وہ غیابہ ہے یعنی غیابہ الجب میں۔

وَالْجُبُّ الرَّكِيْبَةُ الَّتِي لَمْ تُطَوَّ. اور جب کچے کنوئیں کو کہتے ہیں لہم تطو کے معنی ہیں کہ گول نہ ہو۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ کنواں بیت المقدس کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اردن کی زمین میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یعقوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے تین فرسخ پر ہے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَاجْمَعُوا اَنْ يَجْعَلُوْهُ فِيْ غِيَابَةِ الْجُبِّ﴾ یعنی متفق ہوئے کہ اس کو اندھیرے کنوئیں میں ڈالیں یعنی جس میں کچھ نظر نہ آئے۔

﴿بِمُؤْمِنٍ لَّنَا﴾ بِمُصَدِّقٍ لَّنَا یعنی اور بمؤمن لنا کے معنی ہیں کہ تو ہماری بات کو سچا نہ جانے گا یعنی اس آیت میں ﴿وَمَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا﴾۔

یعنی آیت ﴿فَلَمَّا بَلَغَ اَشْدَهُ﴾ میں اشدہ کے معنی ہیں پہلے اس سے کہ شروع ہونقصان میں کہا جاتا ہے پہنچا اپنی نہایت قوت کو اور پہنچے اپنی نہایت قوت کو اور کہا بعض **﴿اَشْدَهُ﴾** قَبْلَ اَنْ يَّاخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ اَشْدَهُ وَبَلَغُوا اَشْدَهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدَهَا شَدًّا۔

نے واحد اس کا شد ہے۔

اور متکا یعنی ساتھ تشدید کے وہ چیز ہے کہ تکیہ کرے تو اوپر اس کے واسطے پانی پینے کے یا واسطے بات کرنے کے یا واسطے کھانا کھانے کے اور باطل ہے جو مجاہد نے کہا کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں اور نہیں عرب کی کلام میں تفسیر متکا کی ساتھ ترنج کے اور جب حجت لائی گئی اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ متکا کے معنی تکیہ ہیں یعنی ثابت ہوا کہ متکا مراد تکیہ سے ہے نہ ترنج سے تو بھاگے اس چیز کی طرف کہ وہ اس سے بدتر ہے سو کہا انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ محک ہے ساتھ ساکن کے یعنی وہ مخفف ہے مشد نہیں یعنی اور محک مخفف کے معنی ترنج کے ہیں اور یہ باطل ہے اس واسطے کہ محک ساتھ ساکن کے عورت کی شرمگاہ کا کنارہ ہے جس جگہ اس کو ختنہ کرتے ہیں اور اسی سبب سے کہا گیا ہے واسطے عورت کے متکا اور بیٹا متکا کا اور اگر وہاں ترنج ہو تو وہ بعد تکیہ دینے کے ہے۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے سچ تفسیر آیت ﴿واعتد لهن متکا﴾ کے یعنی تیار کیا واسطے ان کے تکیہ کہ تکیہ کیا جائے اوپر اس کے اور گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ متکا کے معنی ترنج کے ہیں یعنی بیٹھا لیو اور یہ تفسیر زیادہ باطل ہے لیکن امید ہے کہ تکیہ کے ساتھ ترنج ہو کہ اس کو کھائیں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ تیار کیا تھا زلیخانے واسطے ان کے بطخ یعنی تریوز اور موز اور بعض کہتے ہیں کہ ترنج کے ساتھ شہد تھا اور بعض کہتے ہیں کہ خم مرغ اور گوشت سے کھانا تیار کیا ہوا تھا لیکن بخاری نے ابو عبیدہ کی پیروی کر کے جس چیز کی نفی کی ہے اس کو اس کے سوا اور لوگوں نے ثابت کیا ہے اور عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ متکا کو مخفف پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ ترنج ہے اور البتہ حکایت کیا ہے اس کو فرما نے اور پیروی کی ہے اس کی انھوں نے اور ابو حنیفہ دینوری اور ابن فارس اور صاحب محکم اور جامع اور صحاح نے اور کہا جو ہری نے کہ متکا وہ چیز ہے جس کو باقی چھوڑتی ہے ختنہ کرنے والی عورت بعد ختنہ کرنے کے عورت سے اور متکا وہ عورت ہے جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اور سوس کو بھی متکا کہتے ہیں پھر نہیں مانع ہے یہ

وَالْمَتَكَا مَا اتَكَتْ عَلَيْهِ لِسْرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لِعَطَامٍ وَأَبْطَلُ الَّذِي قَالَ الْأَتْرُجُ وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأَتْرُجُ فَلَمَّا أَحْتَجَّ عَلَيْهِمْ بِاللَّهِ الْمَتَكَا مِنْ نَمَارِقٍ فَرُّوا إِلَى شَرِّهِ مِنْهُ فَقَالُوا إِنَّمَا هُوَ الْمَتَكُ سَاكِنَةُ التَّاءِ وَإِنَّمَا الْمَتَكُ طَرْفُ الْبَطْرِ وَمِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهَا مَتَكَاءٌ وَابْنُ الْمَتَكَاءِ فَإِنْ كَانَ نَمَّ الْأَتْرُجُ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمَتَكَا.

کہ محکا لفظ ترخ اور طرف فرج کے درمیان مشترک ہو یعنی اس کے دونوں معنی ہوں ترخ کو بھی محکا کہتے ہوں اور عورت کی شرمگاہ کی طرف کو بھی کہتے ہوں اور بظہر عورت کی ختنہ کی جگہ کو کہتے ہیں اور دراصل بظہر بولا جاتا ہے اس چیز پر کہ اس کے واسطے بدن سے طرف ہے مانند پستان کی۔ (تح)

﴿شَعْفَهَا﴾ يُقَالُ بَلَغَ شِعْفَهَا وَهُوَ
غِلَافٌ قَلْبِهَا وَأَمَّا شَعْفَهَا فَمِنْ
الْمَشْعُوفِ.
یعنی جگہ کی ہے اس نے اس کے دل میں از روئے دوستی
کے کہا جاتا ہے کہ اس کی شغاف کو پہنچا اور شغاف اس
کے دل کا غلاف ہے یعنی مشغاف کے معنی غلاف ہے
یعنی پہنچی محبت اس کے دل کے غلاف میں اور لیکن شعفہا
یعنی ساتھ عین مہملہ کے تو وہ ماخوذ ہے مشعوف سے یعنی
فریفتہ شدہ۔

فائدہ: مشعوف کے معنی ہیں محبت کہا جاتا ہے شغفہ الحب یعنی محبت نے اس کے دل کو جلایا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لقد شغفها حباً﴾۔

﴿أَصْبُ﴾ أَمِيلٌ صَبَا مَالٌ.
یعنی اگر تو دور نہ کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو مائل ہو
جاؤں گا ان کی طرف۔

فائدہ: أَمِيلٌ یعنی اصْبُ کے معنی ہیں میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا مراد اس آیت کی تفسیر ہے: ﴿وَالَا
تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ﴾۔

﴿أَضْعَاثُ أَحْلَامٍ﴾ مَا لَا تَأْوِيلَ لَهُ.
یعنی اضغاث احلام کے معنی ہیں وہ خواب جس کی کوئی
تاویل نہ ہو یعنی واقع میں اس کا کوئی اصل نہ ہو۔

وَالضِّفْتُ مِثْلَ الْيَدِ مِنْ حَشِيئِشِ وَمَا
أَشْبَهَهُ وَمِنْهُ ﴿وَخُدَّ بِيَدِكَ ضِغْفَا﴾ لَا
مِنْ قَوْلِهِ ﴿أَضْعَاثُ أَحْلَامٍ﴾ وَاحِدُهَا
ضِغْفٌ.
یعنی اور ضغف کے معنی ہیں پر کرنا ہاتھ کا گھاس سے اور
جو اس کی مانند ہو اور اسی سے ماخوذ ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا
کہ لے اپنے ہاتھ سے مٹھا گھاس کا نہ اضغاث احلام
سے اس کا واحد ضغف ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ ضغف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وَخُدَّ بِيَدِكَ ضِغْفَا﴾ ساتھ معنی پر کرنے ہاتھ کے ہے
گھاس سے اور جو اس کی مانند ہے نہ ساتھ معنی اس خواب کے جس کی تاویل نہ ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ اضغاث احلام جھوٹی خوابیں ہیں۔ (تح)

﴿نَمِيرٌ﴾ مِنَ الْمَيْرَةِ ﴿وَنَزْدَادُ كَيْلٍ﴾
یعنی نمیر بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَنَمِيرِ أَهْلِنَا﴾ مِیرَة سے

بَعِيرٍ ﴿ مَا يَحْمِلُ بَعِيرٌ ۚ
ہے یعنی ہم ان کے پاس آئیں اور ان کے واسطے اناج
خرید لائیں اور زیادہ لائیں پیمانہ ایک اونٹ کا یعنی جو
اونٹ اٹھائے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے یعنی گدھے کا بوجھ اور مقاتل نے زبور سے نقل کیا ہے کہ عبرانی زبان میں ہر چیز
بوجھ اٹھانے والی کو بعیر کہتے ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان کی زمین سے تھے
اور وہاں کوئی اونٹ نہ تھا۔ (فتح)

اَوْى اِلَيْهِ ضَمًّا اِلَيْهِ ۙ

یعنی اوی الیہ کے معنی ہیں اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملایا
اور جوڑا یعنی اس آیت میں ﴿ فلما دخلوا علی یوسف
آوی الیہ اخاہ ﴾ یعنی جب یوسف علیہ السلام کے بھائی
یوسف علیہ السلام پر داخل ہوئے تو اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ
دی اور اس کو اپنے ساتھ جوڑا۔

السَّقَايَةُ مِكْيَالٌ ۙ
یعنی سقایہ کے معنی ہیں پیمانہ۔

فائدہ: اور وہ پیمانہ وہ برتن تھا جس کے ساتھ بادشاہ پانی پیا کرتا تھا بعض کہتے ہیں یوسف علیہ السلام نے اس کو پیمانہ ٹھہرایا
کہ نہ مایا جائے اناج ساتھ غیر اس کے کے پس ظلم کیے جائیں۔

﴿ تَفْتًا ۙ لَا تَزَالُ ﴿ حَرَضًا ۙ مُحْرَضًا ۙ
یعنی تفتا کے معنی ہیں ہمیشہ یعنی اس آیت میں ﴿ قالوا
تالله تفتا یوسف حتی تکون حرضا ﴾ یعنی کہنے لگے
قسم ہے اللہ کی کہ تو ہمیشہ یاد کرتا ہے یوسف علیہ السلام کو
یہاں تک کہ ہو جائے گا تو گل گیا یعنی گلا دے تجھ کو غم
یوسف علیہ السلام کا یا ہو جائے گا تو مردہ۔

یَعْنِي تَحَسَّسُوا ۙ
یعنی تحسسوا کے معنی ہیں کہ تلاش کرو خبر یوسف علیہ السلام
سے اور اس کے بھائی سے یعنی اس آیت میں ﴿ یا بنی
اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیه ﴾۔

تَحَسَّسُوا تَخَبَّرُوا ۙ

اور مزجاة کے معنی ہیں تھوڑے۔

﴿ مَزْجَاةٍ ۙ قَلِيلَةٌ ۙ

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ وجئنا ببضاعة مزجاة ﴾ یعنی اور لائے ہم پونجی تھوڑی اور بعض کہتے ہیں کہ
ردی اور بعض کہتے ہیں کہ فاسد اور کرمہ سے روایت ہے کہ تھوڑی اور اس میں اختلاف ہے کہ ان کی پونجی کیا چیز تھی

سب بعض کہتے ہیں کہ اون اور مانند اس کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ ردی درہم تھے اور بعض کہتے ہیں کہ بالوں کے رے اور مشک اور چڑہ تھی۔ (فتح)

﴿غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ﴾ عَامَّةٌ مُّجَلَّلَةٌ. یعنی غاشیہ کے معنی ہیں آفت عام اللہ کے عذاب سے
فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿افامنوا ان تاتيهنم غاشية من عذاب الله﴾ یعنی کیا نذر ہوئے ہیں کہ آ
ڈھانکے ان کو آفت اللہ کے عذاب سے یعنی آفت عالم گیر کہ سب کو گھیر لے کسی کو نہ چھوڑے۔

بابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَمُنُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ
الِ يَعْقُوبَ كَمَا آتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِنْ
قَبْلِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ﴾
باب ہے بیان میں اس آیت کے اور پورا کرے گا اپنا
انعام تجھ پر اور یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں پر جیسا پورا کیا
ہے تیرے دو باپ دادوں پر پہلے سے ابراہیم علیہ السلام اور
اسحاق علیہ السلام پر۔

۴۳۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جو خود کریم ہو اس کا باپ بھی کریم
ہو اس کا دادا بھی کریم ہو اس کا پردادا بھی کریم ہو سو حضرت
یوسف علیہ السلام ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت
اسحاق علیہ السلام کے پوتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے۔

۴۳۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ
الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ يُونُسُ بْنُ يَعْقُوبَ
بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ.

فائدہ: اور روایت کی ہے حاکم نے مانند اس کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور وہ دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت
خاص کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے یوسف علیہ السلام کے اس میں ان کو کوئی شریک نہیں یعنی یہ خاندانی بزرگی اور شرافت نسبی
کہ جس کی چار نسب سے برابر پیغمبر ہوتے آئے ہوں حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور یہ جو
حضرت علیؑ نے فرمایا اکرم الناس یعنی نسب کی جہت سے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اپنے غیر سے مطلق افضل
ہوں یعنی یہ فضیلت جزئی ہے کلی نہیں۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُونُسَ
وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ﴾
باب ہے بیان میں اس آیت کے البتہ یوسف علیہ السلام اور
اس کے بھائیوں کے قصے میں نشانیاں ہیں پوچھنے والوں
کے لیے۔

فائدہ: ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام روتیل، شمعون، لاوی، یہودا، ریا لون،

شیخ، دان، نیال، جاد، اشراور بنیامین ہیں اور ان میں بڑا پہلا ہے۔ (نخ)

۴۳۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ لوگوں میں سے زیادہ بزرگ کون آدمی ہے؟ فرمایا کہ زیادہ تر بزرگ ان میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہو، اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگوں میں سے بزرگ حضرت یوسف رضی اللہ عنہ پیغمبر ہیں پیغمبر کے بیٹے، پیغمبر کے پوتے خلیل اللہ رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے، اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم آپ سے یہ نہیں پوچھتے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم مجھ سے عرب کی کانوں کا حال پوچھتے ہو؟ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں! فرمایا کہ جو ان میں کفر کی حالت میں افضل تھے وہ لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جس وقت کہ احکام شرع کو خوب سمجھیں۔

۴۳۲۱ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ قَالَ أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأَلُكَ قَالَ فَاتَّكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنِ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسَأَلُكَ قَالَ لَقَدْ مَعَادِنَ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَنِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا لَقَهُوْا تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور یہ جو یعقوب رضی اللہ عنہ نے کہا ﴿وَكذَلِكَ يَجْتَنِبُ رَبُّكَ﴾ اور ﴿اخْأَفَ انْ يَأْكُلُ الذَّنْبَ﴾ تو ان دونوں قول کی تطبیق میں اشکال ہے اس واسطے کہ جزم کیا یعقوب رضی اللہ عنہ نے اول ساتھ اس کے کہ تیرا اللہ تجھ کو نوازے گا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ آئندہ زمانہ میں ہوگا یعنی اللہ تجھ کو آئندہ زمانہ میں نوازے گا پس کس طرح خوف کیا جائے گا یوسف رضی اللہ عنہ پر کہ اس سے پہلے ہلاک ہوں یعنی یعقوب رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کھا جائے اس کو بھیڑیا اور اس کا جواب کئی طرح سے ہے ایک جواب یہ ہے کہ نہیں لازم آتا بھیڑیے کے کھانے کے جواز سے کھانا اس کے سارے بدن کا ساتھ اس طور کے کہ مر جائیں اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد ان کی ساتھ اس کے ہٹانا ان کے بھائیوں کا ہے ان کے ساتھ لے جانے سے سو خطاب کیا ان کو باعتبار عادت ان کے کی نہ اس چیز کی بنا پر کہ ان کے اعتقاد میں تھی اور تیسرا جواب یہ ہے کہ قول یعقوب رضی اللہ عنہ کا یجتنبک لفظ خبر کا ہے اور اس کے معنی دعا ہیں جیسے کہا جاتا ہے فلاں پر حمد اللہ یعنی اللہ فلاں کو رحمت کرے پس اگر ان کا ہلاک ہونا اس سے پہلے واقع ہو تو یہ اس کے مخالف نہیں اور چوتھا جواب یہ ہے کہ جس برگزیدگی کو حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ یوسف رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوگی وہ حاصل ہو چکی تھی یوسف رضی اللہ عنہ کو پہلے اس سے کہ سوال کریں اس کے بھائی اپنے باپ سے یہ کہ یوسف رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ جائے ساتھ دلیل اس آیت کے بعد

اس کے کہ انہوں نے اس کو کونئیں میں ڈالا۔ ﴿وَإِذَا حِينًا إِلَيْهِ لَتَبْتُهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ یعنی ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ البتہ تو بتائے گا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے اور نہیں بعید ہے یہ بات کہ ان کو اس عمر میں پیغمبری عطا ہو اس واسطے کہ اللہ نے یحییٰ علیہ السلام کے قصے میں فرمایا کہ ہم نے اس کو لڑکپن میں پیغمبری دی اور یہ یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں پس تحقیق کہا عیسیٰ علیہ السلام نے اور حالانکہ وہ ماں کی گود میں تھے ﴿اِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا﴾ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ نے مجھ کو کتاب دی اور مجھ کو پیغمبر بنایا اور جب کہ ان کو برگزیدگی موعود حاصل ہوئی تو نہیں منع ہے اس پر ہلاک ہونا اور پانچواں جواب یہ ہے کہ خبر دی یعقوب علیہ السلام نے ساتھ برگزیدہ ہونے کے وحی سے اور جائز ہے منسوخ ہونا خبر کا نزدیک ایک قوم کے سو یہ بھی اس کی مثالوں میں سے ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یعقوب علیہ السلام نے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس کو بھڑیا کھا جائے بطور جائز رکھنے کے نہ بطور وقوع یعنی جائز ہے کہ واقع ہونہ یہ کہ واقع ہوگا اور قریب ہے اس سے یہ کہ حضرت ﷺ نے قیامت کی نشانیوں کی خبر دی مانند خروج دجال کے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے اور چڑھنے سورج کے کی مغرب سے اور باوجود اس کے پس تحقیق نکلے حضرت ﷺ جب کہ سورج میں گرہن پڑا اپنی چادر کھینچتے گھبرا کر اس سے کہ قیامت قائم ہو۔ (فتح) اور

متابعت کی ہے عہدہ کی ابو اسامہ نے عبید اللہ سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ
أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبِرُواْ جَمِيعًا﴾
﴿سَوَّلَتْ﴾ زَيْنَتْ.

۴۲۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ
أَبْنِ شِهَابٍ قَالَ ح وَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ النَّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا
يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ
الزُّهْرِيَّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ
بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَ
عَبِيدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ
رُؤِجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ
قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَّأَهَا اللَّهُ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ بلکہ آراستہ کی ہے تمہارے لیے تمہارے نفسوں نے ایک بات اور سولت کے معنی ہیں آراستہ کی اور اچھی کر دکھائی۔

۴۳۲۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب کہ تہمت کرنے والوں نے ان کے حق میں کہا جو کہا یعنی ان کو عیب لگایا سو اللہ نے ان کی پاکدامنی بیان کی ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو بے گناہ ہے تو عنقریب اللہ تیری پاک دامنی بیان کرے گا اور اگر تو نے گناہ کیا ہے تو اللہ سے بخشش مانگ اور اس کی طرف توبہ کر؟ میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور حضرت ﷺ کے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی سو اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں بیشک جو لوگ لائے ہیں

طوفان، آخر تک۔

كُلُّ حَدِيثِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتَ بِرَبِيئَةَ فَسَيَّرُكَ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتَ أَلَمَّتْ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ قُلْتُ إِبْنِي وَاللَّهِ لَا أَجِدُ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوسُفَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾ وَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۴۲۲۳۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہے کہ جس حالت میں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی تھی کہ اس کو بخار نے پکڑا سو حضرت رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ شاید یہ بخار اس کو طوفان سننے کے سبب سے ہوا؟ اس نے کہا ہاں! اور عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ بیٹھیں اور کہا کہ میری مثل اور تمہاری مثل حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کی مثل ہے بلکہ بنا دی تم کو تمہارے نفسوں نے ایک بات پس اب صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی کی مدد درکار ہے۔

۴۲۲۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَنِي أُمُّ رُوْمَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا أَنَا وَعَائِشَةُ أَخَذَتْهَا الْحُمَى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ فِي حَدِيثِ تَحَدَّثْتَ قَالَتْ نَعَمْ وَقَعَدْتَ عَائِشَةُ قَالَتْ مَثَلِي وَمَثَلِكُمْ كَيْعْقُوبَ وَبَنِيهِ ﴿بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور بہلایا اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنی جان تھامنے سے اور بند کیے دروازے اور بولی آگے آگے، کہا عکرمہ نے کہ ہیت لك کے معنی حورانیہ میں ہیں ہلم اور کہا ابن جبیر نے کہ اس کے معنی ہیں تعالہ یعنی آگے آ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَرَأَوْدَتُهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَعَلَقَتْ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ﴾ وَقَالَ عِكْرَمَةُ ﴿هَيْتَ لَكَ﴾ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَاهُ.

فائدہ: نام اس عورت مشہور قول میں زیلخا ہے اور بعض کہتے ہیں راعیل ہے اور اس کے خاوند عزیز کا نام قطفیر ہے۔

(فتح) حورانہ منسوب ہے طرف حوران کے کہ ایک شہر ہے شام میں یا شام کی زمین کو کہتے ہیں۔

۴۳۲۴۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ «هَيْتَ لَكَ» قَالَ وَإِنَّمَا نَقَرُوا هَا كَمَا عَلِمْنَا هَا.

۴۳۲۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ «قالت هيت لك» ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اس کو پڑھتے ہیں جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم کو سکھلایا۔

فائدہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت دونوں طرح سے ہے زیرت کے ساتھ بھی اور پیشت کے ساتھ بھی اور لیکن عکرمہ سے منقول ہے کہ وہ حورانہ میں ہے تو موافقت کی ہے اس کو اس پر کسائی اور فراء وغیرہ نے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ قطبی لغت ہے اس کے معنی ہیں آ اور حسن سے روایت ہے کہ وہ سریانی لغت ہے اور ابو زید انصاری نے کہا کہ عبرانی لغت ہے اور جمہور علماء نے کہا کہ وہ عربی لغت ہے معنی اس کے ترغیب دینا ہے آگے آنے پر۔ (فتح)

یعنی اور مٹواہ کے معنی ہیں اس کی جگہ۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے «وقال الذي اشتراه من مصر لامرأته اكرمي مثواه» یعنی اور کہا جس شخص نے خرید اس کو مصر سے کہ باعزت رکھ اس کی جگہ کو یعنی اس کو عزت سے رکھ۔

«وَالْفَيَا» وَجَدَا «الْفَوَا أَبَانَهُمْ»

یعنی اور آیت «وَالْفَيَا سِيدَهَا لَدَى الْبَابِ» میں الفیا کے معنی ہیں پایا دونوں نے یعنی عورت کو خاوند کئے دروازے کے پاس اور الفو آبانہم کے معنی ہیں کہ پایا انہوں نے اپنے باپ دادوں کو اور الفینا کے معنی ہیں ہم نے پایا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ «بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُونَ»

یعنی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں عجبت پیشت کے ساتھ ہے یعنی ساتھ صیغہ واحد متکلم کے یعنی بلکہ میں نے تعجب کیا۔

فائدہ: اور البتہ مشکل ہوئی ہے مناسبت وارد کرنے اس آیت کی اس جگہ میں اس واسطے کہ وہ سورہ والصفات میں ہے اور نہیں آئی سورہ یوسف میں اس کے معنی سے کچھ چیز لیکن وارد کی ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان پر بددعا کی کہ الہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا، آخر حدیث تک اور اس حدیث کی مناسبت بھی ترجمہ کے ساتھ ظاہر نہیں ہوتی اور ترجمہ یہ قول اس کا ہے باب قولہ

وراد وہ التی ہو فی بیتھا اور البتہ تکلف کیا ہے واسطے اس کے عیسیٰ بن ہل نے اپنی شرح میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بخاری نے باب یہ باندھا ہے وراودتہ التی ہو فی بیتھا اور باب میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث داخل کی کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی الحدیث اور وارد کیا ہے پہلے اس سے ترجمہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ﴿بل عجت و بسخرون﴾ کہا اس نے پس پہنچا بخاری طرف جگہ فائدہ کی اور نہیں ذکر کیا اس کو اور وہ قول اللہ کا ہے ﴿واذا ذکروا لا یذکرون واذا راو آیتہ یستخرون﴾ یعنی جب ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں کہا اس نے اور پکڑی جاتی ہے اس سے مناسبت ساتھ باب مذکور کے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تشبیہ دی اس نے اس چیز کو کہ پیش آئی یوسف علیہ السلام کو مع اپنے بھائیوں کے اور عورت عزیز کی ساتھ اس چیز کے کہ پیش آئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مع قوم اپنی کے جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وطن سے نکالا جیسے کہ نکالا یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے اور بیچا ان کو اس شخص کے ہاتھ میں جس نے اس کو اپنا غلام بنایا سو نہ سختی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم پر جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا جیسے کہ نہ سختی کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں پر جب کہ کہا انہوں نے واسطے یوسف علیہ السلام کے ﴿تالله لقد آثرك الله علينا﴾ یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ پسند کیا ہے اللہ نے تجھ کو اوپر ہمارے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ کے واسطے دعا کی جب کہ ابوسفیان نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارے واسطے مینہ بائیں جیسے کہ دعا کی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے واسطے جب کہ پچھتائے اور پشیمان ہو کر ان کے پاس آئے سو کہا کہ نہیں کوئی ملامت تم پر آج اللہ تمہارا گناہ بخشے۔ کہا اس نے سو معنی آیت کے یہ ہیں بلکہ تعجب کیا تو نے میری حلم سے باوجود ٹھٹھا کرنے ان کے ساتھ تیرے اور جسے رہنے ان کے اپنی گمراہی پر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کی بنا پر ساتھ پیش ت کے معنی یہ ہیں کہ بلکہ تعجب کیا میں نے تیری نرمی سے اپنی قوم پر جب کہ آئے تیرے پاس تجھ سے دعا منگوانے کو سو تو نے ان کے واسطے دعا کی سو ان کی بلا دور ہوئی اور یہ مانند علم یوسف علیہ السلام کی ہے اپنے بھائیوں سے جب کہ ان کے پاس محتاج ہو کر آئے اور مانند حلم اس کے عزیز کی عورت سے جب کہ اس نے اپنے خاوند کو یوسف علیہ السلام پر غیرت دلائی اور اس پر جھوٹ بولا پھر اس کو قید کیا پھر یوسف علیہ السلام نے اس کے بعد اس کا گناہ معاف کیا اور اس کو مؤاخذہ نہ کیا پس ظاہر ہوئی مناسبت ان دونوں آیت کے معنی میں باوجود اس کے کہ ظاہر میں دونوں کے درمیان بعد ہے کہا اس نے کہ بخاری میں اس طرح کی بہت جگہ ہیں اس قسم سے کہ عیب کیا ہے اس کو ساتھ اس کے اس شخص نے جس پر اللہ نے اس کا مطلب حل نہیں کیا اور اللہ سے ہے مدد مانگی گئی اور اس کے تتمہ سے ہے یہ بات کہ کہا جائے کہ نیز ظاہر ہوتی ہے مناسبت درمیان دونوں قصوں کے قول اللہ کے سے صافات میں کہ جب کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے ان کے جسے رہنے کی طرف اپنے کفر اور گمراہی پر اور قول اس کے سے یوسف علیہ السلام کے قصے میں ﴿ثم بدا لهم من بعد ما رأوا الآيات

لیسجنہ حتی حین) اور کہا کرمانی نے کہ وارد کیا ہے بخاری نے اس کلمہ کو اس جگہ اگرچہ سورہ صافات میں ہے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس بات کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے جیسے کہ بیت کو پیش ت کے ساتھ پڑھتے تھے اور اس مناسبت میں کچھ ڈرنیں لیکن جو ابن سہل سے وجہ مناسبت کی گزر چکی ہے وہ باریک تر ہے۔ (خ)

۳۳۲۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کفار قریش نے اسلام لانے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دیر کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی کہ الہی! مجھ کو ان کے شر سے بچا ساتھ سات برس کے قحط کے جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ان پر ایسا قحط پڑا کہ ان کی ہر چیز کو فنا اور تباہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے بڑیوں کو کھایا یہاں تک کہ مرد آسمان کی طرف دیکھنے لگتا سو اپنے اور اس کے درمیان دھواں سادیکھتا اللہ نے فرمایا سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح اللہ نے فرمایا کہ ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو کیا پس دور ہوگا ان سے عذاب قیامت کے دن؟ یعنی نہیں ہوگا اور البتہ گزر چکا ہے دھواں یعنی جو کہ آیت ﴿یوم ناتی السماء بدخان مبین﴾ میں مذکور ہے اور گزر چکا ہے بطلہ جو آیت ﴿یوم نبطش البطشة الکبریٰ﴾ میں مذکور ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب پہنچا اس کے پاس اچھی تو کہا یوسف علیہ السلام نے پھر جا اپنے مالک کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے بیشک میرا رب تو فریب ان کا سب جانتا ہے کہا بادشاہ نے عورتوں کو کیا حال ہے تمہارا جب تم نے پھسلایا یوسف علیہ السلام کو اس کی جان

۴۳۲۵۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا أَبْطَنُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْإِسْلَامِ قَالَ اللَّهُمَّ اكْفِنِيهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يَوْسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مِثْلَ الدُّخَانِ قَالَ اللَّهُ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ قَالَ اللَّهُ ﴿إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ أَلَيْكَشَفَ عَنْهُمْ الْعَذَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَمَضَتِ الْبَطْشَةُ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَيَّ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّائِي قَطَعْنَ آيِدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ﴾ قَالَ مَا خَطْبُكِنَّ إِذْ رَأَوْذُنَّ يَوْسُفَ عَنْ نَفْسِهِ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ.

سے؟ بولیاں پاکی ہے اللہ کو۔

یعنی حاش اور حاشا کے معنی ہیں پاکی بیان کرنا
اور استثناء کرنا۔

وَحَاشَ وَحَاشَى تَنْزِيَهُ وَأَسْتِثْنَاءٌ.

﴿حَصَّصَ﴾ وَضَحَّ.

یعنی آیت ﴿الآن حصص الحق﴾ کے معنی ہیں کہ
اب ظاہر ہوا ہے۔

فائدہ: اور کہا غلیل نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ظاہر ہوا بعد خطا کے۔ (فتح)

۴۲۲۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ عَنْ
عَمْرٍو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ
ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبِي
سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللَّهُ لَوْ طَأَ لَقَدْ كَانَ
يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي
السَّجْنِ مَا لَبِثْتُ يُونُسُ لَأَجَبْتُ الدَّاعِيَ
وَنَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لَهُ ﴿أَوْلَمْ
تُؤْمِنُ قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنْ لَيَطْمَئِنُّ قَلْبِي﴾.

۳۳۲۶ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے لوط علیہ السلام پر اس نے آرزو کی تھی کہ
مضبوط مکان میں پناہ پکڑے اور اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی
بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام کے تو میں بلانے والے کی بات
مان لیتا یعنی تکرار نہ کرتا اس کے ساتھ چلا جاتا اور ہم
ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ تر شک کرنے کے لائق ہیں جب کہ
ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھ کو دکھلا دے کہ تو مردوں کو
کس طرح زندہ کرتا ہے اللہ نے فرمایا کیا تجھ کو اس کا یقین
نہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا یقین کیوں نہیں! لیکن یہ تمنا اس
واسطے ہے کہ میرے دل کو اطمینان ہو جائے۔

فائدہ: مناسبت حدیث کی باب سے اس قول میں ہے کہ اگر مجھ کو قید خانے میں دیر لگتی بقدر درازی دیر یوسف علیہ السلام
کے تو میں بلانے والے کی بات مان لیتا ان دونوں حدیثوں کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ
الرُّسُلُ﴾
باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جب
نامید ہوئے رسول۔

فائدہ: استیسس استعمل ہے یاس سے ضد رجا کی اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ استعمل کے مگر خاص وزن نہیں تو
سین اور ت دونوں زائد ہیں اور استیسس ساتھ معنی یس کے ہے اور اختلاف ہے اس میں کہ غایت کس چیز کے ساتھ
متعلق ہے اللہ کے قول حتی سے سوا اتفاق ہے اس پر کہ وہ محذوف ہے سو بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے وما ارسلنا من
قبلك الا رجالا نوحى اليهم فتراخى النصر عنهم حتى اذا الخ یعنی نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے مگر مرد کہ

وحی بھیجی ہم نے ان کی طرف سوان کی مدد میں دیر ہوئی یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے رسول الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے پس نہ عذاب ہو ان کی امتوں کو یہاں تک الخ اور بعض نے کہا کہ تقدیر یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو بلایا انہوں نے ان کو جھٹلایا پس دراز ہوا جھٹلانا ان کا یہاں تک کہ الخ۔ (فتح)

۴۳۲۷۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا اور حالانکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھتا تھا ﴿حتی اذا استنسیس الرسل﴾ عروہ کہتا ہے میں نے کہا کیا کذبوا ﴿حتی﴾ ہے یا کذبوا یعنی تشدید ذال کے ساتھ ہے یا بغیر تشدید کے یعنی ساتھ تخفیف کے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کذبوا ہے یعنی ساتھ تشدید ذال کے میں نے کہا سو البتہ پیغمبروں نے یقین جان لیا تھا کہ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا پس نہیں ہے وہ ظن یعنی ظنوا میں ظن کے معنی اس جگہ صادق نہیں آسکتے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہاں قسم ہے میری زندگی کی البتہ انہوں نے اس کو یقین جان لیا تھا (اس میں اشعار ہے کہ عروہ نے ظن کو اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا اور وہ راجح ہونا ایک طرف کا ہے دونوں طرف میں سے اور موافقت کی اس کی اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن طبری نے قنادہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ یقین ہے) سو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ تخفیف کے ساتھ ہے یعنی گمان کیا رسولوں نے کہ ان سے جھوٹ کہا یعنی اللہ نے جو ان سے نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ خلاف تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کی پناہ پیغمبروں کو اپنے رب کے ساتھ یہ گمان نہ تھا میں نے کہا سو اس آیت کے کیا معنی ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ رسولوں کے تابعدار ہیں جو ان کے رب کے ساتھ ایمان لائے اور پیغمبروں کو سچا جانا سو دراز ہوئی بلا اور دیر کی ان سے مدد نے یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے

۴۳۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهٗ وَهُوَ يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ﴾ قَالَ قُلْتُ أَكُذِّبُوا أَمْ كُذِّبُوا قَالَتْ عَائِشَةُ كُذِّبُوا قُلْتُ فَقَدِ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ فَمَا هُوَ بِالظَّنِّ قَالَتْ أَجَلَ لَعْمَرِي لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ فَقُلْتُ لَهَا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا قُلْتُ فَمَا هَذِهِ الْآيَةُ قَالَتْ هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمْ النَّصْرُ حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنَّتِ الرُّسُلُ أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ قَدْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللَّهِ عِنْدَ ذَلِكَ.

رسول ان لوگوں سے جنہوں نے ان کو ان کی قوم سے جھٹلایا
اور گمان کیا پیغمبروں نے کہ ان کے تابعداروں نے ان کو
جھٹلایا تو ان کو اس وقت اللہ کی مدد آئی۔

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تخفیف کی قرأت سے انکار کیا اس بنا پر کہ ضمیر واسطے پیغمبروں کے ہے اور نہیں ہے ضمیر واسطے پیغمبروں کے اس بنا پر کہ میں نے بیان کیا اور نہیں ہے کوئی معنی انکار کرنے کا اس قرأت سے بعد ثابت ہونے اس کے کی اور شاید نہیں پہنچی ہے اس کو یہ قرأت ان لوگوں سے جن کی طرف اس باب میں رجوع کیا جاتا ہے اور البتہ پڑھا ہے اس کو ساتھ تخفیف کے کونے کے اماموں نے قاریوں سے عاصم اور یحییٰ اور اعمش اور حمزہ اور کسائی نے اور موافقت کی ہے ان کی حجاز والوں میں سے ابو جعفر ابن تقطاع نے اور یہی ہے قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی اور ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ عروہ اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے موافق تھا پہلے اس سے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھے پھر معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی طرف رجوع کیا یا نہیں اور ابن ابی حاتم نے قاسم سے روایت کی ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ کذبوا تشدید کے ساتھ ہے یعنی ان کے تابعداروں نے ان کو جھٹلایا اور پہلے گزر چکا ہے سورہ بقرہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے کہا کہ آیت ﴿حتی اذا استنسیس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا﴾ میں کذبوا تخفیف کے ساتھ ہے پھر کہا راوی نے ذہب بہا ہنالک یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس آیت کے معنی اور سورہ بقرہ کی آیت کے معنی ایک ہیں اور وہ آیت یہ ہے ﴿حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب﴾ یعنی اس آیت میں استفہام واسطے استبعاد اور استعطاء کے ہے پس معنی دونوں آیتوں کے دور جاننا مدد کا ہے اور دیر گمان کرنا اسکا اور اسماعیلی نے اپنی روایت میں اتنا زیادہ کیا ہے نہ قال ابن عباس کانوا بشرا ضعفوا وایسوا وظنوا انہم قد کذبوا اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ تھا کہ قول اللہ کا متی نصر اللہ رسول کا قول ہے اور یہی مدہب ہے ایک گروہ کا پھر علماء کو اختلاف ہے سول بعض کہتے ہیں کہ تمام مقول تمام کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جملہ پہلا مقول جمیع کا ہے اور اخیر اللہ کی کلام سے ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ جملہ پہلا یعنی متی نصر اللہ ان لوگوں کا مقول ہے جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اور اخیر جملہ یعنی الا ان نصر اللہ قریب رسول کا قول ہے اور مقدم کیا گیا رسول ذکر میں واسطے شریف ہونے اس کے کی اور یہ اولیٰ ہے اور پہلی وجہ کی بنا پر پس نہیں ہے قول رسول کا متی نصر اللہ شک بلکہ واسطے دیر گمان کرنے نصرت کے اور طلب کرنے اس کے کی اور وہ مثل قول حضرت ﷺ کی ہے دن بدر کے کہ الہی! پورا کر جو تو نے وعدہ کیا۔ کہا خطابی نے نہیں شک ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نہیں جائز رکھتے تھے رسولوں پر اس بات کو کہ وہ وحی کو جھوٹا جانیں اور نہیں شک کیا

جاننا مخر کے سچے ہونے میں پس محمول ہوگی کلام اس کی اس پر کہ مراد اس کی یہ ہے کہ وہ واسطے دراز ہونے بلا کے اوپر ان کے اور دیر ہونے کے مد میں اور سختی وعدہ وفا چاہنے اس شخص کے جس سے انہوں نے اس کا وعدہ کیا تھا وہم کیا انہوں نے کہ جو چیز ان کو از قسم وحی آئی تھی وہ ان کے اپنے نفس کا خیال تھا اور گمان کیا انہوں نے اپنے نفس پر غلطی کرنے کا سچ سیکھنے اس چیز کے کہ وارد ہوئی اوپر ان کے اس سے اور مراد ساتھ کذب کے غلط ہے نہ حقیقت کذب کی۔ میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے قرأت مجاہد کی کذبوا ساتھ زبر اول کے مع تخفیف کے یعنی انہوں نے غلطی کی اور ظنوا کا فاعل رسل ہوگا اور احتمال ہے کہ اس کا فاعل ان کے تابعدار ہوں اور روایت کی ہے طبری نے ساتھ کئی سندوں کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت میں کہ تا امید ہوئے رسول اپنی قوم کے ایمان سے اور گمان کیا ان کی قوم نے کہ پیغمبروں نے جھوٹ کہا اور کہا زختری نے کہ مراد ساتھ ظن کے خیال دل اور دوسوہ نفس کا ہے میں کہتا ہوں کہ نہیں گمان کیا جاتا ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ وہ جائز رکھیں رسول پر کہ رسول کے دل میں یہ خیال گزرے کہ اللہ اپنے وعدہ کو خلاف کرے گا بلکہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ گمان کیا جاتا ہے یہ ہے کہ مراد اس کے ساتھ قول اپنے کے کانو ابشوا الخ وہ شخص ہے جو ایمان لایا رسولوں کے تابعداروں سے نہ خود رسول اور یہ جو اس سے روایت کرنے والے راوی نے کہا ذہب بہ ہناک یعنی طرف آسان کی معنی اس کے یہ ہیں کہ پیغمبروں کے تابعداروں نے گمان کیا کہ جو وعدہ کیا تھا ان سے رسولوں نے فرشتے کی زبان پر وہ خلاف ہوا اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ واقع ہو یہ خیال بعض تابعداروں کے دل میں اور عجب ہے ابن ابی ہریرہ سے سچ جزم کرنے اس کے کی ساتھ اس کے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی صحیح نہیں پھر زختری سے سچ توقف کرنے اس کے کی صحت اس کی سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ہو چکی ہے لیکن نہیں آئی ہے اس سے تصریح ساتھ اس کے کہ پیغمبروں نے گمان کیا تھا اور نہیں لازم آتا قرأت تخفیف کے سے بلکہ ضمیر ظنوا میں مرسل الیہم کی طرف عائد ہے اور کذبوا میں پیغمبروں کی طرف عائد ہے یعنی جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے تھے انہوں نے گمان کیا کہ اللہ نے پیغمبروں سے جھوٹ کہا تھا یا سب ضمیریں واسطے پیغمبروں کے ہیں اور معنی یہ ہے کہ تا امید ہوئے رسول مدد سے اور ان کو وہم ہوا کہ ان کے نفس نے ان سے جھوٹ کہا تھا جب کہ بات کی تھی انہوں نے ان سے ساتھ قریب ہونے مدد کے یا سب ضمیریں واسطے مرسل الیہم کے ہیں یعنی تا امید ہوئے رسول ایمان ان لوگوں کے سے جن کی طرف بھیجے گئے اور مرسل الیہم نے گمان کیا کہ جھوٹ کہا تھا ان سے رسولوں نے سچ تمام اس چیز کے کہ دعویٰ کیا اس کا پیغمبری سے اور وعدے نصرت کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری کرے اور وعدے عذاب کے سے واسطے اس شخص کے جو ان کی فرمانبرداری نہ کرے اور جب یہ سب محتمل ہے تو واجب ہے برأت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس بات کے جائز رکھنے سے رسولوں پر اور محمول کیا جائے گا انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اوپر ظاہر سیاق ان کی کے منقول عنہ کے مطلق

ہونے سے اور البتہ طبری نے روایت کی ہے کہ کسی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ نا امید ہوئے پیغمبر اپنی قوم سے یہ کہ ان کو سچا جانیں اور مرسل اللہم نے گمان کیا کہ رسولوں نے ان سے جھوٹ کہا تھا پس یہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اکابر اصحاب سے اس کی کلام کو خوب پہچاننے والا ہے اس نے آیت کو اخیر احتمال پر محمول کیا ہے۔ (فتح)

عروہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ شاید کلمہ کذبوا کا تخفیف دال کے ساتھ ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ کی پناہ مانند اس کی یعنی مانند حدیث مذکور کی۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ فَقُلْتُ لَعَلَّهَا كَذِبُوا مُخَفَّفَةٌ قَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ نَحْوَهُ.

فائدہ: اور ظنوا میں ظن ساتھ معنی یقین کے ہے اور نقل کیا ہے اس کو نقطو یہ نے اس جگہ اکثر اہل لغت سے اور کہا کہ یہ مثل قول اس کے کی ہے دوسری آیت میں ﴿وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه﴾ اور طبری نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا کہ نہیں استعمال کرتے عرب ظن کو علم کی جگہ میں مگر اس چیز میں کہ ہو طریق اس کا بغیر مشاہدہ کے اور اسی طرح جو طریق مشاہدہ کا ہو تو نہیں۔ پس تحقیق نہیں کہا جاتا اظنی حیا بمعنی اعلمنی حیا یعنی میں اپنے آپ کو زندہ جانتا ہوں۔ (فتح)

سورہ رعد کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿كَبَّاسُ كَفَيْهِ اِلَى الْمَاءِ لِيَلْبَغِ فَاهُ﴾ یعنی جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا نہیں قبول کرتے ان کی دعا کو کسی وجہ سے مگر جیسے کوئی پھیلا رہا ہے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آپہنچے اس کے منہ تک ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مثل مشرک کی جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو پوجے مثل پیاسے کی ہے جو نظر کرے اپنے خیال کی طرف پانی میں دور سے اور وہ چاہتا ہے کہ پانی کو لے لے اور نہیں لے سکتا۔

سُورَةُ الرَّعْدِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «كَبَّاسُ كَفَيْهِ» مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلَى ظِلِّ خَيْالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيدٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ.

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے پیاسا اپنا ہاتھ کونوں کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اس کی طرف بلند ہو اور نہیں وہ بلند ہونے والا اس کی طرف اور قنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو اللہ کے سوا اور معبود کو پکارتے نہیں قبول کرتا وہ اس کی دعا کو کسی وجہ سے کبھی نفع یا ضرر سے یہاں تک کہ آئے اس کو موت مثل اس کی مثل اس شخص کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی کی طرف پھیلائے تاکہ اس کے منہ تک آپہنچے اور یہ پانی اس کے منہ کی طرف نہیں پہنچتا

پس وہ مرتا ہے پیاس کی حالت میں۔ (فتح)
وَقَالَ غَيْرُهُ «سَحَرٌ» ذَلَّلٌ.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ سحر کے معنی ہیں فرمانبردار کیا ان کو یعنی اس آیت میں «سحر الشمس والفسر» یعنی فرمانبردار کیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مدت معین تک۔

اور متجاورات کے معنی ہیں آپس میں قریب یعنی ملے ہوئے المثالات جمع کا لفظ ہے اس کا واحد مثلہ ہے اور اس کے معنی ہیں اشباہ اور مثلین یعنی اس آیت میں «وقد خلعت من قبلهم المثالات» یعنی ہو چکی ہیں ان سے پہلے کہاوتیں اور کہا مگر مثل دنوں ان لوگوں کی جو پہلے گزرے یعنی ان دنوں آیتوں کے ایک معنی ہیں۔

یعنی آیت «وکل شی عنده بمقدار» میں بمقدار کے معنی ہیں ساتھ اندازے معین کے کہ نہ اس سے بڑھتا ہے اور نہ اس سے گھٹتا ہے۔

«مُتَجَاوِرَاتٌ» مُتَدَانِيَاتٌ وَقَالَ غَيْرُهُ «الْمَثَلَاتُ» وَاحِدُهَا مَثَلَةٌ وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ وَقَالَ «إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا».

«بِمِقْدَارٍ» بِقَدَرٍ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اللہ کے نزدیک تو احتمال ہے کہ مراد عندیت سے یہ ہو کہ خاص کیا ہے اللہ نے ہر نئی پیدا ہونے والی چیز کو ساتھ وقت معین کے اور حالت معین کے اپنی مشیت ازلی اور ارادے سرمدی سے اور حکمائے اسلام کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے چیزوں کو کلی طور پر اور امانت رکھا ہے ان میں قوی اور خواص کو اور حرکت دی ہے ان کو ساتھ اس طور کے کہ لازم آئے حرکتوں ان کی سے جو مقدر ہیں ساتھ اندازوں مخصوصہ کے احوال جزئی متعین اور مناسبات مخصوصہ مقدرہ اور داخل ہوتے ہیں اس آیت میں افعال بندوں کے اور احوال ان کے اور خیالات ان کے اور یہ بڑی دلیل ہے معتزلہ کے قول کے باطل ہونے پر۔ (ق)

یعنی آیت «لہ معقبات من بین یدیه» میں معقبات سے مراد فرشتے ہیں نگہبانی کرنے والے ان میں دوسری جماعت پہلی کے پیچھے آتی ہے یعنی رات کے چوکیدار فرشتے دن کے چوکیدار فرشتوں کے پیچھے آتے ہیں اور دن کے چوکیدار رات کے چوکیداروں کے پیچھے آتے

يُقَالُ «مُعَقَّبَاتٌ» مَلَائِكَةٌ حَفِظَةٌ تَعَقِبُ الْأُولَى مِنْهَا الْأُخْرَى وَمِنْهُ قِيلَ الْعَقِيبُ أَيْ عَقِبْتُ فِي إِثْرِهِ.

ہیں یعنی ایک دوسرے کے آگے پیچھے آتے جاتے ہیں اور اسی جگہ سے ہے عقیب یعنی جو شخص کہ پیچھے سے آئے کہا جاتا ہے کہ میں اس کے پیچھے آیا۔

فائدہ: اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿لہ معقبات، من بین یدہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ فرشتے ہیں جو نگاہ رکھتے ہیں اس کو اس کے آگے سے اور پیچھے سے اور جب اس کی تقدیر آتی ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اللہ کے حکم سے اور ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کو جنوں سے بچاتے ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ فرشتوں کو موکل نہ چھوڑتا جو تم سے ایذا کو ہٹا دیں تمہارے کھانے میں اور پینے میں اور سڑوں میں تو جن تم کو اچک لیتے اور روایت کی ہے طبری نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوکیدار فرشتوں کی تعداد پوچھی جو آدمی کے ساتھ موکل ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے ہیں رات میں اور دس دن میں ایک اس کے دائیں ہے اور ایک بائیں اور دو اس کے آگے پیچھے ہیں اور دو اس کے دونوں پہلو پر ہیں اور ایک اس کی پیشانی کو پکڑے ہے سو اگر تواضع کرے تو اس کو بلند کرتا ہے اور اگر تکبر کرے تو اس کو پست کرتا ہے اور دو اس کے دونوں لب پر ہیں نہیں نگاہ رکھتے اس پر مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور دسواں اس کو سانپ سے بچاتا ہے یہ کہ اس کے منہ داخل ہو یعنی جب کہ وہ سو جاتا ہے اور اس کی تاویل میں ایک اور قول بھی آیا ہے سو ابن جریر رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اللہ کے اس قول میں لہ معقبات کہا یہ بادشاہ ہے دنیا کے بادشاہوں سے کہ اس کے واسطے چوکیدار ہیں اور ان کے پیچھے اور چوکیدار ہیں یعنی اس کے واسطے چوکیداروں کی کئی جماعتیں ہیں آگے پیچھے۔

﴿الْمَحَالِ الْعُقُوبَةُ﴾ یعنی آیت ﴿وہو شدید المحال﴾ میں محال کے معنی ہیں عذاب یعنی اللہ کی مارتخت ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت قوت والا اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں سخت بدلہ لینے والا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی مکر ہیں اور بعض کہتے ہیں حیلہ۔ (فتح)

یعنی معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ جو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دے تاکہ پانی کو پکڑے یہاں تک کہ اس کو اپنے منہ میں جگہ دے تو یہ اس کے واسطے تمام نہیں ہوتا اور نہیں جمع کرتے اس کو سر انگلیوں اس کے کی یعنی اس واسطے کہ جو پانی کی طرف ہاتھ پھیلا دے اس کے ہاتھ میں پانی

﴿كَبَّاسِطٍ كَفَيْهِ إِلَى الْمَاءِ﴾ لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ.

نہیں آتا جب تک کہ پانی کو خود ہاتھ سے نہ اٹھائے۔
اور آیت ﴿فاحتمل السیل زبدا رابیا﴾ میں رابیا ربا
یربو سے ہے یعنی پھولا ہوا یعنی پس اوپر لایا پانی جاری
جھاگ پھولا ہوا۔

﴿رَابِيَا﴾ مِنْ رَبَا يَرْبُو.

یعنی اس آیت میں متاع کے معنی ہیں وہ چیز کہ فائدے
پائے تو اس کے ساتھ۔

﴿أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلَهُ﴾ الْمَتَاعُ مَا
تَمَتَّعْتَ بِهِ.

یعنی آیت ﴿فاما الزبد فيذهب جفاء﴾ میں جفاء کے
معنی ہیں سوکھ کر کھا جاتا ہے اجفاءات القدر جب کہ
جوش مارے ہانڈی سواس کے اوپر جھاگ آئے پھر اس کا
جوش مدہم ہو اور سوکھ جائے جھاگ بغیر منفعت کے پس
اسی طرح جدا ہوا ہے حق باطل سے۔

﴿جُفَاءً﴾ يُقَالُ أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ إِذَا غَلَّتْ
فَعَلَاهَا الزَّبْدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبْدُ
بِلَا مَنُفَعَةٍ فَكَذَلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقُّ مِنَ
الْبَاطِلِ.

اور مہاد کے معنی ہیں بچھونا۔

﴿الْمِهَادُ﴾ الْفِرَاشُ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وما وههم جهنم وبئس المهاد﴾ یعنی اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے اور
بری جگہ ہے۔

یعنی یدروون کے معنی ہیں دور کرتے ہیں۔

﴿يَذْرَوُنَّ﴾ يَذْفَعُونَ ذَرَاتَهُ عَنِّي دَفَعْتُهُ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ويدروون بالحسنة السيئة﴾ یعنی برائی کے مقابل بھلائی کرتے ہیں۔
یعنی سلام علیکم کے معنی ہیں کہ کہیں گے سلام علیکم

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ﴾ أَي يَقُولُونَ سَلَامٌ
عَلَيْكُمْ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿والملائكة يدخلون عليهم من كل باب سلام عليكم بما
صبرتم﴾ یعنی اور فرشتے اندر آتے ہیں ان کے پاس ہر دروازے سے کہتے ہیں سلامتی تم پر بسبب صبر کرنے
تمہارے کے یعنی یقولون اس میں محذوف ہے واسطے دلالت کلام کے اور اولیٰ یہ ہے کہ محذوف حال ہے فاعل
یدخلون سے اور قول اس کا بما صبرتم متعلق ہے ساتھ اس چیز کے کہ متعلق ہے ساتھ اس کے علیکم اور ما مصدر یہ یعنی بہ
سبب صبر تمہارے کے۔ (فتح)

یعنی الیہ متاب کے معنی ہیں کہ اس کی طرف ہے میری
توبہ یعنی میرا رجوع کرنا۔

﴿وَالِيهِ مَتَابٌ﴾ تَوْبَتِي.

أَفَلَمْ يَيْئَسُ أَفْلَمْ يَتَيْبِنُ. یعنی افلہم یئس کے معنی ہیں نہیں ظاہر ہوا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿اَفَلَمْ يَيْئَسِ الَّذِينَ آمَنُوا اِنْ لَوْ يَشَاءُ اللّٰهُ لَهَدٰى النَّاسَ جَمِيعًا﴾ یعنی کیا نہیں جانا ایمان والوں نے کہ اگر اللہ چاہے تو سب لوگوں کو ہدایت کرے۔

﴿قَارِعَةٌ﴾ ذَاهِيَةٌ یعنی قارعة کے معنی ہیں آفت ہلاک کرنے والی۔

یعنی املیت کے معنی ہیں دراز کی میں نے مہلت ماخوذ ہے ملی اور ملاوت سے یعنی دراز زمانہ اور اسی جگہ سے ہے ملیا کہ جبریل کی حدیث میں واقع ہے فلیثت ملیا یعنی میں بہت دیر ٹھہرا اور کہا جاتا ہے واسطے فراخ اور دراز زمین کے ملا من الارض یعنی بہت دراز زمین۔

﴿اَشَقُّ﴾ اَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ یعنی آیت ﴿وَلِعَذَابِ الْآخِرَةِ اَشَقُّ﴾ میں اشد اسم تفضیل ہے مشقت سے۔

﴿مُعَقَّبٌ﴾ مُغَيَّرٌ

یعنی آیت ﴿لَا مَعْقَبَ لِحُكْمِهِ﴾ میں معقب کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی بدلنے والا اس کے حکم کو اور نہیں کوئی رد کرنے والا اس کو۔

یعنی اور کہا مجاہد نے صحیح تفسیر آیت ﴿وَفِي الْاَرْضِ قِطْعٌ مِّنْجَاوِرَاتٍ﴾ کے متجاورات کے معنی ہیں عمدہ زمین اور شور زمین یعنی اور زمین میں قطعات ہیں مختلف بعض زمین عمدہ ہے اور بعض شور۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُنْجَاوِرَاتٌ﴾ طَيِّبُهَا وَخَبِيْثُهَا السَّبَاخُ

یعنی آیت ﴿وَجَنَاتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَزُرْعٍ وَنَخِيْلٍ صِنْوَانٍ وَغَيْرِ صِنْوَانٍ يَسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ﴾ میں صنوان کے معنی ہیں کہ ایک جڑ پر دو یا زیادہ کھجوریں ہوں یعنی جڑ ایک ہو اور اوپر سے کئی شاخیں ہوں اور غیر صنوان وہ ہے کہ ایک جڑ پر ایک شاخ ہو پلائی جاتی ہیں ایک پانی سے مانند نیک آدمی اور بد آدمی کے کہ ان کا باپ ایک ہے یعنی آدم علیہ السلام۔

﴿صِنْوَانٌ﴾ النَّخْلَتَانِ اَوْ اَكْثَرُ فِيْ اَصْلِ وَّاحِدٍ ﴿وَعَبْرٌ صِنْوَانٍ﴾ وَحَدَهَا بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ﴿كَصَالِحِ بَنِي اٰدَمَ وَخَبِيْثِهِمْ اَبُوْهُمْ وَّاحِدٌ﴾

السَّحَابُ الثِّقَالُ الَّذِي فِيهِ الْمَاءُ.

یعنی آیت ﴿وَيَنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ﴾ میں سحاب

ثقال سے مراد وہ بدلیاں ہیں جن میں پانی ہو۔

یعنی کباسط کفییہ سے مراد یہ ہے کہ وہ پانی کو اپنی زبان سے بلاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے سو وہ اس کے پاس بھی نہیں آتا۔

﴿كَبَاسِطٍ كَفَيْهِ إِلَى الْمَاءِ﴾ يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهِ وَيُشِيرُ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَلَا يَأْتِيهِ أَبَدًا.

﴿فَسَأَلَتْ أَوْدِيَةَ بِقَدَرِهَا﴾ تَمَلًّا بَطْنِ

كَلِّ وَادٍ.

﴿زَبَدًا رَابِيًا﴾ الرَّبْدُ زَبْدُ السَّبِيلِ ﴿زَبْدٌ

مِثْلُهُ﴾ خَبَثُ الْحَدِيدِ وَالْحَلِيَّةِ.

یعنی ہے وادی اپنے اپنے اندازے سے یعنی خالی وادی کے اندر کو بھرتے ہیں یعنی وادی پانی سے پر ہو کر بہتی ہے اور زبدا رابیا میں زبد سے مراد میل ہے اور زبد مثله سے مراد میل لوہے اور زیور کا ہے۔

فائدہ: اور وجہ مماثلت کی سچ قول اللہ تعالیٰ کے زبد مثله یہ ہے کہ ہر ایک دونوں جھاگ سے پیدا ہوتا ہے میل سے اور روایت ہے قتادہ سے سچ قول اللہ تعالیٰ کے بقدرھا کہا کہ چھوٹا اپنے قدر سے اور بڑا اپنے قدر سے اور سچ قول اس کے رابیا یعنی اوپر آنے والی اور سچ قول اس کے ابتغاء حلیۃ یعنی زیور سونے اور چاندی کے اور سچ قول اس کے اومتاع یعنی متاع لوہے اور پیتل کے جس کے ساتھ فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور جفا وہ ہے جو متعلق ہو ساتھ درخت کے اور یہ تین مثالیں ہیں بیان کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک مثل میں اللہ کہتا ہے کہ جیسے یہ جھاگ مٹ کر بیکار ہو جاتی ہے کسی کام میں نہیں آتی اسی طرح مٹ جاتا باطل اپنے اہل سے اور جیسے کہ ٹھہرتا ہے یہ پانی زمین میں پس ابھرتی ہے زمین ساتھ اس کے اپنا سبزہ نکالتی ہے اسی طرح باقی رہتا ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور نظیر اس کی باقی رہنا خالص سونے کا ہے جب کہ داخل ہو آگ میں اور دور ہو میل اس کا اور باقی رہے خالص اس کا اسی طرح باقی ہے حق واسطے اہل اپنے کے اور دور ہوتا ہے باطل۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ

أَنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ﴾ ﴿غَيْضٌ

مَعْنَىٰ هِيَ كَمَ هُوَ پَانِي يَعْنِي آيَةُ ﴿وَعَيْضُ الْمَاءِ﴾ مِثْلُهُ

فائدہ: یہ لفظ سورہ ہود میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے تفسیر قول اللہ کے تغيض الارحام اس واسطے کہ جب عورت کو حمل کی حالت میں حیض آئے تو بچے میں نقصان ہوتا ہے پس اگر نو مہینے سے زیادہ میں جنے تو بچے کا نقصان پورا ہو جاتا ہے اور حسن سے روایت ہے کہ غيض وہ ہے ہونو مہینے سے کم ہو اور زیادتی وہ ہے جو اس پر زیادہ ہو یعنی بچہ جننے میں۔ (فتح)

۳۳۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا جو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا کہ زمین میں مرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ کے۔

۴۲۲۸۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْدَرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَيْدٍ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ لقمان کی تفسیر میں آئے گی۔

سورہ ابراہیم کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ اِبْرَاهِيمَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَادٍ﴾ ذَاع.

فائدہ: یہ کلمہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے سورہ رعد میں اس آیت میں ﴿انما انت منذر ولكل قوم هاد﴾ اور اختلاف کیا ہے اہل تاویل نے اس کی تفسیر میں ان کے اتفاق کے بعد کہ مراد ساتھ منذر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سچ تفسیر اس آیت کے ﴿ولكل قوم هاد﴾ یعنی بلانے والا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہادی اللہ ہے اور یہ معنی پہلے معنی کے موافق ہیں گویا اس نے لحاظ کیا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿والله يدعو الى دار السلام ويهدى من يشاء الى صراط مستقيم﴾ اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہادی کھینچنے والا ہے اور نیز مجاہد اور قتادہ سے روایت ہے کہ ہادی پیغمبر ہے اور یہ پہلے معنی سے خاص تر ہے اور ان اقوال کی بنا پر قوم عموم پر محمول ہے اور نیز مجاہد سے روایت ہے کہ ہادی سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ سب معنوں سے خاص تر ہے اور مراد ساتھ قوم کے آیت میں اس معنی کی بنا پر خصوص ہے یعنی یہ امت اور غریب ہے جو روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب یہ آیت اتری ﴿ولكل قوم هاد﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ میں منذر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ تو ہادی ہے تیرے سبب سے راہ پائیں گے راہ پانے والے میرے بعد سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو مراد ساتھ قوم کے انصاف تر ہے پہلے معنی سے یعنی بنی ہاشم اور ابن ابی حاتم نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ ہادی کے ایک مرد ہے بنی ہاشم سے اس کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ ہیں اور شاید راوی نے اس کو پہلی حدیث سے لیا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کی سند میں شیعہ

راوی ہے اور اگر ثابت ہوتی تو اس کے راوی باہم مخالف نہ ہوتے۔ (فتح)

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيَسْقِيْ مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ﴾ کے کہ صدید کے معنی ہیں پیپ اور لہو یعنی پلایا جائے گا اس کو پیپ اور لہو۔

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ اس آیت میں نعمت اللہ سے مرد اللہ کی نعمتیں اور اس کے دن ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عِيْنَةَ ﴿اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ اَيَادِي اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَاَيَّامَهُ.

فائدہ: یعنی جن دنوں میں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی قوم سے نجات دی، مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واذقَالَ موسىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اذْ اَنْجَاكُمْ مِنْ اَلِ فِرْعَوْنَ﴾ یعنی جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت اپنے اوپر جب کہ نجات دی تم کو فرعون کی قوم سے اور ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرف وحی بھیجی کہ یاد دلا ان کو اللہ کے دن۔

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَاتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَآسَأَلْمُوْهُ﴾ کے یعنی دیا تم کو ہر چیز سے جو تم نے مانگی یعنی جس چیز سے تم کو رغبت ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا الیہ فیہ تو مقصود یہ ہے کہ رغبت کا صلہ الی اور فی دونوں آتے ہیں اور غرض اس تفسیر سے یہ ہے کہ اس آیت میں سوال ساتھ معنی رغبت کے ہے یعنی دی ہے تم کو وہ چیز جس سے تم کو رغبت ہے جو تم مانگتے ہو اور جو نہیں مانگتے اور کہا ضحاک نے کہ کلمہ ما کا واسطے نفی کے ہے اور کل ساتھ تنوین کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ دیا تم کو ہر نعمت سے جو تم نے نہیں مانگا اور کہا اس نے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ ہم کو وہ نعمتیں دیں جو ہم نے نہیں مانگیں اور جو ہمارے دل میں نہیں گزریں۔ (ت)

﴿يَبْغُوْنَهَا عَوْجًا﴾ يَلْتَمِسُوْنَ لَهَا عَوْجًا. یعنی ڈھونڈتے ہیں اس کے واسطے کجی یعنی شبہات سے ثابت کرتے ہیں کہ کج ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ بیغون ساتھ معنی یلتمسون کے ہے۔

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ أَعْلَمَكُمْ اذْنَكُمْ. یعنی تاؤذن کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ خبردار کیا یعنی

جب خبردار کیا تیرے رب نے اور آذنکم کے بھی یہی معنی ہیں۔

فائدہ: تاؤذن تفعل ہے آذن سے ای علم اور یہ قول اکثر اہل لغت کا ہے کہ تاؤذن ایذان سے ہے اور وہ اعلام کرنا

ہے اور معنی تفعل کے یہ ہیں کہ عزم کیا عزم جازم اور اسی واسطے جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ جواب دیا جاتا ہے ساتھ اس کے قسم کا۔ (فتح)

یعنی قول اللہ کا ﴿رَدُّوْا اَیْدِيْهِمْ فِیْ اَفْوَاهِهِمْ﴾ مثل ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ باز رہے اس چیز سے کہ حکم ہو ان کو اس کا حق سے اور نہ ایمان لائے ساتھ اس کے کہا جاتا ہے رد یدہ فی فمہ جب کہ باز رہے۔

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے ابو عبیدہ کی کلام کا پس کسی نے کہا کہ نہیں سنا گیا عرب سے رد یدہ فی فمہ جب کہ چھوڑے اس چیز کو جس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہو اور عبد بن حمید نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور تائید کرتی ہے اس معنی کو دوسری آیت ﴿وَ اِذَا خَلَوْا عَلٰیكُمْ الْاِنَامِلُ مِنَ الْغِيْظِ﴾ یعنی جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور بعض کہتے ہیں معنی یہ ہیں کہ کافروں نے پیغمبروں کے ہاتھوں کو ان کے منہ میں پھیر دیا یعنی ان کی کلام کے قبول کرنے سے باز رہے یا مراد ساتھ ایدی کے نعمتیں ہیں یعنی انہوں نے اللہ کی نعمت کو پھیر دیا اور وہ ان کی نصیحتیں ہیں اور ان کے اس واسطے کہ جب انہوں نے ان کو جھٹلایا تو گویا کہ ان کو رد کر دیا جہاں سے آئیں۔ (فتح) اور یا یہ معنی ہیں کہ نہایت تعجب اور انکار سے انگلیاں دانتوں سے کاٹتے ہیں۔

یعنی آیت ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ﴾ میں مقامی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اس کو اللہ اپنے سامنے حساب کے واسطے کھڑا کرے گا یعنی یہ وعدہ اس شخص کے واسطے ہے جو ڈرا کھڑے ہونے سے میرے سامنے۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ قیام میرا اس پر ساتھ حفظ کے۔

یعنی آیت ﴿مَنْ وَّرَاٰهُ جَهَنَّمَ﴾ میں ورائہ کے معنی ہیں آگے اس کے یعنی اس کے آگے دوزخ ہے۔

یعنی آیت ﴿اَنَا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا﴾ میں تبعا جمع کا لفظ ہے اس کا واحد تابع ہے مثل غیب کی کہ اس کا واحد غائب ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ کہیں گے ضعیف اپنے رئیسوں سے جن کے تابع ہوئے تھے کہ ہم تمہارے تابع

﴿لَكُمْ تَبَعًا﴾ وَاِحْدَهَا تَابِعٌ مِّثْلُ غَيْبٍ وَغَائِبٍ.

ہوئے تھے یعنی پیغمبروں کے جھٹلانے میں اور ان سے منہ پھیرنے میں۔

یعنی آیت ﴿مَا آنا بِمَصْرَحِكُمْ﴾ کے معنی ہیں نہیں میں تمہاری فریاد پر پہنچنے والا کہا جاتا ہے استصرخنی یعنی اس نے مجھ سے فریاد رسی طلب کی اور یستصرخ مشتق ہے صراخ سے ساتھ معنی فریاد کرنے کے۔

﴿بِمَصْرَحِكُمْ﴾ اسْتَصْرَخْنِي اسْتَعَانِي
﴿يَسْتَصْرِخُهُ﴾ مِنَ الصُّرَاخِ

یعنی آیت ﴿يَوْمَ لَا يَبِيعُ وَلَا يَشْتَرِي﴾ میں واقع ہے اس کا مصدر ہے خالته خاللا یعنی اس دن کہ نہیں دوستی کسی دوست کی اور جائز ہے کہ خلال جمع خلہ کی ہو۔

﴿وَلَا خَالَ﴾ مَصْدَرُ خَالَتَهُ خَالَلاً
وَيَجُوزُ أَيْضًا جَمْعُ خَلَّةٍ وَخَالَيٍ

فائدہ: طبری نے قادمہ سے روایت کی ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ دنیا میں سودے اور دوستیاں ہیں کہ ان کے سبب سے دنیا میں محبت رکھتے ہیں سو جو اللہ سے محبت رکھے تو چاہیے کہ اس پر ہمیشہ قائم رہے نہیں تو وہ اس سے بند ہو جائے گی اور یہ موافق ہے اس شخص کے جو آیت میں خلال کو جمع خلہ کی ٹھہراتا ہے۔ (فتح)

یعنی آیت ﴿مِثْلُ كَلِمَةِ حَيْثُ كَشَجَرَةٍ حَيْثُ اجْتَسَتْ﴾ میں اجتست کے معنی ہیں اکھاڑ لیا گیا زمین کے اوپر سے۔

﴿اجْتَسَتْ﴾ اسْتَوْصَلَتْ

فائدہ: یعنی کانا گیا جسم اس کا کامل طور سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بیان کی ہے اللہ نے مثال درخت ناپاک کی ساتھ مثل کافر کے کہتا ہے کہ اس کا عمل نہ قبول ہوتا ہے اور نہ اوپر چڑھتا ہے سو نہ زمین میں اس کی جڑ قائم ہے اور نہ آسمان میں اس کی شاخ ہے اور ضحاک کے طریق سے روایت ہے کہ کہا بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿مَالِهَانِ قَرَارٍ﴾ یعنی نہ اس کی جڑ ہے اور نہ شاخ اور نہ پھل اور نہ منفعت اسی طرح کافر نہ نیک کام کرتا ہے اور نہ نیک بات کہتا ہے اور نہ اللہ اس میں برکت کرتا ہے اور نہ کوئی منفعت۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ
وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تَوْتَى أَكَلَهَا كُلِّ
حِينٍ﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کیا تو نے نہیں دیکھا کیسی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک بات ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اس کی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنی آسمان میں لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔

۴۲۲۹ - حَدَّثَنِي عُيَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ

۳۳۲۹ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے پاس بیٹھے تھے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دو مجھ کو اس درخت سے جو مسلمان کی مثل ہے اس کے پتے نہیں جھڑتے اور نہیں اور نہیں اور نہیں (یعنی اس کی ہیں صفیتیں اور ذکر کریں راوی نے ان کو بیان نہیں کیا اور اکتفا کیا ساتھ ذکر کرنے کے لئے لا کے تین بار) لاتا ہے پھل اپنا ہر وقت، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے دل میں گزرا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کلام نہیں کرتے سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یعنی میں شرم سے نہ کہہ سکا سو جب حاضرین نے کچھ نہ کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پھر جب ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے باپ! قسم ہے اللہ کی البتہ میرے دل میں آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو اس نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا کلام کرنے سے؟ اس نے کہا کہ میں نے تم کو کلام کرتے نہ دیکھا سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں یا کچھ چیز کہوں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ تیرا کہنا اس بات کو محبوب تر تھا نزدیک میرے ایسے ایسے سے یعنی سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور گزر چکا ہے وہاں بیان واضح ساتھ اس کے کہ مراد شجرہ سے اس آیت میں کھجور کا درخت ہے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے درخت جوز ہندی کا ہے جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ جوز ہندی کا درخت ہے کہ پھل سے بیکار نہیں ہوتا ہر مہینہ پھل لاتا ہے اور معنی قول اس کے ﴿طیبة﴾ یعنی لذیذ ہے یا خوبصورت ہے یا نفع دینے والا ہے اور قول اس کا ﴿اصلها ثابت﴾ یعنی منقطع نہیں ہوتا اور قول اس کا ﴿وفرعها فی السماء﴾ یعنی وہ نہایت ہے کمال میں اس واسطے کہ جب بلند ہوا تو ہوگا دور زمین کی غفونوں سے اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ درخت پاک کھجور کا درخت ہے اور درخت ناپاک اندرائن کا پھل ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ «يَسَّبُّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا»
باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ مضبوط کرتا ہے اللہ
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ»
ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں۔

۴۳۳۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان سے جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے سو یہی مطلب ہے اللہ کے قول کا جو قرآن میں ہے کہ ثابت رکھتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

۴۳۳۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جنازے کے باب میں گزر چکی ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ناشکری سے الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے مانند قول اس کے کی الم تر کیف الم تر الی الذین خر جوا یعنی جیسے الم تر کیف میں الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے اسی طرح اس آیت میں بھی الم تر ساتھ معنی الم تعلم کے ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الْمُ تَرِ إِلَى الَّذِينَ بَدَلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ الْم تَعْلَمُ كَقَوْلِهِ ﴿الْمُ تَرِ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا﴾.

یعنی اور آیت ﴿واحلوا قومهم دار البوار﴾ میں بوار کے معنی ہلاک کے ہیں یعنی انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتارا اور ماضی اور مضارع اور مصدر اس اسم کے یہ ہیں بار بیور بورا اور قوما بورا کے معنی ہیں ہلاک ہونے والے۔

الْبَوَارُ الْهَلَاكُ بَارٌ بِيُورٌ بَوْرًا ﴿قَوْمًا بَوْرًا﴾ هَالِكِينَ.

۴۳۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کا احسان ناشکری سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ کفار ہیں۔

۴۳۳۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ ﴿الْمُ تَرِ إِلَى الَّذِينَ بَدَلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ قَالَ هُمْ كَفَّارٌ أَهْلُ مَكَّةَ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح جنگ بدر کے بیان میں گزر چکی ہے اور مراد یہ ہے کہ یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا مطلب پوچھا پس کہا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ دو گروہ ہیں زیادہ فاجر یعنی مخزوم سے اور ابن امیہ سے میرے ماموں اور تیرے چچا سومیرے ماموں کو تو اللہ نے جنگ بدر کے دن جڑ سے اکھاڑا اور رہا تیرا چچا سو اس کو ایک وقت تک مہلت دی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد بعض ان کے ہیں نہ سب بنی امیہ اور نہ ہی مخزوم اس واسطے کہ بنی مخزوم جنگ بدر کے دن جڑ سے نہیں اکھاڑے گئے تھے بلکہ مراد بعض ان کے ہیں مانند ابو جہل کے بنی مخزوم سے اور ابوسفیان کے بنی امیہ سے۔ (فتح الباری)

سورہ حجر کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْحَجَرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ﴾
 یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر ﴿صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ﴾
 کے کہ حق پھرتا ہے اللہ کی طرف اور اس پر ہے اس کی راہ جو
 اس تک پہنچتی ہے یعنی حق کی راہ اللہ کی طرف پہنچتی ہے۔

فائدہ: بیضاوی نے اس کی تفسیر میں کہا صراط علی یعنی حق ہے مجھ پر کہ میں اس کی رعایت کروں اور انحراف سے منقول ہے کہ ساتھ معنی دلالت کے ہے طرف صراط مستقیم کی اور بعض کہتے ہیں کہ علی ساتھ معنی الی کے ہے اور کسائی سے منقول ہے کہ یہ قول تہدید اور وعید ہے جیسا کہتے ہیں اس شخص کو جس سے دشمنی ہو کہ تیری راہ مجھ پر ہے۔ (ت)
 وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَمْرُكَ﴾ لَعَيْشُكَ۔ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لعمرک کے معنی ہیں قسم ہے تیری زندگی کی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿لَعَمْرُكَ﴾ لَعَمْرُكَ لَفِي سَكَرَتِهِمْ بَعْمَهُونَ یعنی قسم ہے تیری زندگی کی البتہ وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں۔

﴿قَوْمٌ مُنْكَرُونَ﴾ اَنْكَرَهُمْ لَوْطُ۔
 یعنی قوم منکرون کے معنی ہیں غیر معروف پایا ان کو
 لوط علیہ السلام نے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُنْكَرُونَ﴾ یعنی کہا لوط علیہ السلام نے کہ تم لوگ غیر معروف ہو۔
 وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿كِتَابٌ مَّعْلُومٌ﴾ اَجَلُ۔
 یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ کتاب سے مراد

مدت ہے یعنی اس آیت میں ﴿وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا
 وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ﴾ یعنی نہیں ہلاک کیا ہم نے کوئی
 گاؤں مگر کہ اس کے واسطے ایک مدت ہے معلوم یعنی

معین اور مقرر۔

یعنی ﴿لَوْ مَا تَاتَيْنَا﴾ کے معنی ہیں کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتے اگر تو سچا ہے؟

﴿لَوْ مَا تَاتَيْنَا﴾ هَلَا تَاتَيْنَا.

یعنی آیت ﴿وَلَقَدْ ارسلنا من قبلك فى شيع الاولين﴾ میں شیع کے معنی امتیں ہیں یعنی البتہ بھیجے ہم نے پیغمبر تجھ سے پہلے اگلی امتوں میں اور مرد کے دوستوں کو بھی شیعہ کہا جاتا ہے۔

شَيْعٌ أُمَّةٌ وَالْأَوْلِيَاءُ أَيضًا شَيْعٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿بِهَرَعُونَ﴾ کے معنی ہیں جلدی کرتے دوڑتے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِهَرَعُونَ﴾ مُسْرِعِينَ.

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں بلکہ سورت ہود میں ہے۔

اور للمتوسمین کے معنی ہیں واسطے دیکھنے والوں کے۔

﴿لِلْمُتَوَسِّمِينَ﴾ لِلنَّاطِرِينَ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿ان فى ذلك لآيات للمتوسمين﴾ یعنی البتہ اس قصے میں نشانیاں ہیں دیکھنے والوں کے لیے۔

کہا سکوت کے معنی ہیں ڈھاکی گئیں ہماری آنکھیں مثل مست کی۔

﴿سُكْرَتٌ﴾ غُشِيَتْ.

یعنی ٹھہرائے ہم نے آسمان میں برج منزلیں واسطے سورج اور چاند کے۔

﴿بُرُوجًا﴾ مَنَازِلَ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ.

یعنی آیت ﴿وارسلنا الرياح لواقح﴾ میں لواقح ساتھ معنی لاقحہ جمع ہے ملقحہ کی۔

﴿لَوَاقِحٌ﴾ مَلَاقِحٌ مُلْقِحَةٌ.

فائدہ: کہتے ہیں کہ تفسیر لواقح کی ساتھ ملقحہ کے نادر ہے یعنی کم ہے لواقح جمع لاقحہ ساتھ معنی عورت حاملہ کے ہے اور اس ہوا کو کہ بادل پانی سے بھرا ہوا اس کے ساتھ ہے تشبیہ دی ہے ساتھ مادے باردار کے جیسے کہ مقابل اس کے کو کہ بیہ نہیں لاتی عقیم کہتے ہیں اور ملق وہ ہوا ہے کہ دوسری کو حاملہ کرے کہتے ہیں القح الفحل الناقہ یعنی گا بھن کیا نے اونٹنی کو کذا قال العینی اور قسطلانی سے معلوم ہوتا ہے کہ لواقح جمع لاقحہ کی ہے کہ اصل میں ملقحہ تھا میم کو تخفیف کے واسطے حذف کر دیا پس یہ تفسیر باعتبار اصل لفظ کے ہے از قبیل اطلاق عصیر کے خمر پر اور ہو سکتا ہے کہ

نادر ہونا اس کا ان معانی کو ہو کہ وہ عام نہیں نہ ان معنی سے کہ اس کی کوئی وجہ نہیں۔ (ت) 18719

﴿حَمًا﴾ جَمَاعَةٌ حَمَاءٌ وَهُوَ الطَّيْنُ
الْمُتَغَيَّرُ وَالْمَسْنُونُ الْمَضْبُوبُ.

یعنی آیت ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ
حَمَلٍ مَسْنُونٍ﴾ میں جمع ہے اس کا واحد حماة ہے اور
وہ گارا ہے سیاہ اور مسنون کے معنی ہیں ڈالا گیا قالب
میں تاکہ خشک ہو۔

فائدہ: گویا کہ ڈالا گارے سیاہ کو سوس میں آدم خالی پیٹ کی صورت بنایا پھر خشک ہوا یہاں تک کہ کھٹکنا پھر اس
کے بعد اس کو کئی صورتوں پر بدلا یہاں تک کہ اس کو برابر کیا اور اس میں روح پھونکی۔ (ق)
یعنی ﴿لَا تَوَجَّلْ﴾ کے معنی ہیں نہ ڈر۔
﴿تَوَجَّلْ﴾ تَخَفُ.
﴿دَابِرٌ﴾ اِخْرَ.

یعنی دابر کے معنی ہیں آخر یعنی اس آیت میں ﴿ان دابر
ہؤلاء مقطوع مصبحین﴾ اور معنی یہ ہیں کہ ان کے
آخر کی جڑ کاٹی جاتی ہے صبح ہوتے ہی یعنی اس طور سے
کہ کوئی ان میں سے باقی نہ رہے۔
یعنی امام ہر وہ ہے کہ تو اس کی پیروی کرے اور اس کے
ساتھ راہ پائے۔

﴿لِيَأْمُرَ مُبِينٌ﴾ الْإِمَامُ كُلُّ مَا اِتَّمَمْتَ
وَاهْتَدَيْتَ بِهِ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لبامام مبین﴾ یعنی البتہ وہ امام ہیں ظاہر۔

اور صبیحة کے معنی ہیں ہلاک یعنی اس آیت میں
﴿فَاخَذْتَهُمُ الصَّبِيحَةَ مُشْرِقِينَ﴾ یعنی پکڑا ان کو ہلاک
نے سورج نکلنے۔

﴿الصَّبِيحَةُ﴾ الْهَلَكَةُ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور نگاہ رکھا ہم نے
برجوں کو ہر شیاطن مردود سے مگر جو چوری سے سن گیا سو
اس کے پیچھے پڑا انکارا چمکتا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا مَنْ اسْتَرَقَ السَّمْعَ
فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ مُبِينٌ﴾.

۴۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم کرتا ہے تو فرشتے
اپنے پر مارتے ہیں اس حال میں کہ عاجزی کرنے والے ہیں
واسطے حکم اللہ کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ کہیں ایسا
نہ ہو کہ قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو اور آواز مسوع مانند

۴۳۳۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ يُبْلَغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ
ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ

آواز زنجیر کی ہے پتھر پر کہا علی نے اور سفیان کے غیر نے کہا صفوان یعنی ساتھ زبرف کے ، اللہ وہ آواز سب فرشتوں کو سنانا ہے سو جب ان کے دل سے ڈر دور ہوتا ہے تو کہتے ہیں یعنی مقرب فرشتوں سے مانند جبریل اور میکائیل کی کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ اوپر والے کہتے ہیں حق کہا یعنی کہا قول حق اور وہ ہے سب سے اوپر بڑا سونستے ہیں اس کو چوری سننے والے اور چوری سننے والے اس طرح ہیں ایک پر ایک اور بیان کیا سفیان نے اس کو اپنے ہاتھ سے اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کیں بعض کو بعض پر کھڑا کیا سو اکثر اوقات انگارہ چوری سننے والے کو پاتا ہے پہلے اس سے کہ اس کو اپنے ساتھی کی طرف ڈالے سو اس کو جلا ڈالتا ہے اور کبھی اس کو نہیں پاتا یہاں تک کہ اس کو اپنے پاس والے کی طرف ڈالے یعنی اس کی طرف جو اس سے نیچے ہے یہاں تک کہ اس کو زمین کی طرف ڈالتے ہیں اور کبھی سفیان نے کہا یہاں تک کہ زمین کی طرف پہنچے سو وہ قول کا ہن کے منہ میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کیا اس نے فلاں فلاں دن خبر نہ دی تھی کہ ایسا ایسا ہو گا؟ سو ہم نے اس کو حق پایا واسطے اس کلمہ کے کہ آسمان سے سنا گیا یعنی بسبب سچ ہونے ایک بات کے جو آسمان سے سنی گئی اس کی سب جھوٹی باتوں کو سچ جانتے ہیں۔

كَالْتَلْسِلَةِ عَلَى صَفْوَانَ قَالَ عَلِيُّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانَ يَنْفُدُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا «فَرَعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا» لِلَّذِي قَالَ «الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ» فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعَ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعَ هَكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ آخَرَ وَرَوَّصَ سَفْيَانَ بِيَدِهِ وَفَرَجَ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدِهِ الِئْمْنَى نَصَبَهَا بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا أَدْرَكَ الشَّهَابُ الْمُسْتَمْعَ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا إِلَى صَاحِبِهِ فَيَحْرِقُهُ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتَّى يَرْمِيَ بِهَا إِلَى الَّذِي يَلِيهِ إِلَى الَّذِي هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ حَتَّى يُلْقَوْهَا إِلَى الْأَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سَفْيَانٌ حَتَّى تَنْتَهِيَ إِلَى الْأَرْضِ فَتَلْقَى عَلَى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيَصَدِّقُ فَيَقُولُونَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُونُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعْتَ مِنَ السَّمَاءِ.

فائدہ: یہ جو کہا یلیغ بہ النبی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کو حضرت عائشہؓ تک پہنچاتے تھے تو اس کے بدلے سمعت نہیں کہا واسطے احتمال واسطے کہ یا تحمل کی کیفیت اس کو یاد نہ رہی ہو اور یہ جو فرشتوں نے کہا کہ اللہ نے حق کہا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ مقرب فرشتوں نے تعبیر کیا ہے اللہ کے قول سے اور قضا اور تقدیر سے ساتھ حق کے اور حق منصوب ہے اس بنا پر کہ وہ صفت ہے مصدر محذوف کی یعنی المقول الحق اور ہو سکتا ہے کہ مرفوع ہو یعنی قال المعجبون قوله الحق یعنی کہا جواب دینے والوں نے کہ اس کا قول حق ہے اسی طرح تقریر کی ہے زنجیری نے سورہ سبأ کی اس آیت

میں ﴿ما انزل ربکم قالوا الحق﴾ ساتھ رفع کے اور اللہ کا یہ قول احتمال ہے کہ کلمہ کن کا ہو مقابل باطل کے اور جائز ہے کہ مراد وہ قول ہو کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے یعنی اللہ نے وہ بات فرمائی کہ لوح محفوظ میں مقرر اور ثابت ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو جلاؤ اتنا ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ کیا وہ اس جملے سے مر جاتا ہے یا زخمی ہو جاتا ہے حسن بصری وغیرہ کا یہ قول ہے کہ مر جاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ زخمی ہو جاتا ہے۔ (تیسرے القاری)

یہ وہی پہلی حدیث ہے جو ابھی گزری اور سند بھی وہی ہے لیکن پہلی سند معنعن تھی اب اس سند سے یہ مقصود ہے کہ سماع سب راویوں کا ایک دوسرے سے ثابت ہے اور ترجمہ اس حدیث کا یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبد اللہ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عمرو نے عکرمہ سے اس نے روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جب اللہ حکم کرتا ہے اور زیادہ کیا لفظ والکاھن کا کہا علی بن عبد اللہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے سوا اس نے کہا کہ کہا عمرو نے میں نے سنا عکرمہ سے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ حکم کرتا ہے اور کہا کہ کاہن کے منہ پر یعنی کبھی کاہن کا لفظ زیادہ نہیں کیا، علی بن عبد اللہ کہتا ہے میں نے سفیان سے کہا عمرو نے سنا میں نے عکرمہ سے اس نے کہا سنا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور مرفوع کرتا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرغ پڑھا ہے یعنی ساتھ پیش ف کے اور تشدید اور زیر کے اور عین مہملہ کے کہا سفیان نے کہ اسی طرح پڑھا ہے عمرو نے سو میں نہیں جانتا کہ اسی طرح اس نے اس کو عکرمہ سے سنا ہے یا نہیں کہا سفیان نے اور یہی ہے قرأت ہماری۔

فائدہ: کہا سفیان نے یہی ہے قرأت ہماری کہ میں نے اپنے استاد عمرو سے سنی ہے لیکن مجھ کو تردد ہے سچ سماع عمرو کے عکرمہ سے ہو سکتا ہے کہ اس کو عکرمہ سے پہنچی ہو کہا کرمانی نے کس طرح جائز ہے قرأت جب کہ مسوع نہ ہو اور جواب یہ ہے کہ شاید مذہب اس کا جواز قرأت ہو بغیر سماع کے جب کہ معنی صحیح ہوں اور کہا اس نے کہ تائید کرتا ہے جو

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ وَزَادَ وَالْكَاهِنُ وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَقَالَ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ وَقَالَ عَلِيُّ فَمَ السَّاحِرِ قُلْتُ لِسُفْيَانَ أَنْتَ سَمِعْتَ عَمْرًا قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْكَ عَنْ عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَيَرَفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فَرِغَ قَالَ سُفْيَانُ هَكَذَا قَرَأَ عَمْرُو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا.

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد سے سنا کہ طعام الانیم پڑھتا تھا تو انہوں نے کہا کہ کہہ طعام الفاجر اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے کہ بدلنا ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ سے جائز ہے جب کہ اس کے معنی ادا ہوں پوشیدہ نہ رہے کہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرادف یعنی ہم معنی لفظ سے بدلنا درست ہے جیسا کہ لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول سے سمجھا ہے کہ قرآن معنی کا نام ہے اور اگر کلمہ کو ہم معنی لفظ کے ساتھ بدلیں تو کچھ ڈر نہیں اور نماز فاسد نہیں ہوتی اور متن کی عبارت سے جواب عام تر معلوم ہوتا ہے کہ فاسد نہیں ہوتی خواہ کلمہ ہم معنی ہو یا نہ ہو۔ (ت)

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ البتہ حجر والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ﴾

۴۳۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے جو ملک حجر یعنی قوم ثمود کے ملک میں گزرے تھے فرمایا کہ نہ جاؤ ان لوگوں کے مکانوں میں مگر وہاں خوف سے روتے ہوئے جاؤ تو مضائقہ نہیں اور اگر تم کو رونا میسر نہ ہو تو ان کے پاس مت جاؤ کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا ان پر پڑا۔

۴۳۳۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوا عَلَيَّ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ يُصَيِّبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

فائدہ: یعنی تم بھی زمین میں دھنسائے جاؤ جیسے وہ دھنسائے گئے اور یہ نماز کے باب میں گزر چکی ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ ہم نے دیں تجھ کو سات آیتیں اس چیز سے کہ نماز میں مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن بڑے درجے کا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾

۴۳۳۴۔ حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا تو میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا آنے

۴۳۳۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلِيِّ قَالَ مَرَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَصَلِّي فَدَعَانِي فَلَمْ

سے؟ میں نے کہا میں نماز پڑھتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کہ کیا نہ سکھلاؤں میں تجھ کو ایک سورت جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ اور افضل ہے پہلے اس سے کہ مسجد سے نکلوں سو حضرت ﷺ مسجد سے نکلنے لگے سو میں نے آپ کو یاد دلایا فرمایا کہ ﴿الحمد لله رب العالمین﴾ ہے یعنی سورہ فاتحہ ہے اور اسی کا نام ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم جو مجھ کو ملی۔

اتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِي فَقُلْتُ كُنْتُ أَصَلِّي فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَعْلَمَكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَذَكَرْتُهُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيْتَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول تفسیر میں گزر چکی ہے۔

۴۳۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ وہی ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم۔

۴۳۳۵۔ حَدَّثَنَا إِدْمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذُنَيْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْقَمْبَرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ.

فائدہ: اور ترمذی کی روایت میں اس وجہ سے ہے کہ الحمد للہ ام القرآن اور ام الكتاب اور سبع مثانی ہے اور البتہ گزر چکی ہے یہ حدیث فاتحہ کی تفسیر میں تمام تر اس سے اور طبری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے راوی کہتا ہے سو میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر فاتحہ کے سوا مجھ کو اور کچھ یاد نہ ہو تو کیا کروں؟ کہا وہ تجھ کو کفایت کرتی ہے اس کا نام ام الكتاب اور ام القرآن اور سبع مثانی ہے کہا خطاب نے کہ اس میں رد ہے ابن سیرین پر اس واسطے کہ اس نے کہا کہ سورہ فاتحہ کو ام القرآن نہیں کہا جاتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کو تو فاتحہ الكتاب کہا جاتا ہے اور ابن سیرین کہتا ہے کہ ام القرآن تو لوح محفوظ ہے کہا خطاب نے اور ماں چیز کی اس کا اصل ہے اور نام رکھا گیا فاتحہ کا ام القرآن اس واسطے کہ وہ قرآن کی اصل ہے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ پہلے ہے گویا کہ وہ اس کی ماں ہے اور یہ جو کہا کہ السبع المثانی والقرآن العظیم تو والقرآن العظیم معطوف ہے اس کے قول ام القرآن پر اور وہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف

ہے اور یا وہ خبر ہے مبتدا محذوف کی تقدیر اس کی یہ ہے والقرآن العظیم ما عداها یعنی قرآن عظیم ماسوائے اس کے ہے اور نہیں ہے وہ معطوف اس کے قول السبع المثانی پر اس واسطے کہ فاتحہ نہیں ہے وہ قرآن عظیم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہے اطلاق قرآن کا اور اس کے اس واسطے کہ وہ قرآن سے ہے لیکن نہیں ہے کل قرآن اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے بیچ تفسیر اپنی کے مثل اس کی لیکن ساتھ لفظ والقرآن العظیم الذی اعطیتموہ کے یعنی قرآن عظیم وہ ہے جو تم کو ملا پس ہوگی یہ خبر اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم ساتویں آیت ہے اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے ایک جماعت تابعین سے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے اور روایت کی ہے طریق سے ابو جعفر رازی کے اس نے روایت کی ہے ربیع بن انس سے اس نے ابو العالیہ سے کہا کہ سب مثانی سورہ فاتحہ ہے میں نے ربیع سے کہا کہ لوگ کہتے ہیں سبع مثانی سبع طوال ہیں یعنی سات سورتیں دراز اس نے کہا البتہ اتاری گئی یہ آیت ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ﴾ اور حالانکہ اس وقت طوال سے کچھ چیز نہ اتری تھی اور یہ قول اور ہے مشہور سبع طوال میں البتہ مسند کیا ہے اس کو طبری اور حاکم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھ سند قوی کے اور لفظ طبری کا یہ ہے کہ وہ سورہ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ اور انعام اور اعراف ہے اور ابن ابی حاتم کی ایک صحیح روایت میں مجاہد اور سعید بن جبیر سے ہے کہ ساتویں یونس ہے اور روایت کی طبری نے زیاد بن ابی مریم سے اس آیت کی تفسیر میں کہا حکم کر اور منع کر اور خوشخبری سنا اور ڈرا اور مثالیں بیان کر اور نعمتیں اور خبریں گن اور ترجیح دی ہے طبری نے پہلے قول کو واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے حضرت ﷺ سے پھر بیان کی اس نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ قصے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کما تقدم فی تفسیر الفاتحة۔ (فتح) اور یہی قول ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور مجاہد رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ اور ربیع رضی اللہ عنہ اور کلبی رضی اللہ عنہ کا کہ مراد سبع مثانی سے سورہ فاتحہ ہے اور یہ سورہ کہ سات آیتیں ہیں اس کو مثانی ثنی سے کہتے ہیں اس واسطے کہ اہل آسمان اس کے ساتھ دعا کرتے ہیں جیسے اہل زمین اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ سات کلمے اس میں دو ہزے دو ہرے ہیں اور وہ اللہ اور رحمن اور رحیم اور ایاک اور صراط اور علیہم اور غیر ہے، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرت میں ہے کہ انہوں نے اس کو غیر الضالین پڑھا ہے اور حسن بن فضل کہتا ہے کہ اس کو ثنی اس واسطے کہتے ہیں کہ دو بار نازل ہوئی کہ ہر بار ستر ہزار فرشتہ اس کے ساتھ تھا ایک بار کے میں اور دوسری بار مدینے میں اور نیز یہ سورت لفظ الحمد کے ساتھ شروع ہوتی ہے اور الحمد پہلا کلمہ ہے کہ اس کے ساتھ آدم علیہ السلام نے کلام کیا جب کہ چھینکے اور ان کی اولاد کا اخیر کلام ہے بہشت میں جیسا کہ اشارہ کیا ہے اللہ نے اس کی طرف ساتھ اس آیت کے ﴿وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ ان الحمد لله رب العالمین﴾ اور نیز کسی نماز میں دو بار سے کم نہیں پڑھی جاتی اور نیز ثنی ساتھ معنی ثناء کے ہے اور

یہ سورہ مشتمل ہے اور اللہ تعالیٰ کی ثناء کے۔ (یعنی)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ

عِضِينَ﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جنہوں نے کیا ہے
قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ عسین جمع عضو کی ہے روایت کی ہے طبری نے ضحاک سے کہا اس نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿جعلوا القرآن عسین﴾ یعنی کیا انہوں نے اس کو بوٹیاں بوٹیاں مثل بوٹیوں اونٹ کی اور اسی طرح روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عطاء کے طریق سے مثل قول ضحاک کے اور اس کا لفظ یہ ہے عضوا القرآن اعضاء یعنی کیا انہوں نے قرآن کو بوٹیاں بوٹیاں سو بعض نے کہا کہ وہ جادوگر ہے اور دوسرے نے کہا کہ مجنون ہے اور تیسرے نے کہا کہ کاہن ہے سو یہی مراد ہے عسین سے اور نیز روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مثل اس کی اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اس نے کہ یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں اور سدی کے طریق سے کہا کہ بانٹا انہوں نے قرآن کو اور ٹھٹھا کیا ساتھ اس کے سو کہا کہ ذکر کیا ہے محمد ﷺ نے مچھر کو اور کھسی کو اور چیونٹی کو اور مکڑی کو سو بعض نے کہا کہ میں ہوں مچھر والا یعنی یہ سورہ میری ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں ہوں چیونٹی والا اور تیسرے نے کہا کہ میں ہوں مکڑی والا اور ٹھٹھا کرنے والے پانچ آدمی تھے اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبد المطلب اور عاصی بن وائل اور حارث بن قیس اور ولید بن مغیرہ اور نیز روایت کی ہے اس نے طریق سے ربیع بن انس کے مثل اس کی اور بیان کی ہے اس نے کیفیت ہلاک ہونے ان کے کی ایک رات میں۔ (فتح) اور مجاہد سے روایت ہے کہ یہود نے کتاب کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا بعض کے ساتھ ایمان لاتے تھے اور بعض سے انکار کرتے تھے یعنی حضرت ﷺ کی صفت سے جو پہلی کتابوں میں درج تھی اور بعض کہتے ہیں کہ کافروں نے قرآن کو تقسیم کیا تھا بعض کہتے تھے کہ جادو ہے اور بعض کہتے تھے شعر ہے اور بعض کہتے تھے اساطیر الاولین اور بعض کہتے کہ افسانہ ہے سو اللہ نے ان سب کو طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کیا اور عکرمہ سے روایت ہے کہ عضہ قریش کی زبان میں جادو کو کہتے ہیں اور یہ آیت پوری اس طور سے ہے ﴿وقل انی انا النذیر المبین کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عسین﴾ یعنی کہہ میں ڈرانے والا ہوں ظاہر ہم عذاب اتاریں گے جیسا عذاب اتارا ہم نے تقسیم کرنے والوں پر جنہوں نے ٹکڑے کیا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے مقتسمین کو قسم سے ساتھ معنی حلف کے لیے ہے۔ (ت)

یعنی مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قسم کھائی تھی اور انہیں معنی سے ماخوذ ہے لا اقسامہ ساتھ معنی قسم کے یعنی لازائدہ ہے یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور پڑھا جاتا ہے لا قسمہ یعنی بعض کہتے ہیں کہ

﴿الْمُقْتَسِمِينَ﴾ الَّذِينَ حَلَفُوا وَمِنْهُ ﴿لَا اُقْسِمُ﴾ اَيُّ اُقْسِمُ وَتَقْرَأُ لَا اُقْسِمُ ﴿وَقَاسَمَهُمَا﴾ حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَخْلِفَا لَهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقَاسَمُوا﴾ تَخَالَفُوا.

کلمہ لانا فیه نہیں بلکہ یہ لام تاکید کے واسطے ہے بغیر مد کے اور معنی قاسمہما کے ہیں قسم کھائی شیطان نے واسطے ان دونوں کے یعنی آدم اور حوا کے اور نہ قسم کھائی انہوں نے واسطے اس کے یعنی باب مفاعلہ اس جگہ اپنے اصل پر نہیں بلکہ ساتھ معنی اصل فعل کے ہے بغیر مشارکت کے یعنی اس آیت میں ﴿وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین﴾ یعنی شیطان نے ان کے واسطے قسم کھائی کہ البتہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اور کہا مجاہد نے یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿تقاسموا باللہ لنییتہ﴾ کہ قسم کھائی کفار قریش نے اللہ کی کہ ہم اس پر شب خون کریں گے۔

فائدہ: غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی ان دونوں لفظوں کی تفسیر کرنے سے یہ ہے کہ مقتسمین قسم سے مشتق ہے نہ تقسیم سے، میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ٹھہرایا ہے اس کو بخاری نے قسم سے ساتھ معنی حلف کے اور مشہور یہ ہے کہ وہ مشتق ہے تقسیم سے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے طبری وغیرہ نے اور سیاق کلام کا دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿الذین جعلوا﴾ صفت ہے مقتسمین کی اور البتہ ذکر کیا ہے ہم نے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے جس کی کلام کو اکثر بخاری نقل کرتا ہے کہ مقتسمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے کیا اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ تفسیر لفظ عضین کے کہ مراد یہ ہے کہ انہوں نے اس کو تقسیم اور ٹکڑے ٹکڑے کیا اور لیکن قول اس کا ومنہ لا اقسام پس نہیں ہے اس طرح یعنی نہیں وہ اقسام سے بلکہ وہ ماخوذ ہے قسم سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ بخاری نے اس چیز کی بنا پر کہ اس نے اس کو اختیار کیا کہ مقتسمین قسم سے ہے اور کہا ابو عبیدہ نے بیچ قول اس کے ﴿لا اقسام بیوم القیامۃ﴾ کے کہ معنی اس کے یہ ہیں اقسام بیوم القیامۃ یعنی میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور اختلاف ہے بیچ لفظ لا کے سبب بعض کہتے ہیں زائدہ ہے اور اسی طرف اشارہ کرتا ہے کلام ابو عبیدہ کا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس طور کے کہ نہیں زیادہ ہوتا ہے وہ مگر درمیان کلام کے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ کل قرآن ایک کلام کی مانند ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ جواب ہے چیز محذوف کا اور بعض کہتے ہیں کہ نفی بحال خود قائم ہے اور معنی یہ ہیں کہ نہیں قسم کھاتا میں ساتھ فلاں چیز کے بلکہ ساتھ فلاں کے اور اسی طرح قرأت لا اقسام کی بغیر الف کے پس یہ قرأت ابن کثیر کی ہے اور اختلاف ہے بیچ لام کے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ لام قسم کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لام تاکید کا ہے اور اتفاق ہے اوپر ثابت رکھنے الف کے بیچ اس

کلمہ کے کہ اس کے بعد ہے ولا قسم بالنفس اور اتفاق ہے اور ثابت رکھنے اس کے ﴿ لا اقسم بهذا البلد ﴾ کے واسطے رسم خط کے بیچ اس کے اور اسی طرح قول مجاہد کا تقاسموا تحالفوا پس وہ اسی طرح ہے اور روایت کی ہے فریابی نے مجاہد سے بیچ قول اللہ کے ﴿ تقاسموا باللہ ﴾ کہا قسم کھائی انہوں نے حضرت ﷺ کے ہلاک کرنے پر سونہ بیچ سکے طرف حضرت ﷺ کی یہاں تک کہ سب کے سب ہلاک ہوئے اور یہ بھی مقتسمین میں داخل نہیں مگر زید بن اسلم کی رائے پر اس واسطے کہ طبری نے اس سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ مقتسمین کے قوم صالح ﷺ کی ہے جنہوں نے اس کے ہلاک پر باہم قسم کھائی تھی سوشاید بخاری نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ (فتح)

۴۳۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت میں ﴿الذین جعلوا القرآن عضین﴾ کہا اس نے کہ وہ اہل کتاب ہیں کہ انہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سو بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کافر ہوئے۔

۴۳۳۶۔ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عُضِينَ﴾ قَالَ هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّوْهُ أَجْزَاءً فَأَمَّنُوا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوا بِبَعْضِهِ.

فائدہ: مراد ساتھ اہل کتاب کے یہود اور نصاریٰ ہیں جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر کی ہے۔

۴۳۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿کما انزلنا علی المقتسمین﴾ کہا اس نے کہ مراد یہ ہے کہ بعض قرآن کے ساتھ ایمان لائے اور بعض سے انکار کیا یعنی یہود اور نصاریٰ نے۔

۴۳۳۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي طَبِيَّانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ﴾ قَالَ آمَنُوا بِبَعْضٍ وَكَفَرُوا بِبَعْضِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى.

فائدہ: ظاہر ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مقتسمین تقسیم سے ہے نہ قسم سے۔

باب قولہ ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ قَالَ سَالِمُ الْيَقِينُ الْمَوْتُ۔

یہاں تک کہ آئے تجھ کو یقین کہا سلام نے کہ یقین سے مراد موت ہے یعنی عبادت کر اپنے رب کی مرنے تک۔

فائدہ: اور شہادت لی ہے طبری نے واسطے اس کے ساتھ حدیث ام العلاء کے بیچ قسے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے اما ہو فقد جاءه اليقين وانی لارجوا له الخير یعنی اس کو تو موت آئی یعنی مر گیا اور البتہ میں اس کے واسطے امید رکھتا ہوں بھلائی کی اور یہ حدیث مع شرح اپنی کے جنازے میں گزر چکی ہے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین

نے بخاری پر اس واسطے کہ اس نے اس حدیث کو اس جگہ نہیں نکالا اور حالانکہ اس کا ذکر کرنا اس سے لائق تر تھا میں کہتا ہوں کہ یہ بخاری پر لازم نہیں آتا اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ بہتر اس چیز کا کہ اس کے ساتھ لوگ گزران کریں وہ مرد ہے کہ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہے الحدیث اور اس کے اخیر میں ہے حتیٰ یاتیہ یقین یعنی یہاں تک کہ اس کو موت آئے نہیں وہ لوگوں سے مگر نیکی میں پس یہ شاہد جید ہے واسطے قول سالم کے اور اس سے ماخوذ ہے اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وَكُنَّا نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ حَتَّىٰ اتَّانَا الْيَقِينُ﴾ اور اطلاق یقین کا موت پر مجازی ہے اس واسطے کہ موت میں شک نہیں کیا جاتا۔ (فتح)

سورہ نحل کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ النَّحْلِ

یعنی مراد روح القدس سے جبرئیل علیہ السلام ہے اتر اساتھ
قرآن کے روح الامین یعنی جبرئیل علیہ السلام۔

﴿رُوحُ الْقُدُسِ﴾ جِبْرِيلُ ﴿نَزَلَ بِهِ
الرُّوحُ الْأَمِينُ﴾

فائدہ: بہر حال قول اس کا روح القدس جبرئیل سورہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور لیکن قول اس کا ﴿نزل به الروح الامین﴾ تو ذکر کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے واسطے شہادت لینے کے اس تاویل کے صحیح ہونے پر اس واسطے کہ روح الامین سے مراد اس آیت میں بالاتفاق جبرئیل علیہ السلام ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے اس چیز کی جو ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ روح القدس اس چیز کا نام ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

﴿فِي ضَيْقٍ﴾ يُقَالُ أَمْرٌ ضَيْقٌ وَضَيْقٌ
مِثْلُ هَيْنٍ وَهَيْنٍ وَلَيْنٍ وَلَيْنٍ وَمَيْتٍ
وَمَيْتٍ

یعنی لفظ ضیق کہ آیت ﴿وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ﴾ میں واقع ہے اس کو دو طرح سے پڑھنا جائز ہے ساتھ تشدید اور زیر اس کی کے اور دوسری ساتھ جزم ی کے مثل ان تین لفظ کی کہ ان میں دونوں لغت روا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فِي تَقْلِبِهِمْ﴾
اِخْتِلَافِهِمْ

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿فِي تَقْلِبِهِمْ﴾ کے
معنی ہیں بیچ اختلاف ان کے کی۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿أَوْ يَأْخُذْهُمْ فِي تَقْلِبِهِمْ﴾ یعنی یا پکڑ لے ان کو چلتے پھرتے اور آتے جاتے اور قادم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد تقلابہ سے سفران کے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيدٌ تَكْفًا
فِي الْأَرْضِ رَوَّاسِيٌّ أَوْ تَمِيدٌ بِكَمٍّ

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَالْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَّاسِيٌّ أَوْ تَمِيدٌ بِكَمٍّ﴾ کے کہ تمید کے
معنی ہیں الٹ پلٹ کرے یعنی ڈالے زمین میں بوجھ

واسطے بجاؤ کے اس سے کہ تم کو الٹ پلٹ کر دے۔

فائدہ: اور طبری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو جنبش کرنے لگی تو اللہ نے ان میں پہاڑوں کے بوجھ ڈالے۔

﴿مَفْرُطُونَ﴾ مَنَسِيُونَ۔ یعنی مفرطون کے معنی ہیں بھلائے گئے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿لَا جُرمَ ان لہم النار وانہم مفرطون﴾ یعنی اس میں شبہ نہیں کہ ان کے لیے آگ ہے اور وہ بھلائے جائیں گے، اور روایت کی ہے طبری نے سعید بن جبیر سے کہ مفرطون کے معنی ہیں چھوڑے گئے آگ میں بھلائے گئے بیچ اس کے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ آگے بھیجے گئے ہیں دوزخ میں اور اسی سے ماخوذ ہے قول حضرت ﷺ کا میں ہوں ہر اول اور پیشوا تمہارا حوض پر اور یہ جمہور کی قرأت کی بنا پر ہے ساتھ تخفیف را کے اور زبر اس کی کے اور پڑھا ہے اس کو نافع نے ساتھ زیر اس کی کے اور وہ افراط سے ہے اور پڑھا ہے اس کو جعفر بن عقیق نے ساتھ زبر کے اور تشدید را مکسورہ کے یعنی تصور کرنے والے بیچ ادا کرنے واجب کے مبالغہ کرنے والے ہیں بیچ برائی کے۔ (فتح)

﴿فَاذًا غَيْرَہ﴾ ﴿فَاذًا قَرَأَتْ الْقُرْآنَ﴾
 ﴿فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾
 ﴿هٰذَا مَقْدَمٌ وَمَوْخَرٌ وَذٰلِكَ اَنَّ
 الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاةِ وَمَعْنَاهَا
 الْاِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ﴾
 یعنی اور کہا مجاہد کے غیر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله﴾ کہ اس کلام میں تقدیم اور تاخیر ہے باعتبار ظاہر کے اور اصل یوں ہے کہ جب تو اللہ سے پناہ مانگے تو قرآن کو پڑھ اور یہ اس واسطے کہ پناہ مانگنا قرأت سے پہلے ہے پہلے اللہ سے پناہ مانگے پھر قرآن پڑھے اور استعاذہ کے معنی ہیں اللہ کو مضبوط پکڑنا۔

فائدہ: بعض نے اس کی یوں تقریر کی ہے کہ حرف اذا کا صلہ ہے درمیان دونوں کلام کے اور تقدیر یہ ہے کہ جب تو قرأت میں شروع ہو تو پناہ مانگ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے اصل پر ہے لیکن اس میں اضمار ہے یعنی جب تو قرآن کو پڑھنے کا ارادہ کرے اس واسطے کہ فعل پایا جاتا ہے نزدیک قصد کے بغیر فاصل کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر آیت کے ابن سیرین نے اور منقول ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ مذہب حمزہ زیات کا ہے کہ وہ قرأت کے بعد پناہ مانگتے تھے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے داؤد ظاہری۔ (فتح)

﴿شَاكِلَتِه﴾ نَاحِيَتِه۔ یعنی شاکلتہ کے معنی ہیں اپنے طریقے پر۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ بنی اسرائیل میں ہے اس کی شرح وہاں آئے گی۔

﴿قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ الْبَيَانُ۔ یعنی قصد السبیل کے معنی بیان ہیں۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ کہا ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے معنی ہیں بیان یعنی بیان کرنا ہدایت اور گمراہی کا۔ (فتح)

الِدْفَى مَا اسْتَدْفَاتُ. یعنی دفنی وہ چیز ہے کہ جس کے ساتھ تو

گرمی حاصل کرے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد فنی سے کپڑے ہیں مراد اس

آیت کی تفسیر ہے ﴿وَلَكُمْ فِيهَا دَفٌّ وَمَنَافِعٌ لِّلنَّاسِ﴾ یعنی واسطے تمہارے اس میں بچاؤ ہے سردی سے اور سوائے

اس کے اور منافع واسطے لوگوں کے۔ (فتح)

یعنی آیت ﴿وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ

﴿تُسْرِحُونَ﴾ بِالْعَشِيِّ وَ﴿تَسْرِحُونَ﴾

کے معنی یہ ہیں کہ تم کو ان میں آبرو ہے

جب شام کو پھیر لاتے ہو اور جب صبح کو چرانے کے

واسطے جنگل کی طرف لے جاتے ہو۔

یعنی آیت ﴿لَمَّا تَكُونُوا بِالغِيَةِ الْاَبْشِقِ الْاَنْفَسِ﴾ میں

﴿بِشِقٍ﴾ يَعْنِي الْمَشَقَّةَ.

شق کے معنی مشقت ہیں یعنی اٹھاتے ہیں تمہارے بوجھ

ان شہروں تک کہ تم نہ پہنچتے وہاں مگر جان کی مشقت سے۔

یعنی آیت ﴿اَوْ يَأْخُذْهُمْ عَالِي تَخْوْفٍ﴾ میں تخوف

﴿عَلَى تَخْوَفٍ﴾ تَنْقِصٌ.

کے معنی ہیں نقصان یعنی پکڑ لے ان کو اوپر نقصان

مالوں اور جانوں کے یہاں تک کہ ہلاک ہوں۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں علی تنقص من اعمالهم یعنی اوپر کم ہونے ان

کے عملوں کے۔

﴿الْاَنْعَامُ لَعِبْرَةٌ﴾ وَهِيَ تُوْنْتُ وَتَذَكَّرُ

وَكَذَلِكَ النِّعْمُ الْاَنْعَامُ جَمَاعَةٌ النِّعْمِ.

یعنی آیت ﴿وَإِنْ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ نَّسِيكُمْ مِمَّا

فِي بَطُونِهِ﴾ یعنی لفظ انعام کا مؤنث بھی آتا ہے اور مذکر

بھی اور اسی طرح لفظ نعم کا بھی دونوں طرح سے آتا ہے

مذکر بھی اور مؤنث بھی اور الانعام جمع کا لفظ ہے اس کا

واحد نعم ہے فی بطونہ میں ضمیر واحد مذکر کا انعام کی طرف

پھرتا ہے پس معنی یہ ہیں کہ تم کو چوپایوں میں بوجھ کی جگہ

ہے پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں سے گو براور
لہو کے بیچ میں سے دودھ سٹھرا۔

یعنی مراد سرائیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سَرَائِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ﴾ کرتے ہیں اور مراد سرائیل سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سَرَائِيلَ تَقِيكُمُ بَاسِكُمْ﴾ زرہ ہیں اور معنی ساری آیت کے یہ ہیں کہ بنا دیئے تم کو کرتے جو بچاؤ ہیں گرمی کے اور زرہ ہیں جو بچاؤ ہیں لڑائی کے۔

﴿سَرَائِيلَ﴾ قُمْصُ ﴿تَقِيكُمُ الْحَرَّ﴾
وَأَمَّا ﴿سَرَائِيلَ تَقِيكُمُ بَاسِكُمْ﴾ فَإِنَّهَا
الذَّرُوعُ.

یعنی آیت ﴿دَخَلَا بَيْنَكُمْ﴾ میں دخلا کے معنی ہیں جو چیز کہ صحیح نہیں پس وہ دخل ہے۔

﴿دَخَلَا بَيْنَكُمْ﴾ كُلُّ شَيْءٍ لَمْ يَصِحَّ
فَهُوَ دَخَلٌ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿تَتَّخِذُونَ إِيمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ یعنی ٹھہراتے ہو تم اپنی قسمیں مکر درمیان اپنے یعنی دنیا کے مال کھانے کے واسطے جھوٹی قسمیں نہ کھا اور بعض کہتے ہیں کہ دخل کے معنی خیانت ہیں۔
یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَجَعَلْ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ بَنِينَ وَحَفَدَةً﴾ کے مراد حفدة سے مردکی اولاد ہے یعنی بیٹا اور پوتا۔

فائدہ: اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مردکی بیوی کی اولاد ہے اور نیز اس سے تیسرا قول مروی ہے یعنی مراد اس سے سسرال ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ حفدہ کے معنی ہیں خادم اور حسن سے روایت ہے کہ حفدہ بیٹے اور پوتے ہیں اور جو تیری مدد کرے گھر والوں یا خادم سے تو تیرا حفدہ ہے اور یہ قول سب اقوال کو جامع ہے۔ (بخ)

یعنی آیت ﴿وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ﴾ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا ﴿﴾ میں سکر سے مراد وہ چیز ہے جو حرام ہو اس کے پھلوں سے اور رزق حسن سے مراد وہ چیز ہے جو اللہ نے حلال کی ہے۔

السَّكْرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِهَا وَالرِّزْقُ
الْحَسَنُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ.

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رزق حسن حلال ہے اور سکر حرام ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ حکم شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور یہ اسی طرح ہے اس واسطے کہ سورہ نحل کی ہے اور شععی سے روایت ہے کہ سکر سے مراد شراب نہیں بلکہ سکر تو منقہ کا نچوڑ ہے اور مراد رزق حسن سے کھجور اور انگور ہے۔ (بخ)

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَدَقَةَ (انكاثًا) هِيَ خَرْقَاءُ كَانَتْ إِذَا أُبْرِمَتْ غَزَلَهَا نَقَضَتْهُ.

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے صدقہ سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ﴾ انکاثًا یعنی نہ ہو مانند اس عورت کی کہ توڑا اس نے اپنا سوت کا تا محنت کیے پیچھے گلڑے گلڑے کہا کہ وہ ایک عورت تھی مکے میں اس کا نام خرقا تھا اس کا دستور تھا کہ اپنا سوت کات کر توڑ ڈالتی تھی۔

فائدہ: اور مقاتل کی تفسیر میں ہے کہ اس کا نام ریٹہ ہے بیٹی عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناة کی ہے اور اسد بن عبد العزیٰ کی ماں ہے اور غر التیمان میں ہے کہ اس کا دستور تھا کہ وہ اور اس کی لونڈیاں فجر سے دوپہر تک سوت کا تا کرتیں پھر ان کو حکم کرتی کہ اس کو توڑ ڈالیں یہی تھا دستور اس کا نہ کاٹنے سے باز رہتی تھی اور نہ کا تا ہوا باقی چھوڑتی تھی اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ وہ مثال ہے بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس شخص کے جو اپنا عہد توڑ ڈالے۔ (فتح) اور کہتے ہیں کہ وہ عورت دیوانہ اور وحشی تھی۔

یعنی اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿إِنْ اِبْرَاهِيمَ كَانَ اِمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ﴾ کے کہ امتہ کے معنی ہیں نیکی سکھانے والا اور قانت کے معنی ہیں فرمانبردار یعنی اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرنے والا۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ الْاِمَّةُ مُعَلِّمُ الْخَيْرِ وَالْقَانِتُ الْمُطِيعُ.

باب قولہ ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِذُّ اِلَى اَرْضِ اَلْعُمْرِ﴾

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يُرِذُّ اِلَى اَرْضِ اَلْعُمْرِ﴾

۴۳۳۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ آپ دعا کیا کرتے تھے الہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخلی سے اور بدن کی کاہلی سے اور بری اور نکمی عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور دجال کے فتنے و فساد سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔

۴۳۳۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُوسَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْوَرُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو أَعْوُذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرْضِ الْعُمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح دعوات میں آئے گی۔ (فتح) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مراد اسل عمر ہے اور عمرہ

سے منقول ہے کہ جو کوئی قرآن پڑھتا ہے وہ ارذل العمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا یعنی جو کوئی شعور اور ادراک رکھتا ہے وہ ارذل عمر کی طرف رد نہیں کیا جاتا اور یہ سن بچکنے کا بے قیادہ نے کہا کہ وہ نوے سال کی عمر ہے اور علیؑ سے روایت ہے کہ وہ پچتر سال کی عمر ہے، پوشیدہ نہ رہے کہ یہ تعین بہ نسبت بعض کے ہوگی نہ کل کے اور یہ جو کہا کہ زندگی اور موت کے فتنے سے یعنی زمانے زندگی اور موت کے فتنے سے اور وہ ابتدا جان نکالنے کے سے ہے اور لگا تا اور تھے حضرت ﷺ پناہ مانگتے ان چیزوں مذکورہ سے واسطے ہٹانے کے اپنی امت سے اور تشریح کے واسطے ان کے تاکہ بیان کریں واسطے ان کے صفت ضروری دعاؤں کی جزائے اخیر دے ان کو اللہ ہماری طرف سے ساتھ اس

چیز کے کہ وہ اس کے لائق ہیں۔ (قوت)

سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

۴۳۳۹۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اس نے سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم کے حق میں کہا کہ یہ تینوں اول قدیمی سورتوں سے ہیں یا جدت میں نہایت کوچنی ہیں اور وہ قدیمی محفوظ چیزوں سے ہیں۔

۴۳۳۹۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفِ وَمَرِيَمَ إِنَّهُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْأَوَّلِ وَهُنَّ مِنْ بِلَادِي.

فائدہ: اور مراد ابن مسعودؓ کی یہ ہے کہ وہ سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئی ہے قرآن سے اور یہ کہ واسطے ان کے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے قصوں سے اور پیغمبروں اور اگلی امتوں کی خبروں سے اور یہ حدیث فضائل قرآن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یعنی اور کہا ابن عباسؓ نے آیت ﴿فَسَيَنْغِضُونَ﴾ کی تفسیر میں کہ اپنے سر ہلاتے ہیں ٹھٹھے سے۔

﴿فَسَيَنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُؤُوسَهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَهْزُونَ.

فائدہ: اور کہا ابن قتیبہ نے کہ مراد یہ ہے کہ اپنے سر ہلاتے ہیں بطور استبعاد کے یعنی دوسری بار زندہ ہونے کو بعید جانتے ہیں۔ (فتح)

اور ابن عباسؓ کے غیر نے کہا کہ کہا جاتا ہے نغضت سنك جبکہ تیرا دانت ہلے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ نَغَضَتْ سِنَكَ أَي تَحَرَّكَتْ.

یعنی آیت ﴿وَقَضِينَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو خبر دی کہ وہ فساد کریں گے۔

﴿وَقَضِينَا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ أَخْبَرَنَا هُمْ أَنَّهُمْ سَيُفْسِدُونَ وَالْقَضَاءُ

عَلِي وَجُوهٍ ﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ﴾ أَمْرَ رَبِّكَ
وَمِنَهُ الْحُكْمُ ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي
بَيْنَهُمْ﴾ وَمِنَهُ الْخَلْقُ ﴿فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ
سَمَوَاتٍ﴾ خَلَقَهُنَّ.

فائدہ: یعنی آیت ﴿وقضينا الي بنى اسرائيل﴾ میں قضينا کے معنی ہیں خبرنا یعنی ہم نے ان کو خبر دی اور لفظ قضا کے کئی معنی ہیں سو آیت ﴿وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه﴾ میں قضا ساتھ معنی فرمانے کے ہے یعنی تیرے اللہ نے حکم دیا اور آیت ﴿ان ربك يقضى بينهم﴾ میں قضی ساتھ معنی فیصلہ کے ہے یعنی بیشک رب تیرا فیصلہ کرے گا درمیان ان کے اور آیت ﴿فقضاهن سبع سموات﴾ میں قضی ساتھ معنی پیدا کرنے کے ہے۔

فائدہ: یہ کلام ابو عبیدہ کا ہے اور اس نے قضی کے بعض معنی بیان کیے ہیں اور اس کے اکثر معنی سے اس نے غفلت کی ہے اور بیان کیا ہے ان سب کو اسماعیل بن احمد نيسابوری نے کتاب الوجوه میں سو کہا اس نے کہ لفظ قضی کا قرآن مجید میں پندرہ وجہ سے آیا ہے یعنی پندرہ معنی میں استعمال ہوا ہے ایک فارغ ہونا ہے ﴿فاذا قضيتم مناسککم﴾ یعنی جب تم اپنے حج کی عبادتوں سے فارغ ہو اور دوسرے معنی اس کے امر ہیں ﴿اذا قضی امر﴾ یعنی جب کسی کام کا حکم کرتا ہے اور تیسرے معنی اس کے مدت کے ہیں ﴿فمنهم من قضی نحبه﴾ یعنی سو بعض نے ان میں سے اپنی مدت پوری کی اور چوتھے معنی اس کے فصل کے ہیں ﴿يقضى الامور بينی وبينک﴾ یعنی البتہ میرے اور تمہارے درمیان کام فیصل کیا جائے، اور پانچویں معنی اس کے مضی کے ہیں یعنی جاری کرنا ﴿ليقضی اللہ امر کان مفعولا﴾ اور چھٹے معنی اس کے ہلاک کرنے کے ہیں ﴿لقضى اليهم اجلهم﴾ اور ساتویں معنی اس کے وجوب کے ہیں ﴿لما قضی الامر﴾ اور آٹھویں معنی اس کے ابرام ہیں یعنی انجام دینا ﴿الا حاجة لى نفس يعقوب قضاها﴾ اور نویں معنی اس کے خبردار کرنے کے ہیں ﴿قضينا الي بنى اسرائيل﴾ اور دسویں معنی اس کے وصیت کے ہیں ﴿وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه﴾ اور گیارہویں معنی اس کے موت کے ہیں ﴿لو كره موسى لقضى عليه﴾ اور بارہویں معنی اس کے اترنے کے ہیں ﴿فلما قضی عليه الموت﴾ اور تیرہویں معنی اس کے خلق کے ہیں یعنی پیدا کرنا ﴿فقضاهن سبع سموات﴾ اور چودھویں معنی اس کے فعل کے ہیں ﴿كلا لما يقض ما امره﴾ یعنی حاتم یفضل اور پندرہویں معنی اس کے عہد کے ہیں ﴿اذا قضينا الي موسى الامر﴾ اور ذکر کیا ہے اس کے غیر نے کہ قدر مکتوب لوح محفوظ میں اور آتا ہے ساتھ معنی وجوب کے ﴿اذا قضی الامر﴾ ای وجب لهم العذاب اور انتہا کے معنی کے ساتھ بھی آتا ہے ﴿فلما قضی زيد منها وطرا﴾ اور ساتھ معنی اتمام کے ہے ﴿ثم قضی اجلا﴾ اور ساتھ معنی کتب کے ہے ﴿اذا قضی امر﴾ اور کہا زہری نے کہ مرجع قضی کا طرف قطع ہونے چیز کے

اور تمام ہونے اس کے ہے اور ممکن ہے پھر تناسب معنوں کا طرف اس کی اور قضیٰ خود متعدی ہے اور ﴿وقضینا الی بنی اسرائیل﴾ میں جو حرف الی کے ساتھ متعدی ہوا ہے تو اس واسطے کہ وہ شامل ہے ﴿او حینا﴾ کے معنی کو۔ (تخ) یعنی نفیرا کے معنی ہیں جو اس کے ساتھ دشمن کی لڑائی میں جائے یعنی لشکر۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا کم اکثر نفیرا﴾ یعنی کیا ہم نے تم کو زیادہ باعتبار لشکر کے قادمہ سے روایت ہے کہ باعتبار عدد اور گنتی کے۔ (تخ)

اور تمہیرا کے معنی ہیں تدمیر یعنی ہلاک کریں جس جگہ غالب ہوں پورا ہلاک کرنا اللہ نے فرمایا ﴿ولیتروا ما علوا تتبیرا﴾۔

﴿حَصِيرًا﴾ مَحْبَسًا مَحْضَرًا۔ یعنی اور حصیرا کے معنی ہیں قید خانہ۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا﴾ یعنی ٹھہرایا ہے ہم نے دوزخ کو قید خانہ واسطے کافروں کے۔

یعنی فحق کے معنی ہیں واجب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فحق علیہا القول فدمرناھا تدمیرا﴾ یعنی پس

واجب ہوا اس گاؤں والوں پر وعدہ عذاب کا تب اکھاڑ مارا ہم نے ان کو اٹھا کر۔

﴿میسورًا﴾ لَینا۔ یعنی میسورا کے معنی ہیں نرم۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وقل لہم قولاً میسوراً﴾ یعنی کہہ ان سے نرم بات۔

یعنی خطا کے معنی ہیں گناہ اللہ نے فرمایا ﴿ان قتلہم کان ﴿حِطَّاتًا﴾ اِنَّمَا۔

خطا کبیرا﴾ یعنی ان کا مار ڈالنا بڑا گناہ ہے۔

یعنی اور اخطا اسم ہے باب خطنت سے اور خطا ساتھ زبرخ کے مصدر ہے ساتھ معنی گناہ کے اور خطنت ساتھ معنی اخطات کے ہے یعنی مجرد اور مزید دونوں ایک معنی کے ساتھ ہیں۔

وَهُوَ اِسْمٌ مِّنْ حِطَّتْ وَالْاِخْطَا مَفْعُوْحٌ مَّصْدَرَةٌ مِّنْ الْاِثْمِ حِطَّتْ بِمَعْنٰی اِخْطَاَتْ۔

فائدہ: اختیار کیا ہے طبری نے اس قرأت کو جو زبرخ اور جزم ط کے ساتھ ہے پھر روایت کی ہے اس نے مجاہد سے

بیچ قول اللہ کے خطا کہا خطیہ یعنی خطا کے معنی گناہ ہیں کہا اس نے اور یہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ لوگ اپنی اولاد کو جان بوجھ کر قتل کرتے تھے نہ خطا سے یعنی نہ چوک سے سو اللہ نے ان کو اس بات سے منع کیا اور لیکن قرأت ساتھ فتح کے سو وہ قرأت ابن ذکوان کی ہے اور البتہ جماب دیا ہے علماء نے اس استبعاد سے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے ساتھ اس طور کے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ان کا قتل کرنا صواب نہ تھا کہا جاتا ہے اخطی مخطی جب کہ صواب کو نہ پہنچے اور بہر حال قول ابو عبیدہ کا جس میں بخاری نے اس کی پیروی کی ہے جس جگہ کہا کہ خطئت ساتھ معنی اخطات کے ہے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ معروف نزدیک اہل لغت کے یہ ہے کہ خطا کے معنی ہیں گناہ کیا اور اخطا جب کہ نہ جان بوجھ کر کرے اور جب کہ نہ صواب کو پہنچے یعنی خطاء کے معنی ہیں جان بوجھ کر کرنا اور اخطاء کے معنی ہیں نہ جان بوجھ کرنا۔ (فتح)

﴿تَخْرِقٌ﴾ تَقَطُّعٌ.

یعنی لن تخرق کے معنی ہیں کہ تو زمین کو نہ کاٹے گا اللہ نے فرمایا ﴿انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولاً﴾ یعنی نہ کاٹے گا تو زمین کو اور نہ پہنچے گا پہاڑوں کو لمبا ہو کر یعنی نہیں کاٹا تو نے زمین کو تا کہ اس کے آخر کو پہنچے کہا جاتا ہے فلاں اخرق من فلاں یعنی فلاں نے فلاں سے زیادہ سفر کیا ہے۔

یعنی نجویٰ مصدر ہے ناجیت فعل سے پس وصف کیا قوم کو ساتھ اس کے (یعنی نجویٰ کے) مانند قول ان کے کی ہم عذاب) اور معنی یہ ہیں کہ آپس میں سرگوشی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اذ یستمعون الیک واذ ہم نجوی﴾ یعنی جب کان لگاتے ہیں طرف تیری اور جب وہ باہم سرگوشی کرتے ہیں۔

یعنی رفاتا کے معنی ہیں حطام یعنی شکستہ اور اللہ نے فرمایا ﴿وقالوا اذا کنا عظاماً ورفاتاً﴾ یعنی کہا انہوں نے جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور مٹی۔

﴿رَفَاتًا﴾ حُطَامًا.

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے رفاتا کے معنی ہیں حطام یعنی ہڈیاں چور اور روایت کی ہے طبری نے مجاہد سے کہ رفاتا کے معنی ہیں مٹی۔ (فتح)

یعنی استفوز کے معنی ہیں ہلکا کر اور بخیلک کے معنی ہیں اپنے سواروں سے اور رجل اور رجالہ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد راجل ہے مانند صاحب کی کہ اس کی جمع صاحب ہے اور تاجر کی کہ اس کی جمع تاجر ہے اللہ نے فرمایا ﴿واستفوز من استطعت منهم بصوتك واجلب عليهم بخيلك ورجلك﴾ یعنی ہلکا کر اور عقل مار دے ان میں سے جس کی عقل مار سکے اپنی آواز سے اور پکار لا ان کے ہلاک کرنے پر اپنے سوار اور پیادے۔

﴿وَاسْتَفْزِزْ﴾ اسْتَفْزِزُ بِخَيْلِكَ
الْفُرْسَانَ وَالرَّجُلَ وَالرَّجَالَ الرَّجَالَ
وَاحِدَهَا رَجُلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ
وَتَاجِرٍ وَتَجِيرٍ.

فائدہ: اس کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔
﴿حَاصِبًا﴾ الرِّيحُ العَاصِيفُ وَالْحَاصِبُ
أَيْضًا مَا تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ وَمِنْهُ ﴿حَصْبُ
جَهَنَّمَ﴾ يُرْمَى بِهِ فِي جَهَنَّمَ وَهُوَ
حَصْبُهَا وَيُقَالُ حَصَبٌ فِي الْأَرْضِ
ذَهَبٌ وَالْحَصْبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ
وَالْحِجَارَةِ.

یعنی حاصبا کے معنی ہیں سخت آندھی اور حاصب وہ چیز ہے کہ پھینکے اس کو آندھی اور اسی سے ماخوذ ہے حسب جہنم کہ ڈالا جائے گا اس کو دوزخ میں اور وہ چیز کہ دوزخ میں ڈالی جائے وہ حسب اس کا ہے یعنی جو لوگ اس میں ڈالے جائیں گے وہ حسب اس کا ہے اور کہا جاتا ہے حسب فی الارض یعنی زمین میں گیا اور حسب مشتق ہے حسب سے جس کے معنی پتھر ہیں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿اور بسل علیکم حاصبا﴾ یعنی یا بھیجے تم پر آندھی اور اللہ نے فرمایا ﴿انکم وما تعبدون من دون اللہ حسب جہنم﴾ یعنی تم اور تمہارے معبود دوزخ کے پتھر ہیں اور ابن ابی حاتم نے قنادہ سے روایت کی ہے کہ مراد حاصبا سے پتھر ہیں آسمان کے اور سدی کے طریق سے رامیا یومیہ بحجارة (نخ) اور مراد اشتقاق سے اصطلاحی اشتقاق نہیں جیسا کہ اشتقاق فعل کا ہے مصدر سے بلکہ مراد محض مناسبت ہے۔

﴿تَارَةً﴾ مَرَّةً وَجَمَاعَتُهُ تَبِيرَةٌ وَتَارَاتٌ.

یعنی تارۃ کے معنی ہیں ایک بار اور یہ واحد ہے اس کی جمع تیزر اور تارات ہے اللہ نے فرمایا ﴿ام آمنتم ان یعیدکم فیہ تارۃ اخری﴾ یعنی یا نڈر ہوئے تم یہ کہ پھیر لے جائے تم کو دریا میں دوسری بار پھر ڈبوئے تم کو بدلہ تمہاری ناشکری کا۔

یعنی لاحتسکن کے معنی ہیں کہ ان کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا کہا جاتا ہے احتسک فلان یعنی ہلاک کیا فلاں نے جو نزدیک فلاں کے ہے علم سے یعنی اس کے نہایت کو پہنچا اللہ نے فرمایا ﴿لاحتسکن ذریئہ الا قلیلا﴾ یعنی البتہ میں اس کی اولاد کی جڑ اکھاڑ ڈالوں گا مگر تھوڑوں کی۔

یعنی طائرہ کے معنی ہیں نصیب اور حصہ اس کا اللہ نے فرمایا ﴿وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ﴾ یعنی جو آدمی ہے جوڑ دیا ہم نے نصیب اس کا اس کی گردن میں یا مراد بری قسمت اس کی ہے۔

﴿طَائِرَةٌ﴾ حَظٌّ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو لفظ سلطان کا کہ قرآن میں واقع ہے تو مراد اس سے حجت ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ سُلْطَانٍ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ حُجَّةٌ.

فائدہ: اس سورت میں لفظ قرآن کا دو جگہ واقع ہوا ہے ایک اس آیت میں ہے ﴿واجعل لنا من لدنک سلطانا نصیرا﴾ یعنی ٹھہرا واسطے میرے اپنے پاس سے حجت اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو لفظ تسبیح کا قرآن میں واقع ہوا ہے پس وہ نماز ہے۔

اللہ نے فرمایا ﴿ولم یکن له ولی من الذل﴾ یعنی نہیں پکڑا اس نے کسی کو دوست اور مددگار یعنی مدد لینے میں کسی کا محتاج نہیں کہ ذلت کے وقت اس سے مدد لے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَسْرَأُ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات ادب والی مسجد یعنی خانے کعبے کی مسجد سے دور والی مسجد یعنی بیت المقدس تک جو شام میں ہے۔

فائدہ: اس آیت میں ہمارہ ہے طرف معراج حضرت ﷺ کے کہ اس آیت سے مسجد اقصیٰ تک معلوم ہوا ہے اور بیت المقدس سے آسمان پر جانا مشہور حدیثوں سے ثابت ہوا ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ جو کسے سے بیت المقدس تک جانے کا انکار کرے وہ کافر ہے اس واسطے کہ قرآن میں اس کا صاف بیان ہے اور جو بیت المقدس سے آسمان پر چڑھنے کا انکار کرے وہ بدعتی ہے۔

۴۳۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا بیت المقدس میں آپ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی طرف نظر کی سو آپ نے دودھ کا پیالہ لیا کہا جبرائیل علیہ السلام نے کہ سب تعریف ہے واسطے اللہ کے جس نے آپ کو فطری دین کی طرف راہ دکھائی اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

۴۳۴۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنَسَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ابْنُ الْمَسْبُوبِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أُنِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِي بِهِ بِبَيْلِيَاءَ بَقَدْحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَكَبِينٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ قَالَ جَبْرِئِيلُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

فائدہ: اس کی شرح سیرۃ النبویہ میں گزر چکی ہے۔

۴۳۴۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب مجھ کو معراج کے مقدمے میں قریش نے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا سو اللہ نے میرے لیے بیت المقدس کو ظاہر کیا تو میں نے ان کو اس کے پتے اور نشانیوں سے خبر دینا شروع کیا اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب قریش نے مجھ کو جھٹلایا جب کہ مجھ کو بیت المقدس تک معراج ہوئی مانند اس کی۔

۴۳۴۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمَّا كَذَّبْتَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ لَمَّا كَذَّبْتَنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِي بِي إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ نَحْوَهُ (قَاصِفًا) رِيحٌ تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی پہلے گزر چکی ہے اور جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھی تھیں وہ مطعم بن عدی تھا اور نسائی نے یہ قصہ دراز روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب مجھ کو مکے میں معراج کی رات کی صبح ہوئی تو مجھ کو اپنے امر کا یقین ہوا اور میں نے پہچانا کہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے سو میں غناک ہو کر علیحدہ ہو بیٹھا سو اللہ کا دشمن ابو جہل مجھ پر گزرا اور آیا یہاں تک کہ میرے پاس بیٹھ گیا سو اس نے مجھ سے کہا جیسے ٹھٹھا کرتا ہے

کہ کیا کچھ چیز نئی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں! کہا وہ کیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج رات مجھ کو معراج ہوئی، کہا کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک کہا پھر تو نے ہمارے درمیان صبح کی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! ابو جہل نے آپ کو جھٹلانا مناسب نہ جانا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں قوم کو بلاؤں تو اس وقت تکذیب کی شرمندگی سے انکار ہی کر بیٹھیں، کہا کہ اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو ان سے یہ حال بیان کرے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! کہا ابو جہل نے اے گروہ بنی کعب بن لؤی کے جلدی آؤ سو مجلسیں اٹھ کر ان کی طرف آئیں یہاں تک کہ ان کے پاس بیٹھ گئیں۔ ابو جہل نے کہا اپنی قوم سے بیان کر جو تو نے مجھ سے بیان کیا، سو حضرت ﷺ نے ان سے وہ حال بیان کیا سو بعض تالیاں بجانے لگے اور بعض نے تعجب سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور لوگوں میں بعض وہ لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے بیت المقدس کو دیکھا تھا سو انہوں نے کہا کہ کیا تو مسجد کے پتے ہم سے بیان کر سکتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں ان کے واسطے اس کے پتے بیان کرنے لگا یہاں تک کہ بعض پتے مجھ پر مل گئے سو مسجد میرے سامنے لائی گئی سو میں نے اس کی نشانیاں بیان کیں اور میں اس کی طرف دیکھتا جاتا تھا سو لوگوں نے کہا کہ اس نے مسجد کے پتے تو ٹھیک بتلائے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قریش کے کچھ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ کیا تو نے اپنے ساتھی سے کچھ خبر سنی وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بیت المقدس تک گیا پھر کے کی طرف پھرا ایک رات میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس نے یہ بات کہی؟ لوگوں نے کہا ہاں! بیشک وہ سچا ہے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ ہم نے عزت دی ہے آدم ﷺ کی اولاد کو اور کر منا اور اکرمنا کے معنی ایک ہیں یعنی اصل میں نہیں تو تشدید واسطے مبالغہ کے ہے یعنی کر منا میں زیادہ مبالغہ ہے کرامت میں۔

یعنی ضعف الحیاة کے معنی ہیں دو گنا عذاب زندگی کا اور دو گنا عذاب موت کا ﴿اِذَا لَا ذُنُوبَكَ ضَعْفَ الْحَيٰوةِ وَضَعْفَ الْمَمٰتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا﴾ یعنی اس وقت چکھاتے ہم تجھ کو دو گنا عذاب زندگی میں اور دو گنا عذاب مرنے میں پھر نہ پائے تو اپنے واسطے ہم پر مدد کرنے والا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ كَرَّمْنَا وَآكْرَمْنَا وَاحِدٌ.

﴿ضِعْفُ الْحَيَاةِ﴾ عَذَابُ الْحَيَاةِ
﴿وَضِعْفُ الْمَمَاتِ﴾ عَذَابُ الْمَمَاتِ.

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ مراد عذاب دنیا اور آخرت کا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور توجیہ اس کی یہ ہے کہ عذاب آگ کا وصف کیا جاتا ہے ساتھ دو گنا ہونے کے واسطے دلیل قول اللہ

تعالیٰ کے ﴿عذابا ضعفا من النار﴾ یعنی عذاب دوگنا پس دراصل یوں تھا لا ذفناک عذابا ضعفا فی الحیوة پھر حذف کیا گیا موصوف اور قائم کی گئی صفت مقام اس کے پھر مضاف کی گئی صفت مانند اضافت موصوف کے۔ (فتح)

﴿خِلَافَكَ﴾ وَخِلْفَكَ سَوَاءٌ۔
خلافک اور خلیفک دونوں کے ایک معنی ہیں

یعنی پیچھے تیرے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَإِذَا لَابِسُونَ خِلَافَكَ الْإِقْلِيلَا﴾ یعنی اس وقت نہ ٹھہریں گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا یعنی نہ باقی رہیں گے پیچھے نکلنے تیرے کے کئے سے مگر زمانہ تھوڑا اور اسی طرح ہوا کہ ہجرت سے ایک سال پیچھے جنگ بدر میں ہلاک ہوئے اور جمہور کی قرأت خلیفک کی ہے اور ابن عامر کی قرأت خلا فک ہے۔

﴿وَنَائِي﴾ تَبَاعَدٌ۔
یعنی نائی کے معنی ہیں دور ہوا اللہ نے فرمایا

﴿وَنَابِجَانِبِهِ﴾ یعنی دور ہوا اپنے بازو سے۔

﴿شَاكِلِيهِ﴾ نَاحِيَتِهِ وَهِيَ مِنْ شَاكِلِيهِ۔
یعنی اور شاکیتہ کے معنی ہیں اپنے طریقے پر اور وہ مشتق ہے شاکیتہ سے یعنی جب کہ تو اس کو قید کرے۔

فائدہ: اور طبری نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اس کے معنی ہیں اپنی طبیعت اور پیدائش پر اور قتادہ سے روایت ہے کہ اپنی نیت پر۔ (فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مذہب اس کا ہے جو مشابہ ہے اس کے حال کو گمراہی اور ہدایت میں اور دلیل اس پر قول اللہ کا ہے۔ ﴿فَرَبِّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا﴾ (ق) اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ﴾ یعنی تو کہہ ہر کوئی عمل کرتا ہے اپنے طریقے پر۔

﴿صَرَفْنَا﴾ وَجَهْنَا۔
یعنی صرفنا کے معنی ہیں ہم نے پیش کیا اور بیان کیا اللہ

نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ صَرَفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ﴾ البتہ پھیر پھیر کر ہم نے بیان کی واسطے لوگوں کے اس قرآن میں ہر مثال۔

یعنی قبیلہ کے معنی ہیں سامنے اور روبرو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أَوْ تَأْتِي بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةَ قَبِيلًا﴾ یعنی لائے تو اللہ اور فرشتوں کو روبرو اور بعض کہتے ہیں کہ قابلہ بھی اسی سے ماخوذ ہے یعنی جو عورت کہ حاملہ عورت کا بچہ جنوائی ہے ہے اور اس کو قابلہ اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ جننے والی عورت کے سامنے ہوتی ہے اور وہ اس کے بچے کے

﴿قَبِيلًا﴾ مُعَايِنَةً وَمُقَابَلَةً وَقَبِيلَ الْقَابِلَةِ
لِأَنَّهَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا۔

سامنے ہوتی ہے۔

﴿خَشِيَةَ الْإِنْفَاقِ﴾ انْفَقَ الرَّجُلُ أَمَلَقَ
وَنَفِقَ الشَّيْءُ ذَهَبَ.

یعنی انفاق سے مراد املاق ہے کہا جاتا ہے انفق الرجل یعنی فقیر ہو اور مرد اور خرچ ہو اسب مال اس کا اور نفق اشیاء کے معنی ہیں خرچ ہو گئی چیز اللہ نے فرمایا ﴿اِذَا لَا مَسْكَكُمْ خَشِيَةَ الْإِنْفَاقِ﴾ یعنی اگر اللہ کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ ہوتے تو بیشک تم بخیلی کرتے واسطے ڈر فقر کے یعنی اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشِيَةَ امْلَاقٍ﴾ یعنی نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو واسطے خوف فقر کے اور سدی سے روایت ہے کہ واسطے اس ڈر کے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور تم فقیر ہو جاؤ۔

﴿قَتُورًا﴾ مُقْتَرًا.

اور قتورا کے معنی ہیں مقترا یعنی بخل کرنے والا یعنی فاعول اس جگہ ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا﴾ یعنی ہے آدمی بخیلی کرنے والا۔

﴿لِلذُّقَانِ﴾ مُجْتَمِعِ اللَّحْيَيْنِ وَالْوَّاحِدِ
ذَقْنٌ.

یعنی اذقان جمع ہے اس کا واحد ذقن ہے اور ذقن کے معنی ہیں ہڈیاں جڑے کی جہاں داڑھی ہوتی ہے اللہ نے فرمایا ﴿وَيَخْرُونَ لِلذُّقَانِ﴾ یعنی اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْفُورًا﴾ وَافِرًا.

یعنی اور مجاہد نے کہا موفورا کے معنی ہیں وافر یعنی اسم مفعول ساتھ معنی اسم فاعل کے ہے اللہ نے فرمایا ﴿إِنَّ جَهَنَّمَ جِزَاءُ كُلِّ شَيْءٍ مُّذْنَبٍ﴾ سو دوزخ ہے تم سب کی سزا وافر یعنی پوری۔

﴿تَبِيْعًا﴾ ثَابِرًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيْرًا.

یعنی تبیعا کے معنی ہیں بدلہ لینے والا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد مدگار ہے اللہ نے فرمایا ﴿ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكَ عَلَيْنَا تَبِيْعًا﴾ پھر نہ پاؤ تم واسطے اپنے ہم پر

ساتھ اس کے کوئی بدلہ لینے والا۔

یعنی خبت کے معنی ہیں بچھنے لگے اللہ نے فرمایا ﴿كَلِمًا خَبْتٌ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا﴾ یعنی جب دوزخ کی آگ بچھنے لگے گی تو زیادہ کریں گے ہم ان پر بھڑکاؤ۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لاتبذر کے معنی ہیں نہ خرچ کر باطل میں اللہ نے فرمایا ﴿لَا تَبْذُرْ تَبْذِيرًا﴾ یعنی نہ خرچ کر خرچ کرنا باطل میں۔

یعنی ابتغاء رحمة کے معنی ہیں رزق اللہ نے فرمایا ﴿وَأَمَّا تَعْرِضُ عَنْهُمْ بَتَّاءٌ رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ﴾ یعنی اور اگر کبھی تو تغافل کرے ان کی طرف سے تلاش میں رزق کے اپنے رب کی طرف سے۔

یعنی مشبورا کے معنی ہیں ملعون اللہ نے فرمایا ﴿وَأَنَّى لَا ظَنُكَ يَا فِرْعَوْنَ مَشْبُورًا﴾ یعنی بے شک میں گمان کرتا ہوں تجھ کو اے فرعون پھٹکارا گیا اور مجاہد نے کہا کہ مراد ہلاک ہونے والا ہے۔

یعنی لا تقف کے معنی ہیں مت کہہ اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ یعنی نہ کہہ جس کا تجھ کو علم نہیں۔

یعنی فجاسوا کے معنی ہیں قصد کیا انہوں نے اللہ نے فرمایا ﴿فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ﴾ یعنی قصد کیا انہوں نے گھروں کے بیچ کا واسطے قتل کے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ معنی اس کے ہیں چلے بیچ گھروں کے اور بعض کہتے ہیں اترے اور بعض کہتے ہیں کہ قتل کیا۔

یعنی یزجی الفلک کے معنی ہیں جاری کرتا ہے کشتیاں، اللہ نے فرمایا ﴿رَبِّكُمْ الَّذِي يُزْجِي لَكُمْ الْفَلَكَ فِي

﴿حَبْتٌ﴾ طَفِئَتْ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا تَبْذُرْ﴾ لَا تَنْفِقُ فِي الْبَاطِلِ.

﴿ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ﴾ رِزْقِ.

﴿مَشْبُورًا﴾ مَلْعُونًا.

﴿لَا تَقْفُ﴾ لَا تَقُلْ.

﴿فَجَاسُوا﴾ تَيَمَّمُوا.

﴿يُزْجِي﴾ الْفَلَكَ يُجْرِي الْفَلَكَ.

البحر) یعنی تمہارا رب وہ ہے جو جاری کرتا ہے تمہارے واسطے کشتیاں سمندر میں۔

یعنی ﴿يَخْرُونَ لِلذَّقَان﴾ کے معنی ہیں گرتے

ہیں اپنے منہ پر۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب ہم نے چاہا کہ ہلاک کریں کوئی بستی تو حکم کیا ہم نے اس کے عیش کرنے والوں کو یعنی جو ہم چاہیں۔

۳۳۳۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جاہلیت کے وقت کوئی قوم بہت ہو جاتی تھی تو ہم کہتے تھے امر بنو فلان یعنی فلاں کی اولاد بہت ہوئی۔

﴿يَخْرُونَ لِلذَّقَان﴾ لِلْوُجُوهِ .

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا﴾ الْآيَةَ .

۴۲۴۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَقُولُ لِلْحَجِي إِذَا كَثُرُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمَرَ بَنُو فُلَانٍ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ وَقَالَ أَمَرَ .

فائدہ: غرض عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ آیت میں امرنا کے معنی بہت کرنے کے ہیں یعنی ہم نے اس کے عیش کرنے والوں کو بہت کیا۔

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے یہ ہیں اولاد ان کی جن کو اٹھایا ہم نے ساتھ نوح علیہ السلام کے کشتی میں بیشک تھا وہ بندہ شکر کرنے والا۔

بَابُ ﴿ذُرِّيَّةً مِّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا﴾ .

۳۳۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیہ السلام کے پاس گوشت لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری کا ہاتھ اٹھا کر دیا گیا اور وہ آپ کو خوش لگتا تھا تو آپ نے اس کا گوشت دانتوں سے نوچا پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں اور کیا تم جانتے ہو کہ یہ سردار ہونا میرا کس سبب سے ہے اس کا بیان یوں ہے کہ اللہ قیامت کے دن اگلے پچھلے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا سائے گا ان کو بلانے والا یعنی اپنی آواز اور حیر نکلے گی ان کو آکھ (یعنی اس

۴۲۴۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَحْمٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الدِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَهَشَّ مِنْهَا نَهْشَةً ثُمَّ قَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ الْأَوَّلِينَ

دن ہر آدمی کو سب خلقت نظر آئے گی کوئی چیز ان کی اس پر چھپی نہ رہے گی واسطے تیز ہونے نظر کے اور برابر اور صاف ہونے زمین کے سونہ ہوگی اس میں کوئی چیز کہ پردہ کرے ساتھ اس کے کوئی دیکھنے والے سے اور کان ایسا تیز ہو جائے گا کہ اگر کوئی بولے گا تو سب لوگ اس کی آواز کو سنیں گے) اور قریب ہوگا آفتاب سو پینچے گا لوگوں کو غم اور رنج سے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے اور برداشت سو لوگ کہیں گے کہ کیا تم نہیں دیکھتے جو تم کو مصیبت پہنچی کیا تم نہیں دیکھتے جو تمہاری سفارش کرے تمہارے رب کے پاس؟ سو بعض لوگوں بعض کو کہیں گے کہ لازم پکڑو اپنے اوپر آدم ﷺ کو سو آدم ﷺ کے پاس آئیں گے تو ان سے یوں کہیں گے کہ تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ سے بنایا اور تمہارے اپنی روح پھونگی اور حکم کیا فرشتوں کو سو انہوں نے تمہارے کوجہ کیا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں ہم ہیں کیا تم نہیں دیکھتے جو ہم کو مصیبت پہنچی؟ سو آدم ﷺ کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا غضبناک ہونا کہ کبھی اس سے پہلے ایسا غضبناک نہ ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور البتہ اس نے مجھ کو ایک درخت کے کھانے سے منع کیا تھا سو میں نے اس کی نافرمانی کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، نوح ﷺ کے پاس جاؤ سو وہ لوگ نوح ﷺ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے نوح! بیشک تم پہلے رسول ہو زمین والوں کی طرف اور البتہ اللہ نے تمہارا نام بندہ شکر گزار کہا ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو

وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ
الدَّاعِيَ وَيَنْفَذُهُمُ الْبَصَرَ وَتَدْنُو الشَّمْسُ
فَيَلْبِغُ النَّاسَ مِنَ الْعَمِ وَالْكَرْبِ مَا لَا
يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ لَيَقُولَنَّ النَّاسُ أَلَا
تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ
لَكُمْ إِلَىٰ رَبِّكُمْ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ
بَعْضٌ عَلَيْكُمْ يَا أَدَمُ فَيَأْتُونَ أَدَمَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَيَقُولُونَ لَهُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ
اللَّهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ وَأَمَرَ
الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ
أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا
قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُولُ أَدَمُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ
الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ
يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ نَهَانِي عَنِ
الشَّجَرَةِ فَغَضِبْتُهُ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي
إِذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي إِذْهَبُوا إِلَىٰ نُوحٍ
فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ إِنَّكَ أَنْتَ
أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَىٰ أَهْلِ الْأَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ
اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا اشْفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا
تَرَىٰ إِلَىٰ مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي عَزَّ
وَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ
قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنَّهُ قَدْ
كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلَىٰ قَوْمِي نَفْسِي
نَفْسِي نَفْسِي إِذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي إِذْهَبُوا
إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ يَا

نوح علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک شان یہ ہے کہ میری ایک دعا مقبول تھی کہ میں نے اس کے ساتھ اپنی قوم پر بددعا کی میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ تم اللہ کے پیغمبر ہو اور سب زمین والوں سے اس کے دلی دوست ہو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں ہم ہیں تو ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہو گا البتہ میں نے تین بار جھوٹ بولا تھا سو ذکر کیا ان کو ابو حیان راوی نے حدیث میں میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے اے موسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو اللہ نے تجھ کو اپنی رسالت اور کلام سے لوگوں پر فضیلت دی ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور بیشک میں نے ایک جان کو مار ڈالا جس کے مارنے کا مجھ کو حکم نہ تھا یعنی ناحق میری جان خود شفاعت کی مستحق ہے یہ کلمہ تین بار فرمائیں گے تاکید کے واسطے میرے غیر کے پاس جاؤ، عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، سو وہ

إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ لَهُمْ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرْتُهُنَّ أَبُو حَيَّانَ فِي الْحَدِيثِ نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُوا إِلَى غَيْرِي إِذْ هَبُوا إِلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ فَضَلَّكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ أَوْمُرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُوا إِلَى غَيْرِي إِذْ هَبُوا إِلَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ وَكَلِمَتُ النَّاسِ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا اشْفَعْ لَنَا أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكَرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي إِذْ هَبُوا إِلَى غَيْرِي إِذْ هَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ

لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے سو کہیں گے کہ اے عیسیٰ! تم اللہ کے رسول ہو اور اس کی کلام سے پیدا ہوئے ہو جو مریم کی طرف ڈالی گئی یعنی صرف لفظ کن سے پیدا کیا تھا کوئی اس کا باپ نہیں اور اس کی روح ہو اور کلام کیا تم نے ان لوگوں سے جھولے میں لڑکپن میں ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا تم نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ بیشک میرا رب آج غضبناک ہوا ہے غضبناک ہونا کہ نہ اس سے پہلے ایسا غضبناک ہوا اور نہ کبھی اس سے پیچھے ایسا غضبناک ہوگا اور نہیں ذکر کیا راوی نے گناہ کو (اور نسائی کی روایت میں ہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا) میری جان خود سفارش کی مستحق ہے تین بار کہیں گے میرے غیر کے پاس جاؤ، محمد ﷺ کے پاس جاؤ، سو وہ لوگ محمد ﷺ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے محمد! تم رسول اللہ اور خاتم الانبیاء ہو اور اللہ نے تمہارے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس کیا آپ نہیں دیکھتے جس مصیبت میں کہ ہم ہیں سو میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا تو میں اپنے رب کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا پھر کھولے گا اللہ مجھ پر اپنی تعریفوں سے اور اپنی نیک ثناء سے وہ چیز جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی پھر حکم ہوگا اے محمد! اپنا سر اٹھالے مانگ تجھ کو دیا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہوگی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں کہوں گا کہ الہی! میری امت کو بخش، الہی! میری امت کو بخش، الہی! میری امت کو بخش، الہی! میری امت کو بخش، سو حکم ہوگا کہ اے محمد! داخل کر بہشت میں اپنی امت سے جن پر کچھ حساب نہیں بہشت کے دائیں دروازے سے اور وہ لوگوں کے شریک ہیں اس کے سوا اور دروازوں میں پھر فرمایا قسم ہے اس

أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ إِشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ فَإَنْطَلِقُ فَأَتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقْعُ سَاجِدًا لِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَيَّ أَحَدٌ قَبْلِي ثُمَّ يَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ نِعْمَةً وَاشْفَعْ تَشْفَعُ فَارْفَعْ رَأْسِي فَأَقُولُ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ أُمَّتِي يَا رَبِّ فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ادْخُلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمَيْرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى.

کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک بہشت کی چوکھٹوں سے دو چوکھٹ کے درمیان فاصلہ جیسے مکہ اور حیر یا کئے اور بھری کے درمیان ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رفاق میں آئے گی اور وارد کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ کہیں گے اے نوح! تو پہلا رسول ہے اہل زمین کی طرف اور اللہ نے تیرا نام بندہ شکر گزار کہا اور یہ جو کہا کہ ذکر کیا ہے ان کو ابو حیان نے حدیث میں تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابو حیان سے نیچے راوی نے اس کو مختصر کیا ہے اور ابو حیان وہ راوی اس کا ہے ابو زرہ سے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ ضمیر اللہ کے قول انہ کان عبدا شکوزا میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے اور ابن حبان نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تھے نوح علیہ السلام جب کھاتے یا پینتے تو اللہ کا شکر کرتے سوال اللہ نے ان کا نام شکر گزار رکھا۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ دی ہم نے

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾

داؤد علیہ السلام کو زبور۔

۴۳۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام پر پڑھنا (زبور کا) سو وہ اپنی سواری کے کئے کا حکم کرتے تو قرآن کو زین کئے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔

۴۳۴۴۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلَيَّ دَاوُدَ الْقِرَاءَةَ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَائِئِهِ لِيُسْرَجَ لَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ يَعْنِي الْقُرْآنَ.

فائدہ: اور مراد ساتھ قرآن کے مصدر قرأت کا ہے نہ یہ قرآن جو اس امت کے واسطے معلوم اور معبود ہے اور اس کی پوری شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

باب قَوْلِهِ ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ رَعَيْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفِ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا﴾

۴۳۴۵۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿إِلَى

۴۳۴۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگ تھے کہ بعض

جنات کو پوجتے تھے سو جنات مسلمان ہو گئے اور یہ لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جن کو تم گمان کرتے ہو اللہ۔

رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ ﴿ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُونَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَاسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَكَ هَؤُلَاءِ بِدِينِهِمْ زَادَ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ رَعِمْتُمْ ۝﴾

فای۱۵: لوگ ان کے دین کو پکڑے رہے یعنی بدستور رہے وہ آدمی جو دیوبھوت کو پوجتے تھے دیو، بھوت کی عبادت پر اور جنات اس کے ساتھ راضی نہ تھے اس واسطے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور وہی جنات تھے جو اللہ تک وسیلہ ڈھونڈنے لگے اور روایت کی طبری نے ساتھ اور وجہ کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جو لوگ ان کو پوجتے تھے ان کو ان کے اسلام کی خبر نہ تھی اور یہی ہے معتمد اس آیت کی تفسیر میں اور بہر حال جو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عرب کی کئی قومیں ایک قسم کے فرشتوں کو پوجتے تھے جن کو جنات کہا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں سو یہ آیت اتری سو اگر یہ ثابت ہو تو محمول ہوگی اس پر کہ دونوں فریق کے حق میں اتری نہیں تو سیاق دلالت کرتا ہے اس پر کہ جنات اسلام سے پہلے انسانوں کی عبادت سے راضی تھے کہ آدمی ان کو پوجیں اور یہ صفت فرشتوں کی نہیں اور اسی طرح ہے وہ چیز کہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو فرشتوں اور مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے۔

تنبیہ: مشکل جانا ہے ابن تین نے قول اس کے کو ناسا من الجن اس طور سے کہ انسان جنات کی ضد ہیں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اس شخص کے قول کی بنا پر ہے جو کہتا ہے کہ وہ ناس سے مشق ہے جس کے معنی ہیں حرکت کے یا ذکر کیا گیا ہے واسطے تقابل کے اس واسطے کہ کہا ناس من الانس و ناس من الجن اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مشرک لوگ کہتے تھے کہ ہم فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور فرشتے خود وسیلہ چاہتے ہیں۔ (فتح)

وہ لوگ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ، آخر آیت تک۔

۴۳۴۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جن کو کافر پوجتے ہیں ڈھونڈتے ہیں وہ اپنے رب تک وسیلہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض جنات پوجے جاتے تھے سو وہ جنات مسلمان ہو گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ ۝ الْأَيَّةُ ۝﴾

۴۳۴۶ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي هَذِهِ الْأَيَّةِ ﴿ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ ۝﴾ قَالَ كَانَ

نَاسٍ مِّنَ الْجِنِّ يَعْبدُونَ فَأَسْلَمُوا.

فائدہ: یہ وہی پہلی حدیث ہے ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور مفعول یدعون کا محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے اولئك الذين يدعونهم آلهة يتفنون الى ربهم الوسيلة اور قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تدعون ہے ساتھ تمشات فوقانیہ کے اس بنا پر کہ واسطے خطاب کفار کے ہے اور قول اس کا ایہم اقرب معنی اس کے یہ ہیں کہ ڈھونڈتے ہیں کہ جو بندہ ان میں اللہ کے نزدیک تر ہو اسی کا وسیلہ پکڑیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو۔

۴۳۴۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْلَةَ أُسْرَى بِهِ ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ﴾ شَجَرَةَ الرُّقُومِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور وہ خواب جو ہم نے تجھ کو دکھایا سو لوگوں کے جانچنے کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد رؤیا سے اس آیت میں آنکھ سے دیکھنا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں دکھایا گیا اور مراد شجرہ ملعونہ سے جو قرآن میں واقع ہے تھوہر کا درخت ہے۔

فائدہ: نہیں تصریح کی ساتھ چیز مرئی کے یعنی کیا چیز دکھائی گئی اور سعید بن منصور نے ابو مالک سے روایت کی ہے کہ مراد وہ چیز ہے کہ بیت المقدس کے راہ میں دکھائی گئی اور میں نے اس کو معراج کی حدیث میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس حدیث کی ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ وہ خواب میں نہ تھا بلکہ بیداری میں تھا اور اس میں ایک اور قول بھی آیا ہے جیسا کہ ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب کے میں داخل ہوئے سو جب کافروں نے ان کو پھیرا تو بعض کے واسطے فتنہ ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر اطلاق لفظ رؤیا کے اس چیز پر کہ دیکھے آنکھ بیداری میں اور یہ جو فرمایا کہ درخت ملعون تھوہر کا درخت ہے تو یہی ہے صحیح اور ذکر کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے چند اوپر دس تابعین سے پھر روایت کی ہے اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مراد شجرہ ملعونہ سے حکم بن ابی العاص اور اس کا بیٹا ہے اور عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خبر دیتا ہے کہ آگ میں ایک درخت ہے اور حالانکہ آگ درخت کو کھا جاتی ہے سو یہ ان کے واسطے فتنہ ہوا اور رقوم فحول ہے رزم سے اور وہ سخت لقمہ ہے اور تمیم کی لغت میں جس کھانے سے فے آئے اس کو رقوم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر ثقیل کھانا رقوم ہے۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ فجر کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کہا مجاہد نے کہ قرآن فجر سے مراد نماز فجر کی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ صَلَاةُ الْفَجْرِ.

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو طبری نے مجاہد سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ دن رات کے فرشتے اس میں جمع ہوتے ہیں۔

۴۳۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تہا کی نماز سے بچیں درجے افضل ہے اور جمع ہوتے ہیں فرشتے رات اور دن کے فجر کی نماز میں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

۴۳۴۸ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَأَبِي الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَّلَ صَلَاةَ الْجَمِيعِ عَلَى صَلَاةِ الْوَاحِدِ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ دَرَجَةً وَتَجْمَعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ أَقْرَأُوا إِنَّ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ شاید کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾.

۴۳۴۹۔ آدم بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ بیشک لوگ قیامت کے دن پھریں گے گھٹنوں پر بیٹھے ہر امت اپنے پیغمبر کے ساتھ ہوگی کہیں گے اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! اے فلاں ہماری سفارش کیجیے! یہاں تک کہ سفارش کی نوبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گی پس یہ دن ہے جس میں اللہ آپ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے گا۔

۴۳۴۹ - حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُنَى كُلِّ أُمَّةٍ تَتَّبِعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ يَا فَلَانُ اشْفَعْ يَا فَلَانُ اشْفَعْ حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلذَلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ

اللَّهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ.

فائدہ: روایت کی ہے نسائی نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لوگ قیامت کے دن ایک مقام میں جمع ہوں گے سو پہلے پہل حضرت محمد ﷺ کو بلایا جائے گا تو حضرت ﷺ کہیں گے لیک وسعدیک والخیر دفی یدیک والشیر لیس الیک المہدی من ہدیت عبدک وابن عبدک وبک والیک ولا ملجأ ولا منجأ منک الا الیک تبارکت وتعالیت سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ شاید تیرا رب تجھ کو تعریف کے مقام میں کھڑا کرے اور نہیں ہے مخالفت درمیان اس کے اور درمیان حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو باب میں ہے اس واسطے کہ یہ کلام گویا مقدمہ ہے شفاعت کا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی ہلال کے طریق سے کہ مقام محمود جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ قیامت کے دن اللہ اور جبرئیل علیہ السلام کے درمیان ہوں گے تو محشر کے لوگ آپ کے اس مقام سے رشک کریں گے اور روایت کی ہے اس نے حسین بن علی کے طریق سے کہ ایک مرد نے اہل علم میں سے مجھ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کھینچی جائے گی زمین جیسے چمڑا کھینچا جاتا ہے، الحدیث۔ اور اس میں ہے کہ پھر مجھ کو سفارش کی اجازت ہوگی تو میں کہوں گا اے رب میرے! تیرے بندوں نے تیری عبادت کی زمین کی اطراف میں کہا پس یہ ہے مقام محمود اور پہلے گزر چکا ہے زکوٰۃ کے بیان میں کہ مراد ساتھ مقام محمود کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ بہشت کے دروازے کا حلقہ پکڑیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کو حمد کا جھنڈا ملے گا اور بعض کہتے ہیں کہ آپ عرش پر بیٹھیں گے۔ (فتح) اور یہ جو کہا ان الناس بصیرون یوم القیامة جنہی تو اس کے معنی ایک یہ ہیں کہ لوگ پھریں گے قیامت کے دن جماعت جماعت۔

۳۳۵۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی جب اذان سنے تو یہ دعا اللہم سے وعدتہ تک پڑھے تو اس کو قیامت میں میری شفاعت پہنچے گی یعنی حضرت ﷺ اس کو بخشائیں گے اس دعا کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! اس پوری پکار اور ہمیشہ رہنے والی نماز کے مالک دے محمد ﷺ کو وسیلہ اور بڑائی اور پہنچا اس کو اس مقام پر جس کا تو نے اس سے وعدہ کیا ہے۔

۴۲۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْيَدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْنَ مُحَمَّدٍ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَأَبْعَثْهُ مَقْلَمًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ابواب الاذان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ
الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ يَزْهَقُ
كَيْهْلِكَ .

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ کہہ آیا سچ اور نکل
بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا اور یزہق
کے معنی ہیں ہلاک ہوتا ہے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے سچ تفسیر اس آیت کے ﴿ان الباطل كان زهوقا﴾ یعنی بھاگنے والا اور
قزادہ زہوق سے روایت ہے یعنی ہلاک ہوا۔

۴۳۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ کے میں داخل ہوئے اور خانے کعبے کے گرد تین
سو ساٹھ بیت تھے سو حضرت ﷺ ان کو ہاتھ کی لکڑی سے
چوکنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا کہ آیا دین سچ اور نکل بھاگا
جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا حق سے اور نہیں ظاہر
ہوتا جھوٹ اور نہیں پھرتا۔

۴۳۵۱ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي
مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَكَّةَ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُونَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ
نُصِبَ فَجَعَلَ يَطْعُمُهَا بَعُودٍ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ
﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ
كَانَ زَهُوقًا﴾ ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِي
الْبَاطِلُ وَمَا يُعِينُ﴾ .

فائدہ: صحیح مسلم اور نسائی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داخل ہونا حضرت ﷺ کا مکے میں فتح مکہ کے وقت
تھا اول اس کا فتح مکہ کے قصبے میں ہے یہاں تک کہ کہا سو حضرت ﷺ مکے میں آئے یہاں تک کہ خانے کعبے کے
گرد طواف کیا پھر ان بتوں پر گزرنا شروع کیا اس حال میں کہ کمان کی لکڑی سے ان کو چوکتے تھے اور فرماتے تھے کہ
آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ اور اس حدیث کی شرح جنگ فتح مکہ میں گزر چکی ہے اور حق سے مراد اس آیت میں
قرآن ہے اور یا تو حید اور یا معجزے جو حضرت ﷺ کی پیغمبری پر دلالت کرتے ہیں۔ (فتح)
بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾ . باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پوچھتے ہیں تجھ سے
روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے۔

فائدہ: پوچھتے ہیں تجھ کو روح سے یعنی روح کی حقیقت سے یا اس کے حدوث یعنی پیدا ہونے سے تو کہہ روح
میرے رب کے حکم سے ہے کہ اس کو کلمہ کن سے پیدا کیا بغیر اس کے کہ اس کا کوئی مادہ اور اصل ہو یہ معنی پہلی تقدیر پر
ہیں یا موجود ہے ساتھ ایجاد اور احداث کے یا پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کے علم سے تو کہہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کی

شان سے ہے یعنی اس کا علم خاص اللہ تعالیٰ کو ہے کسی اور کو اللہ نے اس پر اطلاع نہیں دی صاحب کشف نے کہا کہ اکثر مفسرین اس پر ہیں کہ انہوں نے حقیقت روح کے علم سے سوال کیا تھا، روایت ہے کہ یہود نے کفار قریش سے کہا تھا کہ محمد ﷺ سے اصحاب کہف اور سکندر، ذوالقرنین اور روح کا حال پوچھو اگر ان تین چیزوں کے جواب سے چپ رہے تو وہ پیغمبر نہیں اور روح کے سوا دونوں چیزوں کا جواب دے تو پیغمبر ہے اس واسطے کہ ان کو تورات سے معلوم تھا کہ روح کی حقیقت کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا سو حضرت ﷺ نے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کا حال بتلایا اور روح کو بہم چھوڑا اور جاننا چاہیے کہ روح کے معنی میں بہت اقوال ہیں چند اقوال کو ذکر کیا جاتا ہے بیضاوی نے کہا کہ مراد وہ امر ہے کہ آدمی اس کے ساتھ زندہ ہے اور مدبر ہے اس کے بدن میں اور بعض کہتے ہیں کہ جسم لطیف ہے شریک ہے جسموں کو صورت ظاہر اور اعضاء ظاہرہ میں کہ اس کے ساتھ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک نور ہے اللہ کے نوروں سے اور ایک زندگی ہے اس کی زندگی سے اور یہ اشعری سے منقول ہے کہ مراد نفس سے ہے کہ باہر سے اندر جاتا ہے اور کہا واقعی نے کہ مختار یہ ہے کہ جسم لطیف ہے کہ اس کے ساتھ زندگی پائی جاتی ہے اور جاننا چاہیے کہ مذہب اہل سنت اور جماعت کا یہ ہے کہ آدمیوں کی روحمیں بدنوں سے پہلے پیدا ہوئی ہیں اور تعلق ان کا ساتھ بدنوں کے نیا ہے یا بعد استعداد اور قابلیت ہر بدن کے پیدا ہوتا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ روح بھی بدن کے ساتھ مر جاتی ہے یا نہیں؟ ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہ مرتی ہے اور نہ پرانی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مر جاتی ہے گویا کہ مراد اس قائل کی یہ ہے کہ حرکتیں قوی اور فعلی کہ زندگی کے وقت میں رکھتا تھا اس سے صادر نہیں ہوتیں اور بعض کہتے ہیں کہ موت کے بعد روح بدن دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور اسی طرح ثواب بھی دونوں کو ہوتا ہے اور نعمت بھی دونوں کو حاصل ہوتی ہے۔ (تیسرا القاری)

۴۳۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا کھیتی میں اور آپ کجھور کی چھڑی پر تکیہ کیے تھے کہ اچانک یہود گزرے سو ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس سے روح کی حقیقت پوچھو تو بعض نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ پیش آئے تم کو ساتھ ایسی چیز کے جس کو تم برا جانو سو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو انہوں نے حضرت ﷺ سے روح کی حقیقت پوچھی تو حضرت ﷺ چپ رہے ان کو کچھ جواب نہ دیا سو میں نے جانا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے سو میں اپنی اس جگہ میں کھڑا رہا پھر جب وحی اتر چکی تو

۴۳۵۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرِّبٍ وَهُوَ مُتَكِيٌّ عَلَى عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ الْيَهُودُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالَ مَا رَأَيْكُمْ إِلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَأَمْسَكَ

آپ ﷺ نے فرمایا یعنی یہ آیت پڑھی کہ پوچھتے ہیں تجھ کو حقیقت روح کی تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیئے گئے تم علم سے مگر تھوڑا۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرِدْ عَلَيْهِمْ شَيْئًا فَعَلِمَتْ أَنَّهُ يُوحَىٰ إِلَيْهِ فَقُمْتُ مَقَامِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾.

فائدہ: مارابکم بہ راب نفل ماضی ہے ریب سے ساتھ شک کے اور ایک روایت میں حموی کی راب سے ہے ساتھ معنی اصلاح کے ہے اور کہا خطابی نے کہ ٹھیک مارابکم ہے ساتھ تقدیم ہمزہ کے اور راب کے معنی ہیں حاجت یعنی تم کو اس کی کیا حاجت ہے اور اس کے معنی ظاہر ہیں اگر روایت اس کے مطابق ہو ہاں طبری کی روایت میں اسی طرح ہے یعنی راب ساتھ معنی حاجت کے اور علم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ واقعہ مدینے کا تھا اور یہ دلالت کرتا ہے کہ نزول اس آیت کا مدینے میں تھا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہم کو کوئی چیز بتلاؤ کہ ہم اس مرد سے پوچھیں یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکے میں تھا اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ متعدد ہونزول ساتھ محمول کرنے سکوت آپ کے اوپر توقع زیادہ بیان کے اگر یہ جائز ہو، نہیں تو جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہود آپ پر گزرے تھے اور محمول ہوگا یہ اختلاف کہ دونوں فریق راہ میں ایک دوسرے سے ملے سو ہر فریق پر صادق آئے گا کہ وہ دوسرے پر گزرا اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اس سے پوچھو تو وحید میں ہے کہ بعض نے کہا تم ہے ہم اس سے پوچھیں گے سو ایک مردان میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ اے محمد! روح کیا چیز ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ خبر دے ہم کو روح سے کہا ابن تین نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے کہ جس روح کا اس حدیث میں ذکر ہے جس کا انہوں نے سوال کیا تھا اس روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں بہت اقوال ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ آدمی کی روح ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اس سے روح حیوان کی ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ مراد جبریل علیہ السلام ہے، چوتھا قول یہ ہے کہ مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پانچواں قول یہ ہے کہ مراد قرآن ہے، چھٹا قول یہ ہے کہ مراد وحی ہے، ساتواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے جو قیامت کے دن تجھ صف میں کھڑا ہوگا، آٹھواں قول یہ ہے کہ مراد ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے گیارہ ہزار پر اور منہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے واسطے ستر ہزار زبان ہے اور ہر زبان کے واسطے ہزار بولی ہے اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے یعنی سبحان اللہ کہتا ہے اس کی ہر تسبیح سے اللہ فرشتہ پیدا کرتا ہے جو فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک فرشتہ ہے کہ اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین یعنی سب سے نیچے کی زمین میں ہیں اور اس کا سر عرش کے پائے کے پاس ہے، نواں قول یہ ہے کہ مراد ایک مخلوق ہے جو آدمیوں کی طرح ہے ان کو روح کہا جاتا ہے

کھاتے ہیں اور پیتے ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ آسمان سے مگر کہ اس کے ساتھ اترتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ وہ ایک قسم فرشتوں کی ہے کہ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں، اتھی۔ کلامہ ملخصاً اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمع ہوا ہے کلام اہل تفسیر کی سے صحیح معنی لفظ روح کے جو قرآن میں وارد ہے خاص اس آیت میں اور قرآن میں جتنی جگہ میں یہ لفظ واقع ہوا ہے ان میں سے یہ جگہ ہیں ﴿نزل به الروح الامین﴾ ﴿و كذلك اوحينا اليك روحا من امرنا﴾ ﴿يلقى الروح من امره﴾ ﴿ابدھم بروح منه﴾ ﴿يوم يقوم الروح والملائكة صفا﴾ ﴿تنزل الملائكة والروح﴾ سو مراد اول روح سے جبریل علیہ السلام ہے اور دوسرے سے قرآن ہے اور تیسرے سے وحی اور چوتھے سے قوت اور پانچواں اور چھٹا محتمل ہے واسطے جبریل علیہ السلام کے اور غیر اس کے کی احتمال ہے کہ جبریل علیہ السلام ہو اور احتمال ہے کہ کوئی اور ہو اور عیسیٰ علیہ السلام پر روح اللہ کا اطلاق واقع ہوا ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر بھی روح اللہ بولا گیا ہے اور روایت کی ہے ابن اسحاق نے اپنی تفسیر میں ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ روح اللہ سے ہے اور ایک مخلوق ہے اللہ کی مخلوق سے اور صورتیں ہیں جیسے آدمیوں کی صورتیں ہیں نہیں اترتا کوئی فرشتہ مگر کہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے اور ثابت ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ روح کی تفسیر نہیں کرتے تھے یعنی نہیں معین کرتے تھے کہ مراد آیت میں یہ چیز ہے اور کہا خطابی نے کہ اس آیت میں روح سے کیا مراد ہے؟ اس میں کئی اقوال ہیں بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتے سے کہ اس کے واسطے بہت زبانیں ہیں اور اکثر علماء نے کہا کہ اس روح سے پوچھا تھا جس کے ساتھ بدن میں زندگی ہوتی ہے اور کہا اہل نظر نے کہ سوال کیا تھا انہوں نے کیفیت جاری ہونے روح کے سے بدن میں اور آمیز ہونے اس کے سے ساتھ اس کے اور یہی ہے وہ چیز جو خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ راجح یہ بات ہے کہ آدمی کی روح سے پوچھا تھا اس واسطے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا نہیں مانتے اور یہ جانتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام فرشتہ ہے اور یہ کہ فرشتے روحیں ہیں اور کہا امام فخر الدین رازی نے کہ مختار یہ ہے کہ انہوں نے اس روح سے پوچھا تھا جو سبب زندگی کا ہے اور یہ کہ جواب واقع ہوا ہے احسن وجہ پر اور اس کا بیان یہ ہے کہ سوال روح سے احتمال ہے کہ اس کی ماہیت سے ہو اور یہ کہ وہ ٹھکانا پکڑنے والا ہے یا نہیں اور کیا وہ حال ہے جگہ پکڑنے والی چیز میں یا نہیں اور کیا وہ قدیم ہے یا حادث اور کیا وہ باقی رہتا ہے بعد جدا ہونے اس کے بدن سے یا فنا ہو جاتا ہے اور کیا حقیقت ہے عذاب کرنے اس کے کی اور نعمت دینے اس کے کی اور سوائے اس کے متعلقات اس کے سے کہا اس نے اور نہیں ہے سوال میں وہ چیز جو خاص کرے ایک معنی کو ان معنوں سے مگر ظاہر تر یہ ہے کہ انہوں نے اس کی ماہیت سے سوال کیا تھا اور یہ کہ روح قدیم ہے یا حادث یعنی نیا پیدا اور جواب دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود مغایر ہے واسطے طبیعتوں اور خلطوں کے اور ترکیب ان کی کے سو وہ جوہر ہے بسیط مجرد نہیں پیدا ہوتا مگر ساتھ محدث کے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے

”کن“، پس گویا کہ اللہ نے کہا کہ وہ موجود ہے پیدا ہوا ہے ساتھ امر اللہ کے اور پیدا کرنے اس کے کی اور واسطے اس کے تاثیر ہے بیچ فائدہ دینے زندگی بدن کے اور نہیں لازم آتا نہ معلوم ہونے کیفیت خاص اس کی سے نہ ہونا اس کا کہا اس نے اور احتمال ہے کہ ہور از ساتھ امر کے بیچ قول اللہ کے ﴿من امر ربی﴾ فعل مانند قول اس کے کی ﴿وما امر فرعون برشید﴾ یعنی فعل اس کا سو جواب یہ ہوگا کہ روح میرے رب کے فعل سے ہے اگر ہو سوال کہ کیا وہ قدیم ہے یا حادث تو جواب یہ ہوگا کہ وہ حادث ہے یہاں تک کہ کہا کہ البتہ چپ اختیار کی ہے اگلے لوگوں نے بحث اور غور کرنے سے ان چیزوں میں اور ایک قوم نے اس میں بحث کی ہے سوان کے اقوال مختلف ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ نفس ہے جو اندر گھستا ہے اور باہر نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ زندگی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک جسم لطیف ہے داخل ہوتا ہے سارے بدن میں اور بعض نے کہا کہ خون ہے یہاں تک کہ اس میں سو قول تک نوبت پہنچی ہے اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے بعض کلام والوں سے کہ ہر پیغمبر کے واسطے پانچ روہیں ہیں اور ہر ایماندار کے واسطے تین روہیں ہیں اور ہر زندہ کے واسطے ایک روح ہے اور کہا ابن عربی نے کہ اختلاف ہے روح اور نفس میں سو بعض نے کہا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کا غیر ہیں اور یہی حق بات ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں ایک چیز ہیں کہا اور کبھی روح کو نفس بھی کہا جاتا ہے اور بالعکس جیسے کہ روح اور نفس کو دل کہا جاتا ہے اور بالعکس اور کبھی تفسیر کی جاتی ہے روح سے ساتھ زندگی کے یہاں تک کہ متعدی ہوتا ہے یہ طرف غیر عقلاء کی بلکہ طرف بے جان چیز کی بطور مجاز کے اور یہ جو کہا کہ میں اسی جگہ کھڑا ہا تو ایک روایت میں ہے کہ میں ادب کے واسطے آپ سے پیچھے ہٹا تا کہ میرے نزدیک ہونے سے آپ کو تشویش نہ ہو اور یہ جو کہا ﴿من امر ربی﴾ تو کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ جواب اور یہ کہ روح من جملہ امر اللہ ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بیشک خاص ہوا ہے اللہ ساتھ علم اس کے کی اور نہیں جائز ہے کسی کو سوال کرنا اس سے کہا ابن قیم نے کہ نہیں مراد اس جگہ ساتھ امر کے طلب بالا اتفاق اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے مامور ہے اور امر بولا جاتا ہے مامور پر مانند خلق کے مخلوق پر اور اسی قسم سے ہے ﴿ولما جاء امر ربك﴾ اور کہا ابن بطلان نے کہ حقیقت روح کی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اس حدیث کی دلیل سے اور حکمت بیچ مبہم رکھنے اس کے کی آزمانا خلقت کا ہے تا کہ معلوم کروائے ان کو عاجز ہونا ان کا علم اس چیز کے سے جس کو وہ نہیں پاسکتے یہاں تک کہ بے بس ہو کر علم کو اس کی طرف رد کریں یعنی کہیں اللہ اعلم۔ کہا قرطبی نے کہ حکمت بیچ اس کے ظاہر کرنا عجز آدمی کا ہے اس واسطے کہ جب وہ اپنی ذات کی حقیقت نہیں جانتا باوجود یقین کرنے کے ساتھ وجود اپنے کے تو اللہ کی حقیقت پانے سے عاجز ہونا اس کا بطریق اولیٰ ہوگا اور ابن قیم رضی اللہ عنہ نے کتاب الروح میں اس بات کو ترجیح دی ہے کہ جس روح سے اس آیت میں سوال ہے مراد اس سے وہ چیز ہے جو اللہ کے اس قول میں واقع ہوئی ہے ﴿یوم یقوم الروح والملائکة صفا﴾ کہا اس نے اور بہر حال آدمیوں کی روہیں سو نہیں نام رکھا گیا ہے ان کا قرآن میں مگر

نفس اور نہیں دلالت ہے اس میں اس چیز پر جس کو اس نے ترجیح دی ہے بلکہ راجح پہلا قول ہے کہ مراد روح آدمی کی ہے اس واسطے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قصے میں کہ انہوں نے روح سے سوال کیا تھا اور کس طرح عذاب ہوتا ہے روح کو جو بدن میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روح اللہ سے ہے سو یہ آیت اتری کہ پوچھتے ہیں تجھ سے روح کو اور کہا بعض نے کہ نہیں دلالت ہے آیت میں اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو روح کی حقیقت پر اطلاع نہیں دی بلکہ احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی ہو اور کسی کو بتلانے کی اجازت نہ دی ہو اور قیامت کے علم میں بھی انہوں نے اسی طرح کہا ہے اور جن لوگوں نے روح میں کلام کرنے سے باز رہنا مناسب جانا ان میں سے ہے استاد طائفہ کا ابو القاسم کہ اس نے کہا کہ اولیٰ باز رہنا اس سے ہے اور ادب سیکھنا ساتھ ادب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر نقل کیا یعنی صاحب عوارق المعارف شیخ شہاب الدین سہروردی کذا فی الفتح اس نے جنید سے کہ اس نے کہا کہ روح کی حقیقت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں اور نہیں اطلاع دی اللہ نے اس پر کسی کو اپنی مخلوق سے سو نہیں جائز ہے عبارت بولے اس سے زیادہ موجود سے یعنی صرف اتنا کہنا جائز ہے کہ وہ ایک چیز ہے موجود اس کے سوا اور کچھ کہنا جائز نہیں اور اس پر چلی ہے ایک جماعت اہل تفسیر کی اور جس نے اس میں بحث شروع کی ہے اس نے جواب دیا ہے کہ یہود نے تعجیز اور تغلیط کے واسطے سوال کیا تھا اس واسطے کہ اس کا اطلاق بہت چیزوں پر آتا ہے سو ان کے دل میں یہ بات تھی کہ جس چیز کے ساتھ جواب دے گا ہم کہیں گے کہ یہ مراد نہیں سو اللہ نے ان کے مکر کو رد کیا اور جس طرح کہ ان کا سوال مجمل تھا اسی طرح ان کو جواب بھی مجمل ہی دیا اور کہا سہروردی نے کہ ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بحث کرنا منع ہے واسطے ختم کرنے آیت کے ساتھ قول اپنے کے ﴿وما اوتینمہ من العلم الا قلیلاً﴾ یعنی ٹھہرایا روح کے حکم کو علم کثیر سے جو تم کو نہیں ملا سو اس سے مت پوچھو اس واسطے کہ وہ رازوں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ قول اس کے کی امر ربی ہونا روح کا ہے عالم امر سے جو عالم ملکوت کا ہے نہ عالم خلق کا جو عالم غیب اور شہادت کا ہے اور بعض متأخر صوفیوں نے روح سے بحث کی ہے اور تصریح کی ہے بعض نے ساتھ پہچاننے حقیقت اس کی کے اور عیب کیا ہے اس نے اس پر جو اس سے باز رہا اور نقل کیا ہے ابن مندہ نے اپنی کتاب الروح میں محمد بن نصر مروزی سے جو امام ہے اطلاع پانے والا اوپر اختلاف احکام کے اصحاب کے زمانے سے فقہاء امصار کے زمانے تک کہ اس نے اجماع نقل کیا ہے اس پر کہ روح مخلوق ہے یعنی پیدا کیا ہوا ہے اور اس کو قدیم کہنا تو صرف بعض غالی رافضیوں اور متصوفہ سے منقول ہے اور اختلاف ہے کہ کیا دنیا کے فنا ہونے کے وقت وہ بھی فنا ہو جائے گا قیامت کے قائم ہونے سے پہلے یا بدستور باقی رہے گا اس میں دو قول ہیں یعنی ایک پہلا اور ایک دوسرا، واللہ اعلم۔ اور واقع ہوا ہے بعض تفسیروں میں کہ حکمت بیچ سوال یہود کے روح سے یہ ہے کہ ان کے پاس تورات میں لکھا تھا کہ آدمی کی روح کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا سو انہوں نے کہا کہ ہم اسے پوچھتے ہیں سواگر

اس کو بیان کرے تو وہ پیغمبر ہے اور یہی معنی ہیں ان کے اس قول کے کہ نہ لائے ایسی چیز جس کو تم برا جانو یعنی اگر اس نے اللہ کی وحی سے اس کو بیان کر دیا تو اس کا پیغمبر ہونا ثابت ہو جائے گا اور روایت کی ہے طبری نے ابراہیم سے اس قصے میں کہ یہ آیت اتری تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی ایسا ہی لکھا ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مخاطب ساتھ اس آیت کے یہود ہیں لیکن وہ شامل ہے سب خلقت کے علم کو بہ نسبت علم اللہ کے اور واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے جس کی طرف میں نے اول باب میں اشارہ کیا ہے کہ یہود نے جب یہ آیت سنی تو کہا کہ ہم کو بہت علم دیا گیا ہے ہم کو تو اترت ملی ہے سو یہ آیت اتری ﴿لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَّكَلَّمَاتٍ رَبِّي﴾ یعنی اگر سمندر سیاہی ہوں کہ لکھے تیرے رب کی باتیں تو البتہ ختم ہو جائے سمندر پہلے اس سے کہ ختم ہوں میرے رب کی باتیں، کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ جو کہا الاقلیلا تو یہ استثناء ہے علم سے یعنی مگر علم تھوڑا یا اعطا ہے یعنی اعطا تھوڑا اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے جائز ہے سوال کرنا عالم سے اس کے کھڑے ہونے اور چلنے کی حالت میں جب کہ یہ اس پر بھاری نہ پڑے اور اس میں بیان ہے ادب اصحاب کے کا ساتھ حضرت ﷺ کے اور عمل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو ظن پر اور توقف کرنا جواب دینے سے ساتھ اجتہاد کے واسطے اس شخص کے جس کو نص کی توقع ہو اور یہ کہ بعض معلومات ایسی ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور یہ کہ امر کبھی وارد ہوتا ہے واسطے غیر طلب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

باب قَوْلِهِ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا﴾
 باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تو نہ پکار قرآن کو
 اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ
 میں راہ۔

۴۲۵۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی
 تفسیر میں کہ نہ پکار اپنی نماز میں اور نہ آہستہ پڑھ، کہا ابن
 عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آتری اور حضرت ﷺ کے میں چھپے تھے یعنی
 اول اسلام میں جب اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو
 اپنی آواز قرآن کے ساتھ بلند کرتے تھے سو جب مشرکین سنتے
 تو قرآن کو بھی برا کہتے اور اس کے اتارنے والے کو بھی اور
 اس کے لانے والے کو بھی سو اللہ نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ نہ
 پکار اپنی نماز کو یعنی اپنی قرأت کو کہ مشرکین سن کر قرآن کو برا
 کہیں گے اور نہ اس کو اپنے اصحاب سے آہستہ پڑھ اس طور
 ۴۲۵۲۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
 هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ
 عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ
 تَعَالَى ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ
 بِهَا﴾ قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى
 بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَهُ
 الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ
 جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ﴾ أَيْ
بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُوا
الْقُرْآنَ ﴿وَلَا تُخَافُ بِهَا﴾ عَنْ أَصْحَابِكَ
فَلَا تُسْمِعُهُمْ ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے اور مشرکوں کو سناتے تھے تو مشرکین آپ کو تکلیف دیتے تھے اور تفسیر کیا ہے اس کو باب کی روایت میں ساتھ قول اپنے کے کہ قرآن کو برا کہتے تھے اور سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ قرآن کو پکار کر مت پڑھ کہ ہمارے معبودوں کو تکلیف پہنچتی ہے سو ہم تیرے اللہ کی بھوکریں گے اور یہ جو کہا کہ نہ بلند کر اپنی نماز کو یعنی اپنی قرأت کو تو طبری کی روایت میں ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ بلند کر اپنی آواز کو ساتھ قرأت قرآن کے پکارنا سخت کہ مشرکین سن کر تم کو تکلیف دیں گے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی نہ پست کر اپنی آواز کو یہاں تک کہ تو خود بھی نہ سن سکے اور ڈھونڈ لے اس کے بیچ میں راہ۔ (فتح)

۴۲۵۴ - حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ غَنَامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا ﴿وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُ
بِهَا﴾ قَالَتْ أَنْزَلَ ذَلِكَ فِي الدُّعَاءِ .
۳۳۵۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی
تفسیر میں کہ نہ اپنی نماز کو پکار کر پڑھ اور نہ اس کو آہستہ پڑھ،
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت دعا کے حق میں اتری کہ نہ بہت
پکار کر مانگنا چاہیے اور نہ بہت آہستہ۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور وہ عام تر ہے اس سے کہ نماز کے اندر ہو یا باہر اور روایت کی ہے یہ حدیث طبری نے ہشام سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ تشہد میں اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تھے تو کہتے تھے الہی! روزی دے ہم کو مال اور اولاد اور ترجیح دی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو کہا اس واسطے کہ وہ صحیح تر ہے پھر سند کے ساتھ عطا سے روایت کی کہا کہ ایک قوم نے کہا کہ وہ نماز کے حق میں ہے اور ایک قوم نے کہا کہ وہ دعا کے حق میں اتری، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل کی طرح تاویل آئی ہے کہ روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ دعا کے حق میں اتری اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے عطا اور مجاہد اور سعید اور کھول سے اور نووی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ترجیح دی ہے جیسا کہ طبری نے اس کو ترجیح دی ہے لیکن احتمال ہے کہ دونوں کے درمیان تطبیق دی جائے ساتھ اس طور کے کہ وہ نماز کے اندر دعا میں اتری اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ خانے کعبے کے پاس نماز پڑھتے تھے تو پکار کر دعا مانگتے تھے سو یہ آیت اتری اور اہل تفسیر سے اس باب میں اور بھی بہت قول آئے

ہیں ان میں سے ایک یہ ہے جو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نہ پکار اپنی نماز کو یعنی نہ نماز پڑھ واسطے دکھانے لوگوں کے اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی اس کو ان کے ڈر سے نہ چھوڑ دے اور حسن بصری سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ نہ پکار کر پڑھ اپنی قرأت کو یعنی دن میں اور نہ آہستہ پڑھ اس کو یعنی رات میں اور بعض کہتے ہیں کہ آیت دعا میں ہے اور وہ منسوخ ہے ساتھ آیت ﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ﴾ کے۔ (فتح)

سورۃ کہف کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْكَهْفِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾ تَتْرُكُهُمْ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ تقرضہم کے معنی ہیں چھوڑ جاتا ہے ان کو یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿تقرضہم ذات الشمال﴾ یعنی چھوڑ جاتا ہے ان کو سورج بائیں طرف۔ یعنی اللہ کے قول ﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ﴾ میں ثمر سے مراد سونا اور چاندی ہے اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ ثمر ساتھ پیش کے جمع ثمر کی ہے ساتھ دوزبر کے۔

﴿وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ﴾ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ وَقَالَ
غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ.

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ اس کے قول جماعة الثمر کے معنی ہیں کہ ثمرۃ کی جمع ثمار ہے اور ثمار کی جمع ثمر ہے یعنی ثمر ساتھ دو پیش کے جمع الجمع ہے۔ (فتح)

﴿بَاخِعٌ﴾ مُهْلِكٌ.

یعنی باخع کے معنی ہیں ہلاک کرنے والا۔

فائدہ: یہ اللہ نے فرمایا ﴿وَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ﴾ یعنی شاید تو اپنی جان کو ہلاک کرنے والا ہے۔

﴿أَسْفًا﴾ نَدَامًا.

یعنی اسفا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ان لم يؤمنوا بهذا الحدیث اسفا﴾ میں پچھتانا ہے یعنی اگر نہ ایمان لائیں ساتھ اس بات کے پچھتا کر اور کہا قتادہ نے کہ اس کے معنی ہیں غم ہے۔

یعنی کہف کے معنی ہیں غار پہاڑ میں۔

﴿الْكَهْفُ﴾ الْفَتْحُ فِي الْجَبَلِ.

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آياتنا عجايب﴾ یعنی کھوہ اور سرنگ والے ہماری قدرتوں میں عجب تھے۔

یعنی رقیم کے معنی آیت مذکورہ میں ہیں نوشتہ اور مرقوم کے معنی ہیں لکھا ہوا مشتق ہے رقم سے ساتھ معنی لکھنے کے

وَالرَّقِيمُ الْكِتَابُ ﴿مَرْقُومٌ﴾ مَكْتُوبٌ
مِنَ الرَّقِيمِ.

فائدہ: رقیم کے معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ غار ہے پہاڑ میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نام

ہے ایک وادی کا درمیان ایلہ اور غضبان کے اور ایلہ نزدیک فلسطین کے ہے اور اصحاب کہف اس وادی میں تھے کعب نے کہا کہ ان کے گاؤں کا نام ہے۔ (ت)

﴿رَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ﴾ اَلْهَمَّانُ هُمْ صَبْرًا ﴿لَوْلَا اَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا﴾

یعنی ربطنا علی قلوبہم کے معنی ہیں کہ ہم نے ان کو صبر الہام کیا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وربطنا علی قلوبہم﴾ ﴿لولا ان ربطنا علی قلبہا﴾ یعنی اسی مادے سے ہے اس جگہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے واسطے موافقت اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ سورہ قصص میں ہے۔

﴿شَطَطًا﴾ اِفْرَاطًا۔ یعنی شططا کے معنی ہیں زیادتی۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿لقد قلنا اذا شططا﴾ یعنی البتہ کبھی ہم نے بات زیادتی کی یعنی حق سے دور۔ یعنی معنی و صید کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وکلہم باسط ذراعیہ بالوصید﴾ صحن کے ہیں اور جمع اس کی و صائد اور وصد ہے اور کہا جاتا ہے کہ و صید کے معنی دروازے کے بھی ہیں اور موصدة کے معنی ہیں دروازہ بند کیا ہوا اور کہا جاتا ہے اصد الباب و اوصدہ یعنی بند کیا اس نے دروازے کو۔

﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾ اَحْيَيْنَاهُمْ۔ یعنی بعثنا کے معنی ہیں ہم نے ان کو زندہ کیا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿و كذلك بعثناهم لیتساءلوا بینہم﴾ یعنی اسی طرح ان کو زندہ کیا ہم نے تاکہ آپس میں پوچھیں اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے عکرمہ سے کہا کہ اصحاب کہف بادشاہزادے تھے گوشہ گیر ہوئے اپنی قوم سے پہاڑ کے غار میں سو جھگڑا کیا انہوں نے روح اور بدن میں کسی نے کہا کہ قیامت کے دن روح اور بدن دونوں اٹھائے جائیں گے اور کسی نے کہا کہ فقط روح ہی اٹھایا جائے گا اور بدن کو تو زمین کھا جاتی ہے سو اللہ نے ان کو مارا پھر زندہ کیا پھر اس نے باقی قصہ بیان کیا یعنی جو قرآن میں ہے۔ (فتح)

﴿اَزْخٰی﴾ اَكْثَرُ وَيُقَالُ اَحْلُ وَيُقَالُ اَكْثَرُ رَيْعًا۔ اور ازخنی کے معنی ہیں اکثر یعنی جو شہر والوں کا زیادہ کھانا ہے وہ لائے اور بعض کہتے ہیں کہ ازخنی کے معنی ہیں زیادہ حلال کھانا اور بعض کہتے ہیں کہ ازخنی کے معنی

ہیں اکثر لطافت میں۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معنی اس کے ہیں زیادہ تر حلال اور ان کا دستور تھا کہ بتوں کے واسطے جانور ذبح کرتے تھے یعنی اس آیت میں ﴿فَلْيَنْظُرِ أَيُّهَا أَزْكَى طَعَامًا﴾ یعنی سو چاہیے کہ غور کرے کہ کون سا کھانا اس شہر کا سہرا ہے؟۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَكَلَهَا﴾ نَمَرُهَا۔ یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اکلہا کے معنی ہیں پھل اس کا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كَلِمَاتٍ الْجَنَّتِينَ آتَتْ أَكَلَهَا﴾ یعنی دونوں باغ لائے اپنا پھل۔
﴿وَلَمْ تَظْلِمْ﴾ لَمْ تَقْصُصْ۔ یعنی ولم تظلم کے معنی ہیں نہ گھٹایا۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا﴾ یعنی نہ گھٹایا اس میں سے کچھ۔
وَقَالَ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيمُ اللُّوحُ مِنْ رِصَاصِ كَتَبَ عَلَيْهِمْ أَسْمَاءَهُمْ لَمْ تَطْرَحْهُ فِي خِزَانَتِهِ۔
یعنی اور کہا سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ رقیم کے معنی ہیں تختی قلعی کی ان کے حاکم نے ان کے نام اس پر لکھ کر اس کو اپنے خزانے میں ڈال دیا تھا۔

فائدہ: شرح میں یہ عبارت بخاری کے قول الرقیم الکتاب کے ساتھ متصل ہے شاید متن میں یہاں قلم ناخ سے سہوا لکھی گئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رقیم کو نہ پہچانتا تھا کہ کیا ہے پھر میں نے اس سے پوچھا تو میرے واسطے کہا گیا کہ وہ اس گاؤں کا نام ہے جس سے وہ نکلے تھے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

فَضْرَبَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ أَنَّهُمْ فَنَامُوا۔ یعنی اللہ نے ان کے کانوں پر پردہ ڈالا سو وہ سو گئے یعنی ﴿فَضْرَبْنَا عَلَيَّ إِذْ أَنَّهُمْ﴾ کے معنی ہیں کہ وہ سو گئے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ وَالَّتِ تَبِلُ تَنْجُو۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ والت تبیل کے معنی ہیں نجات پائے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿لَنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْئَلًا﴾ یعنی بلکہ ان کے واسطے ایک وعدہ ہے کہ نہ پائیں گے اس سے علاوہ خلاصی کی جگہ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْئَلًا﴾ مَحْرُورًا۔ یعنی اور کہا مجاہد نے کہ موائلا کے معنی ہیں جگہ پناہ کی۔
فائدہ: مقصود یہ ہے کہ موائل مشتق ہے وال بئیل سے مثل صرب یضرب کے اور بئیل ساتھ معنی نجات پانے کے ہے پس موائل ساتھ معنی بجا کے ہے یعنی پناہ کی جگہ اور اصل موائل کے معنی ہیں مرجع یعنی جگہ پھرنے کی۔ (ت)

﴿لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا﴾ لَا يَغْفِلُونَ۔ یعنی لا يستطيعون کے معنی ہیں نہیں سمجھتے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہے انسان سب چیز سے زیادہ جھگڑالو۔

۴۳۵۵۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رات کو اس کے اور فاطمہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ کیا تم دونوں تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾

۴۳۵۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ قَالَ أَلَا تُصَلِّيَانِ.

فائدہ: امام بخاریؒ نے یہ حدیث علیؓ کی مختصر ذکر کی اور مقصود باب کا ذکر نہیں یعنی جو خبر وحدیث کی اس ترجمہ کے مطابق تھی اس کو ذکر نہیں کیا تو یہ اس کی عادت کی بنا پر ہے کہ مطلب کو چھپا رکھتا ہے اور اشارہ کر دیتا ہے اور یہ اکثر اس کی عادت ہے اس کتاب میں جیسے کہ ناظر پر پوشیدہ نہیں اور اس حدیث کی پوری شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے اور اس میں ذکر ہے آیت مذکورہ کا اور قول حضرت ﷺ کا اس کے آخر میں کہ کیا تم نماز نہیں پڑھتے؟ زیادہ کیا ہے صنعانی کے نسخے میں اور ذکر کیا ہے حدیث اور آیت کو اس قول تک اکثر شئیء جدلا۔ (فتح) یعنی رجما بالغیب کے معنی ہیں کہ ظاہر نہیں ہوا یعنی ان کو معلوم نہیں کہ اصحاب کہف کتنے مرد تھے بن دیکھے پتھر چلانا ہے۔

فائدہ: اور لوگوں کو اصحاب کہف کی تعداد میں اختلاف ہے بعض ان میں سے کہتے ہیں کہ تین ہیں چوتھا کتا ہے کہا گیا کہ یہ قول یہود کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نصاریٰ نجران کے سردار کا قول ہے اور کہا نصاریٰ نے کہ پانچ ہیں چھٹا کتا ہے اور ان دونوں قولوں کے پیچھے اللہ نے رجما بالغیب فرمایا اور کہا مسلمانوں نے ساتھ خبر دینے حضرت ﷺ کے کہ سات ہیں آٹھواں کتا ہے۔ (ق)

یعنی فرطا کے معنی ہیں پچھتانا۔

﴿فُرُطًا﴾ يُقَالُ نَدَمًا.

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَكَانَ أَمْرُ فُرُطًا﴾ یعنی تھا کام اس کا پچھتانا، اور کہا ابو عبیدہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہ فرطا کے معنی ہیں ضائع کرنا اور بے جا خرچ کرنا۔

یعنی سرادق کے معنی ہیں قاتیں جیسے خیموں کی قاتیں ﴿سَرَادِقُهَا﴾ مِثْلُ السَّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ

الَّتِي تُطِيفُ بِالْفَسَاطِطِ.
ہوتی ہیں اور وہ ایک حجرہ ہے جس کا ارد گرد خیموں سے گھیرا گیا ہو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿اَنَا اعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا احاط بهم سوادقها﴾ یعنی ہم نے تیار کی ہے واسطے ظالموں کے آگ کہ گھیر رہی ہیں ان کو اس کی قاتیں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد سوادق سے آگ کی دیورا ہے۔

﴿يُحَاوِرُهُ﴾ مِنَ الْمُحَاوِرَةِ.
یعنی یحاورہ مشتق ہے محاورہ سے۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وَهُوَ يُحَاوِرُهُ﴾ اور وہ اس سے گفتگو کرنے لگا اور محاورہ کے معنی ہیں گفتگو کرنا۔
﴿لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي﴾ اُنَّى لَكِنُّ اَنَا هُوَ
یعنی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي﴾ اصل میں یوں تھا لکن انا هو الله ربی پھر حذف کیا الف کو اور ادغام کیا ایک نون دوسرے میں۔
﴿اللَّهُ رَبِّي﴾ ثُمَّ حَذَفَ الْاَلِفَ وَاذْغَمَ
اور زلقا کے معنی ہیں جس میں قدم نہ ٹھہرے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿فَتَصْبِحُ صَعِيدًا زَلَقًا﴾ یعنی ہو جائے زمین میدان جس میں پاؤں نہ ٹھہرے۔
﴿رَزَقًا﴾ لَا يَثْبُتُ فِيهِ قَدَمٌ.
یعنی ولایت اللہ کے قول ﴿هَنَالِكِ الْوَلَايَةَ﴾ میں مصدر ہے ولی کا یعنی وہاں سب اختیار اللہ کا ہے۔

﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةَ﴾ مَصْدَرُ الْوَلِيِّ.
یعنی ولی مشتق ہے ولایت سے اور جمہور کی قرأت ساتھ فتح واؤ کے ہے اور بعض زیر واؤ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور انکار کیا ہے اس سے ابو عمر اور اصمعی نے اس واسطے کہ جو زیر کے ساتھ ہے اس کے معنی بادشاہی اور سرداری کے ہیں اور وہ اس جگہ ٹھیک نہیں آتے اور بعض نے کہا کہ دونوں کے ایک معنی ہیں خواہ زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے۔ (فتح)

﴿عُقْبًا﴾ عَاقِبَةٌ وَعُقْبَى وَعُقْبَةٌ وَاَحَدٌ
اور عقبا کے معنی ہیں عاقب یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿خَيْرِ عَقْبًا﴾ یعنی بہتر ہے از روئے بدلہ دینے کے اور عقبی اور عقبہ کے ایک معنی ہیں اور وہ آخرت ہے۔

فائدہ: یعنی ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی آخرت۔

﴿قَبْلًا﴾ وَقَبْلًا وَقَبْلًا اسْتِنْفَاً.
یعنی ان تینوں لفظوں کے معنی ہیں سامنے آنا۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿اَوْ يَاتِيهِمُ الْعَذَابُ قَبْلًا﴾ یعنی یا آئے ان کو عذاب سامنے۔

﴿لِيُدْحِضُوا﴾ لِيُزِيلُوا الدَّحِضُ الزَّلْقُ.
یعنی لیدحضوا کے معنی ہیں تاکہ دور کریں۔

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿لیدحضوا بہ الحق﴾ یعنی تاکہ دور کریں ساتھ اس کے حق کو اور دحض کے معنی ہیں پھسلنا، کہا جاتا ہے مکان دحض یعنی مکان ہے پھسلانے والا اس میں کسی جانور کا قدم اور کھر نہیں ٹھہر سکتا۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا﴾ زَمَانًا وَجَمْعُهُ أَحْقَابُ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو کہ میں ہمیشہ چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک یا چلا جاؤں بہت زمانہ اور ہتب کی جمع احقاب ہے۔

فائدہ: مجمع البحرین کی جگہ میں اختلاف ہے روایت کی ہے عبدالرزاق نے کہ وہ فارس اور روم کا سمندر ہے اور سدی سے روایت ہے کہ وہ دونوں کر اور رس ہیں جس جگہ سمندر میں گرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بحر اردن اور قلزم ہے اور محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ مجمع البحرین طیبہ میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ارمینہ کا سمندر ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے کہ افریقہ میں ہے اور یہ سخت اختلاف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ سے کہ ہتب کے معنی ہیں زمانہ اور ابن منذر نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اسی برس کا ہوتا ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ ستر برس کا ہوتا ہے۔

۴۳۵۶ - حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نَوْفًا الْبِكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَىٰ صَاحِبَ الْخَضِرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَىٰ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي بَنْ كَعْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مُوسَىٰ قَامَ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسئِلَ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ فَقَالَ أَنَا فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ إِنَّ لِي عَبْدًا بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ مُوسَىٰ يَا رَبِّ فَكَيْفَ لِي بِهِ قَالَ تَأْخُذُ

۳۳۵۶ - سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں یعنی جو موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا وہ اور ہے اور جو موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں مشہور پیغمبر ہوئے ہیں وہ اور ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن نوف جھوٹا ہے حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حضرت مصلیٰ علیہ السلام سے سنا فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے سو کسی نے پوچھا کہ آدمیوں میں کون بڑا عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا یعنی یوں نہ کہا، واللہ اعلم۔ چونکہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ بیشک میرا ایک بندہ ہے دو سمندروں کے سنگم کے پاس وہ

تجھ سے زیادہ عالم ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرا اور اس کا کیسے ملاپ ہو؟ اللہ نے فرمایا کہ تو اپنے ساتھ ایک بھنی ہوئی مچھلی کو لے پھر اس کو ایک زنبیل یعنی ٹوکری میں رکھ سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے چھوٹ جائے تو وہ اسی جگہ میں ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی پھر روانہ ہوئے اور اپنے خادم یوشع بن نون کو اپنے ساتھ لیا یہاں تک کہ جب سنگم کے پتھر کے پاس آئے تو دونوں سرٹیک کر سو گئے اور مچھلی آب حیات کی تاثیر سے پھڑکی اور اس سے نکل کر سمندر میں گر پڑی اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بنا کر اور اللہ نے جہاں سے مچھلی گئی تھی پانی کا بہاؤ بند کر رکھا سو وہ طاق سا ہو گیا پھر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو ان کے ساتھی یعنی یوشع ان سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گئے سو وہ دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہا یہاں تک کہ جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ لا ہمارے پاس ہمارا چاشت کا کھانا البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی ، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے ان کے خادم نے کہا یہ تو بتلائیے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس تو میں مچھلی کا قصہ کہنا آپ سے بھول گیا اور نہیں بھلایا مجھ کو مچھلی کی یاد سے مگر شیطان نے اور راہ لی مچھلی نے دریا میں عجیب طرح یعنی بھنی مچھلی کا زندہ ہو کر دریا میں چلا جانا اور اس کی راہ میں دریا کے پانی کا خشک ہو جانا عجیب بات ہے کہ کبھی دیکھنے، سننے میں نہیں آئی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مچھلی نے تو راہ لی اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کو تعجب ہوا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہی تو ہم چاہتے تھے پھر اٹے قدموں پلے حضرت ﷺ

مَعَكَ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكَتَلِي فَحِينَمَا
فَقَدَّتْ الْحُوتَ فَهُوَ ثُمَّ فَأَخَذَ حُوتًا فَجَعَلَهُ
فِي مِكَتَلِي ثُمَّ انْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَهُ بِنْتَاهُ
يُوشَعَ بْنِ نُونٍ حَتَّى إِذَا آتَى الصَّخْرَةَ
وَضَعَا رُؤُوسَهُمَا فَنَامَا وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ
فِي الْمِكَتَلِ فَخَرَجَ مِنْهُ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ
﴿فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ وَأَمَسَكَ
اللَّهُ عَنِ الْحُوتِ جَرِيَةَ الْمَاءِ فَصَارَ عَلَيْهِ
مِثْلَ الطَّاقِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ صَاحِبَهُ أَنْ
يُخْبِرَهُ بِالْحُوتِ فَأَنْطَلَقَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا
وَلَيْتَنَهُمَا حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْعَدِ قَالَ
مُوسَى ﴿لَفَتَاهُ آتِنَا عَذَابَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ
سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ قَالَ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى
النَّصَبَ حَتَّى جَاوَزَا الْمَكَانَ الَّذِي أَمَرَ
اللَّهُ بِهِ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى
الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسَانِيهِ
إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي
الْبَحْرِ عَجَبًا﴾ قَالَ فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَبًا
وَلِمُوسَى وَلفَتَاهُ عَجَبًا فَقَالَ مُوسَى
﴿ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي فَاذْتَدَا عَلَيَّ الْآثَرُهُمَا
فَقَصَصْنَا﴾ قَالَ رَجَعَا يَقْضَانِ الْآثَرَهُمَا حَتَّى
انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِذَا رَجُلٌ مُسَجَّى ثَوْبًا
فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَقَالَ الْخَضِرُ وَأَنِي
بَارِضُكَ السَّلَامُ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ
مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتَكَ

نے فرمایا سو وہ دونوں پھرے قدم پر قدم ڈالتے یعنی اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے یہاں تک کہ سنگم کے پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے سو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کہا تو خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیرے ملک میں سلام کہاں؟ یعنی اس ملک میں سلام کی رسم نہیں تو نے سلام کیسے کہا؟ سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں! میں تیرے پاس آیا ہوں تاکہ تو مجھ کو سکھائے جو اللہ نے تجھ کو علم سکھایا ہے، خضر علیہ السلام نے کہا کہ بیشک تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا، اے موسیٰ! اللہ کے بے شمار علم سے مجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو اللہ نے سکھایا ہے کہ تو اس علم کو نہیں جانتا اور تجھ کو اللہ کے علم سے ایک علم ہے کہ تجھ کو اللہ نے سکھایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تو مجھ کو ثابت پائے گا اور میں تیرے حکم کے برخلاف نہ کروں گا پھر خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جب تک کہ میں اس کا ذکر نہ کروں پھر دونوں روانہ ہوئے دریا کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے سو ادھر سے ایک کشتی گزری تو کشتی والوں سے تینوں آدمیوں کے چڑھالینے کی بات چیت کی سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو کرایہ لینے کے بغیر چڑھالیا پھر جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو کچھ دیر نہ لگی کہ خضر علیہ السلام نے کلباڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھالیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تاکہ تو لوگوں کو ڈبو دے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی

لِنَعْلَمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رَشِدًا قَالَ ﴿إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ يَا مُوسَىٰ إِنِّي عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمِيهِ لَا تَعْلَمُهُ أَنْتَ وَأَنْتَ عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكُهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ فَقَالَ مُوسَىٰ ﴿سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا﴾ فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ ﴿إِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحَدِّثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَانطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَىٰ سَاحِلِ الْبَحْرِ فَمَرَّتْ سَفِينَةٌ فَكَلَّمُوهُمْ أَنْ يَحْمِلُوهُمْ فَعَرَفُوا الْخَضِرَ فَحَمَلُوهُمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ لَمْ يَقْضَا إِلَّا وَالْخَضِرُ قَدْ قَلَعَ لَوْحًا مِنَ الْوَاحِ السَّفِينَةِ بِالْقُدُومِ فَقَالَ لَهُ مُوسَىٰ قَوْمٌ قَدْ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدَتٌ إِلَىٰ سَفِينَتِهِمْ فَخَرَقَتْهَا ﴿لِنُفِرَ قَٰهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تَوَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ الْأُولَىٰ مِنْ مُوسَىٰ نَسِيَانًا قَالَ وَجَاءَ عُصْفُورٌ فَوَقَعَ عَلَىٰ حَرْفِ السَّفِينَةِ فَفَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عَلِمِي وَعَلِمَكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِنْ هَذَا الْبَحْرِ ثُمَّ خَرَجَا مِنَ السَّفِينَةِ فَبَيْنَا هُمَا يَمْشِيَانِ

حضرت علیہ السلام نے کہا میں نے تجھ سے کہا تھا کہ بیشک تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر مشکل نہ ڈال یعنی میں نے بھولے سے کہا معاف کیجیے تنگی نہ پکڑیے، راوی نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا، حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر ایک چڑیا آئی سو کشتی کے کنارے پر بیٹھی پھر اس نے ایک بار سمندر میں چونچ ڈبوئی سو حضرت علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں ہے میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم سے مگر اس کے برابر جتنا اس چڑیا نے اس سمندر سے پانی لیا یعنی اللہ کا علم مثل سمندر کے ہے اور ہمارا اور تمہارا علم قطرے کے برابر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں اٹھایا پھر دونوں کشتی سے نکلے سو جس حال میں کہ وہ سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے کہ یکا یک حضرت علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے سو حضرت علیہ السلام نے اس کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑا پھر اس کا سراپے ہاتھ سے کاٹ ڈالا سو اس کو مار ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں یعنی اس نے کسی کا خون نہ کیا تھا جس کے بدلے تو اس کو مارتا البتہ تجھ سے برا کام ہوا ہے، حضرت علیہ السلام نے کہا بھلا میں نے تجھ سے نہ کہہ دیا تھا کہ تو میرے ساتھ نہ ٹھہر سکے گا، حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ دوسرا عتاب پہلے سے بہت کڑا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر میں تجھ سے کوئی بات پوچھوں اسکے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا تو نے میرا عذر بہت مانا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے ان لوگوں سے کھانا مانگا تو ان لوگوں نے ان کی مہمانی نہ کی سو دونوں نے ایک دیوار کو پایا

عَلَى السَّاحِلِ إِذْ أَبْصَرَ الْخَضِرُ غُلَامًا
يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ فَأَخَذَ الْخَضِرُ رَأْسَهُ
بِيَدِهِ فَأَقْلَعَهُ بِيَدِهِ فَقَتَلَهُ فَقَالَ لَهُ مُوسَى
﴿أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ
شَيْئًا نُّكَرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ قَالَ وَهَذِهِ أَشَدُّ مِنَ
الْأُولَى ﴿قَالَ إِنْ سَأَلْتِكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا
فَلَا تَصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا
فَانْطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَى أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطَعَمَا
أَهْلَهَا فَابْتَوَا أَنْ يُضَيِّقُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا
جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ ﴿قَالَ مَا لِبَلِّ قِطَامٍ
الْخَضِرُ فَأَقَامَهُ بِيَدِهِ فَقَالَ مُوسَى قَوْمٌ
أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ يُطْعِمُونَا وَلَمْ يُضَيِّقُونَا ﴿لَوْ
شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالَ هَذَا فِرَاقُ
بَيْنِي وَبَيْنِكَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا
لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْنَا أَنْ مُوسَى
كَانَ صَبْرًا حَتَّى يَقْضَى اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ
خَيْرِهِمَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَكَانَ ابْنُ
عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ
سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا وَكَانَ يَقْرَأُ وَأَمَّا
الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنِينَ.

کہ گرنا چاہتی تھی، راوی نے کہا کہ وہ جھک رہی تھی سو خضر علیہ السلام نے اٹھ کر اس کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیا سو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ قوم والے ہیں کہ ہم ان کے پاس آئے سو انہوں نے نہ ہم کو کھانا کھلایا نہ ہماری ضیافت کی اگر تو چاہتا تو دیوار کے سیدھے کر دینے کی مزدوری لیتا، خضر علیہ السلام نے کہا اسی وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سو اب میں بتلاؤں تجھ کو بیان ان تین باتوں کا جن پر تو صبر نہ کر سکا، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے اور ہر بات کی وجہ نہ پوچھتے تو بہت قصہ ان کا ہم کو معلوم ہوتا اور اللہ کے کاموں کی حکمتیں بہت لوگوں کو معلوم ہوتیں، کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ﴿ورائہم ملک﴾ کی جگہ امامہم ملک پڑھتے تھے اور اس میں صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور اگلی آیت کو یوں پڑھتے تھے واما الغلام فكان کافر او کان ابواہ مومنین یعنی اور قرآن میں مشہور قرأت یوں ہے ﴿واما الغلام فكان ابواہ مومنین﴾ اور پہلی قرأت شاذ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آتی ہے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر جب پہنچے دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں تو بھول گئے اپنی چٹھلی کو سو اس نے اپنی راہ لی سمندر میں سرنگ بنا کر اور سر با کے معنی ہیں جگہ جانے کی یعنی راہ اور یسرب کے معنی ہیں چلتا ہے اور اسی باب سے ہے سارب بالنہار جو سورہ رعد میں واقع ہے یعنی چلنے والا۔

۳۳۵۷۔ کہا سعید نے کہ البتہ ہم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے ان کے گھر میں جب کہ کہا مجھ سے پوچھو یعنی جو

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نِسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ مَذْهَبًا يَسْرُبُ يَسْلُكُ وَمِنْهُ ﴿وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ﴾

۴۲۵۷۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ

چاہو، میں نے کہا اے ابوالعباس! اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے، کوفہ میں ایک مرد ہے داعظ جو لوگوں پر قسے بیان کرتا ہے اس کو نوف کہا جاتا ہے یعنی اس کا نام نوف ہے وہ گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا ساتھی وہ موسیٰ بنی اسرائیل کا ساتھی نہیں، عمرو نے تو مجھ کو کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اور یعلیٰ نے مجھ سے یوں کہا کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت رسول ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغمبر ہے ایک دن انہوں نے لوگوں کو وعظ کیا یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ دے کر چلے سو ایک مرد نے ان کو پایا سو اس نے کہا اے پیغمبر اللہ کے کیا زمین میں کوئی زیادہ تجھ سے عالم ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں! تو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ انہوں نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اللہ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! تجھ سے زیادہ عالم بھی ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! وہ کہاں ہے؟ فرمایا دو سمندروں کے ملاپ کی جگہ میں موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے رب! میرے واسطے کوئی نشانی ٹھہرا جس سے میں اس جگہ کو جانوں، یعنی جس جگہ میں ہیں طلب کروں، ابن جریج کہتا ہے سو عمرو نے مجھ سے کہا جس جگہ پھیلی تجھ سے جدا ہو یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا اور یعلیٰ نے مجھ سے کہا کہ اپنے ساتھ مری ہوئی مچھلی لے یعنی بھیجی ہوئی مچھلی لے جس جگہ اس میں روح پھونکی جائے یعنی تو وہ اس جگہ ہوگا سو موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ لی اور اپنے خادم سے کہا کہ میں تجھ کو تکلیف نہیں دیتا مگر یہ کہ تو مجھ کو خبر کر دے اس جگہ کی جس جگہ تجھ سے مچھلی جدا ہو اس نے کہا کہ یہ کچھ بڑی بات نہیں سو یہی

قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَزِيدُ أَحَدَهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ وَغَيْرَهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي بَيْتِهِ إِذْ قَالَ قَالَ سَلُونِي قُلْتُ أَيُّ أَبَا عَبَّاسٍ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ بِالْكُوفَةِ رَجُلٌ قَاصٌ يُقَالُ لَهُ نَوْفٌ يَزْعَمُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَمَا عَمْرُو فَقَالَ لِي قَالَ قَدْ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ وَأَمَّا يَعْلَى فَقَالَ لِي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنِي أَبِي بَنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ ذَكَرَ النَّاسُ يَوْمًا حَتَّى إِذَا فَاصَتِ الْعَيُونُ وَرَقَّتِ الْقُلُوبُ وَلِي فَأَدْرَكَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيُّ رَسُولِ اللَّهِ هَلْ فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرِدْ الْعِلْمَ إِلَى اللَّهِ قِيلَ بَلَى قَالَ أَيُّ رَبِّ فَأَيَّنَ قَالَ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ قَالَ أَيُّ رَبِّ أَجْعَلُ لِي عِلْمًا أَعْلَمُ ذَلِكَ بِهِ فَقَالَ لِي عَمْرُو قَالَ حَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحَوْتُ وَقَالَ لِي يَعْلَى قَالَ خُذْ نَوْنًا مَيْتًا حَيْثُ يَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحُ فَآخِذْ حَوْتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكَتَلٍ فَقَالَ لِفَتَاهُ لَا أَكَلِفُكَ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنِي بِحَيْثُ يُفَارِقُكَ الْحَوْتُ قَالَ مَا كَلَفْتُ كَثِيرًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ﴾

مطلب ہے اللہ کے اس قول کا قرآن میں کہ جب کہا موسیٰ ﷺ نے اپنے خادم یوشع بن نون سے یہ زیادتی سعید بن مسعود سے نہیں، یعنی ابن جریج نے کہا کہ موسیٰ ﷺ کے خادم کا نام سعید کی روایت میں نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو جس حالت میں کہ وہ پتھر کے سائے میں لیٹے تھے تر جگہ میں کہ اچانک مچھلی پھڑکی اور موسیٰ ﷺ سوتے تھے تو ان کے خادم نے کہا کہ میں ان کو نہیں جگاتا یہاں تک کہ جب جاگے تو ان کا خادم ان کو مچھلی کی خبر دینا بھول گیا اور مچھلی پھڑکی یہاں تک کہ دریا میں داخل ہوئی سو اللہ نے اس سے پانی کا بہاؤ بند کر رکھا یہاں تک کہ گویا نشان اس کا پتھر میں ہے، ابن جریج کہتا ہے کہ عمرو نے مجھ سے کہا اور اس طرح جیسے نشان اس کا پتھر میں ہے اور اپنے دونوں انگوٹھے اور ان کے پاس والی دونوں انگلیوں کے درمیان حلقہ کیا البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی، یوشع نے کہا کہ اللہ نے تجھ سے تکلیف دور کی، ابن جریج کہتا ہے کہ یہ زیادتی سعید کی روایت میں نہیں یوشع نے موسیٰ ﷺ کو خبر دی سو دونوں پھرے تو دونوں نے خضر ﷺ کو پایا، ابن جریج کہتا ہے کہ عثمان نے مجھ سے کہا کہ سبز فرش پر دریا کے بیچ میں، کہا سعید نے کپڑا لپیٹے اس کی ایک طرف اپنے دونوں پاؤں کے نیچے کی ہے اور دوسری طرف اپنے سر کے نیچے سوموسیٰ ﷺ نے اس کو سلام کیا سو اس نے اپنا منہ کھولا اور کہا کہ میری زمین میں سلام نہیں، تو کون ہے؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں، کہا قوم بنی اسرائیل کا موسیٰ ہے؟ موسیٰ ﷺ نے کہا ہاں! کہا کیا حال ہے تیرا؟ موسیٰ ﷺ نے کہا کہ میں آیا ہوں تیرے پاس تاکہ تو مجھ کو سکھلا دے جو اللہ نے تجھ کو سکھلایا ہے راہنمائی سے خضر ﷺ نے کہا کہ کیا تجھ کو

يُوشَعَ بْنِ نُونٍ لَيْسَتْ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قَبِينَمَا هُوَ فِي ظِلِّ صَخْرَةٍ فِي مَكَانٍ ثَرَيَانَ إِذْ تَصْرَبَ الْحُوتُ وَمُوسَى نَأْتُهُمْ فَقَالَ فَتَاهُ لَا أَوْقِظُهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْقَظَ نَسِيَ أَنْ يُخْبِرَهُ وَتَصْرَبَ الْحُوتُ حَتَّى دَخَلَ الْبَحْرَ فَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنْهُ جَرِيَةَ الْبَحْرِ حَتَّى كَانَ أَثَرُهُ فِي حَجَرٍ قَالَ لِيْ عَمْرُو هَكَذَا كَانَ أَثَرُهُ فِي حَجَرٍ وَحَلَقَ بَيْنَ إِبْهَامَيْهِ وَاللَّتَيْنِ تَلِيَانِهِمَا ﴿لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا﴾ قَالَ قَدْ قَطَعَ اللَّهُ عَنْكَ النَّصَبَ لَيْسَتْ هَذِهِ عَنْ سَعِيدٍ أَخْبِرَهُ فَرَجَعَا فَوَجَدَا خَضِرًا قَالَ لِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَلَى طَيْفَسِيَةِ خَضِرَاءَ عَلَى كَيْدِ الْبَحْرِ. قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ مُسْتَجِي بِتُوبِهِ قَدْ جَعَلَ طَرَفُهُ تَحْتَ رِجْلَيْهِ وَطَرَفُهُ تَحْتَ رَأْسِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ هَلْ بَارِضِي. مِنْ سَلَامٍ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُوسَى قَالَ مُوسَى بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا شَأْنُكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلِمْتَ رَشَدًا قَالَ أَمَا يَكْفِيكَ أَنَّ النَّوْرَةَ بِيَدَيْكَ وَأَنَّ الْوَحْيَ يَأْتِيكَ يَا مُوسَى إِنَّ لِيْ عِلْمًا لَا يَبْغِي لَكَ أَنْ تَعْلَمَهُ وَإِنَّ لَكَ عِلْمًا لَا يَبْغِي لِيْ أَنْ أَعْلَمَهُ فَأَخَذَ طَائِرٌ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ وَقَالَ وَاللَّهِ مَا عَلِمِي وَمَا عَلِمْتُكَ فِي حَبْسِ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا

کفایت نہیں کرتا یہ کہ تیرے ہاتھ میں تو اورت ہے اور تیرے پاس وحی آتی ہے، اے موسیٰ! بیشک مجھ کو ایک علم ہے کہ تجھ کو لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی وہ سب علم اور بیشک تجھ کو ایک علم ہے کہ مجھ کو لائق نہیں کہ میں اس کو جانوں یعنی وہ سارا علم تو ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی اٹھایا اور کہا خضر علیہ السلام نے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں میرا علم اور تیرا علم اللہ کے علم کے پاس مگر اس کے برابر جتنا اس پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر سے پانی لیا یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے یعنی انہوں نے چھوٹی چھوٹی کشتیاں پائیں کہ اس کنارے والوں کو اس دوسرے کنارے والوں کی طرف چڑھا لے جاتے ہیں تو وہ خضر علیہ السلام کو پہچان گئے یعنی اس واسطے کہ وہ لوگ پہلے سے اس کو جانتے تھے کہ یہ بزرگ ہیں سو انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کا بندہ نیک ہے (راوی کہتا ہے کہ ہم نے سعید سے کہا انہوں نے کس کو نیک بندہ کہا؟ اس نے کہا کہ خضر علیہ السلام کو) ہم اس کو کرائے سے نہیں چڑھاتے یعنی بغیر کرایہ کے چڑھالے گئے سو خضر علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی کہا موسیٰ علیہ السلام نے کیا تو نے اس کو پھاڑ ڈالا تاکہ اس کے لوگوں کو ڈوب دے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، کہا مجاہد نے کہ امرا کے معنی ہیں منکر خضر علیہ السلام نے کہا کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ بیشک تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا پہلا سوال بھولے سے تھا اور دوسرا شرط سے اور تیسرا جان بوجھ کر کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ مجھ کو میری بھول چوک پر نہ پکڑ اور مجھ پر میرا کام مشکل نہ بنا پھر دونوں ایک لڑکے سے ملے خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا، لعلی راوی کہتا ہے کہ سعید نے کہا کہ خضر علیہ السلام نے لڑکے کھیلنے پائے سوا ایک لڑکے کا فر معصوم کو

كَمَا أَخَذَ هَذَا الطَّائِرُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ حَتَّى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ وَجَدَا مَعَابِرَ صِعَاظًا تَحْمِلُ أَهْلَ هَذَا السَّاحِلِ إِلَى أَهْلِ هَذَا السَّاحِلِ الْأَخْرَ عَرَفُوهُ فَقَالُوا عَبْدُ اللَّهِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْنَا لِسَعِيدٍ خَضِرٌ قَالَ نَعَمْ لَا نَحْمِلُهُ بِأَجْرٍ فَخَرَقَهَا وَوَتَدَ فِيهَا وَتَدَا قَالَ مُوسَى ﴿أَخْرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جَنَّتْ شَيْئًا إِمْرًا﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ مُنْكَرًا ﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ كَانَتْ الْأُولَى نِسْيَانًا وَالْوَسْطَى شَرْطًا وَالثَّلَاثَةُ عَمَلًا ﴿قَالَ لَا تَوَاعِدْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا تَرْهَقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا﴾ لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ يَعْلَى قَالَ سَعِيدٌ وَجَدَ غُلَامًا يَلْعَبُونَ فَأَخَذَ غُلَامًا كَافِرًا ظَرْفًا فَأَضْجَعَهُ ثُمَّ ذَبَحَهُ بِالسِّكِّينِ ﴿قَالَ أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ﴾ لَمْ تَعْمَلْ بِالْحَنِثِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَرَأَهَا زَكِيَّةً ﴿زَاكِيَّةً﴾ مُسْلِمَةً كَقَوْلِكَ غُلَامًا زَكِيًّا فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ قَالَ سَعِيدٌ بِيَدِهِ هَكَذَا وَرَفَعَ يَدَهُ فَاسْتَقَامَ قَالَ يَعْلَى حَسِبْتُ أَنَّ سَعِيدًا قَالَ لَمْ يَسْحَخْ بِيَدِهِ فَاسْتَقَامَ ﴿لَوْ شِئْتَ لَا تَأْخُذُتَ عَلَيْهِمْ أَجْرًا﴾ قَالَ سَعِيدٌ أَجْرًا نَأْكُلُهُ ﴿وَكَانَ وَرَاءَهُمْ﴾ وَكَانَ أَمَامَهُمْ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَزْعُمُونَ عَنْ غَيْرِ سَعِيدٍ أَنَّهُ هَدَّدُ بْنُ

پکڑ کر لٹایا پھر اس کو چھری سے ذبح کر ڈالا، کہا موسیٰ ﷺ نے کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے کہ گناہ نہیں کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کو زکیہ پڑھتے تھے یعنی ساتھ سیغہ مبالغہ کے اور زاکیہ اسم فاعل کے وزن پر ساتھ معنی مسلمتہ کے ہے یعنی مسلمان جان مانند قول تیرے کے غلاما زکیا یعنی نفس کو بھی زکیہ کہتے ہیں جیسے لڑکے کو زکیہ کہتے ہیں پھر دونوں چلے سو دونوں نے ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے سو خضر ﷺ نے اس کو سیدھا کر دیا، کہا سعید نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اور اپنا ہاتھ اٹھایا سو سیدھی ہو گئی، یعنی کہتا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ سعید نے کہا کہ خضر ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس پر پھیرا تو وہ سیدھی ہو گئی اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کرنے کی مزدوی لے لیتا، کہا سعید نے مزدوری کہ ہم اس کو کھاتے اور وراء ہر کے معنی ہیں کہ ان کے آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو پڑھا ہے امامہد ملک یعنی ان کے آگے ایک بادشاہ تھا گمان کرتے ہیں غیر سعید سے کہ اس بادشاہ کا نام ہدد بن ہدد ہے اور جس لڑکے کو خضر ﷺ نے مارا تھا گمان کرتے ہیں کہ اس کا نام جیسور ہے ان کے آگے ایک بادشاہ ظالم تھا کہ ہر کشتی درست کو چھین لیتا تھا سو میں نے چاہا کہ جب وہ اس پر گزرے تو اس کو عیب والی ہونے کے سبب سے چھوڑ دے گا اور جب وہ اس سے آگے بڑھیں تو اس کو درست کر کے اس سے نفع اٹھائیں کہتے ہیں یعنی بدلے اصلحو کے اس کو شیشے سے بند کر کے اس سے فائدہ اٹھائیں اور بعض کہتے ہیں کہ تار کول سے بند کر کے فائدہ اٹھائیں اس کے ماں باپ مسلمان تھے اور وہ لڑکا کافر تھا سو ہم ڈرے کہ ان کو عاجز کرے زبردستی یعنی یہ کہ اس کی

بَدَدَ وَالْغُلَامَ الْمَقْتُولَ اسْمُهُ يَزْعُمُونَ
جَيْسُورَ ﴿مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا﴾
فَارَدْتُ إِذَا هِيَ مَرَّتْ بِهِ أَنْ يَدْعَهَا لِعَيْبِهَا
فَإِذَا جَاوَزُوا أَصْلَحُوهَا فَانْتَفَعُوا بِهَا
وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ سَدُّوْهَا بِقَارُورَةٍ وَمِنْهُمْ
مَنْ يَقُولُ بِالْقَارِ ﴿كَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنِينَ﴾
وَكَانَ كَافِرًا ﴿فَحَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا
طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾ أَنْ يَحْمِلَهُمَا حُبَّةَ عَلِيٍّ أَنْ
يُتَابِعَاهُ عَلِيٌّ دِينَهُ ﴿فَارَدْنَا أَنْ يُبَدِّلَهُمَا
رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رَحْمًا﴾
هُمَا بِهِ أَرْحَمُ مِنْهُمَا بِالْأَوَّلِ الَّذِي قَتَلَ
خَضِرَ وَزَعَمَ غَيْرُ سَعِيدٍ أَنَّهُمَا أُبْدِلَا
جَارِيَةً وَأَمَّا دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ فَقَالَ عَنْ
غَيْرِ وَاحِدٍ إِنَّهَا جَارِيَةٌ.

محبت ان کو باعث ہو اس پر کہ اس کے دین کی پیروی کریں سو ہم نے چاہا کہ بدلہ دے ان کو ان کا رب اس سے بہتر ستمرائی میں اور قریب تر محبت میں یعنی ان کو اس کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی پہلے لڑکے سے جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا اور گمان کیا سعید راوی کے غیر نے کہ اللہ نے ان کو اس کے بدلے لڑکی دی اور لیکن داؤد سو کہا اس نے بہت راویوں سے کہ وہ لڑکی ہے یعنی اس نے صرف لڑکی کا نام ہی لیا بدلنے کا نام نہیں لیا۔

فائدہ: یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ سے پوچھو تو اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو یہ کہنا جائز ہے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ خود پسندی کا ڈر نہ ہو یا اس کی ضرورت ہو جیسے کہ علم کے بھول جانے کا خوف ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے تو اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو اس کو جائز رکھتا ہے برخلاف اس کے جو اس کو منع کرتا ہے و سیاتی البحث فیہ فی کتاب الادب اور یہ جو راوی نے کہا کہ وہ گمان کرتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کا موسیٰ نہیں تو ابن اسحاق کی روایت میں نزدیک نسائی کے ہے کہ سعید نے کہا اے ابو عباس! (یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) نون کعب احبار سے گمان کرتا ہے کہ جس موسیٰ نے علم کی طلب کی تھی یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ موسیٰ ابن یثا بن افراسیم بن یوسف علیہ السلام ہے اور ابن اسحاق نے مبتداء میں لکھا ہے کہ موسیٰ بن یثا موسیٰ بن عمران سے پہلے بنی اسرائیل میں پیغمبر تھا اور اہل کتاب گمان کرتے ہیں کہ وہی خضر علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا اور یہ جو کہا کہ لیکن عمرو اس نے مجھ سے کہا تو مراد ابن جریج کی یہ ہے کہ یہ کلمہ واقع ہوا ہے بیچ روایت عمرو بن دینار کے سوائے روایت یعلیٰ کے اور یہ جو کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے تو یہ محمول ہے اوپر مبالغہ کے بیچ زجر اور تنبیہ کے اس گفتگو سے اور پہلے اس مسئلے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر کے درمیان گفتگو ہوئی تھی اور دونوں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ جب آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل نرم ہوئے تو پیٹھ پھیری تو اس میں ہے کہ جب داعظ کا وعظ سے سننے والوں میں اثر پیدا ہوا اور ڈریں اور روئیں تو لائق ہے کہ تخفیف کی جائے وعظ میں تا کہ تھک نہ جائیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے اس کو پایا تو یہ چاہتا ہے کہ سائل نے یہ سوال موسیٰ علیہ السلام سے خطبے سے فارغ ہونے کے بعد کیا تھا اور ظاہر یہ ہے کہ سوال خطبے کے بعد واقع ہوا تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام ابھی مجلس سے جدا نہ ہوئے تھے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حر بن قیس کے تنازع میں ہے کہ جس حالت میں کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی قوم میں تھے کہ اچانک ایک مردان کے پاس آیا الحدیث اور یہ جو کہا کہ زمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا نہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا غیر ان سے زیادہ عالم نہیں سو مساوی ہونے کا احتمال باقی

ہے اور سفیان کی روایت میں ہے کہ کسی نے پوچھا کہ لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ کہا میں اس روایت میں جزم ہے ساتھ اعلیت کے واسطے ان کے اور دونوں روایتوں میں فرق ہے اور اکثر روایتوں میں اعلیت کی نفی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پہلے پہل یہ سوال موسیٰ علیہ السلام کے دل میں گزرا تھا پھر اس کو منبر پر ذکر کیا اور یہ جو راوی نے کہا کہ قال لی عمرو وقال لی یعلیٰ تو اس کا قائل ابن جریج ہے اور یہ جو کہا کہ مچھلی لی تو مسلم میں ابواسحاق کی روایت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ خرچ راہ کے واسطے نمک دار مچھلی لے اور اس روایت سے مستفاد ہوتا ہے کہ مچھلی بھنی ہوئی تھی اس واسطے کہ زندہ مچھلی کو کوئی نمک نہیں لگاتا اور اس سے پہچانی جاتی ہے حکمت بیچ خاص کرنے مچھلی کے سوائے اور جاندار چیزوں کے اس واسطے کہ اس کے سوا کوئی جانور مردہ نہیں کھایا جاتا اور نہیں وارد ہوتی ٹڈی اس واسطے کہ کبھی وہ نہیں ملتی خاص کر مصر میں اور یہ جو کہا لیست عن سعید تو اس کا قائل بھی ابن جریج ہے اور مراد اس کی یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا نام اس کے پاس سعید کی روایت میں نہیں اور احتمال ہے کہ اس نے صورت سیاق کی نفی کی ہے نہ نام کی اس واسطے کہ واقع ہوا ہے بیچ روایت سفیان کی عمرو بن دینار سے اور یوشع کے نسب کا بیان احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور یہ کہ وہ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد بنی اسرائیل میں قائم ہوا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کا بھانجا تھا اور پہلے قول کی بنا پر جس کو نوف نے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس قصے والا وہ عمران کا بیٹا نہیں پس نہ ہوگا خادم اس کا یوشع بن نون اور یہ جو کہا کہ مچھلی پھڑکی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ مچھلی ٹوکری میں پھڑکی اور اس سے نکل کر سمندر میں گر پڑی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ مچھلی پانی میں پھڑکی اور دونوں معنی کے درمیان کچھ مخالفت نہیں اس واسطے کہ وہ مچھلی دوبار پھڑکی پہلی بار ٹوکری میں پھڑکی پھر جب وہ سمندر میں گری تو پھر پھڑکی سو پہلی بار پھڑکنا اس کا زندہ ہونے کے ابتدا میں تھا اور دوسری بار پھڑکنا اس کا سمندر کی سیر میں تھا جب کہ اس نے دریا میں راہ لی اور اگلے باب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس پتھر کے نیچے ایک نہر ہے اس کو آب حیات کہا جاتا ہے اگر مردے کو اس کے پانی سے کچھ چیز پینے تو زندہ ہو جاتا ہے سو مچھلی کو اس نہر کے پانی سے کچھ تراوت پہنچی سو وہ پھڑکی اور ٹوکری سے سرک کر سمندر میں کود پڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس پانی سے ایک قطرہ اس مچھلی پر پڑا سو وہ زندہ ہوئی اور ٹوکری سے نکل کر دریا میں گر پڑی اور گمان کیا ہے داؤدی نے کہ جس پانی میں مچھلی داخل ہوئی تھی وہ نہر آب حیات کا پانی تھا حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ حدیثیں صریح ہیں اس میں کہ آب حیات کی نہر پتھر کے پاس تھی اور وہ سمندر کا غیر ہے یعنی اور وہ نہر اور تھی اور سمندر اور تھا اور شاید نہر آب حیات کی اگر ثابت ہو نقل بیچ اس کے سند اس شخص کے ہے جو گمان کرتا ہے کہ خضر علیہ السلام نے آب حیات کی نہر سے پانی پیا اور ہمیشہ زندہ رہ گئے اور یہ مذکور ہے وہب بن منبہ وغیرہ سے جو اسرائیلی کتابوں سے نقل کرتے تھے اور ابو جعفر مناوی نے اس باب میں ایک کتاب لکھی ہے اور ثابت کی اس نے یہ بات کہ جو اسرائیلی کتابوں میں سے نقل کیا

جائے اس کا اعتبار نہیں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ جب جاگا تو بھول گیا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کی خبر دینا تو اس کلام میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جب جاگا تو چلا سو بھول گیا مچھلی کا قصہ کہنا اور اسی طرح تعالیٰ کا قول ﴿فسبیا حوتہما﴾ سو بعض کہتے ہیں کہ منسوب کیا گیا نسیان طرف دونوں کی واسطے تغلیب کے اور بھولنے والا صرف ان کا خادم تھا موسیٰ علیہ السلام سے مچھلی کا قصہ کہنا بھول گیا جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور ذکر کیا ہے ابن عطیہ نے کہ اس نے ایک مچھلی دیکھی اس کی ایک طرف میں کانٹا اور ہڈی اور پتلا چمڑا تھا اور دوسری طرف درست تھی اور اس جگہ والے ذکر کرتے تھے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی کی نسل سے ہے واسطے اشارہ کے طرف اس بات کی کہ جب اس کی ایک طرف کا گوشت کھایا گیا تو بدستور رہی اس میں یہ صفت پھر اس کی نسل میں بھی اور یہ جو کہا ﴿لقد لقینا من سفرنا هذا نصبا﴾ تو اس روایت میں اختصار ہے اور سفیان کی روایت میں ہے سو دونوں چلے جتنا کہ رات اور دن باقی رہا تھا جب دوسرا دن ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی تو داؤدی نے کہا کہ یہ روایت وہم ہے اور شاید اس نے سمجھا ہے کہ نہیں خبر دی تھی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو مگر بعد ایک دن رات کے اور حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ابتدا اس کی اس دن سے ہے جس دن اس کی تلاش کو نکلے تھے اور واضح کرتی ہے اس کو روایت مسلم کی کہ جب دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے البتہ ہم نے اس سفر میں تکلیف پائی یعنی اس میں دن رات کا ذکر نہیں اور سفیان کی روایت مذکورہ میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے تھے نہ تھکے تھے اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا یعنی تعجب کیا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہ نمک لگی ہوئی مچھلی نے سمندر میں راہ لی اور یہ جو کہا کہ پھر دونوں پھرے اور خضر علیہ السلام کو پایا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی ہم چاہتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یہی ہے ہماری حاجت اور یاد کیا موسیٰ علیہ السلام نے جو اللہ نے ان کو وصیت کی تھی مچھلی کے امر میں اور یہ جو کہا کہ دونوں پھرے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ نہ خبر دی خادم نے موسیٰ علیہ السلام کو یہاں تک کہ کچھ زمانہ چلے اس واسطے کہ اگر جاگتے ہی ان کو خبر کر دیتا تو اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈنے کے محتاج نہ ہوتے اور سفیان کی روایت میں ہے یہاں تک کہ پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دیکھا کہ ایک مرد ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں نے خضر علیہ السلام کو سمندر کے جزیرے میں پایا اور نہیں ہے مخالفت دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ مراد یہ ہے کہ جب دونوں پتھر کے پاس پہنچے تو اس کو تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ اس کو جزیرے میں پایا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ خادم نے ان کو مچھلی کی جگہ دکھلای تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اسی جگہ کا مجھ کو حکم ہوا تھا سو اس کو تلاش کرنے لگے سو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مچھلی کی راہ سے پانی ہٹ گیا سو وہ طاق سا ہو گیا سو داخل ہوئے اس میں موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے پیچھے تو اچانک دیکھا کہ خضر علیہ السلام ہیں اور یہ جو کہا کہ

اپنا کپڑا لپیٹے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے چت لیٹے اور احادیث الانبیاء میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ خضر علیہ السلام کا نام تو اسی واسطے خضر ہوا کہ صاف سفید زمین پر بیٹھے سو وہ ان کے نیچے سے سر سبز ہو گئی اور یہ جو کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے جواب میں کہا وعلیک السلام اور سفیان کی روایت میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے کہا کہ تیری زمین میں سلام کہاں اور یہ استفہام استبعاد کا ہے دلالت کرتا ہے کہ اس ملک کے لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے یعنی کسی پیغمبر کے دین پر نہ تھے اور تطبیق دونوں روایتوں میں یہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے سلام کے جواب کے بعد موسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا تھا اور روایت کی ہے عبد بن حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا السلام علیک یا خضر تو خضر علیہ السلام نے کہا وعلیک السلام یا موسیٰ، کہا تجھ کو کیا معلوم ہے کہ میں موسیٰ ہوں؟ کہا کہ معلوم کروایا مجھ کو تیرا نام جس نے تجھ کو میرا نام بتلایا اور یہ اگر ثابت ہو تو یہ دلیل ہے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہے لیکن بعید کرتا ہے اس کے ثابت ہونے کو قول اس کا اس روایت میں جو صحیح میں ہے کہ کہا من انت تو کون ہے؟ کہا میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل کا الحدیث، اور یہ جو کہا کہ اسے موسیٰ! مجھ کو ایک علم ہے کہ لائق نہیں کہ تو اس کو جانے یعنی سارا وہ علم اور تجھ کو ایک علم ہے کہ نہیں لائق ہے مجھ کو میں اس کو جانوں یعنی سارا وہ علم اور اس کا مقدر کرنا متعین ہے اس واسطے کہ خضر علیہ السلام ظاہر علم سے بقدر حاجت کے پہچانتے تھے اور اسی طرح موسیٰ علیہ السلام بھی باطن علم سے پہچانتے تھے جو ان کو وحی کے طریق سے معلوم ہوتا تھا اور یہ جو کہا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا تو اسی طرح مطلق بولا ہے اس نے وہ صیغہ جو دلالت کرتا ہے اوپر ہمیشہ ہونے نفی کے واسطے اس چیز کے کہ اطلاع دی اس کو اللہ نے اوپر اس کے اس سے کہ موسیٰ علیہ السلام ترک انکار پر صبر نہ کر سکے گا جب کہ دیکھے گا جو شرع کے مخالف ہے اس واسطے کہ یہ شان ہے عصمت اس کی کی اور اسی واسطے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کوئی چیز دیانت کے امروں سے نہ پوچھی بلکہ اس کے ساتھ رہے تاکہ دیکھے اس سے وہ چیز کہ اطلاع ہو اس کو ساتھ اس کے اوپر مرتبے اس کے اس علم میں کہ اس کے ساتھ خاص ہے اور قول اس کا کیف تصبر استفہام ہے سوال سے تقدیر اس کی یہ ہے کہ تو نے کیوں کہا کہ میں صبر نہ کر سکوں گا اور میں صبر کر سکوں گا اور قول موسیٰ علیہ السلام کا ﴿ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا﴾ بعض نے کہا کہ صبر میں ان شاء اللہ کہا تو صبر کیا اور نافرمانی میں ان شاء نہ کہا سونا فرمائی کی اور اس میں نظر ہے اور گویا کہ مراد ساتھ صبر کے یہ ہے کہ صبر کیا اس کی پیروی سے اور اس کے ساتھ چلنے سے اور سوائے اس کے نہ انکار اس پر اس امر میں جو ظاہر شرع کے مخالف ہے اور یہ جو کہا کہ ایک پرندے نے اپنی چونچ میں سمندر کا پانی لیا تو اس کی شرح کتاب العلم میں پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس روایت کا یہ ہے کہ چونچ ماری پرندے نے سمندر میں پیچھے قول خضر علیہ السلام کے واسطے موسیٰ علیہ السلام کے جو متعلق ہے ساتھ علم ان دونوں کے اور روایت سفیان کی تقاضا کرتی ہے کہ واقع ہوا تھا یہ بعد پھاڑنے کشتی کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ

پہلی بار کا پوچھنا موسیٰ علیہ السلام سے بھولے سے ہوا کہا اور ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھی اور سمندر میں ایک بار چونچ ماری سو تطبیق دونوں کے درمیان اس طور سے ہے کہ قول اس کا فاخذ طائر بمنقارہ اس سے پہلے کلام محذوف ہے اور وہ سوار ہونا ان کا ہے کشتی میں اس واسطے کہ سفیان نے کشتی کی تصریح کی ہے اور روایت کی ہے نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ پرندہ کیا کہتا ہے؟ کہا نہیں! کہا کہتا ہے کہ نہیں علم تم دونوں کا اللہ کے علم کے آگے مگر جتنا میری چونچ نے اس سارے سمندر سے گھٹایا اور یہ جو کہا و جدا معابو تو یہ تفسیر ہے واسطے قول اس کے کی رکبا فی السفینة نہ یہ کہ وجد جواب ہے اذا کا اس واسطے کہ وجود معابر کا تھا پہلے سوار ہونے ان کے کشتی میں اور واقع ہوا ہے سفیان کی روایت میں سو دونوں سمندر کے کنارے کنارے چلے جاتے تھے سو ایک کشتی پر گزرے تو کشتی والوں سے تینوں آدمی کے چڑھانے کے لیے بات چیت کی اور یہ جو کہا کہ حضرت علیہ السلام نے کشتی کو پھاڑ ڈالا اور اس میں میخ گاڑی تو سفیان کی روایت میں ہے کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو نہ خوف میں ڈالا ان کو کسی چیز نے مگر یہ کہ حضرت علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ ڈالا اور اس کی جگہ میخ گاڑی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تختہ اکھاڑتے موسیٰ علیہ السلام کے سو کسی نے نہ دیکھا اور اگر کشتی والے اس کو دیکھتے تو اس کو تختہ اکھاڑنے سے روکتے اور ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ حال دیکھا تو سخت غضبناک ہوئے اور اپنے کپڑے مضبوط باندھے اور کہا تو چاہتا ہے کہ کشتی والوں کو ہلاک کر ڈالے؟ تو جانے گا کہ تو ہی پہلے ہلاک ہو گا تو یوشع نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تجھ کو عہد یاد نہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت علیہ السلام نے اس لڑکے کو مار ڈالا تو سفیان کی روایت میں ہے کہ حضرت علیہ السلام نے اس کا سراپے ہاتھ سے پکڑ کر کاٹ ڈالا اور تطبیق دونوں روایتوں میں یوں ہے کہ پہلے اس کو ذبح کیا پھر اس کا سر کاٹا اور یہ جو کہا زاکیة مسلمة الخ تو یہ تفسیر ہے راوی سے اور یہ اشارہ ہے طرف دونوں قرأت کے یعنی قرأت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ صیغہ مبالغہ کے ہے اور قرأت دوسری بلفظ اسم فاعل کے ساتھ معنی مسلمہ کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اطلاق کیا یہ موسیٰ علیہ السلام نے باعتبار ظاہر حال غلام کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام جلدی نہ کرتے تو بہت عجب چیزیں دیکھتے اور یہ جو کہا کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو ایک روایت میں ہے کہ سب مجلسوں میں گھومے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا اور کہتے ہیں کہ یہ گاؤں ایلہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ انطاکیہ تھا اور بعض کہتے ہیں آذر بیجان اور ذکر کیا ہے ثعلبی نے کہ چوڑائی اس دیوار کی پچاس ہاتھ تھی سو ہاتھ میں ان کے ہاتھوں سے اور نیز ثعلبی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اوپر پھاڑنے کشتی کے اور قتل کرنے لڑکے کے اور سیدھے کرنے دیوار کے اور تو نے اپنے آپ کو بھلایا جب کہ تو دریا میں ڈالا گیا اور قبلی کو قتل کیا اور جب تو نے شعب علیہ السلام کی بیٹیوں کی بکریوں کو پانی پلایا ثواب کے واسطے یہ جو کہا کہ اس لڑکے کے ماں باپ مومن تھے اور وہ کافر تھا اور

وہب بن منبہ کے مبتداء میں ہے کہ اس کے باپ کا نام ملاس تھا اور اس کی ماں کا نام رحما تھا اور یہ جو کہا کہ ﴿خیرا منہ زکوٰۃ﴾ تو ذکر کیا ہے لفظ زکوٰۃ کا واسطے مناسبت ﴿اقتلت نفسا ذکیۃ﴾ کے اور معنی رحم کے ساتھ زیرج کے قرابت کے ہیں اور ساتھ جزم ح کے عورت کی شرم گاہ کو کہتے ہیں اور ساتھ ضمہ را پھر سکون کے رحمت کو کہتے ہیں اور یہ جو ابن جرج نے کہا کہ گمان کیا ہے سعید کے غیر نے کہ ان کو اس لڑکے کے بدلے لڑکی دی گئی اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور ابن منذر نے روایت کی ہے کہ اس لڑکی سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے اور ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے روایت کی ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے ایک پیغمبر پیدا ہوا اور یہ وہی پیغمبر ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوا تو لوگوں نے اس کو کہا کہ کھڑا کر ہمارے واسطے کوئی بادشاہ کہ ہم اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں لڑیں اور اس پیغمبر کا نام شمعون ہے اور ابن کلبی کی تفسیر میں ہے کہ اس لڑکی کے پیٹ سے بہت پیغمبر پیدا ہوئے کہ اللہ نے ان کے سب سے بہت امتوں کو ہدایت کی اور بعض کہتے ہیں کہ اس لڑکی کی اولاد سے ستر پیغمبر پیدا ہوئے اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے مستحب ہونا حرص کا اوپر زیادتی علم کے اور سفر کرنا واسطے اس کے اور ملنا مشائخ سے اور اٹھانا تکلیف کا واسطے اس کے اور مدد یعنی اس میں تابعداروں اور خادموں سے اور یہ کہ جائز ہے بولنا فتنی کا تابع پر ادراہ یہ کہ جائز ہے خدمت لینا آزاد سے اور مطیع ہونا خادم کا واسطے مخدوم اپنے کے اور عذر پیروی کا اور قبول کرنا بہہ کا غیر مسلم سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خضر علیہ السلام پیغمبر ہیں واسطے کئی معانی کے کہ تمبیہ کی ہے میں نے ان پر پہلے اس سے مانند قول اس کی کے ﴿ما فعلتہ عن امری﴾ اور مانند پیروی کرنے موسیٰ علیہ السلام پیغمبر کے واسطے اس کے تاکہ اس سے علم سیکھیں اور مانند آگے بڑھنے اس کے کی اوپر قتل کرنے نفس کے واسطے اس کے کہ بیان کیا ہے اس کو بعد اس کے اور سوائے اس کے اور اسی طرح جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز دفع کرنے سخت ضرر کے ساتھ اخف کے اور چشم پوشی کرنے کے بعض منکر چیزوں پر واسطے اس خوف کے کہ اس سے زیادہ تر سخت پیدا نہ ہو اور فاسد کرنے بعض مال کے واسطے اصلاح اکثر اس کے کی مانند خصی کرنے جانور کے واسطے موٹا کرنے کے اور کاٹنے کان اس کے کی واسطے فرق کے اور اس قسم سے ہے مصالحت کرنا ولی یتیم کی بادشاہ سے یتیم کے بعض مال پر واسطے اس ڈر کے کہ اس کا سارا مال لے جائے پس صحیح ہے لیکن اس چیز میں کہ منصوص شرع کے معارض نہ ہو پس نہیں جائز ہے اقدام کرنا اوپر قتل کرنے کسی نفس کے اگرچہ اس سے اندیشہ ہو کہ وہ بہت جانوں کا خون کرے گا پہلے اس سے کہ کوئی چیز اپنے ہاتھ سے کر لے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا خضر علیہ السلام نے یہ اس واسطے کہ اللہ نے اس کو اس پر اطلاع دی، کہا ابن بطلال نے کہ خضر علیہ السلام کا یہ کہنا کہ یہ لڑکا کافر تھا وہ باعتبار اس چیز کے ہے کہ رجوع کرے اس کی طرف امر اس کا یعنی اگر بالغ ہونے تک زندہ رہتا تو انجام میں کافر ہوتا اور مستحب ہونا ایسے قتل کا نہیں جانتا ہے اس کو مگر اللہ اور جائز ہے

واسطے اللہ کے یہ کہ حکم کرے اپنی خلقت میں جو چاہے بالغ ہونے سے پہلے اور پیچھے آتی، اور احتمال ہے کہ لڑکے میز کی تکلیف بالغ ہونے سے پہلے اس شریعت میں جائز ہو پس دور ہوگا اشکال اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خبر دینا ساتھ تھکنے کے اور ملحق ہے ساتھ اس کے درد بیماری وغیرہ سے اور محل اس کا وہ ہے جب کہ مقدر سے ناراض نہ ہو اور یہ کہ جو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اس کی مدد ہوتی ہے پس نہیں جلدی کرتے اس کی طرف تکلیف اور بھوک برخلاف اس شخص کے جو اللہ کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہو جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ہے جب کہ وہ میقات کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ متوجہ ہونا ان کا اللہ کی بندگی میں تھا سو نہیں منقول ہوا کہ ان کو تکلیف ہوئی ہو یا کھانا مانگا ہو یا کسی کی رفاقت چاہی ہو اور اسی طرح جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے نفس کی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور جب خضر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے تو اس وقت بھی اپنی ذاتی حاجت میں تھے سو ان کو بھوک پہنچی اور تھک گئے اور اس حدیث میں جواز طلب کرنا قوت کا ہے اور طلب کرنا ضیافت کا اور اس میں قائم ہونا عذر کا ہے ساتھ ایک بار کے اور قائم ہونا حجت کا ساتھ دوسری بار کے اور اس میں حسن ادب ہے ساتھ اللہ کے اور یہ کہ نہ منسوب کیا جائے اس کی طرف جس کا بولنا قبیح ہے اگرچہ سب اللہ کی تقدیر سے اور اس کی پیدائش سے ہے واسطے دلیل قول خضر علیہ السلام کے کشتی کے بارہ میں سو میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کروں اور دیوار کے متعلق کہا کہ تیرے رب نے چاہا اور اسی طرح ہے قول حضرت ﷺ کا والخبیر ببیدیک والشر لیس الیک۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آگے بڑھے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم کو کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے کہ ہم نے اس سفر سے تکلیف پائی عجباً تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ إِنِنَا غَدَاءْنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحَوْتَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَجَبًا﴾.
﴿صُنْعًا﴾ عَمَلًا ﴿حَوْلًا﴾ تَحْوُلًا.

یعنی صنعا کے معنی ہیں عمل یعنی اس آیت میں ﴿وَيَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يَحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ اور حولاً کے معنی ہیں پھرنا یعنی ﴿لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حَوْلًا﴾ میں یعنی نہ چاہیں گے اس جگہ سے پھرنا۔

کہا موسیٰ علیہ السلام نے یہی تو ہم چاہتے تھے پھر لٹے قدموں پلٹے قدموں کا نشان ڈھونڈتے۔

﴿قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغُ فَأَرْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾.

یعنی امرا اور نکرا کے معنی ہیں عجب بات۔

﴿إِمْرًا﴾ وَ ﴿نَكْرًا﴾ ذَاهِيَةً.

فائدہ: اختلاف ہے کہ دونوں میں سے کون سا لفظ بلغ ہے سو بعض کہتے ہیں کہ امرا بلغ ہے نکرا سے اس

واسطے کہ کہا اس کو بسبب پھاڑ ڈالنے کشتی کے جو نوبت پہنچاتا ہے ہلاک کرنے کی طرف چند جانوں کی اور نکرا بسبب قتل کرنے ایک جان کے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نکرا البغ ہے اس واسطے کہ ضرر اس میں فی الحال موجود ہے برخلاف امرا کے کہ اس میں ضرر متوقع ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ کہا اس نے نکرا میں ﴿المہ اقل لك﴾ اور امرا میں یہ نہ کہا۔ (فتح)

﴿يَنْقُضُ﴾ يَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنِّ. یعنی ینقض اور ینقاض دونوں کے ایک معنی ہیں جیسے کہا جاتا ہے گرتا ہے دانت۔

﴿لَتَنخِذُ﴾ وَاتَّخَذَتْ وَاحِدٌ. یعنی لتنخذت اور اتنخذت کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: اور مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو لتنخذت پڑھا ہے اور یہ قرأت ابو عمرو کی ہے اور اس کے غیر کی قرأت لاتنخذت ہے۔

﴿رُحْمًا﴾ مِنَ الرَّحْمِ وَهِيَ أَشَدُّ مَبَالِغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ وَنَظْنٌ أَنَّهُ مِنَ الرَّحِيمِ وَتَدْعَى مَكَّةَ أُمَّ رُحْمٍ أَيْ الرَّحْمَةَ تَنْزِلَ بِهَا. یعنی رحما مشتق ہے رحم سے جس کے معنی قرابت کے ہیں اور وہ زیادہ ہے مبالغہ میں رحمت سے جس کے معنی نرمی دل کے ہیں یعنی اس واسطے کہ وہ مستزیم ہے اس کو اکثر اوقات بغیر عکس کے اور گمان کیا جاتا ہے کہ وہ مشتقیے اور بلایا جاتا ہے کہ مکہ ام الرحم یعنی ساتھ ضمہ را اور سکون حا کے یعنی رحمت اس میں نازل ہوتی ہے۔

فائدہ: اور اس میں تقویت ہے واسطے اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو کہ رحم قرابت سے ہے نہ رقت سے۔ (فتح)

۴۳۵۸ - حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَوْفَ الْبَكَّالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى نَبِيَّ إِسْرَائِيلَ لَيْسَ بِمُوسَى الْخَضِرِ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبِي بْنُ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوسَى خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقِيلَ لَهُ أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ قَالَ أَنَا لَعَنَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ نوف بکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کا نہیں وہ موسیٰ ساتھی خضر علیہ السلام کا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ کا دشمن جھوٹا ہے اس واسطے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے فرمایا کہ موسیٰ بنی اسرائیل میں کھڑے خطبہ پڑھتے تھے تو کسی نے ان سے پوچھا کہ لوگوں میں بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں ہوں، سو اللہ نے ان پر غصہ کیا اس واسطے کہ اس نے علم کو اللہ کی طرف نہ پھیرا اور اللہ نے

موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ کیوں نہیں میرے بندوں میں ایک بندہ ہے دو سمندروں کے ملنے کی جگہ میں وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے کہا اے رب! اس کی طرف کیسے راہ ملے؟ اللہ نے فرمایا کہ تو ایک مچھلی لے کر ٹوکرے میں رکھ لے سو جہاں وہ مچھلی تجھ سے جاتی رہے تو اس کو وہیں تلاش کر، حضرت ﷺ نے فرمایا سو موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لے کر نکلے اور دونوں کے ساتھ مچھلی تھی یہاں تک کہ (سگم کے) پتھر کے پاس پہنچے سو دونوں اس کے پاس اترے سو موسیٰ علیہ السلام اپنا سر ٹیک کر سو گئے کہا سفیان نے اور عمرو کی حدیث میں ہے کہا اور پتھر کی جڑ میں ایک چشمہ تھا اس کو آب حیات کا چشمہ کہا جاتا تھا نہیں پہنچتی تھی اس کے پانی سے کوئی چیز (مردہ) مگر کہ زندہ ہو جاتی تھی سو مچھلی کو اس چشمے کے پانی کی تراوت پہنچی کہا سو مچھلی پھڑکی اور ٹوکری سے نکل کر سمندر میں داخل ہوئی سو جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو اپنے خادم سے کہا کہ ہم کو چاشت کا کھانا دے اخیر آیت تک، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام جب تک اس جگہ سے جس کو اللہ نے فرمایا تھا نہ بڑھے نہ تھکے تھے تو ان کے خادم یوشع نے ان سے کہا یہ تو بتلائیے کہ جب ہم آئے تھے پتھر کے پاس سو میں بھول گیا آپ سے مچھلی کا قصہ کہنا اخیر آیت تک، کہا سو دونوں اٹنے قدموں پلٹے اپنے قدموں کا نشان ڈھونڈتے سو دونوں نے سمندر میں طاق سا پایا جہاں سے مچھلی گئی تھی سو موسیٰ علیہ السلام کے خادم کو تعجب ہوا اور مچھلی کو راہ ملی سو جب پتھر کے پاس پہنچے تو اچانک دونوں نے دیکھا کہ ایک مرد ہے کپڑا لپیٹے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا، خضر علیہ السلام نے کہا اور تیری زمین میں سلام کہاں؟ کہا کہ میں موسیٰ ہوں، کہا موسیٰ بنی اسرائیل

لَمْ يَرِدَ الْعِلْمَ إِلَيْهِ وَأَوْحَىٰ إِلَيْهِ بَلَىٰ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ أَىٰ رَبِّ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَيْهِ قَالَ تَأْخُذُ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ فَحَيْثُمَا فَقَدَتْ الْحُوتَ فَاتَّبَعَهُ قَالَ فَخَرَجَ مُوسَىٰ وَمَعَهُ فَتَاهُ يُوْشَعَ بْنِ نُونٍ وَمَعَهُمَا الْحُوتُ حَتَّىٰ انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَنَزَلَا عِنْدَهَا قَالَ فَوَضَعَ مُوسَىٰ رَأْسَهُ فَتَامَ قَالَ سَفِيَانٌ وَفِي حَدِيثٍ غَيْرِ عَمْرٍو قَالَ وَفِي أَصْلِ الصَّخْرَةِ عَيْنٌ يُقَالُ لَهَا الْحَيَاةُ لَا يُصِيبُ مِنْ مَّائِهَا شَيْءٌ إِلَّا حَيِيَ فَأَصَابَ الْحُوتُ مِنْ مَّاءٍ تِلْكَ الْعَيْنَ قَالَ فَتَحْرَكَ وَانْسَلَّ مِنَ الْمِكْتَلِ فَدَخَلَ الْبَحْرَ فَلَمَّا اسْتَبْقَطَ مُوسَىٰ قَالَ ﴿لِفَتَاهُ إِنِنَا غَدَاءَنَا﴾ الْآيَةُ قَالَ وَلَمْ يَجِدِ النَّصَبَ حَتَّىٰ جَاوَزَ مَا أَمَرَ بِهِ قَالَ لَهُ فَتَاهُ يُوْشَعَ بْنِ نُونٍ ﴿أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ﴾ الْآيَةُ قَالَ فَرَجَعَا يَقْصَانِ فِي اثَارِهِمَا فَوَجَدَا فِي الْبَحْرِ كَالطَّاقِ مَمْرًا الْحُوتُ فَكَانَ لِفَتَاهُ عَجَبًا وَ لِلْحُوتِ سَرَبًا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ إِذْ هُمَا بِرَجُلٍ مُّسَجًى بِثَوْبٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ مُوسَىٰ قَالَ وَأِنِّي بِأَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ أَنَا مُوسَىٰ قَالَ مُوسَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ اتَّبَعْتُكَ عَلَىٰ أَنْ تَعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رَشَدًا

کا؟ کہا ہاں! کیا میں تیرے ساتھ رہوں اس پر کہ تو مجھ کو سکھلائے جو اللہ نے تجھ کو سکھلایا رہنمائی سے؟ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! اللہ نے تجھ کو اپنے بے شمار علم سے ایک ہی علم سکھلایا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا اور مجھ کو بھی اللہ نے اپنے علم سے ایک علم سکھلایا ہے کہ تو اس کو نہیں جانتا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں میں تیری پیروی کروں گا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو میری پیروی کرتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا یہاں تک کہ میں تجھ سے اس کا ذکر کروں پھر دونوں روانہ ہوئے کنارے کنارے سمندر کے چلے جاتے تھے سوا دھر سے ایک کشتی گزری سو وہ پہچان گئے خضر علیہ السلام کو تو انہوں نے ان کو اپنی کشتی میں کرایہ کے بغیر چڑھا لیا سو دونوں کشتی میں سوار ہوئے سو ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آ بیٹھی تو اس نے سمندر میں اپنی چونچ ڈبوئی تو خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ نہیں میرا علم اور تیرا علم اور خلقت کا اللہ کے علم سے مگر جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں پانی اٹھایا سو کچھ دیر نہ لگی تھی کہ خضر علیہ السلام نے کلباڑے سے کشتی کو پھاڑ ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ ان لوگوں نے ہم کو بے کرایہ چڑھا لیا تو نے ان کی کشتی کو قصد کر کے پھاڑ ڈالا تاکہ تو کشتی والوں کو ڈبودے البتہ عجیب بات تجھ سے ہوئی پھر دونوں چلے سو اچانک دونوں نے ایک لڑکے کو دیکھا جو لڑکوں کے ساتھ کھیلا تھا سو خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ کر کاٹ ڈالا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کیا تو نے مار ڈالا معصوم جان کو بغیر بدلے جان کے البتہ تجھ سے برا کام ہوا، خضر علیہ السلام نے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تجھ سے میرے ساتھ رہا نہ جائے گا اللہ کے اس قول تک، سو انہوں نے نہ ہماری ضیافت کی نہ ہم

قَالَ لَهُ الْخَضِرُ يَا مُوسَى إِنَّكَ عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَكَهُ اللَّهُ لَا أَعْلَمُهُ وَأَنَا عَلَىٰ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلَّمَنِيهِ اللَّهُ لَا تَعْلَمُهُ قَالَ بَلَىٰ أَتَّبِعُكَ قَالَ ﴿فَإِنْ أَتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحَدِّثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ فَاَنْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلَى السَّاحِلِ فَمَرَّتْ بِهِمْ سَفِينَةٌ فَعَرَفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوهُمْ فِي سَفِينَتِهِمْ بِغَيْرِ نَوْلٍ يَقُولُ بِغَيْرِ أَجْرٍ فَرَكَبَا السَّفِينَةَ قَالَ وَوَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ فَعَمَسَ مِيقَارَهُ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسَى مَا عَلَّمْتُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارٌ مَا عَمَسَ هَذَا الْعُصْفُورُ مِيقَارَهُ قَالَ فَلَمَّ يَفْجَأُ مُوسَى إِذْ عَمَدَ الْخَضِرُ إِلَى قَدُومٍ فَحَرَّقَ السَّفِينَةَ فَقَالَ لَهُ مُوسَى قَوْمٌ حَمَلُونَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَ إِلَيْنَا سَفِينَتَهُمْ فَحَرَقْتَهَا ﴿لَتَفْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جَنَّتْ﴾ الْآيَةَ فَاَنْطَلَقَا إِذَا هُمَا بِعِلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الْعِلْمَانِ فَاخَذَ الْخَضِرُ بِرَأْسِهِ فَقَطَعَهُ قَالَ لَهُ مُوسَى ﴿أَقْتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جَنَّتْ شَيْئًا نُّكْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ فَأَبَوْا أَنْ يُصَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ ﴿فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا فَاَقَامَهُ﴾ فَقَالَ لَهُ مُوسَى إِنَّا دَخَلْنَا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَلَمْ

کو کھانا کھلایا اگر تو چاہتا تو دیوار سیدھی کرنے کی مزدوری لیتا؟ کہا خضر علیہ السلام نے اس وقت میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے سواب میں بتلاؤں تجھ کو تاویل ان تینوں باتوں کی جن پر تو صبر نہ کر سکا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے جی نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تاکہ ان کا بہت قصہ ہم کو معلوم ہوتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما پڑھتے تھے وکان امامہم ملک یاخذ کل سفینة سالحة غصبا واما الغلام فكان کافرا یعنی ورائہم کی جگہ امامہم پڑھتے تھے اور سفینہ کے آگے صالحہ کا لفظ زیادہ کرتے تھے اور غلام کے آگے لفظ کافر کا زیادہ کرتے تھے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا ہم بتلا میں تم کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں۔

۴۳۵۹۔ مصعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہہ کیا ہم بتلا میں تجھ کو جو زیادہ تر خسارہ پانے والے ہیں عملوں میں کہ کیا وہ لوگ حروریہ یعنی خارجی ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں وہ یہود و نصاریٰ ہیں، یہود نے تو محمد ﷺ کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے بہشت سے انکار کیا کہا کہ بہشت میں نہ کھانا ہے نہ پینا اور حروریہ وہ لوگ ہیں جو توڑتے ہیں عہد اللہ کا پیچھے مضبوطی اس کی کے اور سعد ان کا نام فاسقین رکھتے تھے۔

يُضَيِّفُونَا وَلَمْ يُطْعَمُونَا ﴿لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا قَالِ هَذَا لِرِوَاقِ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَدِدْنَا أَنَّ مُوسَى صَبَرَ حَتَّى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا قَالِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ صَالِحَةٍ غَضَبًا وَرَأْمًا الْغُلَامُ فَكَانَ كَافِرًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾.

۴۳۵۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ هُمُ الْحَرُورِيُّةُ قَالَ لَا هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى أَمَّا الْيَهُودُ فَكَذَّبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا النَّصَارَى فَكَفَرُوا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا لَا طَعَامَ فِيهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُورِيُّةُ ﴿الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ﴾ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيهِمُ الْفَاسِقِينَ.

فائدہ: حرور ایک گاؤں کا نام ہے جس جگہ سے پہلے پہل خارجیوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب حروریہ نے خروج کیا تو میں نے اپنے باپ سے کہا کیا یہی لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ نے یہ آیت

اتاری اور حاکم نے ابو ظفیل سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہروان والے یعنی خارجی انہیں لوگوں میں سے ہیں اور عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل حروران میں سے ہیں اور شاید یہی سبب ہے پوچھنے مصعب رضی اللہ عنہ کے کا اپنے باپ کو اس آیت سے اور جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے وہ بعید نہیں اس واسطے کہ لفظ اس کو شامل ہے اگرچہ سبب مخصوص ہے اور نسائی کی روایت میں من بعد میثاقہ کے بعد اتنا زیادہ ہے ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل الی الفاسقین کہا یزید نے اسی طرح میں نے یاد رکھا میں کہتا ہوں اور وہ خود اس کی غلطی ہے یا اس سے نیچے کے راوی کی غلطی ہے اور صواب خاسرون ہے اور یہ جو کہا کہ سعد ان کا نام فاسق رکھتے تھے تو شاید یہی سبب ہے غلطی مذکور کا اور حاکم کی روایت میں ہے الخوارج قوم زاغوا فاذاغ اللہ قلوبہم یعنی خارجی وہ لوگ ہیں جو پھر گئے سو اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا اور یہی ہے وہ آیت جس کے اخیر میں فاسقین ہے اور شاید اختصار کرنے کی وجہ سے یہ غلطی ہوئی اور شاید سعد نے دونوں آیتوں کو اکٹھا ذکر کیا تھا اس کو جو بقرہ میں ہے اور اس کو جو صف میں ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن مردویہ نے مصعب رضی اللہ عنہ سے کہ ایک خارجی نے سعد کی طرف نظر کی سو کہا کہ یہ کفر کے اماموں سے ہے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے میں نے کفر کے اماموں سے لڑائی کی تو دوسرے نے کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے عمل اکارت ہوئے تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا ہے یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی نشانیوں سے اور اس کے ملنے سے سوٹ گئے عمل ان کے سو نہ کھڑا کریں گے ہم ان کے واسطے قیامت کے دن کوئی ترازو۔

بَابُ ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ﴾ الْآيَةُ.

۴۳۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حال یوں ہے کہ البتہ بڑا مونا مرد قیامت کے دن آئے گا اللہ کے نزدیک چھھر کے پر کے برابر اس کی قدر نہ ہوگی اور فرمایا کہ اس کی سند قرآن سے پڑھ لو کہ اللہ فرماتا ہے کہ نہ کھڑے کریں گے ہم ان کے واسطے ترازو اور روایت ہے یحییٰ بن بکیر سے اس نے روایت کی مغیرہ سے اس نے ابو زناد سے اس کی مثل۔

۴۳۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا الْمُغْبِرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلَ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَأُوا ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا﴾

وَعَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ مِثْلَهُ.

فائدہ: اس سے پہلے باب میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے اس میں یہ بیان ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتری جن کے عمل اکارت ہوئے اور یہ جو کہا کہ پڑھو تو احتمال ہے کہ اس کا قائل صحابی ہو یا مرفوع ہو مانند باقی حدیث کے۔ (فتح)

سُورَةُ مَرْيَمَ

سورۃ مریم کی تفسیر کا بیان

فائدہ: روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ کاف کریم سے ہے اور ہادی سے اور یا حکیم سے اور عین علیم سے اور صادق سے اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کھنقہ قسم ہے اللہ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے اور وہ اس کے ناموں میں سے ہے اور یہی روایت ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ قرآن کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾
اللَّهُ يَقُولُهُ وَهُمْ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُونَ وَلَا
يُبْصِرُونَ ﴿فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ يَعْنِي
قَوْلَهُ ﴿أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ﴾ الْكُفَّارَ
يَوْمَئِذٍ أَسْمِعْ شَيْءٍ وَأَبْصُرُهُ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر ﴿اسمع بهم و ابصر﴾ کی کہ اللہ کہے گا ان کو اور وہ آج نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں ظاہر گمراہی میں ہیں یعنی مراد ساتھ قول اس کے کے ﴿اسمع بهم و ابصر﴾ کافر لوگ ہیں کہ قیامت کے دن سب چیزوں سے زیادہ سننے والے اور زیادہ دیکھنے والے ہوں گے۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن زیادہ سننے والے اور دیکھنے والے ہوں گے اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ سنیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو سننا اور دیکھیں گے جب کہ نہ نفع دے گا ان کو دیکھنا۔

﴿لَارْجُمَنَّكَ﴾ لَأَسْتَمَنَّكَ.

یعنی لارجمنک کے معنی ہیں کہ البتہ میں تجھ کو برا کہوں گا۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿یا ابراہیم لان لم تنته لارجمنک﴾ یعنی اے ابراہیم! اگر تو باز نہ رہے گا تو میں تجھ کو گالی دوں گا۔

یعنی وراء یا کے معنی ہیں دیکھنے والے۔

﴿وَرَاءَ يَاءٍ﴾ مَنْظَرًا.

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿وكم اهلكننا من قرون هم احسن اثاثا وراءيا﴾ یعنی ہم نے ان سے پہلے بہت قرون ہلاک کیے جو بہتر تھے اسباب میں اور نمود میں۔

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے کہ توڑھم کے معنی ہیں ابھارتے ہیں ان کو گناہوں کی طرف ابھارتا یعنی اس آیت میں ﴿انا ارسلنا الشیاطین علی الکافرین توڑھم ازا﴾ یعنی ہم نے بھیجا ہے شیطانوں کو کافروں پر کہ ابھارتے ہیں ان کو ابھارنا۔

یعنی کہا مجاہد نے کہ ادا کے معنی ہیں کج یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿لقد جتتمہ شینا ادا﴾۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وردا کے معنی ہیں پیاسے یعنی اس آیت میں ﴿ونسوق المجرمین الی جہنم وردا﴾ یعنی ہانکیں گے ہم گنہگاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے۔

یعنی اثاثا کے معنی ہیں مال۔

فائدہ: قنادہ سے روایت ہے ﴿احسن اثاثا ورنیا﴾ کی تفسیر میں کہ زیادہ مال میں اور زیادہ صورت میں۔

یعنی ادا کے معنی ہیں بڑی بات۔

یعنی اور رکرا کے معنی ہیں آواز۔

یعنی غیا کے معنی ہیں خسارہ۔

یعنی بکیا جمع ہے اس کا واحد بکاء ہے اللہ نے فرمایا

﴿خروا سجدا وبکیا﴾۔

یعنی صلیا بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ہم اولیٰ بہا صلیا﴾

مصدر ہے صلی یصلی کا ساتھ زیر لام کے ماضی میں اور

زبر اس کی کے مضارع میں باب سمع یسمع سے۔

یعنی ندیا اور نادى کے معنی ہیں مجلس اللہ کے اس قول

میں ﴿احسن ندیا﴾ یعنی کون فرقہ دونوں میں سے ہے

نیک مجلس میں۔

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ فلیمدد کے معنی ہیں کہ اس کو چھوڑ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ «تَوَزَّهُمْ أَرَا»
تَزَعَجُهُمْ إِلَى الْمَعَاصِي إِزْعَاجًا.

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «إِذَا» عَوَجًا.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «وَرَدًا» عِطَاشًا.

«إِثَاطَا» مَالًا.

«إِذَا» قَوْلًا عَظِيمًا.

«رَكْرَا» صَوْتًا.

«غِيَا» خُسْرَانًا.

«بِكِيَا» جَمَاعَةً بَاكٍ.

«صَلِيَا» صَلِيَّ يَصَلِي.

«نَدِيَا» وَالنَّادِي وَاحِدٌ مَجْلِسًا.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «فَلْيَمَدِّدْ» فَلْيَدَعُهُ.

دیتا ہے یعنی مہلت دیتا ہے اس کو ایک مدت تک اور وہ ساتھ لفظ امر کے ہے اور مراد ساتھ اس کے خبر ہے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ڈرا ان کو حضرت کے دن سے یعنی پچھتانی کے دن سے۔

۴۳۵۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لائی جائے گی موت ماہند صورت مینڈھے سفید اور سیاہ رنگ کی تو کوئی پکارنے والا پکارے گا اے بہشتیو! تو وہ گردنیں دراز کر کے دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہے پھر پکارے گا اے دوزخیو! سو وہ گردنیں دراز کریں گے اور دیکھیں گے سو وہ کہے گا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ دوزخی کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور سب نے اس کو دیکھا ہوا ہے پھر موت ذبح کی جائے گی پھر کہا جائے گا کہ اے بہشتیو! تم ہمیشہ بہشت میں رہو گے تم کو موت نہیں اور اے دوزخیو! تم ہمیشہ دوزخ میں رہو گے تم کو موت نہیں پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ ڈرنا دے ان کو حسرت کے دن سے جب فیصل ہو چکے گا کام اور وہ غفلت میں ہوں گے اور یہ جو غفلت میں ہیں مراد اس سے اہل دنیا ہیں یعنی اس واسطے کہ آخرت غفلت کا گھر نہیں اور وہ ایمان نہیں لاتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مینڈھا سفید اور سیاہ رنگ کی صورت پر تو حکمت اس میں یہ ہے کہ بہشتیوں اور دوزخیوں کی

دونوں صفت کو یعنی سفیدی اور سیاہی کو جمع کیا جائے گا اور اس حدیث کی شرح رقائق میں آئے گی۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے پیچھے ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾

۴۳۵۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ أَمْلَحَ فَيُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَبُونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَأَاهُ ثُمَّ يُنَادِي يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَبُونَ وَيَنْظُرُونَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَأَاهُ فَيَذْبَحُ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ أَهْلَ الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾

فائدہ: قنادہ سے روایت ہے کہ ﴿مابین ایدینا﴾ سے مراد آخرت ہے اور ﴿ما خلفنا﴾ سے مراد دنیا ہے اور ﴿ما بین ذلک﴾ سے مراد وہ چیز ہے جو دونوں نفخوں کے درمیان ہے۔

۴۳۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجَبْرِئِيلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾۔

۴۳۶۲ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا چیز منع کرتی ہے تجھ کو یہ کہ تو ہم سے ملاقات کرے زیادہ اس سے کہ ملاقات کرتا ہے سو یہ آیت اتری کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام چالیس دن حضرت ﷺ کے پاس نہ آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل! تو نہیں اترایاں تک کہ مجھ کو تیری طرف اشتیاق ہو جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو بھی آپ کا اشتیاق تھا لیکن میں مامور ہوں اللہ کے حکم کا تابع ہوں اور اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم بھیجا کہ اس سے کہہ کہ ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے اور ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ جب قریش نے حضرت ﷺ سے اصحاب کہف کا حال پوچھا تو پندرہ دن وحی نہ اتری پھر جب جبرئیل علیہ السلام اترے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے دیر کی تو یہ آیت اتری اور حکایت کی ہے داؤدی نے اس جگہ میں کلام بیچ مشکل جانے نزول وحی کے قضایا حادثہ میں باوجود اس کے کہ قرآن قدیم ہے اور جواب اس کا واضح ہے میں اس کے ساتھ مشغول نہیں ہوتا لیکن میں نے کتاب التوحید میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

تنبیہ: امر کے معنی اس آیت میں اذن کے ہیں ساتھ دلیل سب نزول مذکور کے اور احتمال ہے کہ مراد حکم ہو یعنی اترتے ہیں ہم ساتھ اللہ کے حکم کے جو اپنے بندوں کو کرتا ہے ساتھ اس چیز کے جو ان پر واجب کی یا حرام کی اور احتمال ہے کہ مراد عام تر ہو نزدیک اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے محمول کرنے لفظ کے کو اپنے سب معنوں پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَفْرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا﴾۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ بھلا تو نے دیکھا اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا مجھ کو ملنا ہے مال

اور اولاد۔

۴۳۶۳ - حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ رَوَاهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجَبْرِئِيلَ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾۔

۴۳۶۳ - مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خباب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ میں عاص بن وائل کے پاس آیا اپنے حق کا تقاضا

کرتا تھا جو اس کے ذمہ تھا اس نے کہا میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو یعنی ان کی پیغمبری کو نہ مانے میں نے کہا میں کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو اس نے کہا البتہ میں مر جاؤں گا پھر زندہ ہوں گا؟ میں نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ مجھ کو وہاں مال اور اولاد ملنا ہے سو میں تجھ کو تیرا قرض ادا کر دوں گا سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو ملنا ہے مال اور اولاد روایت کیا ہے اس کو ان پانچ راویوں نے اعمش سے۔

مَسْرُوقٍ قَالَ سَمِعْتُ خَبَابًا قَالَ جَنَّتِ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ اتَّقَاصَاهُ حَقًّا لِي عِنْدَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَا حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تَبِعْتُ قَالَ وَإِنِّي لَمَيِّتٌ نَمَّ مَبْعُوثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّ لِي هُنَاكَ مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَهُ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأَتُورِثَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ وَحَفْصُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ.

فائدہ: عاص والد ہے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ صحابی مشہور کا اس کی جاہلیت میں بڑی قدر تھی اس کو مسلمان ہونے کی توفیق نہیں ملی، کہا کلبی نے کہ وہ قریش کے حاکموں سے تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی جب کہ وہ مسلمان ہوئے اور وہ مکے میں مرا ہجرت سے پہلے اور وہ ایک ہے مستہزئین سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے گدھے پر سوار تھا گدھے نے اس کو کانٹے پر ڈالا وہ کانٹا اس کے پاؤں میں لگا اس کا پاؤں سوچ گیا پھر اسی سبب سے وہ مر گیا اور اس کا حق اس پر تھا کہ اس نے اس کے واسطے تلوار بنائی تھی، خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لو ہار تھا یہ جو کہا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو تو مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر وہ مرکز زندہ ہو تو خباب رضی اللہ عنہ کافر ہو گا لیکن اس کی مراد یہ نہیں کہ جب تو مرکز زندہ ہو گا اس وقت میں کافر ہوں گا اس واسطے کہ اس وقت کفر متصور نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تو جزا کا وقت ہے تو گویا کہ مراد اس کی یہ ہے کہ میں کبھی کافر نہیں ہوں گا اور نکتہ بیچ تعبیر کرنے اس کے ساتھ بعثت کے عار دلانا عاص کا ہے ساتھ اس کے کیونکہ وہ اس کے ساتھ ایسا نہیں لاتا اور ساتھ اس تقدیر کے دور ہو گا اعتراض اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے اس کے اس قول کو سو کہا اس نے معلق کیا ہے کفر کو اور جو کفر کو معلق کرے کافر ہو جاتا ہے اور جواب دیا اس نے ساتھ اس طور کے کہ خطاب کیا اس نے عاص کو ساتھ اس چیز کے کہ اس کا اعتقاد رکھتا تھا پس معلق کیا ساتھ اس چیز کے جو محال ہے اس کے گمان میں اور پہلی تقدیر بے پرواہ کرتی ہے اس جواب سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ قَالَ مَوْثِقًا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار۔

۴۳۶۲۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکے میں

۴۲۶۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا

سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّخْطِيِّ عَنْ
مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا بِمَكَّةَ
فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ سَيْفًا
فَجُنْتُ اتِّقَاضَهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى
تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قُلْتُ لَا أَكْفُرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ
يُحْيِيكَ قَالَ إِذَا أَمَاتَنِي اللَّهُ ثُمَّ بَعَثَنِي وَلِي
مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي
كَفَرَ بِآبَائِنَا وَقَالَ لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا أَطَّلَعَ
الْغَيْبَ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ قَالَ
مَوْثِقًا لَمْ يَقُلْ إِلَّا شَجْعِي عَنْ سُفْيَانَ سَيْفًا
وَلَا مَوْثِقًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ
وَنُمَدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا﴾.

لوہار تھا سو میں نے عاص بن وائل کے واسطے تلوار بنائی
تو میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا سو اس نے کہا کہ
میں تجھ کو نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ
کافر ہو میں نے کہا میں محمد ﷺ کے ساتھ کافر نہیں ہوں
گا یہاں تک کہ اللہ تجھ کو مارے پھر زندہ کرے، اس نے
کہا کہ جب اللہ نے مجھ کو مارا پھر زندہ کیا اور میرے
پاس مال اور اولاد ہوگا (تو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا)
سو اللہ نے یہ آیت اتاری بھلا تو نے دیکھا جو کافر ہوا
ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے کیا
غیب پر چھانک آیا ہے یا لیا ہے اللہ کے نزدیک قرار،
نہیں کہا اٹھی نے سفیان سے سیفا اور نہ موثقاً۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے یوں نہیں یعنی یہ اس کو
نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے
جائیں گے اس کو عذاب میں لمبا۔

۳۳۶۵۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جاہلیت
کے وقت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو
میں اس کے پاس آیا تقاضا کرتا تھا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو
نہ دوں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر جائے، میں
نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں کافر ہوں گا یہاں تک کہ اللہ تجھ
کو مارے پھر زندہ کرے اس نے کہا مجھ کو چھوڑ تا کہ میں
مروں پھر زندہ کیا جاؤں سو عنقریب مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے
یعنی مر کر جی اٹھنے کے بعد سو میں تجھ کو وہاں ادا کر دوں گا سو
یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے
اور کہا مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے۔

۴۲۶۵۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ
سَمِعْتُ أَبَا الصُّخْطِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ
عَنْ خَبَابٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ
وَكَانَ لِي ذَيْنٌ عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ قَالَ
فَاتَاهُ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لَا أُعْطِيكَ حَتَّى
تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَاللَّهِ
لَا أَكْفُرُ حَتَّى يُمِيتَكَ اللَّهُ ثُمَّ يُبْعَثُكَ قَالَ
فَدَرَنِي حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ أُبْعَثُ فَسَوْفَ
أُوتَى مَالًا وَوَلَدًا فَأَقْضِيكَ فَانزَلَتْ هَذِهِ

الْآيَةُ «أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتِينَ مَالًا وَوَلَدًا»

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ «وَنَرِيئُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا» وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «الْجِبَالُ هَذَا» هَذَا.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور ہم لے لیں گے اس کے مرے پر جو بتاتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا مال اور اولاد سے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت «وتنخر الجبال هدا» کے کہ ہدا کے معنی ہیں گرنا یعنی گر پڑیں گے پہاڑ گر کر۔

۴۲۶۶۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا قرضہ تھا سو میں اس کے پاس تقاضا کرتا آیا سو اس نے کہا کہ میں تجھ کو نہیں ادا کروں گا یہاں تک کہ تو محمد ﷺ کے ساتھ کافر ہو میں نے کہا کہ میں اس کے ساتھ کبھی کافر نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو مرے پھر زندہ ہو اس نے کہا کیا البتہ میں زندہ ہوں گا مرنے کے بعد سو جب میں اپنے مال اور اولاد کی طرف پھروں گا تو تجھ کو ادا کر دوں گا، کہا خباب رضی اللہ عنہ نے سو یہ آیت اتری بھلا تو نے دیکھا جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے اور کہا کہ مجھ کو مال اور اولاد ملنا ہے، کیا جھانک آیا ہے غیب پر یا لیا ہے اللہ کے نزدیک عہد یوں نہیں یعنی یہ اس کو نہیں ملے گا ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے اور بڑھاتے جائیں گے اس کو عذاب میں لبا اور لے لیں گے ہم اس کے مرنے کے بعد جو کہتا ہے اور آئے گا ہمارے پاس اکیلا۔

فائدہ: بیان کی ہے اس میں بخاری نے حدیث مذکور و کج کی روایت سے اور سیاق اس کا پورا ہے مانند سیاق ابو معاویہ کے اور لیا جاتا ہے اس سیاق سے جواب اس بات سے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے ان آیتوں کو ان ابواب میں کیوں وارد کیا باوجود اس کے کہ قصہ ایک ہے سو شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ وہ سب آیتیں اس قصے میں اتریں ساتھ دلیل اس پچھلی روایت کے اور جو اس کے موافق ہے۔ (فتح)

سورہ طہ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ طه

قال ابن جبير بالبَطِيَّةِ أَي طَه يَارَجُلُ . کہا ابن جبیر نے بطنی زبان میں طہ کے معنی ہیں اے مرد فائدہ: اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے سچ تفسیر طہ کے کہا وہ مانند قول تیرے کی ہے اے محمد! حبش کی زبان میں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نام ہے اللہ کے ناموں سے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے تھے اور دوسرا اٹھائے رکھتے تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری طہ یعنی دونوں پاؤں زمین پر رکھ اور روایت ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کلام کیا تو اللہ کے خوف سے اپنے پنجوں نے بل کھڑے ہوئے سو اللہ نے فرمایا طہ یعنی اطمینان سے کھڑا ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ طہ سورہ کے ناموں میں سے ہے۔ (فتح)

يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ أَوْ فِيهِ لَكِنَّتَ هُوَ يَصَافُ نَهْ بَوْلُ سَكَّهْ تُو وَهْ عَقْدَهْ هَيْ يَعْنِي اس كِي زبَان ميں گرہ هے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واحلل عقدة من لساني﴾ یعنی کھول دے گرہ میری زبان سے۔

یعنی ازری کے معنی ہیں میری پیٹھ اللہ نے فرمایا ﴿اشدد ازري﴾ ظہری۔

بہ ازری﴾ یعنی مضبوط کر اس کے ساتھ میری کمر کو۔
یعنی فیسحتکم کے معنی ہیں تم کو ہلاک کرے گا اللہ نے فرمایا ﴿لا تفتروا على الله كذبا فیسحتکم﴾۔

یعنی مثلی تائیت ہے مثل کی اللہ نے فرمایا ﴿ويذهبنا بطريقتكم المثلی﴾ یعنی چاہتے ہیں کہ تمہارے عمدہ دین کو دور کریں کہا جاتا ہے پکڑ مثلی کو اور لے مثل کو یعنی دین کو۔

یعنی اللہ نے فرمایا پھر آؤ تم صف میں کہا جاتا ہے کیا تو آج صف میں آیا تھا یعنی عید گاہ میں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے یعنی صف کے معنی اللہ کے اس قول میں عید گاہ کے ہیں۔

﴿لَمَّا اتُّوا صَفًّا﴾ يُقَالُ هَلْ أَتَيْتَ الصَّفَّ الْيَوْمَ يَعْنِي الْمُصَلِّي الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ.

یعنی فوج جس کے معنی ہیں اپنے دل میں خوف پایا سو دور ہوئی واؤ خیفہ سے واسطے زیرخ کے۔
﴿فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ﴾ اَضْمَرَ خَوْفًا فَذَهَبَتِ الْوَأْوُ مِنْ ﴿خَيْفَةً﴾ لِكَسْرَةِ الْحَاءِ.

فائدہ: یعنی خیفہ در اصل خوفنا تھا سو بدل گئی واؤ ساتھ ہی کے واسطے زیر ماقبل کے یعنی اللہ کے اس قول میں

﴿فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً﴾۔

یعنی ﴿فِي جُدُوعِ النَّخْلِ﴾ کے معنی ہیں میں سولی
دوں گاتم کو کھجور کی شاخوں پر۔

﴿فِي جُدُوعِ﴾ اُنّی عَلٰی جُدُوعِ

النَّخْلِ.

خطبک کے معنی ہیں بالک یعنی کیا حال ہے

﴿خَطْبُكَ﴾ بِاللَّك.

تیرا اے سامری!

یعنی مساس مصدر ہے ماسہ کا یعنی اللہ کے قول میں

﴿مَسَّسَ﴾ مَصْدَرُ مَاسَهُ مِسَّاسًا.

﴿فَان لَّكَ فِي الْحَيَاةِ اِنْ تَقُولَ لَا مَسَّاسَ﴾ یعنی جا
تجھ کو زندگی میں اتنا ہے کہ کہا چھوٹا ممکن نہیں۔

یعنی لَنَسْفَنَهُ کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿ثُمَّ
لَنَسْفَنَهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا﴾ یہ ہیں پھر پھینکیں گے ہم اس
کو دریا میں اڑا کر۔

﴿لَنَسْفَنَهُ﴾ لَنَدْرِينَهُ.

یعنی قاعا کے معنی ہیں اس کے اوپر پانی آتا ہے یعنی اللہ
کے اس قول میں ﴿فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا﴾ یعنی پس
چھوڑے گا اس کا میدان برابر۔

﴿قَاعًا﴾ يَعْلُوهُ الْمَاءُ.

اور صفصف کہتے ہیں برابر ہموار زمین کو۔

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ مراد ساتھ زینت قوم کے اس
آیت میں ﴿اَوْ زَارًا﴾ اَوْ زَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ کے زیور ہے جو
انہوں نے فرعون کی قوم سے مانگ کر لیا تھا۔

وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِي مِنَ الْاَرْضِ.
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اَوْ زَارًا﴾ اَنْقَالًا ﴿مِنْ
زِينَةِ الْقَوْمِ﴾ وَهِيَ الْحُلِيُّ الَّتِي
اسْتَعَارُوا مِنْ اِلِ فِرْعَوْنَ.

فائدہ: روایت کیا ہے حاکم نے حدیث علی بن ابی طالب کے سے کہ قصد کیا سامری نے اس چیز کی طرف کہ قادر ہوا اس پر زیور
سے سواس کو پگھلا کر چھڑا بنایا پھر مٹی کی مٹھی اس کے پیٹ میں ڈالی پس اچانک وہ چھڑا تھا کہ اس کے واسطے آواز
تھی اور اسی حدیث میں ہے کہ پھر موسیٰ علیہ السلام نے چھڑے کی طرف قصد کیا اور اس کو جلا کر پانی میں پھینک دیا سو
چھڑے کے پوجنے والوں میں سے کسی نے اس سے پانی نہ پیا مگر کہ اس کا منہ زرد ہو گیا اور روایت کی ہے نسائی نے
حدیث دراز میں جس کو حدیث فتنوں کی کہا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب متوجہ ہوئے موسیٰ علیہ السلام واسطے
میقات رب اپنے کے تو ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل پر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم مصر سے نکلے اور فرعون کی قوم

کی تمہارے پاس امانتیں اور مانگی چیزیں ہیں اور میں مناسب جانتا ہوں کہ ایک گڑھا کھودا جائے اور جو اسباب ان کا تمہارے پاس ہے اس میں ڈال کر جلایا جائے اور سامری گائے پوجنے والوں میں سے تھا اور بنی اسرائیل کا ہمسایہ تھا سو ان کے ساتھ اٹھایا گیا سو اس نے ایک نشان دیکھا اس میں سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی پھر ہارون علیہ السلام پر گزرا تو ہارون علیہ السلام نے اس سے کہا کہ کیا تو نہیں پھینکتا جو تیرے ہاتھ میں ہے؟ اس نے کہا میں اس کو نہیں پھینکوں گا یہاں تک کہ تو دعا کرے اللہ سے یہ کہ ہو جائے جو میں چاہتا ہوں ہارون علیہ السلام نے اس کے واسطے دعا کی تو اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک پتھر اہو اس کے واسطے پیٹ سے آواز کرے، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے واسطے جان نہ تھی یعنی بے جان تھا ہو اس کی مقعد سے اس کے اندر داخل ہوتی تھی اور اس کے منہ سے نکلتی تھی سو وہ آواز اسی سبب سے تھی تو بنی اسرائیل اس وقت کئی فرقے ہو گئے، الحدیث۔ (فتح)

یعنی قذفتھا کے معنی ہیں ہم نے اس کو ڈالا۔

فَقَذَفْتُهَا فَالْقَيْتُهَا.

یعنی القی کے معنی ہیں بنایا اللہ کے اس قول میں

﴿الْقَى﴾ صَنَّعَ.

﴿كَذَلِكَ الْقَى السَّامِرَى﴾ یعنی اسی طرح بنایا واسطے

ان کے سامری نے۔

یعنی اللہ کے قول ﴿فَنَسِيَ مُوسَى﴾ کے معنی ہیں کہ

﴿فَنَسِيَ﴾ مُوسَى هُمْ يَقُولُونَ أَخْطَا
الرَّبَّ.

سامری اور اس کے تابعدار کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام چونکہ

گیا اپنے رب سے کہ اس کو چھوڑ کر اور جگہ گیا۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ بھلا یہ نہیں دیکھتے

﴿لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا﴾ الْعِجْلُ.

کہ پھر ان کو جواب نہیں دیتا۔

یعنی اللہ کے اس قول ﴿فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا﴾ میں

﴿هَمْسًا﴾ حِسُّ الْأَقْدَامِ.

ہمسا کے معنی ہیں کہ آواز اور آہٹ قدموں کی۔

﴿حَسْرَتِي أَعْمَى﴾ عَنْ حُجَّتِي ﴿وَقَدْ

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ کیوں اٹھایا تو نے مجھ کو

اندھا یعنی میری حجت سے اور میں تھا دیکھتا یعنی دنیا میں۔

یعنی اور کہا ابن عیینہ نے اللہ کے اس قول میں ﴿امْثَلَهُمْ

طَرِيقَةً﴾ کہ امثلہم کے معنی ہیں درمیانی راہ۔

كُنْتُ بَصِيرًا﴾ فِي الدُّنْيَا.

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿امْثَلَهُمْ﴾ أَعْدَلَهُمْ

طَرِيقَةً.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں ﴿فَلَا

يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا﴾ هَضْمًا کے معنی ہیں کہ نہ ظلم

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَضْمًا﴾ لَا يُظْلَمُ

فِيهِمْ مِنْ حَسَنَاتِهِ.

کیا جائے گا کہ اس کی نیکیوں سے کچھ گھٹایا جائے۔

یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا اَمْتًا﴾ عوجا کے معنی ہیں وادی اور امتا کے معنی ہیں بلندی۔
یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿سِيرَتَهَا الْاُولَىٰ﴾ سیرت کے معنی ہیں اس کی پہلی حالت۔

یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ان فِي ذٰلِكَ لآيَاتٍ لِّاُولِي النُّهَىٰ﴾ نہی کے معنی ہیں تقویٰ یعنی اس میں نشانیاں ہیں واسطے پرہیزگاروں کے۔

یعنی ضنکا کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿مَعِيشَةٌ ضَنكًا﴾ بدبختی ہیں یعنی گزران میں۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث میں ہے کہ مراد معیشتہ ضنکا سے عذاب قبر کا ہے اور کہتے ہیں کہ ضنکا کے معنی تنگ ہیں۔ (بخ)

یعنی ہوی کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿وَمَنْ يَحِلَّلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ﴾ بد بخت ہوا یعنی جس پر میرا غضب اترا وہ بد بخت ہوا۔

یعنی مقدس کے معنی ہیں مبارک اللہ کے اس قول میں ﴿اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ نام وادی کا ہے۔
یعنی بملکنا کے معنی ہیں اپنے حکم سے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿مَا اخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا﴾ بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے۔

یعنی مکان سوی کے معنی ہیں کہ اس کی مسافت دونوں کے درمیان برابر ہو اللہ کے اس قول میں ﴿لَا نَخْلَفُہٗ نَحْنُ وَلَا اَنْتَ مَكَانًا سُوًى﴾ یعنی نہ خلاف کریں اس کو ہم اور نہ تو درمیان شہر کے۔

اور بیسا کے معنی ہیں خشک یعنی اللہ کے اس قول میں

﴿عِوَجًا وَّادِيًا وَّلَا اَمْتًا﴾ رَابِعَةٌ.

﴿سِيرَتَهَا﴾ حَالَتَهَا ﴿الْاُولَىٰ﴾.

﴿النُّهَىٰ﴾ التَّقَىٰ.

﴿ضَنكًا﴾ الشَّقَاءُ.

﴿هَوًى﴾ شَقِيًّا.

بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ ﴿طُوًى﴾

اسْمُ الْوَادِي.

﴿بِمَلْكِنَا﴾ بِاَمْرِنَا.

﴿مَكَانًا سُوًى﴾ مَنصَفٌ بَيْنَهُمَا.

﴿بَيْسًا﴾ يَابِسًا.

﴿فَاضْرِبْ لَهُم طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا﴾ یعنی کہ
واسطے ان کے دریا میں راہ خشک۔

یعنی قدر کے معنی ہیں اپنے وعدے کی جگہ میں اللہ کے
اس قول میں ﴿ثُمَّ جِئْتِ عَلِيَّ قَدْرًا يَا مُوسَى﴾۔
یعنی لا تنیا کے معنی ہیں نہ ضعیف ہو جاؤ اللہ کے اس
قول میں ﴿وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي﴾۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بنایا میں نے تجھ کو
خاص اپنے واسطے۔

۴۳۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ طے آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام ،
موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے آدمیوں
کو بد بخت کیا اور ان کو بہشت سے نکالا کہا آدم علیہ السلام نے کہ تو
ہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی پیغمبری سے برگزیدہ کیا اور
تجھ کو خاص اپنے واسطے چن لیا اور تجھ پر تورات اتاری ،
موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! کہا کیا تو نے اس گناہ کو پایا کہ اللہ نے
میری تقدیر میں لکھا تھا میرے پیدا کرنے سے پہلے، موسیٰ علیہ السلام
نے کہا ہاں! توجیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے۔

اور ہم کے معنی ہیں سمندر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی البتہ ہم نے حکم بھیجا
موسیٰ علیہ السلام کو کہ لے نکل میرے بندوں کو رات میں پھر
ڈال دے ان کو سمندر میں راہ خشک نہ خطرہ تجھ کو
آپکڑنے کا نہ ڈر پھر پیچھے لگا ان کے فرعون اپنے لشکر
لے کر پھر گھیر لیا ان کو پانی نے جو گھیرا اور گمراہ کیا فرعون

﴿عَلَىٰ قَدْرٍ﴾ مَوْعِدٍ.

﴿لَا تَنِيَا﴾ تَضْعَفًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاصْطَفَعْنَاكَ لِنَفْسِي﴾.

۴۳۶۷۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّقَىٰ آدَمَ وَمُوسَىٰ فَقَالَ
مُوسَىٰ لِآدَمَ أَنْتَ الَّذِي أَشَقَيْتَ النَّاسَ
وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ
مُوسَىٰ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ
وَاصْطَفَاكَ لِنَفْسِهِ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَةَ
قَالَ نَعَمْ قَالَ فَوَجَدْتَهَا كَتَبَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ
يَخْلُقَنِي قَالَ نَعَمْ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَىٰ.

الْيَمُّ الْبَحْرُ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ
أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُم طَرِيقًا
فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا
تَخْشَىٰ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ
فَغَشِيَهُمْ مِنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ وَأَضَلَّ

نے اپنی قوم کو اور راہ نہ دکھائی۔

۴۳۶۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے اور یہود عاشورے کا روزہ رکھتے تھے تو ان سے اس روزے کا سبب پوچھا انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم قریب تر ہیں ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے ان سے سو تم بھی عاشورے کا روزہ رکھو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ نہ نکال دے تم دونوں کو بہشت سے یعنی شیطان سو تو بد بخت ہو جائے۔

۴۳۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بحث کی موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے سو آدم علیہ السلام سے کہا کہ تو وہی ہے کہ تو نے اپنے گناہ سے لوگوں کو بہشت سے نکالا اور ان کو بد بخت کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! تو وہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھ کو اپنی کلام اور پیغمبری سے برگزیدہ کیا کیا تو مجھ کو ملامت کرتا ہے اس کام کے کرنے پر جو اللہ نے میری تقدیر میں لکھا تھا مجھے پیدا کرنے سے پہلے یا فرمایا کہ مقدر کیا تھا اس کو مجھ پر مجھے پیدا کرنے سے پہلے، حضرت ﷺ نے فرمایا سو جیت گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے۔

فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ﴿۴۳۶۸﴾

۴۳۶۸ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رُوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَالْيَهُودُ تَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا هَذَا الْيَوْمَ الَّذِي ظَهَرَ فِيهِ مُوسَى عَلَى فِرْعَوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَوْلَى بِمُوسَى مِنْهُمْ فَصُومُوهُ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى﴾

۴۳۶۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ النَّجَّارِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَاجَّ مُوسَى آدَمَ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ الَّذِي أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشَقَيْتَهُمْ قَالَ قَالَ آدَمُ يَا مُوسَى أَنْتَ الَّذِي اصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ أَتَلُوْنِي عَلَى أَمْرِ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي أَوْ قَدَرَهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَجَّ آدَمَ مُوسَى.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی۔

سورہ انبیاء کی تفسیر کا بیان

۴۳۷۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ بنی اسرائیل اور کہف اور مریم اور طہ اور انبیاء وہ پہلی پرانی سورتوں سے ہیں اور وہ قدیم سے محفوظ ہیں یعنی یہ پانچوں سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئی ہیں قرآن سے اور واسطے ان کے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے پیغمبروں کے قصوں اور خبروں سے۔

سُورَةُ الْاَنْبِيَاءِ
۴۳۷۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
عَنْدَرُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ
سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ قَالَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَالْكَهْفُ وَمَرْيَمُ
وَطه وَالْاَنْبِيَاءُ هُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاَوَّلِ وَهَنَّ
مِنْ تِلَادِي.

فائدہ: یہ جو کہا کہ بنی اسرائیل تو اصل سورہ بنی اسرائیل ہے سو حذف کیا گیا مضاف اور باقی رہا مضاف الیہ اپنی صورت پر اور اس کی شرح سبحان میں گزر چکی ہے اور زیادہ کیا ہے اس میں جو وہاں مذکور نہیں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ اس نے پانچ سورتیں پے در پے ذکر کیں اور اس کا متقاضی یہ ہے کہ وہ سب کے میں اتریں لیکن ان کی بعض آیتوں میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان کی بعض آیتیں مدنی ہیں اور نہیں ثابت ہوتی اس سے کوئی چیز اور جمہور اس پر ہیں کہ سب آیتیں مکی ہیں اور کم ہے جس نے اس کے برخلاف کہا۔ (فتح)

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿جَدَاذَا﴾ قَطَّعَهُنَّ.

اور کہا قتادہ نے کہ جذاذا کے معنی ہیں ان کو
ٹکڑے ٹکڑے کر کے کیا۔

یعنی اور کہا حسن بصری رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَكُلِ فِي فَلَكٍ يَسْبُحُونَ﴾ کے کہ گھومتے ہیں آسمان میں مانند بیڑے چرنے کی۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فِي فَلَكٍ﴾ مِثْلَ فَلَكَةِ
الْمِغْرَلِ ﴿يَسْبُحُونَ﴾ يَدُورُونَ.

فائدہ: اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ گھومتے ہیں گرد اس کے اور مجاہد سے روایت ہے کہ آسمان میں مانند چکی کے لوہے کی۔ (فتح)

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نفثت کے معنی ہیں چر گئیں اللہ نے فرمایا ﴿اذْ نَفَثْتَ فِي غَنَمِ الْقَوْمِ﴾ جب چر گئیں اس میں بکریاں ایک قوم کی رات کو۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿نَفَثْتَ﴾ رَعَتْ لَيْلًا.

اور یصحون کے معنی ہیں منع کی جائیں گی اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا هُمْ مَنَا يَصْحَبُونَ﴾ یعنی اور نہ ان کو کوئی

﴿يُصْحَبُونَ﴾ يُمْنَعُونَ.

ہمارے عذاب سے بچائے گا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہ ہماری طرف سے مدد نہ کیے جائیں گے۔

یعنی اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ تمہارا دین ایک ہے اللہ نے فرمایا ﴿ان هذه امتکم امة واحدة﴾۔

اور کہا عکرمہ نے کہ حسب کے معنی حبش کی زبان میں لکڑیاں ہیں اللہ نے فرمایا ﴿انکم وما تعبدون من دون اللہ حسب جہنم﴾۔

اور عکرمہ کے غیر نے کہا کہ احسوا کے معنی ہیں جب ان کو توقع ہوئی مشتق ہے احسست سے اللہ نے فرمایا ﴿فلما احسوا باسنا اذا هم منها یرکضون﴾ یعنی جب آہٹ پائی انہوں نے ہماری آفت کی تو اچانک وہ وہاں دوڑنے لگے۔

یعنی خامدین کے معنی ہیں بجھے پڑے اللہ نے فرمایا ﴿جعلنا ہم حصیدا خامدین﴾ یعنی یہاں تک کہ کر دیا ہم نے ان کو کاٹ کر ڈھیر مانند آگ بجھی ہوئی کی۔ یعنی حصیدا کے معنی ہیں جڑ سے اکھاڑا گیا واقع ہوتا ہے واحد پر اور ثثنیہ پر اور جمع پر۔

اور يستحسرون کے معنی ہیں نہیں تھکتے اور اسی سے ماخوذ ہے حسیر یعنی تھکا ہوا اور حسرت بعیری یعنی میں نے اپنے اونٹ کو تھکایا اللہ نے فرمایا ﴿لا یتکبرون عن عبادتہ ولا یتحسرون﴾۔ یعنی عمیق کے معنی ہیں دور تھا۔

یعنی نکسوا کے معنی ہیں اوندھے ہوئے اپنے سروں پر اللہ نے فرمایا ﴿ثم نکسوا علی رؤوسہم﴾ اور لبوس کے معنی ہیں زر ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وعلمناہ

﴿أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ قَالَ دِينُكُمْ دِينٌ وَاحِدٌ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿حَصْبٌ حَطْبٌ بِالْحَبَشِيَّةِ.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَحْسُوا﴾ تَوَقَّعُوا مِنْ أَحْسَسْتُ.

﴿خَامِدِينَ﴾ هَامِدِينَ.

وَالْحَصِيدُ مُسْتَأْصَلٌ يَقَعُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ. ﴿لَا يَسْتَحْسِرُونَ﴾ لَا يُعْيُونَ وَمِنْهُ ﴿حَسِيرٌ﴾ وَحَسْرَتٌ بَعِيرِيٌّ.

عَمِيقٌ بَعِيدٌ. (الحج: ۲۷) نَكَسُوا رُؤُوسَهُمْ.

﴿صَنْعَةَ لَبُوسٍ﴾ الدَّرُوعُ.

صنعة لبوس لکم﴾ یعنی سکھایا ہم نے داؤد کو بنانا
زرہوں کا۔

یعنی تقطعوا کے معنی ہیں کہ انہوں نے اختلاف کیا اور جدا
جدا ہو گئے، اللہ نے فرمایا ﴿وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ﴾۔
یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اور وہ پوشیدہ
آواز ہے اللہ نے فرمایا ﴿لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا﴾ یعنی
نہ سنیں گے بہشتی آہٹ دوزخ کی۔

یعنی آذناک کے معنی ہیں ہم نے تجھ کو خبر کر دی اور
آذنتکم اس وقت بولتے ہیں جب تو اس کو خبر کر دے سو
تم اور وہ برابر ہیں تو نے دغا نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿فَان
تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ﴾ یعنی اگر منہ موڑیں تو
تو کہہ میں نے خبر کر دی تم کو دونوں طرف برابر۔

فائدہ: جب تو اپنے دشمن کو ڈرائے اور اس کو خبر کر دے اور لڑائی کو اس کی طرف پھینکے یہاں تک کہ تو اور وہ برابر
ہوں تو تو نے اس کو خبر دار کیا۔

اور کہا مجاہد نے کہ تستلون کے معنی اس آیت میں یہ
ہیں کہ تم سمجھو۔

ارتضیٰ کے معنی ہیں راضی ہوا اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا
يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ﴾ یعنی نہیں سفارش کرتے
مگر جس کے واسطے وہ راضی ہوا۔

یعنی تماثیل کے معنی ہیں بت اللہ نے فرمایا ﴿مَا هَذِهِ
التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ﴾۔

سجل کے معنی ہیں اعمال نامہ۔

﴿تَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ﴾ اِخْتَلَفُوا۔

الْحَسِيسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرَسُ وَالْهَمْسُ
وَاحِدٌ وَهُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِيِّ۔

﴿أَذْنَاكَ﴾ أَعْلَمْنَاكَ ﴿أَذَنْتُكُمْ﴾ إِذَا
أَعْلَمْتَهُ فَانْتَهُ وَهُوَ ﴿عَلَىٰ سَوَاءٍ﴾ لَمْ
تَبْدِرْ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ﴾
تَفْهَمُونَ۔

﴿ارْتَضَىٰ﴾ رَضِيَ۔

﴿التَّمَاثِيلُ﴾ الْأَصْنَامُ۔

السَّجَلُ الصَّحِيفَةُ۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر آیت ﴿كُلُّي السَّجَلُ لِلْكَتَبِ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مانند لپیٹنے
اعمال نامہ کی لکھی چیز کو کہا طبری نے معنی اس کے یہ ہیں مانند لپیٹنے صحیفے کی اس چیز پر کہ اس میں لکھی ہے اور بعض کہتے
ہیں کہ لام ساتھ معنی من کے ہے یعنی واسطے سب کتاب کے اس واسطے کہ اعمال نامہ لپیٹتا ہے اس کی نیکیوں کو واسطے

اس سچر کے کہ اس میں لکھی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جل حضرت ﷺ کے کاتب کا نام ہے اور سدی سے روایت ہے کہ جل فرشتے کو کہتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایک فرشتہ ہے دوسرے آسمان میں چوکیدار فرشتے ہر جمعرات اور سوموار کے دن اس کی طرف عمل کو اٹھاتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ
وَعَدًّا عَلَيْنَا﴾۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دہرائیں گے۔

۴۳۷۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ نے ایک دن خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک تم اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ ہوئے جیسا کہ ہم نے پہلی بار پیدا کیا پھر اس کو دہرائیں گے وعدہ لازم ہے ہم پر بیشک ہم کرنے والے ہیں پھر حال یوں ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا خبر دار! تحقیق شان یہ ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ لگائے جائیں گے سوان کو بائیں راہ ڈالا جائے گا سو میں کہوں گا اے رب! یہ لوگ میرے اصحاب ہیں؟ تو کہا جائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا نئی راہ نکالی یعنی مرتد ہو گئے سو میں کہوں گا جیسے نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور میں ان پر نگہبان تھا جب تک ان میں رہا اللہ کے قول شہید تک سو کہا جائے گا کہ بیشک یہ لوگ ہمیشہ رہے مرتد اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا۔

۴۳۷۱۔ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ شَيْخٍ مِّنَ النَّخَعِ عَنِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةَ عَرَاةٍ غُرُلًا ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعَدًّا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمَ الْأَيْمَنُ إِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيَقَالُ لَا تَذَرْنِي مَا أَحَدَفُوا بَعْدَكَ فَاقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿شَهِيدًا﴾ فَيَقَالُ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَيَّ أَعْقَابِهِمْ مِنْذُ فَارَقْتَهُمْ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رفاق میں آئے گی۔

سُورَةُ الْحَجِّ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْمُحْتَبِينَ﴾
الْمُطْمَئِنِّينَ۔

سورہ حج کی تفسیر کا بیان
یعنی کہا ابن عبینہ نے کہ محتبین کے معنی ہیں اطمینان
پکڑنے والے اللہ نے فرمایا ﴿وبشر الْمُحْتَبِينَ﴾ یعنی
خوشی سناؤ اطمینان والوں کو اور مجاہد سے روایت ہے کہ

نماز پڑھنے والے اور ضحاک سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں متواضعین۔

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر امنیۃ کے کہ جب اس نے کچھ بات کی تو شیطان نے اس میں کچھ ملا دیا پھر باطل کرتا ہے اللہ جو شیطان ڈالتا ہے اور پکی کرتا ہے اپنی آیتیں اللہ نے فرمایا ﴿وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنى القی الشیطان فی امنیته فینسخ اللہ ما یلقى الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ﴾۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي «إِذَا تَمَنَّى الْقَيُّ الشَّيْطَانُ فِي أَمْنِيَّتِهِ» إِذَا حَدَّثَ الْقَيُّ الشَّيْطَانُ فِي حَدِيثِهِ فَيُبْطِلُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ وَيُحْكِمُ آيَاتِهِ.

فائدہ: کہا ابو جعفر نحاس نے کتاب معانی القرآن میں کہ یہ عمدہ اور بہتر چیز ہے جو کہی گئی اس آیت کی تاویل میں اور اجل اور اعلیٰ تاویل ہے۔

اور کہا جاتا ہے کہ امنیۃ کے معنی قرأت کے ہیں اور الا امانی کے معنی ہیں پڑھتے ہیں اور لکھتے نہیں۔

وَيُقَالُ أَمْنِيَّتُهُ قِرَاءَتُهُ «إِلَّا أَمَانِي» يَقْرَؤُونَ وَلَا يَكْتُبُونَ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف جو سورہ بقرہ میں ہے ﴿لا يعلمون الكتاب الا امانی﴾ اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے اس جگہ واسطے شہادت لینے کے اس پر کہ تمنیٰ ساتھ معنی قرأت کے ہے اس واسطے کہ ﴿الا امانی﴾ ساتھ معنی یقرؤن کے ہے اور روایت کی ہے طبری اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سورہ نجم پڑھی سو جب اس آیت پر پہنچے ﴿افرايتم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى﴾ تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ لفظ ڈالے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سی آواز کے ساتھ یہ لفظ پڑھے تلك الغرائيق العلى وان شفاعتھن لترجى تو مشرکوں نے کہا کہ اس دن سے پہلے کبھی اس نے ہمارے بتوں کو بھلائی سے یاد نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا کہا بزار نے اس حدیث کی سند میں کلبی ہے اور کلبی متروک ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ اور نحاس نے اس کو اور سند سے روایت کیا ہے اور اس میں واقدی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق اور طبری وغیرہ نے کئی طریقوں سے اور سب طریق اس کے سوائے طریق سعید بن جبیر کے یا ضعیف ہیں یا منقطع لیکن کثر طرق کی دلالت کرتی ہے کہ اس قصے کی کچھ اصل ہے باوجود اس کے کہ واسطے اس کے دو طریق اور ہیں مرسل ان کے راوی بخاری اور مسلم کی شرائط پر ہیں اور رد کیا ہے اس حدیث کو ابن عربی اور عیاض نے کہا ابن عربی نے کہا بزار نے اس میں بہت روایتیں ذکر کی ہیں لیکن وہ باطل ہیں ان کی کوئی اصل نہیں اور کہا عیاض نے کہ

نہیں نکالا اس حدیث کو کسی نے اہل صحت سے اور نہیں روایت کیا اس کو کسی ثقہ نے ساتھ سند سلیم متصل کے باوجود ضعیف ہونے راویوں کے اور مضطرب ہونے روایتوں کے اور منقطع ہونے سند اس کی کے اور کسی مفسر اور تابعی نے اس کو مرفوع نہیں کیا اور اکثر طریقے اس کے ضعیف اور واہی ہیں اور البتہ بیان کیا ہے بزار نے کہ نہیں پہچانی جاتی کسی طریق جائز سے اور اگر یہ بات واقع ہوتی تو بہت مسلمان مرتد ہو جاتے اور یہ سب جرح قدح قواعد پر مبنی نہیں اس واسطے کہ جب طریق بہت ہوں اور مخرج جدا جدا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کے واسطے کوئی اصل ہے اور میں نے ذکر کیا ہے کہ اس کی تین سندیں صحیح کی شرط پر ہیں اور وہ مرسل ہیں حجت پکڑتا ہے ساتھ مثل ان کی کے جو حجت پکڑتا ہے ساتھ مرسل کے اور اسی طرح جو نہیں حجت پکڑتا ساتھ مرسل کے واسطے قوت پانے بعض کے ساتھ بعض کے اور جب یہ مقرر ہوا تو متعین ہوئی تاویل اس چیز کی جو واقع ہوئی ہے بیچ اس کے اس قسم سے کہ بری معلوم ہوتی ہے اور وہ قول اس کا کہ شیطان نے آپ کی زبان پر ڈالاتک الغوا فی العلی وان شفاعتھن لئلا ترجیکہ نہیں جائز ہے محمول کرنا اس کو اپنے ظاہر پر اس واسطے کہ محال ہے حضرت ﷺ پر کہ زیادہ کریں قرآن میں جان بوجھ کر جو قرآن سے نہیں اور اسی طرح بھولے سے بھی جائز نہیں جب کہ ہو مخالف واسطے اس چیز کے کہ لائے ہیں اس کو توحید سے واسطے مکان عصمت آپ کے کی اور البتہ علماء اس میں کئی راہ چلے ہیں بعض نے کہا کہ جاری ہوئے یہ کلمے آپ کی زبان پر جب کہ آپ کو اونگھ پہنچی اور آپ کو معلوم نہ ہوا پھر جب آپ کو معلوم ہوا تو اللہ نے اپنی آیتوں کو پکا کیا روایت کیا ہے اس کو طبری نے قوادہ سے اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے ساتھ اس طور کے کہ یہ صحیح نہیں اس واسطے کہ ایسا ہوتا حضرت ﷺ پر جائز نہیں اور نہیں قدرت شیطان کو آپ پر سونے کی حالت میں اور بعض نے کہا کہ بے بس کیا تھا آپ کو شیطان نے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے بے اختیار ہو کر اس کو کہا اور رد کیا ہے اس کو ابن عربی نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے بطور حکایت کے شیطان سے ﴿وما کان علیکم من سلطان﴾ یعنی مجھ کو تم پر کچھ قدرت نہ تھی سو اگر شیطان کو اس پر قدرت ہوتی تو کسی کو بندگی کی قوت باقی نہ رہتی اور بعض نے کہا کہ مشرکین جب اپنے بتوں کو ذکر کرتے تھے تو تعریف کرتے تھے ان کی ساتھ اس کے سو یہ بات حضرت ﷺ کی یاد پر معلق رہی پھر جب حضرت ﷺ نے اس کو ذکر کیا تو سہوا یہ بات آپ کی زبان پر جاری ہوئی اور رد کیا ہے اس کو عیاض نے اور خوب کیا اور بعض نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ نے کافروں کو جھڑکنے کے واسطے یہ کلمات کہے تھے کہا عیاض نے اور یہ جائز ہے جب کہ ہو اس جگہ کوئی قرینہ جو دلالت کرتے مراد پر خاص کر اس وقت نماز میں کلام کرنا جائز تھا اور بعض نے کہا کہ جب حضرت ﷺ اس قول تک پہنچے ﴿ومنا الثالثة الاخرى﴾ تو مشرکین ڈرے کہ اس کے بعد کوئی چیز لائے کہ اس کے ساتھ ان کے بتوں کی مذمت کرے سو جلدی کی انہوں اس کلام کی طرف سو حضرت ﷺ کے تلاوت میں اس کو ملایا موافق عادت اپنی کے ان کے قول میں ﴿لا تسمعوا لهذا القرآن والغوا فیہ﴾ اور نسبت

کیا گیا یہ طرف شیطان کی اس واسطے کہ وہ ان کو اس پر باعث ہو یا مراد ساتھ شیطان کے شیطان آدمیوں کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ غرانیق العلی کے فرشتے ہیں اور کفار کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کو پوجتے تھے پس بیان کیا گیا ذکر کل کا تا کہ رد کیا جائے اوپر ان کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کیا واسطے تمہارے بیٹے ہیں اور واسطے اللہ کے بیٹیاں سو جب اس کو مشرکوں نے سنا تو محمول کیا اس کو جمع پر اور کہا کہ ہمارے بتوں کی تعظیم کی اور اس کے ساتھ راضی ہوئے پھر اللہ نے دونوں کلموں کو منسوخ کر دیا اور اپنی آیتوں کو پکا کیا اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ آرام کے ساتھ قرآن پڑھ رہے تھے تو شیطان نے آپ کے سکتوں سے ایک سکتے میں گھات لگائی اور بولا ساتھ ان کلموں کے حضرت ﷺ کی سی آواز بنا کر اس طور سے کہ آپ کے قریب والوں نے اس کو سنا اور اس کو آپ کا قول گمان کیا اور شائع کیا اور کہا یہ وجہ بہتر ہے سب وجوہ سے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے گزر چکا ہے کہ تمنی کے معنی تلاوت کے ہیں اور خوب کہا اس تاویل کو ابن عربی نے اور اس سے پہلے کہا کہ یہ نص ہے ہمارے مذہب میں بیچ پاک ہونے حضرت ﷺ کے اس چیز سے کہ نسبت کی گئی ہے طرف آپ کی اور کہا کہ معنی امنیت کے ہیں بیچ تلاوت آپ کی کے پس خبر دی اللہ نے اس آیت میں کہ رسولوں میں اللہ کا دستور جاری ہے کہ جب کوئی بات کہتے ہیں تو شیطان اس میں اپنی طرف سے کچھ ملا دیتا ہے پس یہ نص ہے کہ شیطان نے حضرت ﷺ کے قول میں کچھ ملا دیا تھا اور البتہ سبقت کی ہے اس معنی کی طرف طبری نے واسطے جلالت قدر اس کی کے اور فرانخ ہونے اس کے علم کے۔

تَنْبِيْهُ: اصل یہ سورۃ مکی ہے اور کچھ آیتیں اس کی مدنی ہیں۔ (فتح الباری)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّشِيْدٌ بِالْقَصَةِ جِصٌّ

اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اللہ کے اس قول کے ﴿وَقَصْرَ مَشِيْدٍ﴾ اور بہت محل مضبوط کیے گئے ساتھ گج کے۔

فائدہ: اور قصہ قصر معید کا ذکر کیا ہے اہل اخبار نے کہ وہ شداد بن عاد کا بنایا ہوا ہے پھر ہو گیا بے کار اور ویران بعد آبادی کے کوئی اس کے پاس نہ جا سکتا تھا کئی میل تک اس واسطے کہ اس میں سے جنوں کی خوفناک آواز سنی جاتی تھی۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَفْرُطُوْنَ مِنْ السَّطْوَةِ وَيَقَالُ ﴿يَسْطُوْنَ﴾ يَبْطِشُوْنَ

یعنی اور کہا اس کے غیر نے بیچ تفسیر قول اللہ کے ﴿يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ﴾ کہ یسطون کے معنی ہیں قریب ہیں کہ زیادتی کریں مشتق ہے سطوہ سے اور اس کے معنی ہیں قہر اور غلبہ اور بعض کہتے ہیں کہ یسطون کے معنی ہیں سخت پکڑتے ہیں۔

فائدہ: کہا فرمائے کہ مشرکین قریش جب مسلمانوں کو قرآن پڑھتے سنتے، دیکھتے تھے تو قریب تھے کہ ان کو پکڑ لیں۔
 ﴿وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ﴾ اَلْهُمُّوَا۔
 یعنی ہدوا کے معنی اس آیت میں الہام کے ہیں یعنی
 الہام ہوا ان کو سٹھری بات کا یعنی قرآن کا۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سبب کے معنی ہیں رسی
 اپنے گھر کی چھت کی طرف اللہ نے فرمایا ﴿فليمدد
 بسبب الی السماء﴾ یعنی جس کو یہ گمان ہو کہ ہرگز نہ
 مدد کرے گا پیغمبر کو اللہ دنیا میں اور آخرت میں تو چاہیے
 کہ لٹکا دے رسی اپنے گھر کی چھت کی طرف اور اس کے
 ساتھ پھانسی لے لے۔

تذہل کے معنی ہیں باز رہے اللہ نے فرمایا ﴿یوم تذہل
 کل مرضعه عما ارضعت﴾ یعنی جس دن باز رہے ہر
 دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلانے والے سے بہ سبب
 دہشت اس دن کے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تو دیکھے لوگوں کو
 مست ہوئے۔

۴۳۷۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن فرمائے گا اے
 آدم! وہ کہے گا حاضر ہوں تیری خدمت میں اور اطاعت میں
 اے ہمارے رب! سو فرشتہ آواز سے پکارے گا کہ بیشک اللہ
 تجھ کو حکم کرتا ہے کہ اپنی اولاد سے دوزخ کا حصہ نکال یعنی
 دوزخیوں کو دوزخ کی طرف روانہ کر، آدم علیہ السلام کہیں گے
 الہی! کس قدر ہے حصہ دوزخ کا؟ اللہ فرمائے گا ہر ایک ہزار
 سے نو سو اور ننانوے یعنی ہر ہزار آدمی سے ایک بہشتی اور باقی
 دوزخی سوا اس وقت ہر ایک حاملہ اپنے پیٹ کا بچہ گرا دے گی
 اور بوڑھا ہو جائے گا لڑکا اور تو دیکھے گا لوگوں کو بیہوش اور

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سَبَبٍ﴾ بِحَبْلِ إِلَى
 سَقْفِ السَّيْتِ۔

﴿تَذْهَلُ﴾ تُشْغَلُ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى﴾۔

۴۳۷۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي
 حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي
 سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ
 الْقِيَامَةِ يَا آدَمُ يَقُولُ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ
 فَيَنَادِي بَصُوتٍ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَخْرُجَ
 مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْنَا إِلَى النَّارِ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا
 بَعَثَ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ أَرَاهُ قَالَ تِسْعَ
 مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ فَحِينَئِذٍ تَضَعُ
 الْحَامِلُ حَمْلَهَا وَيَسْتِيبُ الْوَالِدُ ﴿وَتَرَى﴾

دیوانے اور حالانکہ وہ دیوانے نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہو گا سو یہ بات اصحاب پر نہایت سخت گزری یہاں تک کہ ان کے چہرے زرد ہوئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو اس واسطے کہ یا جوج اور ماجوج سے نوسونانوے دوزخی ہوں گے اور تم میں سے ایک بہشتی ہو گا پھر تمہاری مثل اور امتوں میں بھیجے گا لالہ بال سفید بیل کے پہلو میں یا جیسے سفید بال سیاہ بیل کے پہلو میں اور البتہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ تم لوگ بہشتیوں کی چوتھائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے تہائی ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ تم بہشتیوں کے آدھے ہو گے سو ہم نے اللہ اکبر کہا ، کہا ابو اسامہ نے اعمش سے تو دیکھے لوگوں کو دیوانے اور حالانکہ نہیں وہ دیوانے یعنی موافقت کی ہے اس نے حفص کی سچ روایت کرنے اس حدیث کے اعمش سے ساتھ اسناد اس کی کے اور متن اس کے، کہا اس نے ہر ہزار سے نوسونانوے یعنی اس نے جزم کیا ہے ساتھ اس کے برخلاف حفص کے کہ اس میں شک ہے کہ اس نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ہر ہزار سے نوسونانوے اور کہا جریر اور عیسیٰ اور ابو معاویہ نے سکوئی و ماہم بسکوئی یعنی ان تینوں راویوں نے اس لفظ میں مخالفت کی ہے کہ اس کو سکوئی پڑھا ہے اور جمہور کی قرأت سکالی ہے۔

النَّاسِ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ﴿فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتَّى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثُّورِ الْأَبْيَضِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثُّورِ الْأَسْوَدِ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ تِلْكَ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ثُمَّ قَالَ شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ﴿تَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى﴾ وَقَالَ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ وَقَالَ جَرِيرٌ وَعَيْسَى بْنُ يُونُسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ﴿سُكَرَى وَمَا هُمْ بِسُكَرَى﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ﴾ شَكٌّ ﴿فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور بعض شخص ہے کہ بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر یعنی شک پر پھر اگر اس کو نعمت مل گئی تو چین پکڑتا ہے اور اگر اس کو کوئی بلا پہنچے تو پھرتا ہے الٹا اپنے منہ پر خسارہ پایا دنیا اور آخرت میں

یہی ہے صریح خسارہ اور اتر فناہم کے معنی ہیں ہم نے ان کو وسعت دی دنیا اور آخرت میں۔

﴿ذَلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ﴾
﴿اتْرَفْنَاهُمْ﴾ وَسَعَّانَاهُمْ.
فائدہ: یہ کلمہ اگلی سورت میں ہے۔

۴۳۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیچ تفسیر اس آیت کے بعض وہ شخص ہے جو بندگی کرتا ہے اللہ کی کنارے پر کہا کہ کوئی مرد مدینہ میں آتا تھا سو اگر اس کی عورت لڑکا جنتی اور اس کی سواری بچہ جنتی تو کہتا یہ دین نیک ہے اور اگر اس کی عورت نہ جنتی اور نہ اس کی سواری جنتی تو کہتا یہ دین برا ہے۔

۴۳۷۴ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ «وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ» قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدُمُ الْمَدِينَةَ فَإِنْ وَلَدَتْ امْرَأَتُهُ غُلَامًا وَنَسِجَتْ خَيْلَهُ قَالَ هَذَا دِينٌ صَالِحٌ وَإِنْ لَمْ تَلِدْ امْرَأَتَهُ وَلَمْ تُنَسِّجْ خَيْلَهُ قَالَ هَذَا دِينٌ سَوْءٌ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اگر پاتے سال ارزانی اور مینہ اور اولاد کا تو راضی ہوتے ساتھ اس کے اور اگر قحط سالی پاتے تو کہتے ہمارے اس دین میں بھلائی نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اس کو مدینے کی بیماری پہنچتی اور اس کی عورت لڑکی جنتی اور صدقہ اس کو نہ پہنچتا تو شیطان اس کے پاس آتا اور کہتا قسم ہے اللہ کی تجھ کو اس دین میں بدی کے سو کچھ نہیں پہنچا اور ایک روایت میں ہے اگر اس کا بدن بیمار ہوتا اور اس سے صدقہ روکا جاتا اور اس کو حاجت پہنچتی تو کہتا قسم ہے اللہ کی یہ دین نہیں میں ہمیشہ اپنے مال اور حال میں نقصان اٹھاتا ہوں اور روایت کی ہے ابن مردویہ نے ساتھ سند ضعیف کے کہ یہ آیت ایک یہودی کے حق میں اتری جو مسلمان ہوا تھا سو وہ اندھا ہو گیا اور اس کا مال اور اولاد ہلاک ہوا سو شیگون بدلیا اس نے ساتھ اسلام کے سو کہا اس نے کہ میں اپنے دین میں بھلائی کو نہیں پہنچا۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی یہ دو مدعی ہیں جھگڑتے ہیں اپنے رب کی شان میں۔

بَابُ قَوْلِهِ «هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ»

فائدہ: خصمان ثنیہ ہے خصم کا اور وہ بولا جاتا ہے واحد وغیرہ پر اور وہ شخص وہ ہے کہ واقع ہو اس سے جھگڑا۔ (فتح) ۴۳۷۴۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قسم کھاتے تھے اس آیت میں کہ اتری یہ آیت دو مدعیوں میں جھگڑتے

۴۳۷۴ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مَجَلَزٍ

ہیں اپنے رب میں حمزہ اور اس کے دونوں ساتھیوں اور عقبہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے حق میں جب کہ تھے تنہا تنہا صف سے لڑنے کے واسطے نکلے جنگ بدر کے دن، روایت کیا ہے اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے یعنی ساتھ سند اس کی کے اور متن اس کے کے اور کہا عثمان نے جریر سے اس نے منصور سے اس نے ابی ہاشم سے اس نے ابی مجلز سے قول اس کا یعنی موقوف اوپر اس کے۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُقْسِمُ قَسْمًا إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿هَذَا خِطْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِي حَمْزَةَ وَصَاحِبِيهِ وَعُتْبَةَ وَصَاحِبِيهِ يَوْمَ بَرَزُوا فِي يَوْمِ بَدْرٍ رَوَاهُ سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ وَقَالَ عُثْمَانُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ قَوْلَهُ.

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے ہلال بن یساف سے کہ اتری یہ آیت ان لوگوں کے حق میں جو جنگ بدر کے دن اکیلے اکیلے صف سے لڑنے کے لیے نکلے۔

۴۳۷۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن پہلے پہل میں ہی اللہ کے آگے جھکڑے کے واسطے دوڑا نو ہو کر بیٹھوں گا کہا قیس نے اور انہیں کے حق میں یہ آیت اتری یہ دو مدعی ہیں جو اپنے رب کے حق میں جھگڑتے ہیں کہا قیس نے وہ لوگ وہی ہیں جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے وہ علی رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ اور عقبہ اور ولید ہے۔

۴۳۷۵ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْتَوِيَنَّ يَدَيِ الرَّحْمَنِ لِلْخُصُومَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَيْسٌ وَفِيهِمْ ﴿هَذَا خِطْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ قَالَ هُمُ الَّذِينَ بَارَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ عَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَعُيَيْدَةُ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ.

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہ آیت اہل کتاب اور مسلمانوں کے حق میں اتری اور حسن کے طریق سے کہ وہ کافر اور مسلمان ہیں اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ جھگڑنا مسلمان اور کافر کا ہے قیامت کے حق میں اور اختیار کیا ہے طبری نے ان اقوال کو بیچ عام ہونے اس آیت کے کہا اور نہیں مخالف ہے یہ اس چیز کو کہ مردی ہے علی رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا لڑنے کے واسطے نکلے تھے وہ دو گروہ تھے مسلمان اور کافر اس واسطے کہ آیت جب کسی سبب میں اترے تو نہیں منع ہے یہ کہ ہو عام اس سبب کی نظیر میں۔ (فتح)

سورہ مومنون کی تفسیر کا بیان

کہا ابن عیینہ نے کہ سبع طرائق کے معنی ہیں سات آسمان اللہ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ﴾ یعنی البتہ ہم نے پیدا کیے اوپر تمہارے سات آسمان۔

یعنی سابقون کے معنی ہیں سبقت کی ہے واسطے ان کے نیک بختی نے اللہ نے فرمایا ﴿هُمْ لَهَا سَابِقُونَ﴾ یعنی سبقت کی ہے واسطے ان کے سعادت نے یعنی پس اسی واسطے اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔

یعنی ﴿قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کے معنی ہیں ڈرنے والے۔

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا یا حضرت! اللہ کے اس قول میں ﴿قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ کیا مراد اس سے وہ شخص ہے جو زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ مراد وہ شخص ہے جو روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور وہ باوجود اس کے اللہ سے ڈرتا ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی وغیرہ نے۔ (فتح)

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿ہیہات ہیہات﴾ کے معنی ہیں دور ہے دور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ہیہات ہیہات﴾ یعنی دور ہے دور ہے جو تم وعدے دیئے جاتے ہو۔

یعنی اللہ کے اس قول میں عادین سے مراد فرشتے ہیں اللہ نے فرمایا ﴿قَالَا لَبْنَا يَوْمَ أَوْ بَعْضَ يَوْمِ فَسْطَلِ الْعَادِينَ﴾ یعنی کہا کفار نے ٹھہرے ہم ایک دن یا کچھ دن سے سو پوچھ فرشتوں سے۔

یعنی لنا کیوں کے معنی ہیں پھرنے والے اللہ نے فرمایا ﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَا كِبُونَ﴾ یعنی جو لوگ نہیں مانتے آخرت کو وہ سیدھی راہ سے پھرنے والے ہیں۔

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ

قَالَ ابْنُ عَيِّنَةَ ﴿سَبْعَ طَرَائِقَ﴾ سَبْعَ سَمَوَاتٍ.

﴿لَهَا سَابِقُونَ﴾ سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

﴿قُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ خَائِفِينَ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ﴾ بَعِيدٌ بَعِيدٌ.

﴿فَأَسْأَلِ الْعَادِينَ﴾ الْمَلَائِكَةَ.

﴿لَنَا كِبُونَ﴾ لَعَادِلُونَ.

﴿كَالْحُونِ﴾ عَابِسُونَ۔ کالْحُون کے معنی بد شکل ہیں اللہ نے فرمایا ﴿وَهُمْ فِيهَا

كَالْحُونِ﴾ یعنی کافر آگ میں بد شکل ہو رہے ہیں۔

فائدہ: اور روایت کی ہے حاکم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بھون ڈالے گی ان کو آگ سو سکا جائے گی اس کے اوپر کی لب اور ڈھیلی ہو جائے گی نیچے کی لب۔

﴿مِنْ سَلَالَةٍ﴾ الْوَلَدُ وَعَالِيَةٌ غَيْرُهُ۔ یعنی سلالۃ کے معنی ہیں بچہ اور نطفہ، اللہ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سَلَالَةٍ﴾ یعنی پیدا کیا ہم نے انسان کو خلاصہ مٹی سے۔

فائدہ: نہیں مراد ہے تفسیر سلالۃ کی سے ساتھ ولد کے کہ وہ مراد ہے آیت میں بلکہ وہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ سلالۃ کا مشترک ہے درمیان ولد اور نطفہ کے اور اس چیز کے کہ کھینچی جاتی ہے دوسری چیز سے اور یہی اخیر معنی مراد ہیں آیت میں اور نہیں ذکر کیا اس کو واسطے بے پرواہی کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اور واسطے تشبیہ کرنے کے اس پر کہ یہ لفظ مذکور چیزوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ (فتح)

﴿وَالْجِنَّةِ وَالْجَنُونَ وَاحِدٌ﴾ اور جنۃ اور جنون کے معنی ایک ہیں اللہ نے فرمایا ﴿ام

يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ﴾ یعنی کیا کہتے ہیں اس کو جنون ہے۔

﴿وَالْغَنَاءُ الزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا يَنْتَفِعُ بِهِ﴾ یعنی غشاء کے معنی ہیں جھاگ اور جو پانی کہ اوپر آئے اور جس کے ساتھ نفع نہ اٹھایا جائے اللہ نے فرمایا ﴿فَجَعَلْنَاهُمْ

غشاء﴾ یعنی کیا ہم نے ان کو جھاگ۔

سورۃ نور کی تفسیر کا بیان

یعنی من خلالہ کے معنی ہیں بادل کے پردوں سے اللہ نے فرمایا ﴿فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ﴾ یعنی تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے۔

سنا برفہ کے معنی ہیں روشنی اس کی اللہ نے فرمایا ﴿يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ﴾ قریب ہے کہ بجلی کی چمک اس کی آنکھیں لے جائے۔

﴿مُذْعِنِينَ﴾ يُقَالُ لِلْمُسْتَحْدِي مُذْعِنٌ۔ مدعنین کے معنی ہیں عاجزی کرنے والے جھکنے والے کہا جاتا ہے عاجزی کرنے والے کو مدعن اور کہا زجاج نے

سُورَةُ النُّورِ

﴿مِنْ خِلَالِهِ﴾ مِنْ بَيْنِ أَضْعَافِ

السَّحَابِ.

﴿سَنَا بَرْقِهِ﴾ وَهُوَ الضِّيَاءُ.

کہ اذعان کے معنی ہیں بندگی میں جلدی کرنا اللہ نے فرمایا ﴿وان یکن لہم الحق یاتوا الیہ مذعنین﴾ یعنی اگر ان کو کچھ پہنچتا ہو تو آئیں اس کی طرف عاجز ہو کر۔

یعنی ان چاروں الفاظ کے ایک معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعاً او اشتاناً﴾۔

یعنی کہا سعد بن عیاض نے کہ مشکوٰۃ کے معنی ہیں طاق جس کی زبان میں اللہ نے فرمایا ﴿کمشکوٰۃ﴾ فیہا مصباح ﴿ماند طاق کی کہ اس میں چراغ ہے۔

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ انزلنا کے معنی ہیں ہم نے اس کو بیان کیا۔

﴿اَشْتَانًا﴾ وَشْتٰی وَشَتَاتٌ وَشَتْ
وَاحِدٌ۔

وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عِيَاضٍ الثَّمَالِيُّ
الْمِشْكَاءُ الْكُوَّةُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا﴾
بَيَّنَّاهَا۔

فائدہ: بیانا فرناہا کے معنی ہیں۔

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ نام رکھا گیا قرآن واسطے جمع ہونے سورتوں کے اور نام رکھا گیا سورہ اس واسطے کہ وہ جدا کی گئی ہے دوسرے سے سو جب بعض سورتوں کو بعض کے ساتھ جوڑا گیا تو نام رکھا گیا قرآن یعنی جوڑا گیا۔

اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿انا علینا جمعه﴾ یعنی مراد ساتھ اس آیت کے جوڑنا بعض قرآن کا طرف بعض کی اور مراد ساتھ ﴿فاذا قرانہ﴾ کے یہ ہے کہ جب ہم اس کو جمع کریں اور جوڑیں تو پیروی کر اس چیز کی کہ جمع کی گئی ہے بچ اس کے سوا عمل کر ساتھ اس چیز کے کہ حکم کیا ہے اللہ نے تجھ کو ساتھ اس کے اور باز رہ اس چیز سے کہ منع کیا ہے اللہ نے تجھ کو اس سے اور کہا جاتا ہے نہیں واسطے شعر اس کے کہ قرآن یعنی اس کا شعر جزا ہوا نہیں اور نام رکھا گیا ہے قرآن کا فرقان اس واسطے کہ وہ جدائی کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے اور کہا جاتا ہے واسطے

وَقَالَ غَيْرُهُ سُمِّيَ الْقُرْآنُ لِحَمَاعَةِ
السُّوْرِ وَسُمِّيَتِ السُّوْرَةُ لِاَنَّهَا مَقْطُوْعَةٌ
مِّنَ الْاٰخِرٰی فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ
سُمِّيَ قُرْآنًا۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰی ﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ
وَقُرْآنَهُ﴾ تَأْلِيفَ بَعْضِهِ اِلٰی بَعْضٍ ﴿فَاِذَا
قُرْآنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَاِذَا جَمَعْتَهُ
وَالْفَنَاءُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ اٰی مَا جُمِعَ فِيْهِ
فَاعْمَلْ بِمَا اَمَرَكَ وَاَنْتَ عَمَّا نَهَاكَ اللّٰهُ
وَيَقَالُ لَيْسَ لِشِعْرِهِ قُرْآنٌ اٰی تَأْلِيفٌ
وَسُمِّيَ الْفُرْقَانُ لِاَنَّهُ يَفْرُقُ بَيْنَ الْحَقِّ
وَالْبَاطِلِ وَيَقَالُ لِلْمَرْءِ مَا قُرَأَتْ بِسَلَا
قَطْ اٰی لَمْ تَجْمَعْ فِيْ بَطْنِهَا وَلَدًا۔

عورت کے ما قرات سلی قط یعنی اس نے کبھی اپنے پیٹ میں بچے کو جمع نہیں کیا۔

فائدہ: حاصل اس سب کلام کا یہ ہے کہ قرآن اس کے نزدیک قرأ سے ہے ساتھ معنی جمع کے نہ قرأ سے ساتھ معنی تلاکے۔ اور فرضناہا کے معنی ہیں ہم نے اس کو اتارا اس میں فرائض مختلف ہیں اور جو اس کو تخفیف کے ساتھ پڑھتا ہے وہ کہتا ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ فرض کیا ہم نے تم پر اور تم سے پچھلوں پر یعنی قیامت تک۔

یعنی کہا مجاہد نے اللہ کے قول ﴿او الطفل الذین لم یظہروا﴾ کے معنی ہیں نہیں جانتے کیا ہے شرمگاہ عورتوں کی واسطے اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے لڑکپن سے اور کہا شعبی نے کہ اولی الاربۃ کے معنی ہیں جس کو حاجت نہ ہو اور کہا طاؤس نے کہ وہ احمق ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہ ہو اور کہا مجاہد نے کہ اولی الاربۃ وہ ہے جس کو کھانے کے سوا کچھ مقصود نہ ہو اور نہ خوف کیا جائے عورتوں پر یا لڑکے پر جو نہیں واقف ہوئے عورتوں کی شرمگاہ پر واسطے کم عمر ہونے کے۔

فائدہ: یہ مشتق ہے ظہور سے ساتھ معنی ظاہر ہونے کے یا ظہور سے ساتھ معنی غلبے کے یعنی حد بلوغت کو نہیں پہنچے۔ (خ)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ جو لوگ کہ عیب لگائیں اپنی عورتوں کو اور نہ ہوں ان کے پاس گواہ سوائے ان کی جان کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار بار گواہی دے ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ سچا ہے۔

۴۳۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عوبیر عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ قوم بنی عجلان کا سردار تھا سو اس نے کہا کہ تم کس طرح کہتے ہو اس مرد کے حق میں

وَيَقَالُ فِي «فَرَضْنَاهَا» أَنْزَلْنَا فِيهَا فَرَائِضَ مُخْتَلَفَةً وَمَنْ قَرَأَ «فَرَضْنَاهَا» يَقُولُ فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ وَعَلَى مَنْ بَعْدَكُمْ.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «أَوِ الْوَلَدِ الَّذِي لَمْ يَظْهَرُوا» لَمْ يَدْرُوا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصَّغِيرِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ «أُولَى الْإِرْبَةِ» مَنْ لَيْسَ لَهُ أَرْبٌ وَقَالَ طَاوُسٌ هُوَ الْأَحْمَقُ الَّذِي لَا حَاجَةَ لَهُ فِي النِّسَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَهْمُهُ إِلَّا بَطْنُهُ وَلَا يَخَافُ عَلَى النِّسَاءِ.

بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ «وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شَهَادَةٌ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ».

۴۳۷۶۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْرًا

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو پائے کیا اس کو مار ڈالے یعنی کیا جائز ہے قتل کرنا اس کا تو تم اس کو مار ڈالو گے؟ (یعنی ولی مقتول کے اس کے قصاص میں) یا کیا کرے؟ (یعنی صبر کرے عار پر یا کچھ اور کرے؟) میرے واسطے حضرت ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھو، سو عاصم رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! اس کا کیا حکم ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا تو عومیر رضی اللہ عنہ نے عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سوال کو برا جانا اور عیب کیا، کہا عومیر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی میں باز نہ آؤں گا یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھوں، سو عومیر رضی اللہ عنہ لے آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایک مرد نے اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو مار ڈالو گے یا کس طرح کرے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں قرآن اتارا، سو حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا حکم دیا ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں نام لیا سو عومیر رضی اللہ عنہ نے اس سے لعان کیا پھر کہا یا حضرت! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر ظلم کیا، یعنی اب میں اس کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا، سو اس نے اس کو طلاق دی سو ہو لعان کرنا سنت واسطے پچھلوں کے دو لعان کرنے والوں میں پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھتے رہو اگر جنے وہ لڑکا سیاہ رنگ کالی آنکھوں والا بڑے کولہوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو میں نہیں گمان کرتا عومیر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے اس پر سچ کہا اور اگر وہ بچے جنے سرخ رنگ جیسے وہ بہمن کے رنگ کا ہے تو میں نہیں گمان کرتا عومیر رضی اللہ عنہ کو مگر کہ اس نے

أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلُّ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَاتَى عَاصِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكِرَةٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلُ فَسَأَلَهُ عُوَيْرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهَى حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ عُوَيْرٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ فِيكَ وَفِي صَاحِبِكَ فَأَمْرُهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَلَاعِنَةِ بِمَا سَمَى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَلَا عَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَقْتُهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنِينَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْظِرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمٌ أَدْعَجِ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمِ الْآلَتَيْنِ خَدَلَجِ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْرًا إِلَّا قَدْ صَدَّقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَاءَتْ

اس پر جھوٹ بولا سو اس نے بچہ جنا اس صفت پر کہ حضرت ﷺ نے بیان کی تھی تصدیق کرنے عویمیر رضی اللہ عنہ کے سے یعنی اس نے اس زانی کی صورت کا بچہ جنا تو وہ اس کے بعد اپنی ماں کی طرف نسبت کیا جاتا تھا۔

بِهْ أَحْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَّةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا
إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى
النَّعْتِ الَّذِي نَعَتْ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ
يَعُدُّ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللعان میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں بار یہ گواہی
دیں کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا ہو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ
عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ﴾.

۴۳۷۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا یا حضرت! بھلا
بتلاؤ تو کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد اجنبی کو
پائے تو کیا اس کو مار ڈالے سو تم اس کو قتل کر دو گے یا کس
طرح کرے؟ سو اللہ نے ان دونوں کے حق میں اتارا جو
قرآن میں لعان کا مذکور ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے
فرمایا کہ البتہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم
کیا، سو دونوں نے لعان کیا اور میں حضرت ﷺ کے پاس
موجود تھا سو جدا کیا اس نے عورت کو سو ہوئی سنت یہ کہ جدائی
کی جائے درمیان دو لعان کرنے والوں کے اور وہ عورت
حاملہ تھی سو اس شخص نے اس کے حمل سے انکار کیا کہ یہ میرا
حمل نہیں اور اس عورت کا بیٹا اس کی طرف منسوب کیا جاتا
تھا پھر جاری ہوئی سنت میراث میں یہ کہ وہ لڑکا اپنی ماں کا
وارث ہو اور اس کی ماں اس کی وارث ہو جو اللہ نے اس
کے واسطے مقرر کیا ہے۔

۴۳۷۷ - حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو
الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ
بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَرَأَيْتَ رَجُلًا رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ
فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمَا
مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنَ التَّلَاعُنِ فَقَالَ لَهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ
قُضِيَ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ قَالَ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا
شَاهِدٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَفَارَقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً أَنْ يُفْرَقَ بَيْنَ
الْمُتَلَاعِعِينَ وَكَانَتْ حَامِلًا فَانْكَرَ حَمْلَهَا
وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى إِلَيْهَا ثُمَّ جَرَتْ السُّنَّةُ
فِي الْمِيرَاثِ أَنْ يَرِثَهَا وَتَرِكَ مِنْهُ مَا
فَرَضَ اللَّهُ لَهَا.

فائدہ: اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس جگہ اس چیز پر جو راجح ہے سبب اترنے آیتوں لعان کے سوائے احکام

اس کے اور میں اس کو اپنے باب میں ذکر کروں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہناتا ہے اس سے مارو یہ کہ گواہی دے چار بار ساتھ اللہ کے کہ بیشک وہ جھوٹا ہے۔

۳۳۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے پاس اپنی عورت کو شریک سے حرام کاری کا عیب لگایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گواہ لایا حد ماری جائے گی تیری پیٹھ پر، ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! جب کوئی اپنی عورت پر کسی مرد کو دیکھے یعنی حرام کرتے دیکھے تو بھلا اس وقت گواہ ڈھونڈتا پھرے، حضرت ﷺ پھر وہی فرمانے لگے کہ گواہ لائیں تو تیری پیٹھ میں حد ماری جائے گی سو ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ بیشک میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں سو البتہ اتارے گا اللہ جو میری پیٹھ کو حد سے بچائے سو جبریل علیہ السلام اترا اور حضرت ﷺ پر یہ آیتیں اتریں جو لوگ اپنی عورتوں کو حرام کاری کا عیب لگاتے ہیں سو حضرت ﷺ نے یہ آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ اللہ کے اس قول تک پہنچے اگر وہ سچا ہو پھر حضرت ﷺ پھرے اور اس عورت کو بلا بھیجا سو ہلال رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے گواہی دی یعنی پانچ بار اور حالانکہ حضرت ﷺ فرماتے جاتے تھے کہ بیشک اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے سو کیا تم دونوں میں کوئی تو بہ بھی کرنے والا ہے پھر وہ عورت کھڑی ہوئی سو اس نے گواہی دی یعنی چار بار پھر جب پانچویں گواہی کی نوبت ہوئی تو لوگوں نے اس کو روکا اور کہا کہ بیشک یہ پانچویں گواہی واجب کرنے والی ہے یعنی تفریق کو تمہارے درمیان یا عذاب کو اگر جھوٹ بولے گی یعنی اگر تو جھوٹی ہے تو مت کہہ سو وہ عورت تھم گئی اور

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَذَرُهَا الْعَذَابُ اِنَّ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَافِرِيْنَ﴾

۴۲۷۸۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ هَلَالَ بْنَ اُمِيَّةٍ قَدَفَ امْرَاَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشْرِيكَ ابْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةُ اَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اِذَا رَاى اَحَدُنَا عَلَى امْرَاَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْبَيِّنَةُ وَاِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ فَقَالَ هَلَالٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّي لَصَادِقٌ فَلْيَنْزِلَنَّ اللهُ مَا يَبْرئِي ظَهْرِي مِنَ الْحَدِّ فَزَلَّ جَبْرِيْلُ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ فَفَرًا حَتّٰى بَلَغَ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ فَاَنْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَجَاءَ هَلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ اَنْ اَحَدَكُمْ اَكَاذِبُ فَهَلْ مِنْكُمْ تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَفُوْهَا وَقَالُوْا اِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَتَلَّكَاتٌ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا اُفْصَحُ

ہی یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ پلٹ جائے گی یعنی اپنے گناہ کا اقرار کرے گی پھر اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ کے لیے رسوا نہ کروں گی سو بدستور اس نے پانچویں گواہی بھی دی اور حضرت ﷺ نے فرمایا دیکھتے رہو اس عورت کو اگر وہ جنے سیاہ چشم لڑکا بھارے کلبوں والا موٹی پنڈلیوں والا تو وہ لڑکا شریک کا ہے سو اس نے اسی رنگ کا لڑکا جتنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر قرآن کا حکم اس پر جاری نہ ہو گیا ہوتا تو میں اس عورت پر کچھ حکم کرتا یعنی اس پر حد قائم کرتا۔

قَوْمِي سَائِرَ الْيَوْمِ لَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصُرُوهَا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغِ الْإِلْتَيْنِ خَدْلَجِ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لَشْرِيكَ ابْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ جبریل علیہ السلام اترا اور آپ پر یہ آیتیں اتاریں کہ جو لوگ عیب لگاتے ہیں اپنی عورتوں کو آخر تک تو اسی طرح ہے اس روایت میں کہ لعان کی آیتیں ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور سعد کی حدیث میں جو پہلے گزری یہ ہے کہ وہ عویمیر کے حق میں اتریں اس واسطے کہ حدیث مذکور میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرے اور تیری عورت کے حق میں حکم اتارا سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ان کو لعان کرنے کا اور اماموں کو اس جگہ میں اختلاف ہے بعض نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ وہ عویمیر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتریں اور بعض نے اس کو ترجیح دی ہے کہ وہ ہلال کے حق میں اتریں اور بعض نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے ساتھ اس طور کے کہ پہلے یہ معاملہ ہلال رضی اللہ عنہ کے واسطے واقع ہوا اور اسی وقت عویمیر رضی اللہ عنہ کے آنے کا اتفاق ہوا سو دونوں کے حق میں اتریں ایک وقت میں اور البتہ میل کی ہے نووی رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف اور سبقت کی ہے اس کی طرف خطیب نے سو کہا اس نے کہ شاید ایک وقت میں ان دونوں کے آنے کا اتفاق ہوا اور نہیں مانع یہ کہ قصے متعدد ہوں اور نزول ایک ہو۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ پانچویں گواہی یہ ہے کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ مرد سچا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْخَامِسَةَ أَنْ غَضَبَ اللَّهُ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾

۴۳۷۹ - حَدَّثَنَا مَقْدَمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى

حَدَّثَنَا عَمِي الْقَاسِمُ بْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ

اللَّهِ وَقَدْ سَمِعَ مِنْهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا رَمَى امْرَأَتَهُ

فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے وقت اپنی عورت کو حرام کاری کی تہمت دی سو اس کے بچے سے انکار کیا کہ میرا نہیں سو حضرت ﷺ نے دونوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو دونوں نے لعان کیا جیسا اللہ نے فرمایا پھر حکم دیا بچے کا واسطے عورت کے اور دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی کرادی۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاعَنَا كَمَا
قَالَ اللَّهُ ثُمَّ قَضَى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ
بَيْنَ الْمَتَلَاعَيْنِ.

فائدہ: اس کی شرح لعان میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ «إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ
عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسِبُوهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ
هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَا
اَكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ
مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ»

إِفْكَ كَذَّابٌ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ لائے ہیں
طوفان تم ہی میں ایک جماعت ہیں تم اس کو اپنے حق
میں برانہ سمجھو بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ہر آدمی کو
ان میں پہنچتا ہے جو اس نے کمایا گناہ اور جس نے اٹھایا
ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے واسطے بڑا عذاب ہے۔

افاک کے معنی ہیں بڑا جھوٹا۔

۴۳۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے اس قول
کی تفسیر میں کہ جس نے اٹھایا طوفان کا بڑا بوجھ، کہا
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول ہے سردار
منافقوں کا۔

باب ہے کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو
لائق نہیں کہ منہ پر لائیں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بہت
بڑا بہتان ہے کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار گواہ پھر
جب نہ لائے گا وہ تو وہ لوگ اللہ کے یہاں ہیں جھوٹے۔

۴۳۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ»
قَالَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بِنِ سَلُولٍ.

بَابُ قَوْلِهِ «لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ
الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِنَفْسِهِمْ
خَيْرًا» إِلَى قَوْلِهِ «الْكَاذِبُونَ»

فائدہ: یہی ہے معروف کہ مراد ساتھ قول اللہ کے «والذی تولى کبرہ» وہ عبد اللہ بن ابی ہے اور ساتھ اسی کے
متفق ہیں روایتیں عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو بہتان کے قصے میں اس سے مروی ہیں جیسا کہ اگلے باب میں ہے اور آئندہ
آئے گا بیان اس شخص کا جو اس کے برخلاف کہتا ہے پھر بیان کی ہے بخاری نے حدیث انک کی ساتھ درازی کے
لیٹ کے طریق سے اور نیز بیان کیا ہے اس کو ساتھ درازی کے شہادات میں فلاح کے طریق سے اور مغازی میں صالح
کے طریق سے اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں اس کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے پہلے اس کو جہاد میں روایت کیا
ہے پھر شہادات میں پھر تفسیر میں پھر ایمان میں اور اس کے سوا اور کئی جگہوں میں بھی۔ (فتح)

۴۳۸۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
۴۳۸۱۔ ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا خبر دی مجھ

کو عروہ اور سعید اور علقمہ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی کی حدیث سے جب کہ کہا طوفان باندھنے والوں نے ان کے حق میں جو کہا سوا اللہ نے ان کو ان کے بہتان سے پاک کیا اور ان کی پاکی بیان کی، زہری کہتا ہے اور ہر ایک نے حدیث کا ایک ٹکڑا مجھ سے بیان کیا اور ان کی بعض حدیث بعض کو سچا کرتی ہے اگرچہ بعض ان میں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اس کو بعض سے جو حدیث کہ بیان کی مجھ سے عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی نے کہا کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو ساتھ لے جاتے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت ﷺ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جنگ (یعنی بنی مصطلق میں جس کا ارادہ کیا) سو میرا نام نکلا تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی بعد اترنے حکم پر دے کے سو مجھ کو کجاوے میں اٹھاتے تھے اور اسی میں اتارتے تھے سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اس جنگ سے فارغ ہوئے اور ہم پلٹ کر مدینے کے قریب پہنچے تو ایک رات کوچ کی خبر دی سو میں اس وقت اٹھ کر جائے ضرورت کو چلی یہاں تک کہ لشکر سے باہر گئی یعنی تاکہ تنہا حاجت روا کروں سو جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوئی تو میں اپنے کجاوے کی طرف متوجہ ہوئی یعنی جس جگہ میں اتری تھی سو اچانک میں نے دیکھا کہ میرا ہار یعنی گینوں کا ٹوٹ کر گر پڑا سو میں اسی جگہ میں اس کی تلاش کو پھر گئی اور اس کی تلاش میں مجھ کو دیر ہو گئی اور جو لوگ میرے کجاوے کئے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے اونٹ پر کسا جس پر میں سوار

الَّتِي عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَاصٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاتَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا فَبَرَأَهَا اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكُلُّ حَدِيثِي طَائِفَةٌ مِنَ الْحَدِيثِ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ الَّذِي حَدَّثَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَنَا أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي وَأَنْزَلَ فِيهِ فَبَسْرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تَلَّكَ وَقَفَّلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَالِيبِينَ أَدْنَى لَيْلَةٍ بِالرَّحِيلِ فَقَمْتُ حِينَ أَدْنَوْنَا بِالرَّحِيلِ فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا

ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے تھے کہ میں اس میں ہوں اور عورتیں اس وقت نہایت دہلی تھیں موٹی نہ تھیں جو کم کھاتی تھیں اس واسطے کجاوے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا جب کہ انہوں نے اس کو اٹھایا اور میں لڑکی کم عمر تھی سو وہ اونٹ کو اٹھا کر روانہ ہوئے سو مجھ کو لشکر چلے جانے کے بعد ہار ملا ان کی جگہ میں آئی اور حالانکہ وہاں نہ کوئی بلانے والا تھا اور نہ جواب دینے والا سو میں نے قصد کیا اپنی جگہ کا جس میں میں تھی اور میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب مجھ کو نہ پائیں گے تو پلٹ کر میرے لینے کو آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں اپنی جگہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند آئی تو میں سو گئی اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ لشکر سے پیچھے تھا وہ پچھلی رات کو روانہ ہوا سو اس نے میری جگہ میں صبح کی سو اس نے ایک سوتے آدمی کا وجود دیکھا سو وہ میرے پاس آیا اور مجھ کو پہچانا جب کہ مجھ کو دیکھا اور اس نے مجھ کو پردے کے اترنے سے پہلے دیکھا تھا سو اس نے افسوس سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا میں اس کی آواز سے جاگ پڑی سو میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانکا قسم ہے اللہ کی نہ اس نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے اس کی کوئی بات سنی سوائے انا للہ الخ کہنے اس کے کی یہاں تک کہ اس نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور اس کے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھا یعنی تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آسانی سے سوار ہوں اور سوار ہونے کے وقت ان کے چھونے کی حاجت نہ پڑے سو میں اس پر سوار ہوئی سو وہ میری سواری کو لے کر چلا یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچے اس کے بعد کہ اترے سخت گرمی میں یعنی دوپہر کے وقت سو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا یعنی تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی اور بانی مہانی اس

قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي فَإِذَا عَقْدُ
لِي مِنْ جَزَعِ ظَفَارٍ قَدْ انْقَطَعَ فَالْتَمَسْتُ
عِقْدِي وَحَسْبِي ابْتِغَاؤُهُ وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ
الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا
هُوَ دَجِي فَرَحَلُوهُ عَلَى بَعِيرِي الَّتِي كُنْتُ
رَكِبْتُ وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ وَكَانَ
النِّسَاءُ إِذْ ذَاكَ خِيفًا لَمْ يُفْلِهِنَّ اللَّحْمُ
إِنَّمَا تَأْكُلُ الْمُلَقَّةُ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَكْبِرِ
الْقَوْمُ خِيفَةَ الْهُودَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَكُنْتُ
جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ
وَسَارُوا فَوَجَدْتُ عِقْدِي بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ
الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَارِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ
وَلَا مُجِيبٌ فَأَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّتِي كُنْتُ بِهِ
وَوَظَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي فَبِرَجْعُونِ إِلَى
فَيْئَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي
فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعْطَلِ السَّلْمِيُّ
نَعْمَ الدُّكُونِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ فَأَدْلَجَ
فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ
نَائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَّفَنِي حِينَ رَأَيْتِي وَكَانَ
يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ
بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَّفَنِي فَخَمَرْتُ وَجْهِي
بِحِجَابِي وَاللَّهِ مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلَا
سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ حَتَّى
أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ لَوْطِي عَلَى يَدَيْهَا فَرَكِبْتَهَا
فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ حَتَّى أَتَيْنَا

تہمت کا عبداللہ بن ابی ابن سلول ہوا پھر ہم مدینے میں آئے اور میں مدینے میں آ کر بیمار ہو گئی اور ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ بہتان باندھنے والوں کی بات کا چرچا کرتے تھے اور مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور مجھ کو اپنی بیماری میں یہ شک پڑتا تھا کہ جو مہربانی حضرت ﷺ مجھ پر بیماری میں کیا کرتے تھے وہ اب میں آپ سے نہیں پہچانتی یعنی ویسی مہربانی اس بیماری میں نہ تھی صرف اتنا تھا کہ حضرت ﷺ میرے پاس اندر آتے اور سلام کرتے پھر فرماتے کہ اس عورت کا کیا حال ہے پھر پلٹ جاتے سو یہ نہ ہوتا مہربانی کا مجھ کو شک میں ڈالتا تھا اور مجھ کو بدی کی کچھ خبر نہ تھی یہاں تک کہ مجھ کو اتفاقہ ہوا سو میں سطح کی ماں کے ساتھ جائے ضرور کے واسطے میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے پاخانے کی جگہ تھی اور نہ نکلتی تھیں ہم مگر راتوں رات اور یہ حال ہمارے گھروں کے پاس جائے پاخانے بننے سے پہلے تھا اور ہمارا دستور پہلے عربوں کا دستور تھا کہ پاخانے کے واسطے میدان کی طرف جاتے تھے ہم گھروں کے پاس جائے پاخانہ بننے سے ایذا پاتے تھے سو میں سطح کی ماں کے ساتھ چلی اور وہ بیٹی ابورہم کی ہے اور اس کی ماں صحرا کی بیٹی ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہے اور اس کا بیٹا سطح رضی اللہ عنہ ہے پھر میں فراغت کر کے سطح رضی اللہ عنہ کی ماں کے ساتھ اپنے گھر کو آئی سو سطح رضی اللہ عنہ کی ماں کا پاؤں اپنی چادر میں الجھا (ایک روایت میں ہے کہ اس کا پاؤں کانٹے یا ہڈی پر پڑا) تو اس نے کہا کہ ہلاک ہو سطح یعنی اس نے اپنے بیٹے کو بددعا دی میں نے کہا تو نے برا کہا کیا تو برا کہتی ہے ایسے شخص کو جو جنگ بدر میں موجود تھا؟ اس نے کہا اے نادان عورت! کیا تو نے نہیں سنا جو اس نے کہا؟ میں نے کہا

الْحَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوا مُوْغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي بِنِ سَلُوْلٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاسْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُوْنَ فِي قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِيْنَ أَشْتَكِيْ إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُنِي ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ نَبِكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذَلِكَ الَّذِي يَرِيْبُنِي وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتَّى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَفَقْتُ فَخَرَجْتُ مَعِيْ أَمْ مِسْطَحٌ قَبْلَ الْمَنَاصِحِ وَهُوَ مُتَبَرِّزُنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ نَتَّخِذَ الْكَنْفَ قَرِيْبًا مِنْ بِيُوْتِنَا وَأَمَرْنَا أَمْرَ الْعَرَبِ الْأَوَّلِ فِي التَّبَرُّزِ قَبْلَ الْغَائِطِ فَكُنَّا نَتَّأَذَى بِالْكَنْفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بِيُوْتِنَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ ابْنَةُ أَبِي رُهْمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَأَبْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أَنَاثَةَ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قَبْلَ بَيْتِي وَقَدْ فَرَعْنَا مِنْ شَانِنَا فَعَثَرْتُ أُمَّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطَحِهَا فَقَالَتْ تَعَسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِنْسَ مَا قُلْتُ

اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا ایسا ایسا کہا، سو اس نے مجھ کو بہتان باندھنے کی خبر دی سو مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی سو جب میں اپنے گھر کی طرف پھری اور حضرت ﷺ میرے پاس اندر آئے پھر فرمایا کہ اس عورت کا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میرا اس وقت ارادہ یہ تھا کہ میں اس خبر کو ان کی طرف سے تحقیق کروں، حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی میں اپنے ماں باپ کے پاس آئی سو میں نے اپنی ماں سے کہا اے ماں! کیا بات ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں؟ اس نے کہا، اے بیٹی! تو مت گھبرا سو تم ہے اللہ کی کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جو اپنے خاندان کی بیماری ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ وہ اس کو اکثر تہمت لگاتی ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اللہ پاک ہے کیا لوگ اس بات کی گفتگو کرتے ہیں۔ سو میں اس رات تمام رات روتی رہی صبح تک نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی یہاں تک کہ میں نے صبح کی جب وحی کے اترنے میں بہت دیر ہوئی تو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ سے میرے چھوڑ دینے میں مشورہ پوچھا، سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ پر اشارہ کیا جو اس کو معلوم تھا آپ کے گھر والوں کی پاک دامنی سے اور جو اس کو معلوم تھا اپنی جی میں اہل بیت کی دوستی سے یعنی اس نے حضرت ﷺ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی بیان کی سو کہا کہ یا حضرت! آپ کی بیوی ہیں نہیں جانتا میں مگر نیک اور لیکن علی رضی اللہ عنہ سو انہوں نے کہا یا حضرت! اللہ نے آپ پر کچھ نیکی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں ہیں اور اگر حضرت ﷺ

اَسْمِیْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا قَالَتْ اَىْ هُنْتَا اَوْ لَمْ تَسْمَعِیْ مَا قَالَ قَالَتْ قُلْتُ وَمَا قَالَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا فَاخْبِرْتَنِیْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ فَاَزْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰی مَرَضِیْ فَلَمَّا رَجَعْتُ اِلٰی بَيْتِیْ وَدَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنٰی سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ بِكُمْ فَقُلْتُ اَتَاذَنْ لِيْ اَنْ اَتِیْ اَبُوِّیْ قَالَتْ وَاَنَا حَيْنِیْدٌ اُرِيْدُ اَنْ اَسْتَعِيْنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَاِذَنْ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَبُوِّیْ فَقُلْتُ لِاُمِّیْ يَا اُمَّتَا مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بِنْتَةَ هَوٰلِیْ عَلَیْكَ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ اِمْرَاةً قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ یُّحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَّ اَبْرٌ اِلَّا كَثُرْنَ عَلَیْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَوْ لَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهَذَا قَالَتْ فَبَكِیْتُ تِلْكَ اللَّیْلَةَ حَتّٰی اَصْبَحْتُ لَا یَرَقًا لِيْ دَمْعٌ وَلَا اُكْحِیْلٌ بِنَوْمٍ حَتّٰی اَصْبَحْتُ اُبْكِیْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِیَّ بْنَ اَبِی طَالِبٍ وَاَسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حِیْنَ اسْتَلْبِكَ الْوَحٰی بِسَاتِمُرُوهُمَا فِی فِرَاقِ اَهْلِهِ قَالَتْ فَاَمَّا اَسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ فَاَشَارَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللِّدٰی یَعْلَمُ مِنْ بَرَاةِ اَهْلِهِ وَبِاللِّدٰی یَعْلَمُ لَهُمْ فِیْ نَفْسِهِ مِنَ الْوَدِّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا سو فرمایا کہ اے بریرہ! کبھی تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاک دامنی میں شک پڑے؟ کہا بریرہ رضی اللہ عنہا نے قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا میں نے اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس سے میں اس پر عیب گیری کروں زیادہ اس سے کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری آ کر اس کو کھا جاتی ہے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور عبد اللہ بن ابی سے اس دن انصاف چاہا سو حضرت ﷺ نے منبر پر فرمایا اے گروہ مسلمانوں کے کون ایسا ہے جو میرا بدلہ لے اس مرد سے جس کی ایذا میرے اہل بیت کو پہنچی؟ یعنی میری بیوی کو سو قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک وہ تو میری بیوی کے پاس کبھی نہیں جاتا تھا میرے ساتھ کے بغیر تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا یا حضرت! میں آپ کا بدلہ لیتا ہوں اگر تہمت کرنے والا اس یعنی ہماری قوم سے ہو تو میں اس کی گردن ماروں اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا کریں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑا ہو اور وہ قوم خزرج کا سردار تھا اور وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اس کو قوم کی حمیت اور عار نے غصہ دلایا سو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور تجھ کو اس کے مارنے کا کچھ مقدر نہیں پھر اسید بن حفیر رضی اللہ عنہ کھڑا ہو اور وہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی ہے سو اس نے سعد بن

أَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ يُضَيِّقُ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ تَسَأَلَ الْجَارِيَةَ تَصَدَّقَكَ قَالَتْ فَذَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ أُمِّي بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيئُكَ قَالَتْ بَرِيرَةُ لَا وَاللَّيْثِ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتِ عَلَيْهَا أَمْرًا أَعْمِصْهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنْهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجَبِينَ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَعْدَرَ يَوْمَئِذٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ابْنِ سَلُولٍ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْدِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْدِرُكَ مِنْهُ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ صَرَبْتُ عَنْقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنْ احْتَمَلْتَهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدِ

عبادہ رضی اللہ عنہم سے کہا تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی بقا کی البتہ ہم اس کو مار ڈالیں گے یعنی اگرچہ خزرج سے ہو جب کہ حضرت ﷺ ہم کو اس کا حکم کریں اور تم ہم کو اس سے منع نہیں کر سکتے سو بیشک تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے سو دونوں گروہ اوس اور خزرج غصے سے ایک دوسرے کی طرف اٹھے یہاں تک کہ قصد کیا کہ آپس میں لڑیں اور حضرت ﷺ منبر پر کھڑے تھے سو ہمیشہ رہے حضرت ﷺ ان کو چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے اور حضرت ﷺ بھی چپ ہوئے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں اس دن اسی حال میں رہی نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ مجھ کو نیند آتی تھی کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میرے ماں باپ نے میرے پاس صبح کی اور میں دو رات اور ایک دن روتی رہی نہ مجھ کو نیند آتی تھی اور نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور میرے ماں باپ گمان کرتے تھے کہ رونا میرے جگر کو پھاڑ دالنے والا ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جس حالت میں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روتی تھی تو ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دی سو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس حالت میں کہ ہم تھے حضرت ﷺ ہمارے پاس اندر آئے اور اسلام کر کے بیٹھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس سے پہلے حضرت ﷺ ہمارے پاس نہ بیٹھے تھے جب سے میرے حق میں کہا گیا جو کہا گیا اور حضرت ﷺ ایک مہینہ اسی حال میں رہے آپ کو میرے حق میں کچھ وحی نہ ہوئی، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جب بیٹھے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوة کے بعد بات تو یہ ہے کہ

كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَيَّ
قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حَضِيرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ
سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عَبَادَةَ
كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقْتُلَنَّكَ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ
تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَتَنَازَرَ الْعَيَّانُ
الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتُلُوا
وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ
عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْفِضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا
وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لَا يِرْقَا
لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ فَأَصْبَحَ
أَبُو آيٍ عِنْدِي وَقَدْ بَكَيتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا
أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يِرْقَا لِي دَمْعٌ يَطْنَانِ أَنْ
الْبِكَاءَ فَالِقُ كَبِدِي قَالَتْ فَيَنِمَا هُمَا
جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي فَاسْتَأْذَنَتْ
عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا
فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي قَالَتْ فَيَنِمَا نَحْنُ عَلَيَّ
ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ
يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَقَدْ
لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي قَالَتْ
فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حِينَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ
قَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتَ
بَرِيئَةً فَسَيِّرْ نِكَاحَ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتَ أَلَمَّتْ

بَذَنَ فَاَسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ اِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا اَحْسُ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِاَبِيْ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَمَّا قَالَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ اَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا اَدْرِيْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَقُلْتُ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَأُ كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرْآنِ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هَذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِيْ اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَيْنَ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تَصْدُقُوْنِيْ بِذَلِكَ وَلَيْنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتَصْدِقُنِيْ وَاللّٰهُ مَا اَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا اِلَّا قَوْلَ اَبِيْ يُوْسُفَ قَالَ ﴿فَصَبِرْ جَمِيْلًا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ قَالَتْ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ فَاصْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ قَالَتْ وَاَنَا حِيْنَئِذٍ اَعْلَمُ اِنِّيْ بَرِيْئَةٌ وَاَنَّ اللّٰهَ مُبْرِنِيْ بِرَأْيِيْ وَلَكِنَّ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلُ فِيْ شَأْنِيْ وَحَيَّا يُنْزِلُ وَلَشَأْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ

اے عائشہ! مجھ کو تیری ایسی ایسی بات پہنچی سو اگر تو گناہ سے پاک ہوگی تو اللہ تیری پاکی بیان کرے گا یعنی اس کے ساتھ وحی اتارے گا قرآن ہو یا غیر اس کا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہے تو مغفرت مانگ اللہ سے اور اس کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اس پر رحمت سے متوجہ ہوتا ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب حضرت ﷺ نے اپنی بات تمام کی تو میرے آنسو بند ہوئے یہاں تک کہ میں نے اس سے ایک قطرہ نہ پایا تو میں نے اپنے باپ سے کہا حضرت ﷺ کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں؟ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ حضرت ﷺ کو جواب دو اس کا جو آپ نے فرمایا اس نے کہا میں نہیں جانتی کہ حضرت ﷺ سے کیا کہوں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میں نے کہا اور میں لڑکی کم عمر تھی بہت قرآن نہ پڑھتی تھی قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ آپ نے یہ بات سنی یہاں تک کہ آپ کے جی میں جم گئی اور آپ نے اس کو سچ جانا سو اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس گناہ سے بری ہوں تو آپ مجھ کو اس میں سچا نہیں جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور آپ کے درمیان سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے اور کوئی مثل نہیں پاتی کہ اس نے کہا فصبر جمیل یعنی اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی مددگار ہے پھر میں منہ پھیر کر اپنے بھونے پر لپٹی اور مجھ کو اس وقت معلوم تھا کہ میں عیب سے

پاک ہوں اور یہ کہ بیشک اللہ میری پاکی بیان کرنے والا ہے میرے پاک ہونے کے سبب سے لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میرے حق میں قرآن اتارے گا جو قیامت تک پڑھا جائے گا اور میں اپنے جی میں اپنے آپ کو حقیر تر جانتی تھی اس سے کہ میرے حق میں اللہ قرآن اتارے اور قرآن میں کلام کرے لیکن مجھ کو امید تھی کہ حضرت ﷺ کو سوتے خواب آئے گا جس کے ساتھ اللہ مجھ کو اس تہمت سے پاک کرے گا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو قسم ہے اللہ کی نہ حضرت ﷺ وہاں سے اٹھے اور نہ کوئی گھر والوں سے باہر نکلا یعنی جو اس وقت حاضر تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ پر وحی اتری سو عادت کے موافق آپ کو بخار کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ نکلنے لگا سخت سردی کے دن میں بہ سبب بوجھ اس چیز کے کہ آپ پر اتاری جاتی سو جب وہ شدت حضرت ﷺ سے دور ہوئی اس حال میں کہ آپ ہستے تھے سو پہلے پہل آپ نے یہ بات کی کہ اے عائشہ! اللہ نے تو تیری پاکی بیان کی سو میری ماں نے مجھ سے کہا کہ اٹھ کر حضرت ﷺ کا شکر یہ ادا کر، میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں آپ کا شکر نہیں کرتی اور آپ کا احسان نہیں مانتی اور میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی جس نے میری پاکی بیان کی اور اللہ نے یہ دس آیتیں اتاریں جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان ایک جماعت ہے تم میں سے سو جب اللہ نے میری پاکی میں یہ قرآن اتارا تو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے (اور حالانکہ وہ مسطح پر اپنی قرابت اور اس کی محتاجی کے سبب سے خرچ کیا کرتے تھے یعنی کچھ اللہ کے لیے اس کو دیا کرتے تھے) قسم ہے اللہ کی کہ میں مسطح رضی اللہ عنہ کو کبھی کچھ نہ دوں گا اس

تَكَلَّمَ اللَّهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَلَكِنْ كُنْتُ
أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبْرئِي اللَّهُ بِهَا
قَالَتْ فَوَاللَّهِ مَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ
حَتَّى أَنْزَلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ
الْبُرْحَاءِ حَتَّى إِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجَمَانِ
مِنَ الْعَرَقِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَابٍ مِنْ نَقْلِ
الْقَوْلِ الَّذِي يَنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا سُرِّيَ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سُرِّيَ عَنْهُ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلُ
كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا يَا عَائِشَةُ أَمَا اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ فَقَدْ بَرَأَكَ فَقَالَتْ أُمِّي قَوْمِي إِلَيْهِ
قَالَتْ فَقُلْتُ لَا وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ وَلَا
أُحْمَدُ إِلَّا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ
مِنْكُمْ لَا حِسَابُ لَهُمْ﴾ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا
فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُو
بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ يَنْفِقُ
عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أَنَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقَرِهِ
وَاللَّهُ لَا يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ
الَّذِي قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلَا
يَأْتِلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا
أُولَى الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا

تَجِبُونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ بَلَى وَاللَّهِ إِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِي فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحِ النَّفْقَةِ النَّبِيُّ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَنْزِعَهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي فَقَالَ يَا زَيْنَبُ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصْرِي مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ النَّبِيُّ كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتَهَا حَمْنَةَ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْإِفْكِ.

کے بعد کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جو کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ قسم نہ کھائیں فضیلت والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں قرابت والوں کو اور محتاجوں کو اور مہاجرین کو اللہ کے راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں؟ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جو چیز کہ مسطح کو اللہ کے لیے دیا کرتے تھے وہ پھر اس کی طرف جاری کی اور کیا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اس سے کبھی بند نہیں کروں گا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت عائشہ زینب رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھتے تھے سو فرمایا اے زینب! تجھ کو کیا معلوم ہے؟ اس نے کہا یا حضرت! میں اپنے کان اور آنکھ پر نگاہ رکھتی ہوں یعنی سو نہیں منسوب کرتی میں اس کی طرف جو نہ میں نے سنا نہ دیکھا مجھ کو نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور وہی تھی جو مجھ سے برابری چاہتی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں میں سے سو بچایا اس کو اللہ نے ساتھ پرہیزگاری کے یعنی ساتھ نگہبانی کرنے کے اپنے دین پر اور اس کی بہن حمنہ رضی اللہ عنہا اس کے واسطے جھگڑنے لگی اور چرچا کرنے لگی ساتھ قول طوفان باندھنے والوں کے تاکہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ کم ہو اور اس کی بہن کا مرتبہ بڑھے سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں جو ہلاک ہوئے تہمت باندھنے والوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا تو یہ قول زہری کا ہے یعنی بعض حدیث کا اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ کہا زہری نے ہر ایک نے بیان کیا مجھ سے ٹکڑا اس حدیث کا اور میں نے جمع کی ہے واسطے تیرے سب وہ چیز جو انہوں نے مجھ سے بیان کی اور یہ جو کہا کہ بعض حدیث ان کی سچا کرتی ہے بعض کو تو یہ منقول ہے اور مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کو سچا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ اپنے ظاہر پر ہو اور مراد یہ ہو کہ بعض حدیث ہر ایک کی ان میں سے دلالت کرتی ہے اوپر صدق راوی کے بیچ باقی

حدیث اپنی کے واسطے حسن سیاق اس کے کی اور عمدگی حفظ اس کے کی اور یہ جو کہا اگرچہ بعض راوی زیادہ تر یاد رکھنے والے ہیں بعض سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ بعض راوی ان چاروں میں سے زیادہ تمیز کرنے والے ہیں بیچ سیاق حدیث کے بعض سے اس کے اکثر یاد رکھنے کی جہت سے نہ یہ کہ بعض بعض سے مطلق اضط ہیں اسی واسطے کہا زیادہ تر یاد رکھنے والے اس کو یعنی حدیث مذکور کو خاص اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ساری حدیث ان سب سے مروی ہے نہ یہ کہ وہ ساری حدیث ہر ایک سے مروی ہے اور یہ جو کہا عروہ عن عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت تو نہیں ہے یہ مراد کہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے اپنے نفس سے بلکہ معنی اس کے قول کے عن عائشہ یعنی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے بیچ قصے اٹک کے پھر اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرنا شروع کی سو کہا کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے تو اس میں مشروع ہونا قرعہ کا ہے اور رد ہے اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے اور یہ جو کہا بعد اترنے پردے کے یعنی بعد اترنے حکم پردے کے اور مراد حجاب کرنا عورتوں کا ہے مردوں کے دیکھنے سے یعنی مردوں سے پردہ کریں تاکہ مرد عورتوں کو نہ دیکھ سکیں اور اس سے پہلے ان کو اس بات سے روک نہ تھی اور یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا مانند تمہید کی ہے واسطے سبب کے بیچ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مستور کجاوے میں یہاں تک کہ نوبت پہنچائی اس نے طرف اٹھانے ان کے کی اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور ان کو گمان تھا کہ وہ اس میں ہیں برخلاف اس کے کہ پہلے پردے سے تھیں سو شاید عورتیں اس وقت سوار یوں کی پشت پر سوار ہوتی تھیں بغیر کجاوے کے یا سوار ہوتی تھیں کجاوے میں بغیر پردے کے سو نہ واقع ہوتا تھا واسطے ان کے جو واقع ہوا بلکہ ان کا اونٹ کسے والا پہچانتا تھا کہ سوار ہوئی ہیں یا نہیں اور یہ جو کہا کہ میں کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اس میں اتاری جاتی تھی تو ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب میرے اونٹ کو کہتے تھے تو میں کجاوے میں بیٹھ جاتی تھی پھر کجاوے کو نیچے سے پکڑ کر اونٹ کی پیٹھ پر رکھ دیتے تھے اور کجاوہ ایک گھمٹا ہوتا ہے اس کے واسطے قبہ ہوتا ہے جو کپڑوں وغیرہ سے ڈھانکا جاتا ہے پھر اونٹ کی پشت پر رکھا جاتا ہے اس میں عورتیں سوار ہوتی ہیں تاکہ ان کے واسطے پردہ ہو اور یہ جو کہا کہ کجاوے کے اٹھانے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کجاوے پر مقرر تھے وہ ان کا نہایت ادب کرتے تھے اور کجاوے کا پردہ بالکل نہیں کھولتے تھے اس لیے کہ وہ گمان کرتے تھے کہ وہ اس میں ہیں اور حالانکہ وہ اس میں نہ تھیں اور شاید انہوں نے سوچا کہ وہ سوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ میں لڑکی کم عمر تھی تو یہ اس واسطے کہ وہ ہجرت کے بعد شوال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائی گئیں اور وہ اس وقت نو برس کی تھیں اور جنگ مریسیع چھٹے سال ہجری میں تھی شعبان میں تو گویا اس وقت پوری پندرہ برس کی نہ ہوئی تھیں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ باوجود دہلی ہونے کے کم عمر تھیں پس یہ مبلغ ہے واسطے ہلکا ہونے ان کے کی اور اسی وجہ سے ان کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس لفظ کے یعنی میں کم عمر تھی طرف بیان عذر اپنے کے اس چیز میں کہ کی حرص سے ہار پر اور سکی ہونے ان کے سے ہار کے ڈھونڈنے پر اس حال میں اور نہ خبر دینے ان کے سے اپنے گھر والوں کو ساتھ اس کے اور یہ بہ سبب کم عمر ہونے ان کے ہے اور نا تجربہ کاری ان کی کے برخلاف اس کے کہ اگر کم عمر نہ ہوتیں تو اس کے انجام کو سمجھ جاتیں اور نیز یہ ان کے واسطے ہار کے گم ہونے میں واقع ہوا کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو اس کی خبر دی کہ میرا ہار گر پڑا سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو روکا بغیر پانی پر یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہار ملا اور اس کے سبب سے حیم کی آیت اتری پس ظاہر ہوا تفاوت حال اس شخص کا جو تجربہ کار ہو اور جو تجربہ کار نہ ہو اور یہ جو کہا کہ نہ کوئی وہاں بلانے والا اور نہ جواب دینے والا سو اگر کہا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی اور کو اپنے ساتھ کیوں نہ لیا تاکہ ان کو تنہا ہونے کی وحشت سے امن ہوتا اور جب ان کو ہار کے ڈھونڈنے میں دیر لگی تھی تو اپنی سہیلی کو بھیج دیتیں تاکہ ان کا انتظار کریں اگر کوچ کا ارادہ کریں اور جواب یہ ہے کہ یہ منجملہ اس چیز سے ہے کہ مستفاد ہوتی ہے قول اس کے سے کہ میں کم عمر تھی اس واسطے کہ ان کو ایسا تجربہ نہ تھا اور اس کے بعد ان کا یہ حال ہوا کہ جب باہر نکلتی تھیں تو کسی کو اپنے ساتھ لے کر نکلتی تھیں اور صفوان رضی اللہ عنہ لنگر سے پیچھے رہا کرتا تھا تاکہ تیر اور تھیلی وغیرہ گری پڑی چیز کو اٹھالائے اور یہ جو کہا کہ میں اس کے انا للہ الخ پڑھنے سے جاگی تو تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن اسحاق نے کہ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور شاید بھاری پڑی اس پر وہ چیز جو جاری ہوئی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے یا ڈرایہ کہ واقع ہو جو واقع ہوایا اکتفا کیا اس نے ساتھ پکار کر کہنے انا للہ الخ کے تاکہ ان کے ساتھ اور کلام کرنے کی حاجت نہ پڑے اور یہ جو کہا کہ مجھ سے کلام نہ کرتا تھا تو تعبیر کی ہے اس نے ساتھ لفظ مضارع کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ وہ بدستور چپ رہا اس واسطے کہ اگر ماضی کے صیغے کے ساتھ تعبیر کرتیں تو سمجھا جاتا اس سے خاص ہونائی کا ساتھ حالت جاگنے کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس سے انا للہ الخ کے سوا کوئی کلمہ نہیں سنا تو یہ مقید ہے ساتھ حالت بٹھانے اونٹ کے پس نہیں منع کرتا یہ کلام کرنے کو اونٹ بٹھانے سے پہلے اور پیچھے اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو کس سبب سے پیچھے رہی؟ اور کہا کہ سوار ہو اور میرا حال پوچھا اور یہ جو کہا کہ ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا تو اشارہ کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بہتان میں کلام کیا اور لیکن نام ان کے پس صحیح روایتوں میں عبد اللہ بن ابی اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمزہ بنت جحش رضی اللہ عنہم ہیں اور زیادہ کیا ہے ان میں ابو الریح نے عبد اللہ اور ابو احمد کو جو دونوں جحش کے بیٹے ہیں اور ابن مردویہ کے نزدیک ابن سیرین کے طریق سے آیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ نہ خرچ کروں گا ان دو تیبوں پر جو ان کے پاس تھے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کلام ناشائستہ کی تھی ایک ان میں سے مسطح ہے، اٹھلی، حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے مسطح کے رفیق کا نام معلوم نہیں ہوا اور یہ جو کہا کہ لوگ بہتان باندھنے والوں کے قول میں چرچا کرتے تھے تو ابن اسحاق کی

روایت میں ہے کہ یہ بات حضرت ﷺ کو اور میرے ماں باپ کو پہنچی اور وہ میرے واسطے کچھ ذکر نہیں کرتے تھے اور یہ جو مسطح کی ماں نے کہا کہ ہلاک ہو مسطح تو احتمال ہے کہ مسطح کی ماں نے یہ کلمہ جان بوجھ کر کہا ہوتا کہ بچنے طرف اخبار عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس چیز کے کہ کہا گیا ان کے حق میں اور وہ غافل ہے اور احتمال ہے کہ اللہ نے اتفاقاً اس کی زبان پر یہ کلمہ جاری کیا ہوتا کہ بیدار ہو عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی غفلت سے جو اس کے حق میں کہا گیا ار یہ جو کہا کہ مجھ کو بیماری پر بیماری زیادہ ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب مجھ کو بہتان باندھنے والوں کی تہمت کی خبر پہنچی تو میں نے قصد کیا کہ اپنے آپ کو کنوئیں میں گراؤں اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں نے کہا کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت نہیں ہوئی جس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ اس کو تہمت لگاتی ہیں تو اس کلام میں اس کی ماں کی سمجھ سے وہ چیز ہے جس پر زیادتی نہیں اس واسطے کہ اس نے معلوم کیا کہ یہ بات اس پر بھاری پڑے گی سو آسان کیا اس پر اس بات کو ساتھ اس طور کے کہ اس کو معلوم کروایا کہ وہ اس بات کے ساتھ منفرد نہیں اس واسطے کہ آدمی پیروی کرتا ہے ساتھ غیر اپنے کے اس چیز میں کہ واقع ہوتی ہے اس کے واسطے اور داخل کی اس نے اس میں وہ چیز جس سے اس کا دل خوش ہو کہ وہ فائق ہے خوبصورتی میں اور یہ اس قسم سے ہے کہ خوش لگتا ہے عورت کو کہ اس کے ساتھ صفت کی جائے باوجود اس چیز کے کہ اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی حسنہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ کہ باعث اس کو اس پر یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی بہن کی سوکن تھیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی نہ نب رضی اللہ عنہا ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہی تھی جو مرتبے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی مشابہت چاہتی تھی اور یہ جو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہے یعنی اس کو پاس رکھیے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آپ کی بیوی ہے یعنی عقیفہ ہے جو آپ کے لائق ہے اور احتمال ہے کہ کہا ہو واسطے پاک ہونے کے مشورے سے اور رائے کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا پھر نہ کفایت کی ساتھ اس کے بلکہ خبر دی ساتھ اعتقاد اپنے کے سو کہا کہ نہیں جانتے ہم مگر نیک اور بیوی کو اہل کہنا شائع ہے اور جمع کا لفظ بولنا واسطے تعظیم کے ہے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عورتیں اس کے سوا بہت ہیں تو ایک روایت میں ہے کہ اس کو طلاق دیجیے اور دوسری سے نکاح کیجیے اور یہ کلام جو علی رضی اللہ عنہ نے کیا تو باعث ہوئی اس کو اس پر ترجیح جانب حضرت ﷺ کی واسطے اس چیز کے کہ دیکھی بے قراری اور غم حضرت ﷺ کے سے بسبب اس بات کے کہ کبھی گئی اور حضرت ﷺ نہایت غیرت کرنے والے تھے سوعلی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ جب آپ اس کو چھوڑ دیں گے تو جو آپ کو غم اس کے سبب سے حاصل ہوا ہے وہ دور ہو جائے گا یہاں تک کہ ثابت ہو پاکی ان کی پھر ممکن ہوگا رجوع کرنا ان سے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے اختیار کرنا اس ضرر کا جو دونوں میں ہلاک ہو واسطے دور ہونے اشد ان کے، کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ علی رضی اللہ عنہ کی رائے میں یہ آیا کہ یہی ہے مصلحت حضرت ﷺ کے حق میں اس واسطے کہ دیکھا کہ حضرت ﷺ بے قرار ہیں سو خرچ کی انہوں نے کوشش اپنی خیر خواہی میں واسطے

ارادے خاطر حضرت ﷺ کے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ نہیں جزم کیا علی رضی اللہ عنہ نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف چھوڑ دینے ان کے اس واسطے کہ انہوں نے اپنے قول کے پیچھے یہ بات کہی کہ آپ لونڈی سے پوچھیے وہ آپ سے سچ کہہ دے گی سو سپرد کیا انہوں نے امر کو طرف رائے حضرت ﷺ کے سو گویا کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ جلدی راحت چاہتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اگر آپ اس کا ارادہ نہیں رکھتے تو اس بات کی تحقیق کیجیے یہاں تک کہ آپ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی معلوم ہو اس واسطے کہ ان کو تحقیق معلوم تھا کہ نہ خبر دے گی آپ کو بریرہ رضی اللہ عنہا مگر ساتھ اس چیز کے کہ جو اس کو معلوم ہو اور وہ نہیں جانتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مگر محض پاک دامنی اور علت سچ خاص ہونے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورے کے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے نزدیک بجائے بیٹے کے تھے کہ آپ نے ان کو لڑکپن سے پرورش کیا تھا پھر نہ جدا ہوئے ان سے بلکہ زیادہ ہوا جوڑ ان کا ساتھ نکاح کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پس اسی واسطے تھے وہ خاص ساتھ مشورے کے واسطے زیادہ اطلاع ہونے کے حضرت ﷺ کے احوال پر اکثر غیر ان کے سے اور عام کاموں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر اصحاب سے مشورہ لیتے تھے اور اسی طرح اسامہ رضی اللہ عنہ سو وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں سچ طول ہونے ملازمت کے اور زیادہ ہونے خصوصیت اور محبت کے اسی واسطے اصحاب کہتے تھے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے محبوب ہیں اور خاص کیا اس کو سوائے ماں باپ اس کے کی اس واسطے کہ وہ بھی علی رضی اللہ عنہ کی طرح جو ان تھے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ اس سے عمر میں بڑے تھے اور یہ اس واسطے ہے کہ جو جوان کے ذہن کی صفائی ہوتی ہے وہ دوسرے کے نہیں ہوتی اور اس واسطے کہ وہ بوڑھے سے جلدی جواب دیتا ہے کہ بوڑھا اکثر اوقات انجام کو سوچتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا تو ایک روایت میں ہے کہ کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں سو اس کو نہ چھپا تو اس نے کہا بہت خوب! فرمایا کیا تو نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی چیز دیکھی ہے جس سے پاک دامنی میں شک پڑے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لونڈی سے پوچھ، علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اور کہا کہ اگر تو سچ نہ کہے گی تو تجھ کو ماروں گا اس نے سوائے نیکی کے کچھ نہ کہا پھر علی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اس کو سخت مارا اور کہا کہ آپ سے سچ کہہ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی برائی معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ وہ لڑکی کم عمر ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے تو ایک روایت میں ہے کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز جب سے اس کے پاس ہوں مگر یہ کہ میں آنا گوندھتی ہوں اور اس کو کہتی ہوں کہ اس آٹے کو دیکھتی رہ یہاں تک کہ میں آگ جلاؤں سو وہ غفلت کرتی ہے اور بکری آ کر کھا جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پاک تر ہے سونے سے یعنی سونے کی طرح عیب سے پاک ہے اور اگر اس نے کیا ہے جو لوگ کہتے ہیں تو البتہ اللہ آپ کو خبر کر دے گا سو لوگوں نے اس کی فقاہت سے تعجب کیا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اس دن عبد اللہ بن ابی سے

انصاف چاہا تو کہا خطابی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ کون ایسا ہے جو قائم ہو ساتھ عذر اس کے کی کہ اس نے میرے گھر والوں پر بری تہمت لگائی ہے اور کون ایسا ہے کہ قائم ہو ساتھ عذر میرے کے جب کہ میں اس کو اس تہمت باندھنے کی سزا دوں اور یہ جو کہا کہ تجھ کو اس کے مارنے پر مقدمہ نہیں تو نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ معنی اس کے قول کے کذب لا نقلتہ یہ ہیں کہ حضرت ﷺ تجھ کو اس کے مارنے کا اختیار نہیں دیں گے اسی واسطے تو اس کے مارنے پر قادر نہیں ہوگا اور اس کا باعث یہ ہے جو ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ سعد نے کہا کہ تو نے یہ بات اس واسطے کہی ہے کہ تو نے معلوم کیا کہ وہ خزرج سے ہے یعنی تجھ کو حضرت ﷺ کی مدد مقصود نہیں بلکہ تمہارے دلوں میں ہماری طرف سے قدیمی کینہ ہے اس کے سبب سے تو نے یہ بات کہی، ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کو میری مراد خوب معلوم ہے کہا ابن تین نے کہ یہ جو ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اس سے ہوگا تو ہم اس کی گردن ماریں گے تو یہ اس واسطے کہ اس قوم اس کی ہے اور نہیں کہی اس نے یہ بات صحیح حق خزرج کے واسطے اس چیز کے کہ تھی درمیان اس اور خزرج کے کینہ اور عداوت سے پہلے اسلام کے سو دور ہوئی وہ عداوت ساتھ اسلام کے اور کچھ باقی رہی بحکم عار کے سو کلام کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ساتھ حکم عار کے اور انکار کیا اس سے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ان میں حکم کریں اور حالانکہ وہ قوم اس سے ہیں اور نہیں ارادہ کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے راضی ہونا ساتھ اس چیز کے کہ منقول ہوئی عبد اللہ بن ابی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا یعنی نہیں گزری اس سے کوئی چیز کہ متعلق ہو ساتھ کھڑا ہونے کے عارضیت سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مراد نہیں کہ وہ منافقوں میں سے ہے اور یہ جو اسید رضی اللہ عنہ نے معاذ بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو منافق ہے تو ماززی نے اسید کے قول سے یہ عذر بیان کیا ہے کہ واقع ہوا ہے یہ اسید سے بطور غصے اور مبالغہ کے صحیح زجر سعد رضی اللہ عنہ کے جھگڑنے سے یعنی مراد اس کی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو جھڑکنا تھا کہ عبد اللہ بن ابی کی طرف سے نہ جھگڑے اور اس کی مراد وہ نفاق نہیں جو ظاہر میں ایمان لانا اور باطن میں کافر رہنا ہے اور شاید حضرت ﷺ نے اسی وجہ سے اس پر انکار نہ کیا پس مراد اس کی یہ ہے کہ تو منافقوں کا سا کام کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میرے باپ نے میرے پاس صبح کی یعنی آئے وہ دونوں اس جگہ میں جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں ان کے گھر سے نہ یہ کہ وہ ان کے پاس سے اپنے گھر کی طرف پھر گئی تھیں اور یہ جو کہا کہ میں دو رات اور ایک دن روتی رہی یعنی ایک وہ رات جس میں مسطح کی ماں نے ان کو یہ خبر دی اور ایک وہ دن جس میں حضرت ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اگلی رات اور یہ جو کہا کہ میرے آنسو بند ہوئے کہا قرطبی نے کہ سبب اس کا یہ ہے کہ جب غم اور غضب سے ایک چیز آدمی کو پکڑ لیتی ہے تو آنسو بند ہو جاتے ہیں واسطے زیادہ ہونے گرمی مصیبت کے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ حضرت ﷺ کو میری طرف سے جواب دو تو بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے باوجود اس کے کہ سوال واقع ہوا ہے باطن امر سے اور صدیق

اکبر رضی اللہ عنہما جن کو اس پر اطلاع نہیں تھی لیکن کہا یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس سے باطن میں ایسی کوئی چیز واقع نہیں ہوئی جو ظاہر کے مخالف ہو پس گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ کو پاک کرو جس طرح چاہو اور تم کو اعتماد ہے کہ میں سچ کہتی ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جواب دیا اس کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ساتھ اپنے قول کے کہ میں نہیں جانتا کیا کہوں اس واسطے کہ وہ حضرت ﷺ کے بہت متبع تھے سوانہوں نے ایسا جواب دیا جو معنی میں اس کو اس کے سوال کے مطابق ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں بہت قرآن نہیں پڑھتی تھی تو یہ تمہید ہے واسطے عذر ان کے کی کہ اس وقت ان کو یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا اور ایک روایت میں یعقوب علیہ السلام کا نام صریح آچکا ہے لیکن ذہ روایت بالمعنی ہے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم نے اس کو سچا جانا تو یہ قول ان کا بطور مقابلے کے ہے اگرچہ اس کی حقیقت مراد نہیں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی مبالغہ سے سچ تحقیق کرنے کے اور وہ اپنے پاک دامن ہونے کے سبب سے اعتقاد کرتی تھیں کہ لائق ہے کہ جو اس طوفان کو سنے وہ اس کو قطعی جھوٹ جانے لیکن عذر ان کا اس سے یہ ہے کہ انہوں نے چاہا کہ قائم کریں حجت کو ان لوگوں پر جنہوں نے اس میں کلام کیا اور نہیں کافی ہے اس میں مجرد نفی اس کی جو انہوں نے کہا اور چپ رہنا اور اس کے بلکہ متعین ہوئی تحقیق کرنا واسطے روشہ ان کے یا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس تہمت کو سچا جانا لیکن جن لوگوں نے ان کو نہ جھٹلایا وہ بھی تغلیبا ان کے ساتھ جوڑے گئے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اللہ کے سوا کسی کا شکر نہیں کرتی تو عذر اس کا ان کے مطلق بولنے میں غضبناک ہونا ان کا ہے ان سے کہ انہوں نے طوفان اٹھانے والوں کے جھٹلانے کی طرف کیوں جلدی نہ کی باوجود اس کے کہ چال چلن کا نیک ہونا ان کے نزدیک ثابت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے طرف افراد اللہ کے ساتھ قول اپنے کے کہ وہی ہے جس نے میری پاک دامنی اتاری پس مناسب ہوا مفرد کرنا ساتھ حمد کے فی الحال اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد بھی حضرت ﷺ کا شکر نہ کریں اور یہ جو کہا کہ اللہ نے دس آیتیں اتاریں تو کہا زخشری نے کہ نہیں واقع ہوئی قرآن میں تشدید سے کسی گناہ میں جو واقع ہوئی انک کے قصے میں ساتھ مختصر عبارت کے اور بہت معنی کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر وعید شدید کے اور عتاب بلیغ کے اور زجر سخت کے اور اس پر کہ یہ بات بہت بڑی اور بری ہے ساتھ مختلف طریقوں اور مضبوط سلیقوں کے کہ ہر ایک ان میں سے کافی ہے اپنے باب میں بلکہ نہیں واقع ہوئی وعید بت پرستوں کی مگر ساتھ اس چیز کے کہ کم ہے اس سے اور نہیں ہے یہ سب مگر واسطے ظاہر کرنے بلندی مرتبے حضرت ﷺ کے اور پاک کرنے اس شخص کے جو آپ سے کچھ تعلق رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ وہی تھی جو مجھ سے براہری چاہتی تھی یعنی طلب کرتی تھی بلندی اور رفعت سے نزدیک حضرت ﷺ کے جو میں طلب کرتی تھی یا اعتقاد کرتی تھی کہ میری قدر حضرت ﷺ کے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہے اور اصحاب سنن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے ان کو تہمت لگائی حضرت ﷺ نے ان سب

پر حد قائم کی اور اس کا بیان حدود میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے ان کے جو پہلے گزرے کہ جائز ہے روایت کرنا حدیث کی ایک جماعت سے ساتھ تلفیق کے یعنی کچھ کسی راوی سے لی اور کچھ کسی سے اور ساری کو اجمال کے ساتھ روایت کرے یعنی ایک کی روایت کو دوسرے کی روایت سے جدا نہ کرے اور یہ کہ جائز ہے قرعہ ڈالنا یہاں تک کہ عورتوں کے درمیان بھی اور ان کو سفر میں اپنے ساتھ لے جانا ہو تو اس میں بھی اور یہ کہ جائز ہے سفر کرنا ساتھ عورتوں کے یہاں تک کہ جہاد میں بھی اور یہ کہ جائز ہے حکایت کرنا اس چیز کی کہ واقع ہے واسطے مرد کے فضیلت سے اگرچہ اس میں بعض لوگوں کی مدح ہو اور بعض کی مذمت جب کہ شامل ہو یہ دور کرنے وہم نقص کے کو حکایت کرنے والے سے جب کہ ہو پاک عیب سے وقت قصد خیر خواہی اس شخص کے کہ پہنچے اس کو یہ تا کہ نہ واقع ہو اس چیز میں کہ واقع ہوا بیچ اس کے وہ شخص جو پہلے گزرا اور یہ کہ غیر کو گناہ میں پڑنے سے بچانے کے واسطے کوشش کرنا اولیٰ ہے ترک کرنے اس کے سے کہ وہ گناہ میں پڑے اور حاصل ہونا اجر کا واسطے موقوف فیہ کے یعنی جس کو تہمت لگائی گئی اور اس میں استعمال کرنا تمہید کا ہے اس چیز میں کہ محتاج ہے طرف اس کی کلام سے اور یہ کہ کجاوہ قائم مقام گھر کے ہے عورت کے پردہ کرنے میں اور یہ کہ جائز ہے سوار ہونا عورت کا کجاوے میں اونٹ کی پیٹھ پر اگرچہ یہ اس پر مشکل ہو جب کہ اس کو اس کی طاقت ہو اور یہ کہ جائز ہے خدمت اجنبی کی واسطے عورت کے پردے کے پیچھے سے اور یہ کہ جائز ہے پردہ کرنا واسطے عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ جدا ہو بدن سے اور یہ کہ جائز ہے متوجہ ہونا عورت کا واسطے قضائے حاجت اپنی کے تنہا بغیر اذن خاص اپنے خاوند کے بلکہ واسطے اعتماد کے اذن عام پر جو مستند ہو طرف عام کی اور یہ کہ جائز ہے زیور پہننا عورت کا سفر میں ساتھ ہار کے اور مانند اس کی کے اور نگاہ رکھنا مال پر اگرچہ قلیل ہو واسطے وارد ہونے نبی کے اضاعت مال سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار نہ موتیوں کا تھا اور نہ جو اہر کا اور اس میں نحوست ہے حرص کی اوپر مال کے اس واسطے کہ اگر وہ اس کی تلاش میں دیر نہ کرتیں تو البتہ جلدی پلٹ آتیں جب اس کی تلاش میں قدر حاجت سے زیادہ رہیں تو یہ ماجرا واقع ہوا اور قریب ہے اس سے قصہ دو جھگڑنے والوں کا جب کہ اٹھایا گیا علم شب قدر کا یعنی تعیین اس کی ان کے سبب سے اس واسطے کہ انہوں نے قدر ضرورت پر کفایت نہ کی بلکہ زیادہ ہوئے جھگڑنے میں یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو ان کی آوازوں کے بلند ہونے سے یہ ماجرا واقع ہوا اور یہ کہ موقوف ہے کوچ کرنا لشکر کا امام کی اجازت پر اور یہ کہ جائز ہے مقرر کرنا کسی آدمی کو لشکر میں سے ساقہ (ساقہ اس شخص کو کہتے ہیں جو لشکر سے پیچھے رہے تا کہ گری پڑی چیز کو اٹھالائے) جو امین ہو کہ تھکے ماندے کو چڑھالائے اور گری پڑی چیز کو اٹھالائے اور سوائے اس کے مصالح سے اور یہ کہ لائق ہے کہ مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اور یہ کہ عورت اپنے منہ کو اجنبی مرد سے ڈھانک لے اور فریاد رسی کرنا عاجز در ماندے کی اور چھڑانا ضائع کا اور قدر

والے کی تعظیم کرنا اور ان کو سواری میں مقدم کرنا اور تکلیف اٹھانا واسطے اس کے اور اجنبی کے ساتھ خوب ادب سے پیش آنا خاص کر عورتوں کو خاص کر خلوت اور تنہائی میں اور چلنا آگے عورت کے تاکہ برقرار رہے دل اس کا اور باامن ہو اس چیز سے کہ وہم کی جاتی ہے نظر کرنے اس کے سے واسطے اس چیز کے کہ قریب ہے کہ کھل جائے عورت سے وقت چلنے کے اور اس میں مہربانی کرنا مرد کی ہے عورت پر اور خوش گزران کرنا ساتھ اس کے اور کمی کرنا اس میں وقت مشہور ہونے اس چیز کے کہ تقاضا کرتی ہے نقص کو اگرچہ نہ متحقق ہو اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ بوجھے وہ عورت حال کے متغیر ہونے کو پس عذر کرے یا اقرار کرے اور یہ کہ نہیں لائق ہے بیمار والوں کو کہ بیمار کو خبر دیں اس چیز کی کہ اس کے باطن کو ایذا دے تاکہ اس سے اس کی بیماری زیادہ نہ ہو جائے اور اس میں سوال کرنا ہے بیمار سے کہ اس کا کیا حال ہے؟ اور اشارہ ہے طرف مراتب ہجران کی ساتھ کلام اور مہربانی کے یعنی اس کے ساتھ کلام اور مہربانی نہ کرنا اور جب سبب ثابت ہو تو بالکل کلام کرنا چھوڑ دے اور اگر اس میں ظن ہو تو کم کرے اور اگر مشکوک فیہ یا محتمل ہو تو خوب ہے کم کرنا کلام کا نہ واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ کبھی گئی بلکہ تاکہ نہ گمان کیا جائے ساتھ ساتھی اس کے کی نہ پرواہ کرنا ساتھ اس چیز کے کہ کبھی گئی ہے اس کے حق میں اور یہ کہ جب عورت کسی حاجت کے واسطے باہر نکلے تو کسی کو ساتھ لے جو اس کی غم خواری کرے یا خدمت کرے لیکن ایسے شخص کو ساتھ لے جس سے اس کو امن ہو اور اس میں ہٹانا مسلمان کا ہے مسلمان سے عیب کو خاص کر اس شخص سے جو اہل فضل ہو اور ہٹانا اس شخص کا جو ان کو ایذا دے اگرچہ اس سے کسی قسم کا تعلق رکھتا ہو اور اس میں بیان ہے زیادتی فضیلت اہل بدر کا یعنی جو اصحاب جنگ بدر میں حاضر تھے اور اطلاق سب و شتم سب کا بری دعا پر اور اس میں بحث کرنا ہے امر قبیح سے جب مشہور ہو جائے اور پہچاننا صحت اور فساد اس کے کا ساتھ کھولنے راز اس شخص کے جس کے حق میں کہا گیا کہ کیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی چیز ایسی واقع ہوئی ہے جو اس کے مشابہ ہو یا اس سے قریب ہو اور اصحاب اس شخص کا جو تہمت لگایا گیا ساتھ برائی کے جب کہ اس سے پہلے نیکی کے ساتھ مشہور ہو جب نہ ظاہر ہو اس سے ساتھ دریافت کرنے کے جو اس کے مخالف ہو اور اس میں فضیلت قوی ہے واسطے ام مسطح رضی اللہ عنہما کے اس واسطے کہ اس نے اپنے بیٹے کو درست نہ رکھا بسبب عیب لگانے اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلکہ قصد کیا اس کے برا کہنے کا اور اس میں قوی کرنا ہے ایک دو احتمالوں کا حضرت ﷺ کے اس قول میں جو آپ نے بدر والوں کے حق میں فرمایا ان اللہ قال لهم اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم یعنی اللہ نے ان سے کہا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ میں تم کو بخش چکا اور یہ کہ راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ گناہ ان سے واقع ہوتے ہیں لیکن وہ مقرون ہیں ساتھ مغفرت کے واسطے فضیلت دینے ان کے کی غیروں پر بسبب اس جنگ عظیم کے اور مرجوح ہونا دوسرے قول کا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ نے ان کو نگاہ رکھا ہے پس نہیں واقع ہوتا ان سے کوئی گناہ تنبیہ کی ہے اس پر شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے اور اس میں مشروعیۃ سبحان اللہ کہنے کی ہے وقت

سننے اس چیز کے جو سامع کے اعتقاد میں جھوٹ ہو اور توجیہ اس کی اس جگہ یہ ہے کہ اللہ پاک ہے یہ کہ حاصل ہو واسطے قربت رسول ﷺ کے آلودگی پس مشروع ہے ذکر کرنا اس کا ایسی جگہ میں ساتھ پاکی کے اور یہ کہ موقوف ہے نکلنا عورت کا اپنے گھر سے اپنے خاوند کی اجازت پر یعنی اس کی اجازت کے بغیر نہ نکلے اگرچہ اپنے ماں باپ کے گھر کی طرف جانا ہو اور اس میں بحث کرنا ہے بات کہی گئی سے اس شخص سے جو مقول فیہ کو بتلائے اور توقف کرنا خبر واحد میں اگرچہ سچی ہو اور طلب کرنا ترقی کا مرتبہ ظن سے طرف مرتبے یقین کے اور یہ کہ خبر واحد جب کہ آگے پیچھے کچھ کچھ آئے تو یقین کا فائدہ دیتی ہے واسطے دلیل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے تاکہ میں ماں باپ کی طرف سے اس خبر کی تحقیق کروں اور یہ کہ نہیں موقوف ہے یہ کسی عدد معین پر اور اس میں مشورہ لینا مرد کا ہے اپنے خواص سے جو اس کے ساتھ قربت وغیرہ کے سبب سے پناہ پکڑتا ہو اور خاص کرنا اس شخص کا جس کی رائے کے صحیح ہونے کا تجربہ ہو چکا ہو اگرچہ اس کا غیر قریب تر ہو اور بحث کرنا حال اس شخص کے سے جس کو تہمت لگائی گئی اور حکایت کرنا اس کی واسطے کھولنے حال اس کے کی اور اس کو غیبت نہیں کہا جاتا اور اس میں استعمال کرنا ہے لا نعلم الا خیر اکا تزکیہ میں اور یہ کہ یہ کافی ہے اس شخص کے حق میں جس کی عدالت پہلے سے معلوم ہو اس شخص سے جو اس کے پوشیدہ راز سے واقف ہو اور اس میں ثابت رہنا ہے شہادت میں اور سمجھنا امام کا وقت پیدا ہونے امر مشکل کے اور مدد لینے خاصوں سے اجنبیوں پر اور تمہید عذر کے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کیا جاتا ہو اس کی سزا کا یا اس کی جھڑک کا اور مشورہ لینا اعلیٰ آدمی کا اس شخص سے جو اس سے کم درجہ ہو اور خدمت لینا اس شخص سے جو غلامی میں نہیں اور یہ کہ جو کسی کے حال سے پوچھا جائے پس بیان کرنا چاہے جو اس میں عیب ہے تو چاہیے کہ پہلے اس کا عذر بیان کرے اگر اس کو جانتا ہو جیسے بریرہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں کہا جب کہ اس کو آٹے سے سو جانے کا عیب لگایا سو اس کے پہلے یہ بات ذکر کی کہ وہ کم عمر لڑکی ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ نہ تھے حکم کرتے واسطے نفس اپنے کے مگر بعد اترنے وحی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس قصے میں کسی چیز کے ساتھ یقین نہ کیا پہلے اترنے وحی کے اور یہ کہ حمیت اللہ اور اس کے رسول کی مذمت نہیں کی جاتی اور اس حدیث میں فضیلتیں بہت ہیں واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کے ماں باپ کے اور واسطے صفوان رضی اللہ عنہ کے اور علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ ناسخ والوں کی مدد کرنے سے آدمی بدنام ہو جاتا ہے نیک نام نہیں رہتا اور جواز سب و شتم اس شخص کا جو تعرض کرے واسطے باطل والوں کے اور نسبت کرنا اس کا طرف اس چیز کی جو اس کو بری لگے اگرچہ درحقیقت وہ چیز اس میں موجود نہ ہو لیکن جب واقع ہو اس سے وہ چیز جو اس کے مشابہ ہو تو جائز ہے بولنا اس چیز کا اوپر اس کے واسطے تشدید کے اس کے حق میں اور بولنا جھوٹ کا خطا پر اور قسم ساتھ لفظ عمر اللہ کے اور بجانا جوش فتنے کا اور بند کرنا اس کے ذریعہ کا اور فضیلت ایذا اٹھانے کی اور اس میں دور ہونا ہے اس شخص سے جو رسول کے مخالف ہو اگرچہ قربت والا اور بھائی بند

ہو اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دے قول سے یا فعل سے وہ قتل کیا جائے اس واسطے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ لفظ مطلق بولا اور حضرت ﷺ نے اس پر انکار نہیں کیا اور اس میں موافقت کرنا ہے اس شخص کی جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو ساتھ آہ مارنے اور غمناک ہونے اور رونے کے اور اس میں ثابت رہنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے ان امور میں اس واسطے کہ نہیں منقول ہے ان سے اس قصے میں باوجود دراز ہونے حال کے سچ اس کے مہینہ بھر ایک کلمہ یا اس سے کم مگر جو ان سے حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں کہا گیا ہے ہم کو یہ جاہلیت یعنی کفر کی حالت میں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کہا جائے ہم کو اس کے بعد کہ اللہ نے ہم کو اسلام کے ساتھ عزت دی اور اس میں شروع کرنا کلام کا ہے ساتھ تشہد اور حمد اور ثناء کے اور کہنا اما بعد کا اور توقیف اس شخص کی کہ نقل کیا گیا ہے اس سے گناہ اوپر اس چیز کے کہ کہی گئی ہے سچ اس کے بعد بحث کے اس سے اور یہ کہ قول کذا و کذا کفایت کی جاتی ہے ساتھ اس کے احوال سے جیسے کہ کفایت کی جائے ساتھ اس کے اعداد سے اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ اعداد کے اور اس میں مشروع ہونا توبہ کا ہے اور یہ کہ وہ قبول کی جائے معترف کنارہ کش مخلص سے اور یہ کہ مجرد اعتراف اس میں کافی نہیں اور یہ کہ نہیں جائز ہے اقرار کرنا ساتھ اس چیز کے کہ نہ واقع ہوئی ہو اس سے اگرچہ معلوم ہو کہ وہ اس میں تصدیق کیا جائے گا بلکہ لازم ہے اس پر یہ کہ سچ کہے یا چپ رہے اور یہ کہ صبر کی عاقبت خوب ہوتی ہے اور رشک کیا جاتا ہے صاحب اس کا اور اس میں مقدم کرنا بڑے کا ہے کلام میں اور توقف کرنا اس شخص کا کہ مشتبہ ہو اس پر امر کلام میں اور اس میں بشارت دینا ہے اس شخص کو جس کو تازہ نعمت ہاتھ آئے یا اس سے کوئی سختی دور ہو اور اس میں ہنسنا اور خوش ہونا ہے نزدیک اس کے اور اس میں ہے کہ جب سختی نہایت کو پہنچے تو اس کے بعد کشائش ہوتی ہے اور فضیلت ہے اس شخص کی جو اپنا کام اللہ کے سپرد کرے اور یہ کہ جو اس پر قوی ہو اس کا غلم اور درد ہلکا ہو جاتا ہے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر خرچ کرنے کے اللہ کی راہ میں خاص کر سچ سلوک کرنے برادری کے اور واقع ہونا مغفرت کا واسطے اس شخص کے جو نیکی کرے ساتھ اس شخص کے کہ برا کیا ہو ساتھ اس کے یا درگزر کرے اس شخص سے اور یہ کہ جو قسم کھائے کہ فلاں بات نہ کرے گا تو مستحب ہے اس کو توڑنا قسم کا اور یہ کہ جائز ہے شہادت لینا قرآن کی آیتوں سے حادثوں میں اور پیروی کرنا اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے واسطے بڑے لوگوں کے پیغمبروں وغیرہ سے اور اس میں سبحان اللہ کہنا ہے وقت تعجب کے اور مذمت غیبت کی اور مذمت سننے اس کے کی اور جھڑکنا اس شخص کا جو اس کو لائے خاص کر اگر وہ متضمن ہو مسلمان کی تہمت کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں واقع ہوئی اس سے اور مذمت مشہور کرنے بے حیائی کے اور حرام ہونا شک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی میں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل اوپر تمہارے اور رحمت اس کی البتہ تم اس بات کی

وجہ سے جس میں تم نے خوض کیا بڑا عذاب بھیجتا۔ اور مجاہد نے کہا تلقونہ کے معنی ہیں بعض تمہارا بعض سے روایت کرتا ہے تفیضون کے معنی ہیں تم کہتے ہو۔

۴۳۸۲۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ روایت کرتا ہے ام رومان رضی اللہ عنہا سے جو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں کہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا جب عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا گیا تو غش کھا کر گر پڑی تھیں۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں سے اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اس کو ہلکی بات اور وہ اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے۔

۴۳۸۳۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا پڑھتی تھیں ﴿اذ تَلْقَوْنَہٗ بِالسَّنَتِکُمْ﴾ یعنی ساتھ کسرہ لام کے اور تخفیف قاف مضمومہ کے وقع سے جس کے معنی ہیں جھوٹ بولنا۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو لائق نہیں کہ منہ پر لائیں یہ بات، اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے۔

۴۳۸۴۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی ان کے مرنے سے تھوڑا سا پہلے اور وہ موت کی سختی سے بیہوش تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ڈرتی ہوں کہ میری تعریف کرے جو خود پسندی کا موجب ہو یعنی اس خیال سے اجازت دینے میں توقف کیا سو کہا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں اور مسلمانوں کے بزرگوں میں سے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا

فِيْمَا أَفْضُتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَلْقَوْنَہٗ﴾ يَرُوْهُ بِعَضْکُمْ
عَنْ بَعْضٍ ﴿تَفِيْضُوْنَ﴾ تَقْوُلُوْنَ.

۴۳۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا
سُلَيْمَانُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ
مَسْرُوْقٍ عَنْ أُمِّ رُوْمَانَ أُمِّ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ
لَمَّا رَمَيْتْ عَائِشَةَ حَرَّتْ مَعْشِيًا عَلَيْهَا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اِذْ تَلْقَوْنَہٗ بِالسَّنَتِکُمْ
وَتَقْوُلُوْنَ بِأَفْوَاهِکُمْ مَا لَيْسَ لَکُمْ بِهِ
عِلْمٌ وَتَحْسَبُوْنَہٗ هِنًا وَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
عَظِيْمٌ﴾.

۴۳۸۲۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا
هَشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّ اِبْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ
قَالَ اِبْنُ اَبِيْ مُلَيْکَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقْرَأُ اِذْ
تَلْقَوْنَہٗ بِالسَّنَتِکُمْ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا
یَکُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتکَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَکَ هَذَا
بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾.

۴۳۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا
یَحْيٰی عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ
قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْنُ اَبِيْ مُلَيْکَةَ قَالَ اسْتَاذَنَ
اِبْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلٰی عَائِشَةَ وَهِيَ
مَغْلُوْبَةٌ قَالَتْ اَحْسٰی اَنْ یُّثْبِتٰی عَلٰی فَقِيْلَ
اِبْنُ عَمْرٍو رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَمِنْ وُجُوْهِ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَتْ اِذْنُوْا لَہٗ

کہ اس کو اجازت دو یعنی سو وہ اجازت لے کے اندر آئے سو کہا کیا حال ہے تیرا؟ کہا بہتر ہے اگر میں پرہیز گاروں سے ہوں، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری عاقبت بہتر ہوگی ان شاء اللہ تو حضرت رضی اللہ عنہم کی بیوی ہے اور حضرت رضی اللہ عنہم نے تیرے سو کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا اور تیری پاک دامنی آسمان سے اتری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نکلنے کے بعد ابن زبیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے (یعنی پس موافق پڑا پھرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے آنے کو) تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میرے پاس اندر آئے سو انہوں نے میری تعریف کی اور میں چاہتی ہوں کہ ہو جاتی بھولی بسری۔

فائدہ: یہ جو کہا کیا حال ہے تیرا؟ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اب تیرے اور حضرت رضی اللہ عنہم کے ملنے کے درمیان کچھ دیر نہیں مگر یہ کہ روح بدن سے نکلے اور یہ جو کہا کہ تیرا عذر آسمان سے اترتا تو یہ اشارہ ہے طرف قصے افک کی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے تیری پاک دامنی سات آسمان کے اوپر سے اتاری یعنی قرآن میں لائے اس کو جبرئیل علیہ السلام سو نہیں زمین پر کوئی مسجد مگر کہ وہ اس میں پڑھا جاتا ہے رات کو اور دن کو۔

فائدہ: نہیں ذکر کی اس جگہ خاص وہ چیز جو متعلق ہے ساتھ اس آیت کے جو ترجمہ میں مذکور ہے صریح اگرچہ داخل ہے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے عموم میں کہ تیرا عذر آسمان سے اترتا اس واسطے کہ یہ آیت اعظم اس چیز سے ہے کہ متعلق ہے ساتھ اقامت عذر ان کے کی اور پاکی ان کی کے راضی ہو اللہ ان سے اور اس قصے میں دلالت ہے اوپر وسیع ہونے علم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور بڑے ہونے مرتبے ان کے کے درمیان اصحاب اور تابعین کے اور دلالت ہے اوپر تواضع عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور فضیلت ان کی کے اور کوشش کرنے ان کے کے امر دین میں اور یہ کہ نہیں داخل ہوتے تھے اصحاب امہات المؤمنین پر مگر ساتھ ان کی اجازت کے اور مشورہ دینا چھوٹے کا بڑے کو جب کہ دیکھے اس کو کہ پھرا ہے وہ اس چیز کی طرف کہ اولی خلاف اس کا ہے اور تنبیہ اوپر رعایت جانب اکابر کے اہل علم اور دین سے اور یہ کہ نہ چھوڑا جائے جس کے وہ مستحق ہیں واسطے کسی معارض کے کہ کم ہو اس سے مصلحت میں۔ (فتح)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمُجِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ
عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَامَ مِنْ رِوَايَةٍ هِيَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَأْتِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِ كَيْفَ
كَانَ حَالُكَ قَالَ قَالَ بَخِيرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ زَوْجَةَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ
يَنْكِحْ بَكْرًا غَيْرَكَ وَنَزَلَ عُدْرِكَ مِنْ
السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ خِلَافَهُ فَقَالَتْ
دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاتَّسَى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنْبَى
كُنْتُ نَسِيًا مَنْسِيًا.

کیا اور نسیا منسیا کا ذکر نہیں کیا۔

اسْتَأذَنَ عَلِيَّ عَائِشَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكَرْ
نِسْيَانِيًّا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَعْظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعْوَدُوا
لِمِثْلِهِ أَبَدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ تم کو سمجھاتا ہے
کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی۔

۴۳۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان بن
ثابت رضی اللہ عنہ نے آ کر ان کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی
مسروق کہتا ہے میں نے کہا کہ کیا تم اس کو اجازت دیتی ہو؟
یعنی (اور حالانکہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے طوفان
اٹھایا اور اللہ نے فرمایا کہ جس نے اٹھایا بڑا بوجھ اس طوفان کا
اس کے واسطے عذاب ہے بڑا) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا اس کو
بڑا عذاب نہیں پہنچا؟ کہا سفیان راوی نے کہ مراد اس کی
آنکھوں کا اندھا ہونا ہے یعنی حسان رضی اللہ عنہ اخیر عمر میں اندھے
ہو گئے تھے، کہا حسان رضی اللہ عنہ نے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعریف میں
کہ عیفاء ہیں کامل عقل نہیں تہمت کی جاتیں ساتھ کسی چیز شک
والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی شکم ہوتی ہیں
غافل عورتوں کے گوشت سے یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں، کہا
عائشہ رضی اللہ عنہا نے لیکن تو اس طرح نہیں کہ تو نے غیبت کی اور
اہل اقلک کے ساتھ ہوا۔

۴۳۸۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ
مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ
جَاءَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا قُلْتُ
أَتَأْذِنِينَ لِهَذَا قَالَتْ أَوْ لَيْسَ قَدْ أَصَابَهُ
عَذَابٌ عَظِيمٌ قَالَ سُفْيَانُ تَعْنِي ذَهَابَ
بَصَرِهِ فَقَالَ حَصَّانُ رَزَانٌ مَا تَرَوْنَ بَرِيئَةً
وَتَصْبِحُ عَرْنَى مِنْ لُحُومِ الْعَوَافِلِ قَالَتْ
لَكِنَّ أُنْتَ.

فائدہ: غافل اس عورت کو کہتے ہیں جو بدی سے غافل ہو اور مراد پاکی بیان کرنا اس کی ہے لوگوں کی غیبت سے
ساتھ کھانے گوشت ان کے کی غیبت سے اور مناسبت تسمیہ غیبت کی ساتھ کھانے گوشت کے یہ ہے کہ گوشت پر وہ ہے
ہڈی پر پس گویا کہ غیبت کرنے والا کھولتا ہے اس چیز کو جو ہے اس شخص پر جس کی غیبت کی گئی پردے سے۔ (فتح)
باب قَوْلِهِ ﴿وَيَبِينُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور بیان کرتا ہے اللہ
واسطے تمہارے نشانیاں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

۴۳۸۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ أَنبَأَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ

۴۳۸۷۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ
عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آیا سو اس نے غزل پڑھی اور کہا

عقینہ ہیں کامل العقل نہیں تہمت لگائی جاتیں ساتھ کسی چیز شک والی کے اور صبح کرتی ہیں اس حال میں کہ خالی پیٹ ہوتی ہیں غافل عورتوں کے گوشت سے کہا تو اس طرح نہیں ہے میں نے کہا تم ایسے کو اجازت دیتی ہو کہ تمہارے پاس اندر آئے اور حالانکہ اللہ نے طوفان اٹھانے والے کے حق میں یہ آیت اتاری اور جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس کا اس کے واسطے ہے عذاب بڑا عائنہ بنی اللہ نے کہا اور کون سا عذاب ہے سخت تر اندھے ہونے سے کہا عائنہ بنی اللہ نے اور تھا وہ جواب دیتا کافروں کو حضرت ﷺ کی طرف سے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کو ہے دکھ کی مار دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور رحمت اس کی اور یہ کہ اللہ نرمی کرنے والا مہربان ہے اور اللہ نے فرمایا اور قسم نہ کھائیں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس پر کہ دیں ناتے والوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ذکر کیا گیا میرے حال سے جو ذکر کیا گیا اور حالانکہ مجھ کو کچھ خبر نہ تھی تو کھڑے ہوئے حضرت ﷺ میرے حق میں خطبہ پڑھنے کو سو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبده ورسوله پڑھا اور اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوة کے بعد مجھ کو مشورہ دو ان لوگوں

عَنْ أَبِي الصُّخَّى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ عَلَيَّ عَائِشَةَ فَسَبَّ وَقَالَ حَصَّانُ رَزَانٌ مَا تَزُنُّ بِرَبِّيَّةٍ وَتُصْبِحُ غَرْنُفِي مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ قَالَتْ لَسْتُ كَذَلِكَ قُلْتُ تَدْعِينَ مِثْلَ هَذَا يَدْخُلُ عَلَيْكَ وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ﴾ فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمَى وَقَالَتْ وَقَدْ كَانَ يَرُدُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ زَوَّافٌ رَحِيمٌ. وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَعْفُوا وَلِيَصْفَحُوا أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾.

وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ. وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيَّ خَطِيئًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدَ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي

کے حق میں جنہوں نے میرے گھر والوں کو تہمت لگائی اور قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنے گھر والوں پر کچھ برائی اور انہوں نے ان کو تہمت لگائی ہے ساتھ اس شخص کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کچھ برائی کبھی اور نہ داخل ہوتا تھا میرے گھر میں کبھی مگر کہ میں موجود ہوں اور نہیں غائب ہوا میں کسی سفر میں مگر کہ میرے ساتھ غائب ہوا سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو ہم ان کی گردنیں ماریں پھر ایک مرد قوم خزرج سے کھڑا ہوا اور حسان رضی اللہ عنہ کی ماں اس مرد کی قوم سے تھی سو اس نے کہا تو جھوٹا ہے خبردار اگر تہمت لگانے والے اوس کی قسم سے ہوتے تو تو ان کی گردنیں مارنا نہ چاہتا تھا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں فساد ہو اور مجھ کو تہمت بھی خبر نہ ہوئی پھر جب اس دن کی شام ہوئی تو میں اپنی بعض حاجت کے واسطے ام مسطح کے ساتھ نکلی سو وہ گر پڑی اور کہا ہلاک ہوا مسطح میں نے کہا اے ماں اپنے بیٹے کو بد دعا دیتی ہے وہ چپ رہی پھر دوسری بار گری اور کہا ہلاک ہوا مسطح، میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے بیٹے کو برا کہتی ہے؟ یعنی پھر بھی وہ چپ رہی پھر تیسری بار گری سو اس نے کہا ہلاک ہوا مسطح سو میں نے اس کو منع کیا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو بد دعا نہیں دیتی مگر تیرے سبب سے میں نے کہا میری کس بات میں سو اس نے مجھ سے بات بیان کی یعنی مجھ کو تہمت کی خبر کی میں نے کہا یہ بات تحقیق ہے اس نے کہا ہاں قسم ہے اللہ کی سو میں اپنے گھر کی طرف پھری گویا جس چیز کے واسطے میں نکلی تھی نہ اس سے تھوڑا پاتی ہوں نہ بہت یعنی غم سے جائے ضرورت کی حاجت باقی نہ رہی اور مجھ کو بخار ہو گیا

أَناسِ أَبْنَا أَهْلِي وَأَيُّمَ اللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ وَأَبْتُوهُمْ بِمَنْ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلَا يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غَيْبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِيَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فَقَالَ أَنْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ نُضِرَبَ أَعْنَاقَهُمْ وَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنِ ثَابِتٍ مِّنْ رَهْطِ ذَلِكَ الرَّجُلِ فَقَالَ كَذَبْتَ أَمَا وَاللَّهِ إِنْ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَوْسِ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ تُضْرَبَ أَعْنَاقَهُمْ حَتَّى كَادَ أَنْ يَكُونَ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ شُرٌّ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا عَلِمْتُ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءَ ذَلِكَ الْيَوْمِ خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي وَمَعِيَ أُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرْتُ وَقَالَتْ تَعَسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ أَيْ أُمِّ تَسْبِينِ ابْنِكَ وَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّانِيَةَ فَقَالَتْ تَعَسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا أَتَسْبِينِ ابْنِكَ فَسَكَتَتْ ثُمَّ عَثَرَتِ الثَّلَاثَةَ فَقَالَتْ تَعَسَ مِسْطَحٌ فَانْتَهَرْتُهَا فَقَالَتْ وَاللَّهِ مَا أَسْبَهُ إِلَّا فِيكَ فَقُلْتُ فِي أَيْ شَأْنِي قَالَتْ فَفَقَرْتُ لِي الْحَدِيثَ فَقُلْتُ وَقَدْ كَانَ هَذَا قَالَتْ نَعَمْ وَاللَّهِ فَرَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي كَأَنَّ الدُّمَى خَرَجَتْ لَهُ لَا أَجِدُ مِنْهُ قَلِيلًا وَلَا كَثِيرًا وَرُعِكَتُ فَقُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلْنِي إِلَى بَيْتِ أَبِي فَأَرْسَلَ مَعِيَ

تو میں نے حضرت ﷺ سے کہا مجھ کو اپنے باپ کے گھر بھیج دیجیے حضرت ﷺ نے میرے ساتھ غلام کو بھیجا میں گھر کے اندر داخل ہوئی سو میں نے ام رومان کو نیچے پایا اور ابو بکر رضی اللہ عنہما کو اوپر گھر کے پڑھتے تھے سو میری ماں نے مجھ سے کہا اے بیٹی! تو کس سبب سے آئی ہے؟ میں نے اس کو خبر دی اور اس سے بہتان کی بات ذکر کی اور اچانک میں نے دیکھا کہ نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی نہیں پہنچی اس سے وہ بات مانند اس کی کہ مجھ سے پہنچی یعنی جس قدر وہ بات لوگوں سے مجھے پہنچی اس قدر میری ماں سے نہ پہنچی میری ماں نے کہا اے بیٹی! اس بات سے مت گھبرا یعنی تحقیق شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی کم ہے ہونا عورت خوب صورت کا پاس کسی مرد کے کہ اس سے محبت رکھتا ہو اور اس کے واسطے سوکتیں ہوں مگر کہ اس پر حسد کرتی ہیں اور اس کی عیب جوئی کرتی ہیں میں نے کہا اور میرے باپ نے بھی اس کو جانا ہے اس نے کہا ہاں! اور حضرت ﷺ نے بھی؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے بھی اور میرے آنسو جاری ہوئے اور میں روئی سو ابو بکر رضی اللہ عنہما میرے باپ نے میری آواز سنی اور حالانکہ وہ گھر کے اوپر قرآن پڑھتے تھے سو اترے اور میری ماں سے کہا کیا حال ہے اس کا؟ اس نے کہا پہنچی اس کو وہ چیز جو اس کے حال سے ذکر کی گئی سو ان کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے بیٹی! میں تجھ کو قسم دیتا ہوں مگر کہ تو اپنے گھر کی طرف پلٹ جائے یعنی جس جگہ میں اپنے ماں باپ کے گھر سے رہتی تھی اور حضرت ﷺ میرے گھر میں آئے اور میری خادمہ سے میرا حال پوچھا اس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اس پر کوئی عیب مگر یہ

الْغُلَامَ فَدَخَلْتُ الدَّارَ فَوَجَدْتُ أُمَّ رُومَانَ فِي السُّفْلِ وَأَبَا بَكْرٍ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَقَالَتْ أُمِّي مَا جَاءَ بِكَ يَا بِنْتِي فَأَخْبَرْتُهَا وَذَكَرْتُ لَهَا الْحَدِيثَ وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مِثْلَ مَا بَلَغَ مِنِّي فَقَالَتْ يَا بِنْتِي خَفِيفِي عَلَيْكَ الشَّانَ فَإِنَّهُ وَاللَّهِ لَقَلَّمَا كَانَتْ امْرَأَةً حَسَنَاءَ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَّائِرٌ إِلَّا حَسَدْنَهَا وَقِيلَ فِيهَا وَإِذَا هُوَ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهَا مَا بَلَغَ مِنِّي قُلْتُ وَقَدْ عَلِمَ بِهِ أَبِي قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْبِرْتُ وَبَكَيْتُ فَسَمِعَ أَبُو بَكْرٍ صَوْتِي وَهُوَ فَوْقَ الْبَيْتِ يَقْرَأُ فَنَزَلَ فَقَالَ لِأُمِّي مَا شَأْنُهَا قَالَتْ بَلَغَهَا الَّذِي ذَكَرَ مِنْ شَأْنِهَا ففَاضَتْ عَيْنَاهُ قَالَ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ أَيُّ بِنْتِي إِلَّا رَجَعْتُ إِلَيَّ بَيْتِكَ فَرَجَعْتُ وَلَقَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّي فَسَأَلَ عَنِّي حَدِيثِي فَقَالَتْ لَا وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرَقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلُ حَمِيرَهَا أَوْ عَجِينَهَا وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اصْدُقِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اسْقَطُوا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّانِعُ عَلَى تَبْرِ الدَّهَبِ

الْأَحْمَرُ وَبَلَغَ الْأَمْرُ إِلَى ذَلِكَ الرَّجُلِ
الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ مَا
كَشَفْتُ كَنَفَ أُنْثَى قَطُّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقِيلَ
شَهِدًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبُو آيٍ
عِنْدِي فَلَمْ يَزَالَا حَتَّى دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ صَلَّى
الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَقَدْ اكْتَسَفَنِي أَبُو آيٍ عَنِ
يَمِينِي وَعَنِ شِمَالِي فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَثَى عَلَيْهِ
ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنْ كُنْتَ قَارَفْتَ
سُوءًا أَوْ ظَلَمْتَ فُؤُوبِي إِلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ
يَقْبَلُ التَّوْبَةَ مِنْ عِبَادِهِ قَالَتْ وَقَدْ جَاءَتِ
امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيهَا جَالِسَةٌ بِالْبَابِ
فَقُلْتُ أَلَا تَسْتَحْيِي مِنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ أَنْ
تَذُكَّرَ شَيْئًا فَوَعِظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْتَفَتْتُ إِلَى أَبِي فَقُلْتُ لَهُ
أَجِبْهُ قَالَ فَمَاذَا أَقُولُ فَالْتَفَتْتُ إِلَى أُمِّي
فَقُلْتُ أَجِيبِيهِ فَقَالَتْ أَقُولُ مَاذَا فَلَمَّا لَمْ
يُجِيبْهَا تَشَهَّدْتُ فَحَمِدْتُ اللَّهَ وَاتَّيْتُ
عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قُلْتُ أَمَا بَعْدُ فَوَاللَّهِ
لَنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي لَمْ أَفْعَلْ وَاللَّهُ عَزَّ
وَجَلَّ يَشْهَدُ إِنِّي لَصَادِقَةٌ مَا ذَاكَ بِنَافِعِي
عِنْدَكُمْ لَقَدْ تَكَلَّمْتُمْ بِهِ وَأَشْرَبْتَهُ قُلُوبَكُمْ
وَإِنْ قُلْتُ إِنِّي قَدْ فَعَلْتُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنِّي
لَمْ أَفْعَلْ لَتَقُولَنَّ قَدْ بَاءَتْ إِعْتَرَفْتُ بِهِ
عَلَى نَفْسِهَا وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ

کہ وہ سویا کرتی ہے یہاں تک کہ بکری آ کر آتا کھا جاتی ہے
اور آپ کے بعض اصحاب نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ
حضرت عائشہؓ سے سچ کہہ یہاں تک کہ افک کی بات اس سے
کھولی یعنی پہلے اس لونڈی نے گمان کیا کہ وہ اس سے گھر
والوں کا حال پوچھتے ہیں پھر جب انہوں نے اس کے واسطے
تصریح کی تو اس نے کہا سبحان اللہ اور نہیں جانا میں نے اس
سے مگر جو جانتا ہے سنا سرخ سونے کی ڈلی پر یعنی جس طرح
کہ نہیں جانتا ہے سنا سرخ سونے سے مگر خالص ہونا عیب
سے اسی طرح نہیں جانتی میں اس سے مگر خالص ہونا عیب
سے اور بچنی یہ خبر اس مرد کو جس کو کہا گیا سو اس نے کہا سبحان
اللہ قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا یعنی
حرام کاری نہیں کی کہا عائشہؓ نے وہ اللہ کی راہ میں شہید
ہوا کہا عائشہؓ نے اور میرے ماں باپ نے میرے پاس
صبح کی سو ہمیشہ رہے وہ پاس میرے یہاں تک کہ
حضرت عائشہؓ میرے پاس آئے اس حال میں کہ عصر کی نماز
پڑھ چکے تھے پھر داخل ہوئے اور میرے ماں باپ میرے
دائیں بائیں بیٹھے تھے سو حضرت عائشہؓ نے اللہ کی حمد اور ثناء کی
پھر فرمایا چنانچہ حمد اور صلوة کے بعد اے عائشہ! اگر تو گناہ سے
آلودہ ہوئی یا ظلم کیا تو اللہ کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ اللہ
اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے کہا عائشہؓ نے اللہ نے اور ایک
انصاری عورت آئی سو وہ دروازے پر بیٹھنے والی ہے سو میں
نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ کیا آپ اس عورت سے نہیں
شرماتے کہ ذکر کریں کچھ چیز جو لائق نہیں؟ سو حضرت عائشہؓ
نے وعظ کیا تو میں نے اپنے باپ کی طرف دیکھا کہ
حضرت عائشہؓ کو جواب دو اس نے کہا میں کیا جواب دوں پھر

میں نے اپنی ماں کی طرف دیکھا میں نے کہا حضرت ﷺ کو جواب دو، اس نے کہا میں کی جواب دوں سو جب دونوں نے حضرت ﷺ کو کچھ جواب نہ دیا تو میں نے تشہد پڑھا سو میں نے اللہ کی حمد اور تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر میں نے کہا حمد اور صلوة کے بعد سو قسم ہے اللہ کی اگر میں تم سے کہوں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا اور اللہ گواہ ہے کہ بیشک میں سچی ہوں تو یہ مجھ کو تمہارے پاس کچھ نفع نہیں دینے والا البتہ تم نے اس کے ساتھ بات چیت کی اور تمہارے دل میں وہ بات رچ بس گئی اور اگر میں کہوں کہ میں نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے نہیں کیا تو البتہ تم کہو گے کہ البتہ پھر آئی اپنی جان پر اس کے ساتھ اقرار کیا اور قسم ہے اللہ کی میں اپنے اور تمہارے درمیان حضرت یعقوب علیہ السلام کے سوا کوئی مثل نہیں پاتی (اور یعقوب علیہ السلام کا نام تلاش کیا سو میں اس پر قادر نہ ہوئی) جب کہ کہا انہوں نے کہ صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ کی مدد رکا رہے اور اس وقت حضرت ﷺ پر وحی اتاری گئی سو ہم چپ ہوئے پھر وہ حالت آپ سے دور ہوئی اور بیشک میں آپ کے چہرے میں خوشی دیکھتی ہوں اور آپ پسینہ صاف کرتے تھے اور فرماتے تھے بشارت لے اے عائشہ! سو البتہ اللہ نے تیری پاکی اتاری اور میں سخت غضبناک تھی سو میرے ماں باپ نے مجھ سے کہا حضرت ﷺ کی طرف اٹھ کھڑی ہو یعنی آپ کا شکر یہ ادا کر میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ کی طرف نہیں اٹھتی اور نہ میں آپ کا شکر کرتی ہوں اور نہ میں تمہارا شکر یہ ادا کرتی ہوں لیکن اللہ ہی کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری پاکی اتاری اس واسطے کہ تم نے اس کو سنا سو نہ تم نے اس سے انکار کیا

مَثَلًا وَالتَّمَسَّتْ اِسْمَ يَعْقُوبَ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهِ اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ ﴿فَصَبِّرْ جَمِيْلًا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ وَاَنْزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَكَنَّا فَرَفَعَ عَنْهُ وَاِنِّيْ لَا تَبِيْنَ السُّرُوْرَ فِيْ وَجْهِهِ وَهُوَ يَمْسَحُ جَبِيْنَهُ وَيَقُوْلُ اُبَشِرِيْ يَا عَائِشَةُ فَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِرَاٰءَتِكَ قَالَتْ وَكُنْتُ اَشَدَّ مَا كُنْتُ غَضَبًا فَقَالَ لِيْ اَبُوْاى قَوْمِيْ اِلَيْهِ فَقُلْتُ لَا وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ وَلَا اَحْمَدُهُ وَلَا اَحْمَدُكُمْ وَلَا لَكِنِ اَحْمَدُ اللّٰهُ الَّذِيْ اَنْزَلَ بِرَاٰءَتِيْ لَقَدْ سَمِعْتُمُوْهُ فَمَا اَنْكُرْتُمُوْهُ وَلَا غَيَّرْتُمُوْهُ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ اَمَّا زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِدِيْنِهَا فَلَمْ تَقُلْ اِلَّا خَيْرًا وَّامَّا اُخْتُهَا حَمْنَةَ فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ فِيْهِ مِسْطَحٌ وَحَسَّانُ بِنُ ثَابِتٍ وَالْمَنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بِنُ اُمِّي وَهُوَ الَّذِيْ كَانَ يَسْتَوْشِيْهِ وَيَجْمَعُهُ وَهُوَ الَّذِيْ تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ هُوَ وَحَمْنَةُ قَالَتْ فَحَلَفَ اَبُو بَكْرٍ اَنْ لَا يَنْفَعَ مِسْطَحًا بِنَافِعَةٍ اَبَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَا يَاتِلْ اَوْلُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ﴾ اِلَى اٰخِرِ الْاٰيَةِ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ ﴿وَالسَّعَةِ اَنْ يُؤْتُوْا اَوْلِيَ الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ﴾ يَعْنِيْ مِسْطَحًا اِلَى قَوْلِهِ ﴿اَلَا تَحِبُّوْنَ اَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ

اور نہ اس کو بدلا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ لیکن زینب رضی اللہ عنہا سوائے اللہ نے اس کو اس کے دین کے سبب سے بچایا سونہ کہا اس نے مگر نیک اور لیکن اس کی بہن حمنہ سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں جو ہلاک ہوئے اور جو اس بہتان میں گفتگو کرتا تھا وہ مسطح رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ اور منافق عبد اللہ بن ابی تھا اور وہی تھا جو چاہتا تھا کہ اس کو لوگوں میں مشہور کرے اور زیادہ کرے اور وہی اس طوفان کا بانی مہانی تھا، اور حمنہ سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کرے گا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں بڑائی والے تم میں، آخر آیت تک، مراد اولوالفضل سے ابو بکر ہیں اور مراد قرابت والوں اور محتاجوں سے مسطح ہیں یہاں تک کہ کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں قسم ہے اے رب ہمارے! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو بخش دے اور جو اس کو دیا کرتے تھے اس کو اس کے واسطے پھر جاری کیا۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور چاہیے کہ چھوڑیں عورتیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ رحم کرے اول مہاجر عورتوں پر جب اللہ نے یہ آیت اتاری کہ چاہیے کہ چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو انہوں نے اپنی چادریں پھاڑیں اور اس سے اپنے سینوں کو ڈھانکا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ يَرَحِمُ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأَوَّلِ لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ شَقَقْنَ مَرُوطَهُنَّ فَأَخْتَمَرْنَ بِهَا.

فائدہ: یعنی اپنے مونہوں کو ڈھانکا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اوڑھنی کو اپنے سر پر رکھے پھر اس کو دائیں طرف سے بائیں کندھے پر ڈالے اور اس کو تفتیح کہتے ہیں کہا فراء نے کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ عورت اپنی اوڑھنی اپنی پچھلی طرف چھوڑتی اور اگلی طرف تنگی رہتی سو حکم ہوا پردہ کرنے کا اور یہ انصار کی عورتوں کا دستور ہے، کما سیاتی۔

۴۳۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی تھیں کہ جب یہ آیت اتری کہ چاہیے کہ چھوڑیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر تو عورتوں نے اپنے تہہ بند لیے اور ان کو کناروں کی طرف سے پھاڑا اور اس کے ساتھ اپنے منہ کو ڈھانکا۔

۴۳۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ أَخَذْنَ أُرْزُهِنَّ فَشَقَّقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

فائدہ: ابن ابی حاتم نے ابن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ذکر کیا ہم نے نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریش کی عورتوں کو اور ان کی فضیلت کو تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قریش کی عورتیں البتہ فاضلہ ہیں لیکن قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے انصار کی عورتوں سے کوئی عورت سخت تر قرآن کی تصدیق میں البتہ اتاری گئی سورہ نور کہ اپنی اوڑھنی اپنے گریبان پر چھوڑیں تو ان کے مردان کی طرف پھرے اور پڑھا ان پر جو اللہ نے اتارا سوان میں سے کوئی عورت نہ تھی مگر کہ اپنی چادر کی طرف اٹھی تو انہوں نے صبح کی نماز اپنا سرا اور منہ ڈھانک کر پڑھی جیسے ان کے سروں پر کوئے ہیں اور ممکن ہے تطہیر دونوں روایتوں میں ساتھ اس طور کے کہ انصار کی عورتوں نے اس طرف جلدی کی۔ (فتح)

سورہ الفرقان کی تفسیر کا بیان

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ﴿ہباء منشورا﴾ کے معنی ہیں وہ چیز کہ ڈالتی ہے اس کو ہوا غبار وغیرہ سے۔

سُورَةُ الْفُرْقَانِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿هَبَاءٌ مَّنْشُورًا﴾ مَا تَسْفِي بِهِ الرِّيحُ.

فائدہ: ابو عبیدہ نے کہا کہ ہباء منشور وہ چیز ہے جو داخل ہوتی ہے گھر میں تابدان سے مثل غبار کی ساتھ سورج کے اور نہیں واسطے اس کے کوئی مس اور نہیں دیکھی جاتی سائے میں اور حسن بصری سے روایت ہے کہ اگر کوئی اس کو ہاتھ میں بند کرنا چاہے تو بند نہ کر سکے مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فجعلناه هباءً منثورًا﴾۔

مد الظل کے معنی ہیں آیت ﴿المد تر الی ربك كيف مد الظل﴾ میں وہ وقت جو طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان ہے اور آیت کے معنی یہ ہیں کہ تو نے نہ دیکھا اپنے رب کی طرف کہ کس طرح دراز کیا سائے کو۔

﴿مَدَّ الظِّلُّ﴾ مَا بَيْنَ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمْسِ.

یعنی ساکن کے معنی ہیں ہمیشہ اور اس آیت ﴿ولو شاء لجعله ساكنا﴾ یعنی اگر چاہتا تو کرتا اس کو ہمیشہ رہنے والا۔

﴿سَاكِنًا﴾ دَائِمًا.

﴿عَلَيْهِ دَلِيلًا﴾ طُلُوعُ الشَّمْسِ.

یعنی دلیل کے معنی ہیں چڑھنا آفتاب کا اس آیت میں ﴿ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا﴾ یعنی پھر ٹھہرایا ہم نے سورج کو اس کا راہ بتلانے والا یعنی اگر سورج نہ ہوتا تو سایہ معلوم نہ ہوتا تو گویا سورج اس کا راہ بتلانے والا ہے۔ اور خلفۃ کے معنی ہیں کہ جس سے رات کے وقت عمل فوت ہو وہ اس کو دن میں پائے اور جس سے دن میں فوت ہو وہ اس کو رات میں پائے۔

﴿خَلْفَةً﴾ مَنْ فَاتَهُ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ أَدْرَكَهُ بِالنَّهَارِ أَوْ فَاتَهُ بِالنَّهَارِ أَدْرَكَهُ بِاللَّيْلِ.

فَاتَهُ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خَلْفَةً﴾۔

اور کہا حسن نے بیچ تفسیر اس قول اللہ کے کہ بخش ہم کو ہماری عورتوں کی طرف سے یعنی اللہ کی بندگی میں اور نہیں کوئی چیز زیادہ تر ٹھنڈا کرنے والی مسلمان کی آنکھ کو اس سے کہ اپنے محبوب کو اللہ کی بندگی میں دیکھے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَمَا شِئْنَا أَقْرَبَ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْ يَرَى حَبِيبَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ.

فَاتَهُ: اللہ نے فرمایا ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾ کسی نے حسن بصری سے پوچھا کہ مراد آنکھ کی ٹھنڈک سے کیا ہے دنیا میں ہے یا آخرت میں اس نے کہا بلکہ دنیا میں قسم ہے اللہ کی وہ یہ ہے کہ بندہ اپنی اولاد سے اللہ کی بندگی دیکھے۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ثبورا کے معنی ہیں ویل اللہ نے فرمایا ﴿دَعُوا هُنَالِكَ ثُبُورًا﴾ پکاریں گے اس جگہ ویل کو موت کو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ثُبُورًا﴾ وَيَلًا.

اور اس کے غیر نے کہا کہ سعیر مذکر ہے اور تسعور اور اضطرار کے معنی ہیں سخت جلانا آگ کا۔ تملی علیہ کے معنی ہیں لکھوائے جاتے ہیں اس پر صبح و شام مشتق ہے املیت اور املت سے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ السَّعِيرُ مُذَكَّرٌ وَالتَّسْعُورُ وَالِاضْطِرَامُ التَّوَقُّدُ الشَّدِيدُ. ﴿تَمَلَى عَلَيْهِ﴾ تَقَرَّأَ عَلَيْهِ مِنْ أَمَلِيَّتٍ وَأَمَلَّتْ.

اور رس کے معنی ہیں کان اور وہ واحد ہے اس کی جمع رساس ہے۔

الرَّسُّ الْمَعْدِنُ جَمْعُهُ رِسَاسٌ.

فَاتَهُ: کہا خلیل نے کہ رس وہ کنواں ہے جو گول نہ ہو اور مجاہد سے روایت ہے کہ رس کنواں ہے اور قتادہ سے

روایت ہے کہ اصحاب الرس یمامہ میں تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کنواں ہے آذر بیجان میں یعنی اس آیت میں ﴿وَعَادُ وَثُمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ﴾۔

ما یعبأ کے معنی ہیں نہیں اعتبار کرتا کہا جاتا ہے تو نے اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا یعنی اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا اللہ نے فرمایا ﴿قُلْ مَا يَعْجَبُ بِكُمْ رَبِّي﴾ یعنی کہ تمہاری کچھ پرواہ نہیں کرتا میرا اللہ۔

﴿غَرَامًا﴾ هَلَاكًا

غراما کے معنی ہیں ہلاک اللہ نے فرمایا ﴿ان عذابها كان غراما﴾

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ عتوا کے معنی ہیں سرکشی کی اللہ نے فرمایا ﴿وَعَتُوا عَتَا كَبِيرًا﴾

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَعَتُوا﴾ طَعُورًا

اور کہا ابن عیینہ نے کہ عاتیة کے معنی ہیں سرکشی کی اس نے خازن یعنی خزانچی پر۔

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ ﴿عَاتِيَةٌ﴾ عَمَّتْ عَلَى الْخَزَّانِ

فائدہ: یہ لفظ سورہ المائدہ میں ہے ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے موافقت قول اللہ کے۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی جو لوگ اٹھائے جائیں گے اوندھے پڑے منہ پر دوزخ کی طرف انہیں کا برا درجہ ہے اور بہت بہکے ہیں راہ سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ سُوءُ مَكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾

۴۳۸۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا اٹھایا جائے گا کافر قیامت کے دن اپنے منہ پر؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس کو دنیا میں اس کے دونوں پاؤں پر چلایا کیا وہ قادر نہیں اس پر کہ قیامت کے دن اس کو اس کے منہ کے بل چلائے؟ کہا قتادہ نے کیوں نہیں! اور قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی۔

۴۳۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَعْدَاذِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهُ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَىٰ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرَّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَىٰ أَنْ يَمْشِيَهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلَىٰ وَعِزَّةُ رَبِّنَا

فائدہ: حاکم کی روایت میں ہے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ کہ کیا دوزخی لوگ منہ کے بل اٹھائے جائیں گے؟ اور

بزار کے نزدیک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حشر ہوگا لوگوں کا تین قسم پر ایک قسم جو پایوں پر ہوں گے اور ایک قسم اپنے پاؤں پر چلیں گے اور ایک قسم اپنے مونہوں پر چلیں گے تو کسی نے کہا کہ کس طرح چلیں گے اپنے منہ پر؟ الحدیث اور لیا جاتا ہے مجموع حدیثوں سے کہ مقررین سوار ہو کر چلیں گے اور جو ان سے کم درجہ مسلمان ہوں گے وہ اپنے قدموں پر چلیں گے اور کفار اپنے منہ کے بل چلیں گے اور یہ جو کہا قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی تو ذکر کیا ہے اس کو قتادہ نے واسطے تصدیق قول اس کے کی ایس۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور حرام کاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ ملے گناہ سے اور اٹام کے معنی ہیں عقوبت یعنی گناہ کا بدلہ پائے گا۔

۴۳۸۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ کے واسطے شریک ٹھہرائے اور حالانکہ تجھ کو اس نے پیدا کیا ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے حرام کاری کرے، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتری اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور معبود کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو اللہ نے حرام کی مگر ساتھ حق کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ الْأَثَامُ الْعُقُوبَةُ.

۴۳۸۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ح قَالَ وَحَدَّثَنِي وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ أَوْ سَيْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ عِنْدَ اللَّهِ أَكْبَرُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلْقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَكَ خَشْيَةٌ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تَزَانِيَ بِحَلِيلَةِ جَارِكَ قَالَ وَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ تَصَدِيقًا لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾

النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزُنُونَ ﴿۴۲۹﴾

فائدہ: یہ جو کہا اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے یعنی جہت ایثار نفس اپنے سے اوپر اس کے وقت نہ ہونے اس چیز کے کہ نہ کفایت کرے یا جہت بخل سے ساتھ پانے کے اور حلیلہ سے مراد زوجہ ہے اور وہ ماخوذ ہے حل سے اس واسطے کہ حلال ہوتی ہے وہ واسطے اس کے اور بعض کہتے ہیں حلول سے اس واسطے کہ حلول کرتی وہ ساتھ اس کے اور حلول کرتا ہے وہ ساتھ اس کے اور قتل اور زنا آیت میں مطلق ہیں اور حدیث میں مقید ہیں اسی طرح قتل کرنا پس مقید ہے ساتھ اولاد کے واسطے خوف کھانے کے ہے ساتھ اپنے اور اسی طرح زنا پس مقید ہے ساتھ عورت ہمسائے کے اور استدلال کرنا واسطے اس کے ساتھ آیت کے جائز ہے اس واسطے کہ اگرچہ وارد ہوئی ہے وہ مطلق زنا اور قتل میں لیکن قتل کرنا اس کا اور حرام کاری کرنا ساتھ اس کے بہت بڑا گناہ اور فاحش تر ہے اور البتہ وایت کی ہے احمد نے مقداد بن اسود سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم حرام کاری کے باب میں کیا کہتے ہو؟ اصحاب نے عرض کی کہ حرام ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حرام کاری کرنا مرد کی ساتھ دس عورتوں کے آسان تر ہے اس پر ہمسائے کی عورت کے ساتھ حرام کاری کرنے سے۔ (بخ)

۴۳۹۰۔ حضرت قاسم بن ابی بزہ سے روایت ہے کہ اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے کیا اس کے واسطے بھی توبہ ہے؟ یعنی تو ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی توبہ نہیں تو میں نے اس پر یہ آیت پڑھی وہ لوگ جو نہیں خون کرتے جان کا مگر ساتھ حق کے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے قاسم سے کہا کہ میں نے یہ آیت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر پڑھی جیسے تو نے اس کو مجھ پر پڑھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت مکی ہے میں گمان کرتا ہوں کہ منسوخ کیا ہے اس کو آیت مدنی نے جو سورہ نساء میں ہے۔

۴۲۹۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ فَقَالَ سَعِيدٌ قَرَأْتُهَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا قَرَأْتُهَا عَلَى فَقَالَ هَذِهِ مَكِّيَّةٌ أَرَاهُ نَسَخَهَا آيَةٌ مَدْيَنِيَّةٌ الَّتِي فِي سُورَةِ النِّسَاءِ.

فائدہ: یعنی ﴿ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم﴾ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ نساء سورہ فرقان سے چھ مہینے پیچھے اتری۔

۴۳۰۱۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفے

۴۲۹۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

والوں نے مسلمان کے مارنے میں جھگڑا کیا یعنی کیا اس کے قاتل کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟ تو میں نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری اس چیز میں کہ اخیر اتری اور کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي قَتْلِ الْمُؤْمِنِ فَرَحَلَتْ فِيهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي أَحْرِمٍ مَا نَزَلَ وَلَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ.

فائدہ: اور وہ آیت یہ ہے ﴿فجزاءہ جہنم﴾۔

۴۳۹۲۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے معنی پوچھے ﴿فجزاؤہ جہنم﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور اللہ کے اس قول کے اور نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ حکم جاہلیت میں تھا۔

۴۳۹۲۔ حَدَّثَنَا إِدْمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمَ﴾ قَالَ لَا تَوْبَةَ لَهُ وَعَنْ قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا

آخَرَ﴾ قَالَ كَانَتْ هَذِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.

فائدہ: یعنی یہ حکم مکے کے مشرکوں کے حق میں ہے اور سورہ نساء کی آیت اہل اسلام کے حق میں ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق مارے پس اس کی توبہ قبول نہیں برخلاف مشرکوں کے کہ ان کی توبہ قبول ہے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ دو گنا ہوا اس کو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے خوار ہو کر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُخْلَدُ فِيهِ مُهَانًا﴾.

۴۳۹۳۔ ابن ابزی سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے معنی پوچھے اور جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کا بدلہ دوزخ ہے اور اس آیت کے اور جو نہیں خون کرتے جان کا جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے یہاں تک کہ پنیچے ﴿الامن تاب﴾ کو یعنی مگر جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول ہے سو میں نے اس سے پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری تو مکے والوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور ناحق خون کیے اور آئے ہم بے حیایوں کو سو اللہ نے یہ حکم اتارا مگر جو توبہ

۴۳۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ أَبِي سَلٍ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ وَقَوْلِهِ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ وَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ

کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک غفوراً رحیماً تک۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل کرے نیک سو ان کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور اللہ ہے بخشنے والے مہربان۔

۴۳۹۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو عبد الرحمن نے یہ کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے معنی پوچھوں اور جو مار ڈالے مسلمان کو جان بوجھ کر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا اور اس آیت کے اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور معبود کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ مشرکوں کے حق میں اتری۔

وَأَتَيْنَا الْفُؤَاِحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُورًا رَحِيمًا﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾.

۴۳۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَحْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي أَنَسًا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْأَيْتَيْنِ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ.

فائدہ: اور حاصل ان روایتوں کا یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کبھی دونوں آیتوں کو ایک محل میں ٹھہراتے تھے اسی واسطے ایک کو منسوخ بتلاتے تھے اور کبھی دونوں کا محل مختلف بتلاتے تھے اور ممکن ہے تطبیق اس کی دونوں کلام میں ساتھ اس طور کے عموم اس آیت کا جو فرقان میں ہے خاص کی گئی ہے اس سے مباشرت مسلمان کے قتل کو جان بوجھ کر اور بہت سلف تخصیص کو نسخ بولتے ہیں اور یہ اولیٰ ہے محمول کرنے کلام اس کی سے تاقض پر اور اولیٰ ہے اس دعویٰ سے کہ وہ نسخ کے ساتھ قائل ہوا پھر اس سے رجوع کیا اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ مسلمان جب کسی مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو اس کی توبہ نہیں مشہور ہے اس سے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ چیز آئی ہے جو اس سے بھی صریح تر ہے چنانچہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت سورہ نساء کے اخیر اتری کسی چیز نے اس کو منسوخ نہیں کیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نہیں اتری، ایک مرد نے کہا کہ اگر توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے کہا کہ اس کی توبہ قبول نہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے موافق بہت حدیثیں آئی ہیں ایک ان میں یہ حدیث ہے جو احمد اور نسائی نے معاویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گناہ امید ہے کہ اللہ بخشنے مگر جو کافر مرے یا کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے اور جمہور اور تمام اہل سنت

نے کہا کہ جو کچھ اس باب میں وارد ہوا ہے وہ تغلیظ اور تشدید پر محمول ہے یعنی یہ گناہ بہت بڑا ہے اور اس کی سزا بڑی سخت ہے اور کہتے ہیں کہ قاتل کی توبہ قبول ہے مانند اس کے غیر کے اور کہتے ہیں کہ معنی قول اللہ کے ﴿فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ یہ ہیں اگر چاہے کہ اس کو سزا دے تو اس کی سزا یہی ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ سورہ نساء ہی میں ہے کہ اللہ نہیں بخشتا شرک کو اور بخشتا ہے سوائے اس کے جس کے واسطے چاہے اور جنت اس میں بنی اسرائیل کے اس مرد کی حدیث ہے جس نے نانوے خون کیے تھے پھر سو پورا کیا پھر کسی اور کے پاس گیا تو اس نے کہا تیری توبہ کو کون مانع ہو سکتا ہے؟ اور جب یہ حکم اگلی امتوں کے واسطے ثابت ہوا تو اس امت کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہوگا اس واسطے کہ ہلکے کیے ہیں اللہ نے اس امت سے وہ بوجھ جو اگلی امتوں پر تھے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا﴾ اُمِّي
باب ہے تفسیر اس آیت میں کہ اللہ نے فرمایا سو ہوگا بدلہ اس کا لازم۔
هَلَكَةٌ

فائدہ: یعنی جزا ہر عامل کو اپنے عمل کی کہ کیا اور اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ ہلاک ہوگا۔

سورہ شعراء کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الشُّعْرَاءِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «تَعْبَثُونَ» تَبْنُونَ.

اور کہا مجاہد نے کہ تعبثون کے معنی ہیں بناتے ہو اللہ نے فرمایا ﴿اتبنون بكل ربيع آية تعبثون﴾ یعنی کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کا۔

«هَضِيمٌ» يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ.

یعنی ہضم کے معنی ہیں گر پڑتا ہے جب کہ چھوڑا جائے اللہ نے فرمایا ﴿ونخل طلعهها هضم﴾ اور کھجوریں کہ ان کا گابھا ہے نازک اور ملائم۔

«مُسْحَرِينَ» الْمَسْحُورِينَ.

مسحورین کے معنی ہیں مسحورین یعنی جادو کیے گئے اللہ نے فرمایا ﴿انما انت من المسحورين﴾

الَلَيْكَةُ وَالْاَيْكَةُ جَمْعُ اَيْكَةٍ وَهِيَ جَمْعُ

شَجَرٍ.

فائدہ: کہا یعنی نے یہ صحیح نہیں اور صواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ ایکہ واحد ہے اس کی جمع ایک ہے یا ایکہ کی جمع ایک ہے اور اس کے معنی ہیں درخت باہم لپٹے ہوئے، اللہ نے فرمایا ﴿كذب اصحاب الايكة المرسلين﴾

يَوْمِ الظُّلَّةِ ﴿إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ﴾
یوم الظلۃ کے معنی ہیں یعنی دن سایہ کرنے عذاب کے کی ان کو اللہ نے فرمایا ﴿فاخذهم عذاب يوم الظلۃ﴾

یعنی پکڑا ان کو عذاب نے دن سائبان کے یعنی آگ
سائبان کی شکل میں ظاہر ہوئی۔
موزون کے معنی ہیں معلوم۔

﴿مَوْزُونٌ مَّعْلُومٌ﴾

فائدہ: یہ لفظ سورہ حجر میں ہے ناسخ کی غلطی سے اس جگہ واقع ہوا ہے۔

کالطود کے معنی ہیں مانند پہاڑ کی اللہ نے فرمایا
﴿فَكَانَ كُلُّ فَرْقٍ كَالطُّودِ الْعَظِيمِ﴾ تو ہو گیا ہر ٹکڑا
جیسے بڑا پہاڑ۔

﴿كَالطُّودِ كَالجَبَلِ﴾

اور شردمة کے معنی ہیں گروہ تھوڑا اللہ نے فرمایا ﴿ان
هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ﴾

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿لَشِرْذِمَةٌ﴾ الشِّرْذِمَةُ
طَائِفَةٌ قَلِيلَةٌ

فائدہ: مجاہد سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل اس دن چھ لاکھ تھے اور نہیں معلوم ہے کتنی فرعون کے لشکر کی۔ (فتح)
اور ساجدین کے معنی ہیں نمازی اللہ نے فرمایا
﴿فِي السَّاجِدِينَ﴾ الْمُصَلِّينَ
﴿وَتَقَلِّبُكَ فِي السَّاجِدِينَ﴾

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں
﴿لَعَلَّكُمْ﴾ کانکم

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ﴾
كَانَكُمْ

فائدہ: یعنی یہ تشبیہ کے واسطے ہے اور گویا کہ یہ ان کے گمان میں ہے اس واسطے کہ وہ عمارتوں کو مضبوط کرتے تھے
واسطے اس گمان کے کہ وہ ان کو اللہ کے حکم سے بچائیں گے تو گویا کہ انہوں نے پتھر سے گھر بنائے جیسے کوئی اعتقاد
کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہے گا۔

ربیع کے معنی ہیں اونچی زمین مانند ٹیلے وغیرہ کی اور یہ
واحد ہے اس کی جمع ربیعة اور ارباع ہے اور واحد اس کا
ربیعة ہے اللہ نے فرمایا ﴿بِكُلِّ رِبْعَةٍ﴾

الرَّبِيعِ الْيَفَاعِ مِنَ الْأَرْضِ وَجَمْعُهُ رِبْعَةٌ
وَأَرْبَاعٌ وَاحِدُهُ رِبْعَةٌ

مصانع ہر بناء ہے یعنی محل اور قلعے اور بعض کہتے ہیں محل
مضبوط اللہ نے فرمایا ﴿وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ﴾

﴿مَصَانِعَ﴾ كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ

فرہین کے معنی ہیں خوش ہوتے اور فارہین کے بھی
یہی معنی ہیں اور کہا جاتا ہے فارہین کے معنی ہیں تجربہ
کار اور قتادہ وغیرہ سے روایت ہے کہ فرہین کے معنی

فَرِهَيْنَ مَرِحِينَ ﴿فَارِهَيْنَ﴾ بِمَعْنَاهُ
وَيُقَالُ فَارِهَيْنَ حَادِقِينَ

ہیں خود پسند اور بعض کہتے ہیں حریص اللہ نے فرمایا
﴿وتنحتون من الجبال بیوتا فارہین﴾۔

یعنی تعثوا کے مصدر کے معنی ہیں سخت فساد اللہ نے فرمایا
﴿ولا تعثوا فی الارض مفسدین﴾ اور یہ جو کہا عاث
یعنی تعثوا سے ہے کہ دونوں الفاظ کے ایک معنی
ہیں یہ مراد نہیں کہ تعثوا مشتق ہے عیث سے اور تعثوا
مشتق ہے باب عثی یعثوا سے ساتھ معنی افسد کے
اور عثی یعثی باب سمع یسمع سے ہے۔

یعنی جبلة کے معنی ہیں خلق اللہ نے فرمایا ﴿والجبلة
الاولین﴾ یعنی اگلی خلقت کو اور جبل کے معنی پیدا کیا گیا
اور اس سے ماخوذ ہیں یہ تینوں لفظ ساتھ معنی خلقت کے۔
باب ہے بیان میں اس آیت کے اور نہ رسوا کر مجھ کو
جس دن جی کر اٹھیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو دیکھیں گے
کہ اس پر خاک دھول پڑی ہے سیاہی اس کو لپٹے ہے۔

﴿تَعَثُوا﴾ هُوَ أَشَدُّ الْفَسَادِ عَاثٌ يَعِثُ
عَيْثًا.

﴿الْجِبَلَّةُ﴾ الْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبَلًا
وَجِبَلًا وَجِبَلًا يَعْنِي الْخَلْقَ قَالَهُ ابْنُ
عَبَّاسٍ.
بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُعْعُونَ﴾.

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي
ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ
إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَرَى أَبَاهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ الْعَبْرَةُ وَالْقَتْرَةُ الْعَبْرَةُ
هِيَ الْقَتْرَةُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے تجھ کو اس سے منع کیا تھا تو نے میرا کہا نہ مانا وہ کہے گا میں آج تیری نافرمانی
نہ کروں گا اور معلوم ہوا ساتھ اس کے کہ تفسیر غبرۃ کی ساتھ قترۃ کے بخاری کی کلام سے ہے۔

۴۳۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام
اپنے باپ سے ملیں گے پس کہیں گے اے میرے رب!

۴۳۹۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ عَنِ
ابْنِ أَبِي ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

بے شک تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تو مجھ کو روانہ کرے گا جس دن جی اٹھیں گے تو اللہ کہے گا کہ میں نے بہشت کو کافروں پر حرام کیا ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَلْقَىٰ إِبْرَاهِيمَ أَبَاهُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُعْتَبُونَ فَيَقُولُ اللَّهُ إِنَّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کون سی رسوائی زیادہ ہے میرے باپ ا بعد سے تو وصف کیا ابراہیم علیہ السلام نے نفس اپنے کو ساتھ ا بعد کے بطور فرض کے کہ ان کی شفاعت اپنے باپ کے حق میں قبول نہ ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ا بعد صفت باپ کی ہے یعنی وہ بہت دور ہے اللہ کی رحمت سے اس واسطے کہ ناسخ بعید ہے اس سے پس کافر ا بعد ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ہالک ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پکارا جائے گا کہ بہشت میں کوئی مشرک داخل نہ ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر کہا جائے گا اے ابراہیم! دیکھ جو تیرے پاؤں کے نیچے ہے پس نظر کریں گے تو اچانک دیکھیں گے کہ ایک کفتار ہے اپنی گندگی میں آلودہ ہوا سو اس کو پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ان کے باپ کی صورت کو بدل کر کفتار کی صورت بنا ڈالے گا اور بعض نے کہا کہ حکمت بیچ مسخ کرنے اس کے کی کفتار کی صورت پر یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے نفس کو اس سے نفرت ہو اور تاکہ نہ باقی رہے آگ میں اپنی صورت پر کہ ابراہیم علیہ السلام کو رنج ہو اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی صورت کو بدل کر کفتار بنانے میں حکمت یہ ہے کہ کفتار سب حیوانوں سے احمق ہے اور آذر سب آدمیوں سے احمق تھا اس واسطے کہ بعد اس کے کہ اس نے اپنے بیٹے سے معجزے روشن دیکھے اپنے کفر پر جما رہا یہاں تک کہ مر گیا اور اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام نے مبالغہ کیا واسطے اس کے خضوع اور نرمی میں سو اس نے انکار کیا اور تکبر کیا پس معاملہ کیا گیا ساتھ صفت ذلت کی دن قیامت کے اور اس واسطے کفتار کے واسطے کہی ہے پس یہ اشارہ ہے اس طرف کہ آذر سیدھا نہ ہوا تاکہ ایمان لاتا بلکہ بدستور اپنی کچی پر رہا۔ اور اسماعیلی نے اس حدیث کی صحت اور اصل میں طعن کیا ہے سو کہا اس نے کہ اس کی صحت میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معلوم تھا کہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا پس انہوں نے اپنے باپ کی ذلت کو اپنی رسوائی کس طرح ٹھہرائی اور اس کے غیر نے کہا کہ یہ حدیث مخالف ہے واسطے ظاہر اس آیت کے ﴿فلما تبين له انه عدو لله تبرأ منه﴾ اتھی۔ اور جواب یہ ہے کہ اختلاف کیا ہے اہل تفسیر نے اس وقت میں جس میں ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے بیزار ہوئے سو بعض نے کہا کہ یہ دنیا کی زندگی میں تھا جب کہ آذر شرک کی حالت میں مرا یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب مر گیا تو انہوں نے اس کے واسطے بخشش نہ مانگی اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بیزار ہوں گے اس سے دن قیامت کے جب کہ ناامید ہوں گے اس سے وقت صورت بدلنے اس کی کے یعنی جب اس کو کفتار کی صورت میں دیکھیں گے تو اس سے بیزار ہو جائیں گے

اور ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں قول کے ساتھ اس طور کے کہ بیزار ہوئے اس سے ابراہیم علیہ السلام جب کہ وہ شرک کی حالت میں مراسا انہوں نے اس کے واسطے بخشش مانگنا چھوڑ دی لیکن جب انہوں نے اس کو قیامت کے دن دیکھا تو ان کو اس کے حال پر رحم آیا اور اس کے حق میں دعا مانگی پھر جب اس کو صورت بدلی دیکھا تو اس سے ناامید ہوئے اور بیزار ہوئے اس سے بیزار ہونا ہمیشہ کا اور بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کو یہ یقین نہ تھا کہ آذر کفر پر مراد واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ اپنے دل میں ایمان لایا ہو لیکن ابراہیم علیہ السلام کو اس کے ایمان پر اطلاع نہ ہوئی ہو اور ہو بیزار ہونا ان کا اس سے اس وقت بعد اس حال کے کہ واقع ہوا ہے اس حدیث میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ
وَاحْفَظْ جَنَاحَكَ﴾ الْإِنِّ جَانِبَكَ.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ عذاب الہی سے ڈرا اے محمد! اپنے قریب برادری والوں کو اور احفظ جناحک کے معنی ہیں کہ اپنی جانب کو نرم کر یعنی شفقت اور مہربانی سے پیش آ اپنا ہویا بیگانہ اور نرمی سے دعوت دے۔

۴۳۹۷ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مَرَّةٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يَبْأِدِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبَطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تَرِيدُ أَنْ تُغَيِّرَ عَلَيْكُمْ أَكُتْمَ مُصَدِّقِي قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ الْهَذَا

۳۳۹۷ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ اتری کہ ڈر سنا دے اپنے نزدیک کے ناتے والوں کو تو حضرت صفا پہاڑ پر چڑھے سو پکارنے لگے اے فہر کی اولاد! اے عدی کی اولاد! قریش کے قبیلوں کو یہاں تک کہ جمع ہوئے اور جو مرد آپ نہ نکل سکا اس نے اپنا اپنی بھیجا تا کہ دیکھے کیا ہے وہ، سو ابولہب اور قریش آئے تو حضرت صفا پہاڑ پر فرمایا بھلا بتلاؤ تو، کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن کا لشکر وادی میں ہے تم کو لوٹنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! ہم نے تجھ پر سچ کے سوا کچھ تجربہ نہیں کیا یعنی ہم نے تجھ کو بار بار آزمایا ہے کہ تو کبھی جھوٹ نہیں کہتا فرمایا کہ میں ڈرانے والا ہوں تم کو عذاب سخت سے کہ تمہارے آگے ہے تو ابولہب نے کہا کہ ہلاکت ہو تجھ کو باقی دن کیا اسی بات کے واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا؟ سو یہ آیت اتری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہو وہ آپ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو کمایا۔

جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ
مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ﴾.

فائدہ: اس حدیث میں ایک روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! محمد ﷺ کی بیٹی مانگ مجھ سے میرے مال سے جو چاہے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے کہ نہیں داخل ہوتی ہے نیابت نیک عملوں میں یعنی کوئی کسی کی طرف سے نائب ہو کر نیک عمل نہیں کر سکتا اس واسطے کہ اگر یہ جائز ہوتا تو اٹھاتے حضرت ﷺ اس کی طرف سے وہ چیز جو اس کو خلاص کرتی اور جب خود آپ کا عمل اپنی بیٹی کی طرف سے نیابت واقع نہیں ہو سکتا تو پھر غیر کا عمل بطریق اولیٰ واقع نہیں ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ اللہ آپ کو معلوم کروادے کہ وہ سفارش کریں گے جس کی چاہیں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہوگی یہاں تک کہ داخل کریں گے بہشت میں ایک قوم کو بغیر حساب کے اور بلند کریں گے درجے ایک قوم کے اور نکالیں گے آگ سے جو اس میں اپنے گناہوں کے سبب سے داخل ہوا یا وہ مقام تخویف اور تحذیر کا مقام تھا یا مراد آپ کی مبالغہ تھا رغبت دلانے میں عمل پر اور ہوگا آپ کے قول میں لا اغنی شینا اضمار یعنی مگر یہ کہ اللہ میرے واسطے شفاعت کی اجازت دے اور یہ جو کہا بھلا بتاؤ تو مراد آپ کی ساتھ اس کے تقریر ان کی ہے ساتھ اس کے کہ وہ آپ کے سچ کو جانتے ہیں جب کہ کسی امر غائب سے خبر دیں۔ (فتح)

۴۳۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد اپنی قریب برادری والوں کو ڈرنا تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ اے گروہ قریش کے یا اس کی مانند کوئی کلمہ فرمایا اپنی جانوں کو خرید لو میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا، اے عباس عبدالمطلب کے بیٹے میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی میں تجھ سے اللہ کا کچھ عذاب نہیں ہٹا سکتا، اور اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی مانگ جو چاہے میرے مال سے میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ نہیں ہٹا سکتا۔

۴۳۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ
الْمُسَيْبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ
أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَأَنْذِرْ
عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ
أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرَوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي
عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا
أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ
الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا
صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ
اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا

بَشَتْ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا
تَابَعَهُ أَصْبَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ
ابْنِ شِهَابٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنی جانوں کو خرید لو یعنی باعتبار خلاص کرنے ان کے کی آگ سے گویا کہ فرمایا کہ اسلام لاؤ تاکہ عذاب سے بچو پس ہوگا یہ مانند خرید لینے کی گویا کہ ٹھہرایا انہوں نے بندگی کو قیمت نجات کی اور اسی طرح قول اللہ تعالیٰ کا کہ بیشک اللہ نے خرید لی ہیں مسلمانوں کی جانیں سواں جگہ مسلمان بائع ہے باعتبار حاصل کرنے ثواب کے اور قیمت بہشت ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ سب جانیں اللہ کی ملک ہیں اور یہ کہ جو اس کی فرمانبرداری کرے اس کی بندگی میں اس کے حکموں کے بجالانے میں اس کی منع کی گئی چیزوں سے باز رہنے میں تو پوری دی اس نے جو اس پر ہے قیمت سے اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور اس حدیث میں ہے کہ اقرب مرد کا وہ ہے جو جمع کرے اس کو وہ اور جد اعلیٰ اور ہر وہ شخص کہ جمع ہو ساتھ اس کے جد میں جو اس سے قریب درجے میں ہے تو ہوگا وہ قریب تر اس کی طرف اور اقرین کی بحث و صایا میں ہے اور راز پہلے اقرین کے ڈرانے میں یہ ہے کہ جب حجت ان پر قائم ہوگی تو ان کے سوا اور لوگوں کی طرف بڑھے گی نہیں تو ہوں گی وہ علت واسطے بعید تر لوگوں کے باز رہنے میں اور یہ کہ نہ پکڑے اس کو جو پکڑتا ہے قریب کوزمی سے واسطے قریب کے پس حجت کرے ان سے دعوت اور تخویف میں اسی واسطے نص کی واسطے اس کے ان کے ڈرانے پر اور یہ کہ جائز ہے بلانا کافر کو ساتھ کنیت کے اور اس میں علماء کو اختلاف ہے اور اس اطلاق میں نظر ہے اس واسطے کہ جس نے منع کیا ہے تو اس نے صرف اس جگہ منع کیا ہے جس جگہ کہ سیاق تعظیم کا مشعر ہو بخلاف اس کے جب کہ ہو یہ واسطے مشہور ہونے اس کے کی سوائے غیر اس کے کی جیسا کہ اس جگہ ہے اور احتمال ہے کہ ترک کیا ہو ذکر اس کا ساتھ نام اس کے کی واسطے قبیح ہونے نام اس کے کی اس واسطے کہ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور ممکن ہے جواب اور وہ یہ ہے کہ کنیت مجرد تعظیم پر دلالت نہیں کرتی بلکہ کبھی نام اشرف ہوتا ہے کنیت سے اسی واسطے اللہ نے پیغمبروں کو ان کے ناموں سے ذکر کیا ہے سوائے ان کی کنیتوں کے۔ (فتح)

سورہ النمل کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ النَّملِ

وَالْحَبَابُ مَا خَبَاتَ.

خبأ وہ چیز ہے جو چھپائے تو اللہ نے فرمایا ﴿الَا

يسجدوا لله الذي يخرج الخبأ﴾.

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جانتا ہے ہر چھپی چیز کو جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے کہا فراء نے کہ نکالتا ہے مینہ کو آسمان سے اور انگوری کوزمین سے۔ (فتح)

﴿لَا قِبَلَ﴾ لَا طَاقَةَ. لا قبل کے معنی ہیں نہیں طاقت اللہ نے فرمایا

﴿فَلَنَاتِيهِمْ بِجَنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا﴾

صرح ہر گارا ہے کہ پکڑا جائے شیشوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ پتھر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہر بلند عمارت ہے اور صرح محل کو کہتے ہیں یہ واحد ہے اس کی جمع صروح ہے۔

الصَّرْحُ كُلُّ مِلَاطٍ اتَّخَذَ مِنَ الْقَوَارِيرِ
وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوحٌ.

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے وہب بن منبہ سے کہ حکم کیا سلیمان ﷺ نے جنوں کو تو انہوں نے اس کے واسطے بلور سے محل بنایا جیسے وہ سفید پانی ہے پھر اس کے نیچے پانی چھوڑا اور اپنا تخت اس پر رکھا اور اس پر بیٹھے اور جانور اور جن اور انسان ان کے آگے حاضر ہوئے تاکہ دکھلا دیں بلیقے کو بادشاہی جو اس کی بادشاہی سے بڑی ہے جب بلیقے نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی پنڈلیاں کھولیں تاکہ اس میں بیٹھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان ﷺ نے اس میں دریا کے جانور چھوڑے مچھلیاں اور مینڈک جب بلیقے نے اس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولیں تو اچانک دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں سب لوگوں سے خوبصورت ہیں تو حکم دیا اس کو حضرت سلیمان ﷺ نے تو اس نے اپنی پنڈلیاں ڈھانکیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَهَا عَرْشٌ سَرِيرٌ﴾
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ واسطے اس کے تخت تھا بیش قیمت خوب کاری گری والا اور بھاری قیمت والا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سونے سے تھا اور اس کے پائے جواہر اور موتیوں سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ یا قوت اور زبرجد سے جزا تھا اس کی درازی اسی ہاتھ تھی چالیس ہاتھ میں۔ (فتح)

﴿مُسْلِمِينَ﴾ طَائِعِينَ.

﴿وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ﴾

ردف کے معنی ہیں قریب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿عَسَىٰ أَنْ

﴿رَدِفَ﴾ اقْتَرَبَ.

يَكُونُ رَدِفَ لِكَمٍ﴾

جامدہ کے معنی ہیں قائم، اللہ نے فرمایا ﴿وَتَرَىٰ

﴿جَامِدَةً﴾ قَائِمَةً.

الْجِبَالَ تَحْسِبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمْرٌ مَرُّ السَّحَابِ﴾

اوز عنی کے معنی ہیں کر مجھ کو، اللہ نے فرمایا ﴿اَوْزَعْنِي

﴿اَوْزِعْنِي﴾ اجْعَلْنِي.

ان اشكر نعمتك التي انعمت﴾

کہا مجاہد نے نکروا کے معنی ہیں بدل ڈالو اور اس کا،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَكَّرُوا﴾ غَيَّرُوا.

اللہ نے فرمایا ﴿نكروا لها عرشها﴾ کہا مجاہد نے کہ جو سرخ تھا اس کی جگہ سبز لگایا گیا اور جو سبز تھا اس کی جگہ زرد لگایا گیا اسی طرح ہر چیز اس کی اپنے حال سے بدلائی گئی۔

یعنی ﴿واوتینا العلم﴾ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے۔

﴿وَأُوتِينَا الْعِلْمَ﴾ يَقُولُهُ سُلَيْمَانُ.

فائدہ: اور واحدی سے منقول ہے کہ وہ بلقیس کا قول ہے کہ اس نے ان کی پیغمبری کا اقرار کیا اور پہلا قول معتمد ہے۔ (فتح)

اور صرح کے معنی ہیں حوض پانی کا کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر شیشے جڑوائے تھے۔

الْصَّرْحُ بَرَكَةٌ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا
سُلَيْمَانُ ﴿قَوَارِيرَ﴾ أَلْبَسَهَا إِيَّاهُ.

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ بلقیس نے اپنی پنڈلیاں کھولیں تو ان پر بہت بال تھے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی دوائی نورہ تجویز کی۔ (فتح)

سورہ القصص کی تفسیر کا بیان

اللہ نے فرمایا ﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ یعنی ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ملک اس کا یہ وجہ کے پہلے معنی ہیں اور دوسرے معنی یہ ہیں اور کہا جاتا ہے مگر جس میں اللہ کی رضا مندی مقصود ہو یعنی جو عمل کہ محض اللہ کے واسطے کیا جائے وہ ہمیشہ اور باقی رہے گا۔

سُورَةُ الْقَصَصِ

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ﴾ إِلَّا
مُلْكُهُ وَيَقَالُ إِلَّا مَا أَرِيدَ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ.

فائدہ: اور یہ دونوں قول مبنی ہیں خلاف پر کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز ہے یا نہیں سو جو اس کو جائز رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ استثناء متصل ہے اور مراد ساتھ وجہ کے ذات ہے اور عرب تعبیر کرتے ہیں ساتھ اشرف چیز کے تمام سے اور جو کہتا ہے کہ اطلاق شے کا اللہ پر جائز نہیں وہ کہتا ہے کہ استثناء منقطع ہے یعنی لیکن وہ اللہ تعالیٰ ہلاک نہیں ہوگا یا متصل ہے اور مراد ساتھ وجہ کے وہ چیز ہے جو اس کے واسطے کی جائے۔ (فتح)

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ انباء کے معنی اللہ کے اس قول میں جتیتیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ
الْأَنْبَاءُ﴾ الْحَجَجُ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تورہ نہیں دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ
وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾.

فائدہ: نہیں اختلاف ہے ناقولوں کا اس میں کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں اتری اور اس میں اختلاف ہے کہ احبیت سے کیا مراد ہے؟ سو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تو جس کی ہدایت چاہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو تو اپنی قرابت کے سبب سے راہ دکھلانا چاہے۔

۴۳۹۹۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابوطالب کو موت حاضر ہوئی تو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے سو اس کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کو پایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے چچا لا الہ الا اللہ کہہ لے اس کلمہ کو کہ اللہ کے نزدیک اس کلمہ کے کہنے کے سبب سے تیرے واسطے میں جھگڑوں گا یعنی تیرے اسلام کی گواہی دے کر تجھ کو بخشواؤں گا تو ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ سو ہمیشہ حضرت ﷺ اس کو کلمہ کہنے کو فرماتے رہے اور وہ دونوں اس کو بار بار یہی بات کہتے رہے کہ کیا تو عبدالمطلب کے دین کو چھوڑتا ہے؟ یہاں تک کہ ابوطالب نے ان سے آخری کلام میں یہی کہا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں اور کلمہ کہنے سے انکار کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا جب تک مجھ کو تیری بخشش مانگنے سے روک نہ ہوگی پھر اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں لائق ہے پیغمبر کو اور ایمانداروں کو کہ مشرکوں کے واسطے دعا کریں مغفرت کی اگرچہ ان کے قراحتی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ابو طالب کے حق میں حکم اتارا سو پیغمبر ﷺ سے فرمایا کہ بیشک تو نہیں راہ دکھلاتا جس کو چاہے لیکن اللہ راہ دکھلاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

۴۳۹۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ فَقَالَ أَيْ عَمِّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ اتْرَعْبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْزُضُهَا عَلَيْهِ وَيُعِيدُهَا بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبِي أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَا أَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنُكِرْ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾ وَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب ابوطالب کو موت حاضر ہوئی تو کہا کرمانی نے کہ مراد یہ ہے کہ موت کی علامتیں حاضر ہوئیں نہیں تو اگر معائنہ تک نوبت پہنچے ہوتی تو اس کو ایمان کچھ فائدہ نہ دیتا اگر ایمان لاتا اور دلالت کرتا ہے اس پر جو واقع

ہو اور میان ان کے تکرار سے اور احتمال ہے کہ معائنہ تک نوبت پہنچی ہو لیکن حضرت ﷺ کو امید ہو کہ اگر وہ توحید کا اقرار کرے اگرچہ اسی حالت میں ہو تو اس کو یہ فائدہ دے گا خاص کر اور جائز ہوگی شفاعت اس کی واسطے قربت اس کی کے حضرت ﷺ سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ باوجود اس کے کہ وہ کفر پر مرا اور توحید کا اقرار نہ کیا پھر بھی حضرت ﷺ نے اس کی بخشش مانگنا نہ چھوڑی بلکہ اس کے واسطے شفاعت کی یہاں تک کہ تخفیف ہو اس سے عذاب بہ نسبت غیر کی معلوم ہوا کہ یہ حکم خاص اسی کے ساتھ تھا اور کسی کے واسطے نہیں اور یہ جو کہا کہ اس نے کلمہ کہنے سے انکار کیا تو یہ تائید ہے راوی سے صحیح نفی واقع ہونے اس کی کے ابوطالب سے اور شاید سند اس کی یہ ہے کہ اس حال میں اس سے کلمہ سنا نہیں گیا اور اس قدر پر اطلاع ممکن ہے اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اطلاع دی ہو اور یہ جو کہا کہ میں تیرے واسطے بخشش مانگے جاؤں گا لے تو کہا زین بن نمیر نے کہ نہیں ہے مراد مغفرت عام اور بخشنا شرک کو بلکہ مراد تخفیف عذاب کی ہے اس سے میں کہتا ہوں اور یہ بڑی غفلت ہے اس واسطے کہ نہیں وارد ہوئی ہے شفاعت واسطے ابوطالب کے صحیح تخفیف عذاب کے اور نہ اس کی طلب سے روک ہوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی تھی طلب مغفرت عام سے کہ سب گناہوں کو شامل ہو یہاں تک کہ شرک کو بھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہوئی یہ طلب مغفرت کی حضرت ﷺ کو واسطے اقتدا کرنے کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے پھر اس کا حکم منسوخ ہوا اور اس حدیث میں اشکال ہے اس واسطے کہ وفات ابوطالب کی بالاتفاق مکہ میں تھی ہجرت سے پہلے اور ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے جب عمرہ کیا تو اپنی ماں کے واسطے بخشش مانگنے کی اللہ سے اجازت مانگی تو یہ آیت اتری اور احتمال ہے کہ آیت پیچھے اتری ہو اگرچہ اس کا سبب مقدم ہو اور احتمال ہے کہ اس کے دو سبب ہوں ایک مقدم اور وہ ابوطالب کا امر ہے اور ایک متاخر اور وہ حضرت ﷺ کی ماں کا امر ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہو اگر مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھے یعنی لا الہ الا اللہ کے ساتھ گواہی دے تو حکم کیا جائے ساتھ اس کے اسلام کے اور جاری کیے جائیں اس پر احکام مسلمانوں کے اور اگر اس کی زبان کی گواہی اس کے دل کے عقد کے ساتھ مقرون ہو تو اس کو یہ اللہ کے نزدیک نفع دیتا ہے بشرطیکہ دنیا کی زندگی سے امید منقطع ہونے کی حد کو نہ پہنچا ہو اور فہم خطاب اور جواب دینے سے عاجز نہ ہوا ہو اور وہ وقت معائنہ کا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ﴾ ، واللہ اعلم۔

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اولی القوۃ کے معنی ہیں نہیں اٹھاتی تھی اس کو ایک جماعت مردوں کی ، اللہ نے فرمایا ﴿ان مفاطحہ لتنوء بالعصبة اولی القوۃ﴾۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «أُولَى الْقُوَّةِ» لَا يَرْفَعُهَا الْعَصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ .

لنوء کے معنی ہیں بھاری ہوتی تھیں۔

فارغا کے معنی ہیں خالی ہر چیز سے مگر ذکر موسیٰ کے سے،

اللہ نے فرمایا ﴿واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغا﴾۔

فرحین کے معنی ہیں مرہین یعنی خوشی کرنے والے، اللہ

نے فرمایا ﴿ان الله لا يحب الفرحین﴾۔

قصیہ کے معنی ہیں کہ اس کے پیچھے جا اور کبھی قص کے معنی بیان کرنے کے ہوتے ہیں، اللہ نے فرمایا ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر، اللہ نے فرمایا ﴿وقالت لاخته قصیہ﴾۔

جنب کے معنی ہیں دور سے اور جنابہ اور اجتناب کے بھی

یہی معنی ہیں اللہ نے فرمایا ﴿فبصرت به عن جنب﴾۔

یعنی دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں۔

یاتمرون کے معنی ہیں مشورہ کرتے ہیں، اللہ نے

فرمایا ﴿ان الملائمات یاتمرون بك لیقتلوك﴾۔

ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں زیادتی، اللہ نے فرمایا

﴿فلاعدوان﴾۔

انس کے معنی ہیں دیکھی، اللہ نے فرمایا ﴿انس من

جانب الطور ناراً﴾۔

جدوة کے معنی ہیں ٹکڑا موٹا لکڑی کا جلا ہوا جس میں

لپٹ نہ ہو یعنی انگارا اور شہاب وہ انگارا ہے جس میں

لپٹ ہو۔

اور سانپ کئی قسم ہیں ایک جان ایک افاعی اور ایک

اساود، اللہ نے فرمایا ﴿کانها حیة تسعی﴾ اس کی شرح

بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

ردء کے معنی ہیں مددگار، اللہ نے فرمایا ﴿فارسله معی

ردء ایصدقنی﴾۔

﴿لنوء﴾ لَنْوُءٌ

﴿فَارِغًا﴾ اِلَّا مِنْ ذِکْرِ مُوسٰی

﴿الْفَرِحِیْنَ﴾ الْمَرْحِیْنَ

﴿قُصِیْهِ﴾ اَتَّبِعِیْ اَثْرَهُ وَقَدْ یَكُوْنُ اَنْ یَقْصُرَ الْکَلَامَ قَالَ اللهُ تَعَالٰی ﴿نَحْنُ نَقْصُرُ عَلَیْكَ﴾

﴿عَنْ جُنْبٍ﴾ عَنْ بُعْدٍ عَنْ جَنَابَةٍ وَّاحِدٌ وَعَنْ اجْتِنَابٍ اَيْضًا

نَبْطِشٌ وَنَبْطِشٌ

﴿یَاتْمِرُوْنَ﴾ یَتَشَاوَرُوْنَ

الْعُدُوْانَ وَالْعُدَاةَ وَالْتَعَدٰی وَّاحِدٌ

﴿اِنْسٍ﴾ اَبْصَرَ

الْجَدُوَّةُ قِطْعَةٌ عَلِیْظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَیْسَ فِیْهَا لَهَبٌ وَالشَّهَابُ فِیْهِ لَهَبٌ

وَالْحِیَّاتُ اَجْنَاسُ الْجَبَانِ وَالْاَفَاعِیْ وَالْاَسَاوِدُ

﴿رِدْءًا﴾ مُعِیْنًا

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یصدقنی کے معنی ہیں تاکہ میری تصدیق کرے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا بیچ تفسیر آیت ﴿سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ﴾ کے کہ ہم تیری مدد کریں گے جب تو کسی کو زور دے تو تو نے اس کے واسطے عضد ٹھہرایا۔

مقبوحین کے معنی ہیں ہلاک کیے گئے، اللہ نے فرمایا ﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ﴾۔

وصلنا کے معنی ہیں بیان کیا ہم نے اور پورا کیا ہم نے، اللہ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ وَصَلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ﴾۔

یجیبی کے معنی ہیں کھینچے جاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿يَجْبِي إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ﴾۔

بطرت کے معنی ہیں سرکشی کی، اللہ نے فرمایا ﴿وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا﴾ یعنی بہت ہلاک کیں ہم نے بستیاں جو حد سے بڑھ گئی تھیں گزران میں۔

ام القرئی سے مراد مکہ ہے اور جو اس کے گرد ہے، اللہ نے فرمایا ﴿حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمَمِهِمْ رَسُولًا﴾۔

تکن کے معنی ہیں جو چھپاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ﴾ کہا جاتا ہے اکنت الشی میں نے اس کو چھپایا اور کنتہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ میں نے اس کو چھپایا اور اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ میں نے اس کو ظاہر کیا اور یہ لفظ اضداد سے ہے۔

یعنی اللہ کے قول ﴿وَيَكُنَّ اللَّهُ﴾ کے معنی ہیں کیا تو نے نہیں جانا کہ اللہ فراخ کرتا ہے روزی جس پر چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے یعنی بیسط کے معنی ہیں

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَدِّقُنِي﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَنَشُدُّكَ سَنُعِينُكَ كَلَّمَا عَزَزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهُ عَضُدًا﴾۔

﴿مَقْبُوحِينَ﴾ مُهْلِكِينَ۔

﴿وَصَلْنَا﴾ بَيْنَاهُ وَأَتَمَمْنَاهُ۔

﴿يَجْبِي﴾ يُجْلِبُ۔

﴿بَطَرَتْ﴾ أَشْرَتْ۔

﴿فِي أُمَّهَاتِ رَسُولًا﴾ أُمَّ الْقُرَيْ مَكَّةَ وَمَا حَوْلَهَا۔

﴿تُكِنُّ﴾ تُخْفِي أَكُنْتُ الشَّيْءَ أَخْفَيْتَهُ وَكُنْتَهُ أَخْفَيْتَهُ وَأَظْهَرْتَهُ۔

﴿وَيَكُنَّ اللَّهُ﴾ مِثْلُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ

﴿يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ﴾

يُوسِعُ عَلَيْهِ وَيُضِيقُ عَلَيْهِ۔

فراخ کرتا ہے اور یقیناً کے معنی ہیں تنگ کرتا ہے۔

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ تحقیق جس اللہ نے اتارا تجھ پر قرآن وہ پھیرنے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ کو۔

۳۴۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ وہ تجھ کو پھیرنے والا ہے پہلی جگہ کو کہا کہ پہلی جگہ سے مراد مکہ ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ﴾ الْآيَةَ.

۴۴۰۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْغُصْفَرِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَرَأَيْتُكَ إِلَى مَعَادٍ﴾ قَالَ إِلَى مَكَّةَ.

فائدہ: ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ بہشت کی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تجھ کو قیامت کے دن زندہ کرے گا۔

سورہ العنکبوت کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ﴾ کے معنی ہیں کہ تھے ہوشیار گمراہی میں کہا قناد نے کہ خوش تھے ساتھ گمراہی اپنی کے۔

﴿فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ﴾ کے معنی ہیں کہ اللہ نے نے جانا اس کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ قول بجائے اس قول کے ہے کہ چاہیے کہ اللہ جدا کرے مانند قول اللہ کے تاکہ اللہ جدا کرے ناپاک کو، اللہ نے فرمایا ﴿فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾.

یعنی ائقالم کے معنی اللہ کے اس قول میں

ہیں اپنے گناہ۔

فائدہ: قناد سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کسی قوم کو گمراہی کی طرف لائے تو اس کو بھی اس کے برابر گناہ ہوتا ہے۔

سورہ روم کی تفسیر کا بیان

فلا یروا سے مراد یہ ہے کہ جو دے اس حال میں کہ چاہتا ہو افضل اس سے یعنی کسی کو قرض دے اس غرض

سُورَةُ الرَّوْمِ

﴿فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ اللَّهِ﴾ مَنْ أَعْطَى عَطِيَّةً يَبْتَغِي أَفْضَلَ مِنْهُ فَلَا أَجْرَ لَهُ فِيهَا.

سے کہ اس کے بدلے میں اس سے عمدہ چیز لے تو اس کو
اس میں ثواب نہیں، اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا آتِيكُمْ مِنْ رَبِّ
لِيَرْبُوا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ﴾.

فائدہ: ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ یہ ہے سود حلال کرنا کچھ چیز کسی کو تحفہ بھیجتا ہے تاکہ اس کو
اس سے افضل بدلہ ملے تو اس میں نہ اس کو ثواب ہے نہ گناہ اور بعض نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ جو تم دوسود پر کہ
بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں وہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ «يُحْبِرُونَ» يُنْعَمُونَ.

کہا مجاہد نے کہ یحبرون کے معنی ہیں نعمت دیے جائیں
گے، اللہ نے فرمایا ﴿فَمَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبِرُونَ﴾ اور ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بہشت میں تعظیم کیے
جائیں گے۔

﴿يَمْهَدُونَ﴾ يُسَوُّونَ الْمَصَاجِعَ.

یعنی یمہدون کے معنی ہیں کہ اپنے واسطے بچھونے
بچھاتے ہیں اور برابر کرتے ہیں اور ان پر چلتے ہیں قبر
میں یا بہشت میں، اللہ نے فرمایا ﴿وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا
فَلِنَفْسِهِمْ يَمْهَدُونَ﴾.

﴿الْوَدْقُ﴾ الْمَطْرُ.

اور ودق کے معنی ہیں مینہ، اللہ نے فرمایا ﴿وترى

الودق يخرج من جلاله﴾.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ کیا ہے
کوئی واسطے تمہارے لونڈی غلاموں سے شریک کہا ابن
عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت بتوں وغیرہ کے حق میں ہے
جن کو اللہ کے علاوہ پوجتے تھے اور ان کے حق میں تم
ڈرتے ہو کہ تمہارے وارث بنیں جیسے بعض تمہارا بعض کا
وارث ہوتا ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ» فِي الْأَلْهَةِ . وَفِيهِ
«تَخَافُونَهُمْ» أَنْ يَرْتَفِعُوا كَمَا يَرْتَفِعُ
بَعْضُكُمْ بَعْضًا.

فائدہ: اور ضمیر اس کے قول فیہ میں واسطے اللہ کے ہے یعنی یہ مثل واسطے اللہ کے اور بتوں کے پس اللہ مالک ہے اور
بت مملوک ہیں اور یہ معلوم ہے کہ مملوک مالک کے برابر نہیں ہوتا اور قنادہ سے روایت ہے کہ یہ مثل ہے بیان کیا ہے

اس کو اللہ نے واسطے اس شخص کے جو اللہ کی مخلوق میں سے کسی چیز کو اس کے برابر ٹھہرائے، فرماتا ہے کہ کیا تم میں سے کسی کا غلام اس کے بچھونے اور بیوی میں شریک ہے؟ اسی طرح نہیں راضی ہوتا اللہ یہ کہ اس کی مخلوق سے کسی کو اس کے برابر ٹھہرایا جائے۔ (فتح)

﴿يَصْدَعُونَ﴾ يَتَفَرَّقُونَ ﴿فَاصِدَعُ﴾

یصدعون کے معنی ہیں جدا جدا ہوں گے، اللہ نے فرمایا ﴿یومئذ یصدعون﴾ اور رہا قول اس کا فاصدع سو یہ اشارہ ہے اللہ کے قول کی طرف ﴿فاصدع بما تؤمر﴾ یعنی فرق کر درمیان حق اور باطل کے ساتھ بلانے کے اللہ کی طرف۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ضَعْفٌ وَضَعْفٌ لَفْتَانٍ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ضَعْفٌ اور ضَعْفٌ دو لغتیں ہیں اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی ناطاقتی، اللہ نے فرمایا ﴿اللہ الذی خلقکم من ضعف﴾

اور کہا مجاہد نے کہ سَوَای کے معنی ہیں برائی یعنی برا کرنے والوں کا بدلہ برائی ہے، اللہ نے فرمایا ﴿ثم کان عاقبة الذین اساءوا لسوای ان کذبوا﴾ یعنی جنہوں نے کفر کیا ان کا بدلہ عذاب ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿السَّوَايَ﴾ الْإِسَاءَةُ
جَزَاءُ الْمُسِيئِينَ

۴۴۰۱۔ مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد حدیث بیان کرتا تھا کندہ میں کہ نام ہے ایک جگہ کا کوفے میں سو اس نے کہا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا سو منافقوں کے کان اور آنکھ کو پکڑے گا ایماندار کو جیسے زکام سو ہم گھبرائے سو میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ تکیہ کیے تھے سو وہ سن کر غضبناک ہوئے اور سیدھے ہو بیٹھے اور کہا کہ جو جانے سو چاہیے کہ کہے اور جو نہ جانے تو چاہیے کہ کہے، اللہ اعلم یعنی اللہ خوب جانتا ہے اس واسطے کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس چیز کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا اس واسطے کہ اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا تو کہہ میں تم سے اس پر کوئی

۴۴۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الصُّخْيِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُحَدِّثُ فِي كِنْدَةَ فَقَالَ يَجِيءُ دُحَانٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ بِأَسْمَاعِ الْمَنَافِقِينَ وَأَبْصَارِهِمْ يَأْخُذُ الْمُؤْمِنِينَ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَفَزِعْنَا فَاتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَكَانَ مَعَنَا فَعَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ لَا أَعْلَمُ فَإِنَّ اللَّهَ قَالَ

مزدوری نہیں مانگتا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دخان کا قصہ بیان کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ کفار قریش نے اسلام لانے میں دیر کی (اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت تکلیف دی) تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی، سو فرمایا کہ الہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا یعنی جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا سو ان کو قحط نے پکڑا یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہوئے اور مردار اور ہڈیوں کو کھایا اور مرد آسمان اور زمین کے درمیان دھواں ساد کھیتا تھا سو ابوسفیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے محمد! تو آیا ہے برادری سے سلوک کرنے کا حکم کرتا ہے اور البتہ تیری قوم ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ کہ قحط دور ہو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی سو تو انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح اللہ کے قول عائدون تک کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب آخرت کا جب آیا پھر اپنے کفر کی طرف پھر گئے سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ یعنی مراد بڑی پکڑ کے دن سے جنگ بدر کا ہے اور مراد لزاما سے جنگ بدر کا دن ہے ﴿المد غلبت الروم﴾ الآیۃ اور روم کے معنی گزر چکے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استقاء میں گزر چکی ہے اور بیان دخان کا سورہ دخان میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جس کو نہ جانتا ہو میں نہیں جانتا یعنی جدا کرنا معلوم کا مجہول سے ایک قسم ہے علم سے اور یہ موافق ہے واسطے اس چیز کے کہ مشہور ہے کہ لا ادری آدھا علم ہے اور اس واسطے کہ قول غیر معلوم چیز میں قسم ہے تکلف سے۔ (فتح) مفسرین نے لکھا ہے کہ مراد دخان سے آیت میں وہ دھواں ہے جو قیامت کی نشانیوں میں سے ہے پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس سے انکار کرنا موجب تعجب ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَبْدِيلَ لِحَلْقِ اللَّهِ﴾ لِذَيْنِ

لَيْبِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ وَإِنَّ قُرَيْشًا أَبْطَأُوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ يَوْسُفَ فَأَحْذِثْهُمْ سَنَةً حَتَّى هَلَكُوا فِيهَا وَأَكْلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعِظَامَ وَيَرَى الرَّجُلُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَجَاءَهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ جَنَّتْ تَأْمُرُنَا بِصَلَةِ الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ فَقَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَائِدُونَ﴾ أَلْيَكُشَفَ عَنْهُمْ عَذَابَ الْآخِرَةِ إِذَا جَاءَ ثُمَّ عَادُوا إِلَى كُفْرِهِمْ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى﴾ يَوْمَ بَدْرٍ وَ ﴿لِزَامًا﴾ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿الْمَغْلَبَةِ الرَّومِ﴾ إِلَى ﴿سَيَعْلَبُونَ﴾ وَالرُّومُ قَدْ مَضَى.

اللہ کے یعنی واسطے دین اللہ کے خلق الاولین سے مراد دین ہے اور فطرت سے مراد اسلام ہے، اللہ نے فرمایا ﴿انا هذا خلق الاولین﴾

۴۴۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی لڑکا نہیں مگر کہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی کرتے ہیں یا نصرانی کرتے ہیں یا مجوسی کرتے ہیں جیسے جنتا ہے چوپایہ چوپائے کو درست اور صحیح الاعضاء کیا تم اس میں کن کٹا دیکھتے ہو یعنی اصل پیدائش میں کوئی کن کٹا نہیں ہوتا اس کے بعد اس کے مالک اس کا ناک کان کاٹ ڈالتے ہیں اسی طرح لڑکا بھی اول اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس کا دین بدل جاتا ہے پھر یہ آیت پڑھی پیروی کر اللہ کے دین کی جس پر لوگوں کو پیدا کیا نہیں ہے بدلنا واسطے دین اللہ کے یہ ہے دین درست۔

سورہ لقمان کی تفسیر کا بیان

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک شرک بڑا ظلم ہے۔

۴۴۰۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا ان کو قیامت میں امن و ایمان ہے تو یہ بات اصحاب پر بہت بھاری گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں کون ایسا ہے جس نے اپنے ایمان میں ظلم کو نہیں ملایا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کیا تو نہیں سنتا جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے بیٹا! اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

اللَّهُ خَلَقَ الْأَوَّلِينَ دِينَ الْأَوَّلِينَ وَالْفِطْرَةَ الْإِسْلَامَ.

۴۴۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجَّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجِجُ الْبَهِيمَةُ بِبَهِيمَةِ جَمْعَاءَ هَلْ تَحْسُونُ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ يَقُولُ ﴿فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح جناز میں گزر چکی ہے۔

سورہ لقمان

بَابُ ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾.

۴۴۰۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا أَيُّنَا لَمْ يَلْبَسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَلِكَ

أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لَإِنِّي
الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿۱۹﴾

فائدہ: اس کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر کے بیان میں کہ تحقیق اللہ ہی
کے پاس ہے علم قیامت کا یعنی وقت قائم ہونے اس
کے کا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ
السَّاعَةِ﴾ ﴿۱۹﴾

۴۴۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن
حضرت ﷺ لوگوں میں ظاہر بیٹھے تھے کہ اچانک ایک مرد چلتا
آپ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! ایمان کی کیا
حقیقت ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو دل
سے مانے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے پیغمبروں کو
اور اس کے ملنے کو اور قیامت کو پھر اس نے کہا کہ یا حضرت!
اسلام کی کیا حقیقت ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ
ہے کہ تو اللہ کی بندگی کرے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک
نہ ٹھہرائے اور نماز کو قائم رکھے اور زکوٰۃ فرض دے اور
رمضان کا روزہ رکھے پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! احسان کی
کیا حقیقت ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ
تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے جیسے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہو سو
اگر اس طرح کا دیکھنا تجھ سے نہ ہو سکے تو یوں جان کہ وہی تجھ
کو دیکھتا ہے پھر اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب ہوگی؟
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جواب دینے والا پوچھنے والے سے
اس کو زیادہ تر نہیں جانتا یعنی قیامت کے نہ جاننے میں، میں
اور تم دونوں برابر ہیں لیکن میں تجھ کو اس کی کچھ نشانیاں بتلاتا
ہوں اس کی نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے یعنی
قیامت کے قریب کثیر زادوں کی کثرت ہوگی یہ ہے ایک

۴۴۰۴۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي
حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا بَارِئًا لِلنَّاسِ إِذْ آتَاهُ
رَجُلٌ يَمْشِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
الْإِيمَانُ قَالَ الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ
وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَلِقَائِهِ وَتُؤْمِنَ
بِالْبُعْثِ الْآخِرِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
الْإِسْلَامُ قَالَ الْإِسْلَامُ أَنْ تُعْبَدَ اللَّهَ وَلَا
تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ
الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ قَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِحْسَانُ قَالَ الْإِحْسَانُ أَنْ
تُعْبَدَ اللَّهَ كَمَا نَكَتَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تُكُنْ تَرَاهُ
فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ
قَالَ مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ
وَلَكِنْ سَأَخْبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا وَلَدَتِ
الْمَرْأَةُ رَبَّتَهَا فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا وَإِذَا
كَانَ الْحَفَاةُ الْعُرَاةَ رُؤُوسَ النَّاسِ فَذَلِكَ
مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ

نشانی اس کی نشانیوں سے اور جب ننگے پاؤں، ننگے بدن والے لوگوں کے سردار ہوں تو یہ ہے دوسری نشانی اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو عورتوں کے پیٹ میں ہے لڑکی ہے یا لڑکا پھر وہ مرد پھرا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس پھیر لاؤ سوا اس کو تلاش کرنے لگے تاکہ اس کو پھیر لائیں تو انہوں نے کچھ چیز نہ دیکھی یعنی معلوم نہیں کہاں چلا گیا، حضرت ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیل علیہ السلام تھے آئے تھے لوگوں کو دین سکھانے کو۔

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ ثُمَّ انصرفت الرجل فقال رُدُّوا عَلَيَّ فَأَخَذُوا لِيَرُدُّوْا فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هَذَا جِبْرِيلُ جَاءَ لِيُعَلِّمَ النَّاسَ دِيْنَهُمْ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کہا شیخ ابو محمد نے کہ تعبیر کی ساتھ چابیوں کے واسطے قریب کرنے امر کے سامع پر یعنی تاکہ سامع کو خوب سمجھ میں آجائے اس واسطے کہ جو چیز کہ تیرے اور اس کے درمیان پردہ ہے وہ تجھ سے غائب ہے اور پہنچنا طرف پہچان اس کی کے عادت میں دروازے سے ہوتا ہے پس جب دروازہ بند ہو تو چابی کی حاجت ہوتی ہے اور جب چابی کی جگہ معلوم نہیں جس کے ساتھ غیب پر اطلاع ہوتی ہے تو جو چیز چھپی ہے اس پر کیسے اطلاع ہو سکتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اور زیادہ کیا جاتا ہے اس جگہ کہ یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو دوسری آیت سے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله﴾ پس مراد ساتھ غیب منفی کے بیچ اس کے وہی غیب ہے جو سورہ لقمان کی اس آیت میں مذکور ہے اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا ﴿عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احد الا من ارتضى من رسول﴾ پس ممکن ہے یہ کہ تفسیر کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ طیالسی کی حدیث میں ہے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ کو غیب کی چابیاں دی گئیں مگر پانچ چیزیں پھر یہ آیت پڑھی اور چنانچہ جو ثابت ہو چکا ہے ساتھ نص قرآن کے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھر میں جمع رکھتے ہو اور یہ کہ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں تم کو کھانے سے پہلے خواب کا مطلب بتلا دوں گا اور سوائے اس کے جو ظاہر ہوا ہے معجزوں اور کرامتوں سے سوکل یہ ممکن ہے کہ مستفاد ہو استثناء سے جو بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہے ﴿الا من ارتضى من رسول﴾ اس واسطے کہ یہ تقاضا کرتا ہے اطلاع کو اور بعض غیب چیزوں کے اور ولی تابع ہے واسطے رسول کے ساتھ اس کے اکرام کیا جاتا ہے اور فرق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ پیغمبر مطلع ہوتا ہے اس پر ساتھ سب قسموں وحی کے اور

ولی نہیں واقف ہوتا اس پر مگر ساتھ خواب کے یا البہام کے، واللہ اعلم۔ اور دعویٰ کیا ہے طبری نے کہ حضرت ﷺ کی ہجرت سے پیچھے پانچ سو برس دنیا باقی رہے گی اور یہ قول اس کا مخالف ہے واسطے صریح قرآن اور حدیث کے اور کافی ہے بیچ رو کے اوپر اس کے یہ کہ واقع ہوا ہے امر بخلاف اس کے اس واسطے کہ پانچ سو برس سے تین سو برس اور زیادہ گزر چکا ہے اور قیامت قائم نہیں ہوئی اور معلوم ہوا کہ یہ قول اس کا غلط ہے اور طبری نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس امت کو مدت نصف یوم کی مہلت دے گا یعنی پانچ سو برس روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے لیکن نہیں ہے وہ صریح اس میں کہ اس کو اس سے زیادہ مہلت نہیں ملے گی اور باقی بحث اس کی کتاب المغن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۴۴۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا چابیاں غیب کی پانچ ہیں پھر پڑھا تحقیق اللہ کے نزدیک ہے قیامت کا علم۔

۴۴۰۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾.

سورہ تنزیل السجدہ کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد نے کہ مہین کے معنی ہیں ضعیف، اللہ نے فرمایا ﴿من سلالۃ من ماء مہین﴾ کہا کہ مراد ماء مہین سے مرد کی منی ہے۔

سُورَةُ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مِهِينٌ﴾ ضَعِيفٌ نُطْفَةٌ
الرَّجُلِ.

ضللنا کے معنی ہیں ہلاک ہوئے ہم، اللہ نے فرمایا ﴿وقالوا اذا ضللنا في الارض﴾ یعنی کہتے ہیں کہ کیا جب ہلاک ہوئے ہم زمین میں تو پھر از سر نو پیدا ہوں گے۔

﴿ضَلَلْنَا﴾ هَلَكْنَا.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جوڑ اس زمین کو کہتے ہیں جس پر مینہ نہ برے مگر وہ مینہ کہ اس کے کچھ کام نہ آئے، اللہ نے فرمایا ﴿اولم یرو انا نسوق الماء الی الارض الجرز﴾.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجُرُزُ التُّبَى لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطْرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا.

﴿يَهْدِي﴾ بَيِّنٌ

یہد کے معنی ہیں کیا ظاہر نہیں ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿اولم يهد لهم كم اهلكنا من قبلهم من القرون﴾

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا رکھا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے۔

۳۳۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کیا ہے اپنے نیک

بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا

اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

کہ اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ نہیں جانتا

کوئی جی جو چھپا رکھا ہے واسطے ان کے اللہ نے ٹھنڈک آنکھ

کی سے اور حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے اس نے کہا کہ

حدیث بیان کی ہم سے ابو زناد نے اعرج سے اس نے

روایت کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ نے فرمایا مثل اس کی کہا

گیا واسطے سفیان کے کہ تو روایت کرتا ہے یا اپنے پاس سے

کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ اگر روایت نہیں تو پھر اور کیا چیز ہے؟

کہا ابو معاویہ نے اعمش سے اس نے روایت کی ابو صالح

سے پڑھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرات یعنی قرۃ کی جگہ قرات

پڑھا ہے۔

۳۳۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے تیار کر رکھا ہے اپنے

نیک بندوں کے لیے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان

نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں خیال گزرا کیا ہے میں نے

واسطے ان کے ذخیرہ چھوڑا وہ چیز کہ اطلاع دی گئی تم کو اوپر

اس کے کہ وہ کم ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ تمہارے واسطے

ذخیرہ کی گئی پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ

لَهُمْ مِنْ قُرَّةٍ أَعْيُنٌ﴾

۴۴۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ

وَتَعَالَى أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا

عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَيَّ

قَلْبَ بَشَرٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَقْرَأُوا إِن

سِنْتُمْ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ

قُرَّةٍ أَعْيُنٌ﴾ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللَّهُ مِثْلَهُ قِيلَ لِسُفْيَانَ

رِوَايَةٌ قَالَ فَأَيُّ شَيْءٍ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ

الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَرَأَ أَبُو هُرَيْرَةَ

قُرَاتٍ أَعْيُنٍ

۴۴۰۷۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا

أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى

أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ

رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَيَّ

قَلْبَ بَشَرٍ ذُخْرًا مِّنْ بَلَاءٍ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ

ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قَرَّةٍ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ آیت پڑھی سو نہیں جانتا کوئی جی جو پوشیدہ کیا گیا ہے واسطے ان کے ٹھنڈک آنکھ کی سے بدلہ اس چیز کا جو عمل کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا اس کو کوئی فرشتہ مقرب اور نہ کوئی پیغمبر مرسل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا بشر اس واسطے کہ فرشتوں کے دل میں اس کا خیال گزرتا ہے اور اولیٰ ہے محمول کرنا نفی کا اپنے عموم پر اس واسطے کہ وہ اعظم ہے نفس میں اور یہ جو کہا من بلہ تو صحیح توجیہ واسطے خصوص سیاق حدیث باب کے ہے جس جگہ کہ واقع ہوا ہے ولا خطر علی قلب بشر ذخرا من بلہ کہ من بلہ ساتھ معنی غیر کے ہے یعنی سوائے اس چیز کے کہ اطلاع ہوئی ہے تم کو اور اس کے یعنی قرآن وغیرہ میں۔ (فتح)

سورۃ الاحزاب کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ صیاصیہم کے معنی ہیں محل ان کے، اللہ نے فرمایا ﴿وانزل الذین ظاہروہم من اهل الكتاب من صیاصیہم﴾۔

سورۃ الاحزاب

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صِيَاصِيهِمْ﴾
قَصُورِهِمْ۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ نبی ﷺ

مومنوں کی جانوں سے بھی ان کے زیادہ قریب ہیں۔

۴۴۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایماندار نہیں مگر کہ میں اور لوگوں کی بہ نسبت اس سے قریب تر ہوں دنیا اور آخرت میں اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ پیغمبر قریب تر ہے مسلمانوں سے ان کی ذاتوں سے سو جو مسلمان کہ مال چھوڑے تو چاہیے کہ اس کے عصبے اس کے وارث ہوں جو ہوں اور اگر قرض یا عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ میرے پاس آئے اور میں اس کا مولیٰ اور کارساز ہوں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾۔

۴۴۰۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَىٰ النَّاسِ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَقْرَبُ وَإِنِ بَشْتُمُ ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَكَ مَالًا فَلْيَبْرِئْهُ عَصَبَتَهُ مَنْ كَانُوا فَإِن تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِيَاعًا فَلْيَأْتِنِي فَإِنَّا مُؤَلَّاهُ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ﴾ باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پکارو اپنے لے

أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ.

پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے۔

۴۴۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد کردہ نہ بلاتے تھے ہم اس کو مگر زید بن محمد یعنی ہم اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن اترا کہ پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کے نام سے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے نزدیک۔

۴۴۰۹۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر ان میں کوئی ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے راہ دیکھا اور بدلانا نہیں ایک ذرہ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾.

نحبہ کے معنی ہیں عہد اپنا۔

﴿نَحْبَهُ﴾ عَهْدَهُ.

اقتار کے معنی ہیں اس کے طرفین یعنی اس کے کنارے اللہ نے فرمایا ﴿ولو دخلت عليهم من اقطارها﴾ اتوا کے معنی ہیں اعطوا، اللہ نے فرمایا ﴿ثم سئلوا الفتنه لاتوها﴾ یعنی پھر طلب کیا جائے ان سے فتنہ تو دیں اس کو۔

﴿اَقْطَارِهَا﴾ جَوَانِبِهَا.

الْفِتْنَةُ لِأَتَوْهَا لِأَعْطَوْهَا.

۴۴۱۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری ہے کہ مسلمانوں میں سے بعض وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے۔

۴۴۱۰۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَرَىٰ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي أَنَسِ بْنِ النَّضْرِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾.

۴۴۱۱۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم

۴۴۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

نے قرآن کو صحیفوں میں نقل کیا تو میں نے سورہ احزاب کی ایک آیت نہ پائی کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے زیادہ میں نے اس کو کسی کے پاس نہ پایا مگر پاس خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی کہ مسلمانوں میں سے کوئی وہ ہے جس نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا نَسَخْنَا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَقَدْتُ آيَةَ مِنْ سُورَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ إِلَّا مَعَ خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةً رَجُلَيْنِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں حضرت ﷺ کو سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ زید رضی اللہ عنہ قرآن کے جمع کرنے میں اپنے علم پر اعتماد نہ کرتے تھے اور نہ اپنی یاد پر بس کرتے تھے یعنی بلکہ اور لوگوں سے بھی دریافت کرتے تھے لیکن اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس نے صرف خزیمہ رضی اللہ عنہ کی یاد پر کفایت کی اور قرآن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ثابت ہوتا ہے ساتھ تو اتر کے اور جو ظاہر ہوتا ہے جواب میں یہ ہے کہ جس چیز کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے یہ ہے کہ اس نے اس کو کسی کے پاس لکھا ہوا نہ پایا یہ مراد نہیں کہ اس کے سوا کسی کو یاد نہ تھی بلکہ اس کو بھی یاد تھی اور اس کے سوا اور لوگوں کو بھی یاد تھی اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا کہ میں نے اس کو جمع کرنا شروع کیا چمڑے کے ٹکڑوں سے اور کندھے کی ہڈیوں سے اور یہ جو کہا کہ جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی تو یہ اشارہ ہے خزیمہ رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف اور اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک گنوار سے گھوڑا خریدا پھر اس کو اپنے ساتھ لیا تا کہ اس کو گھوڑے کی قیمت ادا کریں سو حضرت ﷺ نے چلنے میں جلدی کی اور گنوار نے ویر کی سولوگ گنوار سے راہ میں ملے کہ اس سے گھوڑے کی قیمت چکا دیں یہاں تک کہ انہوں نے اس کی قیمت پہلی قیمت سے زیادہ کی تو گنوار حضرت ﷺ سے کہنے لگا کہ گواہ لاؤ جو گواہی دے کہ میں نے اس کو تیرے ہاتھ بیچا ہے سو جو مسلمان آتا تھا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ سچ کہتے ہیں یہاں تک کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آیا اس نے دونوں کا تکرار سنا سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے گھوڑا حضرت ﷺ کے ہاتھ بیچا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا تو کس سبب سے گواہی دیتا ہے اور حالانکہ تو حاضر نہ تھا اس نے کہا آپ کی تصدیق کے سبب سے کہ بیشک آپ سچ کے سوا کچھ نہیں کہتے، تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے

واسطے یا جس پر خزیمرہ رضی اللہ عنہ گواہی دے پس یہی شہادت اس کے لیے کافی ہے، روایت کی یہ حدیث ابو داؤد وغیرہ نے کہا خطابی نے کہ محمول کیا ہے اس حدیث کو بہت بدعتیوں نے اس پر کہ جس کا سچ معروف ہو اس کے واسطے ہر چیز پر گواہی دینا جائز ہے جس کا وہ دعویٰ کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وجہ اس حدیث کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گنوار پر اپنے علم سے اور جاری ہوئی گواہی خزیمرہ رضی اللہ عنہ کی بجائے تاکید کے واسطے قول آپ کے کی اور مدد لینے کے اپنے خصم پر پس ہوگئی وہ گواہی تقدیر میں مانند گواہی دوسروں کے اس کے سوا اور قضیوں میں اور اس میں فضیلت سمجھنے کی ہے امور میں اور یہ کہ وہ بلند کرتی ہے درجہ اپنے صاحب کا اس واسطے کہ جس سبب کو خزیمرہ رضی اللہ عنہ نے ظاہر کیا تھا اس کو اور اصحاب بھی پہچانتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جب خاص ہوا ساتھ اس فضیلت کے واسطے سمجھنے اس کے کی اس چیز کو کہ غافل ہوا اس سے غیر اس کا باوجود ظاہر ہونے اس کے کی تو اس کا بدلہ اس کو یہ ملا کہ اس کی گواہی دوسروں کے برابر ٹھہرائی گئی۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کی کہ کہہ دے اپنی عورتوں کو کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی زینت تو آؤ کچھ فائدہ دوں تم کو اور رخصت کروں اچھی طرح۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجَكُمْ
إِنْ كُنْتُمْ تُرِيدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا
فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسْرِحْكُنَّ سَرَاحًا
جَمِيلًا﴾

اور معمر نے کہا تہرج کے معنی ہیں کہ اپنی خویوں کو ظاہر کرے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ التَّبْرُجُ أَنْ تُخْرِجَ
مَحَاسِنَهَا.

سنة الله کا مطلب ہے اس نے اس کو سنت بنایا۔

﴿سُنَّةَ اللَّهِ﴾ اسْتَنْهَى جَعَلَهَا.

فائدہ: اللہ نے فرمایا ﴿ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى﴾ کہا مجاہد نے کہ تھی عورت نکلتی اور مردوں کے درمیان چلتی تو یہ آیت اتری اور قنادہ سے روایت ہے کہ تھی واسطے ان کے چال اور ٹکس اور تفریح جب گھروں سے نکلتیں سوان کو اس سے منع ہوا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پہلے جاہلیت کا زمانہ ہزار برس تھا نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے درمیان اور اس کی سند قوی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان۔ (فتح)

اور یہ جو کہ اسنة الله تو یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿سنة الله الذين خلوا﴾ اور استنہا کے معنی ہیں اس کو سنت ٹھہرائے یعنی استنہا سنت سے مستثنیٰ ہے۔

۴۳۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ جب اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی عورتوں کو اختیار دیں کہ یاد دنیا اختیار کریں یاد دین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے سو فرمایا

۴۴۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتَهُ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 جَاءَهَا حِينَ أَمَرَهُ اللَّهُ أَنْ يُخَيَّرَ أَزْوَاجَهُ
 فَقَالَ ابْنِي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا
 تَسْتَعِجِلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبِيكَ وَقَدْ
 عَلِمْتَ أَنَّ أَبِي لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ
 قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَالَ ﴿يَأْتِيهَا النَّبِيُّ قُلُوبًا
 لَأُزْوَاجَكَ﴾ إِلَى تَمَامِ الْآيَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ
 فَمَيَّ أَيْ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبِي فَيَأْتِي أُرِيدُ اللَّهُ
 وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ.

کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب
 میں جلدی مناسب نہیں یہاں تک کہ تو اپنے ماں باپ سے
 صلاح لے اور البتہ آپ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو
 آپ سے جدا ہونے کا حکم نہ کریں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
 پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے فرمایا اے پیغمبر!
 کہہ دے اپنی عورتوں سے دونوں آیت کے تمام ہونے تک سو
 میں نے آپ سے کہا کہ میں کس بات میں اپنے ماں باپ
 سے صلاح لوں؟ بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے
 رسول کو اور پچھلے گھر کو۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اس تخمیر کا سبب یہ واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں نے حضرت ﷺ سے کھانا،
 کپڑا معمول سے زیادہ مانگا اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مہینہ ان سے علیحدہ ہو کر گوشہ گیری کی پھر آپ پر
 یہ آیت اتری اسے پیغمبر! اپنی عورتوں سے کہہ دے یہاں تک کہ عظیماً کو پہنچے اور نکاح میں آئے گا ابن عباس رضی اللہ عنہما
 سے ان دو عورتوں کے قصے میں جنہوں نے حضرت ﷺ کے رنج کرنے پر اتفاق کیا اور اس کے اخیر میں ہے کہ جب
 کہ حصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو راز بتلایا اور حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا اس
 سبب سے کہ آپ ان پر سخت غضبناک ہوئے جس انتیس دن گزرے تو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف
 لائے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہمارے پاس نہیں آئیں گے اور آج انتیس دن
 ہوئے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر تخمیر
 کی آیت اتری سو پہلے پہل حضرت ﷺ نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں، الحدیث۔
 پس یہ دونوں حدیثیں متفق ہیں اس پر کہ اتری آیت تخمیر کی بعد فارغ ہونے کے اس مہینے سے جس میں آپ نے ان
 سے گوشہ گیری کی اور مختلف ہیں دونوں حدیثیں بیش سبب گوشہ گیری کے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ دونوں
 قصے گوشہ گیری کا سبب ہیں اس واسطے کہ قصہ دو عورتوں کا جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا تھا خاص
 ہے ساتھ ان دونوں کے اور قصہ خرچ مانگنے کا عام ہے سب عورتوں میں اور مناسبت آیت تخمیر کی ساتھ قصے سوال خرچ
 کے لائق تر ہے اس سے ساتھ قصے دو عورتوں کے جنہوں نے حضرت ﷺ کی ایذا پر اتفاق کیا تھا اور کہا ماوردی نے کہ

اختلاف ہے کہ اختیار دنیا یا آخرت میں تھا یا طلاق اور آپ کے پاس رہنے میں اس میں علماء کے دو قول ہیں زیادہ تر مشابہہ ساتھ قول شافعیؒ کے دوسرا قول ہے پھر کہا کہ یہی ہے قول صحیح اور اسی طرح کہا ہے قرطبی نے اور جو ظاہر ہوتا ہے تطبیق ہے درمیان دونوں قول کے اس واسطے کہ ایک امر دوسرے کو مستلزم ہے اور گویا کہ اختیار دیا گیا ان کو درمیان دنیا کے سوا طلاق دی جائیں اور درمیان آخرت کے سوان کو اپنے پاس رہنے دیں اور یہ مقتضی سیاق آیت کا ہے پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ محل دونوں قول کا یہ ہے کہ کیا طلاق کو ان کے سپرد کیا یا نہیں۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو بیشک اللہ نے تیار کر رکھا ہے واسطے نیکو کار عورتوں کے تم سے اجر بڑا۔ اور کہا قتادہ نے کہ مراد اس آیت میں آیات سے قرآن اور حکمت سے مراد سنت ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ «وَإِنْ كُنْتُمْ تَرِيدُونَ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا»
وَقَالَ قَتَادَةُ «وَأَذْكَرَنِي مَا يُتْلَى فِي بَيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ»
الْقُرْآنِ وَالْحِكْمَةِ السُّنَّةِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حکم ہوا حضرت ﷺ کو اپنی عورتوں کے اختیار دینے کا تو بیشک حضرت ﷺ نے مجھ سے شروع کیا سو فرمایا کہ میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں سو تجھ کو اس کے جواب میں جلدی مناسب نہیں ہے یہاں تک کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ اے پیغمبر! کہہ دے اپنی عورتوں سے کہ اگر تم چاہتی ہو دنیا کا جینا اور اس کی رونق اجرا عظیم تک، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا میں کس بات میں اپنے ماں باپ سے صلاح لوں، بیشک میں چاہتی ہوں اللہ کو اور اس کے رسول کو اور پچھلے گھر کو، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر کہا حضرت ﷺ کی بیویوں نے جیسا میں نے کہا یعنی انہوں نے بھی میری طرح اللہ اور رسول کو

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ إِنِّي ذَاكِرٌ لِكَ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبِيكَ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَوِي لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ «يَأْتِيهَا النَّبِيُّ قُلٌّ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُمْ تَرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَرِزْقَهَا» إِلَى «أَجْرًا عَظِيمًا» قَالَتْ فَقُلْتُ فَمَنْ أَيْ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبِي فَيَأْتِي أَبِي أُرِيدُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَالذَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ تَابَعَهُ
 مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ
 وَأَبُو سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيُّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ
 الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ کہنا حضرت ﷺ کا ان کو طلاق نہ ہوا جب کہ آپ نے ان سے کہا اور انہوں نے آپ کو اختیار کیا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! اپنی کسی بیوی کو خبر نہ کیجئے کہ میں نے آپ کو اختیار کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا جو عورت مجھ سے پوچھے گی میں اس کو بتلا دوں گا اللہ نے مجھ کو پہنچانے والا بھیجا ہے نہ بخیل اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کی مہربانی کا اپنی عورتوں پر اور بیان ہے آپ کے حلم اور صبر کا ان سے اس چیز پر جو صادر ہوتی تھی ان سے ادلال وغیرہ سے جو ان کی غیرت کا باعث ہو اور اس میں بیان ہے فضیلت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واسطے شروع کرنے کے ساتھ اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ کم عمر ہونا جگہ گمان کی ہے واسطے ناقص ہونے رائے کے کہا علماء نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے یہ کہ اپنے ماں باپ سے صلاح لے واسطے اس ڈر کے کہ کم عمر ہونا اس کو دوسری شق پر باعث ہو اس احتمال سے کہ نہ ہو پاس اس کے ملکہ سے وہ چیز جو اس عارض کو دور کرے سو جب اپنے ماں باپ سے صلاح لے گی تو ظاہر کریں گے وہ واسطے اس کے جو اس میں ہے مفاسد سے اور جو اس کے مقابل میں ہے مصلحت سے اسی واسطے جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو سمجھا تو کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرے ماں باپ مجھ کو آپ سے جدا ہونے کی صلاح نہیں دیں گے اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور بیان ہے کمال عقل اس کے کی کا اور صحت رائے اس کی کا جو دو کم عمر ہونے ان کے اور یہ کہ غیرت باعث ہوتی ہے عورت کا مل عقل والی کو اور اختیار کرنے اس چیز کے کہ نہیں لائق ہے ساتھ حال اس کے واسطے سوال کرنے اس کے کی حضرت ﷺ سے کہ اپنی کسی بیوی کو خبر نہ دیں کہ میں نے آپ کو اختیار کیا لیکن جب حضرت ﷺ نے جانا کہ باعث واسطے اس کے اس پر وہ چیز ہے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں غیرت سے اور محبت تنہا ہونے کی سے سوائے اپنی سوکھنے کے یعنی چاہتی ہیں کہ اپنے خاوند کے پاس اکیلی رہیں کوئی سوکھ نہ ہو تو حضرت ﷺ نے ان کے سوال کو نہ مانا اور بعض نے دعویٰ کیا ہے کہ تخیر امت کے حق میں طلاق ہے اور حضرت ﷺ کے حق میں طلاق نہیں یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور اس کا بیان طلاق میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور تو چھپاتا ہے اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور تو ڈرتا

تَحْشَاهُ ﴿۴۴۱۳﴾ تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ تر چاہیے ڈرنا۔

فائدہ: راویوں کا اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیت زید رضی اللہ عنہ اور نذیب رضی اللہ عنہما کے قصے میں اتری۔

۴۴۱۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت کہ تو چھپاتا ہے اپنے جی میں ایک چیز جس کو اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے نذیب رضی اللہ عنہما اور زید رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری۔

۴۴۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿وَتَخْفَى فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشِ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ.

فائدہ: اس جگہ بخاری نے اس قدر پر کفایت کی ہے اور توحید میں اس کو اس طور سے روایت کیا ہے کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے آ کر حضرت ﷺ کے پاس شکایت کی یعنی نذیب رضی اللہ عنہما کی کہ وہ مجھ کو برا کہتی ہے اور مجھ سے لڑتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے پاس رہنے دے اپنی عورت کو، کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اگر حضرت ﷺ کسی چیز کو چھپانے والے ہوتے تو اس آیت کو چھپاتے کہا اور نذیب رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کی بیویوں پر فخر کرتی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آئے اس نے حضرت ﷺ سے شکایت کی حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے، سو یہ آیت اتری اللہ کے اس قول تک کہ ہم نے نذیب رضی اللہ عنہما کو تیرے نکاح میں دیا، اور ابن ابی حاتم نے اس قصے کو خوب سیاق سے نقل کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ یہ آیت نذیب رضی اللہ عنہما کے حق میں اتری اور اس کی ماں حضرت ﷺ کی پھوپھی تھی اور حضرت ﷺ نے چاہا کہ نذیب رضی اللہ عنہما کا نکاح زید رضی اللہ عنہ سے کر دیں اور زید رضی اللہ عنہ آپ کا آزاد کردہ غلام تھا، نذیب رضی اللہ عنہما نے اس بات کو مکروہ جانا پھر وہ راضی ہوئی ساتھ اس کے جو حضرت ﷺ نے کیا تو حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا پھر اللہ نے حضرت ﷺ کو معلوم کروایا اس کے بعد کہ وہ حضرت ﷺ کی بیویوں میں سے ہے وہ آپ کے نکاح میں آئے گی سو حضرت ﷺ شرماتے تھے کہ زید رضی اللہ عنہ کو طلاق کا حکم کریں کہ اس کو طلاق دے اور ہمیشہ رہا زید رضی اللہ عنہ اور نذیب رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑا سو حکم کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور ڈرے اللہ سے اور حضرت ﷺ ڈرتے تھے کہ لوگ آپ پر عیب کریں اور کہیں کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا اور حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو متعنی بنایا تھا اور حاصل یہ ہے کہ جس چیز کو حضرت ﷺ اپنے دل میں چھپاتے تھے وہ خبر دینا اللہ کی ہے آپ کو کہ وہ آپ کے نکاح میں آئے گی اور آپ کی بیوی ہوگی اور جو چیز کہ آپ کو اس کے چھپانے پر باعث تھی وہ یہ ڈر تھا کہ لوگ کہیں گے کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا اور اللہ نے چاہا کہ

باطل کرے وہ چیز جس پر اہل جاہلیت تھے متنی کے احکام سے ساتھ ایسے امر کے کہ نہیں کوئی چیز بلیغ تر اس سے ابطال میں اور وہ نکاح کرنا ہے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے اور واقع ہونا اس کا مسلمانوں کے امام سے تاکہ ہو زیادہ تر بلانے والا واسطے قبول کرنے ان کے کی اور روایت کی ہے ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ اگر حضرت ﷺ وحی سے کچھ چھپانے والے ہوتے تو البتہ اس آیت کو چھپاتے اور جب تو کہتا ہے واسطے اس شخص کہ کہ انعام کیا ہے اللہ نے اوپر اس کے یعنی ساتھ اسلام کے اور انعام کیا ہے تو نے اس پر ساتھ آزاد کرنے کے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے قدر ا مقدور تک اور یہ کہ جب حضرت ﷺ نے اس سے نکاح کیا تو لوگوں نے کہا کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں محمد ﷺ باپ کسی کا تمہارے مردوں میں سے اور کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو کہ اپنی عورت کو اپنے پاس رہنے دے واسطے آزمانے اس چیز کے کہ نزدیک اس کے ہے رغبت سے بیچ اس کے یا روگردانی سے سو جب زید رضی اللہ عنہ نے آپ کو اطلاع دی اس چیز پر کہ نزدیک اس کے تھی نفرت سے جو پیدا ہوئی بوائی کرنے زینب رضی اللہ عنہا کی سے اوپر اس کے اور بد گوئی اس کی سے تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کی طلاق کی اجازت دی اور نہیں بیچ مخالفت متعلق امر کے واسطے متعلق علم کے وہ چیز کہ منع کرے حکم کرنے کو ساتھ اس کے اور مسلم وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب زینب رضی اللہ عنہا کی عدت گزر چکی تو حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری طرف سے زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام کر زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں چلا سو میں نے کہا اے زینب! بشارت لے حضرت ﷺ نے مجھ کو تیرے پاس بھیجا ہے تجھ سے نکاح کی درخواست کرتے ہیں، زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں کچھ نہیں کرنے والی یہاں تک کہ اپنے رب سے اجازت لوں سو وہ اپنی مسجد میں کھڑی ہوئی اور قرآن اترا اور حضرت ﷺ آئے اور بغیر اجازت کے اس کے پاس اندر آ گئے اور یہ بھی بلیغ ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی بیچ اس کے اور وہ یہ ہے کہ جو اس کا خاوند تھا وہی حضرت ﷺ کی طرف سے اس کے پاس مکتبی کا پیغام لے کر گیا تاکہ نہ گمان کرے کوئی کہ واقع ہوا ہے یہ قہر سے بغیر رضامندی اس کی کے اور اس میں بھی آزمانا ہے اس چیز کا کہ تھی نزدیک اس کے کہ کیا اس کی طرف سے زید رضی اللہ عنہ کے دل میں کچھ محبت باقی ہے یا نہیں اور اس میں مستحب ہونا استخارہ کا ہے اور دعا کرنا اس کا نزدیک پیغام نکاح کے پہلے قبول کرنے کے اور یہ کہ جو کوئی اپنے کام کو اللہ کے سپرد کرے آسان کرتا ہے اللہ واسطے اس کے جو زیادہ فائدہ مند ہو اس کو دنیا اور آخرت میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿تُرْجَىٰ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ
وَتَوَوَىٰ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ ابْتِغَيْتَ
مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پیچھے رکھ تو جس کو
چاہے ان میں سے اور جگہ دے اپنے پاس جس کو چاہے
اور جس کو چاہے جی تیرا ان میں سے جو کنارے کر دی
تھیں تو کچھ گناہ نہیں تجھ پر اس میں۔

فائدہ: حکایت کی ہے واحدی نے مفسرین سے کہ یہ آیت تخییر کی آیت کے بعد اتری اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب تخییر اتری تو بعض بیویاں طلاق سے ڈریں سو انہوں نے تقسیم کے کام کو حضرت ﷺ کے سپرد کیا تو یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «تُرْجِي» تَوْخِرُ
رَكِبَهُ أَيْ رَجَعَهُ.
یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ترجی کے معنی ہیں پیچھے رکھ اور ارجہ کے معنی ہیں مہلت دے اس کو۔

فائدہ: یہ دونوں لفظ سورہ اعراف اور شعراء میں ہیں ذکر کیا ہے ان کو بخاری نے واسطے مناسبت ترجی کے۔

۴۴۱۴ - حَدَّثَنَا زَكَرِيَاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو
أَسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى
اللَّاتِي وَهَبِنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُولُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ
نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى «تُرْجِي مَنْ
تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ
ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ»
قُلْتُ مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ.

فائدہ: یہ جو کہا جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تو یہ ظاہر ہے کہ بخشنے والی ایک سے زیادہ عورتیں تھیں یعنی بہت عورتوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور نکاح میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میں نے آپ کو اپنی جان بخشی سو حضرت ﷺ نے وہ عورت ایک مرد کو نکاح کر دی اور اسی طرح اور بھی کئی حدیثوں میں ذکر آیا ہے کہ انہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اگرچہ حضرت ﷺ کو مباح تھا اس واسطے کہ یہ آپ کے ارادے پر موقوف ہے واسطے دلیل اس آیت کے «ان اراد النبي ان يستكحها» اور البتہ بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث میں سبب نزول اس آیت کا «ترجی من تشاء منهن» اور اشارہ کیا ہے اللہ کے اس قول کی طرف «وامرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبي» اور اس آیت کی طرف «قد علمنا ما فرضنا عليهم في ازواجهم» اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا فرض کیا اللہ نے ان پر یہ کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہوں کے اور یہ جو کہا «ترجی من تشاء منهن» یعنی پیچھے رکھ ان کو بغیر باری ٹھہرانے کے اور یہ قول جمہور کا ہے اور یہی مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور

حاصل یہ ہے کہ توحی کی تاویل میں تین قول ہیں ایک یہ کہ جس کو چاہے طلاق دے اور جس کو چاہے اپنے پاس رکھ، دوسرا یہ کہ کنارے ہو جس سے چاہے بغیر طلاق کے اور باری ٹھہرا جس کے واسطے چاہے، تیسرا یہ کہ قبول کر جس کو چاہے جان بخشے والیوں سے اور رد کر جس کو چاہے اور حدیث باب کی اس قول کی تائید کرتی ہے اور جو اس سے پہلے اور لفظ تینوں اقوال کا احتمال رکھتا ہے اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلق اجازت دی کہ جس طرح چاہیں تقسیم کریں سو نہ تقسیم کی آپ نے مگر ساتھ برابری کے۔ (فتح)

۴۴۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی عورت کی باری کے دن اجازت مانگتے تھے یعنی جب چاہتے کہ دوسری کی طرف متوجہ ہوں اس کے بعد کہ یہ آیت اتری کہ پیچھے رکھ جس کو چاہے تو ان میں سے الخ معاذہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے میں نے کہا تم کیا کہتی تھیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں آپ سے کہتی تھی کہ اگر یہ امر میرے اختیار میں ہے یعنی اجازت دینا تو میں نہیں چاہتی یا حضرت! یہ کہ مقدم کروں آپ پر کسی کو۔

۴۴۱۵ - حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَأْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْأَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿تُرْجَىٰ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوَىٰ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتَ تَقُولِينَ قَالَتْ كُنْتُ أَقُولُ لَهُ إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْ أُؤْتَرَ عَلَيْكَ أَحَدًا تَابَعَهُ عَبَادُ بْنُ عَبَّادٍ سَمِعَ عَاصِمًا.

فائدہ: ظاہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجازت لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی عورت سے کنارے نہیں ہوئے اور یہی قول ہے زہری کا۔

تکمیل: اگلی آیت میں ہے ﴿لا تحل لك النساء من بعد﴾ سو اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں کس چیز کی نفی مراد ہے کیا اوصاف مذکورہ کے بعد ہے سو آپ کو ایک قسم حلال تھی اور ایک حلال نہ تھی یا بعد موجودہ عورتوں کے ہے وقت تخیر کے اس میں دو قول ہیں پہلا قول تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ہے اور دوسرا قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے ہاں واقع یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصے مذکورہ کے بعد کسی عورت تازہ سے نکاح نہیں کیا لیکن یہ اختلاف کو ختم نہیں کر سکتا اور البتہ روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ اللہ نے آپ کے واسطے سب عورتیں حلال کیں۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں مگر یہ کہ تم کو حکم ہو کھانے کے واسطے نہ راہ دیکھتے اس کے پکنے کی لیکن جب بلائے جاؤ تب اندر جاؤ پھر کھا چکو تو پھیل جاؤ اور نہ آپس میں جی لگائیں باتوں میں البتہ تمہاری اس بات سے پیغمبر ﷺ کو تکلیف تھی سو تم سے شرماتا تھا اور اللہ نہیں شرم کرتا حق بات کہنے سے اور جب مانگنا چاہو بیویوں سے کچھ چیز تو مانگو پردے کے باہر سے اس میں خوب سترائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو اور تم کو لائق نہیں کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اس کی عورتوں سے اس کے بعد کبھی یہ کام اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

کہا جاتا ہے اناہ کے معنی ہیں پکنا اس کا مصدر ہے انی یانی کا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَاطِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِحُوا زُجُوجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا﴾
يُقَالُ إِنَاهُ إِدْرَاكُهُ أَنِي يَأْنِي أَنَاهُ فَهُوَ أَنْ.

فائدہ: انی ساتھ فتح الف کے اور نون مقصور کے اور یانی ساتھ کسرہ نون کے اور اناہ ساتھ فتح ہمزہ کے اور نون مخفف کے اور اس کے اخیر میں ہاء تانیث کی ہے بغیر مد کے مصدر ہے۔ (فتح)

یعنی لفظ قریبا کا اللہ کے اس قول میں جب ٹھہرائے تو اس کو صفت مؤنث کی تو کہے قریبہ اور جب تو اس کو ظرف اور بدل ٹھہرائے اور صفت مراد نہ رکھے تو دور کرے ہاء کو مؤنث سے اور اسی طرح لفظ اس کا واحد اور تشبیہ اور جمع میں واسطے مذکر اور مؤنث کے۔

﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا﴾ إِذَا وَصَفْتَ صِفَةَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِيبَةً وَإِذَا جَعَلْتَهُ ظَرْفًا وَبَدَلًا وَ لَمْ تُرِدِ الصِّفَةَ نَزَعْتَ الْهَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَكَذَلِكَ لَفْظَهَا فِي الْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْجَمِيعِ لِلذَّكْرِ وَالْأُنثَى.

فائدہ: خلاصہ یہ ہے قریبا کا لفظ اللہ کے اس قول میں ظرف واقع ہوا ہے ساعت کی صفت نہیں اور جب ظرف واقع ہو تو اس میں تشبیہ، جمع، مذکر و مؤنث برابر ہوتا ہے اسی واسطے قریبا بولا گیا اور بعض نے کہا جائز ہے کہ مراد ساتھ ساعت کے دن ہو یا مراد چیز قریب یا زمانہ قریب ہو یا تقدیر قیام الساعة ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قریبا کا استعمال ہونا

طرف میں بہت ہے پاس وہ طرف ہے بچ جگہ خبر کے۔ (فتح)

۴۴۱۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ التَّبْرُ
وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ
بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ الْحِجَابِ.

۴۴۱۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا
یا حضرت! داخل ہوتا ہے آپ کے گھر میں نیک اور گنہگار یعنی
ہر قسم کا آدمی آپ کے گھر میں داخل ہوتا ہے سو اگر آپ
مسلمانوں کی ماؤں یعنی بیویوں کو پردے کا حکم کریں تو
خوب ہو سو اللہ نے پردے کی آیت اتاری۔

۴۴۱۷۔ یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا اول اس کا یہ ہے کہ میں اپنے رب سے تین باتوں میں موافق ہوا اور پوری حدیث
نماز میں گزر چکی ہے۔

۴۴۱۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ
سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَنْ
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا
تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَيْسَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعَمُوا ثُمَّ
جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَنْهَيَا
لِلْقِيَامِ فَلَمَّا يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَامَ
فَلَمَّا قَامَ قَامَ مِنْ قَامٍ وَقَعَدَ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ فَجَاءَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَبَدَأَ
الْقَوْمَ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقَتْ
فَجَنَّتْ فَأَخْبَرَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوا فَجَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ
فَلَذَهَبَتْ أَدْخَلَ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ
فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ.

۴۴۱۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب
حضرت ﷺ نے ریسب بنت جحش کی بیٹی سے نکاح کیا تو
لوگوں کو کھانا کھانے کے واسطے بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا
پھر بیٹھے کر باتیں کرنے لگے اور اچانک رسول اللہ ﷺ جیسے
اٹھنے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اٹھے اور
حضرت ﷺ کا اشارہ نہ سمجھے سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا
کہ نہیں اٹھتے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے سو جب آپ کھڑے
ہوئے تو کھڑا ہوا جو کھڑا ہوا اور تین آدمی بیٹھے رہے پھر
حضرت ﷺ آئے تاکہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ
وہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نے جا کر
حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ چلے گئے پھر حضرت ﷺ آئے
یہاں تک کہ اندر داخل ہوئے اور میں بھی آپ ﷺ کے
ساتھ اندر داخل ہونے لگا، سو حضرت ﷺ نے میرے اور
اپنے درمیان پردہ ڈالا سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان
والو! نہ جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں میں، الْآيَةُ۔

۴۴۱۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

۴۴۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

لوگوں میں اس پردے کی آیت کو زیادہ جاننے والا ہوں جب زینب رضی اللہ عنہا زینت کر کے حضرت ﷺ کے پاس بھیجی گئیں آپ ﷺ کے ساتھ گھر میں تھیں تو حضرت ﷺ نے کھانا تیار کیا یعنی دعوت ولیمہ کی اور لوگوں کو بلایا تو وہ کھانے سے فراغت کے بعد بیٹھ کر باتیں کرنے لگے سو شروع کیا حضرت ﷺ نے نکلے تھے اور اندر آتے تھے اور وہ بیٹھے باتیں کرتے تھے سوال اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان والو! نہ جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھر میں اس قول تک کہ پردے کے پیچھے سے پھر پردہ ڈالا گیا اور لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِهَذِهِ الْآيَةِ آيَةِ الْحِجَابِ لَمَّا أُهْدِيَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَعَهُ فِي الْبَيْتِ صَنَعَ طَعَامًا وَدَعَا الْقَوْمَ فَفَعَدُوا يَتَحَدَّثُونَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ ثُمَّ يَرْجِعُ وَهُمْ قُعُودٌ يَتَحَدَّثُونَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاظِرِينَ إِنَاهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ فَضْرِبِ الْحِجَابِ وَقَامِ الْقَوْمِ

۴۴۱۹ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِزْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ بِخَيْرٍ وَ لَحْمٍ فَأُرْسِلَتْ عَلَى الطَّعَامِ دَاعِيًا فَيَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ فَيَأْكُلُونَ وَيَخْرُجُونَ فَدَعَوْتُ حَتَّى مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُو فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا أَجِدُ أَحَدًا أَدْعُوهُ قَالَ ارْفَعُوا طَعَامَكُمْ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ رَهَطٍ يَتَحَدَّثُونَ فِي الْبَيْتِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْطَلَقَ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَقَالَ السَّلَامُ

۴۴۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنا کی گئی حضرت ﷺ پر ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے روٹی اور گوشت سے یعنی جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو ولیمہ کیا تو میں کھانے پر بلانے لوگوں کو بھیجا گیا سو کچھ لوگ آتے تھے اور کھا کر نکل جاتے تھے پھر اور لوگ آتے تھے اور وہ بھی کھا کر نکل جاتے تھے سو میں لوگوں کو بلاتا رہا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہا جس کو میں بلاؤں میں نے کہا یا حضرت! اب میں کسی کو نہیں پاتا جس کو بلاؤں حضرت ﷺ نے فرمایا اپنا کھانا اٹھالے جاؤ، یعنی اور سب آدمی اٹھ کر چلے گئے اور تین آدمی گھر میں باقی رہے بات کرتے سو حضرت ﷺ گھر سے نکلے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو فرمایا سلام تم کو اے گھر والو! اور اللہ کی رحمت، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور آپ کو

بھی سلام اور اللہ کی رحمت، آپ نے اپنی بیوی کو کس طرح پایا؟ اللہ آپ کو برکت دے، سو حضرت ﷺ اپنی سب بیویوں کے حجروں میں پھرے ان سے کہتے جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور آپ کو کہتیں جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت ﷺ پھرے سو اچانک دیکھا کہ تینوں آدمی گھر میں باتیں کرتے ہیں اور حضرت ﷺ نہایت شرم والے تھے پھر نکل کر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی طرف چلے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی اور نے کہ لوگ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے یہاں تک کہ جب اپنا پاؤں دروازے کی چوکھٹ میں رکھا اندر اور دوسرا باہر تو میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتاری گئی۔

عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَقَالَتْ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ كَيْفَ وَجَدْتِ أَهْلَكَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فَتَقْرَى حُجْرَ نِسَائِهِ كُلِّهِنَّ يَقُولُ لَهِنَّ كَمَا يَقُولُ لِعَائِشَةَ وَيَقُلْنَ لَهُ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا ثَلَاثَةٌ رَهْطٍ فِي الْبَيْتِ يَتَحَدَّثُونَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدَ الْحَيَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَمَا أَدْرَى أَخْبَرْتَهُ أَوْ أَخْبِرَ أَنْ الْقَوْمَ خَرَجُوا فَرَجَعَ حَتَّى إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي أُسْكُفَةِ الْبَابِ دَاخِلَةً وَأُخْرَى خَارِجَةً أَرْحَى الْمِئْتَرِ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَتْ آيَةَ الْحِجَابِ.

۴۴۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی تو دلیر کیا سو لوگوں کو روٹی اور گوشت سے پیٹ بھر کھلایا پھر اپنی بیویوں کے حجروں کی طرف نکلے جیسے دستور تھا اپنی خلوت کی صبح کو سو ان کو سلام کرتے اور ان کے واسطے دعا مانگتے اور وہ حضرت ﷺ کو سلام کرتیں اور آپ ﷺ کے واسطے دعا مانگتیں پھر جب اپنے گھر کی طرف پھرے تو دو مردوں کو دیکھا کہ بات کر رہے ہیں سو جب ان کو دیکھا تو اپنے گھر سے پھرے پھر جب دونوں مردوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے گھر سے پھرے تو جلدی اٹھ کھڑے ہوئے سو میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی ان کے نکلنے کی یا کسی اور نے پھر حضرت ﷺ پھرے اور گھر میں داخل ہوئے اور میرے

۴۴۲۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرِ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْلَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى بِرِزْنَبِ بِنْتِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي سَعْدٍ فَاشْتَبَعَ النَّاسُ حُبْرًا وَ لَحْمًا ثُمَّ خَرَجَ إِلَى حُجْرِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ صَبِيحَةَ بَنَاتِهِ فَيَسْلِمُهُ عَلَيْهِنَّ وَيُسَلِّمْنَ عَلَيْهِ وَيَدْعُو لَهِنَّ وَيَدْعُونَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ رَأَى رَجُلَيْنِ جَرَى بَيْتَهُمَا الْحَدِيثُ فَلَمَّا رَأَاهُمَا رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَى الرَّجُلَانِ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ عَنْ بَيْتِهِ وَتَبَا

اور اپنے بچ میں پردہ ڈالا اور پردے کی آیت اتری، کہا ابن ابی مریم نے یعنی عنعنہ حمید کا اس حدیث میں قادح نہیں اس واسطے کہ وارد ہو چکی ہے اس سے تصریح ساتھ سماع کی واسطے اس حدیث کے اس سے۔

مُسْرَعِينَ فَمَا أُدْرِىٰ أَنَا أَخْبَرْتُهُ
بِخُرُوجِهِمَا أَمْ أُخْبِرَ فَرَجَعَ حَتَّىٰ دَخَلَ
الْبَيْتَ وَأَرَاخِي السِّتْرَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلْتُ
آيَةَ الْحِجَابِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا
يَحْيَىٰ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور محصل قصے کا یہ ہے کہ جو لوگ ولیمہ میں حاضر ہوئے تھے وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے اور حضرت ﷺ شرمائے کہ ان کو نکلنے کا حکم کریں سو اٹھنے کو تیار ہوئے تاکہ وہ لوگ آپ کی مراد کو سمجھیں اور آپ کے اٹھنے کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں سو جب غافل کیا ان کو بات نے اس سے تو اٹھ کر باہر نکلے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ باہر نکلے مگر تین آدمی جنہوں نے حضرت ﷺ کی مراد کو نہ سمجھا واسطے سخت مشغول ہونے دل ان کے اس چیز میں کہ تھے بچ اس کے بات سے اور حضرت ﷺ چاہتے تھے کہ وہ لوگ اٹھ جائیں بغیر اس کے کہ ان کو روک دینے کے ساتھ حکم کریں واسطے شدت شرم آپ کی کے پس دراز کرتے غیبت کو ان سے ساتھ مشغول ہونے کے ساتھ سلام کے اپنی عورتوں پر اور وہ اپنے حال کے مشغول تھے اور اس کے درمیان ایک اپنی غفلت سے ہوش میں آیا اور باہر نکلا اور دو مرد باقی رہے پھر جب یہ حال دراز ہوا اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں پہنچے اور ان کو دیکھا کہ بیٹھے ہیں تو پلٹ آئے سو جب دونوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ پلٹ گئے تو اس وقت انہوں نے آپ کی مراد کو سمجھا اور باہر نکلے اور حضرت ﷺ داخل ہوئے اور پردے کی آیت اتاری گئی اور حضرت ﷺ نے اپنے اور اپنے خادم کے درمیان پردہ ڈالا اور حالانکہ اس کے ساتھ یہ عہد نہ کیا تھا۔

تنبیہ: ظاہر روایت دوسری سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت قوم کے اٹھنے سے پہلے اتری اور پہلی وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اٹھنے کے بعد اتری اور تطبیق دی جاتی ہے ساتھ اس طور کے کہ مراد یہ ہے کہ ان کے اٹھنے کے وقت اتری اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا حجاب کا ہے واسطے حضرت ﷺ کی بیویوں کے، کہا عیاض نے کہ فرض ہونا پردے کا واسطے ان کے اس قسم سے ہے کہ خاص کی گئی ہیں وہ ساتھ اس کے پس پردہ فرض ہے اوپر ان کے بغیر خلاف کے منہ اور دونوں ہتھیلی میں سونہیں جائز ہے واسطے ان کے کھولنا اس کا گواہی میں اور نہ اس کے غیر میں اور ظاہر کرنا اپنے وجود کا اگرچہ ہوں مستور کپڑے میں مگر جس کی ضرورت ہو جائے ضرورت سے پھر استدلال کیا ہے عیاض نے ساتھ اس چیز کے کہ مؤطا میں ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے وجود کو ڈھانکا تاکہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے اور یہ کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی لاش پر قبہ بنایا گیا تاکہ ان کے وجود کو کوئی نہ دیکھے

انہی۔ اور نہیں ہے اس چیز میں کہ ذکر کی اس نے دلیل اس پر جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وجود کا ڈھانکنا ان پر فرض ہے اور حالانکہ حضرت ﷺ کے بعد حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور اصحاب اور تابعین ان سے حدیث سنتے تھے اور ان کے بدن چھپے ہوتے تھے نہ وجود اور پہلے گزر چکا ہے حج میں قول ابن جریج کا واسطے عطا کے جب کہ ذکر کیا اس نے واسطے اس کے طواف عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ پردے کے اترنے سے پہلے تھا یا پیچھے اس نے کہا پایا میں نے اس کو بعد اترنے پردے کے و سیاہی مزید بیان لذلك ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۴۴۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلیں بعد اترنے پردے کے اور تھیں عورت بھاری بدن والی نہ چھپ رہیں پچاننے والے پر یعنی جو ان کو جانتا تھا پہچان لیتا تھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا سو کہا اے سودہ! خبر دار قسم ہے اللہ کی ہم تجھ کو پہچانتے ہیں سو دیکھ تو کس طرح نکلتی ہے؟ یعنی باہر مت نکلا کر سو وہ الٹی پھریں اور حضرت ﷺ میرے گھر میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی سو سودہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور کہا کہ یا حضرت! میں اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلی تھی سو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایسا ایسا کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ پر وحی اتری پھر آپ سے موقوف ہوئی اور حالانکہ ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی اس کو رکھا نہیں تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو اجازت ہوئی یہ کہ اپنی حاجت کے واسطے باہر نکلو یعنی تم کو جائے ضرورت کے واسطے باہر نکلنے کی اجازت ہوئی۔

۴۴۲۱۔ حَدَّثَنِي زَكْرِيَاءُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْتُ سَوْدَةَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا وَكَانَتْ امْرَأَةً جَسِيمَةً لَا تَخْضِي عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَأَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةَ أَمَا وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكُفَاتٍ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَى وَفِي يَدِهِ عِرْقٌ فَدَخَلْتُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنِي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ لَمْ رَفَعْ عَنْهُ وَإِنَّ الْعِرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكِنَّ أَنْ تَخْرُجِي لِحَاجَتِكُنَّ.

فائدہ: کہا کہ بانی نے کہ اگر تو کہے کہ واقع ہوا ہے اس جگہ کہ وہ بعد اترنے پردے کے تھا اور وضو میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ پردے سے پہلے تھا سو جواب یہ ہے کہ شاید واقع ہوا ہے یہ دو بار، میں کہتا ہوں بلکہ مراد ساتھ حجاب پہلے کے غیر حجاب دوسرے کا ہے اور حاصل یہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں نفرت واقع ہوئی اس سے کہ اجنبی لوگ حضرت ﷺ کی بیویوں کو دیکھیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے صریح کہا کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرایئے اور اس کی تاکید کی یہاں تک کہ پردے کی آیت اتری پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ ان کے وجود بھی بالکل

ظاہر نہ ہوں اگرچہ کپڑے میں چھپی ہوں سو انہوں نے اس میں مبالغہ کیا اور اس سے منع کیا اور ان کو حاجت کے واسطے نکلنے کی اجازت ہوئی واسطے ہٹانے مشقت کے اور دور کرنے حرج کے اور البتہ اعتراض کیا ہے بعض شارحین نے کہ یہ حدیث باب کے مطابق نہیں بلکہ اولیٰ وارد کرنا ہے اس کا عدم حجاب میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی عادت کے موافق اصل حدیث کا حوالہ دیا ہے اور اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے کہ دونوں حدیثوں میں تطبیق ممکن ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر ظاہر کرو تم کسی چیز کو یا چھپاؤ اس کو سو اللہ ہے ہر چیز کو جانتا گناہ نہیں ان عورتوں کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے اور نہ اپنے بیٹوں سے اور نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ اپنے بھتیجوں سے اور نہ اپنے بھانجیوں سے اور اپنی عورتوں سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتیں رہیں اللہ سے بیشک اللہ کے سامنے ہر چیز ہے۔

۴۴۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پردہ اترنے کے بعد اہل ابوقعیس کا بھائی میرے دروازے پر آیا اور مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی میں نے کہا میں اس کو اجازت نہ دوں گی یہاں تک کہ میں اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لوں اس واسطے کہ اس کے بھائی ابوقعیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوقعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا یا حضرت! اہل ابوقعیس کے بھائی نے مجھ سے گھر میں آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اجازت دوں یہاں تک کہ آپ سے اجازت لوں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیا چیز تجھ کو منح کرتی ہے کہ تو اپنے چچا کو اجازت دے؟ میں نے کہا یا حضرت! مرد نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تَبَدُّوا شَيْئًا أَوْ تَخْفَوْهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا. لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانِهِنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا﴾.

۴۴۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بِنْتُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ عَلِيٌّ الْفَلَحَ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ مَا أَنْزَلَ الْحِجَابَ فَقُلْتُ لَا أَذِنُ لَهُ حَتَّى اسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَنِي امْرَأَةٌ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْفَلَاحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ أَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّى اسْتَأْذَنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْذِنِي عَمَّكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ

فرمایا کہ اس کو اجازت دے اندر آنے کی کہ وہ تیرا رضاعت کے رشتے سے چچا ہے، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، کہا عروہ نے سو اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ حرام کر دو دودھ پینے سے جو حرام کرتے ہوں تب سے۔

اللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعْتَنِي امْرَأَةٌ أَبِي الْقَعْسِ فَقَالَ إِنْ دَنَيْتَنِي لَهٗ فَإِنَّهُ عَمَلُكَ تَرَبَّتْ بِمِثْلِكَ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا تُحَرِّمُونَ مِنَ النَّسَبِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح رضاعت کے بیان میں آئے گی اور مطابقت اس کی واسطے ترجمہ کے اللہ کے اس قول سے ہے کہ نہیں گناہ ان کو سامنے ہونے کا اپنے باپوں سے آخر تک اس واسطے کہ یہ بھی منجملہ دونوں آیتوں سے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے باوجود قول آپ کے کی دوسری حدیث میں کہ چچا اور باپ ایک جڑ کی دو شاخیں ہیں اور ساتھ اس کے دور ہوگا اعتراض اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ حدیث میں ترجمہ کی مطابقت بالکل نہیں اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے طرف رو کی اس شخص پر جو مکروہ جانتا ہے واسطے عورت کے یہ کہ رکھے اور ذہنی اپنی نزدیک چچا اپنے کے یا ماموں اپنے کے جیسا کہ عکرمہ اور شعیب سے روایت ہے اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی فتح کے قصے میں رد کرتی ہے اوپر ان کے اور یہ ان باریک باتوں سے ہے جو بخاری رضی اللہ عنہ کے ترجموں میں ہیں۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں البتہ اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو! رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر، کہا ابو العالیہ نے کہ مراد اللہ کی صلوة سے ثنا کرنا اللہ کی ہے حضرت ﷺ پر نزدیک فرشتوں کے اور مراد فرشتوں کی صلوة سے دعا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ صَلَاةُ اللَّهِ ثَنًا وَهُوَ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُصَلُّونَ﴾ يُبَرِّكُونَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بصلون کے معنی ہیں حضرت ﷺ کے واسطے برکت کی دعا مانگتے ہیں۔

فائدہ: پس موافق ہوگا ابو العالیہ کے قول کو لیکن وہ خاص تر ہے اس سے اور کسی نے مجھ سے پوچھا کہ صلوة کو اللہ کی طرف منسوب کیا ہے سلام کو نہیں کیا اور حکم کیا ہے مسلمانوں کو ساتھ اس کے اور سلام کے اس کی کیا وجہ ہے؟ سو میں نے کہا کہ احتمال ہے کہ سلام کے دو معنی ہوں تھیجہ اور فرمانبردار ہونا پس حکم کیا ساتھ اس کے مسلمانوں کو واسطے صحیح ہونے ان دونوں معنی کے ان سے اور اللہ اور اس کے فرشتوں کا فرمانبردار ہونا جائز نہیں پس نہیں منسوب کیا اس کو ان کی طرف واسطے دور کرنے وہم کے اور علم نزدیک اللہ کے ہے۔

﴿لُغْرَيْنِكَ﴾ لَنْسَلِطَنَّكَ.

یعنی لغرینک کے معنی ہیں البتہ ہم غالب کریں گے تجھ کو اور پران کے ساتھ قتال کے اور اخراج کے، اللہ نے فرمایا ﴿والمرجفون فی المدینہ لغرینک بہم﴾.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور نہیں ہے اس کو تعلق ساتھ آیت کے اگرچہ جملہ سورہ سے ہے سوشاید ناقل کی غلطی ہے۔

۴۴۲۳۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! آپ کو سلام کرنا تو ہم نے جانا سو آپ پر درود بھیجنا کس طرح ہے یعنی آپ پر درود کس طرح بھیجیں حضرت ﷺ نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو کہ الہی رحمت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم ؑ کی آل پر تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے، الہی! برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم ؑ کی آل پر بیشک تو تعریف کیا گیا بڑائی والا ہے۔

۴۴۲۳۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مِسْعَرُ بْنُ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

فائدہ: اور مراد ساتھ سلام کے وہ چیز ہے جو سکھائی ان کو حضرت ﷺ نے التجات میں ان کے قول سے السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ نے ہم کو حکم کیا ہے کہ آپ پر درود پڑھیں سو ہم کس طور سے آپ پر درود پڑھیں اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ جب یہ آیت اتری ﴿ان اللہ وملائکتہ﴾ الآیۃ تو ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو ہم نے جانا سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں اور یہ جو کہا جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم ؑ کی آل پر یعنی پہلے گزر چکی ہے تجھ سے رحمت ابراہیم ؑ پر اور ابراہیم ؑ کی آل پر سو ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے رحمت محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر بطریق اولیٰ اس واسطے کہ جو چیز فاضل کے واسطے ہو وہ افضل کے واسطے بطریق اولیٰ ثابت ہوگی اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہوگی جدائی ایراد مشہور سے کہ شرط تشبیہ کی یہ ہے کہ مشبہ بہ قوی ہو اور محصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ نہیں باب الحاق کامل کے ساتھ ساتھ اکمل کے بلکہ باب صحیح سے ہے اور مانند اس کی ہے یا از قسم بیان حال اس چیز کے کہ نہیں پہچانی جاتی ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی جاتی ہے اس واسطے کہ وہ آئندہ زمانے میں ہے اور جو چیز کہ حاصل ہوتی ہے اس سے واسطے محمد ﷺ کے وہ اقویٰ اور

اکمل ہے اور علماء نے اس کا اور جواب بھی دیا ہے بر تقدیر اس کے کہ وہ باب الحاق سے ہے اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی ہے واسطے مجموع کے اس واسطے کہ مجموع آل ابراہیم علیہ السلام کی افضل ہے مجموع آل محمد ﷺ کی سے اس واسطے کہ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں پیغمبر ہوئے ہیں برخلاف آل محمد ﷺ کے اور قدح کرتی ہے اس جواب میں تفصیل جو اس حدیث کے اکثر طرق میں واقع ہوئی ہے اور جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ تھا یہ حکم پہلے اس سے کہ معلوم کرائے حضرت ﷺ کو اللہ کہ وہ افضل ہیں ابراہیم علیہ السلام وغیرہ پیغمبروں سے۔ (فتح)

۳۳۲۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! سلام کرنا تو یہ ہے سو ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا درود یوں پڑھا کرو، الہی! رحمت کر محمد ﷺ پر جو تیرا بندہ اور رسول ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر اور برکت کر محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ اور یزید کی روایت میں ہے جیسے تو نے رحمت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت کر محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی آل پر جیسے تو نے برکت کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیٹ سے، یعنی روایت کیا ہے اس کو ابو صالح اور یزید نے ساتھ سند لیٹ کے پس ذکر کیا یزید نے آل ابراہیم کو جیسے ذکر کیا ہے اس کو ابو صالح نے لیٹ سے۔

۴۴۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا التَّسْلِيمُ فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَيَّ اِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَعَلَى اِبْنِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَيَّ اِبْرَاهِيمَ. قَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَعَلَى اِبْنِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَيَّ اِبْرَاهِيمَ. حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالذَّرَّاورِدِيُّ عَنْ يَزِيدَ وَقَالَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَيَّ اِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَالِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَيَّ اِبْرَاهِيمَ. وَالِ اِبْرَاهِيمَ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ پیغمبر کے سوا اور پر بھی صلوة کے ساتھ دعا کرنا درست ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا و علی آل محمد اور جو جمع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ جائز اس وقت ہے جب کہ بالتبع واقع ہو اور منع اس وقت ہے جب کہ مستقل واقع ہو اور حجت اس میں یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا شعار ہو چکا ہے پس نہ کہا جائے گا ابو بکر ﷺ اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں اور کہا جاتا ہے صلی اللہ علی النبی وعلی صدیقہ او خلیفہ اور مانند اس کی اور قریب ہے اس سے کہ نہیں کہا جاتا قال محمد عزوجل

اگرچہ اس کے معنی صحیح ہیں اس واسطے کہ یہ ثناء اللہ کے واسطے شعار ہو چکا ہے سو کوئی اس کو اس میں شریک نہ ہوگا اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا اللھم صل علی آل ابی اوفی تو نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس شخص کے جو اس کو مستقل جائز رکھتا ہے اس واسطے کہ حق دار کو جائز ہے کہ جس کو چاہے اپنے حق میں سے کچھ دے دے اور نہیں جائز ہے اس میں تصرف کرنا غیر کو مگر اس کی اجازت سے اور حضرت ﷺ سے اجازت اس میں ثابت نہیں اور قوی کرتا ہے منع کو کہ صلوٰۃ غیر نبی پر ہو گیا ہے شعار واسطے اہل اہوا کے کہ صلوٰۃ بھیجتے ہیں اس پر جس کی تعظیم کرتے ہیں اہل بیت وغیرہم سے اور یہ منع حرام ہے یا مکروہ یا خلاف اولیٰ صحیح کہا ہے دوسری وجہ کو نووی رحمہ اللہ نے اور اسماعیل بن اسحاق نے احکام القرآن میں عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی کہ اس نے لکھا اما بعد یعنی بعد حمد اور صلوٰۃ کے بات تو یوں ہے کہ بعض لوگ تلاش کرتے ہیں عمل دنیا کا ساتھ عمل آخرت کے اور یہ کہ بعض قصے خوانوں نے بدعت نکالی ہے درود میں کہ اپنے خلیفوں اور سرداروں پر حضرت ﷺ کے برابر درود پڑھتے ہیں سو جب میرا یہ خط تیرے پاس پہنچے تو ان کو حکم کر کہ ان کا درود حضرت ﷺ پر ہو اور مسلمانوں کے واسطے دعا کریں اور جو اس کے سوا ہو اس کو چھوڑ دیں پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نہیں لائق ہے درود پڑھنا کسی پر سوائے حضرت ﷺ کے لیکن مسلمانوں کے واسطے استغفار ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی۔

۳۳۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام شرمیلے مرد تھے اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا اے ایمان والو! نہ ہو جاؤ مثل ان لوگوں کی جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی سو پاک کیا ان کو اللہ نے اس سے جو انہوں نے کہا اور تھا اللہ کے یہاں آبرو مند۔

۴۴۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رُوْحُ بْنُ عِبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدٍ وَخِلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيًّا وَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى قَبْرَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پہاڑ پر چڑھے ہارون علیہ السلام وہاں مر گئے بنی اسرائیل نے کہا کہ تو نے اس کو مار ڈالا ہے وہ تجھ سے نرم تھا اور ہم سے زیادہ محبت رکھتا تھا سو انہوں نے اس کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا وہ اس کے جنازے کو اٹھا کر بنی اسرائیل کی مجلس پر گزرے تب بنی اسرائیل کو معلوم ہوا کہ وہ اپنی

موت سے مرے، کہا طبری نے احتمال ہے کہ ہو یہ مراد ساتھ ایذا کے بیچ اس آیت کے ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى﴾ میں کہتا ہوں جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے لیکن نہیں مانع ہے یہ کہ ہوں واسطے ایک چیز کے دو سبب یا زیادہ

کما تقدم غير مرة .

سورہ سبأ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ سَبَأٍ

فائدہ: سبأ ایک قوم کا نام ہے ملک یمن میں رہتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ معجزین کے معنی اللہ کے قول ﴿وَالَّذِينَ يَسْعُونَ فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ﴾ میں سابقین ہیں یعنی آگے بڑھنے والے اور معجزین کے معنی ہیں فوت ہونے والے کہ ہمارے قابو میں نہ آؤ اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ﴾ یہ لکھ سورہ عنکبوت میں ہے اور سبقوا کے معنی ہیں فاتوا یعنی ہم سے فوت ہوئے اللہ نے سورہ انفال میں فرمایا ﴿وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا أَنْهُمْ لَا يَعْجِزُونَ﴾ اور لا يعجزون کے معنی ہیں نہ فوت ہوں گے ہم سے اور يسبقونا کے معنی ہیں ہم کو عاجز کریں، اللہ نے فرمایا ﴿إِمَّ حَسْبِ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا﴾ اور معنی معجزین کے مغالین کے ہیں ہر ایک دونوں میں سے چاہتا ہے کہ اپنے ساتھی کا عجز ظاہر کرے اور معشار کے معنی ہیں دسواں حصہ، اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا بَلَّغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَهُمْ﴾ ای عشر ما اتیناہم اور اکل کے معنی ہیں پھل، اللہ نے فرمایا ﴿ذَوَاتِیْ أَكَلْ خَمَطٍ وَاتْلُ﴾ اور باعد اور بعد کے معنی ایک ہیں دور کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا﴾ اور کہا مجاہد نے لا يعزب کے معنی ہیں نہیں چھپتا، اللہ نے فرمایا ﴿لَا يَعْزِبُ عَنْهُ

يُقَالُ مُعْجِزِينَ مُسَابِقِينَ بِمُعْجِزِينَ﴾
 بِفَاتِنِينَ مُعْجِزِيَّ مُسَابِقِيَّ ﴿سَبَقُوا﴾
 فَاتُوا ﴿لَا يَعْجِزُونَ﴾ لَا يَفُوتُونَ
 ﴿يَسْبِقُونَا﴾ يُعْجِزُونَا وَقَوْلُهُ
 ﴿بِمُعْجِزِينَ﴾ بِفَاتِنِينَ وَمَعْنَى
 ﴿مُعْجِزِينَ﴾ مُغَالِبِينَ يَرِيدُ كُلُّ وَاحِدٍ
 مِنْهُمَا أَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهِ مِعْشَارُ
 عَشْرٌ يُقَالُ الْأَكْلُ الثَّمَرُ ﴿بَاعِدْ﴾ وَبَعْدُ
 وَاحِدٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَعْزِبُ﴾ لَا
 يَغِيبُ ﴿سَبَلُ الْعَرَمِ﴾ السُّدُّ مَاءٌ أَحْمَرٌ
 أَرْسَلَهُ اللَّهُ فِي السُّدِّ فَشَقَّهُ وَهَدَمَهُ
 وَحَفَرَ الْوَادِيَّ فَارْتَفَعْنَا عَنِ الْجَنَّتَيْنِ
 وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَسْتَا وَلَمْ يَكُنِ
 الْمَاءُ الْأَحْمَرُ مِنَ السُّدِّ وَلَكِنْ كَانَ
 عَذَابًا أَرْسَلَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ
 وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شَرْحِبِيلَ الْعَرَمُ
 الْمُسْنَاءُ بَلْحَنِ أَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهُ
 الْعَرَمُ الْوَادِيَّ ﴿السَّبَاغَاتُ﴾ الدَّرُوعُ
 وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَجَازِيَّ﴾ يَعْاقِبُ
 ﴿أَعْظَمُكُمْ بِوَاحِدَةٍ﴾ بِطَاعَةِ اللَّهِ

﴿مَثْنِي وَفِرَادِي﴾ وَاحِدٌ وَاثْنَيْنِ
 ﴿التَّائُوشُ﴾ الرَّذُّ مِنَ الْأَخِيرَةِ إِلَى
 الدُّنْيَا ﴿وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ﴾ مِنْ مَّالٍ أَوْ
 وَلَدٍ أَوْ زَهْرَةٍ ﴿بِأَمْثَالِهِمْ﴾
 وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْجَوَابِ﴾
 كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْأَرْضِ الْخَمَطُ الْأَرَاكُ
 وَالْأَثَلُ الطَّرْفَاءُ الْعَرِمُ الشَّدِيدُ.

مشقال ذرہ) اور عوم کے معنی ہیں بند جو پانی کو روک
 رکھے سرخ پانی تھا جس کو اللہ نے بند میں بھیجا سو اس
 نے بند کو پھاڑ ڈالا اور گرا دیا اور وادی کو کھودا پس اکھڑ
 گئے دونوں طرف سے یعنی دونوں باغ پانی سے بہہ گئے
 اور ویران بیابان ہو گئے اور غائب ہوا ان سے پانی سو
 دونوں سوکھ گئے اور نہ تھا پانی سرخ بند میں لیکن وہ
 عذاب تھا جس کو اللہ نے ان پر بھیجا جس جگہ سے چاہا
 اور کہا عمرو بن شرحبیل نے کہ عوم بند ہے اہل یمن کی
 زبان میں اور اس کے غیر نے کہا کہ عوم کے معنی ہیں
 وادی، اور سابغات کے معنی ہیں زر ہیں، اللہ نے فرمایا
 ﴿ان اعمل سابغات﴾ ای دروعا واسعة طويلة اور
 کہا مجاہد نے کہ نجازی کے معنی ہیں سزا دیتے ہیں، اللہ
 نے فرمایا ﴿هل نجازی الا الکفور﴾ اور ﴿اعظکم
 بواحدة﴾ بطاعة الله یعنی اللہ کے اس قول کے معنی
 ہیں کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اللہ کی بندگی کی اور مثنی
 وفرادی کے معنی ہیں ایک ایک اور دو دو، اللہ نے فرمایا
 ﴿ان تقوموا لله مثنی وفرادی﴾ اور تناوش کے معنی
 ہیں پھرنا آخرت سے طرف دنیا کی، اللہ نے فرمایا
 ﴿وانی لهم التناوش من مکان بعید﴾ یعنی آخرت
 سے طرف دنیا کی، اور بین ما یشتہون کے معنی ہیں
 جدائی ڈالی گئی درمیان ان کے اور درمیان اس چیز کے
 کہ ان کے جی چاہتے تھے مال سے اور اولاد سے اور دنیا
 کی رونق سے اور باشیاعہم کے معنی ہیں ان کی مثالوں
 سے، اللہ نے فرمایا ﴿کما فعل باشیاعہم﴾ اور کہا ابن
 عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جواب کے معنی ہیں مانند گڑھے کے

زمین سے، اللہ نے فرمایا ﴿وجفان كالجواب﴾ اور
خمط کے معنی ہیں پیلو اور اٹل کے معنی ہیں جھاؤ اور
عرم کے معنی ہیں سخت۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ مسآة کے وہ چیز ہے جو بنائی جاتی ہے وادی کی چوڑائی میں تاکہ بلند ہو پانی
اور زمین پر نہیے اور کہا فراء نے کہ وہ بند تھا اس کے تین دروازے تھے سواول یہ پانی پہلے دروازے سے لیتے تھے پھر
دوسرے سے پھر تیسرے سے اور نہیں تمام ہوتا تھا آئندہ سال تک اور وہ لوگ بہت آسودہ تھے سو جب انہوں نے
پیغمبر کی تصدیق سے منہ پھیرا اور ان پر ایمان نہ لائے تو اللہ نے ان کا وہ بند توڑ ڈالا سو ان کی زمین غرق ہوئی اور
ریت نے ان کے گھروں کو بھر دیا اور ککڑے ہوئے یہاں تک کہ ان کا ککڑے ککڑے ہونا عرب کے نزدیک ضرب
المثل ہو گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عرم گونس (بڑا چوہا، چھوٹا گونس) کا نام ہے جس سے اس بند کو خراب کیا تھا۔ (فتح)

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہاں تک کہ جب
گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے
ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ اوپر والے کہیں حق
فرمایا اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ
قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾

۴۴۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ آسمان میں کوئی حکم لکرتا
ہے تو فرشتے اپنے پر مارتے ہیں عاجزی کرتے ہوئے واسطے
اللہ کے حکم کے یعنی دہشت سے گھبرا جاتے ہیں کہ شاید
قیامت کے قائم ہونے کا حکم ہو، ہوتی ہے وہ آواز مسموع
مانند آواز زنجیر کی پتھر پر پھر جب دور کی جاتی ہے گھبراہٹ ان
کے دل سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ کہتے
ہیں اس کو جس نے پوچھا کہ اللہ نے حق فرمایا اور وہی ہے
سب سے اوپر بڑا سو سنتا ہے اس کو چوری سننے والا اور چوری
سننے والا شیطان اس طرح ایک پر ایک اور بیان کیا اس کو
سفیان نے اپنے ہاتھ سے اور اس کو ترچھا کیا اور اپنی انگلیوں
کو کشادہ کیا سو وہ اس کلمے کو سنتا ہے پھر اس کو اپنے نیچے

۴۴۲۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ
حَدَّثَنَا عُمَرُو قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ يَقُولُ
سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ
فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا
خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسَلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ
فَبِإِذَا ﴿فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ
رَبُّكُمْ قَالُوا﴾ لِلَّذِي قَالَ ﴿الْحَقُّ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ
وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هَكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ
وَرَوَّفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ
أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيَلْقِيهَا إِلَى مَنْ

والے کی طرف ڈالتا ہے پھر سدوسرا اس کو اپنے سے نیچے والے کی طرف ڈالتا ہے یہاں تک کہ اس کو ساحر یا کاہن کے منہ میں ڈالتا ہے سو اکثر اوقات پاتا ہے اس کو انگرا پہلے اس سے کہ اس کو دوسرے کی طرف ڈالے یعنی جیسا کہ اکثر رات کے وقت تارا ٹوٹنا نظر آتا ہے سو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے سو کہا جاتا ہے کہ کیا اس نے فلاں فلاں دن ہم سے ایسا نہیں کہا تھا یعنی سو ہم نے اس کو حق پایا سو لوگ اس کو سچا جانتے ہیں اس ایک بات کے سبب سے جس کو آسمان سے سنا تھا۔

فائدہ: طبرانی نے مرفوع روایت کی ہے کہ جب اللہ کوئی بات کرتا ہے تو آسمان اللہ کے خوف سے سخت کانپتے ہیں پھر جب آسمان والے اس کو سنتے ہیں تو بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں پھر سب سے پہلے پہل جبریل علیہ السلام اپنا سر اٹھاتا ہے سو اللہ اس کو پیغام دیتا ہے جو چاہتا ہے جبریل علیہ السلام اس کو لے فرشتوں کے پاس پہنچتے ہیں جب کسی پر گزرتا ہے تو آسمان والے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ جبریل علیہ السلام کہتے ہیں حق سو اس کو پہنچاتا ہے جہاں حکم ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ کسی آسمان پر نہیں گزرتا مگر کہ آسمان والے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

باب قولہ ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ﴾

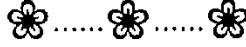
باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہیں وہ مگر ڈرانے والا تم کو سخت عذاب سے۔

۴۴۲۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ ایک دن صفا پہاڑ پر چڑھے سو فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آپہنچا سو قریش آپ کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے فریاد کی؟ فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ دشمن تم کو لوٹنا چاہتا ہے صبح کو یا شام کو کیا تم مجھ کو سچا نہیں جانو گے؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں؟ فرمایا سو میں تم کو ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے، ابولہب نے کہا تجھ کو ہلاکت ہو کیا اسی واسطے تو نے ہم کو جمع کیا تھا سو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ ہلاک ہوئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور

۴۴۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَزِيمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَرَ بْنِ مَرْوَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَا صَبَا حَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوا مَا لَكَ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَذْرَ يُصَبِّحُكُمْ أَوْ يُبَيِّنُكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تَصَدِّقُونِي قَالُوا بَلَى قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَّكُمْ

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا
 لَكَ الْهَذَا جَمَعْتَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿تَبَّتْ يَدَا
 أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾
 فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ کہ پارہ انیسواں صحیح بخاری کا تمام ہوا۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

- تفسیر سورہ برآة 3
- باب ہے بیان تفسیر ﴿بِرَاءةٍ مِّنَ اللّٰهِ﴾ الآیة کا 6
- آیت ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ﴾ کی تفسیر 7
- آیت ﴿وَأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ کی تفسیر 9
- آیت ﴿قَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ﴾ کی تفسیر 14
- آیت ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ کی تفسیر 15
- آیت ﴿يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتَكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ﴾ کی تفسیر 16
- آیت ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ﴾ کی تفسیر 16
- آیت ﴿ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْهُمَا فِي الْغَارِ﴾ کی تفسیر 18
- آیت ﴿وَالْمَوْلَافَةَ قُلُوبُهُمْ﴾ کی تفسیر 24
- آیت ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ﴾ کی تفسیر 24
- آیت ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾ کی تفسیر 26
- آیت ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَيَّ أَحَدٍ مِّنْهُمْ﴾ کی تفسیر 32
- آیت ﴿سَيُخْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ﴾ کی تفسیر 37
- آیت ﴿يُخْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ﴾ کی تفسیر 37
- آیت ﴿مَا كُنَّا لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ کی تفسیر 38
- آیت ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ﴾ کی تفسیر 39
- آیت ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾ کی تفسیر 40
- آیت ﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ کی تفسیر 42
- آیت ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ کی تفسیر 43

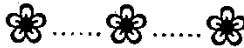
- 45 سورہ یونس کی تفسیر *
 48 آیت ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ﴾ کی تفسیر *
 50 سورہ ہود کی تفسیر *
 51 آیت ﴿إِلَّا أَنَّهُمْ يُشَكِّونَ صُدُورُهُمْ﴾ کی تفسیر *
 53 آیت ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾ کی تفسیر *
 57 آیت ﴿وَيَقُولُ الْأَشْقَابُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَيَّ رَبِّهِمْ﴾ کی تفسیر *
 58 آیت ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ﴾ کی تفسیر *
 60 آیت ﴿وَاقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ﴾ کی تفسیر *
 62 سورہ یوسف کی تفسیر *
 67 آیت ﴿وَيَسِّرْ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ﴾ کی تفسیر *
 67 آیت ﴿لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ﴾ کی تفسیر *
 69 آیت ﴿بَلْ سَوَّيْتُمْ لَكُمْ أَنْفُسَكُمْ﴾ کی تفسیر *
 70 آیت ﴿وَرَأَدْتَهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْنِهَا﴾ کی تفسیر *
 73 آیت ﴿فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ﴾ کی تفسیر *
 74 آیت ﴿حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْسَسَ الرُّسُلُ﴾ کی تفسیر *
 78 سورہ رعد کی تفسیر *
 83 آیت ﴿اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنثَىٰ﴾ کی تفسیر *
 84 سورہ ابراہیم کی تفسیر *
 84 باب ہے اس بیان میں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہادی کے معنی ہیں دایع یعنی بلانے والا *
 87 آیت ﴿كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ﴾ کی تفسیر *
 88 آیت ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ کی تفسیر *
 89 آیت ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ کی تفسیر *
 90 سورہ حجر کی تفسیر *
 92 آیت ﴿الَّذِينَ اسْتَرْقُوا السَّمْعَ﴾ کی تفسیر *
 95 آیت ﴿وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسِلِينَ﴾ کی تفسیر *

- 95 آیت ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ﴾ کی تفسیر ❀
- 98 آیت ﴿الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ﴾ کی تفسیر ❀
- 100 آیت ﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ کی تفسیر ❀
- 101 سورہ نحل کی تفسیر ❀
- 105 آیت ﴿وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْدَلِ الْعُمرِ﴾ کی تفسیر ❀
- 106 سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر ❀
- 111 آیت ﴿أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا﴾ کی تفسیر ❀
- 113 آیت ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ کی تفسیر ❀
- 117 آیت ﴿وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً﴾ کی تفسیر ❀
- 117 آیت ﴿ذُرِّيَّةً مِّنْ حَمَلْنَا﴾ کی تفسیر ❀
- 121 آیت ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا﴾ کی تفسیر ❀
- 121 آیت ﴿فَلِي أَدْعُوا الَّذِينَ رَزَعْتَهُمْ مِنْ دُونِهِ﴾ کی تفسیر ❀
- 122 آیت ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ﴾ کی تفسیر ❀
- 123 آیت ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ﴾ کی تفسیر ❀
- 124 آیت ﴿إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ کی تفسیر ❀
- 124 آیت ﴿عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ﴾ کی تفسیر ❀
- 126 آیت ﴿قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ کی تفسیر ❀
- 126 آیت ﴿وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ﴾ کی تفسیر ❀
- 132 آیت ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ﴾ کی تفسیر ❀
- 134 سورہ کہف کی تفسیر ❀
- 137 آیت ﴿هُوَ كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ حَدَلًا﴾ کی تفسیر ❀
- 139 آیت ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَتَاهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 143 آیت ﴿فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا﴾ کی تفسیر ❀
- 154 آیت ﴿فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِقَتَاهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 158 آیت ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ کی تفسیر ❀

- 159 آیت ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ﴾ کی تفسیر
- 160 سورہ مریم کی تفسیر
- 162 آیت ﴿وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾ کی تفسیر
- 162 آیت ﴿وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ﴾ کی تفسیر
- 163 آیت ﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا﴾ کی تفسیر
- 164 آیت ﴿أَطَّلَعَ الْغَيْبِ أَمْ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا﴾ کی تفسیر
- 165 آیت ﴿كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ﴾ کی تفسیر
- 166 آیت ﴿وَنُورُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا﴾ کی تفسیر
- 167 سورہ طہ کی تفسیر
- 171 آیت ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي﴾ کی تفسیر
- 171 آیت ﴿وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى﴾ کی تفسیر
- 172 آیت ﴿فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى﴾ کی تفسیر
- 173 سورہ انبیاء کی تفسیر
- 176 آیت ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾ کی تفسیر
- 176 سورہ حج کی تفسیر
- 180 آیت ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى﴾ کی تفسیر
- 181 آیت ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ﴾ کی تفسیر
- 182 آیت ﴿هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ﴾ کی تفسیر
- 184 سورہ مومنون کی تفسیر
- 185 سورہ نور کی تفسیر
- 187 آیت ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ کی تفسیر
- 189 آیت ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ کی تفسیر
- 190 آیت ﴿وَيَذَرُهَا الْعَذَابُ﴾ کی تفسیر
- 191 آیت ﴿وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا﴾ کی تفسیر
- 192 آیت ﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ﴾ کی تفسیر

- 211..... آیت ﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 212..... آیت ﴿إِذْ تَلَقَوْنَهُ بِالسِّنِّتِكُمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 212..... آیت ﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 214..... آیت ﴿يَعْظُمُكُمْ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ﴾ کی تفسیر ❀
- 214..... آیت ﴿وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ کی تفسیر ❀
- 215..... آیت ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ﴾ کی تفسیر ❀
- 220..... آیت ﴿وَلِيُضْرِبَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ کی تفسیر ❀
- 221..... سورہ فرقان کی تفسیر ❀
- 223..... آیت ﴿الَّذِينَ يُحْشِرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 224..... آیت ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ کی تفسیر ❀
- 226..... آیت ﴿يُضَاعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ کی تفسیر ❀
- 227..... آیت ﴿الَّذِينَ تَابُوا وَعَمِلَ غَمَلًا صَالِحًا﴾ کی تفسیر ❀
- 228..... آیت ﴿لَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا﴾ کی تفسیر ❀
- 228..... سورہ شعراء کی تفسیر ❀
- 230..... آیت ﴿وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ﴾ کی تفسیر ❀
- 232..... آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ کی تفسیر ❀
- 234..... سورہ نمل کی تفسیر ❀
- 236..... سورہ قصص کی تفسیر ❀
- 236..... آیت ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ کی تفسیر ❀
- 241..... آیت ﴿إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ﴾ کی تفسیر ❀
- 241..... سورہ عنکبوت کی تفسیر ❀
- 241..... سورہ روم کی تفسیر ❀
- 244..... آیت ﴿لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ﴾ کی تفسیر ❀
- 245..... سورہ لقمان کی تفسیر ❀
- 245..... آیت ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ کی تفسیر ❀

- 246..... آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ کی تفسیر ❀
- 248..... سورۃ الم تنزیل السجدہ کی تفسیر ❀
- 249..... آیت ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 250..... سورۃ احزاب کی تفسیر ❀
- 250..... آیت ﴿أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 251..... آیت ﴿فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 253..... آیت ﴿قُلْ لَا زَوْجَ لَكَ إِن كُنْتَن﴾ کی تفسیر ❀
- 255..... آیت ﴿وَإِن كُنْتَن تَرَدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 256..... آیت ﴿وَتُخْفَىٰ فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ﴾ کی تفسیر ❀
- 258..... آیت ﴿تُرْجَىٰ مِنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ﴾ کی تفسیر ❀
- 261..... آیت ﴿لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ کی تفسیر ❀
- 267..... آیت ﴿إِن تَبْذُوا شَيْئًا أَوْ تَخْفَوْهُ﴾ کی تفسیر ❀
- 268..... آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ﴾ کی تفسیر ❀
- 271..... آیت ﴿لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ﴾ کی تفسیر ❀
- 272..... سورۃ سبأ کی تفسیر ❀
- 274..... آیت ﴿حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ﴾ کی تفسیر ❀
- 275..... آیت ﴿إِنَّ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ﴾ کی تفسیر ❀



فَيْضُ الْبَيْ

عَلَامَهُ مُحَمَّدٌ أَبُو الْحَسَنِ سَيِّدُ الْكُوَيْ

الْأُرْدُو تَرْجُومَهُ

فَتْحُ الْبَيْ

ابن حجر العسقلاني

شرح صحيح البخاري

جلد ۲۰

تقدیر: حافظ محمد اسماعیل احمد آبادی
تصدیر: حافظ محمد اسماعیل الخلیف

بِخُسْنِ اهْتِمَامِ

عبد اللطيف زباني مدير

حافظ پلازہ مجہل منڈی
نیوآرڈو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

مکتبہ صحبۃ الحدیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَهَذِهِ تَرْجَمَةٌ لِلْجُزْءِ الْوَاحِدِ وَعِشْرِينَ مِنْ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ وَقَفْنَا لِلَّهِ لِإِنْتِهَائِهِ كَمَا وَقَفْنَا لِإِبْتِدَائِهِ.

سورہ ملائکہ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْمَلَائِكَةِ

قَالَ مُجَاهِدٌ الْقِطْمِيرُ لِفَافَةِ النَّوَاةِ.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ قطمیر کے معنی ہیں چھلکا کھٹلی
کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والذین تدعون من دونہ
ما یملکون من قطمیر﴾ یعنی جن کو تم پکارتے ہو اس
کے سوا مالک نہیں ایک چھلکے کے۔

﴿مُثَقَّلَةٌ﴾ مُثَقَّلَةٌ.

یعنی مثقلہ مخفف ساتھ معنی مثقلہ مشدود کے ہے یعنی
بھاری بوجھ والا اول اقبال سے ہے اور دوسرا سقیل
سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وان تدع مثقلہ الی حملہا
لا یحمل منه شیء﴾.

اور مجاہد کے غیر نے کہا کہ حرور دن میں ہے
ساتھ سورج کے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿الْحُرُورُ﴾ بِالنَّهَارِ مَعَ
الشَّمْسِ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُرُورُ بِاللَّيْلِ
وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حرور رات میں ہے
اور سموم دن میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والظل
والحرور﴾ یعنی نہیں برابر ہے سایہ اور نہ لو۔

فائدہ: مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ہے کہ حرور اس لو کو کہتے ہیں جو رات کو چلتی ہے اور سموم اس ہوا کو کہتے ہیں جو دن
کو چلتی ہے۔

یعنی غرابیب کے معنی ہیں نہایت سیاہ اور غریب نہایت
سیاہ گھائی۔

﴿وَعَرَابِيبُ﴾ أَشَدُّ سَوَادٍ الْغَرِيبُ
الشَّدِيدُ السَّوَادِ.

سورہ یس کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ يَسٍ

یعنی کہا مجاہد نے کہ عزنا کے معنی ہیں ہم نے زور دیا تیسرے سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «فَعَزَّزْنَا» شَدَّدْنَا .

یعنی مراد حسرت سے اس آیت میں یہ ہے کہ کافر لوگ قیامت کے دن اپنے حال پر افسوس کریں گے اس سبب سے کہ انہوں نے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔

«يَا حَسْرَةَ عَلَى الْعِبَادِ» كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ اسْتَهْزَأُوهُمْ بِالرُّسُلِ .

فائدہ: اور یا یہ افسوس ہے فرشتوں اور مسلمانوں سے کافروں کے حال پر کہ انہوں نے پیغمبروں کے ساتھ ٹھٹھا کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قول «لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ» لَا يَسْتَرُ ضَوْءُ أَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ .

یعنی سابق النہار کے معنی ہیں کہ نہ رات آگے بڑھے دن سے ایک دوسرے کو طلب کرنے میں کوشش سے۔ یعنی معنی نسلخ کے اللہ کے اس قول میں «نسلخ منه النهار» یہ ہیں کہ ہم نکالتے ہیں ایک کو دوسرے سے اور چلتا ہے ہر ایک ان دونوں میں سے۔

«سَابِقُ النَّهَارِ» يَتَطَابَّرَانِ حَيْثُيْنِ .

یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول من مثلہ سے چوپائے ہیں یعنی مثل چوپایوں کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا «من مثلہ ما یزکون» .

«نَسْلَخُ» نَخْرُجُ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَيَجْرِي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا .

«مِنْ مِثْلِهِ» مِنَ الْأَنْعَامِ .

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ساتھ مثل کے اس جگہ کشتیاں ہیں اور ترجیح دی گئی ہے اس قول کو واسطے دلیل اس آیت کے جو اس کے بعد ہے کہ «وَأَنْ نَشَأَنَّغْرُقَهُمْ» اس واسطے کہ غرق چوپایوں میں نہیں ہوتا۔

یعنی فکھون کے معنی ہیں خوش ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا «ان اصحاب الجنة اليوم في شغل فکھون» .

«فَكُهُونٌ» مَعْجُونٌ .

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ وہ بت ان کے واسطے ایک فوج ہے حاضر کی گئی یعنی وقت حساب

«جُنْدٌ مُحْضَرُونَ» عِنْدَ الْحِسَابِ .

کے کہا۔

فائدہ: ابن کثیر نے کہ مراد یہ ہے کہ بت اٹھے کیے جائیں گے دن قیامت کے حاضر کیے جائیں وقت حساب کرنے ان کے پوجنے والوں کے تاکہ ہو یہ ابلغ پنج ٹکلیں ہونے ان کے اور قوی تر بیج قائم کرنے حجت کے اوپر ان کے۔

وَيَذْكَرُ عَنْ عِكْرَمَةَ (الْمَشْحُونِ)
الْمَوْفُرِ

ذکر کیا جاتا ہے عکرمہ سے کہ مشحون کے معنی ہیں بھرے ہوئے بوجھ۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ طائر کھ کے معنی ہیں تمہاری مصیبتیں تمہارے ساتھ ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (طَائِرُكُمْ)
مَصَائِبِكُمْ

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں آیا ہے کہ طائر کم کے معنی ہیں عمل تمہارے۔

ینسلون کے معنی ہیں نکلیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ﴾ یعنی پس اچانک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل پڑیں گے۔ مرقدنا کے معنی ہیں ہمارے نکلنے کی جگہ سے، اللہ نے فرمایا ﴿مِنْ بَعْثَانَا مِنْ مَرْقَدَانَا﴾۔

(يَنْسِلُونَ) يَخْرُجُونَ

(مَرْقَدَانَا) مَخْرَجَانَا

احصیناہ کے معنی ہیں ہم نے اس کو نگاہ رکھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ﴾ یعنی ہر چیز ہم نے نگاہ میں رکھی ہے کتاب ظاہر میں۔

(أَحْصَيْنَاهُ) حَفِظْنَاهُ

یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی اپنی جگہ میں میں کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو ہلاک کر ڈالیں اپنے

مَكَانَتُهُمْ وَمَكَانَهُمْ وَاحِدٌ

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ﴿وَلَا يَنْشَأُ لِمَنْ سَخَاهُمْ﴾ میں کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو ہلاک کر ڈالیں اپنے گھروں میں۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھہرنے کی راہ پر یہ اندازہ ہے اللہ غالب دانا کا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالشَّمْسُ تَحْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

۳۴۲۸۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

۴۴۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ

حضرت ﷺ کے ساتھ مسجد میں تھا سورج ڈوبتے وقت سو

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر کیا تو جانتا ہے کہ سورج

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى

کہاں ڈوبتا ہے؟ یعنی غروب ہونے کے بعد کہاں جاتا ہے؟

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوبِ

میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول دانا تر ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک وہ جاتا ہے یہاں تک کہ سجدہ کرتا ہے عرش کے نیچے سو یہی مطلب ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک یہ اندازہ ٹھہرایا ہوا ہے عزت والے دانا کا۔

السَّمْسُ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَدْرِي أَيْنَ تَعْرُبُ السَّمْسُ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچتا ہے اپنے رب کے پاس، پھر اجازت مانگتا ہے کہ چڑھے پھر اس کو اجازت ملتی ہے اور قریب ہے کہ وہ اجازت مانگے گا اور اس کو اجازت نہیں ملے گی اور سفارش کروادے گا سو جب یہاں نوبت پہنچے گی تو اس کو کہا جائے گا کہ اپنے ڈوبنے کی جگہ سے چڑھ سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ جاتا ہے اور سجدہ کرنے کی اجازت مانگتا ہے پھر اس کو اجازت ملتی ہے اور گویا کہ اس کو کہا جاتا ہے کہ چڑھ جدھر سے تو آتا ہے سو پچھتم کی طرف سے نکلے گا، پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ یہ ہے اندازہ اس کا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ قرار گاہ اس کی یہ ہے کہ چڑھتا ہے سو آدمیوں کے گناہ اس کو پھیر دیتے ہیں پھر جب ڈوبتا ہے تو سجدہ کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے سو اس کو اجازت نہیں ملتی پھر ٹھہرا رہے گا جب تک کہ اللہ چاہے گا پھر اس کو کہا جائے گا کہ چڑھ جہاں تو غروب ہوا تھا۔ کہا اور اس دن قیامت تک کسی جی کو ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور بہر حال قول اس کا تحت العرش سو بعضوں نے کہا کہ یہ وقت مقابل ہونے اس کے ہے اور نہیں مخالف ہے یہ اللہ کے اس قول کے ﴿وَجَدَهَا تَعْرُبُ فِي عَيْنِ حَمِئَةَ﴾ یعنی پایا اس کو ذوالقرنین نے ڈوبتا ہوا دلدل کی نہر میں اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے نہایت پہنچنے نظر کی ہے طرف اس کی وقت غروب ہونے کے اور سجدہ کرنا اس کا عرش کے نیچے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بعد غروب ہونے کے ہے اور اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ مراد ساتھ قرار گاہ اس کے غایت اس چیز کی ہے کہ پہنچتا ہے اس کی طرف بلندی میں اور یہ دراز تر دن ہے سال میں اور بعضوں نے کہا کہ طرف انہما اپنے امر کے وقت منہی ہونے دنیا کے اور کہا خطاب نے کہ احتمال ہے کہ ہومر ادنا تھا استقرار اس کے نیچے عرش کے یہ کہ وہ قرار پکڑتا ہے نیچے اس کے ایسا استقرار کہ ہم اس کا احاطہ نہیں کر سکتے، میں کہتا ہوں اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ مراد ساتھ استقرار کے واقع ہونا اس کا ہے ہر دن رات میں وقت سجدہ کرنے اس کے کی اور مقابل استقرار کے وہ میر دائم ہے جو تعبیر کیا گیا ہے ساتھ جریان کے۔ (فتح)

حضرت ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی اور سورج چلتا ہے اپنی قرار گاہ تک حضرت ﷺ نے فرمایا اس کی قرار گاہ عرش کے نیچے ہے۔

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا﴾ قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ.

سُورَةُ الصَّافَّاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَيَقْدِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ﴾ مِنْ كُلِّ مَّكَانٍ ﴿وَيَقْدِفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾ يَرْمُونَ ﴿وَاصِبٌ﴾ ذَاتِمٌ لِازِبٍ لِازِمٍ.

سورة صافات کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر قول اس کے ﴿ویقدفون﴾ کہ پھینکتے ہیں ساتھ غیب کے مکان دور سے ہر مکان سے یعنی کہتے ہیں کہ وہ ساحر ہے، وہ کاہن ہے، وہ شاعر ہے یہ بن دیکھے تیر پھینکتے ہیں اور معنی ﴿یقدفون﴾ کے یرمون ہیں، یعنی پھینکتے جاتے ہیں ہر طرف سے واسطے ہانکنے کے اور واصب کے معنی ہیں دائم یعنی اس آیت میں ﴿ولہم عذاب واصب﴾ اور لازب کے معنی ہیں چپکتے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿من طین لازب﴾۔

یعنی مراد یمن سے اللہ کے اس قول میں حق ہے کافر لوگ اس کو شیطان کے واسطے کہیں گے یعنی کہیں گے تم ہی تھے کہ آتے تھے ہمارے پاس جہت حق سے اور اس کو ہم پر ملاتے تھے یعنی ہم کو حق میں شبہ ڈالتے تھے۔

غول کے معنی ہیں درد پیٹ۔

یعنی ینزفون کے معنی ہیں کہ ان کے عقل دور نہیں ہوں گے اللہ نے فرمایا ﴿ولا ہم عنها ینزفون﴾۔

اور قرین سے مراد شیطان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان کان لی قرین﴾۔

یعنی بھرعون کے معنی ہیں دوڑائے جاتے ہیں جلد چلنے والے کی صورت پر اللہ پاک نے فرمایا ﴿فہم علی

﴿تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ﴾ يَعْنِي الْحَقَّ الْكُفَّارُ قَوْلُهُ لِلشَّيْطَانِ.

﴿غَوْلٌ﴾ وَجَعُ بَطْنٍ.

﴿يُنْزِفُونَ﴾ لَا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ.

﴿قَرِينٌ﴾ شَيْطَانٌ.

﴿بُهْرَعُونَ﴾ كَهَيْئَةِ الْهَرَوَلَةِ.

آثارہم بہرعون۔

یعنی یزفون کے معنی ہیں جلد چلنا ساتھ قریب قریب رکھنے پاؤں کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَاقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزْفُونَ﴾۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ کفار قریش نے کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں سردار جنوں کی بیٹیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور البتہ جانا ہے جنوں نے کہ بیشک وہ حاضر کیے جائیں گے واسطے حساب کے۔

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ قول فرشتوں کا ہے۔

یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿صِرَاطِ الْجَحِيمِ﴾ سے راہ دوزخ کی ہے اور وسط دوزخ کا یا ان تینوں کے ایک معنی ہیں یعنی راہ دوزخ کی۔

لشوبا کے معنی ہیں کہ ان کا کھانا گرم پانی سے ملایا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثُمَّ ان لَّهُمْ عَلَيْهَا لَشُوبًا مِنْ حَمِيمٍ﴾ یعنی پھر ان کو اس کے اوپر ملوٹی جلتے پانی کی۔

مدحورا کے معنی ہیں بچھاڑا ہوا۔

فائدہ: بعض روایتوں میں یہ سب الفاظ نہیں اور بعض نے کہا کہ اس نے چاہا تھا کہ دحورا تفسیر کرے جو صفات میں ہے سو اس نے مدحورا کو تفسیر کیا۔

یعنی مراد ساتھ بیض کے موتی ہیں یعنی موتی ہیں چھپے دھرے، اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿كَانِهِنَّ بَيْضَ مَكُونٍ﴾۔ یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ نیکی سے یاد کیا جاتا ہے۔

یعنی ان دونوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی

ٹھٹھا کرتے ہیں۔

﴿يَزْفُونَ﴾ النَّسْلَانُ فِي الْمَشْيِ.

﴿وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسْبًا﴾ قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَقَدْ عَلِمْتِ الْجَنَّةَ إِنَّهُم لَمُحْضَرُونَ﴾ سَتَحْضَرُ لِلْحِسَابِ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَنَحْنُ الصَّافُونَ﴾ الْمَلَائِكَةُ.

﴿صِرَاطِ الْجَحِيمِ﴾ ﴿سَوَاءِ الْجَحِيمِ﴾ وَوَسَطِ الْجَحِيمِ.

﴿لَشُوبًا﴾ يُخَلِّطُ طَعَامَهُمْ وَيُسَاطُ بِالْحَمِيمِ.

﴿مَدْحُورًا﴾ مَطْرُودًا.

﴿بَيْضٌ مَكُونٌ﴾ اللَّوْلُؤُ الْمَكُونُونَ.

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾ يُذَكَّرُ بِخَيْرٍ.

رِيْقَالٌ ﴿يَسْتَسْخِرُونَ﴾ يَسْخَرُونَ.

﴿بَعْلًا﴾ رَبًّا.

یعنی بعلاً کے معنی ہیں رب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿اتدعون بعلاً﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ یونس علیہ السلام ہے پیغمبروں میں سے۔

۴۴۳۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی کو کہ یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر بنے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ يُونُسَ لِمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾.

۴۴۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى.

۴۴۳۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کہے کہ میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر متی کے بیٹے سے تو وہ جھوٹا ہے۔

۴۴۳۱۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرٍ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى فَقَدْ كَذَبَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

سورہ ص کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ ص

۴۴۳۲۔ حضرت عوام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے سورہ ص کے سجدہ کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یعنی یہ آیت پڑھی کہ یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل ان کی راہ یعنی جب داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا اور حضرت ﷺ کو حکم ہے ان کی پیروی کرنے کا تو اس سورہ میں سجدہ کرنا چاہیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔

۴۴۳۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْعَوَامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجْدَةِ فِي ص قَالَ سُنِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمْ أَقْتَدِهِ﴾ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْجُدُ فِيهَا.

۴۴۳۳۔ حضرت عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے سورہ ص کے سجدے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تو نے کہاں سے سجدہ کیا ہے، یعنی کس دلیل سے؟ تو اس نے کہا کہ کیا تو نہیں پڑھتا یہ آیت اور ہدایت دی ہم نے اس کی اولاد سے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کو یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ سو داؤد علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں کہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی پیروی کا حکم ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ کیا۔

۴۴۳۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ الطَّنَافِيسِيِّ عَنِ الْعَوَّامِ قَالَ سَأَلْتُ مُجَاهِدًا عَنْ سَجْدَةِ فِي ص فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ مِنْ أَيْنَ سَجَدْتَ فَقَالَ أَوْ مَا تَقْرَأُ «وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ» «أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُمُ اقْتَدِهْ» فَكَانَ دَاوُدُ مِمَّنْ أَمَرَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهَا فَسَجَدَهَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَجَدَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: سورہ ص کے سجدے کا بیان سجدہ تلاوت کی کتاب میں ہو چکا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اگلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور ہم نے اس کو دوسری جگہ میں بیان کیا ہے۔ (فتح)

﴿عُجَابٌ﴾ عَجِيبٌ.

یعنی عجاب کے معنی ہیں عجیب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان هذا الشيء عَجِيبٌ﴾.

الْقَطُّ الصَّحِيفَةُ هُوَ مَا هُنَا صَحِيفَةُ الْحِسَابِ.

یعنی قَطُّ کے معنی ہیں صحیفہ اور وہ اس جگہ صحیفہ حساب کا ہے یعنی نامہ حساب کا۔

فائدہ: قَطُّ کے اصل معنی ہیں نوشتہ اور وہ ماخوذ ہے قَطُّ الشیء سے جب کہ اس کو کاٹنے اور معنی یہ ہیں کہ ایک ٹکڑا اس چیز سے کہ وعدہ کیا ہے تم نے ہم سے اس کا اور نوشتہ پر بھی قَطُّ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ بھی ایک حصہ ہے کہ جدا کیا جاتا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فِي عِزَّةٍ﴾ مُعَاذِینَ.

اور کہا مجاہد نے کہ فی عِزَّةٍ کے معنی ہیں کہ وہ سرکشی کرنے والے ہیں۔

فائدہ: اور اس کے غیر نے کہا کہ تکبر میں ہیں حق سے یعنی نہیں کافر ہو کافر ہو ساتھ اس کے واسطے کسی خلل کے کہ اس میں پایا ہو بلکہ کفر کیا ساتھ اس کے واسطے تکبر کے اور حمیت جاہلیت کے، اللہ نے فرمایا ﴿بل الذین کفروا فی عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ﴾.

﴿الْمِلَّةِ الْأُخْرَى﴾ مِلَّةٌ قَرِيشٍ .

یعنی مراد مِلَّةِ آخِرۃ سے دین قریش کا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ﴾ .

اختلاق کے معنی ہیں جھوٹ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان هذا الا اختلاق﴾ .

الْإِخْتِلَاقُ الْكُذِبُ .

یعنی اسباب کے معنی ہیں آسمان کے راہ اس کے دروازوں میں، اللہ نے فرمایا ﴿فَلْيِرْتَقُوا فِي الْاَسْبَابِ﴾ یعنی پس چاہیے کہ چڑھ جائیں آسمان کی راہوں میں۔

الْاَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِيْ اَبْوَابِهَا .

یعنی مراد جند سے اس جگہ کفار قریش ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک لشکر ہے اس جگہ شکست دیا گیا۔

قَوْلُهُ ﴿جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ﴾ يَعْنِي قَرِيْشًا .

فائدہ: اور جند خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ہم اور مازائدہ ہے یا صفت ہے واسطے جند کے اور ہنا لک اشارہ ہے طرف مکان مراجعت کے اور مہزوم صفت ہے واسطے جند کے یعنی شکست دیئے جائیں گے اس مکان میں اور وہ خبر ہے غیب کی اس واسطے کہ شکست ہوئی ان کو اس کے بعد مکہ میں لیکن وارد ہوتا ہے اس پر جو طبرانی نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو وعدہ دیا اور حالانکہ آپ کے میں تھے کہ مشرکوں کی فوج کو شکست ہوگی سو مطابق اس کے واقع ہوا کہ جنگ بدر میں ان کو شکست ہوئی اس بنا پر پس ہنا لک طرف ہے واسطے مراجعت کے فقط اور شکست کا مکان مذکور نہیں ہوا۔ (فتح)

یعنی مراد اولئك الاحزاب سے امتیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

﴿اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ﴾ الْقُرُوْنُ الْمَاضِيَةِ .

اور فواق کے معنی ہیں رجوع، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مالها من فواق﴾ .

﴿فَوَاقٍ﴾ رُجُوْع .

فائدہ: اور سدی سے روایت ہے کہ نہیں واسطے ان کے افاقہ اور نہ پھرنا طرف دنیا کے۔

اور قطننا کے معنی ہیں ہمارا عذاب۔

﴿قَطْنَا﴾ عَذَابَنَا .

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَجَلْنَا قَطْنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ﴾ اور نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان ما تقدم کے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ مراد ساتھ قول ان کے قطننا یعنی حصہ ہمارا ہے عذاب سے اور اسی طرح روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ مشابہ ہے ان کے اس قول کو ﴿وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِن كَان هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ﴾ الآیۃ اور قول دوسروں کا ﴿فَاتَنَا بِمَا تَعَدْنَا اِن كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ مراد حصہ ہمارا ہے بہشت سے اور کہا طبری نے کہ سب اقوال ہیں قریب تر طرف صواب کے یہ قول ہے کہ سوال کیا انہوں نے کہ ان کو اپنا لکھا حصہ ملے نیکی یا بدی سو جو وعدہ دیا ہے اللہ نے اپنے بندوں کو آخرت میں یہ کہ جلدی دیا جائے گا ان کو یہ دنیا میں واسطے ٹھنھا کرنے کے ان سے اور عناد کے۔ (فتح)

﴿اتَّخَذْنَاَهُمْ سُخْرِيًّا﴾ اَحَطْنَا بِهِمْ۔
یعنی اتخذناہم کے معنی ہیں احاطہ کیا ہم نے ان کو ٹھٹھے سے۔

﴿اتْرَابٌ﴾ امثالٌ۔

اتراب کے معنی ہیں ہم مثل اور ہم عمر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وعندہم قاصرات الطرف اتراب﴾ یعنی ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نظر والیاں ہم عمر۔
یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اید سے قوت ہے عبادت میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿داؤد ذا الاید﴾۔
یعنی مراد ابصار سے نظر کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے کام میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اولی الایدی والابصار﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اہل قوت ہیں عبادت میں اور سوچ والے ہیں دین میں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْاَيْدُ الْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ.
الْاَبْصَارُ الْبَصَرُ فِي اَمْرِ اللّٰهِ.

یعنی حرف عن اس قول میں ساتھ معنی من کے ہے اور مراد ساتھ خیر کے گھوڑے ہیں۔
یعنی اللہ تعالیٰ کے قول طفق مسحا کے معنی ہیں کہ لگے ہاتھ پہنچانے گھوڑوں کی گردن کے بالوں کو اور ان کی کوچوں کو یعنی گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا۔

﴿حُبِّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي﴾ مِنْ ذِكْرِ طَفِقَ مَسْحًا يَمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَوَاقِبِهَا.

یعنی اصفاد کے معنی ہیں زنجیر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وآخرین مقررین فی الاصفاد﴾۔

﴿الْاَصْفَادِ﴾ الْوَتَاقِ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہا سلیمان علیہ السلام نے کہ اے رب میرے! دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ویسی کسی کو نہ ملے بیشک تو ہے سب بخشنے والا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هَبْ لِي مَلَكًا لَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾.

فائدہ: اس کی شرح سلیمان علیہ السلام کے ترجمہ میں احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

۴۴۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنوں میں سے ایک سرکش آج رات کو میرے آگے کود پڑایا کوئی اور کلمہ اس کی مانند فرمایا تا کہ میری نماز کو توڑ دے سو اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا سو میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون میں باندھ دوں تا کہ تم سب لوگ اس کو صبح کے وقت دیکھ لو پھر مجھ کو یاد آئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا وہ یہ دعا تھی کہ اے رب میرے! بخش مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ویسی کسی کو نہ ملے کہا روح نے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دھکیل دیا ذلیل کر کے۔

۴۴۳۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ عَفْرِيئًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتْ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا لَيَقْطَعُ عَلَيَّ الصَّلَاةَ فَأَمَكْنِي اللَّهُ مِنْهُ وَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَضْحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كَلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَحْيَى سَلِيمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مَلَكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ قَالَ رَوْحٌ فَرَدَّهَ خَاسِنًا.

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر مجھ کو یاد آئی اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا تو اس کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور روایت کی ہے طبری نے قتادہ سے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ نہ چھین مجھ سے بادشاہی جیسے تو نے مجھ سے پہلی بار چھینی اور ظاہر حدیث کا اس تاویل کو رد کرتا ہے اور شاید قتادہ کی اس تاویل کا سبب یہ ہے جو بعض محدثوں نے سلیمان علیہ السلام پر طعن کیا ہے اور نسبت کیا ہے اس کو اس میں طرف حرص کے اوپر مستقبل اور اکیلے ہونے کے ساتھ نعمت دنیا کے اور پوشیدہ رہا اس پر یہ کہ یہ حرص ان کی اللہ کی اجازت سے تھی اور بیشک تھا یہ معجزہ واسطے ان کے جیسا کہ خاص کیا گیا ہے ہر پیغمبر ساتھ ایک معجزے کے سوائے غیر اپنے کے۔ (تح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں میں تکلف کرنے والوں سے یعنی بغیر تحقیق کے وحی کا دعویٰ کروں۔

۴۴۳۵۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئے اس نے کہا کہ اے لوگو! جو کچھ چیز جانے سو چاہیے کہ اس کو کہے اور جو نہ جانے سو چاہیے کہ کہے اللہ تعالیٰ زیادہ تر جاننے والا ہے اس واسطے کہ علم سے ہے یہ کہ کہے جو نہ جانے کہ اللہ تعالیٰ دانا تر ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ میں تم سے اس پر کچھ

۴۴۳۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّخْرِیِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللَّهُ

مزدوری نہیں مانگتا اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے اور میں تم سے بیان کرتا ہوں حال دخان کا، اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے کفار قریش کو اسلام کی دعوت دی سو انہوں نے اسلام کے قبول کرنے میں آپ پر دیر کی حضرت ﷺ نے ان پر بد دعا کی سو فرمایا کہ الہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سوان پر قحط پڑا کہ اس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار اور چیزوں کو کھایا یہاں تک کہ مرد اپنے اور آسمان کے درمیان بھوک کے سبب سے دھواں دیکھنے لگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح جو گھیرے لوگوں کو یہ ہے دکھ کی مار، کہا عبد اللہ ﷺ نے سو انہوں نے دعا کی کہ اے ہمارے رب! کھول دے ہم سے عذاب ہم ایمان لاتے ہیں کہاں ہے ان کو نصیحت لینی اور آچکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا پھر پیٹھ پھیری انہوں نے اس سے اور کہنے لگے سکھایا ہوا ہے باؤلا، ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب قیامت کے دن پھر اپنے کفر کی طرف پھرے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو جنگ بدر کے دن پکڑا، اللہ نے فرمایا جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

فائدہ: اس کی شرح کچھ پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی۔ (فتح)

سورہ زمر کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد نے کہ اللہ کے قول یعنی بوجہہ کے معنی ہیں آگ میں اپنے منہ پر کھینچا جائے گا اور وہ مانند قول اس کے کی ہے کیا جو آگ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا

أَعْلَمُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ وَسَأَخَذْتُكُمْ مِنَ الدِّخَانِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا قَرِيشًا إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَبْطَأُوا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعْنِي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبِعِ يَوْسُفَ فَأَخَذْتُهُمْ سَنَةً فَحَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْمَيْتَةَ وَالْجُلُودَ حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ يَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ دُخَانًا مِنَ الْجُوعِ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ قَالَ فَدَعَوْا ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾ أَنَّى لَهُمُ الذِّكْرَى وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ. ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلِّمٌ مَجْنُونٌ. إِنَّا نَكَاشِفُو الْعَذَابَ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿أَفَيْكُشِفُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ فَكُشِفَ ثُمَّ عَادُوا فِي كُفْرِهِمْ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ﴾.

سورہ الزمر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ﴾ يُجْرُ عَلَى وَجْهِهِ فِي النَّارِ وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ

جو امن کے ساتھ آئے گا۔

يَأْتِي أَمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ہم مثل ہونے کے یہ ہے کہ دونوں میں حذف ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے بشر سے کہ یہ آیت ابو جہل اور عمار کے حق میں اتری مراد ﴿افمن يلقى في النار﴾ سے ابو جہل ہے اور ﴿امن ياتى امنا﴾ سے عمار ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کو دوزخ کی طرف لایا جائے گا اس حال میں کہ اس کے دونوں ہاتھ مونڈھوں پر جکڑے ہوں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا سو پہلے پہل آگ اس کے منہ کو لگے گی اور ذکر کیا ہے عربی والوں نے کہ من افمن میں موصولہ ہے بیچ محل رفع کے مبتدا ہونے کی بنا پر اور اس کی خبر محذوف ہے تقدیر اس کی یہ ہے اهو كمن امن العذاب۔ (فتح)

﴿غَيْرِ ذِي عِوَجٍ﴾ لَبَسَ .
یعنی عوج کے معنی لیس کے ہیں۔

فائدہ: اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ جس میں لیس ہو وہ مستزم ہے کجی کے معنی میں، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد ساتھ غیر ذی عوج کے یہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں۔

﴿وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ﴾ مَثَلٌ لِأَلِيهِمْ
الْبَاطِلِ وَالْإِلَهِ الْحَقِّ .
یعنی اللہ تعالیٰ کا قول ﴿ورجلا سلما لرجل﴾ مثال ہے ان کے جھوٹے خداؤں کی اور سچے خدا کی یعنی جس غلام کے چند مالک ہوں وہ ضائع ہو جاتا ہے کوئی اس کی پوری خبر نہیں لیتا اسی طرح جو بہت معبودوں کو پوجتا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے اور جو خالص ایک کا ہو وہ اس کے سب کاموں کی خبر لیتا ہے۔

﴿وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ﴾
بِالْأَوْثَانِ .
یعنی ڈراتے ہیں تجھ کو کافر ساتھ ان لوگوں کے جو اللہ کے سوا ہیں یعنی بتوں کے مراد الذین من دونہ سے اللہ کے اس قول میں بت ہیں۔

﴿خَوْلَانَا﴾ أَعْطَيْنَا .
یعنی خولنا کے معنی ہیں اعطینا ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثم اذا خولناه نعمة منا﴾ یعنی پھر جب ہم اس کو نعمت دیتے ہیں۔

﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ﴾ الْقُرْآنُ
﴿وَصَدَّقَ بِهِ﴾ الْمُؤْمِنُ يَجِيءُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي

یعنی مراد ساتھ صدق کے اللہ کے اس قول میں قرآن ہے اور مراد صدق بہ سے ایماندار ہے کہ قیامت کے دن آئے گا کہے گا یہ ہے جو کچھ تو نے مجھ کو دیا عمل کیا میں

عَمِلْتُ بِمَا فِيهِ.

نے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے۔

فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اللہ کے اس قول کے وہ شخص ہے جو قیامت کے دن قرآن کے ساتھ آئے گا سو کہے گا کہ یہ ہے جو تو نے ہم کو دیا عمل کیا ہم نے اس چیز کے ساتھ کہ اس میں ہے اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ﴾ کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مراد ساتھ ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِهِ﴾ کے ایماندار ہیں، روایت کیا ہے اس کو عبد الرزاق نے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ صدق کے لا الہ الا اللہ ہے اور صدق بہ کے معنی ہیں کہ رسول کو سچا جانا اور سدی سے روایت ہے کہ مراد ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ﴾ سے جبریل علیہ السلام ہے اور مراد صدق سے قرآن ہے اور مراد ساتھ ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِهِ﴾ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصَّدَقِ﴾ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مراد ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِهِ﴾ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

یعنی شکس وہ مرد ہے جو انصاف کے ساتھ راضی نہ ہو اللہ نے فرمایا ﴿ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ﴾ یعنی بیان کی اللہ نے ایک مثال ایک مرد ہے اس میں کئی شریک ہیں جو انصاف کے ساتھ راضی نہیں ہوتے مراد یہ ہے کہ شکس جو صفت مشبہ ہے وہ بھی اسی باب سے ہے اور قرآن میں باب تفاعل سے آیا ہے جو ساتھ معنی مشترک ہونے کے ہے قوم میں اور بعض نے سلما کو سالما پڑھا ہے دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی پورا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مُتَشَاكِسُونَ﴾ الرَّجُلُ الشَّكْسُ الْعَسِرُ لَا يُرْضَى بِالْإِنْصَافِ وَرَجُلًا سَلْمًا وَيُقَالُ ﴿سَالِمًا﴾ صَالِحًا.

اور اشمازت کے معنی ہیں نفرت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَإِذَا ذَكَرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ یعنی جب اکیلے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے تو نفرت کرتے ہیں دل بے ایمانوں کے۔

﴿اشْمَأَزَّتْ﴾ نَفَرَتْ.

بمفازتہم ماخوذ ہے فوز سے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ﴾ یعنی بنجائتہم یعنی بچائے گا اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں کو ساتھ

﴿بِمَفَازَتِهِمْ﴾ مِنَ الْفَوْزِ.

ان کی نجات کے۔

اور حافین کے معنی ہیں کہ عرش کے گردا گرد ہو رہے ہیں اور حفافیہ کے معنی ہیں اس کی طرفوں میں۔

یعنی متشابہا ، اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اللہ نزل احسن الحدیث کتاب متشابہا﴾ میں ماخوذ ہے اشتباہ سے یعنی اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کتاب میں شبہ ہے بلکہ اس کے معنی ہیں کہ مشابہ ہے اس کا بعض بعض کو تصدیق میں یعنی بعض قرآن بعض کی تصدیق کرتا ہے۔

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشتا ہے سب گناہ تحقیق وہی ہے گناہ بخشنے والا مہربان۔

۴۴۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چند مشرکوں نے لوگوں کو قتل کیا تھا اور بہت قتل کیا تھا اور زنا کیا تھا اور بہت زنا کیا تھا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ جو آپ کہتے ہیں اور جس کی طرف بلا تے ہیں البتہ خوب ہے اگر آپ ہم کو خبر دیں کہ جو ہم نے گناہ کیا اس کا کفارہ ہے یعنی وہ ہمارے سر سے اتر جائیں گے سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ نہیں پکارتے اللہ کے سوا اور اللہ کو اور نہیں قتل کرتے جان کو جو حرام کی ہے اللہ نے مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے اور یہ آیت بھی اتری کہ اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتی کی اپنی جانوں پر نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے۔

﴿حَافِينَ﴾ أَطَافُوا بِهِ مُطِيفِينَ بِحِفافِهِ

بِحَوَائِهِ.

﴿مَتَشَابِهًا﴾ لَيْسَ مِنَ الْإِشْتِبَاهِ وَلَكِنْ يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيقِ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾.

۴۴۳۶۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ يُعَلَىٰ إِنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوا قَدِ قَتَلُوا وَأَكْثَرُوا وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوا فَأَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا إِنَّ الَّذِي تَقُولُ وَتَدْعُو إِلَيْهِ لِحَسَنٍ لَوْ تَخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمَلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ﴾ وَنَزَلَتْ ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ﴾.

فائدہ: طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وحشی نے یہ حضرت ﷺ سے پوچھا تھا جو حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل تھا اور یہ کہ جب اس نے یہ سوال کیا تو یہ آیت اتری ﴿الامن تاب وامن وعمل عملا صالحا﴾ تو اس نے کہا کہ یہ شرط سخت ہے پھر یہ آیت اتری ﴿قل یا عبادى الذین اسرفوا﴾ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے کیا جو وحشی نے کیا یعنی ناحق خون کیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ سب مسلمانوں کے واسطے عام ہے اور طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ ہو واسطے میرے بدلے اس آیت کے ساری دنیا اور جو دنیا میں ہے وہ آیت یہ ہے ﴿قل یا عبادى الذین اسرفوا علی انفسهم﴾ تو ایک مرد نے کہا کہ جو شرک کرتے تو حضرت ﷺ ایک گھڑی خاموش رہے پھر فرمایا اور جو شرک کرے وہ بھی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ عموم اس آیت کے اوپر معاف ہونے تمام گناہوں کے کبیرہ ہوں یا صغیرہ اور برابر ہے کہ بندوں کے حق کے ساتھ متعلق ہوں یا نہ ہوں اور مشہور اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ سب گناہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور یہ کہ اللہ بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اگرچہ توبہ کے بغیر مرے لیکن بندوں کے حق جب کہ توبہ کرے آدمی کہ پھر کسی کا حق نہ کھائے گا تو نفع دیتی ہے اس کو توبہ پھر کرنے سے اور بہر حال خاص وہ چیز جو واقع ہوئی ہے تو ضروری ہے کہ وہ مالک کو پھیر دے یا اس سے معاف کر دے، ہاں اللہ کے فراخ رحمت میں وہ چیز ہے جو ممکن ہے یہ کہ حق دار اپنے حق سے منہ پھیرے اور گنہگار کو اس کے بدلے عذاب نہ کیا جائے اور ارشاد کرتا ہے اس کے عموم کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿ان الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذلك لمن یشاء﴾ واللہ اعلم۔ (فتح)

باب قَوْلِهِ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو حق پہچاننے اس کے کا۔

۴۴۲۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کا ایک عالم حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر کرے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی کو ایک انگلی پر اور مٹی کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر پھر کہے گا کہ میں ہوں بادشاہ، سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے واسطے سچا جاننے قول اس عالم کے پھر حضرت ﷺ نے

۴۴۲۷۔ حَدَّثَنَا اَدَمٌ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ خَبْرٌ مِنَ الْأَخْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالشَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى

یہ آیت پڑھی اور نہیں پہچانا انہوں نے اللہ کو حق پہچاننے اس کے کا۔

إِصْبَحَ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾.

فائدہ: کہا خطاب نے کہ ہنسنا حضرت ﷺ کا واسطے تعجب اور انکار کے تھا یہودی کے قول سے اور کہا نووی نے کہ ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ اس کی تصدیق کے واسطے بنے ساتھ دلیل اس آیت کے جو دلالت کرتی ہے اوپر صدق قول عالم کے اور اولی ان چیزوں میں باز رہنا ہے تاویل سے باوجود اعتقاد پاک جاننے اللہ کے اس واسطے کہ جو چیز کہ مستلزم ہو ظاہر اس کا نقص کو وہ مراد نہیں۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کے بیان میں اور زمین ساری اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان لپیٹے جائیں گے اس کے دائیں ہاتھ میں وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بناتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾.

فائدہ: جب واقع ہو اذکر زمین کا مفرد تو خوب ہوئی تاکید اس کی ساتھ قول اس کے جمیعاً واسطے اشارہ دینے کے اس کی طرف کہ مراد سب زمینیں ہیں۔

۴۴۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ مٹھی میں لے گا اللہ زمین کو اور لپیٹے گا آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟

۴۴۳۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَسْفِيرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پھونکا جائے گا صور پھر بہوش ہو جائے گا جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں پھر پھونکا جائے گا دوسری بار سو اچانک وہ کھڑے ہوں گے۔

فائدہ: اختلاف ہے سچ تعین اس شخص کے جس کو اللہ نے متثنیٰ کیا ہے اور اشارہ کیا ہے میں نے اس کی طرف موسیٰ علیہ السلام کے ترجمہ میں۔

۴۴۳۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بیشک میں پہلے سر اٹھاؤں گا دوسری بار صور پھونکنے کے بعد پھر یکا یک دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کو لپٹے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ اسی طرح تھے یعنی بدستور ہوش میں رہے یا صور پھونکنے کے بعد ہوش میں آئے یعنی مجھ سے پہلے۔

۴۴۳۹۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ بَعْدَ النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى مُتَعَلِّقٍ بِالْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَذَلِكَ كَانَ أَمْ بَعْدَ النَّفْخَةِ.

فائدہ: اور متثنیٰ بعض کہتے ہیں کہ جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں کہ بیشک وہ اس کے بعد مرے گئے اور بعض کہتے ہیں کہ حاملان عرش ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ رضوان اور خوریں اور زبانہ کذافی القسطلانی اور عینی نے کہا کہ یہ شہید لوگ ہیں اور کعب احبار سے روایت ہے کہ بارہ شخص ہیں آٹھ حاملان عرش ہیں اور چار فرشتے جبرائیل اور اسرافیل علیہم السلام، میکائیل اور ملک الموت علیہم السلام۔ (تیسیر) اور یہ جو کہا کہ یا صور پھونکنے کے بعد ہوش میں آئے تو داؤدی سے منقول ہے کہ یہ لفظ وہم ہے اور اس کی سند یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مردہ ہیں قبر میں مدفون ہیں اور صور پھونکنے کے بعد زندہ ہوں گے سو کس طرح ہوں گے متثنیٰ اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیان وچررد کا اوپر اس کے کہ جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور واسطے اللہ کے ہے حمد۔ (فتح)

۴۴۴۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں لوگوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! دونوں میں چالیس دن کا فرق ہوگا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں مانتا، سائل نے کہا کہ چالیس برس کا فرق ہوگا؟ کہا میں نہیں مانتا، پھر سائل نے کہا چالیس

۴۴۴۰۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا

قَالَ أَيْبُتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَيْبُتُ قَالَ
أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَيْبُتُ وَيَلْبَسُ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ
الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ ذَنْبِهِ فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ.

مہینے کا فرق ہوگا؟ کہا میں نہیں مانتا اور آدمی کا تمام بدن گل
جاتا ہے سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اسی میں آدمی کا بدن
جوڑا جائے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نہیں مانتا یعنی میں اس کو متعین نہیں کر سکتا اس واسطے کہ نہیں نزدیک میرے اس میں توقیف اور
بعض شارحین نے گمان کیا ہے کہ مسلم میں چالیس برس کا ذکر آچکا ہے اور نہیں ہے وجود واسطے اس کے ہاں، ابن
مردویہ نے چالیس برس کو روایت کیا ہے اور وہ شاذ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد چالیس برس ہیں
اور وہ ضعیف ہے اور یہ جو کہا کہ آدمی کا تمام بدن گل جاتا ہے تو ایک روایت میں ہے کہ آدمی کے بدن میں ایک
ہڈی ہے کہ اس کو مٹی کبھی نہیں کھاتی قیامت کے دن اسی میں اس کا بدن جوڑا جائے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ کون
سی ہڈی ہے؟ فرمایا عجب الذنب، اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ لوگوں نے کہا عجب الذنب کیا ہے؟ فرمایا کہ
رائی کے دانے کے برابر اور عجب ساتھ زبرعین کے ایک ہڈی ہے لطیف پیٹھ کی جڑ میں اور وہ راس ہے عصص کا اور
وہ مکان راس ذنب کا ہے چوپایوں سے، کہا ابن عقیل نے کہ واسطے اللہ کے بیچ اس کے راز ہے کہ اللہ کے سوا اس کو
کوئی نہیں جانتا اس واسطے کہ جو ظاہر کرتا ہے وجود کو عدم سے نہیں محتاج ہوتا ہے طرف کسی چیز کے کہ بنیاد رکھے اوپر
اس کے اور احتمال ہے کہ ٹھہرائی گئی ہو یہ نشانی واسطے فرشتوں کے اوپر زندہ کرنے ہر آدمی کے اپنے جوہر سے اور نہیں
حاصل ہوتا علم واسطے فرشتوں کے ساتھ اس کے مگر ساتھ باقی رکھنے ہڈی ہر شخص کے تاکہ معلوم ہو کہ سوائے اس کے
کچھ نہیں کہ ارادہ کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے دو ہرانا رحوں کا ان ذاتوں کی طرف جن کی وہ جز ہے اور اگر کوئی چیز
اس کی باقی نہ رہتی تو البتہ جائز رکھتے فرشتے کو دو ہرانا طرف امثال بدنوں کے ہے نہ طرف نفس بدنوں کے اور یہ جو
کہا کہ آدمی کے بدن کی تمام چیز گل جاتی ہے تو مراد یہ ہے کہ فنا ہو جاتی ہے یعنی اس کی جز سارے بالکل معدوم ہو
جاتے ہیں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ ہر چیز اس کی تحلیل ہو کر اس کی صورت معصودہ دور ہو جاتی ہے پس ہو جاتا ہے
مٹی کے جسم کی صورت پر پھر جب مرگیا ہوگا تو اپنی اگلی صورت پر دوہرایا جائے گا اور کہا علماء نے کہ یہ حدیث عام
ہے خاص کیے گئے ہیں اس سے پیغمبر اس واسطے کہ مٹی ان کے بدنوں کو نہیں کھاتی اور ابن عبدالبر نے کہا کہ شہید لوگ
بھی ان کے ساتھ ملحق ہیں اور کہا قرطبی نے کہ جو ثواب کے واسطے اذان دے وہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہے یعنی ان
کے بدنوں کو بھی مٹی نہیں کھاتی، کہا عیاض نے پس تاویل حدیث کی یہ ہے کہ ہر آدمی اس قسم سے ہے کہ اس کو مٹی
کھاتی ہے اگرچہ مٹی بہت بدنوں کو نہیں کھاتی مانند پیغمبروں کے اور یہ جو کہا کہ مگر ریڑھ کی ہڈی نہیں گلتی تو لیا ہے اس
کے ظاہر کو جمہور نے سو کہا کہ ریڑھ کی ہڈی نہیں گلتی اور خلاف کیا ہے مزنی نے سو کہا اس نے کہ وہ بھی سارے بدن
کے ساتھ گل جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے بنایا گیا ہے سو یہ چاہتا ہے اس کو کہ وہ ہڈی آدمی کے

سارے بدن سے پہلے پیدا ہوتی ہے اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کی کہ پہلے پہل آدم علیہ السلام کا سر پیدا ہوا اس واسطے کہ تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کے حق میں ہے اور یہ اس کی اولاد کے حق میں ہے یا مراد سہمی قول سلمان رضی اللہ عنہ کے پھونکنا روح کا ہے بدن میں نہ پیدا کرنا بدن کا۔

سورہ مومن کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ

قَالَ الْمُجَاهِدُ وَيُقَالُ حَمًا مَجَازًا هَا
مَجَازٌ أَوْ آئِلِ السُّورِ.

اور کہا امام مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ حم تاویل اور حکم اس کا حکم اول سورتوں کا ہے یعنی حروف مقطعه کہ سورتوں کے اول میں ہیں سب کا ایک حکم ہے سو جو تاویل، مثلاً: الم کی ہے وہی حم کی ہے اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے بیچ ان حروف مقطعه کے جو سورتوں کے اول میں ہیں زیادہ تیس قول سے نہیں ہے جگہ بسط کرنے اس کے کی۔

یعنی اور کہا جاتا ہے کہ بلکہ وہ نام ہے قرآن کا واسطے دلیل قول شریح کے کہ یاد دلاتا ہے مجھ کو حم اس حال میں کہ نیزہ نیزوں کے ساتھ ملنے والا ہے سو کیوں نہیں پڑھا اس نے حم کو لڑائی میں آگے بڑھنے سے پہلے۔

وَيُقَالُ بَلُّ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شَرِيحِ بْنِ أَبِي
أَوْفَى الْعَبْسِيِّ يُذَكِّرُنِي حَمًا وَالرُّمُحُ
شَاجِرٌ فَهَلَا تَلَا حَمًا قَبْلَ التَّقْدِمِ.

فائدہ: اور اس کا قصہ یوں ہے کہ جنگ جمل کے دن محمد بن طلحہ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیاہ عمامہ والے کو مت قتل کرو اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکالا ہے اس کو بھلائی اس کی نے ساتھ باپ اپنے کے یعنی چونکہ اس کا باپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں ہے تو اپنے باپ کی خاطر یہ بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں آیا ہے ورنہ نہ آتا سو شریح اس کو ملا اور اس کی طرف نیزہ نہ جھکایا تو اس نے حم پڑھی اور قسطلانی نے نقل کیا ہے کہ مراد محمد بن طلحہ کی ساتھ قول اس کے حم حم عشق ہے کہ اس میں واقع ہوا ہے ﴿قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَانِي﴾ اور حاصل یہ ہے کہ ذکر کرنا محمد بن طلحہ کا حم کو واسطے روکنے کے تھا قتل سے یا مراد یہ ہے کہ مسلمان کو لائق نہیں کہ کسی مسلمان کو ناحق مارے اور ذکر کیا ہے حسن بن مظفر نے کہ جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی نشانی حم تھی اور شریح علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو جب شریح نے محمد بن طلحہ کو نیزہ مارا تو اس نے کہا حم یعنی گویا اشارہ کیا کہ وہ بھی علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں سے ہے تو اس وقت شریح نے یہ شعر پڑھا اور بعض کہتے ہیں کہ بلکہ جب شریح نے محمد کو نیزہ مارا تو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله﴾ پس یہ معنی ہیں قول اس کے کہ یاد دلاتا ہے مجھ کو حم یعنی ساتھ تلاوت آیت مذکورہ کے اس واسطے کہ وہ حم سے ہے اور کہا طبری نے کہ صواب قرأت سے نزدیک ہمارے بیچ تمام

حروف کے جو سورتوں کے اول میں ہیں سکون ہے یعنی جزم کے ساتھ پڑھنا چاہیے اس واسطے کہ وہ حروف ہجا کے

ہیں نہ اسم مسیات کے۔ (نَحْ وَغَيْرُهُ)

﴿الطُّولُ﴾ التَّفْضُلُ.
یعنی طول کے معنی تفضل کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿ذِي الطُّولِ﴾.

فائدہ: اور کہا بعضوں نے کہ صاحب فراخی اور مال داری کا اور کہا بعض نے کہ صاحب نعمتوں کا۔

﴿ذَاخِرِينَ﴾ خَاصِعِينَ.
اور داخِرین کے معنی ہیں ذلیل ہو کر، اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ﴿سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾.

اور کہا مجاہد نے کہ مراد نجات سے ایمان ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَيَا قَوْمِ ادْعُوا إِلَى النِّجَاةِ﴾.

یعنی مراد اللہ کے اس قول میں بت ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ﴾

یعنی نہیں ہے واسطے اس کے قبول کرنا دعا کا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

﴿يُسْجَرُونَ﴾ تُوَقَّدُ بِهِمُ النَّارُ.
یعنی یسجرون کے معنی ہیں کہ ان کے ساتھ آگ جلائی جائے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثُمَّ فِي النَّارِ يَسْجَرُونَ﴾.

تمر حون کے معنی ہیں اتراتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ﴾.

یعنی اور علاء بن زیاد یوں کہ آگ یاد دلاتے تھے یعنی وعظ میں ان کو آگ سے ڈراتے تھے سوا یک مرد نے کہا کہ تو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کیوں کرتا ہے اس نے کہا کیا میں قادر ہوں اس پر کہ لوگوں کو ناامید کروں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر زیادتی کی نہ آس توڑو اللہ کی رحمت سے اور فرماتا ہے کہ زیادتی کرنے والے وہی ہیں دوزخی لیکن تم چاہتے ہو کہ بشارت دیئے جاؤ ساتھ بہشت کے اپنے

وَكَانَ الْعَلَاءُ بْنُ زَيْدٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ لِمَ تَقْنِطُ النَّاسَ قَالَ وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أَقْنِطَ النَّاسَ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ﴾ وَيَقُولُ ﴿وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ﴾ وَلَكِنَّكُمْ تَتَحَبَّبُونَ أَنْ تَبْشَرُوا بِالْجَنَّةِ عَلَىٰ مَسَاوِي أَعْمَالِكُمْ وَإِنَّمَا بَعَثَ اللَّهُ

مَحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْرًا بِالْحِنَةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ.

برے عملوں پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجا ہے اللہ نے محمد ﷺ کو بشارت دینے والا ساتھ بہشت کے اس کو جو ان کا حکم مانے اور ڈرانے والے ساتھ آگ کے اس کو جو ان کا حکم نہ مانے۔

فائدہ: مراد ساتھ ذکر کرنے پہلی آیت کے اشارہ ہے دوسری آیت کی طرف سو پہلی آیت میں لوگوں کو ناامید ہونے سے منع کیا ہے اور دوسری آیت میں ان سے استدعا ہے کہ زیادتی کرنے سے رجوع کریں اور مرنے سے پہلے توبہ کی طرف جلدی کریں۔ (فتح) خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسرفوں کو دوزخی ٹھہرایا تو ان کو دوزخ سے ڈرانا چاہیے اور امیدوار ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اسراف سے رجوع کریں اور توبہ کی طرف جلدی کریں۔

۴۴۴۱- حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبر دے مجھ کو ساتھ سخت تر اس چیز کے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ کی اس نے کہا جس حالت میں کہ حضرت ﷺ خانے کعبے کے صحن میں نماز پڑھتے تھے کہ اچانک عقبہ سامنے سے آیا سو اس نے حضرت ﷺ کا مونڈھا پکڑا اور اپنا کپڑا حضرت ﷺ کی گردن میں ڈال کر مروڑا اور آپ کا گلا سخت گھونٹا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے اور اس کے مونڈھے کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ سے ہٹایا اور کہا کیا تم مار ڈالتے ہو ایک مرد کو اس سبب سے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور البتہ لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے۔

۴۴۴۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَى تَوْبَةً فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ حَنْقًا شَدِيدًا فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ «اتَّقِلُونِ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ».

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

سورہ حم السجده کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا طاؤس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ معنی اتینا کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہیں دونوں نے کہا کہ ہم آئے خوشی سے یعنی دیا ہم نے خوشی سے۔

سُورَةُ حَمَّ السَّجْدَةِ

وَقَالَ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ «اتینا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا» أَعْطِينَا طَائِعِينَ» أَعْطِينَا.

فائدہ: کہا عیاض نے نہیں اتی اس جگہ ساتھ معنی اعطی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ماخوذ ہے اتیان سے اور وہ آتا ہے ساتھ معنی اثر قبول کرنے کے واسطے وجود کے ساتھ دلیل اسی آیت کے اور ساتھ اس کے تفسیر کیا ہے اس کو مفسرین نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آدم دونوں ساتھ اس چیز کے کہ پیدا کی ہے بیچ تمہارے اور ظاہر کرو اس کو تو انہوں نے کہا کہ ہم نے حکم قبول کیا اور مروی ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور البتہ مروی ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مانند اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے لیکن وہ بطور تقریب معنی کے ہے کہ جب وہ دونوں حکم کیے گئے ساتھ نکالنے اس چیز کے کہ بیچ ان کے ہے سورج اور چاند اور نہر اور سبزہ سے اور جو اس کے سوائے ہے تو ہوگا یہ معنی مانند اعطا کے پس تعبیر کی گئی ساتھ اعطا کے آنے سے ساتھ اس چیز کے کہ امانت تھی ان دونوں میں۔ (فتح)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا «اتینا طوعاً او کرها قالنا اتینا طائعين» یعنی آدم دونوں خوشی سے یا ناخوشی سے کہا ان دونوں نے کہ آئے ہم خوشی سے۔

اور کہا منہال نے سعید سے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں پاتا ہوں قرآن میں کئی چیزیں کہ مختلف ہوتی ہیں اوپر میرے یعنی مجھ کو قرآن کی بعض آیتیں بظاہر ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتی ہیں ان میں سے اول جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پس نہیں نسبتیں درمیان ان کے اور نہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں گے اور دوسری جگہ فرمایا کہ بعض بعضوں کو سامنے ہو کر پوچھنے لگے اور ان میں دوسری جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہ چھپائیں گے اور دوسری جگہ میں ہے کہ مشرکین کہیں گے اے رب ہمارے! نہ تھے ہم شرک کرنے والے سو انہوں نے اس آیت میں شرک کو چھپایا اور ان میں سے تیسری جگہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ «فَلَا انْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ» وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَيَّ بَعْضٌ يَتَسَاءَلُونَ» وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهُ حَدِيثًا» وَاللَّهُ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ» فَقَدْ كَتَمُوا فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَقَالَ «أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا» إِلَى قَوْلِهِ «دَحَاهَا» فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ «أَنْتُمْ لَكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي

فرمایا آسمان کو بنایا اپنے قول دحاها تک سواس آیت میں آسمان کا پیدا کرنا زمین کے پیدا کرنے سے پہلے بیان کیا، پھر فرمایا کہ کیا تم منکر ہو اس سے جس نے پیدا کیا زمین کو دو دن میں طائین تک سواس آیت میں زمین کا پیدا کرنا آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے بیان کیا اور ان میں سے چوتھی جگہ یہ ہے کہ اللہ بہت بخشنے والا، رحم کرنے والا، غالب حکمت والا، سننے والا ہے، اور دیکھنے والا سو گویا کہ اللہ موصوف تھا ساتھ ان صفوں کے بیچ زمانے ماضی کے پھر گزر گیا یعنی اب ان اوصاف کے ساتھ موصوف نہیں، سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ جو کہا کہ نہیں نسبتیں درمیان ان کے تو یہ پہلی بار صور پھونکنے میں ہے پھر پھونکا جائے صور میں سو بیہوش ہو کر گرے گا جو کوئی ہے آسمان میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے، پس نہیں نسبتیں درمیان ان کے نزدیک اس کے اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔ پھر دوسری بار پھونکنے میں سامنے ہو کر ایک دوسرے کو پوچھیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا قول کہ ہم شرک نہ کرتے تھے اور نہ چھپائیں گے اللہ سے کوئی بات سو بیشک اللہ بخشنے کا اخلاص والوں کو گناہ ان کے تو مشرکین کہیں گے کہ آؤ ہم بھی کہیں کہ ہم شرک نہ کرتے تھے سو ان کے منہ پر مہر لگائی جائے گی پھر ان کے ہاتھ بولیں گے سو اس وقت پہچانا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائی جاتی اور اس وقت دوست رکھیں گے کافر، الآیۃ اور پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں پھر پیدا کیا آسمان کو پھر قصد کیا آسمان کی طرف سو برابر کیا ان کو دوسرے دو دن میں پھر

يَوْمَيْنِ إِلَى قَوْلِهِ ﴿طَائِعِينَ﴾ فَذَكَرَ فِي هَذِهِ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ خَلْقِ السَّمَاءِ وَقَالَ ﴿وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ ﴿عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ ﴿سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ فَكَانَهُ كَانَ ثُمَّ مَضَى فَقَالَ ﴿فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾ فِي النَّفْحَةِ الْأُولَى ثُمَّ يَنْفَخُ فِي الصُّورِ ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ عِنْدَ ذَلِكَ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ثُمَّ فِي النَّفْحَةِ الْآخِرَةِ ﴿أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ﴾ وَأَمَّا قَوْلُهُ ﴿مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهُ حَدِيثًا ﴿فَإِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِحْلَاصِ ذُنُوبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُونَ تَعَالَوْا نَقُولْ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِينَ فَحْتَمَ عَلَى أَقْوَاهِمُ فَسَطَقَ أَيْدِيَهُمْ فَعِنْدَ ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّ اللَّهَ لَا يَكْتُمُ حَدِيثًا وَعِنْدَهُ ﴿يَوْمَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ الْآيَةَ وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ وَدَحَّوْهَا أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجَمَالَ وَالْأَكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ ﴿دَحَاَهَا﴾

وَقَوْلُهُ ﴿خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ﴾
فَجَعَلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي
أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ وَخَلَقَتِ السَّمَوَاتُ فِي
يَوْمَيْنِ ﴿وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾
سَمِي نَفْسَهُ ذَلِكَ وَذَلِكَ قَوْلُهُ أَيْ لَمْ
يَزَلْ كَذَلِكَ فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا إِلَّا
أَصَابَ بِهِ اللَّذِي أَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفُ
عَلَيْكَ الْقُرْآنُ فَإِنَّ كَلَامًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ.

بچھایا زمین کو اور اس کا بچھانا یہ ہے کہ باہر نکالا اس سے
پانی کو اور چراگاہ کو اور پیدا کیا پہاڑوں کو اور اونٹوں کو اور
ٹیلوں کو اور جو ان کے درمیان ہے اور دو دن میں سو بھی
مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا دھاہا اور قول اس کا
کہ پیدا کیا زمین کو دو دن میں سو پیدا کی گئی زمین اور جو
چیز کہ اس میں ہے چار دنوں میں اور پیدا کیے گئے
آسمان دو دن میں اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تھا اللہ
بخشنے والا تو اللہ تعالیٰ نے یہ اپنا نام رکھا ہے اور یہ ہے
قول اس کا یعنی ہمیشہ سے اسی طرح اس واسطے کہ بیشک
اللہ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اپنی مراد کو پہنچتا ہے سونہ
مختلف ہو تجھ پر قرآن کہ بیشک سب قرآن اللہ کی طرف

سے ہے۔

فائدہ: اور حاصل اس چیز کا کہ واقع ہوا ہے سوال پنج حدیث باب کے چار جگہ ہیں پہلی جگہ نفی سوال کی ہے دن
قیامت اور ثابت کرنا اس کا اور دوسری جگہ چھپانا مشرکوں کا ہے اپنے حال کو اور ظاہر کرنا اس کا اور تیسری جگہ پیدا
کرنا آسمانوں اور زمین کا ہے کہ دونوں میں سے پہلے کون پیدا ہوا؟ چوتھی جگہ لانا ہے حرف کان کو جو دلالت کرتا ہے
اوپر ماضی کے باوجود اس کے کہ صفت لازم ہے اور حاصل جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا پہلے سوال سے یہ ہے کہ نفی سوال
کی دوسری بار پھونکنے سے پہلے ہے اور ثابت کرنا اس کا اس کے بعد ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ
چھپائیں گے شرک کو اپنی زبانوں سے تو ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے اور تیسری سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اس حال میں کہ غیر مدحہ تھی، پھر پیدا کیا آسمان کو سو برابر کیا اس کو دو دن میں پھر
بچھایا زمین کو اس کے بعد اور ڈالے اس میں پہاڑ وغیرہ دو دن میں پس یہ ہیں چار دن واسطے زمین کے پس یہ ہے جو
تطبیق دی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے درمیان اس آیت کے اور درمیان قول اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے
﴿والارض بعد ذلك دحاها﴾ یہی ہے معتد اور چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ حرف کان اگرچہ ہے واسطے ماضی
کے لیکن نہیں مستلزم ہے وہ منقطع ہونے کو بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ ہے موصوف ساتھ ان صفتوں کے اور پہلے سوال کا
اور بھی جواب آیا ہے کہ نفی سوال کے وقت مشغول ہونے ان کے ہے ساتھ بیہوشی کے اور حساب اور گزرنے کے پل
صراط پر اور ثابت کرنا اس کا پنج اس وقت کے ہے کہ سوائے اس کے ہے اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ساتھ نفی

سوال کے طلب کرنا بعضوں کا ہے بعضوں سے معافی کو اور تیسرے سوال کے اور بھی کئی جواب ہیں ایک یہ کہ تم ساتھ معنی واؤ کے ہے پس نہیں وارد ہوتا ہے کوئی اعتراض اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ترتیب خبر کی ہے نہ معجزہ کی اور بعض کہتے ہیں کہ خلق ساتھ معنی مقدر کے ہے اور چوتھا سوال اور اس کا جواب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس سے پس احتمال ہے کہ مراد اس کی یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام غفور رحیم رکھا ہے اور یہ نام رکھنا گزر چکا ہے اس واسطے کہ تعلق منقض ہو اور بہر حال دونوں صفتیں سو ہمیشہ ہے وہ موصوف ساتھ ان کے نہیں منقطع ہوتی ہیں کبھی اس واسطے کہ اللہ جب مغفرت اور رحمت چاہتا ہے تو اس کی مراد واقع ہوتی ہے کہا ہے اس کو کرمانی نے اور احتمال ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دو جواب دیئے ہوں ایک یہ کہ تسمیہ ہی ہے جو پہلے تھا اور گزر چکا ہے اور صفت کو کوئی نہایت نہیں اور دوسرا یہ کہ معنی کان کے دوم ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ سے موصوف ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ حمل کیا جائے سوال دو مسلکوں پر اور جواب ان کے اٹھانے پر مانند اس کے کہ کہا جائے کہ یہ لفظ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ زمانے ماضی میں غفور رحیم تھا باوجود اس کے کہ نہ تھا اس جگہ کوئی جس کو بخشا جائے یا رحم کیا جائے اور ساتھ اس طور کے کہ نہیں ہے وہ فی الحال اس طرح واسطے اس کے کہ مشعر ہے ساتھ اس کے لفظ کان کا اور جواب پہلے سوال سے یہ ہے کہ وہ زمانے ماضی میں نام رکھا جاتا تھا ساتھ اس کے یعنی زمانے ماضی میں صرف یہ نام اس کا رکھا گیا ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ کان بیہوشی اور دوام کے معنی دیتا ہے اور کہا نحویوں نے کہ لفظ کان کا واسطے ثابت ہونے خبر کے ہے

زمانے ماضی میں ہمیشہ ہوا منقطع ہو۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ ممنون کے معنی ہیں محسوب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ یعنی واسطے محسوب۔

ان کے اجر ہے بے حساب۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہ کم کیا گیا اور وہ ساتھ معنی قول مجاہد کے ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ حساب کیا جائے گا اور گنا جائے گا پس نہ کم کیا جائے گا اس سے کچھ۔ (فتح)

اور اقواتہا کے معنی ہیں روزی ان کی، اللہ تعالیٰ نے ﴿أَقْوَاتَهَا﴾ آرزا قہا۔

فرمایا ﴿وَقَدَّرَ لَهَا أَقْوَاتَهَا﴾ یعنی اندازہ کی اس میں روزی ان کی اور میوے ان کے۔

﴿فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرًا﴾ مِمَّا أَمْرًا بِهِ۔ یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرًا﴾ یعنی اتارا ہر آسمان میں اس کا حکم۔

فائدہ: یعنی جو حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اور ارادہ کیا ہے پیدا کرنے کا آلات رجوم اور چنگاڑوں سے اور

سوائے اس کے۔ (نخ)

﴿نَحِسَاتٍ﴾ مَشَائِمًا.

اور نحسات کے معنی ہیں نامبارک اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿ایام نحسات﴾ یعنی بھیجی ہم نے ان پر آندھی سخت نا
مبارک دنوں میں۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ معین کیے ہم نے
واسطے ان کے ہم نشین اور ﴿تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾
سے مراد یہ ہے موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

فائدہ: نہیں ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ تفسیر واسطے قول اس کے کہ ﴿وَقِيضْنَا﴾ بلکہ وہ
آیت جدا ہے اور پہلی آیت جدا ہے اور مراد دوسرے قول سے یہ آیت ہے ﴿تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ ان لا
تخافوا ولا تحزنوا﴾ تو مراد یہ ہے کہ اترتے ہیں ان پر فرشتے موت کے وقت۔

یعنی اہتزت کے معنی ہیں کہ تازہ ہوئی سبزوں سے اور
ربت کے معنی ہیں کہ ابھری اور اونچی ہوئی، اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ﴿فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ﴾.

یعنی اور اس کے غیر نے کہا مراد اکمامہا سے یہ ہے کہ
جب نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَا تَخْرُجُ مِنْ
ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا﴾.

اللہ کے اس قول کے معنی کہ البتہ کہتا ہے یہ واسطے میرے
ہے یعنی بہ سبب نیک ہونے عمل میرے کے ہے میں
مستحق ہوں ساتھ اس کے۔

یعنی اللہ کے قول ﴿سَوَاءٌ لِلْسَّالِئِينَ﴾ کے معنی ہیں کہ
برابر ہے اندازہ اس کا واسطے پوچھنے والوں کے یعنی بیان
واضح ہے واسطے ان کے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ راہ بتلائی ہم
نے ان کو نیکی اور بدی کی مانند قول اللہ تعالیٰ کے دکھلائی
ہم نے ان کو دونوں راہیں، یعنی نیکی اور بدی کی اور مانند

﴿وَقِيضْنَا لَهُمْ قُرْنَاءَ﴾ قَرْنَاَهُمْ بِهِمْ
﴿تَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ﴾ عِنْدَ
الْمَوْتِ.

﴿اهْتَزَّتْ﴾ بِالنَّبَاتِ ﴿وَرَبَّتْ﴾
ارْتَفَعَتْ.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مِنْ أَكْمَامِهَا﴾ حِينَ
تَطْلُعُ.

﴿لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي﴾ أَيْ بَعْمَلِي أَنَا
مَحْقُوقٌ بِهَذَا.

﴿سَوَاءٌ لِلْسَّالِئِينَ﴾ قَدَّرَهَا سَوَاءً.

﴿فَهَدَيْنَاهُمْ﴾ دَلَّلْنَاهُمْ عَلَيِ الْخَيْرِ
وَالشَّرِّ كَقَوْلِهِ ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾
وَقَوْلِهِ ﴿هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ﴾ وَالْهَدَى

قول اس کے کی اور دکھائی ہم نے اس کو راہ یعنی ہدایت کی معنی ان آیتوں میں مطلق راہ دکھانے کے ہیں اور ہدایت جو ساتھ معنی ارشاد کے ہے بجائے اصعدنا کے ہے یعنی پہنچانا طرف مطلوب کے اور اسی قبیل سے ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ یہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ۔

یعنی یوزعون کے معنی ہیں رو کے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فہم یوزعون﴾۔

یعنی اکمام جمع ہے کمہ کی اور کمہ کے معنی ہیں گا بھی کے اوپر کا چھلکا جس میں گا بھا ہوتا ہے۔

فائدہ: اور کفری ساتھ ضمہ کاف کے اور فتح فا کے اور راء مشدّد مکسورہ کے وہ غلاف ہے گا بھی کا اور چھلکا اوپر کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما تخرج من ثمرات من اکمامہا﴾۔

یعنی حمیم کے معنی ہیں قریب، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کانہ ولی حمیم﴾۔

یعنی محیص مشتق ہے خاص سے یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مالہم من محیص﴾۔

یعنی دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں یعنی شک۔

یعنی کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اعملوا ما شئتم﴾ وعید ہے یعنی یہ معنی نہیں کہ تم کفر کرو بلکہ یہ وعدہ ہے عذاب کا۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ادفع بالتی ہی احسن﴾ میں صبر کرنا ہے وقت غضب کے اور معاف کرنا ہے وقت برا کرنے کے سو جب یہ کریں تو بچاتا ہے ان کو اللہ بدی دشمن کی سے اور جھکاتا ہے واسطے ان کے دشمن ان کے کو جیسے وہ دوست

الَّذِي هُوَ الْإِرْشَادُ بِمَنْزِلَةِ أَصْعَدَنَاهُ
وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى
اللَّهُ فَبِهَدَاهُمْ اقْتَدِهْ﴾۔

﴿يُوزَعُونَ﴾ يُكْفُونَ۔

﴿مِنْ أَكْمَامِهَا﴾ قِشْرُ الْكُفْرَى هِيَ
الْكُمُ۔

﴿وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾ الْقَرِيبُ۔

﴿مِنْ مَّحِيصٍ﴾ حَاصٌّ عَنْهُ أَى حَادٍ۔

﴿مَرِيَّةٌ﴾ وَمَرِيَّةٌ وَاحِدٌ أَى امْتِرَاءٌ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾ هِيَ
وَعِيدٌ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ
أَحْسَنُ﴾ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ
عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللَّهُ
وَخَصَّعَ لَهُمْ عَدُوَّهُمْ ﴿كَأَنَّهُ وَلِيٌّ
حَمِيمٌ﴾۔

ہے قریبی۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتادیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چہرے لیکن تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم کرتے ہو۔

۴۴۴۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ تم کو بتادیں گے تمہارے کان، الآیۃ، کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ دو قریشی اور ان کا داماد ثقفی یا دو مرد ثقفی اور ان کا داماد قریشی خانے کعبہ میں بیٹھے تھے سو بعضوں نے بعضوں سے کہا کیا تم دیکھتے ہو کہ اللہ ہماری بات سنتا ہے؟ بعضوں نے کہا کہ بعض بات سنتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر بعض کو سنتا ہے تو البتہ سب کو سنتا ہے تو یہ آیت اتری کہ تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں گے تم پر تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں، آخر آیت تک۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ اس تمہارے گمان نے جو تم نے اپنے رب کے ساتھ رکھا ہلاک کیا تم کو سو ہو گئے تم خسارہ پانے والوں سے۔

فائدہ: اشارہ ہے قول اللہ تعالیٰ کے وذلکم طرف اس چیز کے ہے جو پہلے گزر چکا ہے فعل استتار سے واسطے خیال کرنے ان کے اور ان کا عمل اللہ کو معلوم نہیں ہے اور وہ مبتدا ہے اور خبر ادا کا ہے اور ظنکم بدل ہے اس سے۔

۴۴۴۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمع ہوئے پاس خانے کعبہ کے دو قریشی اور ایک ثقفی یا دو ثقفی

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا كُنتُمْ تَسْتَرُونَ اَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا ابْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾۔

۴۴۴۲۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ رُوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿وَمَا كُنتُمْ تَسْتَرُونَ اَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا ابْصَارُكُمْ﴾ الْاٰیةُ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَخَنَّ لَهُمَا مِنْ ثِقِيْفٍ اَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثِقِيْفٍ وَخَنَّ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَتَرُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ حَدِيْثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضُهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِيْنِ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضُهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلُّهُ فَاَنْزَلَتْ ﴿وَمَا كُنتُمْ تَسْتَرُونَ اَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا ابْصَارُكُمْ﴾ الْاٰیةُ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرَدَاكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾۔

۴۴۴۳۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ

اور ایک قریشی مولے بدن والے کم عقل والے سوان میں سے ایک نے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے جو ہم کہتے ہیں؟ دوسرے نے کہا کہ اگر ہم پکار کر کہیں تو سنتا ہے اور اگر ہم آہستہ کہیں تو نہیں سنتا اور تیسرے نے کہا کہ اگر سنتا ہے جب ہم پکار کے کہیں تو البتہ وہ سنتا ہے جب ہم آہستہ کہتے ہیں سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور تم پردہ نہ کرتے تھے اس سے کہ گواہی دیں گے تم پر تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہارے چڑے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ النَّبِيِّ قُرَشِيَّانَ وَتَقْفِيٌّ أَوْ لَقْفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيرَةٌ شَحْمٌ بَطُونُهُمْ قَلِيلَةٌ فَكَفَّ قُلُوبَهُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أُنْرُونَ أَنْ اللَّهُ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ قَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَانزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ﴾ الْآيَةَ وَكَانَ سُفْيَانُ يُحَدِّثُنَا بِهَذَا لِقَوْلِ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ أَوْ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ أَوْ حَمِيدٌ أَحَدُهُمْ أَوْ الثَّانِ مِنْهُمْ ثُمَّ لَبَّتْ عَلَيَّ مَنْصُورٌ وَتَرَكَ ذَلِكَ مَرَارًا غَيْرَ مَرَّةٍ وَاحِدَةٍ.

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ اگر ہماری بعض بات کو سنتا ہے تو سب بات کو سنتا ہے تو یا اس واسطے ہے کہ نسبت تمام مسوع چیزوں کی طرف اس کی ایک شان ہے سو تخصیص محکم ہے اور یہ مشعر ہے کہ اس کا قائل اپنے ساتھیوں سے زیادہ بوجہ والا تھا اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ مولے آدمی میں عقل کم ہوتی ہے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ میں نے کوئی مولہ آدمی نظر نہیں دیکھا سوائے محمد بن حسن کے۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اگر وہ صبر کریں تو ان کا گھر آگ ہے اور اگر وہ معافی چاہیں تو نہیں وہ معاف کیے گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتَبُوا فَمَا لَهُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ﴾

یعنی حدیث بیان کی ہے معمر نے ساتھ اس سند کے مانند حدیث سابق کے۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْهٍ.

سورہ حم عسق کی تفسیر کا بیان

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ عقیق کے معنی ہیں وہ عورت جو نہ جنے یعنی بانجھ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَيَجْعَلُ مِنْ يَشَاءُ عَقِيمًا﴾ یعنی کرتا ہے جس کو چاہے بانجھ۔

یعنی مراد روح سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں قرآن ہے

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ روح سے مراد رحمت ہے۔
یعنی کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ یذروکم کے معنی ہیں کہ بکھیرتا ہے تم کو بیچ اس کے یعنی پیدا کرتا ہے تم کو اس میں نسل بعد نسل کے۔

یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے اس قول میں حجت سے خصوصت ہے، یعنی نہیں ہے جھگڑا ہمارے اور تمہارے درمیان۔
یعنی خفی کے معنی ہیں ذلیل، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفِ خَفِيٍّ﴾ یعنی دیکھتے ہیں ذلیل نظر سے اور سدی سے روایت ہے کہ نظر چرا کر دیکھتے ہیں۔

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ کے غیر نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ اگر اللہ چاہے تو روک دے ہوا کو پس رہ جائیں کھڑے اس کی پیٹھ پر حرکت کریں موج سے اور نہ چلیں دریا میں۔

فائدہ: یعنی بہ سبب بند ہو جانے ہوا کے اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوتا ہے اعتراض اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ یتحرکن سے پہلے لاساقط ہے یعنی اور وجہ دفع کی یہ ہے کہ مراد حرکت کرنا کشتیوں کا بہ سبب موج دریا کے ہے اور نہ چلنا ان کا دریا میں بہ سبب بند ہونے ہوا کے ہے پس نہیں ہے مخالفت درمیان قول اس کے یتحرکن ولا یجورین کے اور سکون اور حرکت اس میں نسبتی امر ہے۔ (فتح)

یعنی شرعوا کے معنی ہیں کیا نئی راہ نکالی ہے انہوں نے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنَّمَا لَكُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا﴾

سُورَةُ حَمَّ عَسَقٍ

وَيَذَكَّرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿عَقِيمًا﴾ الَّتِي لَا تَلِدُ.

﴿رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا﴾ الْقُرْآنُ.

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَذَرُوكُمْ فِيهِ﴾ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ.

﴿لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ لَا خُصُومَةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ.
﴿مِنْ طَرْفِ خَفِيٍّ﴾ ذَلِيلٌ.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَيُظَلِّلَنَّ رَوَاكِدَ عَلِيٍّ ظَهْرِهِ﴾ يَتَحَرَّكُنَّ وَلَا يَجُورِينَ فِي الْبَحْرِ.

﴿شَرَعُوا﴾ ابْتَدَعُوا.

لهم من الدين ما لم يأذن به الله ﴿﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تو کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مگر دوستی چاہیے رشتے داروں میں۔

۴۴۴۴ - حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی مگر دوستی چاہیے رشتے داروں میں تو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ اس وقت مجلس میں موجود تھے کہا کہ مراد قرنی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو نے جلدی کی یعنی تفسیر میں بیشک قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان میں قرابت تھی سو فرمایا کہ مگر یہ کہ جوڑو تم جو میرے اور تمہارے درمیان ہے قرابت سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾

۴۴۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سِئِلٌ عَنْ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قُرْبَى آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَجَلتَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا كَانَ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقَرَابَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ قریش کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان میں قرابت تھی تو یہ بجائے تمہید کے ہے اس کے قول سے کہ مگر یہ کہ جوڑو تم جو میرے اور تمہارے درمیان قرابت سے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مگر یہ کہ دوستی رکھ مجھ سے بہ سبب قرابت میری کے سونگہبانی کرو میری۔ اور خطاب اس میں خاص قریش کے واسطے ہے اور قرنی عصوبت اور رحم کی ہے تو گویا کہ کہا کہ نگہبانی کرو میری واسطے قرابت کے اگر نہیں پیروی کرتے تم میری واسطے پیغمبری کے اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد قرنی سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت مفسرین کا اور اس کے شان نزول میں ایک اور قول بھی ہے اور قوی تر سبب نزول اس کے وہ ہے جو قنادہ سے مروی ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم مزدوری مانگتا ہے اس پر جو کہتا ہے سو یہ آیت اتری اور گمان کیا ہے بعضوں نے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور رد کیا ہے اس کو ثعلبی نے ساتھ اس کے کہ آیت دلالت کرتی ہے اوپر امر کے ساتھ دوستی کے کرنے کے طرف اللہ کے ساتھ بندگی اس کی کے یا ساتھ پیروی کرنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس کے یا صلہ رحمی اس کی کے ساتھ ترک کرنے ایذا اس کی کے یا صلہ رحمی کرنے کے ساتھ قرابتیوں اس کے کی اس کے سبب سے اور ان سب امور کا حکم بدستور جاری ہے منسوخ نہیں اور حاصل یہ ہے کہ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور اس کے موافقوں نے حمل کیا ہے آیت کو اوپر حکم کرنے مخاطبوں کے ساتھ اس کے کہ دوستی رکھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتیوں سے اور ابن

عباس رضی اللہ عنہ نے حمل کیا ہے اس کو اس پر کہ دوستی رکھیں حضرت ﷺ سے بہ سبب قرابت کے کہ حضرت ﷺ کے اور ان کے درمیان ہے سو پہلی وجہ کی بنا پر خطاب عام ہے واسطے سب مکلفوں کے اور دوسری وجہ کی بنا پر خطاب خاص ہے واسطے قریش کے اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ یہ سورت مکی ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے، ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ﴾ اور احتمال ہے کہ ہو یہ عام خاص کیا گیا ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر آیت باب کی اور معنی یہ ہیں کہ دستور تھا کہ قریش ناتے داروں سے سلوک کیا کرتے تھے سو جب حضرت ﷺ کو پیغمبری عطا ہوئی تو انہوں نے حضرت ﷺ سے قطع رحمی کی سو فرمایا کہ جوڑو مجھ سے جیسا کہ جوڑتے ہو اپنی برادری سے اور قول اللہ تعالیٰ کا قہرینی مصدر ہے مانند زلیٰ اور بشری کے ساتھ معنی قرابت کے اور مراد بیچ اہل قرابت کے ہے اور تعبیر کیا گیا ہے ساتھ لفظ فی کے سوائے لام گویا کہ ٹھہرایا ہے ان کو مکان واسطے دوستی کے اور جگہ قرار اس کے کی اور احتمال ہے کہ فی واسطے سبب کے ہو اور یہ اس بنا پر ہے کہ استثناء متصل ہے سو اگر منقطع ہو تو معنی یہ ہے کہ نہیں مانگتا میں تم سے اس پر مزدوری کبھی لیکن میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ دوستی رکھو مجھ سے بہ سبب قرابت میری کے بیچ تمہارے۔ (بیچ)

سورہ حم زخرف کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ لمتہ کے معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں امام کے ہیں۔

سُورَةُ حَمِّ الزُّخْرَفِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿عَلَىٰ أُمَّةٍ﴾ عَلَىٰ إِمَامٍ.

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا وجدنا آباءنا علیٰ امة وانا علیٰ آثارہم مقتدون﴾ اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ امت کے معنی ہیں ملت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ امتہ کے معنی ہیں دین یعنی پایا ہم نے اپنے باپ اور دادوں کو ایک دین پر اور ہم انہیں کی راہ چلتے ہیں۔

﴿وَقِيلَ يَا رَبِّ اَنَا تَفْسِيرُهُ اَيْحَسِبُونَ اَنَا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قَوْلَهُمْ﴾ یعنی اللہ کے قول وقیلہ یا رب کی تفسیر یہ ہے کہ کیا گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے راز ان کا اور سرگوشی ان کی اور نہیں سنتے ان کا قول۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ بعضوں نے اس تفسیر سے انکار کیا ہے اور اس واسطے کہ یہ اس وقت صحیح ہوتی ہے جب کہ ہو قرأت وقیلہم کہا طبری نے اور پڑھا ہے جمہور نے وقیلہ ساتھ نصب کے واسطے عطف ڈالنے کے اللہ کے اس قول پر ﴿ام يحسبون انا لا نسمع سرهم ونجواهم﴾ اور تقدیر یہ ہے ونسمع قیلہ یا رب اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض ابن تین کا اور الزام اس کا بلکہ صحیح ہوگا اور قرأت وقیلہ ہے ساتھ افراد کے ہے اور قرأت کو فیوں کی ساتھ زیر کے ہے اس معنی کی بنا پر وعنده علم الساعة و علم قیلہ کہا اور یہ دونوں قرأتیں صحیح ہیں اور دونوں کے

معنی صحیح ہیں۔ (فتح)

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ لوگ ہو جائیں ایک گروہ یعنی اگر یہ احتمال نہ ہوتا کہ ٹھہراؤں میں سب لوگوں کو کافر تو البتہ کرتا میں واسطے گھروں کفار کے چھت چاندی کے اور سیڑھیاں چاندی کی اور مراد معارج سے سیڑھیاں اور تخت چاندی کے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً﴾ لَوْلَا أَنْ جَعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كَفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ الْكُفَّارِ ﴿سُقْفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ﴾ مِنْ فِضَّةٍ وَهِيَ دَرَجٌ وَسُورٌ فَضِيَّةٌ.

فائدہ: اور روایت کی ہے طبری نے حسن سے صحیح قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ولولا ان يكون الناس امة واحدة﴾ کہا کہ مراد امت واحدہ سے کافر ہیں کہ دنیا کی طرف جھکیں اور اکثر لوگ دنیا کی طرف جھک گئے ہیں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام نہیں کیا سو کیا حال ہوتا اگر کرتا۔

یعنی مقربین کے معنی ہیں طاقت والے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما كنا له مقربين﴾ یعنی نہ تھے ہم واسطے اس کے طاقت والے اور قنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ زور میں اور نہ ہاتھوں میں۔

﴿مُقَرَّبِينَ﴾ مُطِيقِينَ.

یعنی آسفونا کے معنی ہیں کہ غصہ دلایا ہم کو اللہ نے فرمایا ﴿فلما آسفونا﴾

﴿آسَفُونَا﴾ أَسْخَطُونَا.

یعنی کے معنی ہیں اندھا ہو۔

﴿يَعْمَى﴾ يَعْمَى.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ومن يعش عن ذكر الرحمن﴾ یعنی جو اندھا ہو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تو معتمین کرتے ہیں ہم اس کے واسطے شیطان کو۔

یعنی کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کیا پھیر دیں گے ہم تمہاری طرف سے یہ نصیحت موڑ کر یعنی تم قرآن کو جھلاتے ہو پھر تم کو اس پر عذاب نہیں ہو گا یعنی تم کو اس پر عذاب ہوگا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿أَفْضَرُبُ عَنْكُمْ الذِّكْرَ﴾ أَيْ تَكْذِبُونَ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ لَا تَعَاقِبُونَ عَلَيْهِ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کیا تم نے گمان کیا ہے کہ ہم تم سے درگزر کریں گے اور حالانکہ تم نے ہمارا حکم نہیں مانا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں گزر چکا ہے پہلوں کا طریقہ۔

یعنی مراد ساتھ لہ کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿لہ مقرنین﴾ اونٹ اور گھوڑے اور نچر اور گدھے ہیں۔ یعنی مراد اللہ تعالیٰ کے قول ﴿بِنَشْوِ فِي الْحَلِيَةِ﴾ سے لڑکیاں ہیں یعنی ٹھہرایا ہے تم نے ان کو واسطے اللہ کے اولاد پس کس طرح حکم کرتے ہو کہ تم خود لڑکیوں کے ساتھ راضی نہیں ہوتے۔

﴿وَمَضَى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ﴾ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ.

﴿وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ﴾ يَعْنِي الْإِبِلَ وَالنَّحِيلَ وَالْبَعَالَ وَالْحَمِيرَ.
﴿بِنَشْوِ فِي الْحَلِيَةِ﴾ الْجَوَارِي
جَعَلْتُمُوهُنَّ لِلرَّحْمَنِ وَلَكَا فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ.

فائدہ: مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ انکار کیا اللہ تعالیٰ نے کافروں پر جنہوں نے نمان کیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں سو فرمایا کہ کیا ٹھہرائی ہیں اللہ سبحانہ نے اپنے واسطے اپنی پیدائش میں سے بیٹیاں اور جن لیے تمہارے واسطے بیٹے اور تم غضبناک ہوتے ہو بیٹیوں سے اور نفرت کرتے ہو ان سے یہاں تک کہ تم نے اس میں مبالغہ کیا سو تم نے ان کو زندہ زمین میں گاڑا سو کس طرح اختیار کرتے ہو تم اپنے آپ کو ساتھ اعلیٰ چیز کے دو چیزوں میں سے اور ٹھہراتے ہو تم واسطے اس کے جزا دنیٰ کو باوجود اس کے کہ صفت اس قسم کی کہ وہ بیٹیاں ہیں یہ ہے کہ وہ پلتی ہیں زیور اور زینت میں جو نوبت پہنچاتی ہے طرف نقص عقل کے اور نہ قائم ہونے کے ساتھ حجت کے اور روایت ہے قنادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد بیٹیاں ہیں ﴿وہو فی الخصام غیر مبین﴾ کہا کہ نہیں کلام کرتی عورت کہ ارادہ کرے یہ کہ کلام کرے ساتھ حجت کے مگر کہ کلام کرتی ہے ساتھ ایسی بات کے کہ حجت ہوتی ہے اس کے اوپر۔

یعنی ضمیر ہم کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿مَا عَبْدَنَاہُمْ﴾ بتوں کی طرف راجع ہے یعنی اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم بتوں کو نہ پوجتے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں ان کو علم یعنی بتوں کو یعنی بیشک وہ نہیں جانتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مَا لَہُمْ بِذَلِکَ مِنْ عِلْمٍ﴾ اور ضمیر بچ قول اس کے ﴿مَا لَہُمْ بِذَلِکَ مِنْ عِلْمٍ﴾ کافروں کی طرف پھرتی ہے یعنی نہیں ان کو علم ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے اس کو مشیت سے اور نہیں کوئی دلیل واسطے

﴿لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاہُمْ﴾ يَعْنُونَ
الْأَوْثَانَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا لَہُمْ
بِذَلِکَ مِنْ عِلْمٍ﴾ أَى الْاَوْثَانُ اِنھُمْ لَا
يَعْلَمُونَ.

ان کے اور پر اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محض انکل سے کہتے ہیں یا ضمیر بتوں کی طرف پھرتی ہے اور اتار ان کا بجائے ذوی العقول کے اور نفی کی ان سے علم اس چیز کی کہ کرتے ہیں مشرکین عبادت ان کی سے یعنی بتوں کو مطلق کچھ علم نہیں اس کا کہ مشرکین ان کو پوجتے ہیں۔

یعنی مراد عقبہ سے اس کی اولاد ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ﴾ یعنی کیا اللہ تعالیٰ نے کلمہ توحید کو باقی اس کی اولاد میں۔

یعنی مقتربین کے معنی ہیں اکٹھے چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِبِينَ﴾۔

یعنی مراد سلفا سے اللہ کے اس قول میں قوم فرعون کی ہے کہ وہ پیشوا ہیں واسطے کفار امت محمد ﷺ کے۔ اور مثلاً سے مراد عبرت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَجَعَلْنَاهُمْ سُلُفًا وَمَثَلًا لِّلْآخِرِينَ﴾۔

اور یصدون کے معنی ہیں یضجون یعنی چلاتے ہیں اور خوشی سے آواز کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِذَا قَوْمٌ مِّنْهُ يَصْدُونَ﴾ یعنی اچانک تیری قوم عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے چلاتے ہیں۔

یعنی مبرمون کے معنی ہیں اتفاق اور پکا قصد کرنے والے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَأَنَّا مَبْرُمُونَ﴾۔

یعنی مراد اول العابدین سے یہ ہے کہ میں ہوں پہلا ایمان لانے والا۔

اور کہا اس کے غیر نے کہ لفظ براء جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واقع ہے عرب کی کلام میں واحد اور تشنیہ اور جمع اور مذکر اور مؤنث سب کے واسطے بولا جاتا ہے یہ نہیں

﴿فِي عَقِبِهِ﴾ وَوَلَدِهِ.

﴿مُقْتَرِبِينَ﴾ يَمْشُونَ مَعًا.

﴿سُلُفًا﴾ قَوْمٌ فِرْعَوْنٌ سُلُفًا لِّكْفَارِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ﴿وَمَثَلًا﴾ عِبْرَةً.

﴿يَصِدُّونَ﴾ يَضِجُونَ.

﴿مَبْرُمُونَ﴾ مُجْمِعُونَ.

﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿إِنِّي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ﴾ أَلْعَرَبُ تَقُولُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْحَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْإِنثَانِ وَالْجَمِيعُ

کہ واحد کے واسطے اور کلمہ اور تشبیہ، جمع کے واسطے اور کہا جاتا ہے اس میں براء اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یعنی واحد اور تشبیہ اور جمع اور مذکر اور مونث سب کے واسطے فقط یہی لفظ بولا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ مصدر ہے یعنی اسم جنس ہے تھوڑا اور بہت اس میں برابر ہے اور اگر بری پڑھا جائے تو تشبیہ میں ہونان کہا جائے گا اور جمع میں بریوں اور پڑھا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہی بری کو ساتھ یا کہ۔

یعنی مراد زخوف سے سونا ہے۔

یعنی یخلفون کے معنی ہیں کہ بعض بعض کا خلیفہ ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَوْ نَشَاءُ لَجْعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةَ فِي الْأَرْضِ يَخْلَفُونَ﴾ یعنی اگر ہم چاہتے تو زمین میں فرشتے بناتے کہ بعض بعض کا خلیفہ ہوتا۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اور پکاریں گے کے اے مالک تیرا رب ہم کو موت دے۔

۴۴۴۵۔ حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا منبر پر پڑھتے تھے کہ پکاریں گے اے مالک! چاہیے کہ موت دے ہم کو تیرا رب۔

یعنی اور کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ مثلاً کے معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نصیحت ہیں۔

اور کہا قتادہ کے غیر نے کہ مقرونین کے معنی ہیں قابو کرنے والے کہا جاتا ہے فلانا مقرون ہے واسطے اس کے یعنی قابو کرنے والا ہے واسطے اس کے۔

مِنَ الْمَذْكَرِ وَالْمُؤنثِ يُقَالُ فِيهِ بَرَاءٌ لِأَنَّهُ مَصْدَرٌ وَلَوْ قَالَ بَرِيءٌ لَقِيلَ فِي الْأَثْنَيْنِ بَرِيئَانٍ وَفِي الْجَمِيعِ بَرِيئُونَ وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ إِنْ بَرِيءٌ بِالْيَاءِ.

وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ.

مَلَائِكَةٌ يَخْلَفُونَ يَخْلَفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَا كُنْتُمْ﴾.

۴۴۴۵۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿وَنَادُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾.

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿مَثَلًا لِلْآخِرِينَ﴾ عِظَةٌ لِمَنْ بَعْدَهُمْ.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مُقْرِنِينَ﴾ صَابِطِينَ يُقَالُ فَلَانٌ مُقْرِنٌ لِفَلَانٍ صَابِطٌ لَهُ.

یعنی اباریق وہ کوڑے ہیں جن کا ناک نہ ہو یعنی جس میں سے پانی ڈالا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿یطاف علیہم بصحاف من ذهب واکواب﴾۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان كان للرحمن ولد فانا اول العابدین﴾ یعنی کلمہ ان کا اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نافیہ ہے یعنی نہیں ہے اللہ کے واسطے اولاد سو میں اول عار کرنے والا ہوں اور وہ دونوں لغتیں ہیں کہا جاتا ہے مرد ہے عابد اور عبد۔

فائدہ: اور سدی سے روایت ہے کہ ان ساتھ معنی لو کے ہے یعنی اگر اللہ کی اولاد ہوتی تو ہوتا میں پہلے پہل بندگی کرنے والا اس کو ساتھ اس کے لیکن نہیں ہے واسطے اس کے کوئی اولاد اور ترجیح دی ہے اس کو طبری نے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ ان اس آیت میں ساتھ معنی ما کے ہے اور ساتھ معنی واؤ کے یعنی نہیں واسطے اللہ کے کوئی اولاد اور میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں اور کہا اور لوگوں نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہے واسطے اللہ کے اولاد تمہارے قول میں تو میں پہلا کفر کرنے والا ہوں ساتھ اس کے اور انکار کرنے والا تمہارے قول سے۔ (فتح)

﴿وَقَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ﴾ یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ﴿وقيله يا رب﴾ کی جگہ وقال الرسول يارب پڑھا ہے اور قرآۃ عامہ کی یہ ہے ﴿وقيله يا رب﴾۔

اور کہا جاتا ہے کہ عابدین کے معنی ہیں انکار کرنے والے مشتق ہے عبد يعبد سے۔

یعنی کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ کے قول ﴿وانه في ام الكتاب﴾ کے معنی یہ ہیں کہ جملہ کتاب میں اور اصل کتاب میں۔

یعنی مراد مسرفین سے اس آیت میں مشرکین ہیں۔

یعنی قسم ہے اللہ کی کہ اگر یہ قرآن اٹھایا جاتا جس جگہ رد کیا ہے اس کو اس امت کے پہلے لوگوں نے یعنی قرآن

وَالْأَكْوَابُ الْأَبَارِيقُ الَّتِي لَا خَرَاطِيمَ لَهَا.

﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ أَي مَا كَانَ فَنَا أَوَّلُ الْأَيْفِينَ وَهُمْ لَعْنَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبْدٌ.

وَيُقَالُ ﴿أَوَّلُ الْعَابِدِينَ﴾ الْجَاهِدِينَ مِنْ عَبْدٍ يَعْبُدُ.

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿فِي أَمِّ الْكِتَابِ﴾ جُمْلَةً الْكِتَابِ أَصْلِ الْكِتَابِ.

﴿أَفَنضْرِبُ عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ﴾ مُشْرِكِينَ.

وَاللَّهُ لَوْ أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ رُفِعَ حَيْثُ رَدَّهٗ أَوْ آتَلَ هَذِهِ الْأُمَّةَ لَهَلَكُوا.

کو جھٹلایا تو البتہ ہلاک ہو جاتے لیکن دوہرایا اللہ نے
اپنی رحمت کو اوپر ان کے سو دعوت دی ان کو اس کی
طرف۔

یعنی مراد مثل سے اس آیت میں عقوبت ہے یعنی گزر
چکی ہے عقوبت پہلوں کی۔

یعنی جزء کے معنی ہیں برابر اور شریک، اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ﴿وجعلوا له من عبادہ جزءا﴾۔

فائدہ: اور کہا بعض نے کہ جزء کے معنی ہیں حصہ اور بعض کہتے ہیں کہ جزء سے مراد عورتیں ہیں۔

سورہ دخان کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ دھوا کے معنی ہیں خشک راستہ۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واترك البحر دھوا﴾ قادمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مڑے موسیٰ علیہ السلام کہ ماریں لاشی
دریا کوتا کہ ٹل جائے اور جاری ہو اور ڈرے کہ فرعون اور اس کی فوج ان کے پیچھے پڑے سو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا
کہ چھوڑ دے دریا کو تقم رہا یعنی بدستور خشک راہ پیشک وہ فوج ہے غرق ہونے والی۔ (فتح)

یعنی مراد عالمین سے ان کے زمانے کے لوگ ہیں، اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ﴿ولقد اخترناهم علی العالمین﴾
یعنی پسند کیا ہم نے ان کو ان کے زمانے کے لوگوں پر۔

یعنی فاعتلوا کے معنی ہیں کہ ہانکواس کو دوزخ کی طرف
یعنی زوجناہم کے معنی ہیں کہ بیاہ دیں ہم ان کو
گوریاں بڑی آنکھ والیاں کہ حیران ہوتی ہیں ان میں
آنکھ ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے کپڑوں کے پیچھے
سے نظر آتا ہے اور دیکھنے والا اپنے چہرے کو ان کے جگر
میں دیکھتا ہے شیشے کی طرح چمڑے کے پتلا ہونے اور
رنگ کے صاف ہونے کے سبب سے۔ (فتح)

یعنی ترجموں کے معنی ہیں قتل کرنا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿وانی عدت بری وریکم ان ترجمون﴾۔

﴿فَاهْلِكْنَا اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَمَضَى مَثَلُ
الْاُولٰٓئِن﴾ عَقُوْبَةُ الْاُولٰٓئِنِ.
﴿جُزْءًا﴾ عِدْلًا.

سُوْرَةُ الدُّخَانِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿رَهْوًا﴾ طَرِيقًا يَابِسًا.

﴿عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَىٰ الْعَالَمِيْنَ﴾ عَلَىٰ مَنْ
بَيَّنَّ ظَهْرِيْهِ.

﴿فَاعْتَلُوْهُ﴾ اِدْفَعُوْهُ.

﴿وَزَوْجَانَهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ﴾ اَنْكَحْنَاهُمْ
حُوْرًا عِيْنًا يَحَارُ فِيْهَا الطَّرْفُ.

وَيُقَالُ ﴿اَنْ تَرْجُمُوْنَ﴾ الْقَتْلُ.

فائدہ: اور قنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رجم کے معنی یہاں سنگسار کرنا ہے۔

وَيَقَالُ ﴿رَهْوًا﴾ سَاكِنًا. اور رھوا کے معنی ہیں تھم رہا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿كَالْمَهْلِ﴾ اَسْوَدُ كَمَهْلِ الزَّيْتِ. یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مہل کی تفسیر میں کہ سیاہ ہے مانند تلچھٹ کے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿کالمہل یشوی الوجوہ﴾ کہ وہ ایک چیز ہے گاڑھی مثل تلچھٹ کے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک قسم ہے مثل تانبے پگھلے کے مشابہ ہے زیت کے مائل ہے طرف زردی کے اور کہا اصمعی نے کہ مہل پیپ ہے اور جو بہتا ہے مردے سے اور صاحب محکم نے کہا کہ میل ہے سونے چاندی وغیرہ جو اہر کی اور بعض کہتے ہیں کہ سیسہ ہے پگھلا ہوا یا لوہا یا چاندی۔ (فتح)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَبِعَ﴾ مُلُوكُ الْيَمَنِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ يُسَمَّى تَبَعًا لِأَنَّهُ يَتَّبِعُ صَاحِبَهُ وَالظِّلُّ يُسَمَّى تَبَعًا لِأَنَّهُ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ. اور کہا غیر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد تبع سے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اھم خیر ام قوم تبع﴾ یمن کے بادشاہ ہیں اور نام رکھا جاتا ہے ہر ایک ان میں سے تبع اس واسطے کہ وہ پیچھے آتا ہے اپنے ساتھی کے اور سایہ کا نام بھی تبع رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ وہ تابع ہے آفتاب کے۔

فائدہ: یہ قول ابو عبیدہ کا ہے اور زیادہ کیا ہے اس نے کہ مرتبہ تبع کا جاہلیت میں یعنی زمانہ کفر میں بجائے خلیفہ کے ہے اسلام میں اور وہ بادشاہ ہیں عرب کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تبع نیک مرد تھا اور وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا کہنے تبع کے سے اور ایک روایت میں ہے کہ مت برا کہو تبع کو کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا کہا وہب نے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھا۔ (فتح)

بَابُ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ قَالَ قَنَادَةُ فَارْتَقِبْ فَانْتَظِرْ. باب ہے اس آیت کی تفسیر میں سو انتظار کر جس دن کہ لائے آسمان دھواں ظاہر، قنادہ نے کہا کہ فارتقب کے معنی ہیں انتظار کر۔

۴۴۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَضَى حَمْسُ الدُّخَانِ وَالرُّوْمُ وَالْقَمَرُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ.

باب قولہ ﴿يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں یعنی واقع ہو چکی ہیں دخان اور روم اور قمر اور بطشہ اور لزام۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ڈھانکے لوگوں کو یہ

عذاب ہے درد دینے والا۔

۴۴۴۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ قحط اس واسطے پڑا کہ کفار قریش نے جب حضرت ﷺ کی نافرمانی کی اور آپ کا حکم نہ مانا تو حضرت ﷺ نے ان پر قحط کی بددعا کی سو پچھنی ان کو قحط سالی اور سختی یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں کو کھایا سو مرد آسمان کی طرف دیکھنے لگا سو اپنے اور اس کے درمیان دھواں سادیکھا سختی بھوک کے سبب سے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ انتظار کر جس دن کہ لائے آسمان دھواں صریح جو ڈھانکے لوگوں کو یہ ہے عذاب دکھ دینے والا کہا اس نے سو کوئی مرد یعنی ابو سفیان حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے عرض کی کہ یا حضرت! آپ اللہ سے مضر کے واسطے مینہ کی دعا کیجئے کہ تحقیق وہ ہلاک ہوئے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو حکم کرتا ہے کہ میں مضر کے واسطے مینہ کی دعا مانگوں باوجود اس چیز کے کہ وہ اس پر ہیں نافرمانی اور شرک کرنے سے بیشک تو بڑا دلیر ہے سو حضرت ﷺ نے بارش کے لیے دعا کی سو اللہ نے ان پر مینہ برسایا پھر یہ آیت اتری کہ بیشک تم پھر وہی کرنے والے ہو پھر جب ان کو آسودگی اور فرانجی پہنچی تو اپنے پہلے حال کی طرف پھر گئے سو اللہ نے یہ آیت اتاری جس دن ہم پکڑیں گے بڑی پکڑ ہم بدلہ لینے والے ہیں، کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہ مرا بڑی پکڑے سے جنگ بدر کا دن ہے۔

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا واسطے مضر کے اس واسطے کہ اکثر ان میں سے حجاز کے پانیوں کے قریب تھے اور قحط کی بددعا قریش پر تھی اور وہ مکے میں رہتے تھے سو قحط نے ان کے آس پاس والوں کی طرف سرایت کی سو بہتر ہوا کہ ان کے واسطے دعا کی جائے اور شاید سائل نے قریش کا نام نہ لیا تا کہ ان کا گناہ حضرت ﷺ کو نہ یاد آجائے

الْيَمِّ

۴۴۴۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّمَا كَانَ هَذَا لِأَنَّ قَرِيشًا لَمَّا اسْتَعَصَوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يَوْسُفَ فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ قَالَ فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقَى اللَّهُ لِمُضَرَ فَإِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ قَالَ لِمُضَرَ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ «فَاسْتَسْقَى لَهُمْ فَسُقُوا فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ فَلَمَّا أَصَابَتْهُمْ الرَّفَاهِيَةُ عَادُوا إِلَى حَالِهِمْ حِينَ أَصَابَتْهُمْ الرَّفَاهِيَةُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنتَقِمُونَ﴾ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ.

ہو اس نے کہا کہ مضر کے واسطے دعا کیجئے تاکہ وہ بھی ان میں درج ہوں اور نیز اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ غیر یدعو علیہم ہلاک ہوئے ان کے پاس ہونے کے سبب سے اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ کی قوم ہلاک ہوئی اور نہیں ہے مخالفت درمیان دونوں کے اس واسطے کہ مضر بھی آپ کی قوم ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ
إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے ہمارے رب!
کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں۔

۴۴۴۸۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا سو اس نے کہا کہ علم سے ہے یہ کہ کہے تو واسطے اس چیز کے کہ نہ جانے کہ اللہ خوب جاننے والا ہے بیشک اللہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں نہیں مانگتا تم سے کچھ مزدوری اور نہیں میں تکلف کرنے والوں سے اس کا بیان یوں ہے کہ جب قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرکشی کی اور آپ کا حکم نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی الہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا قحط سات برس کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ان پر قحط پڑا کہ انہوں نے اس میں ہڈیوں اور مردار کو کھایا شدت بھوک کے سبب سے یہاں تک کہ کوئی ان میں اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سادیکھنے لگا شدت بھوک کے سبب سے انہوں نے کہا کہ الہی! کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ اگر ہم ان سے عذاب کو کھول دیں تو وہ پھر وہی کریں گے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تو اللہ نے ان سے عذاب کو کھول دیا وہ پھر وہی کام کرنے لگے تو اللہ نے ان سے جنگ بدر کے دن بدلہ لیا سو یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا جس دن لائے گا آسمان دھواں صریح، منتقمون تک۔

۴۴۴۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ
الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ
قَالَ ذَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ مِنَ
الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ إِنَّ
اللَّهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ
مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ
الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ إِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَمُوا عَلَيْهِ
قَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبَعِ
يُوسُفَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ أَكَلُوا فِيهَا الْعِظَامَ
وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجَهْدِ حَتَّى جَعَلَ أَحَدُهُمْ
يَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ
مِنَ الْجُوعِ قَالُوا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا
الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ﴿فَقِيلَ لَهُ إِنَّ كَشَفْنَا
عَنَّهُمْ عَادُوا فَدَعَا رَبَّهُ فَكَشَفَ عَنْهُمْ
فَعَادُوا فَانْتَقَمَ اللَّهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَذَلِكَ
قَوْلُهُ تَعَالَى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ
بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿إِنَّا
مُنْتَقِمُونَ﴾.

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے سب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سورہ روم میں اور وجہ سے اعمش کے طریق سے اور اس

کا لفظ یہ ہے کہ کہا مسروق رضی اللہ عنہ نے کہ جس حالت میں کہ ایک مرد وعظ کرتا تھا قبیلہ کندہ میں تو اس نے کہا کہ قیامت کے دن دھواں آئے گا سومانقوں کے کان اور ناک کو پکڑے گا اور ایماندار کو زکام سا ہو جائے گا سو ہم گھبرائے تو میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ نکمہ کیسے تھے سو غضبناک ہوئے سو کہا کہ جو جانے سو کہے اور جو نہ جانے سو چاہیے کہ کہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور البتہ جاری ہوا ہے بخاری رضی اللہ عنہ اپنی عادت پر اوپر اختیار کرنے خفی کے واضح پر اس واسطے کہ یہ سورت اوٹی ہے ساتھ وارد کرنے اس سیاق کے سورہ روم سے واسطے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو ذکر دھویں کے سے لیکن یہ ہے عادت اس کی کہ ذکر کرتا ہے حدیث کو ایک جگہ میں پھر ذکر کرتا ہے اس کو اس جگہ میں کہ لائق ہے ساتھ اس کے خالی زیادتی سے واسطے کفایت کرنے کے ساتھ ذکر اس کے دوسری جگہ میں واسطے خبردار کرنے ذہنوں کے اور باعث ہونے کے زیادتی یاد کرنے پر اور یہ بات جس کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انکار کیا ہے یعنی دھویں کا البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا ثبوت آچکا ہے سو عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا انہوں نے کہ دھویں کی نشانی ابھی نہیں گزری مسلمان کو زکام سا ہو جائے گا اور کافر پھول جائے گا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا ابن ابی ملیکہ نے کہ میں ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما پر داخل ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آج رات کو نہیں سویا صبح تک لوگوں نے کہا کہ دُم دار تارا نکلا سو ہم ڈرے دخان کی علامت سے اور شاید یہ تصحیف ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صحیح دخان کی جگہ دجال ہے اور تائید کرتی ہے اس کو کہ دخان کی نشانی ابھی نہیں گزری وہ چیز جو روایت کی ہے مسلم نے ابی شریح کی حدیث سے کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم دس نشانیاں دیکھو، نکلنا سورج کا پچھم کی طرف سے اور دھواں اور دابۃ الارض، آخر حدیث تک اور روایت کی ہے طبری نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکلنے نشانوں کے دھویں کو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یا حضرت! کیا ہے دخان؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی فرمایا بہر حال ایماندار سو اس کو زکام سا ہو جائے گا اور بہر حال کافر سو اس کے ناک اور کانوں اور دبر سے نکلے گا اور اس کی سند بھی ضعیف ہے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مانند اس کے اور اس کی سند بھی ضعیف ہے اور روایت کی ہے اس کو مرفوع طور سے ساتھ سند کے کہ وہ اس سے اصح ہے اور طبری نے ابو مالک سے مرفوع روایت کی ہے کہ بیشک تمہارے رب نے تم کو تین چیزوں کو ڈرایا ہے ایک دخان سے کہ ایماندار کو زکام سا ہو جائے گا اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مانند اس کے لیکن دونوں کی سند ضعیف ہے لیکن کثرت ان حدیثوں کی دلالت کرتی ہے کہ اس کے واسطے کوئی اصل ہے اور اگر حذیفہ رضی اللہ عنہ کا طریق ثابت ہو تو احتمال ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واعظ سے وہی مراد ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَنِّي لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ﴾ الذِّكْرَىٰ لِيُنَادُوا أَرْجَاؤَهُمْ لِيُبَدِّلُوا فِيهِمُ آيَاتِي وَلِيَذُقُوا مَرْحَمَتِي ۗ وَلِيُبَدِّلُوا فِيهِمُ آيَاتِي وَلِيَذُقُوا مَرْحَمَتِي ۗ وَلِيُبَدِّلُوا فِيهِمُ آيَاتِي وَلِيَذُقُوا مَرْحَمَتِي ۗ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہاں ہے ان کو نصیحت

لینا اور آچکا ان کے پاس رسول کھول کر سنانے والا اور

وَالذِّكْرَىٰ وَاحِدٌ.

ذکر اور ذکر کی کے ایک معنی ہیں۔

۴۴۴۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

جَرِيرُ بْنُ حَارِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي

الضُّحَىٰ عَنِ مَسْرُوقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَىٰ

عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَيْشًا كَذَّبُوهُ

وَاسْتَعَصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ

بِسَبْعِ كَسْبَعِ يُوسُفَ فَأَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ

حَصَّتْ يَعْنِي كُلَّ شَيْءٍ حَتَّىٰ كَانُوا

يَأْكُلُونَ الْمَيْتَةَ فَكَانَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فَكَانَ

يَرَىٰ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ

الْجَهْدِ وَالْجُوعِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ

تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ

هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ حَتَّىٰ بَلَغَ ﴿إِنَّا كَاشِفُو

الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾ قَالَ عَبْدُ

اللَّهِ أَفِيكَشَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قَالَ وَالْبَطْشَةُ الْكُبْرَىٰ يَوْمَ بَدْرٍ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ

مَّجْنُونٌ﴾.

۴۴۵۰ - حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا

مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ

عَنْ أَبِي الضُّحَىٰ عَنِ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ

عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ فَإِنَّ

۴۴۴۹ - حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہبن مسعود رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا پھر انہوں نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے قریش کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا

اور آپ کا کہنا نہ مانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی الہی!میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر یوسف علیہ السلام کا سا

قحط سات برس کا سوان پر قحط پڑا جس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں

تک کہ مردار کو کھاتے تھے سو کوئی ان میں سے کھڑا ہوتا تھا

اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں ساد دیکھتا تھا سختی اور بھوک

کے سبب سے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی سو انتظار کر

جس دن لائے آسمان دھواں صریح جو ڈھانکے لوگوں کو یہ ہے

عذاب دکھ دینے والا یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے ہم کھولتے

ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو، کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ

نے کیا پس کھولا جائے گا ان سے عذاب دن قیامت کے اور

مراو بڑی پکڑ سے دن بدر کا ہے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر پیٹھ پھیری انہوں

نے اس سے اور کہا کہ سکھایا ہوا ہے باؤلا۔

۴۴۵۰ - حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہاعبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ بیشک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنایا اور کہا

کہ کہہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری اور نہیں میں

تکلف رنے والوں سے سو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب

قریش کو دیکھا کہ انہوں نے آپ کا کہنا نہ مانا تو ان پر بددعا

کی کہ الہی! میری مدد کر ان پر سات برس کا قحط ڈال کر

یوسف علیہ السلام کا سات برس کا قحط سوان پر قحط پڑا یہاں تک کہ اس نے ہر چیز کو فنا کیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں اور چمڑوں کو کھایا اور کہا ایک راوی نے یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیوں اور مرداروں کو کھایا اور زمین سے دھواں سانگنے لگا سو ابوسفیان آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے محمد! بیشک تیری قوم ہلاک ہوئی سو اللہ سے دعا مانگ کہ ان سے قحط کو کھول دے سو حضرت ﷺ نے دعا کی پھر فرمایا اس کے بعد یہ لوگ وہی کام کریں گے (یعنی اگر چہ فی الحال تو مخالفت سے پشیمان ہو رہے ہیں لیکن عذاب کے رفع ہونے کے بعد پھر وہی کام کرنے لگیں گے) منصور کی حدیث میں ہے پھر پڑھی یہ آیت کہ انتظار کر جس دن لائے آسمان دھواں صریح، عاندون تک کیا کھولا جائے گا ان سے عذاب آخرت کا سو البتہ گزر چکا ہے دجان اور بطشہ اور لزام اور ایک راوی نے کہا کہ چاند کا پھٹنا بھی گزر چکا ہے اور ایک نے کہا کہ روم کا غالب ہونا بھی گزر چکا ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى قَرِيضًا اسْتَعَصَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اَعْنِي عَلَيْهِمْ بِسَبْعِ كَسْبِ يَوْسُفَ فَاحْذَتْهُمْ السَّنَةُ حَتَّى حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُودَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ وَجَعَلَ يَخْرُجُ مِنَ الْأَرْضِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَاتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ أَيْ مُحَمَّدُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَكْشِفَ عَنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ تَعَوَّذُونَ بَعْدَ هَذَا فِي حَدِيثٍ مَنْصُورٍ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ﴾ إِلَى ﴿عَائِدُونَ﴾ أَنْكَشِفَ عَنْهُمْ عَذَابَ الْأَخِرَةِ فَقَدْ مَضَى الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَقَالَ أَحَدُهُمُ الْقَمَرُ وَقَالَ الْأَخْرُ وَالرُّومُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ زمین سے دھواں سانگنے لگا تو پہلی روایت میں ہے کہ مرد اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سا دیکھنے لگا اور نہیں مخالفت ہے درمیان دونوں کے اس واسطے کہ وہ معمول ہے اس پر کہ اس کی ابتدا زمین سے تھی اور اس کی ابتدا زمین اور آسمان کے درمیان تھی اور نہیں تعارض ہے نیز درمیان قول اس کے کہ زمین سے نکلنے لگا اور قول اس کے کہ دھواں سا واسطے احتمال وجود دونوں امروں کے ساتھ اس طور کے کہ نکلے زمین سے بخار دھویں کی صورت پر زمین کی گرمی کی شدت اور جوش سے نہ مینہ برسنے کے سبب سے اور تھے دیکھتے اپنے اور آسمان کے درمیان مانند دھویں کے بھوک کی بہت گرمی سے۔ (فتح)

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہم کھولتے ہیں عذاب تھوڑے دنوں تم پھر وہی کرتے ہو اس کے قول تک کہ ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنتَقِمُونَ﴾.

۴۴۵۱- حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا عبد اللہ بن

۴۴۵۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ

مسعود بنی النضر نے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں لازم اور روم اور بطشہ اور قمر اور دخان۔

الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ لِلزَّيَامِ وَالرُّومِ وَالْبَطْشَةَ وَالْقَمَرَ وَالِدُّخَانَ.

سورہ جاثیہ کی تفسیر کا بیان

جاثیہ کے معنی ہیں کھڑے زانو بیٹھنے والے۔

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ
جَاثِيَةٌ مُسْتَوْفِزِينَ عَلَى الرُّكْبِ.

فائدہ: کہا جاتا ہے استوفز فی قعدتہ جب کہ بیٹھے کھڑے زانو پر بغیر اطمینان اور آرام کے، اللہ نے فرمایا ﴿وترى كل امة جاثية﴾۔

یعنی اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں ہم تھے لکھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون﴾۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «نَسْتَسِخُ» نَكْتُبُ.

اور نسا کم کے معنی ہیں ہم چھوڑ دیں گے تم کو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فالیوم نسا کم کما نسیتم﴾ یعنی ہم چھوڑ دیں گے تم کو جیسا تم نے چھوڑا اور یہاں اطلاق ملزوم کا ہے اور ارادہ لازم کا ہے اس واسطے کہ جو بھلایا گیا وہ چھوڑا گیا بغیر عکس کے۔

«نَسَاكُمْ» نَتْرُكُمْ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور نہیں ہلاک کرتا ہم کو مگر زمانہ۔

بَابُ «وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ» الْآيَةِ.

۳۳۵۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے کہ زمانے کو برا کہتا ہے اور میں ہوں زمانے کے پھیرنے والا میرے ہاتھ میں ہے سب اختیار پلٹتا ہوں رات اور دن کو۔

۴۴۵۲۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِنُنِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلِبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ.

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے کہ لوگ کفر کی حالت میں کہتے تھے کہ ہم کو تو رات اور دن ہلاک کرتا ہے وہی ہم کو مارتا ہے وہی زندہ کرتا ہے سو اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا اور کہتے ہیں کہ نہیں وہ مگر زندگی دنیا کی، الآیۃ کہا سو برا

کہتے ہیں زمانے کو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایذا دیتا ہے مجھ کو آدمی کہا قرطبی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ خطاب کرتا ہے مجھ سے ساتھ اس چیز کے کہ ایذا پاتا ہے اس سے وہ شخص کہ جائز ہے بیچ حق اس کے ایذا پانی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ پاک ہے اس سے کہ پہنچے طرف اس کی ایذا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ توسع کے قبیل سے ہے کلام میں اور مراد اس سے یہ ہے کہ جس شخص سے یہ واقع ہو تعرض کیا اس نے واسطے اللہ تعالیٰ کے غضب کے اور یہ جو کہا کہ میں ہوں زمانہ تو کہا خطاب نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ہوں صاحب اور مالک زمانے کا اور مدبر کاموں کا کہ منسوب کرتے ہیں ان کو زمانے کی طرف سو جو زمانے کو برا کہے اس سبب سے کہ وہ فاعل ہے ان کاموں کا تو پھرتا ہے برا کہنا اس کا اس کے رب کی طرف کہ فاعل اس کا ہے یعنی اس واسطے کہ زمانہ اللہ کی قدرت میں ہے اس کا پھیرنے والا اللہ ہے اور زمانے کو برا کہنا اللہ تعالیٰ کو برا کہنا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ زمانہ طرف ہے واسطے واقع ہونے ان کاموں کے اور ان کی عادت تھی کہ جب ان کو کوئی کمزور چیز پہنچتی تو اس کو زمانے کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ کم بختی زمانے کی اور کہا امام نووی رحمہ اللہ نے کہ ان کی عادت تھی کہ گردش اور مصیبت کے وقت زمانے کو برا کہتے تھے سو فرمایا کہ اس کو برامت کہو اس واسطے کہ اس کا فاعل اللہ ہے سو گویا کہ فرمایا اس کے فاعل کو برامت کہو اس واسطے کہ جب تم نے اس کو برا کہا تو مجھ کو برا کہا۔ (فتح)

سورۃ الاحقاف کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْاِحْقَافِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿تَفِيضُونَ﴾ تَقْوُونَ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَثَرَةٌ وَاَثَرَةٌ وَاَثَرَةٌ بَقِيَّةٌ مِّنْ عِلْمٍ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ تفیضون کے معنی ہیں کہ تم کہتے ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ہو اعلم بما تفیضون فیہ﴾ اور کہا بعض نے کہ ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی بقیہ علم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او اثارۃ من علم﴾۔

فائدہ: یعنی جو کچھ علم جو چلا آتا ہے اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے اس کو اثارۃ پڑھا ہے یعنی کوئی خاص علم جو فقط تم ہی کو ملا اور ان کو نہیں ملا اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو حسن اور قتادہ نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد اثارۃ سے خط ہے کہ اس کو عرب زمین میں لکھتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بِدْعَا مِنَ الرُّسُلِ﴾ لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں پہلا رسول نہیں بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَرَأَيْتُمْ﴾ هَذِهِ الْاَلِفُ اِنَّمَا هِيَ تَوْعُدٌ اِنْ صَحَّ مَا تَدْعُونَ لَا

یعنی اور کہا اس کے غیر نے کہ ہمزہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں واسطے وعید کے ہے اگر صحیح ہو جس کو تم پکارتے

ہو تو نہیں مستحق ہے کہ پوجا جائے اور اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ارایتم﴾ میں آنکھ کا دیکھنا مراد نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ کیا تم جانتے ہو کیا تم کو پہنچی یہ بات کہ جن کو تم اللہ کے سوائے پکارتے ہو انہوں نے کوئی چیز پیدا کی۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قل ارایتم ما تدعون من دون اللہ ارونی ما ذا خلقوا من الارض ام لهم شرك في السموات﴾ یعنی بھلا بتلاؤ تو جس چیز کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے زمین میں سے کون سی چیز کو پیدا کیا یا آسمان میں ان کی کچھ شرکت ہے مراد یہ ہے عبادت خالق کا حق ہے اور تم جو بتوں کی عبادت کرتے ہو ان کی خالقیت ثابت کرو۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا جاؤں گا قبر سے اور گزر چکے ہیں کئی طبتے آدمیوں کے مجھ سے پہلے یعنی کوئی ان میں سے اب تک زندہ نہیں ہوا اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ کی جناب میں کہتے ہیں ہائے خرابی تجھ کو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ نہیں یہ مگر کہانیاں پہلوں کی۔

۴۴۵۳۔ حضرت یوسف بن ماہک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا مروان مدینے پر حاکم تھا یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم بنایا تھا اس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے (اور معاویہ نے چاہا کہ اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنائے سو اس نے یہ بات مروان کی طرف لکھی کہ لوگوں سے یزید کی بیعت لے مروان نے لوگوں کو جمع کیا) پھر خطبہ پڑھا سو یزید کو ذکر کرنے لگا (یعنی لوگوں کو اس کی بیعت کی طرف بلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے معاویہ کے دل میں خوب بات ڈالی کہ اپنے بیٹے کو اپنا خلیفہ بنا دے

يَسْتَحِقُّ أَنْ يُعْبَدَ وَلَيْسَ قَوْلُهُ أَرَأَيْتُمْ بَرُورِيَةِ الْعَيْنِ إِنَّمَا هُوَ اتَّعَلَمُونَ أَبْلَغَكُمْ أَنْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ خَلَقُوا شَيْئًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمْ أَتَعِدَانِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَكْبِرَانِ اللَّهُ وَبِئْسَ لِلَّذِينَ آمَنُوا إِنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا يَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾

۴۴۵۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانَ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةَ فَحَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يَبَايَعَهُ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرِ شَيْئًا فَقَالَ خُدُوهُ فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمَّا يَقْدِرُوا فَقَالَ مَرْوَانَ إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ

اللَّهُ فِيهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لَوْلَا إِلَهُي لَكُمَا
أَتَعِدَّانِي﴾ فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ
الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ
الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عُذْرِي.

سو البتہ خلیفہ بنایا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے) تاکہ اس کے
باپ کے بعد اس کی بیعت ہو سو عبدالرحمن نے اس کو کچھ کہا
یعنی کہا کہ یہ ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے کیا تم اپنی اولاد کے
واسطے بیعت چاہتے ہو؟ یعنی یہ رسم کفار کی ہے کہ اپنے بیٹوں
کو خلیفہ کرتے ہیں، کہا مروان نے کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ
عنہ کی سنت ہے، عبدالرحمن نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ٹھہرایا
اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کسی کے حق میں اپنی اولاد سے کہا مروان
نے کہ اس کو پکڑو عبدالرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں
داخل ہوئے تو لوگ ان کو پکڑ نہ سکے (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کی ہیبت اور عیب کے سبب سے کوئی ان کے گھر میں داخل نہ
ہو سکا، سو مروان نے کہا کہ یہ ہے جس کے حق میں اللہ نے یہ
آیت اتاری کہ جس نے کہا اپنے ماں باپ کو کہ میں بیزار
ہوں تم سے (یعنی اور پھر مروان منبر سے اتر کر حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور ان سے کلام کرنے لگا) تو
عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے
ہمارے حق میں کچھ چیز قرآن سے نہیں اتاری سوائے اس
کے کہ اللہ نے میرا عذر اتارا۔

فائدہ: یعنی جو آیت کہ سورہ نور میں ہے اہل اقلک کے قصے میں اور پاک ہونے ان کے میں اس چیز سے کہ عیب
اگایا ان کو بہتان باندھنے والوں نے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مروان جھوٹا ہے قسم ہے
اللہ کی نہیں اتاری گئی یہ آیت مگر فلانے فلانے کے حق میں لیکن حضرت ﷺ نے لعنت کی مروان کے باپ کو اور
حالانکہ مروان اس کی پشت میں تھا اور البتہ شور کیا ہے بعض رافضیوں نے سو کہا کہ یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا دلالت کرتا
ہے کہ اللہ کا قول ثانی اثنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نہیں ہے اور نہیں ہے اس طرح جیسا کہ اس رافضی نے
سمجھا بلکہ مراد ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے فیما ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں پھر یہ استثناء عموم نفی سے ہے نہیں تو مقام
تخصیص کرتا ہے اور جو آیتیں کہ ان کے عذر میں ہیں وہ ان کی نہایت مدح میں ہیں اور مراد نفی اس چیز کے اتارنے
کی ہے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے ذم جیسا کہ بیچ قصے قول اس کے کی ہے اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ میں

بیزار ہوں تم سے، آخر تک۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں پھر جب دیکھا انہوں نے اس کو ابر سامنے آیا ان کے نالوں کے تو بولے کہ یہ ابر ہے ہم پر برسنے والا کوئی نہیں بلکہ درحقیقت یہ وہ چیز ہے جس کو جلدی طلب کرتے تھے تم ہوا ہے جس میں عذاب ہے درد دینے والا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عارض کے معنی ہیں بادل۔

۴۴۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو ہنستے نہیں دیکھا یہاں تک کہ میں آپ کے تالو کا کوادیکھوں یعنی جو گوشت کہ تالو کی نہایت بلندی میں لٹکا ہوا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تبسم فرماتے تھے کہا اور دستور تھا کہ جب بادل یا ہوا دیکھتے تو آپ کے چہرے میں ملال پھینا جاتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! لوگ جب بادل کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اس امید سے کہ اس میں مینہ ہو اور میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ اس کو دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے میں ناخوشی پھینا جاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! میں بے خوف نہیں اس سے کہ اس میں عذاب ہو عذاب ہو ایک قوم کو ساتھ آندھی کے اور ایک قوم نے عذاب کو دیکھا سو کہنے لگے کہ یہ ابر ہم پر برسے گا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿عَارِضٌ﴾ السَّحَابُ.

۴۴۵۴۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيْنِي حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ إِذَا رَأَى غَيْمًا أَوْ رِيحًا عَرَفَ فِي وَجْهِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الْغَيْمَ فَرِحُوا رَجَاءً أَنْ يَكُونَ فِيهِ الْمَطَرُ وَأَرَاكَ إِذَا رَأَيْتَهُ عَرَفَ فِي وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا يُؤْمِنِي أَنْ يَكُونَ فِيهِ عَذَابٌ عَذِبَ قَوْمٍ بِالرِّيحِ وَقَدْ رَأَى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوا ﴿هَذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾.

فائدہ: یہ جو کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تبسم فرماتے تھے تو نہیں منافی ہے یہ اس چیز کو کہ آئی ہے دوسری حدیث میں کہ آپ بنے یہاں تک کہ آپ کے اگلے دانت ظاہر ہوئے اس واسطے کہ ظاہر ہونا اگلے دانتوں کا نہیں مستلزم ہے ظاہر ہونے گوشت تالو کے کو اور یہ جو کہا کہ آپ کے چہرے میں ناخوشی پھینا جاتی تو تعبیر کی گئی ہے اس چیز سے کہ ظاہر ہے چہرے میں ساتھ کراہیت کے اس واسطے کہ وہ شمرہ اس کا ہے اور واقعہ: دا ہے بیچ روایت عطا کے عائشہ رضی اللہ عنہا

سے اس حدیث کے اول میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب آندھی چلتی تو یہ دعا پڑھتے ((اللھُمَّ انی اسألك خیرھا وخیر ما فیھا وخیر ما أرسلت به واعوذ بک من شرھا وشر ما فیھا وشر ما أرسلت به)) اور جب آسمان برابر ہوتا تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور اندر جاتے اور باہر آتے اور جاتے پھر جب مینہ بر جاتا تو آپ سے وہ حالت دور ہوتی اور یہ جو کہا کہ عذاب ہوا ایک قوم کو آندھی سے تو ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو آندھی سے عذاب ہوا تھا وہ لوگ اور بن اور جنہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ ابرہم پر برسے گا وہ لوگ اور ہیں اس واسطے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب نگرہ دوہرایا جائے نگرہ کر کے تو وہ اول کا غیر ہوتا ہے لیکن ظاہر آیت باب کا یہ ہے کہ جن کو آندھی سے عذاب ہوا وہی ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ یہ ابرہم پر برسے گا سواسی سورہ میں ہے ﴿واذکر اخاعاد اذ اندر قومہ بالاحقاف﴾ الآیۃ اور ان میں یہ بھی ہے کہ جب دیکھا انہوں نے اس کو کہ سامنے آیا ان کے نالوں کے تو کہنے لگے کہ یہ مینہ ہے ہم پر برسے والا نہیں بلکہ یہ وہ چیز ہے کہ جلدی مانگتے تھے تم اس کو ہوا ہے جس میں عذاب ہے درد دینے والا، اور کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ عاد دو قومیں ہوں ایک قوم احقاف والی اور وہ عارض والے ہیں جن کے سامنے ابر آیا تھا اور ایک قوم ان کے سوائے اور ہوں۔ میں کہتا ہوں اور نہیں پوشیدہ ہے بعد اس احتمال کے لیکن حدیث اس کا احتمال رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نجم میں فرمایا ہے ﴿وانہ اھلک عاد الاولی﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا عاد پہلے کو اس واسطے کہ یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اس جگہ دوسری قوم عاد کی یہی ہے اور البتہ روایت کیا ہے قصہ دوسرے عاد کا احمد نے ساتھ سند حسن کے حارث بن حسان سے کہ میں اور علا حضرتی رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کی طرف چلے، الحدیث۔ اور اس میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی اور اس کے رسول کی کہ عاد کے ایچیوں کی طرح ہو فرمایا اور کیا حال ہے عاد کے ایچیوں کا اور وہ زیادہ تر جانے والے تھے حدیث کو لیکن وہ مجھ سے سننا چاہتے تھے سو میں نے کہا کہ عاد کی قوم پر قحط پڑا تو انہوں نے قیل کو معاویہ بن بکر کی طرف کے میں بھیجا کہ ان کے واسطے مینہ مانگے سو وہ ایک مہینہ اس کی مہمانی میں رہا دو لونڈیاں اس کے آگے گاتی تھیں پھر اس نے ان کے واسطے مینہ مانگا تو ان کے اوپر کئی بدلیاں گزریں انہوں نے کالی بدلی کو اختیار کیا سو ندا آئی کہ لے اس کو کہ نہ چھوڑے قوم عاد سے کسی کو اور ظاہر یہ ہے کہ یہ دوسرے عاد کا قصہ ہے اور اس بنا پر لازم آتا ہے کہ مراد ساتھ اللہ تعالیٰ کے قول کے ایحاد عاد کوئی اور پیغمبر ہے سوائے ہود علیہ السلام کے اور اللہ خوب جانتا ہے۔ (فتح)

سورۃ محمد ﷺ کی تفسیر کا بیان
یعنی اوزارہا کے معنی ہیں گناہ اپنے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی مگر مسلمان۔

سُورَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
﴿أَوْزَارَهَا﴾ اِنَّمَا هِيَ حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا

مُسْلِمًا.

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿حتی تضع الحرب اوزارها﴾ کہا ابن تین نے کہ اوزار کے معنی گناہ

بخاری رحمہ اللہ کے سوا اور کسی نے نہیں کیے اور معروف یہ ہے کہ مراد ساتھ اوزار کے ہتھیار ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں اور ابن تین نے جس کی لٹی کی ہے اس کے غیر نے اس کو جانا ہے کہا ابن قرقول نے کہ یہ تفسیر محتاج ہے طرف تفسیر کے اور یہ اس واسطے ہے کہ حرب کے واسطے کوئی گناہ نہیں سو شاید وہ فراء کے قول کے موافق ہے کہ مراد آنام اہلہا ہے یعنی گناہ لڑائی والوں کے پھر حذف کیا گیا مضاف اور باقی رکھا گیا مضاف الیہ اور لفظ فراء کا یہ ہے کہ ہا اوزار حاکمیں واسطے اہل حرب کے ہے یعنی گناہ ان کہا نحاس نے یہاں تک کہ رکھے اہل آتام کو سو نہ باقی رہے کوئی مشرک اور احتمال ہے کہ حرب کی طرف پھرے اور مراد ساتھ اوزار کے ہتھیار اس کے ہیں سو جس چیز کو ابن تین نے مشہور بتلایا تھا اس کو اس نے احتمال ٹھہرایا۔ (فتح) اور یہ جو کہا آتامہا یعنی یا ہتھیار اپنے اور بوجھ اپنے اور یہ مجاز حذف کے قبیل سے ہے یعنی یہاں تک کہ رکھے امت لڑائی والی یا فرقہ لڑائی کرنے والا ہتھیار اپنے اور مراد یہ ہے کہ لڑائی بالکل موقوف ہو جائے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی مگر مسلمان تو معنی یہ ہیں یہاں تک کہ رکھیں اہل حرب اپنے گناہوں کو اور مشرک کو اور وہ غایت ہے واسطے حرب کے یا شد کے یا من اور خدا کے یا واسطے مجموع کے یعنی یہ احکام جاری ہیں بچ ان کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے لڑائی مشرکوں سے ساتھ دور ہونے شوکت ان کی کے۔ (ق)

عرفہا کے معنی ہیں بیان کیا اس کو اللہ نے فرمایا ﴿عرفہا﴾
 لہم ﴿یعنی بیان کیا واسطے ان کے ان کی جگہوں کو
 بہشت میں۔

﴿عَرَفَهَا﴾ بَيْنَهَا.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ اس قول میں کہ مراد مولیٰ سے
 دوست اور کار ساز ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا﴾
 وَلِيَّهُمْ.

عزم الامر کے معنی ہیں جب پکا ہو قصد کام کا، اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ﴿فاذا عزم الامر﴾.

﴿فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ﴾ أَي جَدَّ الْأَمْرُ.

یعنی لا تهنوا کے معنی ہیں نہ ست ہو جاؤ۔

﴿فَلَا تَهِنُوا﴾ لَا تَضَعُوا.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اضغانہم کے معنی ہیں
 حسد اور کینہ ان کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان لن يخرج
 اللہ اضغانہم﴾.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَضْغَانَهُمْ﴾
 حَسَدُهُمْ.

آسن کے معنی ہیں بگڑا ہوا۔

﴿اسْنٍ﴾ مُتَغَيِّرٍ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اور توڑو اپنی

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتَقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾.

برادری سے۔

۴۴۵۵ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ لَهُ مَهْ قَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَذَلِكَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَقْرَأَ وَإِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾.

۳۳۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو بنایا پھر جب ان کے بنانے سے فارغ ہوا تو آدمیوں کی قرابت نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا دامن کرم پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ باز رہ یا یوں؟ اس نے (زبان حال سے) کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے فریاد چاہے یعنی میں اس واسطے کھڑی ہوں کہ قطع برادری سے پناہ چاہتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں اس بات سے کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے، قرابت نے کہا کیوں نہیں! اب میں راضی ہوں، کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ اگر چاہو تو اس کی سند قرآن سے پڑھ لو، اللہ تعالیٰ منافقوں سے فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور توڑو دانتے۔

فائدہ: اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ برادری سے سلوک کرنا فرض ہے جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی اور فرغ کے معنی ہیں تمام اور پورا کیا اور یہ جو کہا کہ آدمیوں کی قرابت کھڑی ہوئی تو احتمال ہے کہ ہو حقیقت پر اور جائز ہے کہ اعراض جسم پکڑیں اور کلام کریں ساتھ ان کے اور جائز ہے کہ ہو حذف پر یعنی فرشتہ کھڑا ہو اور قرابت کے حال کے مطابق کلام کیا اور احتمال ہے کہ ہو بطور ضرب المثل اور استعارہ کے اور مراد تعظیم شان اس کے کی ہے اور فضیلت جوڑنے والی اس کے کی اور گناہ توڑنے والے اس کے کا اور یہ جو کہا کہ اس نے اللہ کا دامن کرم پکڑا تو بعض شارحین حذف پر چلے ہیں یعنی اس نے عرش کا پایا پکڑا اور کہا عیاض نے کہ حقو کے معنی ہیں جگہ باندھنے تہہ بند کی یعنی کمر اور وہ جگہ ہے کہ پناہ پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے عرب کی عادت کی بنا پر پس استعارہ کیا گیا یہ واسطے رحم کے بطور مجاز کے بچ پناہ مانگنے اس کے کی ساتھ اللہ کے قطع کرنے سے انتہی۔ اور کبھی خود تہہ بند کو بھی حقو کہا جاتا ہے جیسے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنا تہہ بند دیا اور فرمایا کہ اس کو کفن کے نیچے پہناؤ اور یہی معنی مراد ہیں اس جگہ اور یہی ہے کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ پنچہ مارنے کے ساتھ اس کے وقت پیچھا کرنے کے پناہ پکڑنے میں اور طلب کے اور معنی اس بنا پر صحیح ہیں باوجود پاک جاننے اللہ کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے کہا طبی نے

کہ یہ قول مبنی ہے استعارہ تمثیلی پر گویا کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے حالت رحم کو اور جس چیز پر کہ وہ ہے محتاج ہونے سے طرف جوڑنے کے ساتھ حال پناہ مانگنے والے کے کہ پکڑتا ہے تہہ بند مستجاریہ کا پھر مسنوب کی بطور استعارہ تمثیلی کے وہ چیز کہ لازم ہے مشبہہ کو قیام سے پس ہوگا قرینہ مانع ارادے حقیقت کے سے پھر تشریح کیا گیا ساتھ قول کے اور پکڑنے کے اور ساتھ لفظ حقو کے پس وہ استعارہ اور ہے اور یہ جو کہا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے فریاد چاہے تو یہ اشارہ ہے طرف مقام کے یعنی قیام میرا اس میں بجائے اس شخص کے ہے جو تیری پناہ مانگے۔

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمَزَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ
عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحُبَابِ
سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا ثُمَّ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اقْرَأْ وَإِنْ شِئْتُمْ «فَهَلْ عَسَيْتُمْ»

حدیث بیان کی سعید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس کے یعنی
اس حدیث کے جو پہلے ہے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر
تم چاہو تو میری اس بات کی سند قرآن سے پڑھ لو۔

فائدہ: حاصل اس کا یہ ہے کہ جس چیز کو سلیمان نے موقوف بیان کیا ہے حاتم نے اس کو مرفوع بیان کیا ہے۔

حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ
أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةَ بْنُ أَبِي الْمُرَدِّدِ بِهَذَا قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقْرَأْ
وَإِنْ شِئْتُمْ «فَهَلْ عَسَيْتُمْ»

حاصل اس کا یہ ہے کہ موافقت کی ہے عبداللہ نے حاتم کی
اوپر مرفوع کرنے اس کلام اخیر کے ساتھ اس اسناد اور متن
کے۔

تنبیہ: اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ تاویل قول اللہ تعالیٰ کے «ان تولیتہ» سوا کثر علماء اس پر ہیں کہ وہ مشتق
ہے ولایت سے یعنی اگر تم حاکم ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ساتھ معنی پیٹھ پھیرنے کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ اگر تم حق کے
قبول کرنے سے منہ پھیرو تو شاید واقع ہو تم سے جو ذکر کیا گیا ہے اور پہلے معنی مشہور ہیں۔ (فتح)

سورۃ الفتح کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «سَيَمَاهُمْ فِي
وُجُوهِهِمْ» السَّحْنَةُ.

یعنی کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں سیما کے
معنی ہیں نرمی چہرے کی یا ہیئت یا حال، اللہ تعالیٰ نے
فرمایا «سَيَمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ اَثْرِ السُّجُودِ»
یعنی نشانی نیک ہونے کی ان کے کی نرم ہونا ان کے
چہرے کا ہے ان کے چہرے میں سجدے کے اثر سے۔

یعنی اور کہا منصور نے مجاہد سے کہ سیما کے معنی ہیں
وَقَالَ مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ اَلتَّوَاضِعُ.

تواضع اور عاجزی۔

یعنی شطّاء کے معنی ہیں سبزہ اور فاستغْلَظ علی سوقہ کے معنی ہیں موٹی ہوئی نالی اس کی اور ساق نالی درخت کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كُزْرِعِ اٰخِرَجِ شَطّٰٓءِ فَاَزْرَهُ فَاَسْتَغْلَظِ فَاَسْتَوِیْ عَلٰی سَوْقِہٖ﴾۔

اور کہا جاتا ہے دائرۃ السوء مانند قول تیرے کے مرد بد اور مراد دائرۃ السوء سے عذاب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السُّوْءِ﴾ یعنی ان پر پھیر مصیبت کا پڑے۔

یعنی تعزروہ کے معنی ہیں کہ اس کی مدد کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتَعْزُرُوْہٖ﴾۔

یعنی مراد شطّاء سے پٹھالی کا ہے پھر تفسیر کیا ہے اس کو سو کہا کہ اگاتا ہے دانہ دس بالیوں کو اور آٹھ کو اور سات کو پھر مضبوط ہوتا ہے بعض بعض سے سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے فآزرہ یعنی مضبوط کیا اس کو اور اگر صرف ایک ہی ہوتا تو نالی پر قائم نہ ہوتا اور یہ مثل ہے کہ بیان کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے واسطے پیغمبر کے جب کہ اکیلے نکلے یعنی جب پہلے پیغمبر ہوئے اس وقت اکیلے تھے پھر زور دیا ان کو اللہ نے ان کے اصحاب سے جیسے قوی کیا دانے کو ساتھ اس چیز کے کہ اگتی ہے اس سے۔

فآزرہ: اور بعض کہتے ہیں احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مکے سے نکلے اس وقت اکیلے تھے پھر زور دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے انصار سے۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہم نے فتح کر دی تیرے واسطے صریح فتح۔

﴿شَطّٰٓءُ﴾ فِرَاحِہٖ ﴿فَاَسْتَغْلَظَ﴾ غَلَطٌ
﴿سَوْقِہٖ﴾ السَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرَةِ۔

وَيُقَالُ ﴿دَائِرَةُ السُّوْءِ﴾ كَقَوْلِكَ رَجُلٌ
السُّوْءِ وَدَائِرَةُ السُّوْءِ الْعَذَابُ۔

﴿تَعْزُرُوْہٖ﴾ تَنْصُرُوْہٖ۔

﴿شَطّٰٓءُ﴾ شَطِيْ السُّنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةَ
عَشْرًا اَوْ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا فَيَقْوٰی بَعْضُہٗ
بِبَعْضٍ فَاِنَّكَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿فَاَزْرَهُ﴾
قَوّٰہٗ وَلَوْ كَانَتْ وَاَحَدَةً لَّمْ تَقْمُ عَلٰی
سَاقٍ وَہُوَ مَثَلٌ ضَرَبَہٗ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ خَرَجَ وَحَدَہٗ ثُمَّ
قَوّٰہٗ بِاَصْحَابِہٖ كَمَا قَوّٰی الْحَبَّةَ بِمَا
يُنْبِتُ مِنْہَا۔

حضرت ﷺ اپنے کسی سفر میں چلے جاتے تھے یعنی سفر عمرہ حدیبیہ میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کچھ پوچھا سو حضرت ﷺ نے ان کو جواب نہ دیا پھر حضرت ﷺ سے پوچھا پھر بھی حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا پھر پوچھا پھر بھی آپ ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر کی ماں روئے تو نے حضرت ﷺ کا تین بار پیچھا کیا آپ نے ہر بار تجھ کو جواب نہیں دیا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں اپنا اونٹ چھیڑ کر لوگوں کے آگے بڑھا اور میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترے سو مجھ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ مجھ کو پکارتا ہے میں نے کہا البتہ میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترتا ہو سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورت اتری کہ میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے پھر حضرت ﷺ نے ﴿انا فتحنا﴾ کی سورت پڑھی یعنی سورہ ﴿انا فتحنا﴾ اتری ہے۔

مَا لِكَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَكَلْتُ أَمْ عُمَرُ نَزَرَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَكْتُ بَعِيرِي ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يُنَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِيتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِحًا يَصْرُخُ بِي فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أَنْزَلْتُ عَلَى اللَّيْلَةِ سُورَةَ لَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾.

فائدہ: یہ جو کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کچھ پوچھا سو حضرت ﷺ نے ان کو کچھ جواب نہ دیا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ہر کلام کے واسطے جواب نہیں بلکہ بعض کلام کا جواب سکوت ہوتا ہے اور دوہرا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سوال کو یا تو اس واسطے تھا کہ وہ ڈرے کہ حضرت ﷺ نے نہ سنا ہو یا جو بات پوچھتے تھے وہ ان کے نزدیک مہم تھی اور شاید حضرت ﷺ نے ان کو اس کے بعد جواب دیا ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے پہلی بار جواب نہ دیا واسطے مشغول ہونے آپ کے ساتھ اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے اترنے وحی کے سے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی ماں روئے تو دعا کی عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس پر بہ سبب اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس سے الحاح سے اور احتمال ہے کہ نہ ارادہ کیا ہو عمر رضی اللہ عنہ نے بد دعا کا اپنی جان پر تھپتھپا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ان لفظوں سے ہے کہ بولے جاتے

ہیں وقت غصے کے اور ان کے معنی مقصود نہیں ہوتے اور یہ جو کہا کہ وہ سورت میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے یعنی واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بشارت سے ساتھ مغفرت کے اور فتح کے کہا ابن عربی نے کہ یہ جو فرمایا کہ یہ سورت جو مجھ کو ملی افضل ہے میرے نزدیک تمام دنیا سے یعنی اس چیز کو ساری دنیا سے افضل کہا تو شرط مفاضلہ کی یہ ہے کہ دونوں چیزیں اصل معنی میں برابر اور مساوی ہوں پھر ایک دوسرے پر زیادہ ہو اور نہیں ہے برابر درمیان اس مرتبے کے اور دنیا کے بالکل اور جواب دیا ہے ابن عربی نے جس کا حاصل یہ ہے کہ کبھی افضل تفضیل سے ایک دوسرے سے افضل ہونا مراد نہیں ہوتا بلکہ مراد اصل فعل کے معنی ہوتے ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خیر مستقر و احسن مقيلا﴾ اور نہیں ہے کم و بیش ہونا درمیان بہشت اور دوزخ کے یا واقع ہوا ہے خطاب اس چیز پر کہ قرار گیر ہے اکثر لوگوں کے جی میں اس واسطے کہ اکثر لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے برابر کوئی چیز نہیں یا یہ کہ وہ مقصود ہے سو خبر دی ساتھ اس کے کہ وہ نزدیک آپ کے بہتر ہے اس چیز سے کہ گمان کرتے ہیں کہ کوئی چیز اس سے افضل نہیں اور احتمال ہے کہ مراد مفاضلہ ہو درمیان اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ آیت اور درمیان اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر اور آیتیں جو متعلق ہیں ساتھ اس کے سو ترجیح دی اس کو اور تمام آیتیں اگرچہ امور دنیا سے نہیں ہیں لیکن وہ اہل دنیا کے واسطے اتری ہیں پس داخل ہو میں سب اس چیز میں کہ چڑھتا ہے اس پر سورج۔ (فتح)

۴۴۵۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا
عُنْدَهُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا
مُبِينًا﴾ قَالَ الْحَدِيثُ.

۴۴۵۷ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾ میں صلح سے صلح حدیبیہ کی ہے۔

فائدہ: اکثر اس پر ہیں کہ مراد صلح سے اس آیت میں صلح حدیبیہ کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد فتح مکہ ہے۔ (ق)

۴۴۵۸ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
مُعَقَّلٍ قَالَ قَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ سُورَةَ الْفَتْحِ فَرَجَعَ فِيهَا قَالَ
مُعَاوِيَةُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَحْكِي لَكُمْ قِرَاءَةَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَفَعَلْتُ.

۴۴۵۸ - حضرت عبد اللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے دن سورہ فتح پڑھی سو اس میں ترجیح کی (یعنی آواز کو قرأت کے ساتھ دوہرایا جیسے اونٹ والے دوہراتے ہیں) کہا معاویہ راوی بنے کہ اگر میں چاہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت کو تمہارے واسطے دکایت کروں تو کر سکتا ہوں یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت مجھ کو خوب یاد ہے۔

فائدہ: توحید میں اس حدیث کو اس طور سے روایت کیا ہے کہ راوی نے پوچھا کہ آپ کی ترجیح کس طرح تھی کہا اے اے اے تین بار کہا قرطبی نے کہ یہ محمول ہے اوپر اشباع مد کے اس کی جگہ میں اور بعض کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ

سوار تھے سو حاصل ہوئی ترجیح ہلانے اونٹنی کے سے اور اس تاویل میں نظر ہے اس واسطے کہ اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ آپ نرم اور آہستہ قرأت پڑھتے تھے سو فرمایا کہ اگر اس کا ڈرنہ ہوتا کہ لوگ ہمارے گرد جمع ہو جائیں گے تو میں اسی آواز سے پڑھتا اور میں اس مسئلے کو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں لکھوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور وہ حدیث

یہ ہے لیس منا من لم یبعث بالقرآن۔ (بخ)
 بَابُ قَوْلِهِ «لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
 ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُنِمْ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ
 وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا».

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں تاکہ معاف کرے تجھ کو
 اللہ جو آگے گزرے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے اور
 پوری کرے تجھ پر اپنی نعمتیں اور دکھائے تجھ کو سیدھی راہ۔

۴۴۵۹۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ
 تہجد کی نماز میں کھڑے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے قدم
 سوچ گئے سو کسی نے آپ سے کہا کہ اللہ نے آپ کے اگلے
 پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں یعنی آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے
 ہیں؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ
 ہوں۔

۴۴۵۹۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَحْبَرَنَا
 ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا زِيَادُ هُوَ ابْنُ عِلَاقَةَ أَنَّهُ
 سَمِعَ الْمُغِيرَةَ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ
 غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
 قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح صلوة اللیل میں گزر چکی ہے یہ جو کہا گیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں یعنی میری یہ عبادت
 گناہ بخشوانے کے واسطے نہیں ہے میں اپنے رب کے احسان کا شکر کرتا ہوں کہ میری مغفرت کا وعدہ کیا مجھ کو سب
 پیغمبروں سے افضل کیا معلوم ہوا کہ بندہ کسی طرح اپنے رب کی بندگی سے بے حاجت نہیں ہو سکتا اگر مغفرت ہوئی تو
 اس کی شکر گزاری واجب ہے اور یہ جو بعض جاہل بے دین فقیر کہتے ہیں کہ جب آدمی کامل ہو جائے تو اس کو عبادت
 کی کچھ حاجت نہیں سو اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ یہ بات نہایت غلط ہے اس واسطے کہ حضرت رضی اللہ عنہ سے
 زیادہ کامل کون ہے جس کو عبادت کی حاجت نہ ہو۔

۴۴۶۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ
 رات کو تہجد کی نماز کے واسطے کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ
 آپ کے قدم پھٹ گئے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت!
 آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ البتہ اللہ
 نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہیں
 حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں نہیں چاہتا کہ شکر گزار بندہ

۴۴۶۰۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى أَحْبَرَنَا حَيُّوَةَ عَنْ
 أَبِي الْأَسْوَدِ سَمِعَ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَقَطَّرَ
 قَدَمَاهُ فَقَالَتْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا

رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ
عَبْدًا شَكُورًا فَلَمَّا كَثُرَ لَحْمُهُ صَلَّى جَالِسًا
فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْتَعِعَ قَامَ فَقَرَأَ ثُمَّ رَتَعَ.

بنوں پھر جب آپ کا گوشت بہت ہو یعنی آپ کا بدن
بھاری ہوا تو آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی یعنی قرأت پھر جب
رکوع کا ارادہ کیا تو اٹھ کھڑے ہوئے سو قرأت پڑھی پھر
رکوع کیا۔

فائدہ: کہا ابن جوزی نے کہ نہیں وصف کیا کسی نے حضرت ﷺ کو ساتھ موٹا ہونے کے یعنی یہ کسی نے نہیں کہا کہ
حضرت ﷺ اخیر عمر میں موٹے ہو گئے تھے اور البتہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ آپ نے جو کی روٹی سے
ایک دن میں دوبار پیٹ بھر کے نہیں کھایا اور میں گمان کرتا ہوں کہ بعض راویوں نے بدن کے لفظ کو دیکھ کر گوشت کا
بہت ہونا سمجھ لیا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد بدن سے عمر کا بڑا ہونا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ خلاف ظاہر کا ہے اور
استدلال کرنا ساتھ اس کے کہ آپ نے جو کی روٹی سے پیٹ بھر کے نہیں کھایا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ ہوگا یہ جملہ
مجربات سے جیسا کہ کثرت جماع میں ہے اور گھومنے آپ کے ایک رات میں نو عورتوں اور گیارہ عورتوں پر باوجود نہ
سیر ہونے کے تنگی گزران کے اور کیا فرق ہے درمیان بہت ہونے منی کے باوجود نہ سیر ہونے کے اور درمیان بہت
ہونے گوشت کے بدن میں باوجود کم کھانے کے اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جسم
ہوئے اور ثقیل ہوئے تو اکثر اوقات بیٹھے نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ممکن ہے تاویل ثقل کی ساتھ اس کے کہ ثقیل ہوا
آپ پر اٹھانا گوشت کا اگرچہ کم تھا واسطے داخل ہونے آپ کے بڑھاپے میں اور یہ جو کہا کہ جب رکوع کا ارادہ
کرتے تو اٹھ کھڑے ہوتے تو ایک روایت میں ہے کہ پھر بقدرتیں یا چالیس آیت کے پڑھتے پھر رکوع کرتے اور
ایک روایت میں ہے کہ جب بقدرتیں یا چالیس آیتوں کے قرأت باقی رہتی تو اٹھ کر پڑھتے پھر رکوع کرتے اور مسلم
کی ایک روایت میں ہے کہ جب کھڑے ہو کر قرأت پڑھتے تو رکوع اور سجدہ بھی قیام سے کرتے اور جب بیٹھے
قرأت پڑھتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھے کرتے اور یہ محمول ہے پہلی حالت پر پہلے اس سے کہ داخل ہوں بڑھاپے میں
واسطے تطیق کے حدیثوں میں اور باقی بحث اس کی صلوة اللیل میں گزر چکی ہے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بیشک ہم نے بھیجا ہے
تجھ کو شاہد یعنی اپنی امت پر جو کرتے ہیں اور خوشخبری
سنانے والا یعنی ساتھ ثواب کے اس شخص کو جو تیرا حکم
قبول کرے اور ڈرانے والا ساتھ عذاب کے اس شخص کو
جو تیرا کہنا نہ مانے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا
وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾.

۴۴۶۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ

۴۴۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا

آیت جو قرآن میں ہے کہ اے نبی! ہم نے تجھ کو بھیجا شاہد اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اللہ نے توراہ میں فرمایا کہ اے نبی! ہم نے تجھ کو بھیجا شاہد اور مبشر، پناہ واسطے ان پڑھوں کے یعنی عرب کے تو بندہ میرا ہے اور پیغمبر میرا، میں نے تیرا نام متوکل رکھا نہیں سخت خو اور نہ سخت دل اور نہ شور کرنے والا بازاروں میں اور نہیں بناتا بدی کو ساتھ بدی کے یعنی نہیں بدلہ لیتا بدی کا ساتھ بدی کے لیکن معاف کرتا اور درگزر کرتا ہے اور ہرگز اللہ اس کے روح کو قبض نہ کرے گا یہاں تک کہ سیدھا کرے ساتھ اس کے دین ٹیڑھے کو ساتھ اس طور کے کہ لوگ کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کہیں سوکھولے گا ساتھ کلمہ توحید کے آندھی آنکھوں کو اور بہرے کانوں کو اور پردے والے یعنی غفلت والے دلوں کو۔

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ النَّبِيُّ فِي الْقُرْآنِ «يَأْيَهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا» قَالَ فِي التَّوْرَةِ يَأْيَهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَحَرًّا لِلْأَمِينِ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكَّلَ لَيْسَ بِفَطٍ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَابٍ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يَقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بَأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا عَمِيًّا وَآذَانًا صَمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا.

فائدہ: حرز کے معنی ہیں قلعہ متوکل یعنی اللہ پر توکل کرنے والا واسطے قناعت کرنے آپ کے کی تھوڑی چیز پر اور صبر کرنے کے مکروہ پر اور یہ جو کہا کہ نہیں سخت خو اور نہ سخت دل تو یہ موافق ہے واسطے اس آیت قرآن کے ﴿فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك﴾ اور نہیں معارض ہے یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو ﴿واغلظ عليهم﴾ اس واسطے کہ نفی محمول ہے آپ کی پیدائشی طبع پر اور امر محمول ہے معالجے پر یا نفی بہ نسبت مسلمانوں کے ہے اور امر بہ نسبت کافروں اور منافقوں کے جیسے کہ آئی ہے تصریح اس کی نفس آیت میں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ سیدھا کرے ساتھ اس کے دین ٹیڑھے کو یعنی یہاں تک کہ دور کرے شرک کو اور ثابت کرے توحید کو اور مراد ٹیڑھے دین سے کفر کا دین ہے آندھی آنکھوں کو یعنی جو حق سے اندھے ہیں اور مراد اس سے ہتھیتا اندھا ہونا نہیں اور اسی طرح کلام ہے کانوں میں اور دلوں میں اور کعب بنی النضر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جگہ پیدا ہونے اس کے کی مکہ ہے اور جگہ ہجرت اس کے کی مدینہ ہے اور بادشاہی اس کی شام میں ہے۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہی ہے جس نے

اتارا چین مسلمانوں کے دل میں۔

بَابُ قَوْلِهِ «هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ

فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ»

۴۴۶۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں

۴۴۶۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ

کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے قرآن پڑھتا تھا اور اس کا گھوڑا گھر میں بندھا تھا سو گھوڑا کودنے لگا سو مرد نے نکل کر نظر کی سو کچھ چیز نہ دیکھی اور گھوڑا کودنے لگا پھر جب صبح ہوئی تو اس نے یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ سکینت یعنی چین ہے جو قرآن کے پڑھنے کے سبب سے اترتا۔

إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَفَرَسٌ لَهُ مَرْبُوطٌ فِي الدَّارِ فَجَعَلَ يَنْفِرُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ فَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا وَجَعَلَ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّكِينَةُ تَنْزَلَتْ بِالْقُرْآنِ.

فائدہ: اس کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب بیعت کرتے ہیں تجھ سے درخت کے نیچے، آخر آیت تک۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ يَبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾.

۴۴۶۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ہم دن حدیبیہ کے چودہ سو آدمی۔

۴۴۶۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ أَلْفًا وَأَرْبَعِ مِائَةٍ.

۴۴۶۴۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بیعت درخت میں موجود تھے منع کیا حضرت ﷺ نے کتکر پھینکنے سے اور عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سنا کہا کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے پیشاب کرنے سے غسل خانے میں۔

۴۴۶۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهَبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ الْمُزَنِيِّ ابْنِي مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخُذْفِ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنَ صُهَبَانَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ الْمُزَنِيَّ فِي الْبَوْلِ فِي الْمَغْتَسَلِ يَأْخُذُ مِنْهُ الْوَسْوَاسُ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں مرفوع اور موقوف کو اس آیت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں بلکہ اس سورت کے ساتھ بھی کچھ تعلق نہیں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کو اس جگہ واسطے قول راوی کے بیچ اس کے کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو درخت کی بیعت میں موجود تھے پس یہ قدر ہے جو متعلق ہے ساتھ ترحمے کے اور مثل اس کی ہے وہ چیز جو کہ ذکر کی ہے اس کے بعد ثابت سے اور ذکر کرنا متن کا بالتبع ہے نہ بطور قصد

کے اور بہر حال حدیث دوسری سو وارد کیا ہے اس کو واسطے بیان تصریح کے ساتھ سماع عقبہ کے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اور یہ کاری گری بخاری رضی اللہ عنہ کی نہایت باریک بینی سے ہے پس واسطے اللہ کے ہے نیکی اس کی۔ (فتح)

۴۴۶۵ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّحَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ.

۴۴۶۵ - روایت ہے ثابت بن صحاح رضی اللہ عنہ سے اور تھا وہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے۔

فائدہ: امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے موضع حاجت کو ذکر کیا اور متن کو ذکر نہیں کیا سو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ نہیں چلتا ہے وہ ایک طرز پر بیچ وارد کرنے چیزوں تابع کے بلکہ کبھی حدیث سے صرف موضع حاجت کو ذکر کرتا ہے اور کبھی ساری حدیث کو بیان کرتا ہے۔

۴۴۶۶ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ سِيَاهٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ أَتَيْتُ أَبَا وَائِلٍ أَسْأَلُهُ فَقَالَ كُنَّا بِصِفِّينَ فَقَالَ رَجُلٌ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ عَلِيُّ نَعَمْ فَقَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ إِنَّهُمْ أَوْفَسَكُمُ فَلَقَدْ رَأَيْتَنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ يَعْنِي الصُّلْحَ الَّذِي كَانَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكِينَ وَلَوْ نَرَى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ أَلَيْسَ قِتَالَنَا فِي الْجَنَّةِ وَقِتَالُهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلَى قَالَ فَفِيمَ نُعْطِي الدِّينَةَ فِي دِينِنَا وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمُ اللَّهُ بَيْنَنَا فَقَالَ يَا ابْنَ الْعَطَّابِ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللَّهُ أَبَدًا فَرَجَعَ مَغْضَبًا فَلَمْ يَصْبِرْ حَتَّى

۴۴۶۶ - حضرت حبیب سے روایت ہے کہ میں ابو وائل کے پاس آیا اس حال میں کہ پوچھتا تھا (ان لوگوں سے جن کو علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا) یعنی خارجیوں سے تو اس نے کہا کہ ہم صفین (نام ہے ایک پرانے شہر کا جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع ہے وہاں معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی واقع ہوئی تھی اس کا نام جنگ صفین ہے) میں تھے سو ایک مرد نے کہا کہ کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف (یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی) کہ بلائے جاتے ہیں قرآن کی طرف تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں (یعنی میں لائق تر ہوں ساتھ قبول کرنے کے جب کہ بلایا جاؤں طرف عمل کے ساتھ کتاب اللہ کے یعنی میں قرآن کی منصفی پر راضی ہوتا ہوں اس واسطے کہ میں یقین جانتا ہوں کہ حق میرے ہاتھ میں ہے) تو خارجیوں نے (جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے) کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے ہم ان سے لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے) تو سہل بن حنیف نے کہا کہ اپنی جانوں کو عیب لگاؤ کہ تمہارا ارادہ لڑنے

جَاءَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْنَا عَلَى
الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ يَا ابْنَ
الْخَطَّابِ إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللَّهُ أَبَدًا فَنَزَلَتْ سُورَةُ
الْفَتْحِ.

کا ہے اور حالانکہ لڑنا ٹھیک نہیں سو ہم نے اپنے آپ کو جنگ
حدیبیہ کے دن دیکھا یعنی دن صلح کے جو حضرت ﷺ کے اور
مشرکوں کے درمیان واقع ہوئی اور اگر ہم لڑائی کو دیکھتے تو
البتہ لڑتے یعنی ہماری رائے یہ تھی کہ مشرکوں سے لڑیں سو
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حضرت ﷺ کے پاس آئے سو کہا کہ
کیا نہیں ہم حق پر اور مشرکین باطل پر کیا نہیں ہمارے مقتول
بہشت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں؟ حضرت ﷺ نے
فرمایا کیوں نہیں کہا پس کس سبب سے دیں ہم خصلت خسیس کو
اپنے دین میں یعنی ہم ایسی شرطوں کے ساتھ صلح کیوں قبول
کریں جس میں ہماری ذلت ہے اور اپنے دین میں اس طرح
کی ذلت کیوں اختیار کریں کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر
حضرت ﷺ کے پاس آجائے تو حضرت ﷺ اس کو کافروں
کے حوالے کر دیں اور اگر مسلمان کافروں کے پاس جائے تو
کافر اس کو نہ پھیر دیں اور ہم پھیریں یعنی مدینہ کو اور حالانکہ
اللہ تعالیٰ نے ہمارے اور ان کے درمیان حکم نہیں کیا سو
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے! میں بیشک
اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور اللہ مجھ کو ہرگز کبھی ضائع نہیں کرے
گا سو پھرے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس حال میں کہ غضبناک
تھے سونہ صبر کیا یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے
سو کہا کہ اے ابو بکر! کیا ہم نہیں حق پر اور مشرکین ناحق پر؟
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے! بیشک وہ
اللہ کے پیغمبر ہیں اور اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، پس
سورہ فتح اتری۔

فائدہ: اس کا سبب یہ ہے کہ جب اہل شام نے دیکھا کہ عراق والے یعنی علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ ان پر غالب
ہونے والے ہیں تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کا مصاحب تھا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ قرآن اٹھا کر

علیؑ کے سامنے لاؤ اور ان کو اس کے ساتھ عمل کرنے کی طرف بلاؤ اور ارادہ کیا اس نے ساتھ اس کے یہ کہ واقع ہو مطالعہ اور راحت پائیں اس سختی سے کہ واقع ہوئی ہے بچ اس کے سو جس طرح کہ اس نے گمان کیا تھا اسی طرح ہوا سو جب انہوں نے قرآن کو اٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب منصف ہے اور حضرت علیؑ کے لشکر والوں نے سنا اور ان میں سے اکثر لوگ نہایت دیا نندار تھے تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا جو مذکور ہوا سو راضی ہوئے حضرت علیؑ طرف منصفی کے واسطے موافقت ان کی کے اس یقین سے کہ حق ان کے ہاتھ میں ہے اور نسائی کی روایت میں اتنا لفظ زیادہ ہے بعد قول اس کے کہ ہم صفین میں تھے کہ پھر جب گرم ہوئی لڑائی ساتھ اہل شام کے یعنی معاویہؓ کا لشکر مغلوب ہوا تو عمر و بن عاصؓ نے معاویہؓ سے کہا کہ قرآن کو علیؑ کی طرف بھیج اور اس کو قرآن کی طرف بلاؤ کہ وہ اس سے ہرگز انکار نہیں کرے گا سوا یک آدمی قرآن کو لایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان منصف قرآن ہے تو حضرت علیؑ نے کہا کہ میں لائق تر ہوں ساتھ اس کے ہمارے تمہارے درمیان قرآن منصف رہا تو خارجی لوگ حضرت علیؑ کے پاس آئے اور ہم ان کو اس دن قاری نام رکھتے تھے اور ان کی تلواریں ان کے مونڈھوں پر تھیں سو انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! نہیں انتظار کرتے ہم ساتھ ان لوگوں کے مگر یہ کہ اپنی تلواروں سے ان کی طرف چلیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے یعنی ہم صلح نہیں کرتے تو کہا سہل نے کہ اپنی جانوں کو تہمت کرو یعنی اس رائے میں اس واسطے کہ بہت لوگوں نے ان میں سے منصفی سے انکار کیا اور کہا کہ نہیں حکم مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے تو علیؑ نے کہا کہ یہ کلمہ حق ہے اور مراد ساتھ اس کے ناحق ہے اور مشورہ دیا ان کو بڑے بڑے اصحاب نے ساتھ مطاعت علیؑ کے اور یہ کہ نہ مخالف ہوں اس چیز کو کہ مشورہ دیں ساتھ اس کے حضرت علیؑ واسطے ہونے ان کے کی اعلم ساتھ مصلحت کے اور ذکر کیا واسطے ان کے سہل نے جو واقع ہوا واسطے ان کے حدیبیہ میں اور یہ اس دن ان کی رائے یہ تھی کہ بدستور لڑائی میں جاری رہیں اور مخالفت کریں اس چیز کی کہ بلائے جاتے ہیں اس کی طرف صلح سے پھر ظاہر ہوا کہ بہتر بات وہی تھی جس میں حضرت ﷺ شروع ہوئے اور اس کا بیان آئندہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ ایک مرد نے کہا کہ کیا نہیں دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کی کہ بلائے جاتے ہیں طرف کتاب اللہ کے تو یہ مرد علیؑ کے ساتھیوں میں سے تھا تو مقصود یہ ہے کہ معاویہؓ نے کہا کہ ہمارے تمہارے درمیان قرآن منصف ہے اور حضرت علیؑ نے قبول نہ کیا اور لڑائی سے باز نہ آئے یعنی لائق ہے کہ علیؑ قرآن کی منصفی کو قبول کریں اور لڑائی سے باز آئیں سو حضرت علیؑ نے بھی ان کی موافقت کے واسطے قرآن کو قبول کیا اور حبیب کے سوال کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ کون ہیں جن کو حضرت علیؑ نے قتل کیا اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ یہ لوگ خارجی ہیں جو امام بحق سے باغی ہوئے اور اس کا مقابلہ کیا اس واسطے کہ وہ لوگ اس کے بعد علیؑ سے باغی ہو گئے تھے۔

سُورَةُ الْحُجْرَاتِ

سورۃ حجرات کی تفسیر کا بیان

فائدہ: حجرات جمع حجرہ کی ہے اور مراد حضرت ﷺ کی بیویوں کے گھر ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تَقْدِمُوا﴾ لَا تَفْتَاتُوا
 عَلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 حَتَّى يَقْضِيَ اللَّهُ عَلَيَّ لِسَانِي.

یعنی اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ لا تقدموا کے معنی ہیں نہ آگے بڑھو پیغمبر ﷺ پر یہاں تک کہ اللہ اس کی زبان پر حکم کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ اور کہا بعضوں نے

کہ مراد یہ ہے کہ نہ عمل کرو اس کے حکم کے بغیر۔

فائدہ: در روایت کی ہے طبری نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر اللہ اس طرح کا حکم اتارے تو خوب ہو، اللہ نے یہ آیت اتاری اور کہا حسن رضی اللہ عنہ نے کہ مراد وہ مسلمان لوگ ہیں جنہوں نے عید قربانی کے دن عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر قربانی کریں۔ (فتح)

امتنحن کے معنی خالص کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى﴾ یعنی خالص کیا اللہ نے ان کے دلوں کو واسطے تقویٰ کے۔

یعنی تابزوا کے معنی ہیں کہ نہ پکارو ساتھ کفر کے پیچھے اسلام کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ یعنی مسلمان دوسرے مسلمان کو کفر کے ساتھ نہ بلائے۔

﴿وَلَا تَنَابَزُوا﴾ يُدْعَى بِالْكَفْرِ بَعْدَ
 الْإِسْلَامِ.

فائدہ: قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ﴾ یعنی نہ طعن کرو ایک دوسرے پر ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ کہا اس نے کہ نہ کہہ اپنے بھائی مسلمان کو اے فاسق! اے منافق! اور حسن سے روایت ہے کہ یہودی مسلمان ہوتا تھا تو لوگ اس کو کہتے تھے اے یہودی! سو اس سے منع کیے گئے۔

یلتکم کے معنی ہیں گھٹائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَا يَلْتَكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا﴾ اور التنا کے معنی ہیں گھٹایا ہم نے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَا التَّنَا مِنْ أَعْمَالِهِمْ مِنْ شَيْءٍ﴾ ہم نے ان کے عمل سے کچھ نہیں گھٹایا۔

﴿يَلْتَكُم﴾ يَنْقُصُكُمْ التَّنَا نَقْصًا.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ اونچا کرو اپنی آواز

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ

صَوْتِ النَّبِيِّ ﴿الْآيَةَ﴾. ﴿تَشْعُرُونَ﴾
تَعْلَمُونَ وَمِنْهُ الشَّاعِرُ.

۴۴۶۷ - حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ
جَمِيلٍ اللَّحْمِيُّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عَمَرَ عَنِ
ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيْرَانُ أَنْ
يَهْلِكََا أَبُو بَكْرٍ وَعَمْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
رَفَعَا أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ عَلَيْهِ رَكِبَ بَنِي تَمِيمٍ
فَأَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسِ أَخِي
بَنِي مَجَاشِعٍ وَأَشَارَ الْآخَرُ بِرَجُلٍ آخَرَ قَالَ
نَافِعٌ لَا أَحْفَظُ اسْمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعَمَرَ مَا
أَرَدْتَ إِلَّا خِلَافِي قَالَ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ
فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فِي ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا
أَصْوَاتَكُمْ﴾ الْآيَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَمَا
كَانَ عَمْرٌ يُسْمِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهَا
وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ يُعْنَى أَبَا بَكْرٍ.

کو پیغمبر ﷺ کی آواز سے، اور تشعرون کے معنی ہیں
تم جانو اور اسی سے ماخوذ ہے شاعر یعنی جاننے والا۔

۳۳۶۷۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریب
تھا کہ دو بہت نیکی کرنے والے ہلاک ہوں یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور
عمر رضی اللہ عنہ کہ دونوں نے اپنی آواز حضرت ﷺ کے پاس اونچی
کی جب کہ قوم بنی تميم کے سوار حضرت ﷺ کے پاس آئے
سو دونوں میں سے ایک نے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس
کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کو اپنی قوم پر حاکم کیجیے اور
دوسرے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور مرد کی طرف اشارہ کیا
یعنی اس کو حاکم نہ کیجیے دوسرے کو کیجیے، کہا نافع رضی اللہ عنہ نے کہ مجھ
کو اس کا نام یاد نہیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہیں
ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ میری مراد تیری مخالفت نہیں سو اس بات میں ان کی
آواز اونچی ہوئی سو اللہ نے یہ آیت اتاری، اے ایمان
والو! نہ اونچی کرو اپنی آواز پیغمبر ﷺ کی آواز سے، آخر
آیت تک، کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی آواز
حضرت ﷺ کو نہ سناتے تھے یعنی آہستہ بات کہتے تھے
یہاں تک کہ حضرت ﷺ ان سے پوچھتے اور نہیں ذکر کیا یہ
اپنے باپ سے یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت اتری ﴿يا ايها الذين آمنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله﴾ الى
قوله ﴿ولو انهم صبروا﴾ اور البتہ مشکل جانا ہے اس کو ابن عطیہ نے کہا اس نے صحیح یہ ہے کہ اتری یہ آیت بیچ
کلام بے عقل گنواروں کے میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے یہ معارض اس حدیث کو اس واسطے کہ جو متعلق ہے ساتھ قصہ
شخصین کے بیچ مخالف ہونے کے حاکم بنانے میں وہ ابتدا سورت کا ہے یعنی لا تقدوا لیکن جب کہ متصل ہے ساتھ اس
کے قول اس کا لا ترفعوا تو تمسک کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ساتھ پست کرنے کی آواز اپنی کے اور بے عقل گنوار جن کے
حق میں اتری وہ بنی تميم سے ہیں اور جو خاص ہے ساتھ ان کے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ان الذين ينادونك من وراء

الحجرات ﴿ اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا اے محمد! میری مدح زینت ہے اور مجھ کو برا کہنا عیب ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ ہے اور یہ آیت اتری میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مانع یہ کہ اتری آیت واسطے کئی اسباب کے جو اس سے پہلے گزرے ہوں سو نہ عدول کیا جائے گا واسطے ترجیح کے باوجود ظاہر ہونے تطبیق کے اور صحیح ہونے طریقوں کے اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کو معلوم کر لیا ہے سو وارد کیا اس نے قصہ ثابت بن قیس کا اس کے بعد تا کہ بیان کرے جو اشارہ کیا میں نے اس کی طرف جمع سے پھر پیچھے لایا ان سب کے ساتھ ترجمے باب کے قول اللہ کا ﴿ولو انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم﴾ واسطے اشارہ کرنے کے طرف قصے گنوار لوگوں کے بنی تمیم سے اور نہیں ذکر کی اس نے ترجمے میں کوئی حدیث جیسا کہ میں عنقریب بیان کروں گا اور شاید اس نے ذکر کیا حدیث ثابت کو اس واسطے کہ وہی تھا خطیب جب کہ واقع ہوئی کلام مفاخرت میں درمیان بنی تمیم کے جو مذکور ہیں کما ذکرہ ابن اسحاق مطولا .

۴۴۶۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہ پایا یعنی چند روز اس کو نہ دیکھا تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! میں معلوم کرتا ہوں آپ کے سبب سے علم اس کا سو وہ مرد اس کے پاس آیا سو اس کو اپنے گھر میں سر نیچے ڈالے بیٹھے پایا تو اس سے کہا کہ کیا ہے حال تیرا؟ کہا بد حال ہے کہ اپنی آواز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرتا تھا سو اس کا عمل ضائع ہوا اور وہ دوزخی ہے سو وہ مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی کہ اس نے ایسا ایسا کہا موسیٰ راوی نے کہا کہ پھر وہ دوسری بار اس کی طرف بڑی بشارت لے کر پھر اسو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ تو دوزخی نہیں لیکن تو بہشتی ہے۔

۴۴۶۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ قَالَ أَنبَاءُي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِي بَيْتِهِ مُنْكِسًا رَأْسَهُ فَقَالَ لَهُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَاتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوسَى فَرَجَعَ إِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْأُخْرَى بِبَشَارَةٍ عَظِيمَةٍ فَقَالَ إِذْهَبْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلَكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِينَ ينادُونَكَ مِنْ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ پکارتے ہیں

وَرَأَى الْحُجْرَاتِ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۴۶۹﴾

۴۶۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمِيرُ الْقَعْقَاعِ بْنُ مَعْبُدٍ وَقَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِيرُ الْأَفْرَعِ بْنِ حَابِسٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَرَدْتُ إِلَيْ أَوْ إِلَّا خِلَافِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ خِلَافَكَ فْتَمَارِيَا حَتَّى إِرْفَعْتَ أَصْوَاتَهُمَا فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ حَتَّى انْقَضَتِ الْآيَةُ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ﴾

تجھ کو حجروں کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے۔
۴۶۹- حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تميم کے چند سوار یعنی اہل بنی تميم حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قعقاع کو سردار کیجیے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بلکہ اقرع بن حابس کو سردار کیجیے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری اور تیری مخالفت نہیں سو دونوں آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ ان کی آواز بلند ہوئی تو اس امر یہ آیت اتری، اے ایمان والو! نہ آگے بڑھو رو برو اللہ اور رسول کے یہاں کہ آیت تمام ہوئی۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو ان کے واسطے بہتر ہوتا۔

فائدہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں ہے اور روایت کی ہے طبری اور بغوی وغیرہ نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ حدیث بیان کی مجھ سے اقرع نے وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو کہا اے محمد! ہماری طرف نکلو، سو یہ آیت اتری کہ جو لوگ کہ پکارتے ہیں تجھ کو حجروں کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے کہا ابن مندہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور بیان کیا ہے ابن اسحاق نے قصہ قوم بنی تميم کے اہلچویوں کا مطول ساتھ انقطاع کے۔ (فتح)

سُورَةُ قَٰ

سُورَةُ قَٰ

رجع کے معنی ہیں پھرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذَلِكَ

﴿رَجْعٌ بَعِيدٌ﴾ رَدُّ.

رجع بعید﴾

یعنی فروج کے معنی ہیں سوراخیں اور یہ جمع ہے اس کا واحد فرج ہے اور مجاہد سے روایت ہے کہ فرج کے معنی ہیں پھٹنا۔

﴿فُرُوجٌ﴾ فَتُوقٌ وَاحِدُهَا فَرْجٌ.

یعنی ورید رگ ہے حلق میں اور جبل رگ گردن کی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ سو مضاف کیا اس کو ورید کی طرف جیسے مضاف کی گئی ہے جبل عاتق کی طرف اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد گردن کی رگ ہے۔

﴿مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ وَرِيدَاهُ فِي حَلْقِهِ
وَالْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ.

فائدہ: اور مراد رگ جان کی ہے جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے۔

یعنی اور کہا مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد منہ سے ان کی ہڈیاں ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو کھاتی ہے زمین ان کے گوشت اور ہڈیوں اور بالوں سے۔

﴿وَقَالَ مُجَاهِدٌ﴾ مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ ﴿مِنْ عِظَامِهِمْ.

یعنی تبصرة کے معنی ہیں بصیرت یعنی راہ دکھانا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تَبَصَّرَ﴾ و ذکر می لکل عبد منیب۔ اور مراد حب الحصيد سے گندم ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿جَنَاتٍ وَحَبِّ الْحَصِيدِ﴾.

﴿تَبَصَّرَ﴾ بِبَصِيرَةٍ.

یعنی باسقات کے معنی ہیں دراز، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالنَّخْلِ بَاسِقَاتٍ﴾.

﴿حَبِّ الْحَصِيدِ﴾ الْحِنْطَةُ.

﴿بَاسِقَاتٍ﴾ الطَّوَالِ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کیا دشوار ہوا ہم پر یعنی جب کہ پیدا کیا تم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أَفَعِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ﴾.

﴿أَفَعِينَا﴾ أَفَاعِيَا عَلَيْنَا.

یعنی مراد قرین سے شیطان ہے جو اس پر متعین ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَقَالَ قَرِينُهُ﴾.

﴿وَقَالَ قَرِينُهُ﴾ الشَّيْطَانُ الَّذِي قَبِضَ لَهُ.

یعنی فنقبوا کے معنی ہیں پھرے شہروں میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَنَقَبُوا فِي الْبِلَادِ﴾ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ نقبوا کے معنی ہیں گھومے اور دور ہوئے۔

﴿فَنَقَبُوا﴾ ضَرَبُوا.

یعنی او القی السمع کے معنی ہیں کہ نہ بات کرے اپنے

﴿أَوْ الْقَى السَّمْعَ﴾ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ

بغیرہ۔ جی سے ساتھ غیر اس چیز کے یعنی حضور دل سے سنے۔

فَائِدَةٌ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿او القی السمع وهو شہید﴾ اور قنادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہ ایک مرد ہے اہل کتاب سے اس نے قرآن کو سنا اور وہ گواہ ہے اس چیز پر جو اس کے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کو اپنی کتاب میں لکھا پاتا ہے اور کہا حسن نے کہ وہ منافق ہے کہ سنتا ہے اور فائدہ نہیں اٹھاتا۔

﴿رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ رَصَدٌ۔ یعنی رقیب عتید کے معنی ہیں حافظ اور ناصر، اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ﴿الا لدیہ رقیب عتید﴾۔

یعنی مراد سائق و شہید سے دو فرشتے ہیں ایک لکھنے والا اعمال کا اور ایک گواہ اور شہید شاہد ہے ساتھ دل کے یعنی دل سے گواہی دیتا ہے۔

یعنی لغوب کے معنی ہیں تھکنا اور ماندگی، اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ﴿وما مسنا من لغوب﴾۔

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے کہ نصید کے معنی ہیں گابھا جب تک کہ اپنے غلاف اور پردے میں ہے اور اس کے معنی ہیں تہ بہ تہ اور جب اپنے غلاف سے نکلے تو پھر اس کو نصید نہیں کہتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿والنخل باسقات لها طلع نضید﴾۔

یعنی لفظ ادبار کا دو جگہ واقع ہوا ہے ﴿ادبار السجود﴾ اس سورہ میں ہے اور ﴿ادبار النجوم﴾ سورہ طور میں ہے اور تھے عاصم زبردیتے اس کلمے کو کہ سورہ ق میں ہے یعنی حرف الف کو اور زبردیتے اس کلمے کو کہ سورہ طور میں ہے اور دونوں کو زبردی جاتی ہے اور زبردی جاتی ہے یعنی زیر بھی جائز ہے اور زبرد بھی۔

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ﴿یوم الخروج﴾ سے وہ دن ہے جس دن قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ذلك یوم الخروج﴾

﴿سَائِقٌ وَشَهِيدٌ﴾ الْمَلَكَانِ كَاتِبٌ وَشَهِيدٌ ﴿شَهِيدٌ﴾ شَاهِدٌ بِالْغَيْبِ۔

﴿مِنْ لُغُوبٍ﴾ اَلنَّصَبُ۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿نَصِيدٌ﴾ اَلْكَفْرِيُّ مَا دَامَ فِي اَكْمَامِهِ وَمَعْنَاهُ مَنْضُودٌ بَعْضُهُ عَلٰی بَعْضٍ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ اَكْمَامِهِ فَلَيْسَ بِنَصِيدٍ۔

﴿وَادْبَارِ النُّجُومِ﴾ ﴿وَادْبَارِ السُّجُودِ﴾ كَانَ عَاصِمٌ يَفْتَحُ اَلَّتِي فِي قِ وَيَكْسِرُ اَلَّتِي فِي الطُّورِ وَيُكْسِرَانِ جَمِيعًا وَيُنْصَبَانِ۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ اَلْخُرُوجِ يَوْمَ يَخْرُجُونَ اِلَى اَلْبَعْثِ مِنَ الْقُبُورِ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ . باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ دوزخ کہے گی کیا کچھ اس سے زیادہ بھی ہے؟ -

۴۴۷۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ڈالا جائے گا دوزخ میں (کافروں کو) اور وہ (دوزخ) کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی زیادہ ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھے گا تو دوزخ کہے گی کہ بس بس۔

۴۴۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے اور ابو سفیان اس کو اکثر موقوف بیان کرتا تھا کہ دوزخ کو کہا جائے گا کہ کیا تو بھر چکی ہے؟ تو وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی ہے؟ سو اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس۔

۴۴۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عَمَارَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقَى فِي النَّارِ ﴿وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ حَتَّى يَضَعَ قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ .

۴۴۷۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمَيْرِيُّ سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ وَأَكْثَرَ مَا كَانَ يُوقِفُهُ أَبُو سُفْيَانَ يُقَالُ ﴿لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلأتْ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ قَطْ قَطْ .

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بس بس تیری عزت کی قسم پھر آپس میں سمٹ جائے گی اور ایک روایت میں ہے سو نہ پر ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس بس سو اس جگہ پر ہوگی اور آپس میں سمٹ جائے گی اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخ زیادہ طلب کرے گی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا قدم رکھے گا تو وہ آپس میں سمٹ جائے گی اور کہے گی بس بس اور ایک روایت میں کہ دوزخی لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے تو وہ کہے گی کہ کیا کچھ اور بھی زیادہ ہے؟ پھر اس میں اور بھی دوزخی ڈالے جائیں گے اور وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آ کر اس پر اپنا قدم رکھے گا سو وہ سمٹ جائے گی اور کہے گی بس اور اختلاف ہے اس میں کہ قدم سے کیا مراد ہے سو طریق سلف اس میں اور اس کے غیر میں مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو ظاہر معنی پر رکھا جائے گا اس میں تاویل نہ کی جائے یعنی اس کے ظاہر معنی پر ایمان لانے اور اس کی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے بلکہ اعتقاد کرے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ کے حق میں نقص کا وہم پیدا ہو وہ اللہ کے حق میں محال ہے اور بہت اہل علم نے اس کی تاویل میں بحث شروع کی ہے سو کہا کہ مراد ذلیل کرنا دوزخ کا ہے اس واسطے کہ جب وہ

سرکشی میں زیادتی کرے گی اور وہ زیادہ مانگے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کر ڈالے گا سو اس کو اپنے قدم کے نیچے رکھے گا اور نہیں مراد ہے حقیقت قدم کی اور عرب لوگ استعمال کرتے ہیں اعضاء کے الفاظ کو ضرب امثال میں اور وہ ہو بہو مراد نہیں ہوتی اور کہا بعض نے کہ مراد ساتھ قدم کے بعض مخلوق کا قدم ہے پس ضمیر واسطے مخلوق کے ہے یا اس جگہ کوئی مخلوق ہوگی کہ نام اس کا قدم ہے یا مراد ساتھ قدم کے اخیر ہے اس واسطے کہ قدم آخر اعضاء کا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ یہاں تک کہ رکھے گا اللہ تعالیٰ دوزخ میں آخردوزخیوں کو اور ہوگا ضمہ واسطے مزید کے اور کہا ابن حبان نے اپنی صحیح میں بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ یہ ان حدیثوں سے ہے جو بولی گئی ہیں ساتھ تمثیل مجاورت کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ ڈالا جائے گا دوزخ میں قیامت کے دن امتوں سے اور مکانوں سے جن میں اللہ کی نافرمانی ہوئی سو ہمیشہ زیادہ طلب کرے گی یہاں تک کہ رکھے گا اللہ تعالیٰ ایک جگہ مذکور جگہوں سے تو وہ بھر جائے گی اور کہا داؤدی نے کہ مراد قدم کے قدم صدق کا ہے اور وہ محمد ﷺ ہیں اور اشارہ ہے ساتھ اس کے طرف شفاعت ان کی کے اور وہ مقام محمود ہے سو نکالا جائے گا آگ سے جس کے دل میں کچھ بھی ایمان ہوگا اور تعاقب کی گئی یہ تاویل ساتھ اس کے کہ وہ مخالف ہے واسطے نص حدیث کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ اپنا قدم رکھے گا بعد اس کے کہ دوزخ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور اس کے قول کا مقتضی یہ ہے کہ اس سے کچھ گھٹایا جائے گا اور صریح حدیث ہے کہ وہ آپس میں سمٹ جائے گی ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جائے گی بیچ اس کے نہ ساتھ اس چیز کے کہ نکلے گی اس سے۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ اس کی یہ توجیہ کی جائے کہ جو اس میں سے نکالا جائے گا اس کا بدلہ اس میں کافر ڈالا جائے گا جیسا کہ حمل کیا ہے علماء نے اوپر ابو موسیٰ کی حدیث کے جو صحیح مسلم میں ہے کہ ہر مسلمان کو ایک یہودی اور نصرانی دیا جائے گا کہ یہ ہے چھوڑائی تیری آگ سے اس واسطے کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ واقع ہوگا یہ وقت نکالنے موحدین کے آگ سے اور ان میں ہر ایک کے بدلے ایک کافر اس میں ڈالا جائے گا ساتھ اس طور کے کہ اس کا بدن بڑا موٹا کیا جائے گا یہاں تک کہ بند کرے اپنی جگہ کو اور اس کی جگہ کو جو اس سے نکلا اور اس وقت پس قدم سبب ہے واسطے عظیم مذکور کے اور جب واقع ہوگا عظیم تو حاصل ہوگا پر ہونا جس کو وہ طلب کرتے تھے اور کہا ابو الوفاء نے کہ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس سے کہ آگ میں اس کے حکم پر عمل نہ ہو اور حالانکہ وہ کہتا ہے ﴿یا نادر کونہی بردا و سلاما﴾ سو جو آگ کے احراق کو فقط حکم سے دور کر سکتا ہے وہ کس طرح محتاج ہوتا ہے طرف مدد لینے کی اور سمجھا جاتا ہے جواب اس کا اس تفصیل سے جو باب کی تیسری حدیث میں واقع ہے اس واسطے کہ اس میں کہا کہ تم دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے پر ہونا ہے بہر حال آگ پس ذکر کی ساری حدیث اور کہا اس میں کہ نہیں ظلم کرتا اللہ کسی پر اپنی مخلوق سے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے کہ واقع ہوگی بھرتی بہشت کی ساتھ ان لوگوں کے کہ پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو واسطے بھرنے اس کے کی اور لیکن آگ پس نہ پیدا کرے گا واسطے اس کے کوئی مخلوق بلکہ

کرے گا اس میں وہ چیز کہ تعبیر کی گئی ہے اس سے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی جو تقاضا کرتی ہے کہ آپس میں سمٹ جائے سو ہو جائے گی پر اور نہ محتاج ہوگی زیادتی کی اور اس میں دلالت ہے کہ ثواب نہیں موقوف ہے عمل پر بلکہ انعام کرے گا اللہ ساتھ بہشت کے اس کو جس نے کبھی نیکی نہیں کی۔ (فتح)

۴۷۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں جھگڑا کیا بہشت اور دوزخ نے سو دوزخ نے کہا کہ خاص ہوئی میں ساتھ تکبر کرنے والوں اور گردن کشوں کے یعنی مجھ میں یہ لوگ داخل ہوں گے تو بہشت نے کہا کہ کیا حال ہے میرا کہ مجھ میں غریب اور مسکین لوگ ہی داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے بہشت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے رحم کروں گا تیرے سبب سے جس پر کہ چاہوں گا اپنے بندوں سے اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تیرے سبب سے عذاب کروں گا جس کو میں چاہوں گا اپنے بندوں سے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے بھرتی ہے سو آگ تو پر نہ ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس سو اس جگہ پر ہو جائے گی اور اس میں سمٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے کسی پر عظم نہیں کرتا یعنی جس نے بدی نہ کی ہو اور بہر حال بہشت سو اس کے واسطے اللہ اور مخلوق کو پیدا کرے گا یعنی جس نے کوئی نیکی نہیں کی۔

۴۷۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَحْبَبَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُورِثُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَا لِي لَا يَدْخُلْنِي إِلَّا ضِعْفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحِمَتِي أَرْحَمُ بِكَ مَنْ أَسَاءَ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ لِلنَّارِ إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أَعَذِبُ بِكَ مَنْ أَسَاءَ مِنْ عِبَادِي وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْوُهَا فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِي حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ فَهَذَا لِكَ تَمْتَلِي وَيُزَوِّى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَلَا يَطْلِمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ سقظہم یعنی وہ لوگ کہ حقیر گئے جاتے ہیں درمیان لوگوں کے گرے پڑے ہیں ان کی آنکھوں سے یہ بہ نسبت اس چیز کے ہے کہ اکثر لوگوں کے نزدیک ہے اور بہر حال بہ نسبت اس چیز کے کہ اللہ کے نزدیک ہے سو وہ بہت بزرگ ہیں اونچے درجے والے لیکن وہ بہ نسبت اس چیز کے کہ نزدیک نفس ان کے ہے واسطے عظمت اللہ کے نزدیک ان کے اور جھکنے ان کے کی واسطے اس کے بیچ نہایت تواضع کے ہیں واسطے اللہ کے اور ذلیل ہونے کے اس کے بندوں میں سو وصف کرنا ان کو ساتھ ضعیف اور ساقط ہونے کے ساتھ اس معنی کے صحیح ہے اور مراد ساتھ حصر کے بیچ قول بہشت کے الاضعفاء الناس اکثر ہیں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور یہ کہ اللہ پیدا کرتا ہے

بہشت اور دوزخ میں تیز اس کے ساتھ تیز کر سکتے ہیں اور قادر ہوتے ہیں ساتھ اس کے تکرار اور جھگڑنے پر اور احتمال ہے کہ ہو یہ جھگڑا ان کا ساتھ زبان حال کے اور زیادہ بیان اس کا آئندہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے اور پاکی بول اپنے رب کی تعریب سے سورج نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔

۴۴۷۳۔ حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک رات حضرت ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے یعنی چودھویں رات کو سو حضرت ﷺ نے چاند کو دیکھا سو فرمایا کہ بیشک تم قیامت میں اپنے رب کو دیکھو گے جیسا تم اس کو دیکھتے ہو یعنی چاند کو ہجوم نہ کر سکو گے اس کے دیکھنے میں یعنی ہجوم سے اس کے دیکھنے میں کچھ حجاب اور آڑ نہ ہوگی جیسے چاند کے دیکھنے میں ہجوم خلل نہیں ڈالتا سو اگر تم سے ہو سکے کہ غافل نہ ہو نماز سے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے تو کیا کرو، پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی کہ پاکی بول اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾.

۴۴۷۳ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَرْنَا إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا لَا تَصَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾.

قائد: ابو زر بن عبد اللہ کے نسخ میں اس آیت کے اخیر میں وقبل غروبها ہے اور یہ آیت سورہ طہ میں ہے کہا کرمانی نے کہ مناسب واسطے اس سورہ کے وقبل الغروب ہے نہ قبل غروبها حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں نہیں ہے کوئی راہ طرف تصرف کرنے کے حدیث کے لفظ میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے حدیث کو اس جگہ واسطے ایک ہونے معنی دونوں آیتوں کے خاص کر ایک نسخ میں تو قبل الغروب بھی آچکا ہے۔

۴۴۷۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَادْبَارِ السُّجُودِ﴾ کی تفسیر میں کہ حکم کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو کہ سب نمازوں کے پیچھے پاکی بول یعنی مراد سجود سے سب نمازیں ہیں۔

۴۴۷۴ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمْرَةٌ أَنْ يُسَبِّحَ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ ﴿وَادْبَارِ السُّجُودِ﴾.

قائد: اور روایت کی ہے طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عباس کے بیٹے شام کی نماز کے بعد دو رکعتیں ادبار السجود ہیں اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن روایت کی ابن مندہ نے کہ کہا حضرت ﷺ کے اصحاب نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں وادبار السجود کہ وہ دو رکعتیں ہیں مغرب کے بعد۔

سورہ ذاریات کی تفسیر کا بیان

یعنی کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ذاریات سے ہوا میں ہیں۔
یعنی اس کے غیر نے کہا کہ تذروہ کے معنی ہیں کہ اس کو
بکھیرے اور پراگندہ کرے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی یہ ہیں کہ خود تمہاری
ذات میں بھی نشانیاں ہیں کہ آدمی ایک راہ سے کھاتا،
پیتا ہے اور دوسرا راہ سے نکلتا ہے یعنی آگے پیچھے سے آگے
سے پیشاب اور پیچھے سے پاخانہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو
عادل لائی سو فرمایا کیا تم کو سوچھ نہیں۔

یعنی راغ کے معنی ہیں کہ پھرا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿فَرَاغَ اِلٰى اٰهْلِهِ﴾ اور یہ جو کہا قتل الخراصون لعنت
کیے گئے۔

یعنی فصکت کے معنی ہیں کہ اپنی انگلیوں کو جمع کر کے
اپنے ماتھے پر مارا یعنی تعجب سے اپنے منہ پر طمانچہ مارا،
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ
عَقِيمٌ﴾ اور کہا ثوری نے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا
تعجب سے۔

اور رمیم کے معنی ہیں سبزہ زمین کا جب کہ خشک ہو
جائے اور روندنا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿الَا جَعَلْتَهُ
كَالرَّمِيمِ﴾۔

یعنی ہم وسعت والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَنَا
لِمَوْسِعُونَ﴾ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ وسعت
والے پر ہے اندازہ حال اس کے کا یعنی قوی پر اور کہا
بعض نے کہ مراد یہ ہے کہ ہم وسعت والے ہیں کہ

سُورَةُ الذَّارِيَّاتِ

قَالَ عَلِيٌّ ﴿الذَّارِيَّاتُ﴾ الرِّيحُ.
وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَذْرُوهُ﴾ تَفْرِقُهُ.

فائدہ: یہ لفظ سورہ کہف میں ہے۔

﴿وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ﴾ تَأْكُلُ
وَتَشْرَبُ فِيْ مَدْخَلٍ وَّاحِدٍ وَيَخْرُجُ مِنْ
مَّوْضِعَيْنِ.

﴿فَرَاغَ﴾ فَرَجَعَ.

﴿فَصَكَّتْ﴾ فَجَمَعَتْ اَصَابِعَهَا
فَصَرَبَتْ بِهٖ جَبْهَتَهَا.

وَالرَّمِيمُ نَبَاتُ الْاَرْضِ اِذَا يَبَسَ
وَدَيْسَ.

﴿لِمَوْسِعُونَ﴾ اَيْ لَدُوْ سَعَةٍ وَكَذٰلِكَ
عَلَى الْمَوْسِعِ قَدْرَةٌ يَعْنِي الْقَوِيَّ.

ان کی مانند اور آسمان پیدا کریں۔

یعنی مراد زوجین سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ومن کل شیء خلقنا زوجین﴾ نر اور مادہ ہے یعنی کہا اللہ تعالیٰ نے کہ ہر چیز کے بنائے ہم نے جوڑے یعنی اور یہ نر اور مادہ ہونا جاندار چیزوں میں ہے اور جو چیز ان کے سوائے ہے تو اس میں مراد زوجین سے مختلف ہونا سبزوں کے رگوں اور میووں کے مزے کا ہے بعض میٹھے ہیں اور بعض کھٹے ہیں سو وہ دونوں جوڑا ہیں اور کہا بعضوں نے کہ ایمان اور کفر اور نیک بنختی اور بد بنختی اور ہدایت اور گمراہی اور رات اور دن اور زمین اور آسمان اور جن اور انسان۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ بھاگو اللہ سے طرف اس کی یعنی اس کی نافرمانی سے طرف بندگی اس کی یا اس کے عذاب سے اس کی رحمت کی طرف۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول الا ليعبدون کے معنی ہیں کہ نہیں پیدا کیا میں نے نیک بنختوں کو دونوں فرتے والوں میں سے مگر اس واسطے کہ مجھ کو ایک جانیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون﴾ اور سبب حمل کا تخصیص پر موجود ہونا اس شخص کا ہے کہ نہیں بندگی کرتا ہے اس کی پس اگر ظاہر پر حمل کیا جائے تو واقع ہوگی مخالفت درمیان علت اور معلول کے۔

اور کہا بعض نے کہ پیدا کیا ان کو تا کہ عبادت کریں سو بعض نے کی اور بعضوں نے نہ کی اور نہیں اس آیت میں حجت واسطے اہل قدر کے یعنی فرقہ معتزلہ کے۔

فائدہ: اور حاصل دونوں تاویلوں کا یہ ہے کہ اول محمول ہے اس پر کہ مراد لفظ عام سے خصوص ہے اور یہ کہ مراد نیک بنخت ہیں جنوں اور آدمیوں سے اور دوسری تاویل کا حاصل یہ ہے کہ یہ آیت اپنے عموم پر باقی ہے لیکن ساتھ معنی

﴿خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ﴾ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى
وَإِخْتِلَافِ الْأَلْوَانِ حُلُوًّا وَحَامِضٌ فَهَمَّا
زَوْجَانِ

﴿فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ﴾ مَعْنَاهُ مِنَ اللَّهِ إِلَيْهِ

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
لِيعْبُدُونِ﴾ مَا خَلَقْتُ أَهْلَ السَّعَادَةِ مِنْ
أَهْلِ الْفَرِيقَيْنِ إِلَّا لِيُوحِدُونِ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ خَلَقَهُمْ لِيَفْعَلُوا فَفَعَلُوا
بَعْضٌ وَتَرَكَ بَعْضٌ وَلَيْسَ فِيهِ حُجَّةٌ
لِأَهْلِ الْقَدَرِ

استعداد کے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان میں استعداد اور قابلیت عبادت کرنے کی پیدا کی لیکن بعضوں نے ان میں سے کہا مانا اور بعض نے کہا نہ مانا اور یہ مانند قول ان کے کی ہے کہ اونٹ کھیتی کرنے کے واسطے پیدا ہوئے ہیں یعنی کھیتی کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں اس واسطے کہ بعض اونٹ کھیتی نہیں کرتے اور یہ جو کہا کہ نہیں ہے اس میں حجت واسطے اہل قدر کے تو مراد اس کی اس سے معتزلہ ہیں اس واسطے محصل جواب کا یہ ہے کہ مراد ساتھ پیدا کرنے کے پیدا کرنا تکلیف کا ہے نہ پیدا کرنا جہلت کا سو جس کو اللہ نے توفیق دی تو عمل کیا اس نے واسطے اس چیز کے کہ پیدا ہوا واسطے اس کے اور جس کو اللہ نے گمراہ کیا اس نے مخالفت کی اور معتزلوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ آیت مذکورہ کے اس پر کہ نہیں متعلق ہوتا ہے ارادہ اللہ پاک کا مگر ساتھ عبادت کے یعنی معتزلہ کہتے ہیں کہ نہیں متعلق ہوتا ہے ارادہ اللہ کا مگر ساتھ خیر کے اور بدی جو کہ بندوں سے واقع ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے نہیں ہوتی اس واسطے کہ منطوق آیت کا یہ ہے کہ ارادہ متعلق نہیں ہوتا مگر ساتھ خیر کے کہ عبادت ہے اور جواب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز کسی چیز کے ساتھ معلل ہو جیسا کہ پیدا کرنا معلل ہے اور عبادت کرنا اس کی علت ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی چیز یعنی عبادت مراد ہو اور اس کے سوائے اور چیز مراد نہ ہو اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول بخاری رضی اللہ عنہ کے کہ نہیں اس میں حجت واسطے اہل قدر کے کہ وہ حجت پکڑتے ہیں ساتھ اس کے اس پر کہ اللہ کے افعال ضروری ہے کہ معلول ہوں یعنی اس واسطے کہ وہ کہتے ہیں کہ افعال اللہ کے معلول ہیں ساتھ غرض کے سو جواب دیا گیا کہ ایک جگہ میں تعلیل واقع ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ میں تعلیل واجب ہو اور ہم قائل ہیں ساتھ جائز ہونے تعلیل کے نہ ساتھ واجب ہونے اس کے کی یا اس واسطے کہ حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر کہ افعال بندوں کے مخلوق ہیں واسطے ان کے یعنی کہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں اللہ ان کا پیدا کرنے والا نہیں واسطے منسوب کرنے عبادت کے ان کی طرف سو جواب دیا کہ ان کے واسطے اس میں حجت نہیں اس واسطے کہ نسبت عبادت کی ان کی طرف کسب اور محلیت کی جہت سے ہے اور آیت میں اور بھی کئی تاویلیں ہیں جن کا ذکر دراز ہوتا ہے اور سدی سے روایت ہے کہ پیدا کیا ان کو واسطے عبادت کے سو بعض عبادت نفع دیتی ہے اور بعض نہیں دیتی۔ (فتح)

اور ذنوب کے معنی ہیں بڑا ڈول، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالذُّنُوبُ الدَّلُوعُ الْعَظِيمُ.

﴿فنا للذین ظلموا ذنوباً﴾.

یعنی اور کہا مجاہد نے کہ صرۃ کے معنی ہیں آواز سخت،

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صِرَّةٌ﴾ صَبِيحَةٌ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واقبلت امرأته فی صرۃ﴾.

یعنی اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ ذنوباً کے معنی ہیں راہ۔

﴿ذُنُوبًا﴾ سَبِيلًا.

یعنی عقیم اس کو کہتے ہیں جو نہ جنے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

الْعَقِيمُ الَّتِي لَا تَلِدُ.

﴿وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ﴾.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جبک کے معنی ہیں برابر ہونا اس کا اور خوبصورت ہونا اس کا ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وَالسَّمَاءَ ذَاتَ الْحَبْكَ﴾.

فی غمرۃ کے معنی ہیں اپنی گراہی میں گزارتے ہیں۔ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ تواصوا کے معنی ہیں کہ موافقت کی انہوں نے اوپر اس کے اور لیا اس کو بعض نے بعض سے۔

فائدہ: جب کوئی خصلت کسی قوم پر غالب ہو تو کہا جاتا ہے کہ گویا انہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اتُوا صَوَابَهُ بِلِھِم قَوْم طَاغُونَ﴾.

اور کہا کہ مسومۃ کے معنی ہیں نشان کیے گئے ماخوذ ہے سیماسے ساتھ معنی علامت کے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لنرسل علیھم حجارة من طین مسومة﴾.

سورۃ طور کی تفسیر کا بیان

اور کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ مسطور کے معنی ہیں لکھا گیا ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿و کتاب مسطور﴾.

یعنی اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ طور پہاڑ کو کہتے ہیں سریانی زبان میں۔

یعنی رق کے معنی ہیں ورق کشادہ۔

اور مراد سقف مرفوع سے آسمان ہے۔

یعنی مسجور کے معنی ہیں بھڑکایا گیا ، اللہ تعالیٰ نے

فرمایا ﴿و البحر المسجور﴾.

فائدہ: طبری نے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے کہا کہ کہاں ہیں دوزخ تو اس نے کہا کہ دریا ، کہا نہیں دیکھتا میں اس کو مگر صادق پھر یہ آیت پڑھی ﴿و البحر المسجور﴾۔

﴿وَالْحَبْكَ﴾ اور کہا حسن رضی اللہ عنہ نے کہ بھڑکایا جائے گا آگ سے یہاں

﴿وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْحَبْكَ اسْتَوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا﴾.

﴿فِي غَمْرَةٍ﴾ فِي صَلَاتِهِمْ يَتِمَادُونَ. وَقَالَ غَيْرُهُ تَوَاصَوْا تَوَاطَوْا.

﴿مُسَوْمَةٌ﴾ مُعَلَّمَةٌ مِنَ السَّيْمَا.

سُورَةُ وَالطُّورُ
﴿مَسْطُورٌ﴾ مَكْتُوبٌ.

﴿وَقَالَ مُجَاهِدٌ الطُّورُ الْجَبَلُ بِالشَّرْيَانِيَّةِ﴾.

﴿رَقٌّ مَنشُورٌ﴾ صَحِيفَةٌ.
﴿وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوعُ﴾ سَمَاءٌ.
﴿الْمَسْجُورُ﴾ الْمَوْقِدُ.

تک کہ اس کا پانی خشک ہو جائے گا تو اس میں ایک قطرہ باقی نہ رہے گا یعنی یہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور بہر حال آج کے دن سومر اور ساتھ مسجور کے بھرا ہوا ہے۔

یعنی التنا کے معنی ہیں نہیں گھٹایا ہم نے۔

اور اس کے غیر نے کہا کہ تمور کے معنی ہیں گھوسے، اللہ

تعالیٰ نے فرمایا ﴿یَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءِ مَوْرًا﴾

یعنی احلام کے معنی ہیں عقلیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ام

تَامِرُهُمْ احْلَامُهُمْ﴾

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بو کے معنی ہیں باریک بین

، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ﴾

اور کسفا کے معنی ہیں قطعہ اور ٹکڑا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿وَانِیْرُوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ﴾

اور منون کے معنی ہیں موت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿تَنْرَبِّصُ بِهِ رَبُّ الْمُنُوْنِ﴾

اور اس کے غیر نے کہا کہ یتنازعون کے معنی ہیں کہ

ایک دوسرے سے شراب کے پیالے لیں گے، اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ﴿یَتَنَازَعُوْنَ فِیْهَا كَاسًا﴾

۴۴۷۵۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے

حضرت ﷺ کے پاس شکایت کی یعنی حج میں کہ میں بیمار ہوں

تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو طواف کر لوگوں کے پیچھے سوار

ہو کر سو میں نے طواف کیا اور حضرت ﷺ خانے کعبے کے

پہلو میں نماز پڑھتے تھے اس میں سورہ طور پڑھتے تھے۔

مَا وَّهَا فَلَا یَبْقَى فِیْهَا قَطْرَةٌ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿التَّاهُمُ﴾ نَقَصْنَا

وَقَالَ غَیْرُهُ ﴿تَمُورٌ﴾ تَدُوْرُ

﴿اِحْلَامُهُمْ﴾ الْعُقُوْلُ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿الْبَرُّ﴾ اللَّطِیْفُ

﴿كِسْفًا﴾ قِطْعًا

الْمُنُوْنُ الْمَوْتُ

وَقَالَ غَیْرُهُ ﴿یَتَنَازَعُوْنَ﴾ یَتَعَاطَوْنَ

۴۴۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أُشْكِي

فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ

فَطَفْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّورِ

وَکِتَابٍ مَّسْطُورٍ .

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ وہ ضعیف تھیں پیادہ طواف نہ کر سکتی تھیں اور باقی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۴۴۷۶ - حدیث بیان کی ہم سے حمیدی نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے کہا اس نے حدیث بیان کی مجھ سے میرے یاروں نے زہری سے اس نے روایت کی محمد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس نے اپنے باپ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے سو جب آپ اس آیت پر پہنچے کہ کیا وہ پیدا ہوئے بغیر کسی پیدا کرنے والے کہ یا وہی ہیں پیدا کرنے والے یا پیدا کیا ہے انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پر یقین نہیں کرتے کیا ان کے پاس ہیں خزانے تیرے رب کے یا وہی ہیں داروغے؟ تو قریب تھا کہ میرا دل اڑے یعنی خوف سے کہا سفیان نے کہ میں نے تو سوائے اس کے کچھ نہیں سنا ہے زہری سے کہ حدیث بیان کرتا تھا محمد بن جبیر سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ وہ شام کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے یعنی صرف اسی قدر میں نے زہری سے سنا ہے نہیں سنا میں نے اس سے اس زیادتی کو جو یاروں نے مجھ سے کہی اور وہ زیادتی یہ ہے کہ جب اس آیت پر پہنچے، الخ۔

۴۴۷۶ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثُونِي عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الْآيَةَ «أَمْ خَلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يوقِنُونَ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُسَيْطِرُونَ» قَالَ كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ قَالَ سُفْيَانُ فَأَمَّا أَنَا فَإِنَّمَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ وَلَمْ أَسْمَعْ زَادَ الَّذِي قَالُوا لِي .

فائدہ: یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے یاروں نے زہری سے تو اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے عبد الجبار اور ابن ابی عمر کے طریق سے دونوں نے روایت کی ہے ابن عیینہ سے کہا اس نے سنا میں نے زہری سے کہا اس نے سو دونوں نے تصریح کی ہے ساتھ سماع کے اس سے اور وہ دونوں ثقہ ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض ساقط ہے اس واسطے کہ نہیں وارد کیا دونوں نے حدیث سے مگر اسی قدر کہ ذکر کیا ہے اس کو حمیدی نے سفیان سے کہ سنا ہے اس نے اس کو زہری سے برخلاف اس زیادتی کے کہ تصریح کی ہے حمیدی نے اس سے کہ نہیں سنا اس نے اس کو زہری سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہنچی ہے اس کو وہ زیادتی اس سے ساتھ واسطہ

کے اور یہ جو کہا کہ قریب تھا کہ میرا دل اڑے تو کہا خطابی نے کہ گویا وہ بے چین ہو وقت سننے اس آیت کے واسطے سمجھنے اس کے اس کے معنی کو اور پہچاننے اس کے اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت سو سمجھا حجت کو سو پایا اس کو ساتھ باریک طبع اپنی کے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ہے کیا وہ پیدا ہوئے بغیر خالق کے بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے پیدائش ان کی سخت تر زمین اور آسمان کی پیدائش سے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوئے ہیں بغیر خالق کے یعنی کیا پیدا ہوئے ہیں بے فائدہ نہ حکم کیے جائیں اور نہ منع ہوں اور کہا بعضوں نے کہ معنی یہ ہیں کہ کیا وہ پیدا ہوئے ہیں بغیر خالق کے اور یہ جائز نہیں سو ضروری ہے کہ ان کا کوئی خالق ہے اور جب خالق سے انکار کریں تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا اور یہ فساد اور باطل ہونے میں سخت تر ہے اس واسطے کہ جس چیز کا وجود نہیں وہ کس طرح پیدا کر سکتی ہے اور جب دونوں وجہ باطل ہوں تو قائم ہوئی حجت اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ ان کے واسطے کوئی پیدا کرنے والا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا پیدا کیا ہے انہوں نے آسمانوں اور زمین کو یعنی اگر جائز ہے واسطے ان کے کہ اپنے آپ کے پیدا کرنے کا دعویٰ کریں تو چاہیے کہ زمین اور آسمان کے پیدا کرنے کا دعویٰ کریں اور یہ ان کو ممکن نہیں پس قائم ہوئی حجت پھر فرمایا کہ بلکہ یقین نہیں کرتے سو ذکر کیا علت کو جس نے روکا ان کو ایمان سے اور وہ نہ ہونا یقین کا ہے جو اللہ کی طرف سے بخشش ہے اور نہیں حاصل ہوتا مگر اس کی توفیق سے اسی واسطے بے چین ہوا جبیر یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کا دل اڑے اور مائل ہوا اسلام کی طرف، اٹھی۔ اور مستفاد ہوتا ہے قول اس کے سے کہ جب اس آیت پر پہنچے کہ آپ نے سورہ کو اول سے شروع کیا تھا اور ظاہر سیاق کا ہے کہ آپ نے اس کو اخیر تک پڑھا اور باقی بحث اس کی نماز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

سورۃ نجم کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ النِّجْمِ

فائدہ: مراد نجم سے ثریا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «ذُو مِرَّةٍ» ذُو قُوَّةٍ.

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ ذومرہ کے معنی ہیں صاحب قوت کا یعنی جبرائیل علیہ السلام اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ خوب پیدائش والا۔

یعنی مراد قاب قوسین سے اللہ کے اس قول میں جگہ وتر کی ہے کمان سے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا «فکان قاب قوسین او ادنیٰ» یعنی پس رہ گیا فرق بقدر دونوں زہ کمان کے یعنی جس قدر کمان کے ایک سرے سے دوسرے تک فاصلہ ہے اتنا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے

«قَابَ قَوْسَيْنِ» حَيْثُ الْوَتْرُ مِنَ الْقَوْسِ.

بھی نزدیک تر یہ منقول ہے مجاہد سے اور یہی قول ہے عام مفسرین کا اور کہا ابو عبیدہ نے کہ مراد بقدر دو کمان کے ہے یعنی رہ گیا فرق بقدر دو کمان کے یا قریب تر اس سے بھی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد قوس سے گز ہے ماپنے کا بقدر دو گز کے۔

﴿ضِيزِي﴾ عَوْجَاءُ.

اور ضیزی کے معنی ہیں ٹیڑھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تِلْكَ اِذَا قَسَمَ ضِيزِي﴾ یعنی یہ اس وقت قسمت ہے ٹیڑھی اور کہا ابو عبیدہ نے کہ یہ قسمت ہے ناقص۔

﴿وَ اَكْدَى﴾ قَطَعَ عَطَاءَهُ.

اور اکدی کے معنی ہیں اپنی بخشش کو قطع کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَفْرَايْتَ الَّذِي تُولِي وَاَعْطَى قَلِيلاً وَاَكْدَى﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اعطی قلیلاً کے معنی ہیں کہ کہا مانا پھر حکم ماننے سے ٹوٹا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں اتری۔

﴿رَبِّ الشَّعْرَى﴾ هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزِ آءِ. یعنی مراد شعری سے وہ تارا ہے جو پیچھے ہے جوزا کے۔
فائدہ: اور مجاہد سے روایت ہے کہ شعری وہ تارا ہے جو جوزا کے پیچھے ہے اس کو کافر پوجتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت خزاعہ کے حق میں اتری کہ وہ شعری کو پوجتے تھے اور وہ ایک ستارہ ہے جو جوزا کے پیچھے ہے اور عذرہ اور شعری اور جوزا مشہور تارے ہیں ایک نسق میں۔ (فتح)

﴿الَّذِي وَفَى﴾ وَفَى مَا فُرِضَ عَلَيْهِ. یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَابْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَى﴾.

فائدہ: اور ابن منذر نے عمرو بن اوس سے روایت کی ہے کہ تھا مرد پکڑا جاتا ساتھ گناہ غیر اپنے کے یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام آئے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو ابراہیم علیہ السلام کے درقوں میں ہے جنہوں نے پورا کیا جو ان پر فرض ہوا اٹھاتا نہیں کوئی جی بوجھ کسی دوسرے کا اور ایک روایت میں ہے کہ وفا کیا یعنی عمل کیا ساتھ چار رکعتوں کے دن کے اول میں۔ (فتح)

﴿اَزِفَتِ الْاَزِفَةُ﴾ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ. یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ قریب ہوئی

قیامت۔

﴿سَامِدُونَ﴾ الْبُرْطَمَةُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ
يَتَغَنُونَ بِالْحَمِيرِيَّةِ.

کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں
﴿افمن هذا الحديث تعجبون﴾ کہا کہ مراد اس
حدیث سے قرآن ہے اور کہا اس قول کی تفسیر میں
﴿وانتم سامدون﴾ کہ مراد برطمہ ہے اور وہ ایک قسم
ہے کھیل کی یعنی تم کھیلتے ہو اور کہا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہ
راگ کرتے ہو حمیری زبان میں۔

فائدہ: مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر کھیلتے گزرے تھے اور کہا بعض نے کہ سامدون کے معنی ہیں غافل

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ منہ پھیرنے والا۔

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ ﴿أَفْتَمَارُونَ﴾
أَفْتَجَادِلُونَهُ وَمَنْ قَرَأَ أَفْتَمَرُونَهُ يَعْنِي
أَفْتَجَحِدُونَهُ.

اور کہا ابراہیم نخعی نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کیا
پس جھگڑتے ہو تم اس سے اور جو اس کو افتمر و نہ بغیر الف
کے پڑھتے ہیں یعنی کیا پس انکار کرتے ہو اس سے۔

یعنی مراد آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں محمد ﷺ
کی آنکھ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما زاغ البصر وما
طغى﴾ یعنی بہکی نہیں آنکھ حضرت ﷺ کی اور نہ مقصد
سے بڑھی اور کہا محمد بن کعب نے کہ دیکھا محمد ﷺ نے
جبریل علیہ السلام کو فرشتے کی صورت میں۔

وَقَالَ ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ﴾ بَصَرُ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ نہ بڑھی اس چیز
سے جو دیکھی۔

﴿وَمَا طَغَى﴾ وَمَا جَاوَزَ مَا رَأَى.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ما زاغ البصر﴾ یعنی نہ گئی دائیں اور نہ
بائیں ﴿وما طغى﴾ یعنی نہ بڑھی اس چیز سے کہ حکم ہو ان کو اس کے ساتھ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ جھٹلایا انہوں نے۔

﴿فَتَمَارَوْا﴾ كَذَبُوا.

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں اس سے اگلی سورت میں ہے اور شاید یہ کسی ناقل کی غلطی ہے۔

کہا حسن رضی اللہ عنہ نے کہ ہوی کے معنی ہیں غائب ہو، اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ﴿والنجم اذا هوى﴾

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿إِذَا هَوَى﴾ غَاب.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿أَغْنَى وَأَقْنَى﴾

أَعْطَى فَارَضِي.

﴿وانہ اغنی واقنی﴾ کہ اس نے دیا اور راضی کیا یعنی حاصل ہوئی واسطے اس کے پونجی رضا کی۔

۴۴۷۷۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے ماں! کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ یعنی معراج میں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میرے رونگٹے کھڑے ہوئے اس چیز سے جو تو نے کہی یعنی گھبراہٹ سے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی نزدیک ان کے ہیبت اللہ پاک کی سے اور اعتقاد کیا اس کو پاک ہونے اللہ کے سے اور محال ہونے وقوع اس کے سو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کہاں ہے تو تین چیز سے یعنی کس طرح غائب ہوتا ہے فہم تیرا ان تین چیزوں سے؟ اور لائق تھا واسطے تیرے کہ ان کو یاد رکھا ہوتا اور اس کے وقوع کے مدعی کو جھوٹا اعتقاد کرتا جو تجھ سے وہ تینوں بیان کرے وہ جھوٹا ہے جو تجھ سے بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو وہ جھوٹا ہے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں اور وہ پاتا ہے آنکھوں کو اور وہ باریک بین ہے خبر رکھتا ہے اور نہیں واسطے کسی بندے کے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر ساتھ واسطے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے اور جو تجھ سے بیان کرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں جو کل ہوگا تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر یہ آیت پڑھی اور نہیں جانتا کوئی جی کہ کیا کمائے گا کل اور جو بیان کرے تجھ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے کچھ چیز چھپائی ہے تو وہ بھی جھوٹا ہے پھر یہ آیت پڑھی اے پیغمبر! پہنچا دے جو اتارا گیا ہے تیری طرف تیرے رب کی طرف سے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دوبار دیکھا۔

۴۴۷۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا أُمَّتَاهُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِي مِمَّا قُلْتَ أَيْنَ أَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكُنَّ فَقَدْ كَذَبَ مَنْ حَدَّثَكَ أَنْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَآذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾ الْآيَةَ وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ.

فائدہ: ترمذی وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عرفات میں کعب رضی اللہ عنہ سے ملے اور اس سے کچھ چیز پوچھی تو کعب رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کہا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم بنی ہاشم ہیں تو کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے؟ تو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیکھنے اور کلام کو موسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ کے درمیان تقسیم کیا سو موسیٰ علیہ السلام نے دو بار اللہ سے کلام کیا اور محمد ﷺ نے دو بار اللہ کو دیکھا، کہا مسروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ الحدیث، اور ساتھ اس کے ظاہر ہوا سبب پوچھنے مسروق رضی اللہ عنہ کے کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ جو کہا کہ پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں، کہا نووی رضی اللہ عنہ نے واسطے پیردی غیر اپنے کے کہ نہیں نفی کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے وقوع روایت کی ساتھ حدیث مرفوع کے کہ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو اس کو ذکر کرتیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اعتماد کیا ہے استنباط پر ظاہر آیت سے اور البتہ مخالفت کی ہے اس کی اور اصحاب نے اور جب صحابی کوئی بات کہے اور کوئی دوسرا صحابی اس کی مخالفت کرے تو وہ قول بالاتفاق حجت نہیں ہوتا اور مراد ساتھ ادراک کے آیت میں احاطہ کرنا ہے اور یہ نہیں منافی ہے دیکھنے کو اور یہ جو نووی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی روایت کی کسی حدیث مرفوع سے نہیں کی تو یہ عجیب ہے اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے یہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں جس کی خود نووی رضی اللہ عنہ نے شرح لکھی ہے سوزدیک اس کے طریق سے داؤد بن ابی ہند کے ہے اس کی سند روایت کی شععی نے اس نے مسروق رضی اللہ عنہ سے اس طریق میں جو مذکور ہے کہا مسروق رضی اللہ عنہ نے میں تکبیر کیے تھا پھر میں سیدھا ہو بیٹھا تو میں نے کہا کہ نہیں کہا اللہ نے ﴿ولقد راہ نزولہ اخروی﴾ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس امت میں سے پہلے پہل میں نے حضرت ﷺ کو اس سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جبرائیل علیہ السلام ہے یعنی میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا حضرت! کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے تو صرف جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا تھا ہاں یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت مذکور کے ساتھ حجت پکڑی ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس میں اس کی مخالفت کی ہے سو روایت کی ہے ترمذی نے حکم بن ابان کے طریق سے اس نے روایت کی ہے عکرمہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا کہ نہیں پاتی اس کو آنکھیں؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تجھ کو خرابی یہ اس وقت ہے جب کہ جلی کرے ساتھ نور اپنے کے جو نور اس کا ہے اور البتہ آپ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ مراد ساتھ آیت کے نفی احاطہ کی ہے ساتھ اس کے وقت روایا اس کی کے نہ نفی اصل روایا اس کے کی کہا قرطبی نے کہ البصائر آیت میں جمع ہے محلی ساتھ الف اور لام کے پس قبول کرے گی تخصیص کو اور البتہ ثابت ہو چکی ہے دلیل اس کی بطور سماع کے اللہ کے اس قول میں ﴿کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون﴾ سوہوں

گے مراد کفار ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے دوسری آیت میں ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ اور جب آخرت میں اللہ کا دیدار جائز ہے تو دنیا میں بھی جائز ہوگا واسطے برابر ہونے دونوں وقت کے بہ نسبت مرے کے یعنی اللہ کے اور یہ استدلال کھرا ہے اور کہا عیاض نے کہ دیدار اللہ کا دنیا میں جائز ہے عقلا کو اور ثابت ہو چکی ہے اخبار صحیحہ مشہورہ ساتھ واقع ہونے اس کے کی واسطے مسلمانوں کے آخرت میں لیکن دنیا میں سو کہا امام مالک رحمہ اللہ نے کہ نہیں دیکھا جاتا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس واسطے کہ وہ باقی ہے اور باقی نہیں دیکھا جاتا ساتھ فانی کے اور جب آخرت ہو گی اور ان کو باقی رہنے والی آنکھیں عطا ہوں گی تو یہ دیکھیں گی باقی کو ساتھ باقی کے کہا عیاض نے نہیں اس کالم میں محال ہونا رویت کا مگر باعتبار قدرت کے اور جب قادر کرے اللہ اس پر جس کو چاہے اپنے بندوں سے تو نہیں منع ہے میں کہتا ہوں کہ واقع ہوا ہے صحیح مسلم میں جو تائید کرتا ہے اس فرق کی حدیث مرفوع میں اور وہ حدیث یہ ہے کہ جان لو کہ بیشک تم اپنے رب کو ہرگز نہ دیکھ سکو گے یہاں تک کہ مرد سو اگر دنیا میں اللہ کا دیدار عقلا جائز ہے تو دلیل سماعی سے متمنع معلوم ہوتا ہے لیکن جس نے اس کو حضرت ﷺ کے واسطے ثابت کیا ہے اس کے واسطے جائز ہے کہ کہے کہ متکلم نہیں داخل ہوتا ہے اپنی کلام کے عموم میں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس میں کہ حضرت ﷺ نے اللہ کو دیکھا یا نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا ہے اور ایک جماعت نے سلف میں سے اس کو ثابت کیا ہے اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور روایت کیا ہے ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اثبات اس کا اور تھا دشوار گزارتا اس پر انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سب ساتھیوں کا اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے کعب احبار رضی اللہ عنہم اور زہری اور معمر اور اور لوگوں نے اور یہی ہے قول اشعری کا اور اس کے تابعداروں کا پھر اختلاف کیا ثابت کرنے والوں نے کہ کیا حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا یا دل سے؟ میں کہتا ہوں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کچھ روایتیں مطلق آئی ہیں یعنی ان میں ذکر نہیں کہ آنکھ سے دیکھا یا دل سے جیسے کہ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور کچھ روایتیں مقید آئی ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کو خاص دل سے دیکھا اور صریح تر یہ حدیث ہے جو ابن مردیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط اس کو اپنے دل سے دیکھا اس بنا پر پس ممکن ہے تطبیق درمیان نفی عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اثبات ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس طور کے کہ حمل کیا جائے نفی اور پر رویت آنکھ کے اور اثبات اس کا اور پر رویت دل کے پھر مراد ساتھ رویت نواذ کے رویت دل کی ہے یعنی دیکھنا ساتھ دل کے نہ مجرد حاصل ہونا علم کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ عالم تھے بلکہ جو ثابت کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو مراد اس کی یہ ہے کہ جو دیکھنا آپ کو حاصل ہوا وہ آپ کے دل میں پیدا کیا گیا جیسے کہ پیدا کرتا ہے دیکھنے کو ساتھ آنکھ کے واسطے غیر آپ کے کی

اور نہیں شرط ہے واسطے دیکھنے کے کوئی چیز مخصوص از روئے عقل کے اگرچہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ پیدا کرنے رویت کے آنکھ میں اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نور کو دیکھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو دل سے دیکھا آنکھ سے نہیں دیکھا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مراد ساتھ قول اس کے کہ حضرت ﷺ نے نور کو دیکھا یعنی نور آپ کو آنکھ کے ساتھ دیکھنے سے مانع ہوا اور آنکھ کو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے روکا اور ترجیح دی ہے قرطبی نے قول وقف کو اس مسئلے میں یعنی کہا کہ اس مسئلے میں توقف کرنا راجح ہے اور منسوب کیا ہے اس کو طرف ایک جماعت اہل تحقیق کی اور قوی کیا ہے اس کو ساتھ اس طور کے کہ نہیں ہے باب میں کوئی دلیل قاطع اور غایت اس چیز کی کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے دونوں گروہ کے ظاہر دلیلوں کا ہے جو معارض ہے قابل ہے واسطے تاویل کے اور نہیں ہے مسئلہ عملیات سے کہ کفایت کی جائے اس میں ساتھ دلائل ظنی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ مسئلہ اعتقادی مسلوں سے ہے سو نہ کفایت کی جائے گی اس میں مگر ساتھ دلیل قطعی کے اور میل کی ہے ابن خزیمہ نے طرف ترجیح اثبات کے اور اطناب کیا ہے واسطے اس کے استدلال میں ساتھ اس چیز کے کہ وراز ہوتا ہے ذکر اس کا اور حمل کیا ہے اس نے اس چیز کو کہ وارد ہوئی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس پر کہ دیدار دو بار واقع ہوا ایک بار اپنی آنکھ سے اور ایک بار اپنے دل سے اور اس چیز میں کہ وارد کی ہے میں نے کفایت ہے اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ﷺ کے واسطے رویت کو ثابت کیا ہے اور ظاہر حدیثوں کا جو معراج میں وارد ہوئی ہیں یہ ہے کہ معراج حضرت ﷺ کو بدن اور روح دونوں سے ہوئی اور دونوں کے ساتھ ہیئت آسمان پر چڑھائے گئے اور بیداری میں ہوئی نہ خواب میں اور نہ استنراق میں اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ نہیں ہے واسطے کسی بندے کے کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر ساتھ واسطہ وحی کے یا پردے کے پیچھے سے تو یہ دلیل دوسری ہے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مذہب کا کہ حضرت ﷺ نے اللہ کو نہیں دیکھا اور استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حصر کیا ہے اپنے کلام کرنے کو واسطے غیر اپنے کے تین وجہوں میں اور وہ وحی ہے بایں طور کہ ڈالے آپ کے دل میں جو چاہے یا کلام کرے اس سے ساتھ واسطہ کے پردے کے پیچھے سے یا بھیجے طرف اس کے رسول کو سو پہنچا دے اس کو اپنی طرف سے مستلزم ہے یہ نفی رویت کو اس سے حالت کلام کرنے میں اور جواب یہ ہے کہ یہ نہیں مستلزم ہے نفی رویت کو مطلق کہا ہے اس کو قرطبی نے کہا اور رغبت اس چیز کی کہ تقاضا کرتی ہے نفی کلام اللہ کی ہے او پر غیر ان تین احوال کے سو جائز ہے کہ نہ واقع ہو کلام بیچ حالت دیکھنے کے اور یہ جو کہا کہ لیکن حضرت ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصلی صورت میں دوبار دیکھا تو یہ جواب ہے اصل سوال سے جو مسروق رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا اور وہ قول اس کا ہے ﴿ما کذب الفؤاد ما رای﴾ اور قول اس کا ہے ﴿ولقد راہ نزلة اخوی﴾ اور مسلم میں مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اس

بارہ اپنی اصلی صورت میں آئے سو آسمان کا کنارہ ڈھانکا اور نسائی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾ حَيْثُ الْوَتْرُ مِنَ الْقَوْسِ.
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پس پہنچے مسافت کو بقدر دونوں زہ کمان کے کہ مراد قوس سے جگہ وتر کی ہے قوس سے یعنی جگہ باندھنے تانت کی اور قاب اس کو کہتے ہیں جو قبضے اور وتر کی جگہ کے درمیان ہے۔

فائدہ: کہا واحدی نے کہ یہ قول جمہور مفسرین کا ہے کہ مراد قوس سے کمان ہے جس کے ساتھ تیر پھینکا جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے گز ہے جس کے ساتھ مانپا جاتا ہے اس واسطے کہ قیاس کی جاتی ہے ساتھ اس کے چیز صاحب فتح کہتا کہ لائق ہے کہ یہی قول راجح ہو اس واسطے کہ روایت کی ہے ابن مردویہ نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد قاب سے مقدار ہے اور مراد قوسین سے دو ہاتھ یا دو گز ہیں اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ اگر مراد تیر پھینکنے کی کمان ہوتی تو نہ تمثیل دی جاتی ساتھ اس کے کہ مثنیہ لانے کی حاجت پڑتی سو مثلاً کہا جاتا قاب ریح یا مانند اس کے اور بعضوں نے کہا یہ مقلوب ہے اور مراد قابی قوس ہے اس واسطے کہ قاب اس کو کہتے ہیں جو قبضے اور جگہ وتر کے درمیان ہے سو ہر کمان کے واسطے دو قاب ہیں یعنی ایک قبضے سے ایک طرف اور ایک اس سے دوسری طرف اور یہ جو کہا ﴿او ادنی﴾ یعنی اقرب کہا زجاج نے کہ خطاب کیا ہے اللہ نے عرب کو ساتھ اس چیز کے کہ جس کی ان کو الفت تھی اور معنی یہ ہیں کہ اس چیز میں کہ قادر ہو تم او پر اس کے اور اللہ جاننے والا ہے چیزوں کو ان کی اصلی حقیقت سے نہیں متردد ہوتیں نزدیک اس کے اور بعضوں نے کہا کہ او ساتھ معنی بل کے ہے یعنی قریب تر ہے قدر مذکور سے۔ (فتح)

۴۴۷۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾ فَأَوْخَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْخَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتٌّ مِائَةَ جَنَاحٍ.
۴۴۷۹ - حَدَّثَنَا طَلْحُ بْنُ عَنَامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ

۴۴۷۸ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں کہ رہ گیا فرق بقدر دو گز یا دو ہاتھ کے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر ہیں۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پھر پیغام بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔

۴۴۷۹ - حضرت شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے زر

بابُ قَوْلِهِ ﴿فَأَوْخَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْخَى﴾

۴۴۷۹ - حَدَّثَنَا طَلْحُ بْنُ عَنَامٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ

سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ پس رہ گیا فرق بقدر دو ہاتھ کے یا قریب تر سو حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا، کہا زرنے جواب میں کہ خبر دی ہم کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے واسطے چھ سو پر ہیں۔

عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَأَلْتُ زُرًّا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ﴾ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَىٰ جِبْرِيْلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ.

فائدہ: یہ حدیث واضح تر ہے مراد میں اور حاصل یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ تھا کہ حضرت ﷺ نے معراج میں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جس کو حضرت ﷺ نے دیکھا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہے اور تقدیر آیت کی اس کی رائے پر یہ ہے کہ حکم پہنچایا جبرئیل علیہ السلام نے طرف بندے اللہ کی ہے کہ وہ محمد ﷺ ہیں اس واسطے کہ اس کی رائے یہ ہے کہ جو قریب ہوا اور اتر آیا وہ جبرئیل علیہ السلام ہے اور وہی ہے جس نے حضرت ﷺ کو پیغام پہنچایا اور کلام اکثر مفسرین کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس نے حکم بھیجا وہ اللہ ہے یعنی فاوحی میں کہ حکم بھیجا اس نے طرف بندے اپنے محمد ﷺ کے اور بعضوں نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام کی طرف اور ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے پروں سے موتی اور یاقوت جھرتے تھے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ دیکھی اس نے اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾.

فائدہ: اختلاف ہے نشانیوں مذکور میں سو بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ ان کے تمام وہ چیزیں ہیں جو حضرت ﷺ نے معراج کی رات میں دیکھیں اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے کہ مراد صفت جبرئیل علیہ السلام کی ہے۔

۴۴۸۰۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ حضرت ﷺ نے اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں کہا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ دیکھا پردے سبز کو کہ آسمان کا کنارہ ڈھانکا ہے۔

۴۴۸۰۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ قَالَ رَأَىٰ رَفْرَفًا أَخْضَرَ قَدْ سَدَّ الْأَفْقَ.

فائدہ: اس حدیث کا ظاہر مخالف ہے تفسیر پہلی کو کہ حضرت ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا لیکن واضح کرتی ہے مراد کو جو نسائی وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا رفرف سبز پر کہ پر کیا ہے اس کو جو زمین اور آسمان کے درمیان ہے پس جمع ہوتا ہے دونوں حدیثوں سے کہ موصوف جبرئیل علیہ السلام ہے اور جس صفت پر کہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اس کے واسطے چھ سو پر ہیں

آسمان کے کنارے کو ڈھانکا ہے اور مراد یہ ہے کہ جس چیز نے کنارہ ڈھانکا وہ رُفرف ہے جس میں جبرئیل علیہ السلام تھے سو جبرئیل علیہ السلام کی طرف کنارے کا ڈھانکنا بطور مجاز کے منسوب ہوا اور نسائی وغیرہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا رُفرف کے جوڑے میں کہ زمین اور آسمان کا درمیان بھر دیا اور ساتھ اس روایت کے پچانی جاتی ہے مراد ساتھ رُفرف کے اور یہ کہ وہ حلقہ ہے یعنی جوڑا ہے رُفرف کا اور اصل میں رُفرف اس کو کہتے ہیں جو ریشم سے باریک ہو خوب بنا ہوا یعنی باریک ریشم کو کہتے ہیں جو خوب بنا ہوا ہو پھر مشہور ہوا استعمال اس کا پردے میں۔ (فتح) اور رُفرف فرش کو بھی کہتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ﴾۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کیا دیکھا ہے تم نے لات اور عزیٰ کو؟۔

۴۴۸۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ لات ایک مرد تھا کہ حاجیوں کے واسطے ستو گھولتا تھا یعنی ستو سے ان کی مہمان نوازی کرتا تھا۔

۴۴۸۱۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ حَدَّثَنَا أَبُو الْجَوَزِ آءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ ﴿اللَّاتُ وَالْعُزَّىٰ﴾ كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلْتُ سَوِيْقَ الْحَاجِّ.

فائدہ: اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ نام اس مرد کے سو روایت کی ہے مجاہد رضی اللہ عنہ نے فاکہی کے طریق سے کہ تھا ایک مرد جاہلیت میں ایک پتھر پر طائف میں اور اس کے پاس بکریں تھیں سو بکریوں کا دودھ لیتا اور طائف کی بھجوریں اور پیر لے کر حیس بنا تا یعنی حلوہ اور جو راستے میں اس پر گزرتا اس کو کھلاتا پھر جب وہ مر گیا تو اس کو پوجنے لگے اور کہا بعضوں نے کہ عمرو بن لُحی ہے اور صحیح یہ ہے کہ لات اور ہے اور عمرو بن لُحی اور ہے کہ البتہ روایت کی ہے فاکہی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب لات مر گیا تو عمرو بن لُحی نے لوگوں سے کہا کہ وہ مرا نہیں لیکن وہ پتھر میں گھس گیا ہے تو لوگوں نے اس کو پوجنا شروع کیا اور اس پر ایک گھر بنایا اور پہلے گزر چکا ہے مناقب قریش میں کہ پہلے پہل عمرو بن لُحی نے ہی عرب کو بت پرستی سکھائی اور تھا لات طائف میں کہا ہشام کلبی نے کہ مناة لات سے پرانا تھا سو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ڈھایا اور لات منات سے پیچھے بنایا گیا تھا سو غیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ڈھایا جب کہ قوم ثقیف مسلمان ہوئی اور عزیٰ لات سے بھی پیچھے بنایا تھا سو اس کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے فتح مکہ کے دن ڈھایا۔ (فتح)

۴۴۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۴۴۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جولات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو

چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہے اور جو اپنے ساتھی سے کہے کہ آ میں تجھ سے جو اکیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيُقَلِّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ أَقَامِرَكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

فائدہ: نسائی اور ابن ماجہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم نو مسلم تھے تازہ اسلام لائے تھے سو میں نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی تو میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ برا ہے جو تو نے کہا تو میں نے یہ حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الحدیث، کہا خطابی نے کہ قسم سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے ساتھ معبود اعظم کے سو جب کوئی لات کی قسم کھائے تو وہ کافروں کے مشابہ ہو اسو حکم کیا کہ تدارک کرے اس کو ساتھ کلمہ توحید کے اور کہا ابن عربی نے کہ اگر قسم کھائے ساتھ اس کے قصد سے تو کافر ہو جاتا ہے اور جو نہ جانتا ہو یا غافل ہو تو کہے لا الہ الا اللہ اتارے گا اللہ تعالیٰ اس سے گناہ اس کا اور پھیر دے گا دل اس کے کو بھول سے طرف ذکر کی اور زبان اس کی کو طرف حق کی اور جو لغو اس کی زبان سے جاری ہو اس کو دور کرے گا اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ صدقہ کرے تو کہا خطابی نے ساتھ اس مال کے کہ اس کے ساتھ جو اکیلے کا ارادہ کرتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ کوئی صدقہ کرے تاکہ کفارہ ہو اس سے اس بات کا جو اس کی زبان پر جاری ہوئی کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ یہی ہے صواب دلالت کرتی ہے اس پر جو مسلم کی روایت میں ہے سو چاہیے کہ کچھ چیز کے ساتھ خیرات کرے اور گمان کیا ہے بعضوں نے کہ لازم آتا ہے اس پر کفارہ قسم کا اور اس میں ہے جو ہے، کہا عیاض نے کہ اس حدیث میں حجت ہے واسطے جمہور کے کہ قصد گناہ کا جب قرار پکڑے دل میں تو ہوتا ہے گناہ جو لکھا جاتا ہے اوپر اس کے برخلاف وسوسے کے جو دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ میں کہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ کہاں سے لیا ہے اس نے اس کو باوجود تصریح کے حدیث میں ساتھ صادر ہونے قول کے جس جگہ کہ کلام کیا اس نے ساتھ قول اپنے کے آ میں تجھ سے جو اکیلوں سو اس نے اس کو گناہ کی طرف بلایا اور جو بالاتفاق حرام ہے تو اس کی طرف بلانا بھی حرام ہو اسو اس جگہ محض قصد نہیں اور اس مسئلے میں بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى﴾ .
 ۴۴۸۲ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ إِنَّمَا كَانَ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مناة تیسرا پچھلا۔
 ۴۴۸۳ - حضرت عروہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا یعنی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم پوچھا باوجود اللہ تعالیٰ کے قول ﴿ان الصفا والمروة من شعائر

اللہ کے تو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو لوگ احرام باندھتے تھے واسطے منہ طاعیہ کے جو مثلث میں ہے جو ایک جگہ ہے قدید میں وہ صفا اور مردہ کے درمیان نہ دوڑتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مردہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں سو طواف کیا درمیان ان کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور مسلمانوں نے، کہا سفیان نے کہ مناة مثلث میں ہے قدید سے، کہا عبد الرحمن بن خالد نے ابن شہاب سے کہا عروہ نے کہ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری کہ وہ اور قوم غسان مسلمان ہونے سے پہلے مناة کے واسطے احرام باندھتے تھے مانند اس کے اور کہا معمر نے زہری سے اس نے روایت کی عروہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انصار کے چند مرد مناة کے واسطے احرام باندھتے تھے اور مناة ایک بت تھا درمیان مکے اور مدینے کے انہوں نے کہا یا حضرت! ہم صفا اور مردہ کے درمیان طواف نہ کرتے تھے واسطے تعظیم مناة کے مثل اس کی۔

فائدہ: مثلث ایک جگہ کا نام ہے قدید سے دریا کے کنارے پر اور قدید ایک جگہ معروف ہے درمیان مکے اور مدینے کے اور روایت کی ہے فاکہی نے ابن اسحاق کے طریق سے کہ کھڑا کیا عمرو بن لُحی نے مناة کو اوپر کنارے دریا کے جو قدید کے متصل ہے اس کا حج کرتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے جب خانے کعبے کا طواف کرتے اور عرفات سے پھرتے اور منیٰ سے فارغ ہوتے تو مناة کے پاس آتے اور اس کے واسطے احرام باندھتے اور جو اس کے واسطے احرام باندھتا تو صفا اور مردہ کے درمیان طواف نہ کرتا اور یہ جو کہا کہ مناة کی تعظیم کے واسطے تو باقی حدیث طبری کی روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ کیا ہم پر کچھ گناہ ہے کہ ہم صفا اور مردہ کا طواف کریں تو یہ آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں گروہ کے حق میں جو طواف کرتے تھے اور جو طواف نہیں کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ «فَأَسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا» . باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سجدہ کرو واسطے اللہ کے

اور بندگی کرو۔

۴۴۸۴ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سجدہ کیا

۴۴۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

مَنْ أَهْلٌ بِمَنَاةِ الطَّاعِيَةِ الَّتِي بِالْمُثَلِّلِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَانزَلَ اللَّهُ تَعَالَى «إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ» فَطَافَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ قَالَ سُفْيَانُ مَنَاةٌ بِالْمُثَلِّلِ مِنْ قَدِيدٍ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا هُمْ وَغَسَّانُ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمُوا يَهْلُونَ لِمَنَاةٍ مِثْلَهُ وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ كَانُوا يَهْلُونَ لِمَنَاةٍ وَمَنَاةٌ صَنَمٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ قَالُوا يَا نَبِيَّ اللَّهِ كُنَّا لَا نَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ تَعْظِيمًا لِمَنَاةٍ نَحْوَهُ.

حضرت ﷺ نے سورہ نجم میں اور سجدہ کیا ساتھ آپ کے مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور آدمیوں نے متابعت کی ہے عبدالوارث کی ابن طہمان نے ایوب سے اور نہیں ذکر کیا ابن علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو۔

الْوَارِثُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَيُّوبَ وَلَمْ يَذْكُرْ ابْنَ عَلِيَّةَ ابْنَ عَبَّاسٍ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب یہ سورت اتری جس میں نجم کا ذکر ہے تو سجدہ کیا واسطے اس کے آدمیوں اور جنوں نے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دہرایا جن اور انسان کو باوجود داخل ہونے ان کے مسلمانوں میں واسطے نفی و ہم خاص ہونے اس کے کی ساتھ آدمیوں کے اور جو اس میں کلام ہے اس کو میں اگلی حدیث میں ذکر کروں گا کہا کرمانی نے کہ سجدہ کیا مشرکوں نے ساتھ مسلمانوں کے اس واسطے کہ وہ پہلا سجدہ ہے جو ترا سوارادہ کیا انہوں نے مسلمانوں کے معارضہ کا ساتھ سجدے کے واسطے معبود اپنے کے یا واقع ہوا ان سے یہ بلا قصد یا خوف کیا انہوں نے اس مجلس میں اپنے مخالفوں سے میں کہتا ہوں کہ تینوں احتمال میں نظر ہے پہلا احتمال واسطے عیاض کے ہے اور دوسرا احتمال مخالف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سیاق کو اس واسطے کہ اس میں زیادہ ہے کہ جس کو اس نے مستثنیٰ کیا ہے اس نے کنکریوں کی لپ لے کر اس پر اپنا ماتھا رکھا اس واسطے کہ یہ ظاہر ہے قصد میں اور تیسرا احتمال بعید تر ہے اس واسطے کہ مسلمان لوگ ہی اس وقت مشرکوں سے ڈرتے تھے نہ عکس اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ بہ سبب ڈالنے شیطان کے تھا حضرت ﷺ کی قرأت میں نہیں صحیح ہے وہ عقل سے اور نہ نقل سے اور جو تامل کرے اس میں جو وارد کیا ہے میں نے اس کو سورہ حج کی تفسیر میں تو پہچانے گا وجہ صواب کی مسئلے میں اللہ کی حمد کے ساتھ۔ (فتح)

۴۴۸۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہلے سورت جس میں سجدہ اتر سورہ نجم ہے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سو سجدہ کیا حضرت ﷺ نے اور سجدہ کیا اس نے جو آپ کے پیچھے تھا مگر ایک مرد نے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اس پر سجدہ کیا سو میں نے اس کو اس کے بعد دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا اور وہ امیہ بن خلف تھا۔

۴۴۸۵ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنِي أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ سُورَةٍ أَنْزَلَتْ فِيهَا سَجْدَةٌ وَالنَّجْمُ قَالَ فَسَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنْ خَلْفَهُ إِلَّا رَجُلًا رَأَيْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تَرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيْهِ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ قَتِيلًا كَافِرًا وَهُوَ أُمِيَّةٌ

بُنْ خَلْفٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے سجدہ کیا یعنی جب اس کی قرأت سے فارغ ہوئے اور میں نے اس کا بیان سورہ حج میں کر دیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور سبب سبب اس کے اور ایک روایت میں اس حدیث کے اول میں ہے کہ پہلی سورت جس کو حضرت ﷺ نے ظاہر کیا اور اس کو لوگوں پر کھلم کھلا پڑھا سورہ نجم ہے اور یہ جو کہا کہ مگر ایک مرد تو ایک روایت میں ہے سو نہ باقی رہا قوم میں سے کوئی مگر کہ اس نے سجدہ کیا اور قوم میں سے ایک شخص نے نکٹروں کی مٹھی لی اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ سب نے سجدہ کیا لیکن نسائی نے مطلب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جنے کے میں سورہ نجم پڑھی اور سجدہ کیا اور سجدہ کیا اس نے جو آپ کے پاس تھا اور میں نے انکار کیا کہ سجدہ کروں اور وہ اس دن مسلمان نہ ہوا تھا کہ مطلب نے سو میں اس میں کبھی سجدہ نہیں چھوڑتا سو محمول ہوگی تعیم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس پر کہ وہ بہ نسبت اس شخص کے ہے جس پر ان کو اطلاع ہوئی اور بعض کہتے ہیں جس نے سجدہ نہیں کیا تھا وہ ولید بن مغیرہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سعید بن عاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابولہب ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ منافق ہے اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ واقع ہوا ہے یہ قصہ کے میں بغیر خلاف کے اور اس وقت ابھی نفاق ظاہر نہیں ہوا تھا اور جزم کیا ہے واقعہ نے کہ یہ قصہ پانچویں سال میں تھا اور پہلی ہجرت حبشہ کی طرف رجب کے مہینے میں تھی سو جب ان کو یہ حال پہنچا کہ مشرکوں نے مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کیا ہے تو وہ کے میں پھر آئے یعنی اس گمان سے کہ کافر مسلمان ہو گئے سو ان کو بدستور کفر پر پایا پھر انہوں نے دوسری بار مدینے کی طرف ہجرت کی اور احتمال ہے کہ چاروں نے نہ سجدہ کیا ہو اور تعیم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت اطلاع ان کی کے ہے جیسا کہ میں نے کہا۔ (فتح)

سورۃ اقتربت الساعۃ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُسْتَمِرٌّ﴾ ذَاهِبٌ.

یعنی کہا مجاہد نے کہ مستمر کے معنی ہیں جانے والا اور باطل ہونے والا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾.

﴿مُزْدَجَرٌ﴾ مُتَّاهٍ.

یعنی مزدجر کے معنی ہیں نہایت کو پہنچنے والا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْاَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ﴾ یعنی یہ قرآن اور متناہی ساتھ صیغہ فاعل کے ہے یعنی نہایت کو پہنچنے والا جھڑک میں نہیں متصور ہے اس پر اور زیادتی۔

یعنی از دجر کے معنی ہیں دراز ہوا جنوں اس کا۔

﴿وَاَزْدُجَرَ﴾ فَاسْتَطِيرَ جُنُونًا.

فائدہ: سو ہوگا کلام ان کی سے معطوف ان کے قول پر مجنون، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قالوا مجنون وازدجر﴾ اور کہا بعض نے کہ اللہ تعالیٰ نے خریدی ان کے فعل سے کہ انہوں نے اس کو جھڑکا۔

﴿دُسِرَ﴾ اَصْلُ الْعَسْفِينَةِ۔
دسر کے معنی ہیں اطراف کشتی کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کشتی کی میخیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وحملناه علی ذات الواح ودسر﴾۔

﴿لَمَنْ كَانَ كُفْرًا﴾ يَقُولُ كُفْرًا لَهُ جَزَاءٌ مِّنَ اللَّهِ۔
یعنی کفر کے معنی ہیں کفر کیا گیا واسطے اس کے یعنی نوح علیہ السلام کے کہ کافروں نے اس کو جھٹلایا اور اس کی قدر نہ جانی۔

فائدہ: اور موصول کیا ہے اس کو فریابی نے ساتھ اس لفظ کے لمن کان کفر باللہ اور یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ وہ اس کو ماضی معلوم کے صیغہ پر پڑھتا تھا بدلہ ہے اللہ سے ہم نے ساتھ نوح علیہ السلام کے اور اس کی قوم کے جو کیا بدلہ تھا اس چیز کا کہ کیا گیا ساتھ نوح علیہ السلام کے اور ساتھیوں اس کے کی کہتا ہے کہ غرق کیے گئے بہ سبب نوح علیہ السلام کے اور حاصل معنی کا یہ ہے کہ جو واقع ہوا ساتھ ان کے غرق سے تھا بدلہ نوح علیہ السلام کا کافروں سے اور وہی تھا جو کفر کیا گیا یعنی انکار کیا گیا اور جھٹلایا گیا کہ کافروں نے اس کو جھٹلایا تھا اور حمید اعرج نے کفر کو ساتھ لفظ معلوم کے پڑھا ہے پس لام اس کے قول لمن میں اس بنا پر واسطے قوم نوح کے یعنی یہ بدلہ ہے واسطے قوم نوح کے یعنی کافروں کے کہ انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ (فتح)

﴿مُحْتَضِرٌ﴾ يَحْضُرُونَ الْمَاءَ۔
یعنی محتضر کے معنی ہیں کہ حاضر ہوتے ہیں پانی پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کل شرب محتضر یعنی حاضر ہوتے ہیں پانی پر جب غائب ہوتی ہے اونٹنی اور جب اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ پانی پر حاضر ہوتی۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿مُهْطِعِينَ﴾ اَلْسَلَانَ
اَلْحَبْبُ السِّرَاعِ۔
کہا ابن جبیر نے کہ مهطعين کے معنی ہیں نسلان یعنی جب یعنی جلد چلنا پاس پاس قدم رکھ کر اور سراع اس کی تاکید ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مهطعين الى الداع﴾۔

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ پس دست درازی کی سوا اس کی کوچیں کاٹیں۔
وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿فَتَعَاطَى﴾ فَعَاطَهَا بِيَدِهِ
فَعَقَرَهَا۔

فائدہ: کہ ابن تین نے کہ نہیں جانتا میں واسطے قول اس کے کی کہ عاٹھا کوئی وجہ مگر یہ کہ مقلوب ہے یعنی لام کو عین

پر مقدم کیا ہو اس واسطے کہ عطا کے معنی ہیں پڑنا ہاتھ سے۔

﴿الْمُحْتَظِرِ﴾ كَحِطَّارٍ مِنَ الشَّجَرِ
یعنی اللہ کے قول ﴿كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ﴾ کے معنی ہیں
مُحْتَظِرٍ۔
مانند باڑ درخت کے جو جلے ہوئے ہوں۔

فائدہ: طبری نے زید بن اسلم کے طریق سے روایت کی ہے کہ اونٹوں اور مواشی کے واسطے خش کانٹوں کی باڑ بناتے تھے کہ مواشی اس کے اندر رہیں سو یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ﴾ اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ مراد مٹی ہے جو دیوار سے گرتی ہے اور قنادہ سے روایت ہے کہ مانند راگھ چلی ہوئی کے۔ (فتح)
﴿أَزْدُجَرَ﴾ أَفْعَلٌ مِنْ زَجْرَتْ۔
یعنی ازد جبر افعال ہے زجرت سے یعنی تا افعال کو
وال سے بدل کیا۔

﴿كُفِرَ﴾ فَعَلْنَا بِهِ وَبِهِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَاءً
یعنی آیت ﴿جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ﴾ کے یہ معنی ہیں کہ کیا
لَمَّا صُنِعَ بَنُو حِ وَاَصْحَابِهِ۔
ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم سے جو معاملہ کیا واسطے جزا
اس کام کے جو نوح علیہ السلام اور اس کی قوم سے کیا گیا۔
﴿مُسْتَقَرٌّ﴾ عَذَابٌ حَقٌّ۔
یعنی مستقر کے معنی ہیں عذاب حق، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿عذاب مستقر﴾۔

فائدہ: اور قنادہ سے روایت ہے کہ قرار گیر ہے ساتھ اس کے دوزخ کی آگ تک اور روایت ہے مجاہد سے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ﴿وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقَرٌّ﴾ کہا دن قیامت کا اور ابن جریج سے روایت ہے کہ قرار گیر ہے ساتھ اہل اپنے کے۔

﴿يُقَالُ الْأَشْرُ الْمَرْحُ وَالْتَجْبُرُ﴾
کہا جاتا ہے کہ اشْر کے معنی ہیں اترانا اور بڑائی مارنا۔
فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿سَيَعْلَمُونَ غَدًا مِنَ الْكُذَّابِ الْأَشْرُ﴾ اور مراد ساتھ کل کے دن قیامت کا ہے۔
بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ وَإِنْ يَرَوْا
آيَةً يُعْرِضُوا﴾
وہ دیکھیں کوئی نشانی تو کہیں یہ جادو ہے قوی۔

۴۴۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ
شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ
عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّشَقَّ
الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْحَبَلِ
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا
ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکڑا نیچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ گواہی دو اس معجزے پر یا گواہ رہو اس معجزے پر۔

وَفِرْقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اإِشْهَدُوا.

۴۴۸۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ اإِنْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا اإِشْهَدُوا اإِشْهَدُوا.

۴۴۸۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّادَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ اإِنْشَقَّ الْقَمَرُ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۸۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ أَهْلَ مَكَّةَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةَ فَأَرَاهُمُ اإِنْشِقَاقَ الْقَمَرِ.

۴۴۹۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ قَالَ اإِنْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ.

فائدہ: چاند پھٹنے کا بیان اول سیرت نبویہ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءَ لِمَنْ كَانَ كُفِرًا وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مَدَّكِرٍ﴾.

۴۴۸۷ - حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند اور حالانکہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو ہو گیا دو ٹکڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ گواہی دو، گواہی دو۔

۴۴۸۸ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پھٹ گیا چاند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔

۴۴۸۹ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکے والوں نے سوال کیا کہ ان کو کوئی نشانی دکھلائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند کا پھٹنا دکھلایا۔

۴۴۹۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بہتی ہے ہماری آنکھوں کے سامنے بدلہ واسطے اس کے جس کو جھٹلایا گیا یعنی نوح علیہ السلام کو اور ہم نے رہنے دیا اس کشتی کو نشانی کیا پس کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا۔

فائدہ: مناسب واسطے قول قتادہ رضی اللہ عنہ کے پچھلی آیت ہے اور قول قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ أَبَقِيَ اللَّهُ سَفِينَةَ نُوحٍ حَتَّى
أَدْرَكَهَا أَوْ آتَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ.
یعنی کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کی کشتی کو باقی
رکھا یہاں تک کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے اس کو پایا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو دی پہاڑ پر اور اس کے بعد بہت کشتیاں راکھ ہو گئیں۔

۴۴۹۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾.
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ﴿فهل من مدكر﴾۔

فائدہ: یعنی ساتھ دال مہملہ کے اور اس کا سبب یہ ہے کہ بعض سلف نے اس کو ذال مجمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور وہ
بھی قتادہ ہی سے منقول ہے پھر بخاری نے اس حدیث کے واسطے پانچ باب باندھے ہیں ہر ترجمہ میں اس سورہ کی
ایک آیت ہے اور سب بابوں میں حدیث مذکور کو بیان کیا تاکہ بیان کرے کہ لفظ مدکر سب میں ایک ہے یعنی ساتھ
دال کے ہے سب سورتوں میں اور البتہ مکرر آیا ہے لفظ مدکر کا اس سورت میں باعتبار مکرر ہونے قصوں کے پہلی امتوں
کے خبروں سے واسطے استدعاء افہام سامعین کے تاکہ نصیحت پکڑیں اور کہا پہلی حدیث میں کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ یسرنا
کے معنی ہیں کہ ہم نے اس کی قرأت کو آسان کیا اور کہا دوسرے میں ابو اسحاق سے کہ ایک مرد نے اسود سے پوچھا
مدکر دال کے ساتھ ہے یا ذال کے ساتھ یعنی مجمہ کے ساتھ ہے یا مہملہ کے پھر ذکر کی ساری حدیث اور اس کے اخیر
میں ہے کہ دال کے ساتھ ہے اور لفظ تیسری اور چوتھی کا مثل اول کے ہے اور پانچویں حدیث کا لفظ یہ ہے کہ عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مذکر پڑھا یعنی ذال مجمہ سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دال مہملہ کے
ساتھ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا
هُوَ نَاقِرَاتُهُ.
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ ہم نے آسان کیا
قرآن کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا، کہا مجاہد رضی اللہ عنہ
نے کہ یسرنا کے معنی ہیں کہ آسان کیا ہم نے اس کی
قرأت کو۔

۴۴۹۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
﴿فهل من مدكر﴾ پڑھتے تھے۔

وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾.
 بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَعْجَازُ نَحْلِ مُنْفَعِرٍ فَكَيْفَ
 كَانَ عَذَابِي وَنَذِيرٍ﴾.
 ڈرانا۔

۴۴۹۳۔ حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے کہ اس نے سنا
 ایک مرد کو اسود سے پوچھا کہ مکر ہے یا مذکر یعنی ساتھ مہملہ
 کے ہے یا مجملہ کے تو اسود نے کہا کہ میں نے سنا عبد اللہ بن مسعود
 سے کہ پڑھتا تھا اس آیت کو فصل من مکر یعنی ساتھ مہملہ کے
 کہا عبد اللہ بن مسعود نے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ اس کو
 ﴿فهل من مذکر﴾ یعنی مہملہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سو ہو گئی جیسے روندی
 باز کانتوں کی اور البتہ ہم نے آسان کیا ہے قرآن کو سو
 کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا۔

۴۴۹۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
 نے پڑھا ﴿فهل من مذکر﴾ یعنی ساتھ وال مہملہ کے آخر
 آیت تک۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور پڑا ان پر صبح کو سویرے
 عذاب جو ٹھہرا تھا اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈر۔
 ۴۴۹۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
 نے پڑھا ﴿فهل من مذکر﴾ یعنی ساتھ وال مہملہ کے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ ہم نے ہلاک کیا
 تمہاری مثلوں کو سو کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا؟۔

۴۴۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ
 أَبِي إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا سَأَلَ الْأَسْوَدَ
 ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾ أَوْ مُذَكِّرٍ فَقَالَ سَمِعْتُ
 عَبْدَ اللَّهِ يَقْرُؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾ قَالَ
 وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقْرُؤُهَا ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾ دَالًا.
 بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ
 وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
 مُذَكِّرٍ﴾.

۴۴۹۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ
 عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾ الْآيَةَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً
 عَذَابٌ مُسْتَقِرٌّ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنَذِيرٍ﴾.

۴۴۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا غَدْرٌ حَدَّثَنَا
 شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَنَّهُ قَرَأَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ
 فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾.

۴۴۹۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھا میں نے حضرت ﷺ پر ﴿فہل من مذکر﴾ یعنی ساتھ ذال معجمہ کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ﴿فہل من مذکر﴾ ہے یعنی ساتھ دال مہملہ کے یعنی بغیر نقطہ کے۔

۴۴۹۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَرِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُذَكِّرٍ﴾

فائدہ: مذکر کا اصل مذکر ہے ساتھ تا کہ بعد ذال معجمہ کے پھر بدلانی گئی ت ساتھ دال مہملہ کے پھر ذال کو بھی دال کے ساتھ بدل دیا گیا واسطے قریب ہونے ایک کے دوسرے سے پھر ایک کو دوسرے میں ادغام کیا گیا اور معجمہ اس حرف کو کہتے ہیں جس پر نقطہ ہو اور مہملہ اس حرف کو کہتے ہیں جو بلا نقطہ ہو۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اب شکست کھائے گی یہ جماعت اور بھاگے گی پیٹھ دے کر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الذُّبُرُ﴾

۴۴۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور آپ ایک خیمے میں تھے کہ الہی! میں تجھ کو تیرا قول یاد دلاتا ہوں یعنی کمال عاجزی سے تیرے عہد و پیمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، الہی! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہوگی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کفایت کرتا ہے آپ کو جو کہا یعنی آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے آپ نے اپنے رب کی پرلے سرے کی التجا کی اور حضرت ﷺ زرہ میں کودتے تھے سو خیمے سے باہر نکلے اور حالانکہ فرماتے تھے کہ اب کافروں کا لشکر بھاگے گا اور پیٹھ پھیرے گا بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کا وقت اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے۔

۴۴۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ وَهْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قَبِيَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَنشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِن تَشَأْ لَا تَعْبُدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْحَحْتُ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ يَنْبُ فِي الدَّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ ﴿سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الذُّبُرُ﴾

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل حدیثوں سے ہے اور شاید اٹھایا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے اور امر ماخوذ ہے مرارت ساتھ معنی کڑوا ہونے کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ
وَالسَّاعَةُ أَذْهَىٰ وَأَمْرٌ﴾ يَعْنِي مِنَ
الْمَرَارَةِ.

فائدہ: معنی اس کے یہ ہیں کہ سخت تر ہے اور ان کے عذاب جنگ بدر سے۔

۴۴۹۸۔ حضرت یوسف بن ماہک سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا اس نے کہا کہ البتہ اتاری گئی حضرت ﷺ پر یہ آیت کے میں اور حالانکہ میں لڑکی تھی کھیتی بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے۔

۴۴۹۸۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَىٰ حَدَّثَنَا
هَشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ
قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهِكٍ قَالَ إِنِّي
عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ لَقَدْ أَنْزَلَ
عَلَيَّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ
وَأِنِّي لَجَارِيَةٌ الْعَبُ ﴿بَلِ السَّاعَةِ
مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَىٰ وَأَمْرٌ﴾.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث فضائل قرآن میں آئے گی۔

۴۴۹۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور حالانکہ آپ ایک خیمے میں تھے کہ الہی! میں تجھ کو تیرا قول قرار یاد دلاتا ہوں الہی! اگر تو چاہے تو آج کے بعد کبھی تیری بندگی نہ ہوگی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت! آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے آپ نے اپنے رب کی دعا میں بہت مبالغہ کیا اور حضرت ﷺ زہرہ پہنے تھے سو خیمے سے باہر نکلے اور کہتے تھے کہ اب کافروں کا لشکر بھاگ جائے گا اور پیٹھ پھیرے گا بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کی جگہ اور قیامت سخت تر اور بہت کڑوی ہے۔

۴۴۹۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ
خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ
يَوْمَ بَدْرٍ أَنشَدَكَ عَهْدَكَ وَوَعَدَكَ اللَّهُمَّ
إِنْ شِئْتَ لَمْ تَعْبُدْ بَعْدَ الْيَوْمِ أَبَدًا فَأَخَذَ
أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ وَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَقَدْ أَحْبَبْتَ عَلَيَّ رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدَّرْعِ
فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ ﴿سَيَهْزَمُ الْجَمْعُ
وَيُؤَلُّونَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ
وَالسَّاعَةُ أَذْهَىٰ وَأَمْرٌ﴾.

سورہ الرحمن کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الرَّحْمَنِ

فائدہ: اکثر علماء نے الرحمن کو آیت گنا ہے اور وہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے اور وہ علم القرآن ہے۔

﴿وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ﴾ يُرِيدُ لِسَانَ

المیزان

ہے یعنی سیدھی رکھو زبان ترازو کی یعنی انصاف سے تولو اور مت گھٹاؤ تول میں۔

اور عصف اللہ کے اس قول ﴿وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ﴾ سبزہ کھیتی کا ہے جب کاٹی جائے اس سے کوئی چیز پہلے پکنے اس کے سے سو یہ ہے عصف اور ریحان اپنے اس کے ہیں اور حب وہ ہے جو کھایا جاتا ہے یعنی اناج اور ریحان عرب کی کلام میں رزق کو کہتے ہیں، عرب کہتے ہیں نکلے ہم عصف کرتے کھیتی کو جب کہ کاٹیں اس سے کوئی چیز پکنے سے پہلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عصف سبز کھیتی کے پتوں کو کہتے ہیں جو اوپر سے کاٹے جائیں سو وہ عصف ہے جب کہ خش ہو جائے اور کہا بعض نے کہ عصف سے مراد وہ چیز ہے جو کھائی جاتی ہے اناج سے اور ریحان نسیج ہے جو نہیں کھایا جاتا اور اس کے غیر نے کہا کہ عصف گندم کے پتوں کو کہتے ہیں اور کہا ضحاک نے کہ عصف بھسی ہے اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ وصف گندم اور جو ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ریحان وہ ہے جب سیدھی ہو کھیتی اپنی نالی پر اور بالی نہ نگلی ہو اور کہا ابو مالک نے کہ عصف وہ چیز ہے جو پہلے پہل اگتا ہے اور کسان اس کا نام بور رکھتے ہیں یعنی نہایت باریک سبزہ کھیتی کا جو پہلے پہل اگتا ہے اور کہا مجاہد نے کہ عصف گندم کے پتے ہیں اور ریحان رزق ہے۔

یعنی مارج کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ﴾ یعنی مارج من نار ﴿لپٹ ہے زرد اور سرخ جو آگ کے

وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ إِذَا قُطِعَ مِنْهُ شَيْءٌ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَ فَذَلِكَ الْعَصْفُ ﴿وَالرَّيْحَانُ﴾ رَزَقَهُ ﴿وَالْحَبُّ﴾ الَّذِي يُوَكَّلُ مِنْهُ وَالرَّيْحَانُ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُهُمُ وَالْعَصْفُ يُرِيدُ الْمَأْكُولَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّيْحَانُ النَّضِيجُ الَّذِي لَمْ يُوَكَّلْ وَقَالَ غَيْرُهُ الْعَصْفُ وَرَقُّ الْحِنْطَةِ وَقَالَ الضَّحَّاكُ الْعَصْفُ التِّبْنُ وَقَالَ أَبُو مَالِكٍ الْعَصْفُ أَوَّلُ مَا يَنْبُتُ تَسْمِيَهُ النَّبَطُ هَبُورًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَصْفُ وَرَقُّ الْحِنْطَةِ وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ.

وَالْمَارِجُ اللَّهْبُ الْأَصْفَرُ وَالْأَخْضَرُ الَّذِي يَغْلُو النَّارَ إِذَا أُوقِدَتْ.

اوپر آتی ہے جب کہ جلائی جائے۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ﴿رب المشرقین ورب المغربین﴾ میں یعنی واسطے سورج کے ایک مشرق یعنی چڑھنے کی جگہ جاڑے میں اور ایک مشرق گرمی میں ہے اور اسی طرح سورج کے واسطے ایک مغرب یعنی ڈوبنے کی جگہ جاڑے میں اور ایک گرمی میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿رب المشارق والمغرب﴾ کہ واسطے اس کے ہر دن میں ایک مشرق ہے اور ایک مغرب ہے۔

یعنی لا یغیان کے معنی ہیں کہ آپس میں ملتے نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بینہما برزخ لا یغیان﴾۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنِ مُجَاهِدٍ ﴿رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ لِلشَّمْسِ فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ ﴿وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ مَغْرِبٌهَا فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ.

﴿لَا يَغْيَانِ﴾ لَا يَخْتَلِطَانِ.

فائدہ: روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ان کے درمیان بعد سے ہے وہ چیز کہ نہیں تعدی کرتا ہر ایک دونوں میں سے اپنے ساتھی پر اس قول کی بنا پر کہ اس کے یلتقیان میں ان مقدر ہے اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ بحرین کے اللہ تعالیٰ کے قول میں دریا فارس کا اور دریا روم کا ہے اس واسطے کہ دونوں کے درمیان مسافت بہت دراز ہے اور بیٹھا یعنی دریائے نیل مثلاً گرتا ہے تلخ میں پس کس طرح جائز ہے نئی آپس میں ملنے ان کے کی یا کہا جائے گا کہ ان کے درمیان دوری ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وہو الذین موج البحرین ہذا عذب فرات سانع شرابہ و ہذا ملح اجاج﴾ وارد ہوتا ہے اوپر اس کے سوشاید مراد ساتھ بحرین کے دونوں جگہ میں مختلف ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس جگہ میں ﴿یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان﴾ اس واسطے کہ لؤلؤ دریا فارس سے نکلتے ہیں اور مرجان بحر روم ہے اور لیکن نیل سونہ اس سے موتی نکلتے ہیں اور نہ مرجان اور جو کہتا ہے کہ مراد دونوں آیتوں میں بحرین سے ایک ہے اور دونوں دریا بیٹھا اور کڑوا ہے تو اس نے جواب دیا ہے کہ معنی قول اس کے منھما یعنی ایک سے اور معنی یہ ہیں کہ نکلتے ہیں موتی اور مرجان کڑوے سے اس جگہ سے کہ پہنچتا ہے طرف اس کی بیٹھا اور وہ معلوم ہے غوطہ مارنے والوں کو سو گویا کہ جب دونوں مل کر ایک چیز ہو گئے تو کہا کہ دونوں سے نکلتے ہیں اور البتہ اختلاف ہے کہ مرجان سے کیا مراد ہے سو بعض کہتے ہیں مرجان وہی ہیں جو لوگوں کے درمیان آب معروف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لؤلؤ بڑے موتی ہیں اور مرجان چھوٹے ہیں اور اس بنا پر پس ہوگی مراد دریا فارس کا اس واسطے کہ اسی سے موتی نکلتے ہیں اور سیپ جگہ پکڑتا ہے طرف اس مکان کے کہ گرتا ہے

اس میں پانی بیٹھا، کما تقدم، واللہ اعلم۔ (نخ)
 ﴿الْمُنشَاتُ﴾ مَا رُفِعَ قَلْعُهُ مِنَ السُّفُنِ
 فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قَلْعُهُ فَلَيْسَ بِمُنشَاةٍ.

معنی المنشات کے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿ولہ
 الجوار المنشات فی البحر کالاعلام﴾ وہ کشتی
 ہے جو اٹھایا گیا بادبان اس کا اور بہر حال کشتی کہ نہیں
 اٹھایا گیا بادبان اس کا تو اس کو منشات نہیں کہتے۔

یعنی کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول میں ﴿یرسل علیکما
 شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران﴾ کہ نحاس کے
 معنی ہیں پیتل کہ ڈالا جائے گا ان کے سر پر عذاب ہوگا
 ان کو اس کے ساتھ۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ جو کوئی ڈرا کھڑے
 ہونے سے اپنے رب کے آگے اس کے لیے ہیں دو باغ
 یعنی اللہ سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ آدمی گناہ کا قصد
 کرتا ہے پھر اس کو اللہ یاد آتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتا ہے۔

یعنی شواظ کے معنی ہیں لپٹ آگ کی۔

یعنی نہایت سبزے سے سیاہ نظر آتے ہیں۔

اللہ نے فرمایا ﴿خلق الانسان من صلصال
 کالفخار﴾ یعنی معنی صلصال کے اللہ کے اس قول میں
 یہ ہیں کہ مٹی ریت سے ملائی گئی سو کھٹکتاتی ہے جیسے
 کھٹکتاتی ہے ٹھیکری اور بعض کہتے ہیں کہ صلصال کے
 معنی ہیں بدبودار یعنی اس کے معنی ہیں صل کہا جاتا ہے
 صلصال جیسے کہا جاتا ہے کہ آواز کی دروازے نے وقت
 بند کرنے کے اور صرصر مثل ان دونوں لفظوں کے یعنی
 جیسے صرصر کو صر اور کبکبتہ کو کببتہ پڑھنا جائز ہے اس طرح
 صلصل کو صل پڑھنا جائز ہے

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَنَحَاسٌ﴾ النَّحَاسُ
 الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فَيَعْدَبُونَ
 بِهِ.

﴿خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ﴾ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ
 فَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتْرُكُهَا.

الشَّوَاطِلُ لَهَا مِنْ نَارٍ.

﴿مُدَّهَا مَتَانٌ﴾ سَوْدَاوَانٌ مِنَ الرَّبِيِّ.
 ﴿صَلِّصَالٌ﴾ طِينٌ خِلَطَ بِرَمْلٍ فَصَلِّصَلٌ
 كَمَا يُصَلِّصَلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُتْنٌ
 يُرِيدُونَ بِهِ صَلٌّ يُقَالُ صَلِّصَالٌ كَمَا
 يُقَالُ صَرََّ الْبَابُ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ
 وَصَرََّ مِثْلُ كَبَّكَبْتَهُ يَعْنِي كَبَبْتَهُ.

فائدہ: اس کا بیان بدء الخلق کے ابتدا میں گزر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ﴾ یعنی ان دونوں بہشت میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں اور کہا بعضوں نے کہ کھجوریں اور انار میوے میں داخل نہیں یعنی اس کو فاکہہ نہیں کہتے اور اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طرف ضعیف ہونے کے ساتھ قول اپنے کے سو کہا کہ بہر حال عرب سو وہ ان کو فاکہہ گنتے ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے کہ نگہبانی کرو نمازوں پر اور بیچ کی نماز پر سو حکم کیا ان کو ساتھ محافظت کے سب نمازوں پر پھر دوبار دوہرایا عصر کو واسطے تاکید اس کی کے جیسے کہ دوہرایا گیا نخل اور رمان اور مثل اس کی ہے یہ آیت کہ کیا نہیں دیکھا تو نے کہ سجدہ کرتا ہے واسطے اللہ کے جو آسمانوں میں ہے اور زمیں میں پھر فرمایا اور بہت لوگوں پر ثابت ہو اعذاب اور البتہ ذکر کیا ان کو بیچ اول قول اپنے کے کہ جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ وہ عطف خاص کا ہے عام پر جیسا کہ ان دونوں آیتوں میں ہے جن کو ذکر کیا اور اعتراض کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ قول اس کا فاکہہ کمرۃ ہے بیچ سیاق اثبات کے سو نہیں ہے عموم اور جواب یہ ہے کہ وہ بیان کیا گیا ہے بیچ مقام احسان کے پس عام ہو گا یا مراد ساتھ عام کے اس جگہ وہ چیز ہے کہ شامل ہو واسطے اس چیز کے کہ مذکور ہو اس کے بعد۔ (نخ)

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَفْأَنْ﴾ أَغْصَانٍ.

یعنی افنان کے معنی ہیں شاخیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿ذَوَاتَا أَفْنَانٍ﴾.

یعنی میوہ دونوں بہشت کا قریب ہے یعنی جو چنا جائے قریب ہے۔

اور کہا حسن نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ کہ مراد الاء سے نعمتیں ہیں۔

یعنی کہا قتادہ نے کہ مراد کما سے اللہ کے اس قول میں

﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ مَا يُجْتَنَى قَرِيبٌ.

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ نِعْمِهِ﴾.

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ يَعْنِي

الْجَنِّ وَالْإِنْسِ.

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ يَغْفِرُ ذُنُوبًا وَيَكْشِفُ كَرْبًا وَيَرْفَعُ قَوْمًا وَيَبْضِعُ آخَرِينَ.

جن اور آدمی ہیں۔

یعنی کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اللہ ہر دن ایک حال میں ہے یعنی گناہ کو بخشتا ہے اور مشکل کو آسان کرتا ہے اور ایک قوم کو اونچا کرتا ہے اور ایک قوم کو نیچا کرتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿بَرْزَخٌ﴾ حَاجِزٌ.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ برزخ کے معنی ہیں پردہ یعنی روکنے والا اللہ کے اس قول میں ﴿بینہما برزخ﴾ یعنی انام کے معنی ہیں خلق۔

الْأَنَامُ الْخَلْقُ.

﴿نَضَاحَتَانِ﴾ قِيَاضَتَانِ.

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں جوش مارتے۔ اور ذو الجلال کے معنی ہیں صاحب عظمت کا۔

﴿ذُو الْجَلَالِ﴾ ذُو الْعَظَمَةِ.

یعنی اس کے غیر نے کہا کہ مارج کے معنی ہیں خالص آگ سے یعنی پیدا کیا جنوں کو خالص آگ سے اور کہا جاتا ہے یعنی مارج کے اور بھی کئی معنی ہیں کہا جاتا ہے مارج الامر رعیتہ جب کہ چھوڑے ان کو کہ بعض بعض پر تعدی کریں اور ایک معنی یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے مارج امر الناس یعنی مل گیا آپس میں کام لوگوں کا اور مارج کے معنی ہیں ملتبس مارج یعنی مل گئے دو دریا ماخوذ ہے اس قول سے کہ تو نے اپنے چوپائے کو چھوڑا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ مَارِجٌ خَالِصٌ مِنَ النَّارِ يُقَالُ مَرَجَ الْأَمِيرِ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَاهُمْ يِعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَيُقَالُ مَرَجَ أَمْرٍ النَّاسِ ﴿مَرِيحٌ﴾ مُلْتَبِسٌ ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ﴾ اخْتَلَطَ الْبَحْرَانِ مِنْ مَرَجَتْ دَابَّتْكَ تَرَكْتَهَا.

یعنی اللہ کے قول ﴿سَفَرُغٌ لَكُمْ﴾ کے معنی ہیں کہ ہم تمہارا حساب کریں گے نہیں مشغول کرتی اس کو کوئی چیز کسی چیز سے اور وہ مشہور ہے عرب کی کلام میں کہا جاتا ہے البتہ میں تیرے واسطے فارغ ہوں گا اور حالانکہ اس کو کوئی شغل نہیں ہوتا مراد یہ ہے کہ پکڑوں گا میں تجھ کو غفلت پر۔

﴿سَفَرُغٌ لَكُمْ﴾ سَنَحَاسِبُكُمْ لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ مَعْرُوفٌ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ يُقَالُ لَا تَفَرَّغَنَّ لَكَ وَمَا بِهِ شَغْلٌ يَقُولُ لَا أُخَذَنَّكَ عَلَى غَيْرَتِكَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ان دو باغ کے سوا اور

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّاتٍ﴾.

دو باغ ہیں۔

فائدہ: کہا حکیم ترمذی نے کہ مراد ساتھ دونوں کے اس جگہ قرب ہے یعنی وہ قریب تر ہیں طرف عرش کے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ وہ افضل ہیں پہلے دونوں سے اور کہا اس کے غیر نے کہ معنی دون کے ہیں کہ قریب ان کے اور نہیں ہے اس میں تفضیل اور مذہب حلیمی کا یہ ہے کہ پہلے دونوں افضل ہیں پچھلے دونوں سے اور دلالت کرتا ہے اس پر تفاوت چاندی اور سونے کا اور روایت کی ہے ابن مردویہ نے ابو عمران سے کہ سونے کے باغ پہلوں کے واسطے ہیں اور چاندی کے باغ پچھلوں کے واسطے ہیں۔ (نسخ)

۴۵۰۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو بہشت چاندی کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشت سونے کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز کہ ان میں ہے سب سونے کی ہے اور اس قوم کے درمیان اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع نہیں سوائے ایک جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک پر ہے عدن کے بہشت میں یعنی اس حال میں کہ عدن کے بہشت میں ہوں گے۔

۴۵۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْقُمِي حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّاتٍ مِنْ فَضِيَةِ إِيْتِهْمَا وَمَا فِيهِنَّمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ إِيْتِهْمَا وَمَا فِيهِنَّمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكَبِيرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ.

فائدہ: اس حدیث کی بحث توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ﴿حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ حوریں روکی گئیں خیموں میں۔

فائدہ: اسی واسطے بڑے گھر کو قصر کہتے ہیں اس واسطے کہ روکا جاتا ہے جو اس میں ہے۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حور کہتے ہیں کالی پتلی والی کو یعنی جس کی آنکھ کی پتلی کالی ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُورُ السُّودُ الْحَدَقُ.

یعنی کہا مجاہد نے کہ مقصورات کے معنی ہیں روکی گئیں یعنی روکی گئی آنکھ ان کی اور جان ان کی اپنے خاندنوں پر اور قصرات کے معنی ہیں کہ اپنے خاندنوں کے سوا اور کو نہیں چاہتیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَّقْصُورَاتٌ مَحْبُوسَاتٌ قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ قَاصِرَاتٌ لَا يَبْغِينَ غَيْرَ أَزْوَاجِهِنَّ.

۴۵۰۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے ایک نرم موتی کا اس کی چوڑائی ساٹھ کوس کی ہے اور اس کے ہر گوشت میں مسلمانوں کی بیویاں ہوں گی کہ ایک دوسری کونہ دیکھیں گی ایمانداران پر گھومیں گے دو بہشت چاندی کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز ان میں ہے سب چاندی کی ہے اور دو بہشت سونے کے ہیں ان کے برتن اور جو چیز کہ ان میں سے سب سونے کی ہے اس قوم کے اور اپنے رب کے دیکھنے کے درمیان کوئی مانع نہیں سوائے جلال کی چادر کے کہ اس کی ذات پاک پر ہے اور حالانکہ وہ بہشت میں ہوں گے۔

۴۵۰۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ خِيَمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ مُخَوَّفَةٍ عَرَضَهَا سِتُونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْأَخْرِيْنَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَجَنَّاتٍ مِنْ فِضَّةٍ ائْتِيَهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ كَدًّا ائْتِيَهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَيَّ رَبِّهِمْ إِلَّا رِذَاءَ الْكِبَرِ عَلَيَّ وَجْهِي فِي جَنَّةِ عَدْنٍ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ بہشت میں ایک خیمہ ہے نرم موتی کا یعنی یہی مراد ہے اس قول کے ساتھ کہ آیت میں فی الخيام اور مذکور حدیث میں صفت اس کی ہے اور یہ جو کہا کہ ایماندار لوگ ان پر گھومیں گے تو بعض نے کہا کہ صواب مومن ہے ساتھ افراد کے اور جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ ہو مقابلہ مجموع سے ساتھ مجموع کے۔ (فتح)

سورۃ واقعہ کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد نے کہ رجعت کے معنی ہیں کہ جب ہلائی جائے زمین۔

اور بست کے معنی ہیں کہ ریزہ ریزہ کیے جائیں گے پہاڑ اور ہو جائیں مثل ستو بھگوائے ہوئے کے۔

یعنی مخضود بھاری بوجھ والا حمل سے یعنی میوہ سے بھاری ہوگا اور نیز مخضود اس کو بھی کہا جاتا ہے جس کو کاٹنا نہ ہو۔

یعنی مراد منضود سے کیلے کا درخت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ وَطَلْحٍ مَنضُودٍ﴾۔

سُورَةُ الْوَاقِعَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَجَّتْ زُلُفَاتُ.

بُسَّتْ فُتَّتْ لُتَّتْ كَمَا يُلْتُ السَّوْبِقُ.

الْمَخْضُودُ الْمَوْقَرُ حَمَلًا وَيَقَالُ أَيضًا لَا شَوْكَ لَهُ.

﴿مَنْضُودٍ﴾ الْمَوْزُ.

وَالْعُرْبُ الْمُحَبَّاتُ إِلَىٰ أَزْوَاجِهِنَّ.

یعنی عرب اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے
خاوند کی پیاری ہو۔

فائدہ: اس کا بیان صفت اہل جنت میں بھی ہو چکا ہے اور ابن عیینہ نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ابن ابی نجیح نے مجاہد سے
ہمیں حدیث سنائی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿عربا اترا با﴾ کی تفسیر میں کہ وہ ایسی عورت ہے جو اپنے خاوند کی محبوبہ ہو۔
یعنی ثلثہ کے معنی ہیں امت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ثَلَاثَةٌ مِنْ ثَلَاثَةِ أُمَّةٍ﴾

الاولین﴾.

یحموم کے معنی ہیں سیاہ دھواں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿وِظْلٍ مِنْ يَحْمُومٍ﴾.

﴿يَحْمُومٌ﴾ دُخَانَ أَسْوَدٍ.

یصرون کے معنی ہیں ہیشگی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ﴿وَكَانُوا يَصْرُونَ عَلَىٰ الْحَنَثِ الْعَظِيمِ﴾.
ہیم کہتے ہیں پیا سے اونٹ کو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿فَشَارِبُونَ شَرْبَ الْهِيمِ﴾.

﴿يُصْرُونَ﴾ يُدِيمُونَ.

الْهِيمُ الْإِبِلُ الظَّمَاءُ.

یعنی مغرمون کے معنی ہیں کہ البتہ ہم الزام دیئے گئے
ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿أَنَا الْمَغْرَمُونَ﴾.

﴿لَمَغْرَمُونَ﴾ لَمَلُومُونَ.

اور روح کے معنی ہیں بہشت۔

﴿رَوْحٌ﴾ جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ.

اور ریحان کے معنی ہیں رزق، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿فَرُوحٌ وَرِيحَانٌ وَجَنَّةٌ نَعِيمٌ﴾.

فائدہ: اس کا بیان بہشت کی صفت میں گزر چکا ہے۔
﴿وَرِيحَانٌ﴾ الرِّيحَانُ الرِّزْقُ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَنَسْنِسْكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ﴾
کے معنی ہیں کہ پیدا کریں ہم تم کو جس صورت میں کہ
چاہیں جو تم نہیں جانتے۔

﴿وَنَسْنِسْكُمْ فِيمَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ فِي أَيِّ
خَلْقٍ نَشَاءُ.

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ کے غیر نے کہ تفکھون کے معنی ہیں کہ
رہ جاؤ تعجب میں، یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں
﴿فَطَلْتُمْ تَفْكُهُونَ﴾.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَفْكُهُونَ﴾ تَعَجِبُونَ.

یعنی لفظ عرب آیت ﴿عربا اترا با لاصحاب

﴿عُرْبًا﴾ مُثْقَلَةٌ وَاحِدُهَا عُرُوبٌ مِثْلُ

الیمین) میں مشکل ہے یعنی اس کا عین کلمہ متحرک مضموم ہے اور واحد اس کا عرب ہے جیسے صبور اور صبر یعنی صبور واحد ہے اور صبر جمع ایسی عورت کو اہل عرب مکہ والے عربا کہتے ہیں اور اہل مدینہ غنچہ اور اہل عراق شکلہ۔

یعنی کہا اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ﴾ کہ نیچا کرنے والی ہے ایک قوم کو آگ کی طرف اور اونچا کرنے والی ہے ایک قوم کو بہشت کی طرف۔

یعنی موضونہ کے معنی علی سرور موضونہ میں سونے سے بنی ہوئی زرہیں اور اسی سے ماخوذ ہے یہ قول جس کے معنی ہیں تنگ اونٹی کا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿بَاكِبَاتٌ وَابَارِيقٌ﴾ میں کوب اس کو کہتے ہیں کہ جس کی نہ ٹوٹی ہونہ دستی یعنی گلاس اور ابریق اس کو کہتے ہیں جس کو ٹوٹی وردستاویز ہو۔

یعنی معنی مسکوب کے اللہ کے قول ﴿وَمَاءٌ

مَسْكُوبٌ﴾ میں جاری ہے۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ بچھونے اونچے کیے گئے یعنی ایک دوسرے کے اوپر بچھائے گئے۔

یعنی مترفین کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿انہم كانوا قبل ذلك مترفين﴾ آسودہ اور ناز پر درددہ ہیں یعنی وہ اس سے پہلے آسودہ تھے۔

یعنی مراد تمنون سے اللہ کے اس قول میں ﴿افرايتم ما تمنون﴾ منی ہے جو عورتوں کے رحموں میں ڈالتے ہو یعنی کیا اس نطفہ کو تم پیدا کرتے ہو یا ہم؟۔

یعنی مقوین کے معنی ہیں واسطے مسافروں کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومتاعا للمقوین﴾ اور مقوین مشتق ہے

صَبُورٍ وَصَبْرٌ يُسَمِّيهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرَبِيَّةِ وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْغَنَجَةَ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشِّكْلَةَ.

وَقَالَ فِي ﴿خَافِضَةٌ﴾ لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ وَ ﴿رَافِعَةٌ﴾ إِلَى الْجَنَّةِ.

﴿مَوْضُونَةٌ﴾ مَسْجُوجَةٌ وَمِنْهُ وَصَيْنُ النَّاقَةِ.

وَالْكُوبُ لَا أَذَانَ لَهُ وَلَا عُرْوَةَ وَالْأَبَارِيقُ ذَوَاتُ الْأَذَانِ وَالْعُرَى.

﴿مَسْكُوبٌ﴾ جَارٍ.

﴿وَفُرُشٌ مَّرْفُوعَةٌ﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

﴿مُتْرَفِينَ﴾ مُمْتَعِينَ.

﴿مَا تُمْنُونَ﴾ مِنَ النَّطْفِ يَعْنِي هِيَ النَّطْفَةُ فِي أَرْحَامِ النِّسَاءِ.

﴿لِلْمُقَوِّينَ﴾ لِلْمَسَافِرِينَ وَالْقِيَّ الْقُفْرَ.

تے سے اور تے کے معنی ہیں بیابانوں۔

یعنی معنی بمواقع النجوم کے آیت ﴿فلا اقسام بمواقع النجوم﴾ میں قرآن کی محکم آیتیں ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ساتھ جگہ ڈوبنے تاروں کے جب کہ ڈوبیں اور مواقع اور موقع کے ایک معنی ہیں۔

فائدہ: اور کہا کہی نے کہ مراد قرآن ہے کہ حصہ حصہ اترا کئی سالوں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سارے قرآن شب قدر میں آسمان کی طرف اترا پھر جدا جدا کئی سالوں میں اترا اور دونوں کے معنی ایک ہیں یعنی دونوں کا مفاد ایک ہے اگرچہ ایک جمع ہے اور ایک مفرد۔

﴿مُدْهِنُونَ﴾ مُكَذِّبُونَ مِثْلُ ﴿لَوْ تَدَّهِنُ فَيُدْهِنُونَ﴾.

یعنی مدھنون کے معنی اللہ کے اس قول میں ﴿افھذا الحدیث انتم مدھنون﴾ جھٹلانے والے ہے مثل اللہ کے اس قول کے کہ اگر تو کفر کرے تو وہ بھی کفر کریں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں یعنی تجھ کو مسلم ہے کہ تو دائیں والوں سے ہے اور ڈالا گیا لفظ ان کا لک سے اور وہ معنی میں مراد ہے جیسے تو کہتا ہے کہ تو سچا کیا گیا ہے تو مسافر ہے بعد تھوڑی دیر کے جب کہ اس نے کہا ہو کہ میں مسافر ہوں تھوڑی دیر کے بعد اور تقدیر یہ ہے کہ انت مسافر انک مسافر اور تائید کرتی ہے اس کو جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آئیں گے اس کے پاس فرشتے اللہ کی طرف سے سلام تجھ کو تو دائیں طرف والوں سے ہے اس کو خبر دیں گے کہ تو دائیں طرف والوں سے ہے اور کبھی ہوتا ہے یہ لفظ واسطے دعا کے مانند تیری قول مردوں کو پانی ملے اگر تو سلام کو رفع دے تو وہ دعا ہے جس طرح سقیا زبر کے ساتھ دعا کے واسطے ہے اسی طرح سلام پیش کے ساتھ دعا کے واسطے ہے۔

﴿فَسَلَامٌ لَّكَ﴾ اَيُّ مُسَلِّمٍ لَّكَ اِنَّكَ ﴿مِنْ اَصْحَابِ الْيَمِينِ﴾ وَالْغَيْثُ اِنَّ وَهُوَ مَعَهَا كَمَا تَقُولُ اَنْتَ مُصَدِّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ اِذَا كَانَ قَدْ قَالَ اِنِّي مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيلٍ وَقَدْ يَكُونُ كَالدُّعَاءِ لَهٗ كَقَوْلِكَ فَسَقِيَا مِّنَ الرَّجَالِ اِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ.

یعنی تورون کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿افرایتم النار التي تورون﴾ یہ ہیں کہ نکالتے ہو اوریت کے معنی ہیں میں نے جلایا۔

لغو کے معنی ہیں باطل اور تائیما کے معنی ہیں جھوٹ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لغووا ولا تائیما﴾۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں اور سایہ دراز ۳۵۰۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بیشک بہشت میں ایک درخت ہے کہ اچھے گھوڑے تیز قدم کا سوار اس کے سائے میں سو برس چلے اس کو تمام نہ کر سکے اگر تم چاہو تو اس کا مطلب قرآن سے پڑھ لو، ﴿وظل ممدود﴾۔

﴿تورون﴾ تَسْخَرُ جُونَ أَوْرَيْتُ
أَوْقَدْتُ.

﴿لغووا﴾ بَاطِلًا ﴿تائیما﴾ كَذِبًا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وِظِلِّ مَمْدُودٍ﴾.

۴۵۰۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجْرَةً يَسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرُؤُوا إِنَّ شِئْتُمْ ﴿وِظِلِّ مَمْدُودٍ﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بہشت کے بیان میں گزر چکی ہے۔

سُورَةُ الْحَدِيدِ

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَعَلَكُمْ مُسْتَحْلِفِينَ﴾

مُعَمَّرِينَ فِيهِ.

﴿مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ

إِلَى الْهُدَى.

﴿فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ جَنَّةٌ

وَسِلَاحٌ.

﴿مَوْلَاكُمْ﴾ أَوْلَى بِكُمْ.

﴿لَلَّذِينَ يَعْلَمُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ﴾ لِيَعْلَمَ أَهْلُ
الْكِتَابِ.

سورہ حدید کی تفسیر کا بیان

اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ کیا تم کو آبادیج اس کے۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ اندھیرے سے روشنی کی طرف یعنی گمراہی سے ہدایت کی طرف۔

یعنی مراد منافع سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ڈھال اور ہتھیار ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فیه بآس شدید و منافع للناس﴾۔

مولا کہہ کے معنی ہیں کہ لائق تر ہے تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿مأواکم النار ہو مولا کہہ﴾۔

یعنی اللہ کے اس قول میں کلمہ لازائدہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ تاکہ جانیں اہل کتاب۔

یعنی کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ کہ مراد ظاہر اور باطن ہونا باعتبار علم کے ہے۔ یعنی انظرونا کے معنی ہیں کہ ہمارا انتظار کرو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انظرونا نقییس من نور کم﴾۔

سورۃ مجادلہ کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ یحادون کے معنی ہیں مخالفت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ان الذین یحادون اللہ ورسولہ﴾۔

کتبوا کے معنی ہیں رسوا کیے گئے مشتق ہے خزئی سے ساتھ معنی رسوائی کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿کتبوا کما کتبت الذی من قبلہم﴾ کہا ابو عبیدہ نے کہ ہلاک ہوئے جیسے ہلاک ہوئے پہلے لوگ۔

استحوذ کے معنی ہیں غالب ہوا، اللہ نے فرمایا

﴿استحوذ علیہم الشیطان﴾۔

تَنْبِیْہِہ: نہیں ذکر کی بخاری رضی اللہ عنہ نے حدید کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ نہ تھا درمیان سلام ہمارے کے اور درمیان اس کے کہ عتاب کیا ہم کو اللہ نے ساتھ اس آیت کے ﴿الہ یأن للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذكر اللہ﴾ مگر چار سال روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اسی طرح مجادلہ کی تفسیر میں بھی کوئی حدیث بیان نہیں کی اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث اس شخص کی جس نے اپنی عورت سے ظہار کیا تھا اور بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کا ایک ٹکڑا توحید میں معلق بیان کیا ہے۔

سورۃ حشر کی تفسیر کا بیان

جلا کے معنی ہیں نکال دینا ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف۔

۴۵۰۳۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تو سورہ توبہ کو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا کیا توبہ یعنی توبہ مت کہو وہ سورہ فاضحہ ہے کہ رسوا کرتی

یَقَالَ ﴿الظَّاهِرُ﴾ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ عَلِمًا
﴿وَالْبَاطِنُ﴾ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ عَلِمًا.
﴿انظرونا﴾ انظرونا.

سُورَةُ الْمَجَادِلَةِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يَحَادُونَ﴾ يُشَاقُّونَ.

﴿كُتِبُوا﴾ اخزوا من الخزي.

﴿استحوذ﴾ غلب.

سُورَةُ الْحَشْرِ

﴿الْجَلَاءُ﴾ الْاِخْرَاجُ مِنْ اَرْضٍ اِلَى اَرْضٍ.

۴۵۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ

اور نصیحت کرتی ہے کافروں کو اور بیان کرتی ہے ان کے عیبوں کو ہمیشہ رہا اترتا اس میں ومنہم ومنہم یعنی کافروں میں بعض ایسے ہیں اور بعض ایسے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے گمان کیا کہ وہ کسی کو ان میں سے باقی نہ چھوڑے گی مگر کہ اس میں ذکر کیا جائے گا یعنی سب کے عیبوں کو بیان کر دے گی، میں نے کہا سورہ انفال کس کے حق میں اتری؟ کہا کہ جنگ بدر والوں کے حق میں اتری، کہا میں نے کہ سورہ حشر کس کے حق میں اتری؟ اس نے کہا کہ بنی نضیر کے حق میں اتری (جو یہود کی قوم تھی اور ان کو دھن سے نکال دینے کا حکم ہوا یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اپنی خلافت میں ان کو وطن سے یعنی عرب سے ملک شام کی طرف نکال دیا)۔

قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ قَالَ التَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتَّى ظَنُّوا أَنَّهَا لَنْ تَبْقَى أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا ذُكِرَ فِيهَا قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْاِنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيرِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہمیشہ راہ اترتا منہم منہم یعنی مانند قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمِنْهُمْ مَن عَاهَدُوا لِلَّهِ وَمِنْهُمْ مَن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُوذُوا النَّبِيَّ﴾

۴۵۰۴۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورہ حشر، کہا کہ سورہ بنی نضیر۔

۴۵۰۴ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْتُ سُورَةُ النَّضِيرِ.

فائدہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شاید اس کو سورہ حشر کہنا اس واسطے مکروہ جانا کہ نہ گمان کیا جائے کہ مراد دن قیامت کا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے اس جگہ نکال دینا یہود بنی نضیر کا ہے وطن سے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت اور لینہ کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جو عجوہ اور برنی کے سوائے ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ﴾ نَخْلَةٍ مَا لَمْ تَكُنْ عَجْوَةً أَوْ بَرْنِيَّةً.

فائدہ: عجوہ اور برنی کھجوروں کی قسمیں ہیں۔

۴۵۰۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہما

۴۵۰۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ

نے بنی نضیر کے کھجور کے درختوں کو جلایا اور کاٹ ڈالا اور وہ بوریہ ہے سو اللہ نے اس کے حق میں یہ آیت اتاری کہ جو کاٹ ڈالا تم نے کھجور کا درخت یا چھوڑ دیا اس کو کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے تھا اور تا کہ رسوا کرے بدکاروں کو۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَحْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُيُوتُ فَإَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَيُخْزِي الْفَاسِقِينَ﴾.

فائدہ: بوریہ ایک جگہ کا نام ہے نزدیک مدینے کے کہ وہاں بنی نضیر کے کھجوروں کے باغ تھے اور بنی نضیر یہود کا ایک قبیلہ تھا ان کے گڑھی مدینے کے پاس تھی ان میں اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد و پیمانہ تھا جب جنگ خندق ہوئی تو وہ عہد و پیمانہ توڑ کر کافروں کے ساتھ شریک ہوئے اور حضرت ﷺ کے مارنے کا قصد کیا حضرت ﷺ کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا حضرت ﷺ نے ان کو وطن سے نکال دیا اور ان کے گھروں کو گرادیا اور ان کے باغوں کو جلا دیا۔ باب قولہ ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ﴾۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو عطا کیا اللہ نے اپنے رسول کو۔

۴۵۰۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اموال بنی نضیر اس قسم سے تھے کہ عطا کیا تھا اللہ نے اپنے رسول کو کہ نہیں دوڑائے تھے اس پر مسلمانوں نے گھوڑے اور نہ اونٹ سو وہ مال حضرت ﷺ کے واسطے خاص ہوا اپنے گھر والوں کو اس سے سال بھر کا خرچہ دیتے اور جو باقی رہتا اس کو ہتھیاروں اور چاپایوں میں خرچ کر دیتے واسطے سامان کرنے کے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے۔

۴۵۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ عَنْ حَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَّانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهَا مِنْهَا نَفَقَةً سَنَتِهِ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكَرَاعِ عِدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جو تم کو رسول دے سولے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾.

۴۵۰۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اللہ لعنت کرے اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گودوائے اور اس عورت پر جو اپنے چہرے پر سے بال چنے اور اس عورت پر جو اگلے دانتوں میں سوہن کرے یعنی جکلف دانتوں میں فرق کرے واسطے حسن کے جو بدلنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو سو یہ قول عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچا جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا وہ آئی یعنی عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سو کہا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی کہ تو نے عورتوں کو ایسے ایسے لعنت کی؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو کیا ہے کہ میں نہ لعنت کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور جو ملعون ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تو اس نے کہا کہ البتہ میں نے پڑھا جو درمیان دو گتوں کے ہے یعنی سارا قرآن پڑھا سو نہیں پایا میں نے اس میں جو تو کہتا ہے کہا کہ اگر تو نے اس کو پڑھا ہوتا تو البتہ تو اس کو پاتی کیا تو نے نہیں پڑھا جو تم کو رسول دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو؟ اس نے کہا کیوں نہیں! کہا سو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے اس عورت نے کہا سو میں بیشک تیرے گھر والوں کو دیکھتی ہوں کہ یہ کام کرتی ہیں؟ کہا جا اور دیکھ سو وہ گئی اور دیکھا سو اپنی حاجت سے کچھ چیز نہ دیکھی سو کہا کہ اگر اس طرح ہوتی تو ہمارے ساتھ جمع نہ ہوتی۔

۴۵۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَأْشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمَتَمِصَّاتِ وَالْمَتَفَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمُغَيَّرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِي أَلَعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللُّوحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ لَئِنْ كُنْتُ قَرَأْتِهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ ﴿وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ قَالَ فَاذْهَبِي فَانظُرِي فَذَهَبَتْ فَظَرَّتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُهَا.

فائدہ: عورت کو اپنے چہرے سے بالوں کا اکیڑنا حرام ہے مگر جو اس کو داڑھی اور موچھوں سے اگے اس کا منڈانا اور اکھاڑنا حرام نہیں بلکہ اس کا اکھاڑنا مستحب ہے اور حنظلجہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے اگلے دانتوں میں جکلف فرق کرے واسطے ظاہر کرنے حسن جوانی کے اور وہ بوڑھی ہے اس واسطے کہ یہ اکثر اوقات جو ان عورتوں کے واسطے ہوتا ہے یعنی اس واسطے کہ عرب کے نزدیک دانتوں میں فرق ہونا پسندیدہ ہے اور اکثر جوان عورتوں کے دانت ایسے

ہوتے ہیں اور جب عورت بوڑھی ہو جاتی ہے اور دانت بڑے ہوتے ہیں تو یہ فرق نہیں رہتا تو جگہ فرق کرتی ہیں واسطے ظاہر کرنے جوانی کے اور یہ حرام ہے اور عبد اللہ بنی اللہ کے اس جواب میں نظر ہے اس واسطے کہ مشکل جانا تھا اس عورت نے لعنت کو اور نہیں لازم آتی مجرد نبی سے لعنت اس شخص کی جو حکم کو بجا نہ لائے لیکن حمل کیا جائے گا اس پر کہ مراد اس آیت میں واجب ہونا انتثال قول رسول کے کا ہے اور البتہ حضرت ﷺ نے اس فعل سے منع کیا ہے سو جو یہ فعل کرے وہ ظالم ہے اور قرآن میں ظالموں پر لعنت آئی ہے اور احتمال ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لعنت کو حضرت ﷺ سے سنا ہو جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے اور یہ جو کہا سو اپنی حاجت سے کچھ چیز نہ دیکھی یعنی جو گمان کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی اس کو کرتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس عورت نے اس کام کو عبد اللہ بنی اللہ کے گھر میں سچ سچ دیکھا تھا لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو اس سے ہٹایا اسی واسطے جب وہ عورت اس کے گھر میں داخل ہوئی تو نہ دیکھا جو پہلے دیکھا تھا اور یہ جو کہا کہ ہمارے ساتھ جمع نہ ہوتی تو احتمال ہے کہ اجتماع سے مراد جماع ہو یعنی میں اس سے جماع نہ کرتا اور احتمال ہے کہ مراد جمع ہونا ہو اور یہ ابلیغ ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جائز ہونے لعنت اس شخص کے جو موصوف ہو ساتھ صفت کے کہ لعنت کی حضرت ﷺ نے جو موصوف ہو ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں اطلاق کرتے وہ اس کو مگر اس پر جو اس کا مستحق ہو اور بہر حال جو حدیث کہ مسلم نے روایت کی ہے تو قید کیا ہے اس میں ساتھ قول اپنے کے کہ نہیں وہ اہل یعنی نزدیک تیرے اس واسطے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لعنت کی اس کو اس واسطے کہ جو ظاہر ہو واسطے اس کے مستحق ہونے اس کے سے اور کبھی ہوتا ہے اللہ کے نزدیک برخلاف اس کے پہلی وجہ کی بنا پر حمل کیا جائے گا اس کا قول کہ کرا اس کو واسطے اس کے رحمت اور زکوٰۃ اور دوسری وجہ کی بنا پر پس ہوگی لعنت آپ کی زیادتی سچ بد بختی اس کی کے اور اس حدیث میں ہے کہ گناہ پر مدد کرنے والا شریک ہوتا ہے اس کے فاعل کو گناہ میں۔ (فتح)

اور لفظ المغیرات صفت ہے عورتوں مذکورہ کی یعنی یہ عورتیں مذکورہ ایسی ہیں جو بدلنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو اور لفظ خلق اللہ مفعول ہے مغیرات کا اور یہ جملہ مانند تعلیل کے ہے واسطے واجب ہونے لعنت کے اور علت سچ حرمت مثلہ اور منڈانے داڑھی کے بھی یہی ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما اتاکم الرسول﴾ تو اس کے معنی ہیں وما امرکم بہ فافعلوا یعنی جو رسول تم کو حکم دے اس کو کرو اس واسطے کہ مقابلہ کیا ہے اس کو ساتھ اس قول کے ﴿وما نہاکم عنہ فانہوا﴾ یعنی جب بندوں کو حکم ہے کہ باز رہیں اس چیز سے کہ منع کیا ہے ان کو رسول نے اور منع کیا ہے ان کو حضرت ﷺ نے اشیاء مذکورہ سے اس حدیث وغیرہ میں تو ہوئیں تمام منع چیزیں ان کی ذکر کی گئیں قرآن میں اور کہا طیبی نے کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لعنت کرنی حضرت ﷺ کی واثمات وغیرہ کو مانند لعنت کرنے اللہ تعالیٰ کے کی ہے پس واجب ہے عمل کرنا اوپر اس کے۔

۴۵۰۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعنت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو جو دوسری عورت کے بالوں میں بال کو جوڑے تو عبدالرحمن نے کہا کہ سنا میں نے اس کو ایک عورت سے جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث منصور کی۔

۴۵۰۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَأَصِلَةَ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ أَمْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہیں اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں مہاجرین سے پہلے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ﴾

فائدہ: یعنی وطن ٹھہرایا ہے انہوں نے مدینے کو اور بعض نے کہا جو مدینے میں اتری ہیں پہلی وجہ کی بنا پر خاص ہو گا یہ قول اللہ تعالیٰ کا ساتھ انصار کے اور یہی ثابت ہوتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ظاہر قول سے اور دوسری وجہ پر شامل ہو گا انصار کو بھی اور مہاجرین سابقین کو بھی۔

۴۵۰۹۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو یعنی جو میرے بعد ہو مہاجرین سابقین کے مقدمے میں کہ ان کا حق پہچانے اور میں وصیت کرتا ہوں خلیفے کو انصار کے مقدمے میں جنہوں نے جگہ پکڑی ہے اس گھر میں یعنی مدینے میں اور ایمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے پہلے یہ کہ ان کے نیکوں کی نیکی کو قبول کرے اور ان کے بدکاروں سے درگزر کرے۔

۴۵۰۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ قَالَ عَمْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْصَى الْخَلِيفَةَ بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوْلِيَيْنَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَأَوْصَى الْخَلِيفَةَ بِالْأَنْصَارِ الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُهَاجِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَعْفُو عَنْ مُسِيئِهِمْ.

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں گزر چکی ہے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اول رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے، الآیۃ اور خصاصہ کے معنی ہیں فاقہ، یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وَلَوْ كَانَا بِهِمْ خصاصة﴾

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَيَّ أَنْفُسِهِمْ﴾
الْآيَةِ الْخِصَاصَةِ الْفَاقَةِ.

یعنی مفلحون کے معنی ہیں مراد کو پہنچنے والے ساتھ ہمیشہ رہنے کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَنْ يُوَقِّ شَحْ نَفْسِهِ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ اور فلاں کے معنی ہیں باقی رہنا یعنی ہمیشہ کی زندگی جی علی الفلاح کے معنی ہیں جلدی آؤ طرف بقا کی اور کہا حسن نے کہ حاجت کے معنی ہیں حسد اللہ نے فرمایا ﴿لَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً﴾۔

۲۵۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو تکلیف پہنچی یعنی میں نہایت بھوکا ہوں تو حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو کہلا بھیجا سو ان کے پاس کھانے کی کچھ چیز نہ پائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا کوئی ایسا مرد ہے کہ اس رات اس کی مہمانی کرے؟ اللہ اس پر رحمت کرے تو ایک انصاری مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا یا حضرت! میں اس کی مہمانی کرتا ہوں، سو وہ اپنے گھر والوں کے پاس گیا اور اپنی عورت سے کہا کہ حضرت ﷺ کے مہمان کی عزت کرنے جمع رکھ اس سے کسی چیز کو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں میرے پاس کچھ مگر کھانا لڑکوں کا کہا کہ جب لڑکے رات کا کھانا مانگیں تو ان کو سلا دے اور چراغ کو بجھا دے اور ہم آج رات خالی پیٹ گزاریں گے سو عورت نے کیا جو اس نے کہا پھر وہ مرد صبح کو حضرت کے پاس آیا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اللہ تعالیٰ نہایت راضی ہوا فلاں نے مرد اور فلاںی عورت سے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور مقدم رکھتے ہیں اپنی جانوں پر غیروں کو اگرچہ ان کو تنگی اور حاجت ہو۔

﴿الْمُفْلِحُونَ﴾ الْفَائِزُونَ بِالْخُلُودِ
وَالْفَلَاحُ الْبَقَاءُ حَتَّىٰ عَلَى الْفَلَاحِ عَجَلٌ
وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿حَاجَةً﴾ حَسَدًا.

۴۵۱۰۔ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ غَزْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَابَنِي الْجَهْدُ فَأَرْسَلْ إِلَيَّ نِسَاءِي فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهُنَّ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا رَجُلٌ يُضَيِّقُهُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ يَرِخُمُهُ اللَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَهَبَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ ضَيْفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدَّخِرِيهِ شَيْئًا قَالَتْ وَاللَّهِ مَا عِنْدِي إِلَّا قَوْتُ الصَّبِيَّةِ قَالَ فَإِذَا أَرَادَ الصَّبِيَّةُ الْعِشَاءَ فَبَوِئْهُمُهَا وَتَعَالَى فَاطْفِنِي السِّرَاجَ وَنَطْوِي بَطُونَنَا اللَّيْلَةَ لَفَعَلْتُ ثُمَّ غَدَا الرَّجُلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ عَجَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ ضَحِكَ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيُؤْتِرُونَ عَلَيَّ

أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴿۱۰﴾

فائدہ: جو مرد بھوکا آیا تھا وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے اور جنہوں نے اس کی مہمانی کی تھی وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ تھے، کہا خطابي نے کہ اطلاق عجب کا اللہ پر محال ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ راضی ہوا تو گویا کہ کہا یہ فعل اثر ہے رضا سے نزدیک اللہ کے اثر تا عجب کا اور کبھی ہوتی ہے مراد ساتھ عجب کے اس جگہ کہ اللہ تعجب دلاتا ہے اپنے فرشتوں کو ان کے فعل سے واسطے کامیاب ہونے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے ان سے عادت میں اور خطابي نے کہا کہ تاویل الضحک کے ساتھ رضا کے اقرب ہے تاویل اس کی سے ساتھ رحمت کے اس واسطے کہ ضحک بزرگوں سے دلالت کرتا ہے اوپر رضا کے، میں کہتا ہوں رضا اللہ کی مستلزم ہے رحمت کو اور یہ اس کو لازم ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

سُورَةُ الْمُمْتَحِنَةِ

سورہ ممتحنہ کی تفسیر کا بیان

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً﴾ لَا تُعَذِّبُنَا بِأَيْدِيهِمْ فَيَقُولُونَ لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا أَصَابَهُمْ هَذَا.

کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ نہ عذاب کر ہم کو ان کے ہاتھ سے سو کہیں گے کہ اگر یہ حق پر ہوتے تو ان کو یہ مصیبت کیوں پہنچتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا﴾.

فائدہ: قنادہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ غالب کر ان کو ہم پر وہ خیال کریں گے کہ اپنے حق ہونے کے سبب سے ہم پر غالب ہوئے اور یہ مشابہ ہے مجاہد رضی اللہ عنہ کی تاویل کو۔ (فتح)

﴿بِعِصْمِ الْكُوفِرِ﴾ أَمْرٌ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كُوفِرٍ بِمَكَّةَ.

اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا تَمْسِكُوا بِعِصْمِ الْكُوفِرِ﴾ یعنی قبضے میں نہ رکھو دستاویز کافر عورتوں کی حکم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو کہ اپنی عورتوں کو چھوڑ دیں جو مکہ میں کافر رہیں یعنی ان کو طلاق دے دیں اور نکاح میں نہ رکھیں۔

بَابُ ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ پڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست۔

فائدہ: اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿تَلْقَوْنَ الْيَهُمَ بِالْمُودَةِ﴾ تفسیر ہے واسطے دوستی مذکور کے اور احتمال ہے کہ ہو حال یا صفت اور اس میں کچھ چیز ہے اس واسطے کہ اللہ نے ان کو ان کی دوستی سے مطلق منع کیا ہے اور قید کرنی ساتھ صفت یا حال کے وہم دلاتی ہے جواز کو وقت نہ ہونے دونوں کے لیکن قواعد سے معلوم ہو چکا ہے کہ مطلق منع ہے سو نہیں مفہوم ہے واسطے ان دونوں کے اور احتمال ہے کہ ہو ولایت مستلزم دوستی کو سو نہ تمام ہوگی ولایت مودت کے بغیر سو وہ لازم ہے۔ (فتح)

۴۵۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ خانہ کے باغ میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اس کے پاس ایک خط ہے سو اس سے اس خط کو لے لو سو ہم چلے گھوڑے دوڑاتے یہاں تک کہ ہم اس باغ میں پہنچے تو اچانک ہم نے ایک عورت سوار دیکھی تو ہم نے کہا خط نکال اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا کہ البتہ خط نکال یا کپڑے اتار تو اس نے اس کو اپنی زلف گوندی سے نکالا تو ہم اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے سو اچانک دیکھا کہ اس میں لکھا ہے کہ یہ خط حاطب رضی اللہ عنہ کا ہے مشرکین مکہ کے چند لوگوں کی طرف اس حال میں کہ خبر دیتا ہے اس کو حضرت ﷺ کے بعض کاموں سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! اس خط کے لکھنے کا کیا سبب ہے؟ اس نے کہا یا حضرت! مجھ پر جلدی نہ کیجیے میں ایک مرد قریش کا حلیف ہوں اور میں ان کا رشتہ دار نہیں ہوں اور نہ کوئی ان میں سے قریبی ہے جو آپ کے ساتھ مہاجرین ہیں ان کے واسطے مکہ میں قرابت ہے کہ اس کے سبب سے ان کے گھر والوں اور مالوں کو نگاہ رکھتے ہیں یعنی ان کے وہاں بھائی بند ہیں جو ان کے بال بچوں کی خبر گیری کرتے ہیں اور جب میرا ان میں کوئی قرابتی اور اور بھائی بند نہیں جو میرے اہل اور مال کی خبر گیری کرے تو میں نے چاہا کہ ان کی طرف کوئی احسان کروں تا کہ وہ میرے بال بچوں کو نگاہ رکھیں اور نہیں کیا میں نے یہ کام کفر سے اور نہ اپنے دین سے مرتد ہو کر یعنی میں مسلمان ہوں مرتد نہیں ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اس نے تم سے سچ کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم

۴۵۱۱۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ كَاتِبَ عَلِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظِعِينَةَ مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَذَهَبْنَا تَعَادَى بَنِي خَيْلِنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ فَقَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِينَ الْيَابِثَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِمَّنْ بِمَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذَا يَا حَاطِبُ قَالَ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ امْرَأً مِنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِمَكَّةَ فَاحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَصْطَنَعَ إِلَيْهِمْ يَدًا يَحْمُونَ قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ كُفْرًا وَلَا

ہو تو اس کی گردن ماروں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ جنگ بدر میں موجود تھا تجھ کو کیا معلوم شاید کہ اللہ تعالیٰ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا ہے سو فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے میں تو تم کو بخش چکا، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس میں یہ آیت اتری، اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست، سفیان نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ آیت حدیث میں ہے یا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

إِرْتِدَادًا عَنْ دِينِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ قَالَ عُمَرُ وَنَزَلَتْ فِيهِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ قَالَ لَا أَدْرِي الْآيَةَ فِي الْحَدِيثِ أَوْ قَوْلُ عُمَرُ.

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے اس کی تصدیق کی اس میں جو اس نے عذر کیا واسطے اس چیز کے کہ تھی نزدیک عمر رضی اللہ عنہ کے قوت سے دین میں اور بغض رکھنے سے ساتھ اس شخص کے جو نفاق کی طرف منسوب ہو اور گمان کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جو حضرت ﷺ کے حکم کی مخالفت کرے وہ قتل کا مستحق ہوتا ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یقین نہ کیا اسی واسطے حضرت ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی اور اس کو متوافق کہا اس واسطے کہ اس کا ظاہر باطن کے مخالف نکلا اور عذر کیا حاطب رضی اللہ عنہ نے جو ذکر کیا کہ اس نے یہ کام تاویل سے کیا نہ یہ کہ اس میں کوئی ضرور ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنگ بدر میں موجود تھا تو یہ اشارہ ہے طرف نہ قتل کرنے اس کے کی سو گویا کہا گیا کہ کیا جنگ بدر میں حاضر ہونا اس کا اس بڑے گناہ کو دور کرتا ہے؟ سو جواب دیا ساتھ قول اپنے کے کہ تجھ کو کیا معلوم الخ، اور اکثر روایتوں میں ساتھ سیغہ ترجی کے ہے یعنی لعل کے اور یہ اللہ سے واقع ہے اور اس کا مفصل بیان کتاب المغازی میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا فقد غفرت لکم تو ایک روایت میں ہے فانی غافر لکم اور دلالت کرتا ہے کہ مراد ساتھ اس کے قول کے غفرت اغفر ہے یعنی میں تجھ کو بخشوں گا بطور تعبیر آئندہ کے ساتھ واقع کے واسطے مبالغہ کے اس کی تحقیق میں اور مراد بخشا ان کے گناہوں کا آخرت میں ہے نہیں تو اگر ان میں سے کسی پر مثلاً حد واجب ہو تو دنیا میں ساقط نہ ہوگی اور کہا ابن جوزی نے کہ نہیں یہ استقبال پر سوائے اس کے کچھ نہیں وہ ماضی پر ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ کرو جو تمہارا جی چاہے جو عمل تمہارا تھا سو بخشا گیا یعنی اگلا پچھلا اس واسطے کہ اگر استقبال کے واسطے ہوتا تو ہوتا جواب اس کا کہ میں تم کو بخشوں گا اور اگر اس طرح ہوتا تو یہ گناہوں میں کھلی باگ چھوڑنے کی اجازت ہوتی اور حالانکہ یہ صحیح نہیں اور باطل کرتا ہے ابن جوزی کے اس قول کو یہ امر کہ بدری صحابیوں نے اس کے بعد عقوبت سے خوف کیا یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اے حذیفہ! قسم ہے اللہ

کی کیا میں ان میں سے ہوں اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ اعلوٰ صیغہ امر کا ہے اور وہ موضوع ہے واسطے استقبال کے اور نہیں وضع کیا ہے عرب نے صیغہ امر کا واسطے ماضی کے نہ ساتھ قرینہ کے اور نہ ساتھ غیر اس کے اس واسطے کہ صیغہ امر کا ساتھ معنی انشاء اور ابتداء کے ہے اور قول اس کا کرو جو تمہارا جی چاہے حمل کیا جائے گا اور طلب فعل کے اور نہیں صحیح ہے کہ ہو ساتھ معنی ماضی کے اور نہیں ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اور پر ایجاب کے پس متعین ہو واسطے اباحت کے کہا اس نے اور البتہ ظاہر ہو واسطے میرے کہ یہ خطاب اکرام اور تشریف کا ہے بغل گیر ہے اس کو کہ ان کے واسطے ایک حالت حاصل ہوئی ہے کہ اس کے سبب سے ان کے پہلے گناہ بخشے گئے اور لائق ہوئی اس کے سبب سے اس بات کے کہ بخشئی جائے واسطے ان کے وہ چیز کہ از سر نو ہو ان کے آئندہ گناہوں سے اور اگر کسی چیز میں ایک چیز کی صلاحیت ہو تو اس سے اس کا واقع ہونا لازم نہیں آتا اور البتہ ظاہر کیا اللہ نے سچا ہونے رسول اپنے کا ہر اس شخص میں جو خبر دے اس سے ساتھ کسی چیز کے اس سے اس واسطے کہ ہمیشہ رہے وہ بہشتیوں کے عملوں پر یہاں تک کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑا اور اگر فرضا ان میں سے کسی سے کوئی گناہ صادر ہوا بھی تو اس نے توبہ کی طرف جلدی کی اور سیدھی راہ کو لازم پکڑا اور جانتا ہے یہ ان کے احوال سے ساتھ یقین کے جو مطلع ہو ان کے عمری حالات پر اٹھی۔ اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ اس کے قول کے فقد غفرت لکم یعنی واقع ہوں گے تمہارے گناہ اس حال میں کہ بخشے گئے ہیں یہ مراد نہیں کہ ان سے گناہ صادر نہیں ہوگا اور حالانکہ مسطح صحابی جنگ بدر میں موجود تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں اہل الک کے ساتھ شریک ہوا، کما تقدم فی سورة النور سو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کرامت کے سبب سے بشارت دی ان کو اپنے پیغمبر کی زبان پر کہ ان کے گناہ بخشے گئے اگرچہ واقع ہو ان سے جو واقع ہو اور کچھ شرح اس حدیث کی پہلے گزر چکی ہے اور کچھ آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

حدیث بیان کی ہم سے علی نے کسی نے سفیان سے کہا کہ کیا یہ آیت حاطب رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست کہا سفیان نے کہ یہ لوگوں کی حدیث میں ہے یعنی جزم کرنا ساتھ مرفوع ہونے اس زیادتی کے لوگوں کی حدیث میں ہے میں نے اس کو عمرو سے یاد رکھا ہے یعنی یہ عمرو کا قول ہے میں نے اس سے کوئی حرف نہیں چھوڑا اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے میرے سوا اس کو یاد رکھا ہو اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ سفیان کو اس کے مرفوع ہونے کا یقین نہ تھا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ قَالَ قِيلَ لِسُفْيَانَ فِي هَذَا
فَنَزَلَتْ ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ
أَوْلِيَاءَ﴾ الْآيَةَ قَالَ سُفْيَانُ هَذَا فِي حَدِيثِ
النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو مَا تَرَكْتُ مِنْهُ
حَرْفًا وَمَا أَرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اجازت مانگنے عمر رضی اللہ عنہا کے اوپر قتل حاطب رضی اللہ عنہ کے واسطے مشروعیت قتل کرنے جاسوس کے اگرچہ مسلمان ہو اور یہ قول مالک کا اور اس کے موافقوں کا ہے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ برقرار رکھا حضرت رضی اللہ عنہم نے عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کے ارادے پر اگر مانع نہ ہوتا اور بیان کیا مانع کو اور وہ حاضر ہونا حاطب رضی اللہ عنہ کا ہے جنگ بدر میں اور یہ حاطب رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی میں پایا نہیں جاتا سوا اگر ہوتا اسلام مانع اس کے قتل سے تو نہ علت بیان کرتے ساتھ خاص تر چیز کے اس سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ «إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مَهَاجِرَاتٍ»
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئیں تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے۔

فائدہ: اتفاق ہے اس پر کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد اتری اور یہ کہ سب اس کا وہ چیز ہے جو پہلے گزر چکی ہے صلح سے درمیان قریش کے اور مسلمانوں کے اس پر کہ اگر قریش کا آدمی مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آئے تو اس کو قریش کی طرف پھیر دیں پھر مستثنیٰ کیا اللہ نے اس شرط سے عورتوں کو ساتھ شرط امتحان کے۔ (فتح)

۳۵۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے حضرت رضی اللہ عنہم امتحان کرتے جو مسلمان عورت ان کی طرف ہجرت کرتی ساتھ اس آیت کے اللہ کے قول سے کہ اے پیغمبر! جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں تجھ سے بیعت کرنے کو اللہ کے قول غفور رحیم تک، عروہ کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جو مسلمان عورتوں سے اس شرط کے ساتھ اقرار کرتی اس سے حضرت رضی اللہ عنہم فرماتے میں نے تجھ سے بیعت کی فقط کلام سے قسم ہے اللہ کی کہ بیعت میں حضرت رضی اللہ عنہم کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہیں چھوا، حضرت رضی اللہ عنہم ان سے بیعت نہ کرتے مگر ساتھ قول کے یعنی زبان سے فرماتے کہ میں نے تجھ سے اس پر بیعت کی، متابعت کی ہے ابن اثی ابن شہاب کی یونس اور معمر اور عبدالرحمن نے زہری سے اور کہا اسحاق بن راشد نے زہری سے اس نے روایت کی عروہ اور عمرہ سے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

۴۵۱۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوَّجَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهَذِهِ الْآيَةِ يَقُولُ اللَّهُ «يَأْيِهِنَّ النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعُكَ» إِلَى قَوْلِهِ «غَفُورٌ رَحِيمٌ» قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَمَنْ أَقْرَأَ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكَ كَلَامًا وَلَا وَاللَّهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ قَدْ بَايَعْتُكَ عَلَى ذَلِكَ تَابَعَهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

إِسْحَاقُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ
رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ.

فائدہ: یہ جو کہا میں نے تجھ سے بیعت کی کلام سے فقط یہ کلام سے فقط کلام کرتے ہاتھ سے مصافحہ نہ کرتے جیسے کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ مصافحہ مردوں کے وقت بیعت کے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی تو اس میں قسم کھانی ہے واسطے تاکید خبر کے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ تاکید خبر کے واسطے قسم کھانی جائز ہے اور شاید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کے اس چیز پر جو ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے آئی ہے سوا بن حبان اور ابن خزیمہ کے نزدیک ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیعت کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ گھر کے باہر سے دراز کیا اور ہم نے اپنے ہاتھ گھر کے اندر سے دراز کیے پھر فرمایا الہی! گواہ رہ اور اسی طرح ہے اس حدیث میں جو اس کے بعد ہے جس جگہ اس میں کہا کہ ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا اس واسطے کہ وہ شاعر ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے بیعت کرتی تھیں اور ممکن ہے جواب پہلی حدیث سے ساتھ اس طور کے کہ دراز کرنا ہاتھ کا پردے کے پیچھے سے اشارہ ہے طرف واقع ہونے مباہلت کی اگرچہ نہ واقع ہو مصافحہ اور جواب دوسری حدیث سے ساتھ اس طور کے ہے کہ مراد ساتھ روکنے ہاتھ کے باز رہنا ہے قبول سے یا واقع ہوتی تھی بیعت ساتھ کسی حائل کے اس واسطے کہ ابو داؤد نے مراسیل میں روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے جب بیعت کی عورتوں سے تو لائی گئی ایک چادر قطری سو اس کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ایک برتن میں ڈبوتے تھے پھر عورت اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتی اور احتمال ہے تعدد کا اور روایت کی ہے طبری نے کہ بیعت کی ان سے حضرت ﷺ نے ساتھ واسطے عمر کے اور طبری وغیرہ نے امینہ سے روایت کی ہے کہ وہ چند عورتوں کے ساتھ آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! اپنا ہاتھ دراز کیجئے ہم آپ سے مصافحہ کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا لیکن تم سے قول قرار لیتا ہوں، سو حضرت ﷺ نے ان سے قول و قرار لیا یعنی آیت ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾ پڑھی یہاں تک کہ پہنچے اس قول پر ﴿وَلَا يَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تم سے ہو سکے تو انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر رحم کرنے والا ہے ساتھ ہمارے رحم کرنے سے اپنی جانوں پر اور طبری کی روایت میں ہے کہ فرمایا نہیں قول میرا واسطے سو عورت کے مگر مانند قول میرے کے واسطے ایک عورت کے اور دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ عورتیں بیعت کے وقت اوپر سے کپڑا پکڑتی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ایک برتن میں ہاتھ ڈبوتے پھر عورتیں اس میں ڈبوتیں اور اس حدیث میں ہے کہ جو امتحان کہ اللہ کے قول فامتنحوہن میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ بیعت کریں عورتیں ساتھ اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو آیت مذکورہ اور عبدالرزاق نے قدادہ سے روایت کی ہے کہ تھے حضرت ﷺ امتحان کرتے جو

عورت ہجرت کرتی ساتھ اس کے کہ قسم ہے اللہ کی نہیں نکلی میں مگر واسطے رغبت کے اسلام میں اور واسطے محبت اللہ اور اس کے رسول کے اور نہیں لے نکلا تجھ کو عشق کسی مرد کا ہم میں سے اور نہ بھاگنا اپنے خاوند سے اور طبری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب کوئی عورت مشرکوں کی اپنے خاوند پر غصے ہوتی تو کہتی قسم ہے اللہ کی البتہ میں محمد ﷺ کی طرف ہجرت کروں گی تو یہ آیت اتری کہ ان کا امتحان کر لیا کرو۔ (فتح)

باب ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ﴾
باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں تجھ سے بیعت کریں۔

۴۵۱۳۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تو حضرت ﷺ نے ہم پر یہ آیت پڑھی کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم کو منع کیا نوحہ کرنے سے تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا یعنی بیعت کرنے سے سو کہا کہ فلائی عورت نوحہ کرنے میں میرے ساتھ شریک ہوئی تھی میں چاہتی ہوں کہ اس کو بدلہ دوں تو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ نہ کہا سو وہ گئی اور پھر پھر حضرت ﷺ نے اس سے بیعت کی۔

۴۵۱۳ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ بَايَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَا ﴿أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتْ امْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ أَسْعَدْتَنِي فَلَانَةَ أُرِيدُ أَنْ أُجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک عورت نے اپنا ہاتھ روکا تو ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ مگر فلائی کے گھر والے کہ وہ جاہلیت کے زمانے میں نوحہ میں میرے ساتھ شریک ہوئی تھی سو ضروری ہے کہ میں اس کو بدلہ دوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مگر فلائی کے گھر والے یعنی جا اور اس کو بدلہ دے، اور نسائی کی روایت میں ہے سو وہ گئی اور بدلہ دے کر پھر آئی اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی، کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس پر کہ اجازت دینی واسطے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے فلاں کی آل میں خاص ہے اور نہیں حلال ہے نوحہ کرنا واسطے اس کے اور نہ واسطے اس کے غیر کے بیچ غیر آل فلاں کے جیسا کہ ظاہر حدیث کا ہے اور جائز ہے واسطے شارع کے کہ خاص کرے عموم سے جس کو چاہے ساتھ جس چیز کے کہ چاہے سو یہ ہے صواب حکم کا اس حدیث میں اسی طرح کہا ہے نووی نے اور اس میں نظر ہے مگر یہ کہ دعویٰ کیا جائے کہ جن کو اس نے نوحہ کا بدلہ دیا تھا وہ مسلمان نہ تھے اور اس میں بعد ہے پس چاہیے کہ دعویٰ کیا جائے کہ وہ لوگ بھی اس خصوصیت میں اس کے ساتھ شریک تھے اور میں بیان کروں گا جو قادیان ہے بیچ خاص ہونے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس کے پھر نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ مشکل جانا ہے اس حدیث کو قاضی وغیرہ نے اور اس میں انہوں نے عجیب

قول کہے ہیں اور مقصود میرا ڈرانا ہے مفرور ہونے سے ساتھ ان کے اس واسطے کہ بعض مالکیوں نے کہا کہ نوحہ کرنا حرام نہیں واسطے دلیل اس حدیث کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام تو وہ چیز ہے کہ ہو ساتھ اس کے کوئی چیز افعال جاہلیت سے جیسے پھاڑنا گریبان کا ہے اور چھیلنا رخساروں کا اور مانند اس کے اور ٹھیک وہ چیز ہے جو ہم نے پہلے ذکر کی اور یہ کہ نوحہ کرنا مطلق حرام ہے اور یہی مذہب ہے سب علماء کا اور پہلے گزر چکی ہے جنازوں میں نقل غیر اس مالکی سے کہ نوحہ کرنا حرام نہیں اور یہ شاذ مردود ہے اور رد کیا ہے اس کو قرطبی نے ساتھ صحیح حدیثوں کے جو وارد ہیں وعید میں نوحہ کرنے پر اور وہ دلالت ہے اوپر سخت حرام ہونے کے لیکن نہیں منع ہے یہ کہ وارد ہوئی ہو پہلے نبی ساتھ کراہت تنزیہ کے پھر جب عورتوں کی بیعت تمام ہو چکی تو واقع ہوئی تحریم سو واقع ہوا ہوگا اذن واسطے اس شخص کے کہ مذکور ہوا پہلے حالت میں واسطے بیان جواز کے پھر واقع ہوئی تحریم سو وارد ہوئی اس وقت وعید شدید اور چھانٹا ہے قرطبی نے باقی اقوال کو جن کی طرف نوحہ نے اشارہ کیا ہے ان میں ایک یہ دعویٰ کہ یہ حکم نوحہ حرام ہونے سے پہلے تھا کہا اور یہ فاسد ہے واسطے سیاق ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے اس حدیث کے اور اگر ام عطیہ رضی اللہ عنہا اس کا حرام ہونا نہ سمجھتیں تو نہ مستثنیٰ کرتیں میں کہتا ہوں کہ تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ تصریح کی ہے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے کہ وہ از قسم نافرمانی کرنے کے ہے نیک کام میں اور یہ وصف حرام چیز کی ہے اور ان میں سے ایک یہ قول ہے کہ قول اس کا مگر فلانے کے گھر والے نہیں ہے اس میں نص ہے کہ وہ نوحہ میں ان کی موافقت کرے گی اور ممکن ہے کہ موافقت کرے ان سے ساتھ ملنے اور رونے کے جس ساتھ نوحہ نہ ہو کہا اور یہ مشابہ تر ہے اس قول سے کہ اس کے پہلے ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ وارد ہوتا ہے اس پر وارد ہونا تصریح کا ساتھ نوحہ کے جیسا کہ میں اس کو بیان کروں گا اور اس پر یہ بھی وارد ہوتا ہے کہ مجرد رونا منع نہیں اور نہیں میں داخل نہیں ہے، کما تقدم فی الجنائز تقریرہ سو اگر واقع ہوتا اختصار اوپر اس کے تو نہ حاجت پڑتی طرف تاخیر بیعت کی یہاں تک کہ اس کو کرے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے اور یہ فاسد ہے اس واسطے کہ نہیں خاص ہے وہ ساتھ حلال کرنے کسی چیز کے حرام چیزوں سے اور نیز قدح کرتا ہے بیچ دعویٰ تخصیص اس کی کے ثابت ہونا اس کا واسطے غیر اس کے کی جیسے کہ ترمذی وغیرہ نے خود اور اسماء بنت یزید وغیرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بھی بیعت کے وقت یہی کہا تو حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور نیز پہچانا جاتا ہے اس سے خدشہ پہلے جوابوں میں اور ظاہر ہوا اس سب بیان سے کہ اقرب جوابوں کا یہ ہے کہ پہلے نوحہ مباح تھا پھر مکروہ تنزیہ ہوا پھر حرام ہوا، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۵۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ الزُّبَيْرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۳۵۱۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ نہ بے حکمی کریں تیری نیک کام میں کہا کہ وہ شرط ہے کہ اس کو عورتوں کے واسطے شرط کیا۔

فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَلَا يَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ اللَّهُ لِلنِّسَاءِ.

فائدہ: یعنی عورتوں پر شرط کی اور قول اللہ کا سو بیعت کر ان سے تو اس سیاق میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ اگر بیعت کریں اوپر اس کے یا شرط کریں اپنی جانوں پر تو بیعت کر ان سے اور اختلاف ہے شرط میں کہ کیا مراد ہے سو اکثر اس پر ہیں کہ مراد نوحہ کرنا ہے کما سبق اور ایک روایت میں ہے کہ مراد نافرمانی کرنے سے نیک کام میں ہے کہ مرد اجنبی عورت کے ساتھ اکیلا نہ ہو اور طبری نے ایک عورت سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم سے جو قول و قرار لیا تھا ان میں یہ بھی تھا کہ ہم کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں اور اپنا منہ نہ چھیلیں اور اپنے بال نہ نوچیں اور اپنے گریبان نہ پھاڑیں اور ویل نہ پکاریں۔ (فتح)

۴۵۱۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ سَمِعَ عَبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتْبَاعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَسْرِقُوا وَقَرَأَ آيَةَ النِّسَاءِ وَأَكْثَرَ لَفْظِ سُفْيَانَ قَرَأَ الْآيَةَ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَسْتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذْبَةٌ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ فِي الْآيَةِ.

فائدہ: پڑھی آیت عورتوں کی یعنی عورتوں کی بیعت کی آیت اور وہ ﴿يا ايها النبي اذا جاءك المؤمنات﴾ الآية ہے اور کتاب الایمان میں اس بیعت کے وقت کا بیان ہو چکا ہے اور جو اس سے کسی چیز کو پینچے یعنی ان چیزوں سے کہ حد کو واجب کرتی ہیں اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿بہتان یفترینہ بین یدینہن وارجلہن﴾ تو اس کی تفسیر میں چند

قول ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ مابین الایدی وہ چیز ہے کہ کمائے مرد ساتھ ان کے اور اسی طرح پھیر اور ایک یہ کہ مراد دنیا اور آخرت سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اعمال ظاہرہ اور باطنہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ماضی اور مستقبل اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مابین الایدی سے بندے کا اپنا کسب ہے جو آپ کمائے اور مراد ساتھ ارجل کے کسب اس کا ہے ساتھ اس کے غیر کے۔ (فتح)

۴۵۱۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حاضر ہوا میں نماز میں عید فطر کے دن ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے سو وہ سب اس کو خطبے سے پہلے پڑھتے تھے پھر خطبہ پڑھتے تھے اس کے بعد سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اترے سو جیسے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھتا ہوں جب لوگوں کو اپنے ہاتھ سے بٹھاتے ہیں پھر ان کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ عورتوں کے پاس آئے سو یہ آیت پڑھی کہ اے پیغمبر! جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں کہ تجھ سے بیعت کریں اس پر کہ نہ شریک ٹھہرائیں ساتھ اللہ کے کسی کو اور نہ چوریں کریں اور نہ حرام کاری کریں اور نہ اپنی اولاد کو ماریں اور نہ لائیں طوفان باندھ کر اپنے ہاتھ پاؤں میں یہاں تک کہ ساری آیت سے فارغ ہوئے پھر جب آیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم کو یہ منظور ہے؟ ایک عورت نے کہا کہ یا حضرت! ہاں اس کے سوائے کسی عورت نے آپ کو جواب نہ دیا نہیں جانتا حسن کہ وہ عورت کون ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خیرات کرو اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا یا تو وہ بالیوں اور انگوٹھیوں کو بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

۴۵۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ أَخْبَرَهُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ شَهِدْتُ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ فَنَزَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجْلِسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَسْقُطُهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَ بِلَالٍ فَقَالَ «يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَأْبَعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ» حَتَّى فَرَّغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَّغَ أَنْتَنَ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا نَعْمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا يَدْرِي الْحَسَنُ مَنْ هِيَ قَالَ فَتَصَدَّقَنَ وَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ فَجَعَلَنَ يُلْقِينَ الْفُتُخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح عیدین میں گزر چکی ہے۔

سُورَةُ الصَّفِّ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ»
مَنْ يَتَّبِعُنِي إِلَى اللَّهِ.

سورہ صف کی تفسیر کا بیان
کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کون ہے
کہ میری پیروی کرے اللہ کی طرف اور کہا ابو عبیدہ نے
کہ الی ساتھ معنی فی کے ہے۔

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مرصوص کے معنی ہیں ملا
ہوا بعض اس کا ساتھ بعض کے اور جڑا ہوا یعنی نہایت
مضبوط۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «مَرَّضُوصٌ» مُلْصَقٌ
بَعْضُهُ بِبَعْضٍ.

وَقَالَ غَيْرُهُ بِالرَّصَاصِ.

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى «مَنْ بَعْدِي اسْمُهُ
أَحْمَدٌ».

اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سب سے پلائی۔
باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ کہا عیسیٰ علیہ السلام
نے کہ میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آئے
گا مجھ سے پیچھے اس کا نام احمد ہے۔

۴۵۱۷۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میرے کئی نام ہیں میں محمد
ہوں، اور احمد ہوں، اور میں مٹانے والا ہو جس کے سبب سے
اللہ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاضر ہوں کہ سب لوگ میرے
قدموں پر جمع ہوں گے یعنی قیامت کے دن اور میں سب
پیغمبروں کے بعد آنے والا ہوں۔

۴۵۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ
بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ
وَأَنَا الْمَاحِجِيُّ الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِي الْكُفْرَ
وَأَنَا الْحَاشِرِيُّ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَيَّ
قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سیرت نبویہ میں گزر چکی ہے۔

سُورَةُ الْجُمُعَةِ

بَابُ قَوْلِهِ «وَأَخْرَيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا
بِهِمْ» وَقَرَأَ عُمَرُ فَاْمَضُوا إِلَى ذِكْرِ
اللَّهِ.

سورہ جمعہ کی تفسیر کا بیان
باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اور دوسروں
کے واسطے ان میں سے جو ابھی نہیں ملے ان میں اور عمر
فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت «فاسعوا الی ذکرا للہ» کو

فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا ہے یعنی فاسعوا کی جگہ
فامضوا پڑھا ہے۔

۳۵۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے تو آپ پر سورہ جمعہ کی یہ
آیت اتاری گئی اور واسطے اور دن کے ان میں سو جو ابھی نہیں
ملے ان کو میں نے کہا یا حضرت! وہ لوگ کون ہیں جو ابھی ہم
کو نہیں ملے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک
کہ اس نے تین بار پوچھا اور ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک سلمان پر رکھا یعنی وہ لوگ
یہ ہیں پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی ان فارسیوں
سے ایک مرد یا بہت مرد اس کو پا جاتے یعنی اگر ایمان نہایت
دور ہوتا جہاں نظر کام نہیں کرتی تو بھی فارسیوں کو نصیب ہوتا۔

۴۵۱۸۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ قُورٍ عَنْ
أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْجُمُعَةِ
(وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ) قَالَ
قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ
حَتَّى سَأَلَ ثَلَاثًا وَقَيْنَا سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ
وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ
عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ أَوْ رَجُلٌ مِنْ هَؤُلَاءِ.

فائدہ: ثریا ان چند ستاروں کا نام ہے جو نہایت متصل ہیں جیسے گلدستہ اس حدیث میں فارسیوں کی باریک بینی اور
استعداد ایمانی بیان فرمائی سو حقیقت میں ملک فارس میں بڑے بڑے کمال والے امام محدث پیدا ہوئے جیسے امام محمد
بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ اور مسلم رضی اللہ عنہ وغیرہ جنہوں نے اپنے کمال اور باریک بینی سے صحیح صحیح حدیثوں کو چھانٹا اور
دین میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اس کے سبب سے تمام دنیا میں پیشوا اور مقتدا سمجھے گئے کہا قرطبی نے کہ جیسے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح ظاہر واقع ہوا اس واسطے کہ ان میں ایسے لوگ پائے گئے جو مشہور ہوا ذکر ان کا
حدیث کے حافظوں اور ناقدوں سے اور یہ ایسا کمال ہے کہ ان کے سوائے بہت لوگ ان کو اس میں شریک نہیں اور
اختلاف ہے اہل نسب کا فارس کے اصل میں بعض کہتے ہیں ان کی نسب کیو مرت تک پہنچتی ہے اور وہ آدم ہے اور
بعض کہتے ہیں کہ وہ یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ لادوی بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں
اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فارس بن یاسور بن سام کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مدرام بن ارش بن سام کی
اولاد سے ہے کہ اس کے دس اور چند بیٹے تھے سب سوار بہادر تھے تو نام رکھا گیا ان کا فارس واسطے سواری کرنے ان
کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یوسف بن یعقوب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں اور زیادہ تر مشہور پہلا قول ہے اور ان کے
علاوہ دوسروں کے نزدیک دوسرا قول راجح ہے اور کہا سعد نے طبقات میں کہ اول شخص ان کا نوح رضی اللہ عنہ کے دین پر تھا

پھر صحابین کے دین میں داخل ہوئے طہورث کے زمانے میں سو دو ہزار برس سے زیادہ اس پر ہے پھر زردشت کافر کے ہاتھ پر مجوسی ہوئے اور بت پرستی سیکھنے لگے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ أَبِي الْعَبِيثِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَوَآءٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے بہت لوگ اس کو پا جاتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے فارسیوں کی اولاد سے۔

باب قولہ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب دیکھتے ہیں سودایا کھیل تو چلے جاتے ہیں اس کی طرف۔

فائدہ: کہا ابن عطیہ نے نے کہ لایا گیا ضمیر تجارت کا سوائے ضمیر لہو کے واسطے اہتمام کے ساتھ اہم کے اس واسطے کہ وہی سبب ہے کھیل کا بغیر عکس کے۔

٤٥١٩ - حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا
خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمِ
بْنِ أَبِي الْجَعْدِ وَعَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلْتُ
عِبرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَارَ النَّاسُ إِلَّا أَنِّي عَشَرَ
رَجُلًا فَانزَلَ اللَّهُ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ
لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكَوْكَ قَائِمًا﴾.

٢٥١٩۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن قافلہ آیا اور ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے سو لوگ چلے گئے مگر بارہ مرد حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جب دیکھتے ہیں سودایا کھیل تو چلے جاتے ہیں اس کی طرف۔

سورۃ منافقون کی تفسیر کا بیان

باب قولہ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا
نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ﴾ إِلَى
﴿لَكَاذِبُونَ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئیں تیرے پاس منافق لوگ تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے، کاذبون تک۔

٤٥٢٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا
إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ

٢٥٢٠۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک جنگ میں تھا یعنی جنگ بنی مصطلق میں سو میں نے عبد اللہ بن

أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ فِي غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ
 اللَّهِ بْنَ أَبِي يَقُولُ لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ
 رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفِضُوا مِنْ حَوْلِهِ وَلَيْتَنِي
 رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لِيُخْرِجَنَ الْأَعْرُ مِنْهَا
 الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِي أَوْ لِعَمْرٍ
 فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَدَعَانِي فَحَدَّثَنِي فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي
 وَأَصْحَابُهُ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَكَذَّبَنِي رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهُ
 فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِيبْنِي مِثْلَهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ
 فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِي عَمِي مَا أَرَدْتَ إِلَيَّ أَنْ
 كَذَّبَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَمَقَعَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَكَ
 الْمُنَافِقُونَ﴾ فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ
 يَا زَيْدُ.

ابی (منافقوں کے سردار) سے سنا کہتا تھا کہ حضرت ﷺ کے
 ساتھیوں کو خرچ نہ دو تا کہ وہ اس کے گرد سے پھوٹ پھٹک
 جائیں اور جب ہم مدینے کو پلٹ جائیں گے تو عزت والا
 ذلیل کو نکال دے گا (عزت والا اپنے آپ کو کہا اور ذلیل
 حضرت ﷺ کو یعنی ہم حضرت ﷺ کو مدینے سے نکال
 دیں گے) تو میں نے اس کی یہ بات اپنے چچا یا عمر رضی اللہ عنہما سے
 ذکر کی اس نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا حضرت ﷺ
 نے مجھ کو بلایا میں نے آپ سے بیان کیا جو سنا تھا تو
 حضرت ﷺ نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا
 بھیجا انہوں نے آ کر حضرت ﷺ کے سامنے قسم کھائی کہ ہم
 نے یہ نہیں کہا تو حضرت ﷺ نے مجھ کو جھوٹا جانا اور اس کو سچا
 جانا سواں بات سے مجھ کو ایسا رنج پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا
 سو میں غمناک ہو کر گھر میں بیٹھا تو میرے چچا نے کہا کہ تو نے
 کیا چاہا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو جھٹلایا (یعنی کیا چیز
 باعث ہوئی تجھ کو اوپر اس بات کے اور تجھ پر ناراض ہوئے
 پھر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتاری کہ جب منافقین تیرے پاس
 آئیں تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے
 سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلا بھیجا اور یہ سورہ پڑھی اور فرمایا کہ
 اے زید! بیشک اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ چلے جائیں اس کے گرد
 سے تو یہ کلام عبد اللہ بن ابی کا ہے اور نہیں قصد کیا راوی نے ساتھ سیاق اس کے تلاوت کا اور بعض شارحین نے غلطی
 کی ہے سو کہا کہ یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے اور نہیں ہے قرآن متفق علیہ میں پس ہوگا یہ بطور بیان کے ابن
 مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر عبد اللہ بن ابی نے اس کو پہلے کہا ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اترے قرآن
 ساتھ حکایت جمع کلام اس کی کے اور یہ جو کہا کہ میں گھر میں بیٹھا یعنی اس ڈر سے کہ اگر مجھ کو لوگ دیکھیں گے تو کہیں
 گے تو جھوٹا ہے اور اس حدیث کی شرح تین بابوں کے بعد آئے گی اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں ترک مواخذہ

قوم کے رئیسوں کا ساتھ مفوات کے تاکہ اعلیٰ تابع اور نفرت نہ کریں اور فقط ان کے عتاب پر اقتصار کرنا اور قبول کرنا ان کے عذر کا اور تصدیق کرنی ان کی قسموں کی اگرچہ قرینوں سے اس کا خلاف معلوم ہوتا ہو واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے تائیس اور تالیف سے اور اس میں جو از تبلیغ اس چیز کا ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے مقول فیہ کے اور نہیں گئی جاتی ہے یہ چغلی مذموم مگر یہ کہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے فساد مطلق اور بہر حال جب کہ ہو اس میں مصلحت جو مفسرین پر راجح ہو تو نہیں۔ (نخ)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾
يَجْتُنُونَ بِهَا.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال کہ اس کے ساتھ اپنی جان مال کو بچاتے ہیں۔

۴۵۲۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا تو میں نے عبداللہ بن ابی سے سنا کہتا تھا کہ مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاکہ چلے جائیں اور یہ بھی اس نے کہا کہ جب ہم مدینے کو پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے یہ قول اس کا اپنے چچا سے ذکر کیا اور میرے چچا نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے آکر قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سچا جانا اور مجھ کو جھوٹا جانا سو مجھ کو ایسا غم پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا سو میں اپنے گھر میں بیٹھا تو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ جب آئیں تیرے پاس منافق لوگ تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تم اللہ کے رسول ہو، اللہ کے اس قول تک کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہیں یہاں تک کہ چلے جائیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا بھیجا اور اس کو مجھ پر پڑھا پھر فرمایا

۴۵۲۱ - حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بِنِ سَلُولٍ يَقُولُ لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا وَقَالَ أَيْضًا لَمَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ لَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَصَدَقَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِي فَأَصَابَنِي هُمُ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلَهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ

کہ اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

مِنْهَا الْأَذَلَّ ﴿۱۰﴾ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایمان لائے پھر کافر ہوئے سو مہر کی گئی ان کے دل پر سواب وہ نہیں سمجھتے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطَبَعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَأَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾.

۴۵۲۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہیں اور نیز کہا کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی (یعنی اپنے چچا کی زبان سے واسطے تطبیق کے درمیان دونوں روایتوں کے اور احتمال ہے کہ خود اس نے بھی خبر دی ہو اس کے بعد کہ عبد اللہ بن ابی نے اس سے انکار کیا) تو انصاریوں نے مجھ کو ملامت کی اور ابن ابی نے قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا سو میں اپنے گھر کی طرف پھرا اور سو یا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا میں آپ کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے تجھ کو سچا کیا اور یہ آیت اتری کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ نہ خرچ کرو، آخر آیت تک اور کہا ابن زید نے اعمش سے اس نے روایت کی ہے عمرو سے اس نے زید سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۴۵۲۲ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ الْقُرْظِيَّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي تَيْفُوتٍ عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﴿وَقَالَ أَيْضًا﴾ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ أَخْبَرْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَأَمَنِي الْأَنْصَارُ وَحَلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مَا قَالَ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ إِلَى الْمَنْزِلِ فَبِمَتْ فِدَاعِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَيْتُهُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَّقَكَ وَنَزَلَ ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ زَيْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب تو ان کو دیکھے تو خوش لگیں تجھ کو ان کے بدن اور اگر بات کہیں تو سننے تو ان کی بات کیسے ہیں جیسے لکڑی لگا دے دیوار سے ہر سخت آواز کو اپنی ہلاکت جائیں وہی ہیں دشمن ان سے

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَانَهُمْ خَشَبٌ مُسْتَدَدٌ يَحْسِبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ﴾.

قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾ .

۴۵۲۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا
زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ
سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ
أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
أَبِي لَاصِحَابِهِ لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ
رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا مِنْ حَوْلِهِ وَقَالَ
لَيْنِ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ
مِنْهَا الْآذِلَّ فَآتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي فَسَأَلَهُ فَاجْتَهَدَ بَيْنَهُمَا مَا فَعَلَ قَالُوا
كَذَبَ زَيْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ
حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقِي فِي
﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوَّأَ
رُؤُوسَهُمْ وَقَوْلُهُ ﴿خُشْبٌ مُسْنَدَةٌ﴾ قَالَ
كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ .

پتھارہ اللہ نے ان کو لعنت کی کہاں پھیرے جاتے ہیں۔
۴۵۲۳۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم
حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سفر کو نکلے کہ اس میں لوگوں کو سختی
پہنچی یعنی بھوک تو ابن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مت
خرچ کرو ان پر جو رہتے ہیں پاس حضرت ﷺ کے تاکہ آپ
کے گرد سے چلے جائیں اور کہا انہوں نے کہ جب ہم مدینے
کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا
تو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی
حضرت ﷺ نے ابن ابی کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا اس نے
کوشش سے قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا لوگوں نے کہا کہ
زید رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے جھوٹ بولا سو ان کی اس بات
سے میرے دل میں نہایت رنج پیدا ہوا یہاں تک کہ اللہ نے
میری تصدیق اتاری سورہ ﴿اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ میں سو
حضرت ﷺ نے ان کو بلایا تاکہ ان کے واسطے بخشش مانگیں تو
انہوں نے اپنے سر پھیرے اور قول اللہ کا خشب مسندہ کہا
کہ تھے مرد خوب تر چیز یعنی ان کی ڈیل ڈول بہت خوب تھی۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے قول کے کہ تجھ کو ان کے بدن خوش لگیں اور خشب مسندہ تمہیں ہے ان کے
بدنوں کی اور واقع ہوا ہے یہ نفس حدیث میں اور نہیں ہے مدرج۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا
يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّأَ
رُؤُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ
مُسْتَكْبِرُونَ﴾ .

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جب کہا جاتا ہے
واسطے ان کے کہ آؤ بخشش مانگیں واسطے تمہارے رسول تو
پھیرتے ہیں اپنے سر اور تو دیکھے کہ وہ رکتے ہیں اور غرور
کرتے ہیں۔

اور لووا کے معنی ہیں کہ ہلاتے ہیں اپنے سرٹھنھا کرتے ہیں حضرت ﷺ سے اور پڑھا جاتا ہے سناھی تخفیف کے لویت سے۔

فائدہ: اور تعاقب کیا ہے اس کا اسماعیلی نے ساتھ اس طور کے کہ یہ سیاق حدیث کا ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور جواب یہ ہے کہ اس نے اپنی عادت کے موافق اشارہ کر دیا ہے طرف اصل حدیث کے اور حسن کے مرسل حدیث میں ہے کہ لوگوں نے ابن ابی سے کہا کہ اگر تو حضرت ﷺ کے پاس جائے تو تیرے واسطے بخشش مانگیں تو اس نے اپنا سر پھیرا تو یہ آیت اتری اور اسی طرح عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ عبد اللہ بن ابی کے حق میں اتری۔ (فتح)

۴۵۲۴۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا سو میں نے عبد اللہ بن ابی کو سنا کہتا ہے کہ نہ خرچ کرو ان پر جو رہتے ہیں پاس حضرت ﷺ کے تا کہ پراگندہ ہو جائیں آپ ﷺ کے گرد سے اور جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو میں نے ابن ابی کی یہ بات اپنے چچا سے ذکر کی اور میرے چچا نے حضرت ﷺ سے ذکر کی حضرت ﷺ نے مجھ کو بلا کر پوچھا میں نے آپ سے بیان کیا یعنی جو سنا تھا حضرت ﷺ نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے یہ نہیں کیا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو جھوٹا جانا اور ان کو سچا جانا سو مجھ کو ایسا غم پہنچا کہ ویسا کبھی نہیں پہنچا تھا تو میں غم کے مارنے اپنے گھر میں بیٹھا اور میرے چچا نے کہا کہ تو نے کیا چاہا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو جھوٹا جانا اور تجھ سے ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ اتاری کہ جب منافق لوگ تیرے پاس آئیں تو کہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ نے اس کو پڑھا اور فرمایا کہ اللہ نے تجھ کو سچا کیا۔

۴۵۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَمِّي فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بْنِ سَلُولٍ يَقُولُ لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا وَلَيْنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمِّي فَذَكَرَ عَمِّي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَعَانِي فَحَدَّثَنِي فَأَرْسَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي وَأَصْحَابِهِ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا وَكَذَّبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَقَهُمْ فَأَصَابَنِي غَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلَهُ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي بَيْتِي وَقَالَ عَمِّي مَا أَرَدْتُ إِلَيَّ أَنْ كَذَّبَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقْتَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ﴾ وَأَرْسَلَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهَا وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ صَدَقَكَ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ برابر ہے اوپر ان کے کہ تو ان کے واسطے بخشش مانگے یا نہ مانگے ہرگز نہ بخشے گا ان کو اللہ بیشک اللہ نہیں راہ دیتا فاستقوں کو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾.

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اتری یہ آیت اس آیت کے بعد جو سورہ توبہ میں ہے ﴿استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم﴾۔

۴۵۲۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنگ میں تھے یعنی جنگ بنی المصطلق میں اور کہا سفیان نے ایک بار لشکر میں تو ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوڑ پر لات ماری تو انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو میری فریادری کرو اور مہاجر نے بھی اسی طرح مہاجرین کو بلایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فریاد سنی تو فرمایا کہ کیا حال ہے کفر کے بول کا لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوڑ پر لات ماری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑو اس بات کو یعنی کفر کے بول کو کہ وہ بات گندی ہے یعنی اس طرح فریادری چاہی گندی بات ہے تو عبد اللہ بن ابی نے اس کو سنا سو کہا کہ کیا انہوں نے کیا ہے یعنی تقدیم کو یعنی شریک کیا ہم نے ان کو اس چیز میں کہ ہم اس میں ہیں تو انہوں نے چاہا کہ ہم پر مستقل ہوں خبردار! قسم ہے اللہ کی کہ جب ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں گے تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے سو کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو میں اس منافق کی گردن مار دوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چھوڑو اور مت مار لوگ یہ چرچا نہ کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور جب مہاجرین مدینے میں آئے تو

۴۵۲۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا فِي غَزَاةٍ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فِي جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لِلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لِلْمُهَاجِرِينَ فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ دَعْوَاهَا فَإِنَّهَا مُنْتَبَهَةٌ فَسَمِعَ بِذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَحْلَبَةَ فَقَالَ فَعَلَوْهَا أَمَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَمْرٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي أُضْرِبَ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ أَكْثَرَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ

اس وقت انصاری لوگ مہاجرین سے بہت تھے پھر اس کے بعد مہاجرین انصار سے بہت ہو گئے، کہا سفیان نے یاد رکھا میں نے اس کو عمرو سے کہا عمرو نے سنا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے۔

ثُمَّ إِنَّ الْمُهَاجِرِينَ كَثُرُوا بَعْدُ قَالَ سَفِيَانٌ فَحَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو قَالَ عَمْرٍو سَمِعْتُ جَابِرًا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور مسلم کی روایت میں ہے کہ دولڑکے آپس میں لڑے ایک مہاجر اور ایک انصاری تو مہاجر نے کہا کہ اے مہاجر! دوڑو اور انصاری نے کہا کہ اے انصار! دوڑو تو حضرت ﷺ نکلے سو فرمایا کہ کیا حال ہے کفر کے بول کا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ دولڑکے آپس میں لڑے تھے ایک نے دوسرے کو لات ماری تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور چاہیے کہ مدد کرے مرد اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں تو مستفاد ہوتا ہے آپ کے قول سے اس کا کچھ نہیں جواز قول مذکور کا ساتھ قصہ مذکور کے اور تفصیل مبین کے نہ اس بنا پر کہ تھے جاہلیت میں اس پر مدد کرنی اس شخص کے سے کہ ہو قبیلے سے مطلق اور یہ جو کہا کہ اپنے بھائی کی مدد کر تو اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو ابن ابی نے کہا کہ انہوں نے کیا ہے یعنی اثرت کو تو ایک روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک بڑے منافق نے کہا کہ نہیں ہے مثل ہماری اور ان کی مگر جیسے کسی نے کہا کہ کتابال تھہ کو کھائے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے کوچ کا حکم دیا تو ایک گھڑی چلے کہ دوپہر کے بعد اس میں چلا کرتے تھے پھر اسید حضرت ﷺ کو ملے اور آپ سے یہ حال پوچھا حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی اس نے کہا کہ یا حضرت! عزت والے آپ ہو اور ذلیل وہی ہے اور ابن ابی کے بیٹے کو کہ اس کا نام بھی عبد اللہ رضی اللہ عنہ تھا اپنے باپ کا حال پہنچا تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت! مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کے مار ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں اس چیز میں کہ آپ کو اس سے پہنچی سو اگر آپ یہ کام کرنے والے ہیں تو مجھ کو حکم ہو کہ میں آپ کے پاس اس کا سر کاٹ لاؤں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ تو اس کی رفاقت کر اور اس کی خدمت کر اور اس کے بعد یہ حال ہوا کہ جب کوئی واقعہ ہوتا تو اس کی قوم خود اسی کو جھوٹا کہتی اور اس پر انکار کرتی۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ مت خرچ کرو ان پر جو حضرت ﷺ کے پاس رہتے ہیں تاکہ ان کے پاس سے چلے جائیں اور واسطے اللہ کے ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے لیکن منافق لوگ نہیں سمجھتے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَيَّ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُوا﴾ يَنْفَضُوا يَنْفَضُوا يَنْفَضُوا ﴿وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ﴾.

فائدہ: واقع ہوا ہے صحیح روایت زبیر رضی اللہ عنہ کے سبب عبد اللہ بن ابی کے قول کا اور وہ قول روای کا ہے کہ ہم ایک سفر

میں نکلے کہ اس میں لوگوں کو شدت پہنچی سو ظاہر یہ ہے کہ قول اس کا لامفقو اسبب ہے واسطے سختی کے جو پہنچی ان کو اور قول اس کا کہ عزت والا ذلیل کو نکال دے گا سبب ہے مہاجر اور انصاری کے جھگڑے کا، کما تقدّم۔ (فتح)

۴۵۲۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں غمناک ہوا ان لوگوں پر جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے تو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے میری طرف لکھا اور حالانکہ اس کو میرے سخت غمناک ہونے کی خبر پہنچی ذکر کرتا تھا کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ الہی! بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور ذکر کیا ہے ابن فضل نے انصار کے پوتوں میں یعنی اس کو شک ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ لفظ بھی فرمایا ہے یا نہیں سو جو لوگ انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان میں سے بعضوں نے ان سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا تو کہا اس نے کہ وہ شخص وہ ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ پورا کیا اللہ نے واسطے اس کے کان اس کے کو۔

۴۵۲۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ حَزِنْتُ عَلَى مَنْ أُصِيبَ بِالْحَرَّةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَبَلَغَهُ شِدَّةَ حُزْنِي يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْأَنْبَاءِ الْأَنْصَارِ وَشَكَ ابْنُ الْفَضْلِ فِي أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَسَأَلَ أَنَسًا بَعْضَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ فَقَالَ هُوَ الَّذِي يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الَّذِي أَوْفَى اللَّهُ لَهُ بِأُذُنِهِ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ جو جنگ حرہ میں شہید ہوئے تو جنگ حرہ تریسٹھویں سال میں واقع ہوئی اور اس کا سبب یہ ہے کہ مدینے والوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت اتاری جب کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ وہ فسادی اور فاسق ہے تو انصار نے اپنے اوپر عبد اللہ بن حظلہ کو سردار کیا اور مہاجرین نے اپنے اوپر عبد اللہ بن مطیع کو سردار بنایا تو یزید نے مسلم بن عقبہ کو بہت لشکر دے کر بھیجا سو اس نے مدینے والوں کو شکست دی اور مدینے میں کشت و خون وغیرہ کرنے کو مباح جانا اور انصار یوں سے بہت لوگ شہید ہوئے اور انس رضی اللہ عنہ اس وقت بصری میں تھے ان کو یہ خبر پہنچی تو وہ غمناک ہوئے ان لوگوں پر جو انصار یوں سے شہید ہوئے سو زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا اور وہ اس وقت کوفے میں تھے تسلی دی اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو اللہ کی مغفرت کی طرف پھرے نہیں سخت ہوتا ہے غم اوپر اس کے تو ہوئے یہ ماتم پرسی واسطے انس رضی اللہ عنہ کے حق میں ہے اور ترمذی میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا ماتم پرسی کرتے تھے ان کی ان لوگوں میں جو شہید ہوئے ان کے گھر والوں سے دن جنگ حرہ کے سو اس کی طرف لکھا کہ میں تجھ کو بشارت دیتا ہوں اللہ کی بشارت سے میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ الہی! بخش دے انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو اور انصار کے پوتوں کو اور یہ جو کہا کہ پورا کیا اللہ نے اس کے کان کو یعنی ظاہر کیا سچ اس کے کو اس چیز

میں کہ خردی اس نے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کو یعنی پورا کیا سچ اس کے کو اور حسن کی مرسل میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کا کان پکڑا اور فرمایا کہ اے لڑکے! اللہ نے تیرے کان کو پورا کیا گویا کہ ٹھہرایا کان اس کے کو ضامن ساتھ اس چیز کے کہ اس نے سنی پھر جب قرآن اس کی تصدیق کے ساتھ اترتا ہو گیا وہ جیسے پورا کرنے والا ہے اپنی ضمانت کو تکمیل واقع ہوا ہے سچ روایت اسماعیلی کے اس حدیث کے اخیر میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے ایک منافق سے سنا کہتا تھا اور حضرت ﷺ خطبہ پڑھتے تھے کہ اگر یہ سچا ہے تو ہم گدھے سے بدتر ہیں تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ وہ سچا ہے اور البتہ تو بدتر ہے گدھے سے اور یہ مقدمہ حضرت ﷺ کی طرف اٹھایا گیا اس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر یہ آیت اتاری ﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا﴾ الآية تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی اور یہ مرسل جید ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے حذف کیا ہے اس کو واسطے نہ ہونے کے اور پر شرط اس کی کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ دو آیتیں دو قصوں میں زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق کے واسطے آئیں۔ (فتح)

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کہتے ہیں کہ اگر پھر جائیں ہم طرف مدینے کی البتہ نکال دیں گے عزت والے ان میں سے ذلت والوں کو اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اس کے اور واسطے ایمان والوں کے لیکن منافق نہیں جانتے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

۴۵۲۷۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک جنگ میں تھے اور ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چوڑ پر لات ماری تو انصار نے کہا کہ اے انصاریو! میری فریاد رسی کرو اور مہاجر نے کہا اے مہاجر! میری فریاد رسی کرو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑو کہ وہ گندی بات ہے کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اور جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو اس وقت انصار زیادہ تھے پھر اس کے بعد مہاجرین بہت ہو گئے تو عبد اللہ بن ابی نے کہا کہ انہوں نے کیا ہے قسم ہے اللہ کی اگر ہم مدینے کی طرف پلٹ جائیں تو عزت والا ذلیل کو نکال دے گا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو اس منافق کی گردن مارو؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے لوگ یہ چرچانہ

۴۵۲۷ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لِلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لِلْمُهَاجِرِينَ فَسَمِعَهَا اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا هَذَا فَقَالُوا كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لِلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لِلْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔

وَسَلَّمَ دَعْوَهَا فَإِنَّهَا مُنْتَبَهَةٌ قَالَ جَابِرٌ
وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ نَمَّ كَثَرَ
الْمُهَاجِرُونَ بَعْدُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي
أَوْقَدٍ فَعَلُوا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ
لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَعْنِي يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَضْرَبُ عُنُقَ هَذَا الْمَنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لَا يَتَحَدَّثُ
النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے طرف
اس چیز کی کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے اخیر میں اس واسطے کہ ترمذی کی روایت میں اس حدیث کے اخیر میں اتنا
زیادہ ہے کہ ابن ابی نکتے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ پھرے گا میرا باپ طرف مدینے کی یہاں تک کہ
تو کہے کہ تو ذلیل ہے اور حضرت ﷺ عزت والے ہیں تو اس نے یہ کام کیا اور روایت کیا ہے اس زیادتی کو ابن
اسحاق نے مغازی میں۔ (فتح)

سورہ تغابن کی تفسیر کا بیان

یعنی کہا علقمہ نے عبداللہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو
اللہ کے ساتھ ایمان لائے اللہ کے دل کو ہدایت کرتا
ہے کہا وہ شخص ہے کہ جب اس کو کوئی مصیبت پہنچی تو
راضی ہوتا ہے اور پہچانتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے
یعنی راہ پاتا ہے طرف تسلیم کی پس صبر کرتا ہے اور شکر کرتا
ہے اور قنادرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے ﴿ذَلِكَ يَوْمَ التَّغَابُنِ﴾
کی تفسیر میں دن غبن بہشتیوں کا ہے دوزخیوں سے اس
واسطے کہ بہشتیوں نے بیعت کی ساتھ بہشت کے تو
انہوں نے فائدہ پایا اور دوزخی اسلام سے باز رہے تو

سُورَةُ التَّغَابُنِ

وَقَالَ عَلَقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﴿وَمَنْ يُؤْمِنُ
بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ هُوَ الَّذِي إِذَا أَصَابَتْهُ
مُصِيبَةٌ رَضِيَ وَعَرَفَ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ وَقَالَ
مُجَاهِدٌ التَّغَابُنُ غِبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلِ
النَّارِ.

انہوں نے گھانا پایا سوتشبیہ دی گئی ساتھ دو مردوں کے جو ایک دوسرے سے خرید و فروخت کرتے ہیں کہ عین کرے ایک دوسرے سے بیع میں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو رقاق میں آئے گی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ داخل ہوگا کوئی بہشتی بہشت میں مگر کہ دکھایا جائے گا اس کو ٹھکانا اس کا دوزخ سے اگر بدی کرتا ہے تاکہ زیادہ شکر کرے اور نہیں داخل ہوگا کوئی آگ میں مگر کہ دکھایا جائے گا اس کو ٹھکانا اس کا بہشت سے اگر نیکی کرتا تاکہ ہو عمل اس کا افسوس اوپر اس کے۔ (فتح)

سورۃ طلاق کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد نے کہ وبال امرہا کے معنی بدلہ عمل اپنے کا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فذاقت وبال امرہا﴾۔

۳۵۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دی حیض کی حالت میں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضرت رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا حضرت رضی اللہ عنہ اس میں غضبناک ہوئے پھر فرمایا کہ چاہیے کہ اپنی عورت سے رجوع کرے پھر اس کو اپنے گھر میں رکھے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر اگر اس کے واسطے ظاہر ہو کہ اس کو طلاق دے تو چاہیے کہ اس کو طلاق دیں حیض سے پاکی کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے سو یہی عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا کہ عورتوں کی طلاق ہو کرے۔

سُورَةُ الطَّلَاقِ

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَبَالَ أَمْرَهَا﴾ جَزَاءً
أَمْرَهَا.

۴۵۲۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ
وَهِيَ حَائِضٌ فَلَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَعَيَّطَ فِيهِ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ
لِيَرَا جَمْعُهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى تَطْهَرَ ثُمَّ
تَحِيضُ فَتَطْهَرَ فَإِنْ بَدَأَ لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا
فَلْيُطَلِّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمْسَهَا فإِنَّكَ
الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جن کے پیٹ میں بچہ

ہے ان کی عدت یہ ہے کہ جن لیس پیٹ کا بچہ اور جو کوئی
ڈرے اللہ سے کہ کر دے وہ اس کے کام میں آسانی اور
اولات الاحمال جمع ہے اس کا واحد ذات حمل ہے۔

۴۵۲۹۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد ابن
عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے
تھے تو اس نے کہا کہ مجھ کو فتویٰ دو اس عورت کے باب میں جو
اپنے خاوند کے مرنے سے چالیس دن کے بعد بچہ جنے یعنی
اس کی عدت کیا ہے؟ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی
عدت وہ ہے جو دونوں مدت سے دراز تر ہو یعنی چار مہینے دس
دن عدت کاٹے اگرچہ اس سے پہلے جنے، میں نے کہا اور
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حمل والی عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچے
جنے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے بھتیجے یعنی ابو سلمہ رضی اللہ
عنہ کے ساتھ ہوں یعنی میں اس کے اس قول میں موافق ہوں سو
حاملہ عورت کی عدت بچہ جننا ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے
غلام کریب کو ام سلمہ رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیوی کے پاس
بھیجا اس سے پوچھنے کو تو ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ شہید ہوا خاوند
سیدہ کا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو اس نے اپنے خاوند کے
مرنے سے چالیس دن کے بعد بچہ جننا سو لوگوں نے اس کو
نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نکاح کر دیا اور
ابو سناہل بھی نکاح کے پیغام کرنے والوں میں سے تھا اور کہا
سلیمان بن حرب اور ابو نعمان نے حدیث بیان کی ہم سے حماد
نے ایوب سے اس نے روایت کی محمد سے کہا کہ میں ایک مجلس
میں تھا کہ اس میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ تھے اور اس کے ساتھی
اس کی تعظیم کرتے تھے یعنی تو لوگوں نے اس کے واسطے حاملہ کا
ذکر کیا جو اپنے خاوند کے مرنے کے بعد بچے کو جنم دے تو

يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ
مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ﴿ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ
وَإِحْدَاهَا ذَاتُ حَمْلٍ ۚ

۴۵۲۹۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا
شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ
قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ
جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ أَتَيْتَنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ
بَعْدَ زَوْجِهَا بَارِعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
آخِرُ الْأَجَلِينَ قُلْتُ أَنَا ﴿ وَأُولَاتُ
الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾ قَالَ
أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أُخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ
فَارْسَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ غَلَامَةً كَرِيمًا إِلَى أُمِّ
سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قَتِلَ زَوْجٌ سُبَيْعَةَ
الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ
بَارِعِينَ لَيْلَةً فَحَطَبْتُ فَأَنَّكَهَا رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ
فِيْمَنْ خَطَبَهَا وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ
وَأَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنْتُ فِي حَلْقَةٍ فِيهَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى وَكَانَ أَصْحَابُهُ
يُعْظِمُونَهُ فَذَكَرُوا لَهُ فَذَكَرَ آخِرَ الْأَجَلِينَ
فَعَدْتُ بِحَدِيثِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْعَارِثِ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَضَمَّرَ لِي بَعْضُ
أَصْحَابِهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فَفَطِنْتُ لَهُ فَقُلْتُ إِنِّي
إِذَا لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

عُبَّةٌ وَهُوَ فِي نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ فَاسْتَحْيَا
 وَقَالَ لَكِنْ عَمَهُ لَمْ يَقُلْ ذَلِكَ فَلَقِيْتُ أَبَا
 عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنِ عَامِرٍ فَسَأَلْتُهُ فَذَهَبَ
 يُحَدِّثُنِي حَدِيثَ سُبَيْعَةَ فَقُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ كُنَّا عِنْدَ
 عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا
 تَجْعَلُونَ عَلَيْهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ
 النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّوْلِیِّ ﴿وَأُولَاتُ
 الْأَحْمَالِ أَجْلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

اس نے کہا کہ اس کی عدت وہ ہے جو دونوں عدت سے دراز
 تر ہو تو بیان کی میں نے حدیث سبیعہ کی عبد اللہ بن عبثہ سے تو
 اس کے بعض ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ چپ
 رہو کہا محمد نے سو میں اس کو سمجھ گیا سو میں نے کہا کہ البتہ میں
 اس وقت دلیر ہوں کہ عبد اللہ بن عبثہ پر جھوٹ مارا اور
 حالانکہ وہ کوفہ کے گوشے میں ہے یعنی زندہ ہے سو
 عبد الرحمن کا ساتھی شرمندہ ہوا یعنی اس چیز سے کہ واقع ہوئی
 اس سے اور کہا عبد الرحمن نے لیکن اس کے چچا یعنی عبد اللہ
 بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا (محمد کہتا ہے) سو میں ابو عطیہ
 سے ملا اور اس سے یہ مسئلہ پوچھا تو وہ مجھ سے سبیعہ کی
 حدیث بیان کرنے لگا مثل اس کی کہ حدیث بیان کی ساتھ
 اس کے عبد اللہ بن عبثہ نے اس سے تو میں نے کہا کہ کیا تو
 نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس عورت کے حق میں کچھ
 چیز سنی ہے؟ تو اس نے کہا کہ ہم عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو
 اس نے کہا کہ کیا تم اس پر سختی ٹھہراتے ہو اور اس کے واسطے
 رخصت نہیں ٹھہراتے البتہ اتری سورہ نساء چھوٹی بعد دراز
 کے یعنی سورہ طلاق سورہ بقرہ کے بعد اتری اور حمل والی
 عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں۔

فائدہ: یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں عدت سے دراز ہو یعنی اس کی عدت چار مہینے
 دس دن ہیں اگر چہ اس سے پہلے بچہ جنے اور اگر چار مہینے دس دن گزر جائیں اور بچہ نہ جنے تو وہ انتظار کرے بچہ جننے
 تک اور جو قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے یہی قول ہے محمد بن عبد الرحیم کا اور سحون سے بھی یہی منقول ہے اور واقع ہوا
 ہے نزدیک اسماعیلی کے کہ کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا اس عورت کے باب میں جو اپنے خاوند کے مرنے سے
 بیس دن پیچھے بچہ جنے کیا اس کو درست ہے کہ نکاح کرے؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نہ اس کی عدت آخر الاجلین
 ہے یعنی جو مدت دراز تر ہو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حمل والیوں کی عدت بچہ جننا ہے
 کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ طلاق کے باب میں ہے لیکن اگر طلاق والی عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت بچہ جننا ہے اور

جس کا خاوند مر گیا ہو اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت یہ نہیں اور یہ سیاق واضح تر ہے واسطے مقصود ترجمہ کے لیکن جاری ہوا ہے بخاری رضی اللہ عنہ اپنی عادت پر بیچ اختیار کرنے اخفی کے اجلی پر اور روایت کی ہے طبری اور ابن ابی حاتم نے ساتھ طرق متعددہ کے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیت ﴿واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن﴾ تین طلاق والی عورت کے باب میں ہے یا اس کے حق میں جس کا خاوند مر گیا ہو؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں کے حق میں خواہ مطلقہ ہو خواہ مرے خاوند والی اور اس حدیث مرفوع کی سندوں میں اگرچہ کلام ہے لیکن اس کے طریقوں کا بہت ہونا دلالت کرتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ہے اور قوی کرتا ہے اس کو قصہ سبیحہ کا اور یہ جو کہا کہ کریب کو بھیجا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ لیا ہے اس حدیث کو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کریب سے اس سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور یہ جو کہا کہ لیکن اس کے چچا یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا تو اسی طرح نقل کیا ہے اس سے عبدالرحمن نے اور مشہور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ وہ قائل تھے ساتھ خلاف اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو اس سے عبدالرحمن نے سو شاید پہلے اس کے قائل ہوں گے پھر اس سے رجوع کیا ہو گا یا ناقل نے وہم کیا ہے اور یہ جو محمد نے کہا کہ پھر میں ابو عطیہ سے ملا تو شاید اس نے ضعیف جانا اس چیز کو کہ نقل کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن ابی لیلیٰ نے تو ثبوت چاہا اس نے اس میں اس کے غیر سے اور ایک روایت میں ابن سیرین سے ہے سو میں نے نہ جانا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول اس میں کیا ہے سو میں چپ رہا پھر جب میں اٹھا تو ابو عطیہ سے ملا اور یہ جو کہا کیا تو نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ چیز سنی ہے تو ارادہ کیا اس نے نکالنے اس چیز کا کہ پاس اس کے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے واسطے اس کے کہ واقع ہوا نزدیک اس کے توقف سے اس چیز میں کہ خبر دی اس کو ابن ابی لیلیٰ نے اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ٹھہراتے ہو تم واسطے اس کے سختی کو تو ایک روایت میں ہے کہ ذکر کیا گیا یہ نزدیک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر چار مہینے دس دن گزر جائیں اور بچہ نہ جنے تو کیا وہ حلال ہو جاتی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں تو انہوں نے کہا جو حدیث کے اخیر میں مذکور ہے اور تم اس کے واسطے رخصت نہیں ٹھہراتے یعنی لینے سے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر سورہ طلاق اور یہ جو کہا کہ اتری سورہ نساء چھوٹی بعد لمسی کے اور مراد بعض کل کا ہے سو سورہ بقرہ سے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً یتربصن بانفسھن اربعة اشھر وعشرا﴾ اور سورہ طلاق سے یہ آیت ہے ﴿واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن﴾ اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ اگر اس جگہ نسخ ہے تو متاخر یعنی سورہ طلاق کی آیت ناسخ ہے ورنہ تحقیق یہ ہے کہ اس جگہ نسخ نہیں بلکہ سورہ بقرہ کی آیت کا عموم سورہ طلاق کی آیت سے مخصوص ہے اور ابوداؤد نے مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ دراز مدت عدت بیٹھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرتا ہوں کہ البتہ سورہ نساء چھوٹی سورہ بقرہ کے بعد اتری پھر یہ آیت پڑھی ﴿واولات

الاحمال اجلهن ان یضعن حملهن اور پہچانی گئی ساتھ اس کے مراد اس کی ساتھ سورہ نساء چھوٹی کے یعنی سورہ طلاق ہے اور اس حدیث میں جواز وصف سورہ کا ہے ساتھ اس کے اور داؤدی سے منجھی ہے کہ یہ قرآن کی سورتوں میں چھوٹی بڑی نہ کہی جائے اور یہ قول اس کا مردود ہے ساتھ حدیثوں کے جو ثابت ہیں بغیر کسی سند کے اور چھوٹا ہونا اور لمبا ہونا نسبتی امر ہے اور پہلے گزر چکا ہے صفت نماز میں قول زید بن اللہ کا طول الطولین اور یہ کہ مراد اس کی ساتھ اس کے سورہ اعراف تھی۔ (فتح)

سُورَةُ التَّحْرِيمِ

بَابُ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تَحْرِمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

۴۵۳۰ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَصَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَىٰ عَنِ ابْنِ حَكِيمٍ هُوَ يَعْلَىٰ ابْنُ حَكِيمٍ التَّمِيمِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي الْحَرَامِ يَكْفُرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

سورہ تحریم کی تفسیر کا بیان
باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اے نبی! کیوں حرام کرتا ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے تیرے واسطے چاہتا ہے رضامندی اپنی عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
۴۵۳۰۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حرام میں کفارہ دے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ البتہ واسطے تمہارے رسول ﷺ میں بہتر چال چلنی ہے۔

فائدہ: یعنی جب کوئی مرد اپنی عورت سے کہے کہ کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس پر طلاق نہیں پڑتی اور اس پر قسم کا کفارہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب اپنی عورت کو حرام کہے تو یہ کچھ چیز نہیں اور فقط ابن سکن کی روایت میں ہے کہ قسم کا کفارہ دے اور یہ واضح تر ہے مراد میں اور غرض ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے قول اللہ کا ہے سچ اس کے کہ البتہ تم کو رسول میں بہتر چال چلنی ہے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف سبب نزول اول اس سورت کے اور اشارہ ہے طرف قول اس کے سچ اس کے کہ البتہ شروع کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے کھونا تمہاری قسموں کا اور البتہ واقع ہوا ہے سچ بعض حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے عمر رضی اللہ عنہ سے اس قصے میں جو آئندہ باب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر عتاب کیا اور آپ کے واسطے کفارہ قسم کا ٹھہرایا اور اختلاف ہے اس میں کہ آپ ﷺ کے حرام کرنے سے کیا مراد ہے؟ سو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث یعنی باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا اس واسطے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ میں پھر کبھی نہیں پیوں گا اور اس میں قسم کھا چکا ہوں اور اس کا بیان کتاب الطلاق میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور سعید بن منصور نے مسروق سے روایت کی ہے کہ

حضرت ﷺ نے حصصہ بنی النہما کے واسطے قسم کھائی کہ اپنی لوٹھی سے صحبت نہ کریں گے اور فرمایا کہ وہ مجھ پر حرام ہے سو آپ کی قسم کا کفارہ اتر اور آپ کو حکم ہوا کہ نہ حرام کریں جو اللہ نے آپ کے واسطے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حصصہ بنی النہما سے فرمایا کہ کسی کو خیر مت کر کہ ابراہیم کی ماں مجھ پر حرام ہے سو حضرت ﷺ نے اس سے صحبت نہ کی یہاں تک کہ حصصہ بنی النہما نے عائشہ بنی النہما کو خیر دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ مشروع کیا ہے اللہ نے تمہارے واسطے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حصصہ بنی النہما کے گھر میں ماریہ سے صحبت کی اور پیچھے سے حصصہ آئیں اور حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ صحبت کرتے پایا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ میرے گھر میں مجھ کو چھوڑ کر اور عورتوں سے کیوں صحبت کرتے ہیں؟ اور یہ طرق ہیں بعض بعض کو قوی کرتا ہے سو احتمال ہے کہ آیت دونوں سبب میں اتری ہو۔ (فتح)

۴۵۳۱۔ حضرت عائشہ بنی النہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نبی ﷺ کے پاس شہد پیا کرتے تھے اور اس کے پاس ٹھہرتے تھے سو میں اور حصصہ بنی النہما نے اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضرت ﷺ آئیں تو چاہیے کہ آپ سے کہے کہ آپ نے مغایر کھایا ہے بیشک میں آپ سے مغایر کی بو پاتی ہوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں نے مغایر نہیں کھایا لیکن میں نے نبی ﷺ کے پاس شہد پیتا تھا سو میں یہ کبھی نہیں پیوں گا اور میں قسم کھا چکا ہوں آپ کو اس کی خیر مت دینا۔

۴۵۳۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَمْكُتُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةَ عَلَى آيْتِنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهْ أَكَلْتُ مَغَايِرَ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَايِرَ قَالَ لَا وَلَكِنِّي كُنْتُ أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ خَلَفْتُ لَا تُخْبِرِي بِذَلِكَ أَحَدًا.

فائدہ: مغایر ایک درخت کے میوے کا نام ہے کہ مشابہ گوند کے ہوتا ہے اور اس کی بو بری ہوتی ہے اور ایک طرح شہد کی بو کے مشابہ ہوتی ہے حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو شہد مرغوب تھا جب حضرت ﷺ دورہ میں نے نبی ﷺ کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کو شہد پلایا کرتی تھیں اور اسی سبب سے حضرت ﷺ ان کے پاس زیادہ ٹھہرتے تھے یہ بات حضرت عائشہ بنی النہما کو ناگوار گزری اور انہوں نے حصصہ بنی النہما سے کی وہ بھی حضرت ﷺ کی بیوی تھیں مشورہ کر کے یہ بات حضرت ﷺ سے کہی تا کہ حضرت ﷺ شہد پینا اور ان کے پاس ٹھہرنا چھوڑ دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا، کما مر۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ البتہ مشروع کیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے کھول ڈالنا تمہاری قسموں کا اور اللہ ہے صاحب تمہارا اور وہی ہے سب جانتا حکمت والا۔

۴۵۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سال دیر کی میں نے چاہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کا مطلب پوچھوں میں ہیبت کے مارے ان سے نہ پوچھ سکا یہاں تک کہ حج کو نکلے سو میں بھی ان کے ساتھ نکلا سو جب ہم حج سے پھرے اور ہم بعض راستے میں تھے تو عمر رضی اللہ عنہ اپنی حاجت کے واسطے پیلو کے درختوں کی طرف پھرے یعنی راستے سے الگ ہوئے سو میں ان کے واسطے ٹھہرا یہاں تک کہ حاجت سے فارغ ہوئے پھر میں ان کے ساتھ چلا تو میں نے کہا اے سردار مسلمانوں کے کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کے رنج دینے میں اتفاق کیا آپ ﷺ کی عورتوں سے؟ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دونوں حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں میں نے کہا قسم ہے اللہ کی بے شک مدت ایک سال سے میرا ارادہ تھا کہ میں تجھ سے یہ بات پوچھوں سو میں تمہاری ہیبت کے مارے نہ پوچھ سکا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا سو ایسا مت کرنا جو تو نے گمان کیا کہ مجھ کو یہ معلوم ہے سو مجھ سے پوچھ سو اگر میرے پاس اس کا علم ہوا تو میں تجھ کو خبر دوں گا ساتھ اس کے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنی شروع کی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کفر کی حالت میں عورتوں کا کچھ اختیار نہ گنتے تھے کہ کسی کام میں دخل دیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کے حق میں اتارا جو اتارا اور بانٹا ان کے واسطے جو بانٹا کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سو جس حالت میں کہ میں ایک کام میں فکر کرتا تھا کہ اچانک میری

بَابُ ﴿تَبَغَّبِي مَرْصَاةَ اَزْوَاجِكَ﴾ ﴿قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اٰيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾.

۴۵۳۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ فَمَا اسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَلَمَّا رَجَعْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلْتُ إِلَى الْأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ قَالَ فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَّغَ لَمْ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ اللَّئَانِ تَظَاهَرْتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لِأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مِنْذُ سَنَةٍ فَمَا اسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتُ أَنْ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَرْتُكَ بِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرِ أَمْرَةٍ إِذْ قَالَتْ أَمْرَاتِي لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ لَهَا مَا لَكَ وَلِمَا هَا هُنَا وَفِيمَ تَكْتَلِفُكِ فِي أَمْرِ أُرِيدُهُ فَقَالَتْ

عورت نے مجھ سے کہا کہ اگر تو ایسا کرتا تو خوب ہوتا تو میں نے اس سے کہا کہ کیا ہے تجھ کو اور اس چیز کو کہ اس جگہ ہے یعنی تو میرے اس کام میں کیوں دخل دیتی ہے اور تجھ کو اس سے کیا مطلب، کس چیز میں ہے تکلف تیرا اس کام میں جس کا میں ارادہ کرتا ہوں یعنی اس کام میں عورتوں کو دخل نہیں تو اس میں کیوں دخل دیتی ہے؟ تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں تجھ سے متعجب ہوں اے خطاب کے بیٹے! تو نہیں چاہتا کہ میں تجھ سے بات دوہراؤں اور بیشک تیری بیٹی حضرت عائشہؓ سے تکرار کرتی ہے یعنی حصہ نبیؐ یہاں تک کہ تمام دن نفا رہتے ہیں سو عمر فاروقؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی وقت اپنی چادر لی یہاں تک کہ حصہ نبیؐ کے پاس اندر گئے سو اس سے کہا کہ اے بیٹی! بیشک تم حضرت عائشہؓ سے تکرار کرتی ہو یہاں تک کہ حضرت عائشہؓ تمام دن نفا رہتے ہیں؟ تو حصہ نبیؐ نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ ہم حضرت عائشہؓ سے تکرار کرتی ہیں میں نے کہا تو جانتی ہے میں تجھ کو ڈراتا ہوں اللہ کے عذاب سے اور پیغمبر ﷺ کے غضب سے اے بیٹی! نہ مغرور کرے تجھ کو یہ عورت یعنی عائشہؓ جس کو اپنی خوبی خوش لگی ہے محبت حضرت عائشہؓ کی اس سے عمر فاروقؓ نے کہا کہ پھر میں نکلا یہاں تک کہ ام سلمہؓ نبیؐ کے پاس داخل ہوا واسطے قربت اپنی کے اس سے سو میں نے ان سے کلام کیا تو ام سلمہؓ نبیؐ نے کہا کہ میں تجھ سے تعجب کرتی ہوں اے خطاب کے بیٹے! تو ہر چیز میں داخل ہوا یہاں تک کہ تو چاہتا ہے کہ حضرت عائشہؓ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو کہا سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو ایسا پکڑا کہ توڑا مجھ کو بعض اس چیز سے کہ میں پاتا تھا یعنی میرا

لِي عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ مَا تَرِيدُ أَنْ تَرَجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتَرَجِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَطَّلَ يَوْمَهُ غَضَبَانَ فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَائَهُ مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا يَا بِنْتُ ابْنِكَ لَتَرَجِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَطَّلَ يَوْمَهُ غَضَبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَاللَّهِ إِنَّا لَنَرَجِعُهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِينَ أَيْ أَحَدِكِ عَقُوبَةَ اللَّهِ وَغَضَبَ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِنْتُ لَا يَعْرِفُكَ هَذِهِ النَّبِيُّ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا هَا يَرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا فَكَلَّمْتَهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِي أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَأَخَذَنِي وَاللَّهِ أَخَذَا كَسْرَنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَحَدٌ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا أُنَبِّئُهُ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ ذَكَرْنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا فَقَدْ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُ الْبَابَ فَقَالَ

غصہ جاتا رہا پھر میں ان کے پاس سے نکلا اور ایک انصاری میرا ساتھ تھی جب میں حضرت ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو میرے پاس خبر لاتا یعنی جو حضرت ﷺ کی مجلس میں واقع ہوتا اور جب وہ حضرت ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو میں اس کے پاس خبر لاتا اور ہم غسان کے ایک بادشاہ سے ڈرتے تھے کہ ہمارے واسطے ذکر کیا گیا کہ وہ چاہتا ہے کہ ہماری طرف چلے ہمارے سینے اس سے بھرے تھے یعنی ڈر سے سو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ساتھی انصاری دروازے پر دستک دیتا ہے سو کہا کہ دروازہ کھول! دروازہ کھول! تو میں نے کہا کہ کیا غسانی آگیا؟ سو اس نے کہا کہ بلکہ سخت تر اس سے حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے سو میں نے کہہ کہ خاک میں ملانا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا تو میں اپنا کپڑا لے کر نکلا یہاں تک کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ اپنے ایک بالا خانے میں ہیں کہ سیڑھی سے اس پر چڑھا جاتا ہے اور حضرت ﷺ کا ایک کالا غلام سیڑھی پر ہے یعنی آپ کا دربان ہے سو میں نے اس سے کہا کہ عرض کر کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ ہے اجازت مانگتا ہے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت ﷺ پر یہ حدیث بیان کی سو جب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو پہنچا تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور بیشک آپ ایک چٹائی پر تھے کہ آپ کے اور چٹائی کے درمیان کچھ چیز نہ تھی یعنی کوئی کپڑا نہ بچھا تھا اور آپ کے سر کے نیچے ایک تکیہ ہے چڑے کا کہ اس کی روئی کھجور کا پوست تھا یعنی روئی کے بدلے اس کے اندر کھجور کی چھیل بھری تھی اور آپ ﷺ کے پاؤں کے نزدیک ڈھیر ہے سلم کے پتوں کا

افْتَحَ فَتَحَ فَقُلْتُ جَاءَ الْعَسَانِيُّ فَقَالَ بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ اعْتَزَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ فَقُلْتُ رَعِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرَجُ حَتَّى جِئْتُ فَإِذَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرَبَةٍ لَهُ يَرْفِي عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ وَعَلَامٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدٌ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ لَهُ قُلْ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي قَالَ عُمَرُ فَقَصَّصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتِ رَأْسِهِ وَسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشَوْهَا لَيْفٌ وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَطًا مَصْبُوبًا وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهْبٌ مُعَلَّقَةٌ فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ كِسْرَى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ وَأَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ.

جس کے ساتھ چڑوں کو رنگا جاتا ہے اور آپ کے سر کے پاس کچے چڑے لٹکے ہیں سو میں نے چٹائی کا نشان آپ کے پہلو میں دیکھا تو میں رویا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کس سبب سے روتا ہے؟ میں نے کہا یا حضرت! بے شک فارس اور روم کے بادشاہ عیش اور آرام میں ہیں اور آپ اللہ کے رسول، سو فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ ان کے واسطے دنیا ہو اور ہمارے واسطے آخرت۔

فائدہ: حب رسول اللہ ﷺ ساتھ رفیع ب کے ہے اس بنا پر کہ وہ بدل ہے اعجب کے فاعل سے اور اس کی زبر بھی جائز ہے اس بنا پر کہ وہ مفعول ہے یعنی یہ سبب محبت حضرت ﷺ کے ان سے اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب پیغمبر ﷺ نے اپنی عورت سے ایک بات چھپائی پھر جب اس نے اس بات کو ظاہر کیا اور اللہ نے پیغمبر ﷺ کو اس پر مطلع کیا تو جتادی پیغمبر نے اس میں سے کچھ اور نال دی کچھ پھر جب وہ جتایا عورت کو تو بولی تجھ کو کس نے بتایا کہا مجھ کو بتایا اس خبر والے واقف نے اس باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو پہلے مذکور ہوئی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ﴾ فِيهِ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۵۳۳۔ مراد ابو عبد اللہ سے خود امام بخاری رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کا قائل ان کا شاگرد ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے چاہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ اے امیر المؤمنین! کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کے رنج دینے پر اتفاق کیا تھا سو میں نے اپنی کلام تمام نہ کی یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

۴۵۳۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ حُجَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرْأَتَانِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَتَمَمْتُ كَلَامِي حَتَّىٰ قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تَوْبًا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾

صَغَوْتُ وَأَصْغَيْتُ مِلْتُ ﴿لِتَصْغِي﴾
لِتَمِيلَ

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم دونوں توبہ کرو تو اللہ خوش ہو سو البتہ جھک پڑے ہیں تمہارے دل۔
یعنی ان دونوں لفظوں کے معنی ہیں میں جھک پڑا یعنی ٹلاٹی اور رباعی کے ایک معنی ہیں اور تصغی کے معنی ہیں جھکیں۔

فائدہ: یہ لفظ سورہ انعام میں ہے ذکر اس کا اس جگہ میں تقریبی ہے، یہ قول ابو عبیدہ کا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ولتصغى اليه افئدة الذين لا يؤمنون بالآخرة﴾ -

اس آیت کی تفسیر میں اور اگر تم اتفاق کرو حضرت ﷺ کے رنج دینے پر تو البتہ اللہ ہے اس کا کار ساز اور جبرئیل علیہ السلام اور نیک ایماندار اور فرشتے اس کے پیچھے مدد گار ہیں اور ظہیر کے معنی ہیں مددگار اور تظاہرون کے معنی ہیں تم مدد کرتے ہو اور بعض نسخوں میں ہے کہ تظاہرا کے معنی ہیں کہ تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کرو

یعنی اور کہا مجاہدؒ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے یعنی وصیت کرو ان کو اللہ کے تقویٰ کے ساتھ اور ان کو ادب سکھلاؤ۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ حکم کرو ان کو ساتھ بندگی اللہ کی کے اور منع کرو ان کو گناہ سے اور علیؒ نے اللہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سکھلاؤ ان کو نیکی۔

۳۵۳۴ - حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں چاہتا تھا کہ عمر فاروقؓ کو پوچھوں ان دو عورتوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا سو مجھ کو ایک سال دیر لگی میں نے اس کے پوچھنے کا کوئی موقع نہ پایا یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ حج کو نکلا سو جب ہم ظہران میں تھے یعنی حج سے پلٹتے وقت تو عمر فاروقؓ اپنی حاجت کے واسطے گئے اور کہا کہ مجھ کو وضو کا پانی لے کر ملنا سو میں ان کو ایک چھاگل لے کر ملا سو میں اس پر پانی ڈالنے لگا اور میں

۴۵۲۴ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُيَيْنَةَ بْنَ حُنَيْنٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنْتُ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَكَثْتُ سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا حَتَّى خَرَجْتُ مَعَهُ حَاجًّا فَلَمَّا كُنَّا بِظَهْرَانَ ذَهَبَ عُمَرُ لِحَاجَتِهِ فَقَالَ

نے موقع دیکھا سو میں نے کہا اے امیر المؤمنین! کون ہیں وہ دو عورتیں جنہوں نے حضرت ﷺ کو رنج دینے پر اتفاق کیا تھا؟ سو میں نے اپنی کلام کو تمام نہ کیا تھا کہ کہا وہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

أَذْرَكُنِي بِالْوُضُوءِ فَأَذْرَكْتُهُ بِالْإِذَاوَةِ
فَجَعَلْتُ أَسْكَبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَرَأَيْتُ مَوْضِعًا
فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْمَرَأَتَانِ اللَّتَانِ
تَظَاهَرَتَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَمَا أَتَمَمْتُ
كَلَامِي حَتَّى قَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ.
فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر پیغمبر تم سب کو طلاق دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں دے اس کے عورتیں تم سے بہتر حکم بردار یقین رکھتیاں نماز میں کھڑی ہونے والیاں، توبہ کرنے والیاں، بندگی بجا لانے والیاں، روزے دار، شادی شدہ اور کنواریاں۔

بَابُ قَوْلِهِ «عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا».

۴۵۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حج ہوئیں حضرت ﷺ کی عورتیں بیچ غیرت کرنے کے اوپر آپ کے اور میں نے ان سے کہا کہ اگر پیغمبر تم سب کو چھوڑ دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں دے اس کو عورتیں تم سے بہتر سو یہ آیت اتری۔

۴۵۳۵ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا
هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغُبَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ
«عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَزْوَاجًا
خَيْرًا مِنْكُنَّ» فَفَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ.

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ہے اس چیز میں جس میں اللہ نے ان کے قول کے موافق آیت اتاری اور غیرت کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی۔

سورۃ ملک کی تفسیر کا بیان

تفاوت کے معنی ہیں اختلاف، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ما تری فی خلق الرحمن من تفاوت﴾ اور تفاوت اور تفاوت دونوں کے ایک معنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تمیز من الغیظ﴾ یعنی قریب ہے کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے آگ ان پر غصے سے۔

سُورَةُ الْمَلِكِ

﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ التَّفَاوُتُ
الْإِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ
وَاحِدٌ.

﴿تَمِيزٌ﴾ تَقَطُّعٌ.

﴿مَنَکِبِہَا﴾ جَوَانِبِہَا۔

یعنی مناکبہا کے معنی ہیں اس کے اطراف، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَامشُوا فِی مَنَکِبِہَا﴾ یعنی چلو اس کے اطراف میں۔

﴿تَدْعُونَ﴾ وَتَدْعُونَ وَاحِدٌ مِّثْلُ تَدَّكْرُونَ وَتَدَّكْرُونَ۔

یعنی تدعون مشدداور تدعون مخفف دونوں کے ایک معنی ہیں مثل ان دونوں لفظوں کے۔

فائدہ: یہ قول فراء کا ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ہذا الذی کنتم بہ تدعون﴾ اور اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ اس نے اس کو تخفیف کے ساتھ نہیں پڑھا۔

﴿وَيَقْبِضْنَ﴾ يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ۔

اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ پر مارتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿صَافَاتٍ وَيَقْبِضْنَ﴾ یعنی کبھی اپنے پر اکٹھے کرتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿صَافَاتٍ﴾ بَسْطُ أَجْنِحَتِهِنَّ وَنُفُورُ الْكُفُورِ۔

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ صافات کے معنی ہیں اپنے پر کھولے اور نفور کے معنی ہیں کفور، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿بَل لَّجَو فِی عَتُو وَنُفُورٍ﴾ یعنی جواڑے ہیں سرکشی اور نفرت میں وہ کافر ہیں۔

فائدہ: اور کہا جاتا ہے کہ غورا کے معنی ہیں جس میں ڈول نہ پہنچے ابن کلبی سے روایت ہے کہ آیت ﴿قُلْ اَفَرَأَيْتُمْ اَن صَبَحَ مَاءٌ كَمِ غُورٍ﴾ زمزم اور میمون کے کنوئیں میں اتری کہا اور کے کے کنوئیں جلدی خشک ہو جاتے تھے۔ (فتح) سُوْرَةُ ن وَالْقَلَمِ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: مشہور ہے کہ یہ ہیں کہ حکم اس کا حکم اوائل سورتوں کا بیچ حروف مقطع کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے فراء نے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے مچھلی ہے اور آیا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے بطور رفع کے کہا کہ پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا کہ لکھ اس نے کہا کہ کیا لکھوں؟ فرمایا جو چیز قیامت ہونے والی ہے پھر یہ آیت پڑھی ن والقلم سونون سے مراد مچھلی ہے اور قلم سے مراد قلم ہے۔ (فتح) اور مجاہد رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مچھلی وہ ہے کہ جس کے سر پر زمین ہے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿حَرْدٍ﴾ جِدِّ فِیْ اَنْفُسِهِمْ۔ کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ حرد کے معنی ہیں اپنے جی میں کوشش کرنی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَعَدُوا عَلٰی حَرْدٍ﴾

قادریں۔

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ ہم نے اپنے باغ کی جگہ کو گم کیا یعنی ہم راہ بھول گئے یہ ہمارا باغ نہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَصَّالُونَ﴾ أَضَلُّنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا.

فائدہ: عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص تھا اس کا ایک باغ تھا اس کا دستور تھا کہ جب میوہ کاٹتا تو اپنے گھر والوں کے واسطے سال بھر کا خرچ رکھ لیتا اور جو زیادہ ہوتا اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتا اور اس کے بیٹے اس کو خیرات کرنے سے منع کیا کرتے تھے سو جب ان کا باپ مر گیا تو سویرے باغ میں گئے اور کہا کہ آج اس میں تمہارے پاس کوئی مسکین نہ آئے اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ حبشہ کے تھے۔ (فتح)

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فَاصْبَحَ كَالصَّرِيمِ﴾ کہ ہو گیا وہ باغ صبح کو جیسے کئی کھیتی مانند صریم کے یعنی مانند صبح کی کہ جدا ہوتی ہے رات سے اور رات کی کہ جدا ہوتی ہے دن سے اور وہ نیز ہر ڈھیر ریت کا ہے کہ جدا ہو بڑے ٹیلے ریت کے سے اور نیز صریم ساتھ معنی مصروم کے ہے مانند قتل کے ساتھ معنی مقتول کے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿كَالصَّرِيمِ﴾ كَالصُّبْحِ انْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلُ انْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ أَيْضًا كُلُّ رَمَلَةٍ انْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيمُ أَيْضًا الْمَصْرُومُ مِثْلُ قَتِيلٍ وَمَقْتُولٍ.

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ صریم مشترک ہے کئی معنوں میں کہ حاصل سب کا جدا ہونا ایک چیز کا ہے دوسری چیز سے اور فعل پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے کہ صریم ساتھ معنی مصروم کے۔

تکمیل: عبدالرزاق نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ باغ ایک زمین ہے ملک یمن میں اس کو صرفان کہا جاتا ہے اس کے اور ضعاء کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ (فتح)

باب قَوْلِهِ ﴿عَتَلٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سخت روان سب کے پیچھے بدنام ملا ہوا ساتھ قوم کے نہ ان کے اصل سے۔

۴۵۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿عَتَلٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ﴾ قَالَ رَجُلٌ

۴۵۳۶ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سخت سب کے پیچھے بدنام کہا کہ وہ ایک مرد ہے قریش سے واسطے اس کے نشانی ہے مثل نشانی بکری کے۔

مَنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنْمَةٌ مِثْلُ زَنْمَةِ الشَّاةِ.

فائدہ: اختلاف ہے کہ یہ آیت کس شخص کے حق میں اتری بعضوں نے کہا کہ وہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اتری اور بعضوں نے کہا وہ اسود بن عبد یغوث ہے اور بعضوں نے کہا کہ اغس ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے نشانی ہے مثل نشانی بکری کے کہ پہچانا جاتا ہے ساتھ اس کے اور کہا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہ پہچانا جاتا ہے ساتھ بدی کے جیسے پہچانی جاتی ہے بکری ساتھ زئمہ کے اور طبرانی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کی نشانی بیان ہوئی سو نہ پہچانا گیا یہاں تک کہ کہا گیا زئمہ سو پہچانا گیا اور تھی واسطے اس کے نشانی اس کی گردن میں پہچانا جاتا تھا اس کے ساتھ اور کہا ابو عبیدہ نے کہ زئمہ وہ معلق ہے قوم میں نہیں ان میں سے اور کہا شاعر نے کہ زئمہ وہ ہے جس کا کوئی باپ معلوم نہ ہو۔ (فتح)

۴۵۳۷۔ حضرت حارث بن وہب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو بہشتی لوگ ہر پہچارہ غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے، کیا نہ بتلاؤں میں تم کو دوزخی لوگ ہر اجڈ موٹا حرام خور کہمنڈ والا یعنی بہشت غریب بے زور لوگوں کا مقام ہے اور دوزخ شکم پرور بد خلق غرور لوگوں کا مقام ہے۔

۴۵۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهَبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلِّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَيَّ اللَّهُ لَا بَرَّةَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلِّ غَتَلٍ جَوَاطِئٍ مُسْتَكْبِرٍ.

فائدہ: مراد ساتھ ضعیف کے وہ شخص ہے جس کا نفس ضعیف ہے واسطے تواضع اس کی کے اور ضعیف ہونے حال اس کے دنیا میں اور متضعف وہ شخص ہے جو حقیر ہے واسطے غیر مشہور ہونے اس کے کی دنیا میں اور کہا فرما نے کہ عتل کے معنی ہیں سخت جھگڑا والا اور بعض نے کہا کہ خالی نصیحت ہے اور بعض نے کہا کہ سخت بد خو ہر چیز سے اور وہ اس جگہ کافر ہے اور کہا داؤدی نے کہ موٹا بڑی گردن اور بڑے پیٹ والا اور بعض نے کہا کہ جمع کرنے والا اور روکنے والا اور بعض کہتے ہیں کہ بہت کھانے والا اور جواظ کے معنی ہیں موٹا اتر کر چلنے والا اور بعض نے کہا کہ جو بیمار نہ ہو اور بعض نے کہا کہ جو تعریف چاہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں نہیں۔ (فتح)

بابُ قَوْلِهِ ﴿يَوْمَ يَكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جس دن کھولی جائے پنڈلی اور بلائے جائیں طرف سجدے کے سونہ کر سکیں۔

فائدہ: ابو یعلیٰ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس دن کھولے پنڈلی یعنی نور عظیم سو سب سجدہ میں گر پڑیں اور قنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ساق سے شدت امر کی ہے اور حاکم نے ابن

عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ دن مشکل اور شدت کا ہے کہا خطابی نے سو معنی یہ ہوں گے کہ کھولی جائے گی قدرت اس کی سے جو کھلے گی شدت اور سختی سے اور سوائے اس کے تاویلوں سے جیسا کہ کتاب الرقاق میں آئے گا اور نہ گمان کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء اور جوڑ ہیں اس واسطے کہ اس میں مخلوق کی مشابہت لازم آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند اور پاک ہے نہیں مثل اس کی کوئی چیز۔ (فتح)

۴۵۳۸۔ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب اپنی پنڈلی کھولے گا تو ہر ایماندار مرد اور عورت اس کو سجدہ کریں گے اور باقی رہے گا جو دنیا میں دکھانے یا سنانے کے واسطے سجدہ کرتا تھا تو وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پیٹھ ایک تختہ ہو جائے گی یعنی تو وہ سجدہ نہ کر سکے گا۔

۴۵۳۸۔ حَدَّثَنَا إِدْمٌ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ فَيَبْقَى كُلُّ مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسَمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعْبُدُ ظَهْرَهُ طَبَقًا وَاحِدًا.

سورہ حاقہ کی تفسیر کا بیان

یعنی اللہ کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ اس میں رضا ہو گی۔

سُورَةُ الْحَاقَةِ

قَالَ ابْنُ جَبْرِ «عَيْشَةُ رَاضِيَةٌ» يُرِيدُ فِيهَا الرِّضَا.

فائدہ: چونکہ راضیہ عیش کی صفت نہیں بن سکتی اس واسطے یہ تاویل کی کہ مراد رضا والی عیش ہے اور درحقیقت راضیہ صفت صاحب عیش کی ہے یعنی وہ گزران میں راضی ہوگا اور ثابت کیا ہے اس کو واسطے عیش کے تو یہ استعارہ بالکنایہ ہے۔

یعنی مراد ساتھ قاضیہ کے اللہ کے اس قول میں «یا ليتها كانت القاضية» پہلی موت ہے کہ میں اس کے ساتھ مرا کہ میں اس کے بعد زندہ نہ ہوتا اور عذاب نہ دیکھتا۔ یعنی حاجزین اللہ کے اس قول میں احد کی صفت واقع ہوا ہے تو یہ اس واسطے کہ احد جمع اور واحد سب کے واسطے آتا ہے یعنی اس میں واحد اور جمع سب برابر ہیں اسی واسطے حاجزین احد کی صفت واقع ہوا ہے۔

«الْقَاضِيَةُ» الْمَوْتَةُ الْاُولَى الَّتِي مُتَهَا لَمْ اُحْيَ بَعْدَهَا.

«مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ» اَحَدٌ يَكُونُ لِلْجَمْعِ وَلِلْوَاحِدِ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «الْوَتِينَ» نِيَابُ
الْقَلْبِ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «طَفَعِي» كَثْرًا.

یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وتین کے معنی ہیں رگ
جان کی، اللہ نے فرمایا ﴿ثم لقطعنا منه الوتين﴾ پھر
کاٹ ڈالتے ہم اس کی رگ دل کی۔

اور طغی کے معنی ہیں بہت ہوا پانی یہاں تک کہ
پہاڑوں وغیرہ کے اوپر چڑھ گیا پندرہ ہاتھ یعنی طوفان
نوح کے وقت میں اللہ نے فرمایا ﴿انا لما طغى الماء
حملناكم فى الجارية﴾.

یعنی کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فاهلكوا
بالطاغية﴾ کہ بہر حال قوم ثمود کی سو ہلاک ہوئے بہ
سبب سرکشی اپنی کے یعنی طغی ان معنی کے ساتھ بھی آیا
ہے کہا جاتا ہے کہ سرکشی کی آندھی نے خزائچی پر یعنی اتنا
زور کیا کہ قابو میں نہ رہی اور قوم عاد کو ہلاک کیا جیسے کہ
سرکشی کی پانی نے نوح کی قوم پر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ہے ﴿لما طغى الماء﴾ کہ
سرکشی کی پانی نے خزائچی پر سواتر البغیر ماپ اور تول کے
یعنی بے حساب اترا۔

وَيُقَالُ «بِالطَّاعِيَةِ» بَطُغْيَانِهِمْ وَيُقَالُ
طَفَعْتُ عَلَى الْخَزَّانِ كَمَا طَفَعِيَ الْمَاءُ
عَلَى قَوْمِ نُوحٍ.

فائدہ: اور معنی غسلین کے وہ چیز ہے کہ دوزخیوں کی پیپ سے جاری ہو، اللہ کے اس قول میں ﴿ولا طعام الا
من غسلين﴾۔

فائدہ: نہیں ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر حاقہ کے کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی
کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حکم ہوا کہ میں حدیث بیان کروں ایک فرشتے کی حاملین عرش میں سے کہ اس کی
کنپٹی اور موٹڈھے کے درمیان سات سو برس کی راہ ہے روایت کی ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور اس کی سند اوپر

سورہ سأل سائل کی تفسیر کا بیان

شرط صحیح کے ہے۔ (فتح)
سُورَةُ سَأَلِ سَائِلٍ

فائدہ: اس سورہ کا نام سورہ معارج ہے۔
الْفَصِيلَةُ أَصْغَرُ آبَائِهِ الْقُرْبَىٰ إِلَيْهِ يَنْتَمِي

فصیلتہ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿وفصیلتہ التی

مِنْ أَنْتُمْ.

تُوْوِيهِ ﴿وہ ہے جو قریبی باپ دادوں میں قریب تر ہو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے جو منسوب ہو یعنی مراد فصیلہ سے قریبی ناتے دار ہیں جن کی طرف منسوب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد فصیلہ سے ماں ہے جس نے دودھ پلایا ہو۔

یعنی مراد شوی، اللہ کے قول ﴿زُرَاعَةَ لِلشَّوَى﴾ میں دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اطراف بدن اور کھال سر کی ہے اور ان سب اعضاء کو شِوَاة کہا جاتا ہے اور جو عضو کہ غیر مقتل ہے اس کو شوی کہتے ہیں۔

﴿لِلشَّوَى﴾ الْيَدَانِ وَالرَّجْلَانِ وَالْأَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شِوَاةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوَى.

فائدہ: شوی جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد شِوَاة ہے اور وہ دونوں ہاتھ اور پاؤں اور سر آدمی کا ہے۔ (فتح)

یعنی عزین اور عزون کے معنی ہیں حلقے اور جماعتیں اور یہ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد عَزَّة ہے۔

﴿عَزِينَ﴾ وَالْعَزُونَ الْحِلْقَى وَالْجَمَاعَاتُ وَوَأَحَدُهَا عَزَّةٌ.

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَعَنِ الشَّمَالِ عَزِينَ﴾ یعنی دوڑتے آتے ہیں دائیں اور بائیں سے گروہ گروہ ہو کر۔

سورہ نوح کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ نُوحٍ

یعنی معنی طوراً کے اللہ کے قول ﴿وَخَلَقَكُمْ أَطْوَارًا﴾ میں ہیں اور پیدا کیا تم کو ایسے طور پر اور ایسے طور پر یعنی مختلف طور سے کہ پہلے منی پیدا کی پھر علقہ پھر مضغ۔ اور کہا جاتا ہے بڑھا اپنے طور سے یعنی قدر سے یعنی طور ساتھ معنی قدر کے بھی آیا ہے۔

﴿أَطْوَارًا﴾ طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا.

يُقَالُ عَدَا طَوْرَهُ أَي قَدَرَهُ.

یعنی لفظ کبارا کا جو اللہ کے قول ﴿وَمَكْرُو مَكْرًا﴾ میں واقع ہے سخت تر ہے کبار مخفف سے یعنی اس میں مبالغہ زیادہ ہے اور اسی طرح جمال و جمیل اس واسطے کہ اس میں مبالغہ زیادہ ہے یعنی لفظ جمال میں زیادہ مبالغہ ہے لفظ جمیل سے اور کبار کے معنی ہیں کبیر اور کبار تخفیف کے ساتھ بھی جائز ہے اور عرب کہتے ہیں

وَالْكَبَارُ أَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ وَكَذَلِكَ جَمَالٌ وَجَمِيلٌ لِأَنَّهَا أَشَدُّ مِبَالِغَةً وَكِبَارُ الْكَبِيرِ وَكِبَارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ وَالْعَرَبُ تَقُولُ رَجُلٌ حَسَنٌ وَجَمَالٌ وَحَسَانٌ مُخَفَّفٌ وَجَمَالٌ مُخَفَّفٌ.

حسان اور جمال یعنی ساتھ تشدید کے اور حسان اور جمال
تخفیف کے ساتھ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے کہ کبار کا حکم کبیر کا ہے اور عرب لوگ کبیر کو فِعالِ مخفف کی طرف پھرتے ہیں یعنی اس کو کبار
بناتے ہیں پھر اس کو تشدید دیتے ہیں تاکہ اس میں زیادہ مبالغہ ہو کبار مخفف سے۔

﴿دَيَّارًا﴾ مِنْ دَوْرٍ وَلَكِنَّهُ فِيعَالٍ مِّنَ
الدَّوْرَانِ كَمَا قَرَأَ عَمْرُ الْحَيِّ الْقِيَامُ
اللہ نے فرمایا ﴿لَا تَذُرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ
دِيَارًا﴾ یعنی لفظ دیار کے اللہ کے اس قول میں مشتق ہے
دور سے لیکن وہ اوپر وزن فِيعَالِ کے ہے دوران سے۔

فائدہ: یعنی اصل اس کا دیوار ہے پھر داؤ کو یا کے ساتھ بدل کر یا کو یا میں ادغام کیا جیسا کہ پڑھا ہے عمر نے الحی
القیوم کو الحی القیام اور وہ مشتق ہے قمت سے۔

فائدہ: ابو عبیدہ نے فضائل قرآن میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی سو اس
میں سورہ آل عمران شروع کی سو پڑھا لا الہ الاہو الحی القیام اور یہ نظیر دیار کی ہے یعنی قیام فِعال کے وزن پر
نہیں بلکہ فِيعَالِ کے وزن پر جیسے کہ دیار۔

اور اس کے غیر نے کہا کہ دیار کے معنی ہیں کسی کو۔
اور تبارا کے معنی ہیں ہلاک ہونا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿تَبَارًا﴾ هَلَاكًا.

﴿وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ الْإِتْبَارًا﴾.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مدارا کے معنی ہیں ایک
دوسرے کے پیچھے آئے یعنی لگا تار اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ﴿يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا﴾.

یعنی اللہ کے قول ﴿لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا﴾ کے معنی ہیں
یعنی کہ تم اللہ کی عظمت کا حق نہیں پہچانتے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ چھوڑو دد کو اور نہ
سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مِدْرَارًا﴾ يَتَّبِعُ
بَعْضُهَا بَعْضًا.

﴿وَقَارًا﴾ عَظَمَةٌ.

بَابُ ﴿وَدَا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ
وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾.

۴۵۳۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا
هَشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا صَارَتِ الْأَوْثَانُ

۴۵۳۹۔ اور کہا عطانے یہ معطوف ہے محذوف پر اور بیان کیا
ہے اس کو فاکہی نے ابن جریج سے کہ اس نے اس آیت کی
تفسیر میں کہا کہ یہ سب بت تھے نوح علیہ السلام کی قوم میں ان کو

پوجتے تھے اور کہا عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو بت نوح علیہ السلام کی قوم میں تھے وہ اس کے بعد عرب کے لوگوں کے ہاتھ آئے اور عرب کی قومیں ان کو پوجنے لگیں بہر حال دوسو قوم کلب کے واسطے تھا دومۃ الجندل میں کہ ایک شہر ہے شام میں متصل عراق کے اور بہر حال سواع سو قوم ہذیل کے واسطے تھا اور وہ مکے کے پاس رہتے تھے اور وہ بت ان کے ایک مکان میں تھا جس کو رباط کہا جاتا تھا اور بہر حال یغوث سو قوم مراد کے واسطے تھا پھر غطیف کی اولاد کے واسطے جرف میں کہ نام ہے ایک جگہ کا نزدیک سبا کے اور بہر حال یعوق سو قوم ہمدان کے واسطے تھا اور بہر حال نسر سو تھا واسطے حمیر کے یعنی آل ذی کلاع کے یہ سب نام ہیں نیک مردوں کے نوح علیہ السلام کی قوم سے سو جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم سے کہا کہ اپنے بیٹھنے کی مجلسوں میں بت کھڑے کرو اور نام رکھوان کا ان کے نام پر سوانہوں نے یہ کام کیا سوان کو کسی نے نہ پوجا یہاں تک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور بدلہ علم ساتھ ان کے یعنی ان کے حال کا علم کسی کو نہ رہا تو پوجے گئے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ یہ سب بت تھے جن کو نوح علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی پھر عرب نے ان کو پوجنا شروع کیا اور کہا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ طوفان میں غرق ہوئے پھر جب پانی ان سے ہٹا تو شیطان نے ان کو نکال کر زمین میں پھیلا یا اور کہا اسمیلی نے تعریف میں کہ یغوث ابن شیش بن آدم ہے اور اسی طرح سواع وغیرہ بھی اور لوگ ان کی دعا سے برکت چاہتے تھے پھر جب کوئی ان میں سے مر جاتا تو اس کی صورت بنا کر اس پر ہاتھ پھیرتے مہلا نیل کے زمانے تک پھر آہستہ آہستہ شیطان نے ان کو ان سے پوجوایا پھر ہو گئی یہ عادت کچی عرب میں سو میں نہیں جانتا کہ یہ نام ان کو ہند کی طرف سے پہنچے کہ نوح علیہ السلام کے بعد پہلے پہل بت پرستی ملک ہند میں ہوئی یا شیطان نے ان کو یہ نام سکھائے اور ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن لُحی نے ان ناموں کو عرب میں داخل کیا اور ایک روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے انہوں نے ان کے یہ نام رکھے اور وہ بڑی عبادت کرنے والے تھے سوا ایک مردان میں سے مر گیا تو لوگ اس پر غمناک ہوئے سو شیطان نے آ کر ان کو اس کی صورت بنا دی پھر دوسرے سے کہا خیر قصے تک

الَّتِي كَانَتْ فِي قَوْمِ نُوحٍ فِي الْعَرَبِ بَعْدَ
أَمَّا وَذُ كَانَتْ لِكَلْبٍ بِدَوْمَةِ الْجَنْدَلِ وَأَمَّا
سَوَاعٌ كَانَتْ لِهَذِيلٍ وَأَمَّا يَعُوثٌ فَكَانَتْ
لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِي غُطَيْفٍ بِالْحِجَافِ عِنْدَ سَبَا
وَأَمَّا يَعُوقُ فَكَانَتْ لَهُمَدَانَ وَأَمَّا نَسْرٌ
فَكَانَتْ لِحِمَيْرٍ لآلِ ذِي الْكَلَاعِ أَسْمَاءُ
رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا
أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنْ انصَبُوا
إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ
انصَابًا وَسَمَوْهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمَّ
تُعَبَّدُ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أَوْلِيكَ وَتَسَخَّ الْعِلْمُ
عُبِدَتْ.

اور اس میں ہے سو وہ ان کو پوجنے لگے یہاں تک کہ اللہ نے نوح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ بت ہیں جو نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے زمانے میں پوجے گئے پھر طوفان نے ان کو اس جگہ پھینکا اور اس پر زیت ڈالی پھر عمرو بن لُحی نے ان کو عرب کی طرف نکالا اور عرب کو ان کے پوجنے کی رغبت دلائی لوگوں نے اس کا کہا مانا اور بتوں کو پوجنے لگے اور فاکہی نے روایت کی ہے کہ پہلے پہل نوح علیہ السلام کے زمانے میں بت پرستی شروع ہوئی اور بیٹے اپنے باپوں کے ساتھ نیکی کیا کرتے تھے سو ایک مردان میں سے مر گیا تو اس کا بیٹا اس پر غمناک ہوا اس پر صبر نہ کر سکا سو اس نے اس کی صورت بنائی جب مشتاق ہوتا تو اس کی صورت کو دیکھتا پھر وہ مر گیا تو کیا گیا ساتھ اس کے جیسا کہ کیا اس نے پھر اسی طرح پے در پے ہوتا رہا سو جب باپ مر گیا تو بیٹوں نے کہا ہمارے باپوں نے ان کو نہیں بنایا مگر اسی واسطے کہ ان کے رب تھے سو ان کو پوجنے لگے اور حاصل ان سب روایتوں کا یہ ہے کہ قصہ نیک مردوں کا تھا مبتدا پوجنے قوم نوح علیہ السلام کی کا ان بتوں کو پھر پیروی کی ان کی اس پر جو ان سے پیچھے ہوئے۔ (فتح)

سورہ جن کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ قُلِ اَوْحِيَ اِلَيَّ

اور کہا حسن نے کہ ﴿جد ربنا﴾ کے معنی بلند ہے مالدار کی ہمارے رب کی اور کہا عکرمہ نے کہ بلند ہے بزرگی ہمارے رب کی اور کہا ابراہیم نے کام ہمارے رب کا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿جَدُّ رَبِّنَا﴾ غَنَا رَبَّنَا
وَقَالَ عِكْرَمَةُ جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ
ابْرَاهِيمُ اَمْرَ رَبِّي.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ لبداء کے معنی ہیں مددگار۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَبَدًا﴾ اَعْوَانًا.

فائدہ: اور اصل لبد کے معنی ہیں تہ بہ تہ ہونا اور معنی یہ ہیں کہ قریب تھے جن کہ ہجوم کریں اوپر آپ کے گروہ گروہ ایک پر ایک اور بعض کہتے ہیں کہ ضمہ لام کے ساتھ معنی یہ ہیں کہ جن بہت تھے اور حاصل معنی کا یہ ہے کہ جنوں نے حضرت ﷺ پر ہجوم کیا جب کہ قرآن کو سنا۔ (فتح)

۴۵۴۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں سوق عکاظ کی طرف قصد کرتے چلے (جو نام ہے عرب کے ایک مشہور بازار کا اور وہ ایک کھجوروں کا باغ ہے درمیان مکے اور طائف کے اس کے اور طائف کے درمیان دس میل کا فاصلہ ہے) اور حالانکہ جن آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ان پر انگارے بھیجے گئے سو جن پھرے یعنی آسمان سے اپنی قوم کی طرف تو

۴۵۴۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِّنْ
أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوْقِ عَكَاظٍ وَقَدْ
حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبْرِ السَّمَاءِ
وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتْ

الشَّيَاطِينُ فَقَالُوا مَا لَكُمْ فَقَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا
وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ
قَالَ مَا حَالُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ إِلَّا
مَا حَدَّثَ فَاصْرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ
وَمَعَارِبَهَا فَانظُرُوا مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي
حَدَّثَ فَانطَلَقُوا فَاصْرَبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ
وَمَعَارِبَهَا يَنْظُرُونَ مَا هَذَا الْأَمْرُ الَّذِي
حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ قَالَ فَانطَلَقَ
الَّذِينَ تَوَجَّهُوا نَحْوَ تِهَامَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْلَةٍ وَهُوَ غَامِدٌ
إِلَى سُوْقِ عَكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ
صَلَاةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ تَسَمَّعُوا
لَهُ فَقَالُوا هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ
خَيْرِ السَّمَاءِ فَهَنَّا لَكَ رَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ
فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا
يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ
بِرَبِّنَا أَحَدًا﴾ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى
نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿قُلْ أُوحِيَ
إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ وَإِنَّمَا
أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلَ الْجِنِّ.

انہوں نے کہا کہ کیا حال ہے تمہارا کہ پھر آئے تو انہوں نے
کہا کہ ہم آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ہم پر انگارے بھیجے
گئے، کہا ابلیس نے کہ نہیں روکا تم کو آسمان کی خبر سے کسی چیز
نے مگر جوئی پیدا ہوئی سو چلو زمین کے مشرق اور مغرب میں سو
دیکھو کہ کیا ہے یہ چیز جوئی پیدا ہوئی سو جن چلے اور زمین کے
مشرق اور مغرب میں پھرے دیکھتے تھے کہ کیا ہے یہ امر جس
نے ان کو آسمان کی خبر سے روکا سو جو جن کہ تہامہ اور
حضرت ﷺ سوق عکاظ کی طرف قصد کرنے والے تھے اور
اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے تھے سو جب انہوں نے
قرآن سنا تو اس کی طرف کان لگائے سو انہوں نے کہا کہ یہی
ہے وہ چیز جس نے ہم کو آسمان کی خبر سننے سے روکا سو اسی جگہ
سے اپنی قوم کی طرف پلٹ گئے اور جا کر کہا کہ اے ہماری
قوم! ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب راہ دیکھاتا ہے نیک
راہ اور ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز نہ شریک بنائیں
گئے اپنے رب کا کسی کو اور اللہ نے اپنے پیغمبر پر یہ آیت
اتاری تو کہہ کہ ہم کو وحی ہوئی کہ سن گئے کتنے لوگ جنوں سے
اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ وحی بھیجی گئی طرف آپ کی
قول جنوں کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں تو اب اسحاق اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ یہ قصہ
حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دسویں سال میں تھا جب کہ حضرت ﷺ طائف کی طرف نکلے پھر پھرے اور تائید
کرتا ہے اس کی قول اس کا اس حدیث میں کہ جنوں نے آپ کو دیکھا کہ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے ہیں اور
فرض کی نماز سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معراج کی رات میں شروع ہوئی اور معراج راج قول پر ہجرت سے دو یا تین
برس پہلے تھا تو ہوگا یہ قصہ بعد معراج کے لیکن وہ مشکل ہے اور وجہ سے اس واسطے کہ محصل اس کا جو صحیح میں ہے اور جو

ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ طائف کی طرف نکلے تو آپ کے ساتھ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی صحابی نہ تھا اور اس جگہ کہا کہ آپ کے ساتھ اصحاب کی ایک جماعت تھی اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ جب آپ طائف سے پھرے تو بعض اصحاب آپ کو راہ میں جا ملے اور آپ کے ساتھ ہوئے اور سوق عکاظ ایک بازار تھا کہ کفر کی حالت میں لوگ شوال کا سارا مہینہ اس میں ٹھہرتے اور آپس میں خرید و فروخت کرتے اور فخر کرتے اور شعر پڑھتے اور جس جگہ میں جمع ہوتے تھے اس کو ابتدا کہا جاتا تھا اور اس جگہ کئی پتھر تھے ان کے گرد گھومتے تھے پھر بازار نجد میں آتے اور وہاں بیس دن ٹھہرتے ذی قعد کے مہینے سے پھر بازار ذوالحجاز میں آتے اور وہ عرفات کے پیچھے ہے سو اس میں حج کے وقت تک ٹھہرتے اور یہ جو کہا کہ ہم آسمان کی خبر سے روکے گئے اور ہم پر انگارے بھیجے گئے تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ روکنا اور انگاروں کا بھیجنا دونوں اس زمانہ میں واقع ہوئے جس کا ذکر پہلے گزرا یعنی حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے دس سال پیچھے اور بہت حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے واسطے حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے ابتدا میں واقع ہوا اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ دونوں قصوں کا زمانہ مختلف ہے اور یہ کہ آنا جنوں کا واسطے سننے قرآن کے حضرت ﷺ کے طائف کی طرف نکلنے سے دو سال پہلے تھا اور نہیں مخالف ہے اس کو کوئی چیز مگر قول اس کا اس حدیث میں کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھاتے ہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ہو پہلے نماز کے فرض ہونے سے رات معراج کی اس واسطے کہ حضرت ﷺ معراج سے پہلے بھی قطعاً نماز پڑھتے تھے اور اسی طرح اصحاب آپ کے لیکن اختلاف ہے کہ کیا پانچ نمازوں سے پہلے بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہیں پس صبح ہوگا اس پر قول اس شخص کا جو کہتا ہے کہ پہلے فقط دو نمازیں فرض تھیں ایک سورج نکلنے سے پہلے اور ایک سورج ڈوبنے سے پہلے اور حجت اس میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿فسبح باسم ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها﴾ اور مانند اس کی آیتوں سے پس ہوگا اطلاق نماز فجر کا باب کی حدیث میں باعتبار زمانے کے نہ واسطے ہونے اس کے ایک پانچ فرض نمازوں میں سے جو معراج کی رات میں فرض ہوئیں سو ہوگا قصہ جنوں کا متقدم حضرت ﷺ کی بعثت کے اول سے اور اس جگہ میں کسی شارح نے تشبیہ نہیں کی اور البتہ روایت کیا ہے ترمذی نے باب کی حدیث کو ساتھ سیاق کے جو سالم ہے اس اشکال سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جن پہلے آسمان کی طرف چڑھتے تھے اور وحی کو سنتے تھے سو جب کوئی بات سن پاتے تو اس میں کئی گنا جھوٹ ملاتے سو وہ ایک بات سچ ہوتی اور باقی سب جھوٹ ہوتا سو جب حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے تو اپنے ٹھکانوں سے منع کیے گئے اور اس سے پہلے ستاروں سے انگارے نہ پھینکے جاتے تھے اور روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے مطول اور اس کے اول میں ہے کہ جنوں کے واسطے آسمان میں ٹھکانے تھے وہاں بیٹھ کر وحی کو سن آتے تھے سو جس حالت میں کہ اسی طرح تھے کہ اچانک حضرت ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی سو روکے گئے شیطان آسمان سے پھینکے گئے ساتھ انگاروں

کے سو کوئی ان میں آسمان پر نہ چڑھتا تھا مگر کہ جل جاتا تھا اور گھبرائے زمین والے جب کہ دیکھا انہوں نے تاروں اور انگاروں کو اور اس سے پہلے نہ تھے تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہوئے آسمان والے اور پہلے پہل طائف والوں نے اس کو معلوم کیا سو اپنے مالوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا تو ایک مرد نے ان کو کہا کہ تم کو خرابی اپنے مالوں کو کیوں ہلاک کرتے ہو کہ تمہارے نشان ستاروں سے جن کے ساتھ تم راہ پاتے ہو ان میں سے کوئی چیز نہیں گری سو باز رہو اور کہا شیطان نے کہ زمین میں کوئی چیز پیدا ہوئی ہے تو اس نے ہر چیز کی مٹی لاکر سونگھی اور تہامہ کی مٹی سے کہا کہ اس جگہ کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے تو اس نے چند جنوں کو اس کی طرف روانہ کیا سو وہی ہیں جنہوں نے قرآن کو سنا اور اسی طرح اور بھی کئی حدیثیں ہیں پس یہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ یہ قصہ پیغمبری کی ابتدا میں واقع ہوا اور یہی ہے معتمد اور قاضی عیاض وغیرہ نے کہا کہ اس حدیث میں ایک اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انگاروں کا مارنا حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے تھا یہ سب اس کے کہ شیطانوں نے اس سے انکار کیا اور اس کا سبب طلب کیا اسی واسطے عرب میں کہانت عام تھی اور ہر کام میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کا سبب قطع ہوا ساتھ اس طور کے کہ شیطانوں کو آسمان کی خبر سننے سے روکا گیا جیسا کہ اللہ نے اس سورہ میں فرمایا اور یہ کہ ہم نے ثنول دیکھا آسمان کو سو ہم نے اس کو پایا بھرا ہوا سخت چوکیداروں اور انگاروں سے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے ٹھکانوں میں سننے کو سو جو کوئی اب سننا چاہے تو پائے اپنے واسطے ایک انگار گھات میں اور البتہ وارد ہوئے ہیں اشعار عرب کے ساتھ اچنبا ہونے اس کے اور انگار اس کے اس واسطے کہ یہ انہوں نے کبھی دیکھا سنا نہ تھا اور تھی یہ ایک دلیل حضرت ﷺ کی پیغمبری کی اور تائید کرتا ہے اس کو جو مذکور ہے حدیث میں شیطانوں کے انکار سے اور کہا بعضوں نے کہ ہمیشہ انگارے پھینکے جاتے رہے ستاروں سے جب سے دنیا پیدا ہوئی اور دلیل پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عرب کے شعروں میں اور یہ مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور زہری رحمہ اللہ سے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس نے روایت کی ہے انصاری چند مردوں سے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ستارہ پھینکا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کفر کی حالت میں ستارہ پھینکا جاتا تھا تو تم اس کو کیا کہا کرتے تھے، آخر حدیث تک اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے معمر سے کہ کسی نے زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا کفر کی حالت میں بھی ستارہ پھینکا جاتا تھا اس نے کہا ہاں لیکن جب اسلام آیا تو اس میں بندش اور سختی زیادہ ہوئی اور یہ تطبیق خوب ہے اور کہا قرطبی نے کہ تطبیق یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے ایسی پھینک نہ تھی کہ شیطان چوری سننے بند ہوں لیکن کبھی انگار پھینکا جاتا تھا اور کبھی نبی پھینکا جاتا تھا اور ایک جانب سے پھینکا جاتا تھا اور سب طرفوں میں نہ پھینکا جاتا تھا اور شاید اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ اس آیت کے ﴿وَيَقذفون من كل جانب﴾ پھر پایا میں نے وہب بن منبہ سے دور کرتا ہے اس اشکال کو اور جمع کرتا ہے مختلف

حدیثوں کو کہا کہ ابلیس سب آسمانوں کی طرف چڑھتا تھا اور ان میں جس طرح چاہتا تھا پھرتا تھا منع نہ کیا جاتا تھا جس دن سے آدم ﷺ بہشت سے نکلے یہاں تک کہ عیسیٰ ﷺ اٹھائے گئے پس روکا گیا اس وقت چار آسمانوں سے پھر جب ہمارے حضرت ﷺ پیغمبر ہوئے تو باقی تین آسمانوں سے بھی روکا گیا پھر اس کے بعد وہ اور اس کی فوج چوری سننے لگے اور ان پر ستاروں سے انگارے پڑنے لگے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فترۃ کے زمانے میں (حضرت عیسیٰ ﷺ اور محمد ﷺ کے درمیان) آسمان پر چوکیدار نہ تھے پھر جب حضرت ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی تو آسمان پر سخت چوکیدار بیٹھے اور شیطانوں کو انگارے پڑنے لگے تو جنوں کو یہ بات غیر معروف معلوم ہوئی اور سدی کے طریق سے روایت ہے کہ آسمان پر چوکیدار نہ بیٹھے تھے مگر یہ کہ زمین میں کوئی پیغمبر یا دین ظاہر ہوتا ہے اور شیطانوں نے ٹھکانے بنائے ہوئے تھے کہ اس میں سنتے جو چیز نئی پیدا ہوتی پھر جب حضرت ﷺ کو پیغمبری عنایت ہوئی تو ان پر انگارے پھینکے گئے اور کہا ابن میر نے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ستاروں سے انگارے نہ پڑتے تھے اور حالانکہ اسی طرح نہیں واسطے اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث مسلم کی اور لیکن قول اللہ تعالیٰ کا کہ جو کوئی اب سننے تو پائے اپنے واسطے انگارے گھات میں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے بھارتوں میں انگارے پھینکے جاتے تھے سو کبھی جن چوری سننے والے کو پاتا اور کبھی نہ پاتا اور حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے بعد ایسی پھینک مار جاری ہوئی کہ کوئی انگارہ نہ چوکتا تھا اسی واسطے انہوں نے اس کو گھات کے ساتھ موصوف کیا اس واسطے کہ جو کسی چیز کے واسطے گھات لگاتا ہے وہ اس سے نہیں چوکتا سو ہوگا متجدد ہونا اصابت کا نہ اصل اس کا یعنی اصل انگاروں کا پڑنا تو پہلے بھی تھا لیکن حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کے بعد تو ایسا ہوا کہ کوئی انگارہ جن چوری سننے والے سے نہ چوکتا تھا اور عقیلی اور ابن مندہ وغیرہ نے مالک لیشی سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کہانت کا ذکر ہوا تو میں نے کہا کہ پہلے پہل میں نے ہی آسمانوں کی چوکیداری اور انگاروں کا پھنکنا بچانا اور میں نے جانا کہ وہ چوری سننے سے روکے گئے اور اس کا بیان یوں ہے کہ ہم اپنے ایک کاہن کے پاس جمع ہوئے جس کا نام خطر بن مالک تھا اور وہ بہت بوڑھا تھا اس کی عمر دو سو اسی برس کی تھی تو ہم نے کہا اے خطر! کیا تجھ کو ان ستاروں کا بھی کچھ حال معلوم ہے کہ ہم اس سے گھبرائے ہیں اور اپنی بد عاقبت سے ڈرے ہیں، الحدیث۔ اور اس میں ہے سو ایک بڑا تارا آسمان سے ٹوٹا تو وہ کاہن اونچی آواز سے چلایا اور کہا انگارے نے اس کو پایا اور اس کو پایا اور اس کو جلایا اور نیز اس نے کہا کہ سرکش جن آسمان کی خبر سننے سے روکے گئے ساتھ انگارے کے جو جلاتا ہے بہ سبب پیغمبر ہونے ایک بڑی شان والے کے اور یہی اپنی قوم کے واسطے دیکھتا ہوں جو اپنے نفس کے واسطے دیکھتا ہوں یہ کہ آدمیوں کے بہتر پیغمبر کی پیروی کریں اور اس حدیث کی سند نہایت ضعیف ہے اور اگر اس میں حکم نہ ہوتا تو میں اس کو ذکر کرتا واسطے ہونے اس کی نشانی پیغمبری کی نشانیوں سے اور اگر کوئی کہے کہ جب وحی

اترنے کے سبب سے انگاروں کے پھینکنے کی تاکید اور تشدید زیادہ ہوئی تو پھر حضرت ﷺ کے انتقال کے بعد بند کیوں نہ ہوئی اس واسطے کہ زیادہ بندش کا سبب اترنا وحی کا تھا حضرت ﷺ پر اور اترنا وحی کا حضرت ﷺ کے فوت ہونے سے بند ہوا اور حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ستارے اب بھی پھینکے جاتے ہیں اور اس کا جواب پکڑا جاتا ہے زہری کی حدیث سے سو پہلے گزری کہ اس میں ہے نزدیک مسلم کے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ آج کوئی بڑا امر درمیا پیدا ہوا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کسی کے مرنے جینے کے سبب سے نہیں پھینکے جاتے لیکن اللہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو آسمانوں والے بعض بعضوں کو خبر دیتے ہیں یہاں تک کہ پہلے آسمان پر خبر پہنچتی ہے تو جن سن کر اس کو لے بھاگتا ہے اور اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ گنہگاری اور بندش کا سبب موقوف نہیں ہوا اس واسطے کہ روز بروز اس عالم میں نیا کام ہوتا ہے اور تازہ واقعہ پیدا ہوتا ہے جس کا حکم فرشتوں کو ہوتا ہے کہ شیاطین باوجود سخت بندش کے اوپر ان کے اس باب میں بعد پیغمبر ہونے حضرت ﷺ کے نہیں بند ہوئی امید ان کی آسمان کی خبر چرانے میں بیچ زمانے حضرت ﷺ کے اور جب حضرت ﷺ کے زمانے میں ان کی یہ امید بند نہیں تو پھر آپ ﷺ کے بعد کیونکر بند ہو اور البتہ عمر نے غیلان بن سلمہ سے کہا جب کہ اس نے اپنی عورتوں کو طلاق دی کہ میں گمان کرتا ہوں کہ جو شیطان چوراتے ہیں اس میں ہے کہ میں نے سنا کہ تو کل مر جائے گا تو یہ ظاہر ہے اس میں کہ جنوں کا چوری سننا حضرت ﷺ کے بعد بھی بدستور جاری رہا سو قصد کرنے سننے کا اس چیز کے کہ نئی پیدا ہوئی سو نہ پہنچتی طرف اس کی مگر یہ کہ کوئی ان میں سے اپنی خفت حرکت سے کچھ سن کر لے بھاگتا اور انگار چمکتا اس کے پیچھے پڑتا سو اگر اس کو پاتا پہلے اس سے کہ اپنے ساتھی کے کان میں ڈالے تو فوت ہوتا نہیں تو اس کو سنتے اور آپس میں ایک دوسرے کو بتلاتے اور یہ جن جنہوں نے حضرت ﷺ کو نخلہ میں فجر کی نماز پڑھتے دیکھا جن کا ذکر اوپر ہوا ہے بعضوں نے کہا کہ یہ لوگ یہود کے دین پر تھے اسی واسطے انہوں نے کہا کہ اتارا گیا ہے بعد موسیٰ علیہ السلام کے بعض کہتے ہیں کہ نو جن تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سات تھے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ بارہ ہزار تھے موصل کے جزیرہ سے تو حضرت ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرا انتظار کر یہاں تک کہ میں تیرے پاس آؤں اور حضرت ﷺ نے اس کے گرد ایک خط کھینچا، آخر حدیث تک اور تطبیق یہ ہے کہ یہ قصے دو ہیں اس واسطے کہ جو جن پہلی بار آئے تھے ان کے آنے کا سبب وہ ہے جو حدیث میں مذکور ہوا انگاروں کے پڑنے سے اور جن کا ذکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے ان کے آنے کا سبب یہ ہے کہ وہ مسلمان ہونے اور قرآن سننے اور احکام دین پوچھنے کے واسطے آئے تھے اور بہتر احکام جنوں کے بدء الخلق میں گزر چکے ہیں اور یہ جو انہوں نے کہا کہ اے قوم ہماری! ہم نے عجیب قرآن سنا تو کہا ماوردی نے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ وہ قرآن سننے کے وقت ایمان لائے اور ایمان واقع ہوتا ہے ساتھ ایک دو امروں کے یا تو اعجاز کی حقیقت اور معجزے کی شرطوں کو پہچانے تو اس کو رسول کا سچا

ہونا معلوم ہو اور جانے کہ یہ رسول سچا ہے اور یا اس کے پاس پہلی کتابوں کا علم ہو کہ اس میں دلائل ہوں اس پر کہ وہ پیغمبر ہے جس کی بشارت دی گئی اور جنوں میں دونوں امروں کا احتمال ہے اور یہ جو کہا کہ وحی بھیجی گئی طرف آپ کے قول جنوں کا تو یہ کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا گویا کہ ثابت کیا اس نے اس میں اس چیز کو کہ پہلے ان کا مذہب تھا کہ حضرت ﷺ جنوں کے ساتھ جمع نہیں ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وحی بھیجی اللہ نے آپ کی طرف کہ جن آپ کا قرآن سن گئے لیکن نہیں لازم آتا عدم ذکر اجتماع ان کی سے ساتھ حضرت ﷺ کے وقت سننے قرآن کے یہ کہ نہ جمع ہوئے ہوں ساتھ آپ کے اس کے بعد اور اس حدیث میں ثابت کرنا شیطانوں اور جنوں کے وجود کا ہے اور یہ کہ وہ دونوں نام ایک مسکی کے واسطے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوگی دو قسمیں باعتبار کفر اور ایمان کے سو جو ان میں سے ایماندار ہو اس کو شیطان نہیں کہا جاتا اور اس میں ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہجرت سے پہلے مشروع ہوا اور نیز اس میں مشروع ہونا اس کا ہے سفر میں اور فجر کی نماز میں پکار کر قرأت پڑھنی اور یہ کہ اعتبار ساتھ اس چیز کے ہے کہ مقدر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے بندے کے نیک خاتمہ سے نہ ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر ہو بدی اس کی سے اگرچہ کہاں تک پہنچے اس واسطے کہ یہ جن جو مجرد قرآن کے سننے سے جلدی ایمان لائے اگر شیطان کے نزدیک ان کا رتبہ زیادہ تر نہ ہوتا تو نہ اختیار کرتا ان کو واسطے اس جہت کے کہ ظاہر ہو واسطے اس کے کہ جو چیز نئی پیدا ہوئی وہ اس طرف ہے اور باوجود اس کے پس غالب ہوئی اوپر ان کے وہ چیز کہ مقدر ہو چکی تھی واسطے ان کے نیک بنتی سے ساتھ نیک ہونے خاتمہ کے اور مانند اس کے ہے قصہ فرعون کے جادو گروں کا اور مفصل بیان اس کا کتاب القدر میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سورۃ المزمل کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْمَزْمَلِ

فائدہ: مزمل ساتھ تشدید کے اصل اس کا تنزیل ہے سو ادغام کی گئی تا زامیں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس کو اصل پر پڑھا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَتَبَّتْ﴾ أَخْلَصُ . اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ تبتل کے معنی ہیں کہ خالص ہو واسطے عبادت اس کی کے۔

فائدہ: اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خالص کر واسطے اس کے دعا اور عبادت کو اور عطا سے مروی ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَتَبَّتْ إِلَيْهِ تَبَّتْ﴾ کہ الگ ہو طرف اس کی الگ ہونا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿انْكَالًا﴾ قِيُودًا . اور کہا حسن نے انکالا کے معنی ہیں بیڑیاں اللہ نے

فرمایا ﴿انْ لَدِينَا انْكَالًا﴾ .

﴿مَنْفَطِرٌ بِهِ﴾ مُقَلَّةٌ بِهِ . یعنی منفطر بہ کے معنی ہیں کہ بھاری ہونے والا ہے

ساتھ اس کے بھاری ہونا کہ سبب ہے پھٹنے کا دن
قیامت کے بوجھ سے۔

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے بھاری ہوگا اس بنا پر ضمیر بہ کی اللہ کی طرف پھرے گی اور احتمال ہے کہ ضمیر بہ کی
دن قیامت کی طرف پھرتی ہو اور کہا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہ ضمیر مذکر ہے اور مرجع مؤنث ہے اس واسطے کہ تاویل آسمان
کی تاویل چھت کی ہے یعنی مراد ضمیر منظر کی ہے اور احتمال ہے کہ حذف پر ہو اور تقدیر شی منظر ہے۔ (فتح)
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «كُنِّيَا مَهَيْلًا» الرَّمْلُ
اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کُنِّيَا مَهَيْلًا کے معنی ہیں ریت
پھسلتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَكَانَتِ الْجِبَالُ كُنِيَا مَهَيْلًا﴾
اور ویلا کے معنی ہیں سخت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا
﴿فَاخْذِنَاهُ اخْذًا وَبِيْلًا﴾ یعنی پکڑا ہم نے فرعون کو
﴿وَبِيْلًا﴾ شَدِيدًا۔

پکڑنا سخت۔

تَنْبِيْهِ: نہیں وارد کی بخاری نے سورہ منزل میں کوئی حدیث مرفوع اور روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس
چیز میں کہ متعلق ہے اس سے ساتھ قیام رات کے اور اس میں قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے تو ہوگی نماز تہجد کی نفل بعد فرض
ہونے کے اور ممکن ہے کہ داخل ہو بیچ قول اللہ تعالیٰ کے جو اس کے اخیر میں ہے ﴿وَمَا تَقْدُمُوا لَآنْفُسِكُمْ﴾ حدیث
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مال تمہارا وہ ہے جو تم نے آگے بھیجا اور تمہارے وارثوں کا مال وہ
ہے جو تم نے پیچھے چھوڑا اوسیانہ فی الرقاق۔

سورہ مدثر کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْمَدَّثِرِ

فائدہ: اس کی تغلیل بھی وہی ہے جو منزل میں گزری۔
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «عَسِيرٌ» شَدِيدٌ۔

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عسیر کے معنی ہیں سخت، اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَذَلِكِ يَوْمٍ عَسِيرٍ﴾۔

اور قسورہ کے معنی ہیں لوگوں کا شور و غل یعنی اللہ کے
اس قول میں ﴿كَانَهُمْ حَمْرٌ مُسْتَفْرَةٌ فَرْتٌ مِنْ
قسورہ﴾ اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ قسورہ کے معنی ہیں شیر
اور ہر سخت چیز کو قسورہ کہتے ہیں۔

﴿قَسُورَةٌ﴾ رَكْزُ النَّاسِ وَأَصْوَاتُهُمْ
وَكُلُّ شَدِيدٍ قَسُورَةٌ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
الْقَسُورَةُ قَسُورُ الْأَسَدِ الرَّكْزُ
الصَّوْتُ۔

فائدہ: کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ عربی میں اسد کہتے ہیں اور فارسی میں شیر کہتے ہیں اور حبش کی زبان میں مستفرتہ۔
یعنی مستفرتہ کے معنی ہیں ڈرنے والے اور بھڑکنے والے
﴿مُسْتَفْرَةٌ﴾ نَافِرَةٌ مَدْعُورَةٌ۔

۴۵۴۱۔ حضرت یحییٰ بن کثیر سے روایت ہے کہ میں نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پہلے پہل قرآن کی کون سی آیت اتری؟ اس نے کہا کہ «یا ایہا المدثر» میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ «اقراء باسم ربك الذي خلق» ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں نے اس سے کہا جیسے تو نے کہا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں حدیث بیان کرتا ہوں میں تجھ سے مگر جو حضرت رضی اللہ عنہم نے ہم سے بیان کی حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا سو جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترتا تو کسی نے مجھ کو پکارا تو میں نے اپنے دائیں دیکھا تو میں نے کچھ چیز نہ دیکھی اور میں نے اپنے بائیں دیکھا سو میں نے کچھ چیز نہ دیکھی اور میں نے اپنے آگے دیکھا سو کچھ چیز نہ پائی اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا سو کچھ چیز نہ پائی پھر میں نے اپنا سراٹھایا تو میں نے ایک چیز دیکھی سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور مجھ پر سرد پانی چھڑکو حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا سو انہوں نے مجھ کو کپڑا اوڑھایا اور مجھ پر سرد پانی چھڑکا، کہا جابر رضی اللہ عنہ نے سو یہ آیتیں اتریں کہ اے اپنے اوپر کپڑا لپیٹنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا یعنی کئے والوں کو آگ سے اگر نہ ایمان لائیں اور اپنے رب کی بوائی بول۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا۔

۴۵۴۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا مثل حدیث عثمان کے علی بن مبارک سے۔

۴۵۴۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ سَأَلْتُ أَنَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوْلَى مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ «يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ» قُلْتُ يَقُولُونَ «اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ» فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتُ فَقَالَ جَابِرٌ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءِ فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيَتْ فَنظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا وَنظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا وَنظَرْتُ أَمَامِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا وَنظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَاتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِرُونِي وَصُبُوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَدَثِرُونِي وَصُبُوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ «يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ»

بَابُ قَوْلِهِ «قُمْ فَأَنْذِرْ»

۴۵۴۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ مِثْلَ حَدِيثِ
عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ.

فائدہ: بخاری رحمہ اللہ نے عثمان بن عمر کی حدیث کو روایت نہیں کیا جس پر حرب کی روایت کا حوالہ دیا اور وہ محمد بن بشار کے پاس ہے جو بخاری رحمہ اللہ کا استاذ ہے۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور اپنے رب کی
بڑائی بول۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَرَبُّكَ فَكْبِيرٌ﴾.

۳۵۴۳۔ حضرت یحییٰ سے روایت ہے کہ میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پہلے پہل قرآن کی کون سے آیت اتاری گئی؟ تو اس نے کہا کہ ﴿یا ایہا المدثر﴾ میں نے کہا کہ مجھے کو خبر ہوئی کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذي خلق﴾ ہے تو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون قرآن پہلے اترا اور اس نے کہا کہا ﴿یا ایہا المدثر﴾ تو میں نے کہا کہ مجھ کو خبر دی گئی کہ ﴿اقرأ باسم ربك الذي خلق﴾ تو اس نے کہا کہ نہیں خبر دیتا میں تجھ کو مگر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں اعتکاف کیا سو جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اترا سو کسی نے مجھ کو پکارا سو میں نے اپنے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں دیکھا تو اچانک وہی فرشتہ یعنی جبرئیل علیہ السلام زمین اور آسمان کے درمیان تخت پر بیٹھا ہے سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور مجھ پر سرد پانی چھڑکو تو مجھ پر یہ آیتیں اتاری گئیں، اے کپڑا اوڑھنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول۔

۴۵۴۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَرْبٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى
قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ أَيُّ الْقُرْآنِ أُنزِلَ أَوَّلُ
فَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ أُنَبِّتُ أَنَّهُ
﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ فَقَالَ أَبُو
سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَيُّ الْقُرْآنِ
أُنزِلَ أَوَّلُ فَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَقُلْتُ
أُنَبِّتُ أَنَّهُ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾
فَقَالَ لَا أُخْبِرُكَ إِلَّا بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاوَرْتُ فِي حِرَاءٍ
فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ فَاسْتَبَطَنْتُ
الْوَادِي فَنُودِيتُ فَنظَرْتُ أَمَامِي وَخَلْفِي
وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ
عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَأَنْبَتُ
خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِرُونِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً
بَارِدًا وَأَنْزِلْ عَلَيَّ ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ فَمُ

فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِيرٌ ﴿۱﴾

فَأَنْذِرْ: یہ جو کہا کہ مجھ کو خبر دی گئی کہ وہ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ ہے تو ابوداؤد طیالسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ اتری اور نہیں بیان کیا یحییٰ بن کثیر نے کہ کس نے اس کو خبر دی اور شاید مراد ساتھ اس کے عروہ ہے جیسے نہیں بیان کیا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ کس نے اس کو خبر دی اور شاید مراد اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اس واسطے کہ یہ حدیث مشہور ہے عروہ سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کما تقدم فی بدء الوحی اور پہلے گزر چکا ہے وہاں کہ روایت زہری کی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے جابر رضی اللہ عنہ سے دلالت کرتی ہے کہ مراد ساتھ اولیت کے بیچ توک اس کے کی کہ اول سورہ مدثر اتری اولیت مخصوص ہے ساتھ اس چیز کے کہ بعد بند ہونے وحی کے ہے یا خاص ہے ساتھ امر ڈرانے کے نہ یہ کہ مراد اولیت مطلق ہے تو گویا کہ جس نے کہا کہ اول سورہ اقرأ اتری تو مراد اس کی اولیت مطلق ہے اور جس نے کہا کہ مدثر ہے تو اس کی مراد ساتھ قید تصرف بالارسال کے ہے اور کہا کرمانی نے کہ یہ جو کہا کہ اول یا ایہا المدثر اتری تو یہ جابر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے اور نہیں ہے اس کی روایت سے اور صحیح وہ چیز ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں واقع ہوئی اور عطاء سے منقول ہے کہ سورہ مزمل مدثر سے پہلے اتری اور یہ روایت معطل ہے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہو املنا اس کا کسی صحابی معین سے اور ظاہر صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ مزمل مؤخر ہے مدثر سے اس واسطے کہ اس میں ذکر ہے قیام لیل کا اور سوائے اس کے جو بہت دیر پیچھے ہے ابتداء نزول وحی سے برخلاف مدثر کے کہ اس میں ہے کہ اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا اور مشکل یحییٰ بن کثیر کی روایت سے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ میں نے حرا کے پہاڑ میں ایک مہینہ اعتکاف کیا پھر جب میں اپنا اعتکاف پورا کر چکا تو میں نالی کے اندر اتر ا سو مجھ کو کسی نے پکارا یہاں تک کہ کہا سو میں نے اپنا سراٹھایا تو اچانک دیکھا کہ جبرئیل علیہ السلام فرشتہ ہوا میں تخت پر بیٹھا ہے سو میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ اور دور کرتا ہے اشکال کو ایک دوامروں کا یا تو ساقط ہوا ہے یحییٰ اور اس کی استاد پر قصے سے آنا جبرئیل علیہ السلام کا حرا میں ساتھ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ کے اور تمام جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا اور یا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرا میں اور مہینہ اعتکاف کیا ہوگا سو پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال میں ایک مہینہ اعتکاف کرتے تھے یعنی رمضان کا مہینہ اور یہ بند ہونے وحی کی مدت میں تھا سو اعتکاف گزرنے کے بعد پھر وحی کا اترنا شروع ہوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَتِيَابِكَ فَطَهِّرٌ﴾

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اپنے

کپڑے پاک رکھ۔

۴۵۴۴۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس

نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان

۴۵۴۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا

اللَيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح

کرتے تھے بند ہونے وحی کی سے سو فرمایا آپ ﷺ نے حدیث میں کہ جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو اچانک جو فرشتہ کہ حرام میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے سو میں اس سے کانپا خوف کے مارے پھر میں پلٹ آیا یعنی گھر کی طرف تو میں نے کہا کہ مجھ کو کھیل اوڑھاؤ! مجھ کو کھیل اوڑھاؤ! سو اللہ نے یہ آیتیں اتاریں کہ اے کپڑے اوڑھنے والے! ﴿وَالرُّجْزَ فَاهُجْرًا﴾ تک پہلے اس سے کہ نماز فرض ہو اور مراد رجز سے بت ہیں۔

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَ نَبِيَّ بَحْرَاءِ جَالِسٌ عَلَيَّ كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجِئْتُ مِنْهُ رُعبًا فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَذَثَرُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ إِلَيَّ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهُجْرًا﴾ قَبْلَ أَنْ تَفْرُضَ الصَّلَاةَ وَهِيَ الْاَوْتَانُ.

فائدہ: یہ جو کہا پہلے اس سے کہ نماز فرض ہو تو گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ کپڑوں کے پاک کرنے کا حکم نماز فرض ہونے سے پہلے تھا اور ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو پانی سے دھوؤ اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ مراد یہ ہے کہ پاک کپڑے میں نماز پڑھ اور پہلا قول زیادہ تر قوی ہے اور تائید کرتی ہے اس کی جو روایت کی ہے ابن منذر نے بیچ سب نزول اس کے کی زید بن مرثد کے طریق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اونٹ کی اوچڑھی ڈالی گئی تو یہ آیت اتری اور جائز ہے کہ سب مراد ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهُجْرًا﴾ يُقَالُ الرَّجْزُ وَالرِّجْسُ الْعَذَابُ.

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ رجز بتوں کو کہتے ہیں اور وہ تفسیر بطور معنی کے ہے یعنی دور کر اسباب عذاب کے اور وہ بت ہیں کہا کر مانی نے کہ تفسیر کیا ہے مفرد کو ساتھ جمع کے اس واسطے کہ وہ اسم جنس ہے اور باب کی روایت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر رجز کی ساتھ بتوں کے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے قول سے ہے اور مجاہد رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ ضمہ کے ساتھ بت کا نام ہے اور زیر کے ساتھ عذاب کو کہتے ہیں۔

۴۵۴۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا حدیث بیان کرتے تھے بند ہونے وحی کے سے سو فرمایا آپ نے جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی تو میں نے آسمان کی طرف اپنی آنکھ اٹھائی سو اچانک وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے تو میں اس سے کانپا خوف کے مارے یہاں تک کہ میں زمین کی طرف جھکا سو میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ مجھ کو کبل اوڑھاؤ! کبل اوڑھاؤ! تو انہوں نے کپڑا اوڑھایا پس اللہ نے یہ آیتیں اتاریں ﴿یا ایہا المدثر﴾ اللہ کے قول ﴿والرجز فاهجر﴾ تک کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ رجز کے معنی ہیں بت پھر وحی گرم ہوئی اور پے در پے اترتی شروع ہوئی۔

سورۃ قیامہ کی تفسیر کا بیان

فائدہ: لا اقسام کی شرح سورہ جمر میں پہلے گزر چکی ہے اور یہ کہ جمہور اس پر ہیں کہ لازائدہ ہے اور تقدیر اقسام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حروف تشبیہ کا ہے مثل الا کی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَحْرُكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں کہ نہ ہلا تو اس کے پڑھنے میں اپنی زبان کو کہ جلدی اس کو سیکھ لے۔

فائدہ: نہیں اختلاف ہے سلف کو اس میں کہ مخاطب ساتھ اس کے حضرت ﷺ ہیں بیچ شان نزول وحی کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث باب کی اور حکایت کی ہے فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے کہا قفال نے کہ جائز ہے کہ اتری ہو یہ آیت اس آدمی کے حق میں جو مذکور ہے پہلے اس سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے کہ خبر دیا جائے گا آدمی اس دن ساتھ اس چیز کے کہ آگے بھیجی اور پیچھے چھوڑی کہا کہ اس کا اعمال نامہ اس کے سامنے کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اپنا اعمال نامہ پڑھ تو وہ کانپے گا خوف سے سو جلدی کرے گا پڑھنے میں سو کہا جائے گا کہ نہ ہلا اپنی زبان کو تا کہ جلدی کرے ساتھ اس کے ہم پر ہے جمع کرنا اس کا یعنی یہ کہ تیرے عمل کو جمع کریں اور تجھ پر پڑھا جائے سو جب ہم

اس کو تجھ پر پڑھیں تو پیروی کر قرأت اس کی یعنی ساتھ اقرار کے کہ تو نے یہ کام کیا پھر ہم پر ہے بیان کرنا امر انسان کا اور جو متعلق ہے ساتھ اس کی کے کہا اس نے اور یہ وجہ خوب ہے نہیں عقل میں جو اس کے مخالف ہو اگرچہ کوئی حدیث اس میں وارد نہیں ہوئی اور باعث اس کا مشکل ہونا بیان مناسبت کا ہے درمیان اس آیت کے اور جو اس سے پہلے ہے احوال قیامت کے سے یہاں تک کہ بعض رافضیوں نے گمان کیا ہے کہ اس سورہ سے کوئی چیز رہ گئی ہے اور یہ دعویٰ ان کے باطل دعوؤں سے ہے اور اماموں نے کئی طور سے اس کی مناسبت بیان کیا ہے ایک یہ کہ جب اللہ پاک نے قیامت کو ذکر کیا اور جو اس کے واسطے عمل کرنے سے قاصر رہے تھے شان اس کی سے محبت دنیا کی اور تھا اصل دین سے کہ نیک کام کی طرف جلدی کرنی مطلوب ہے سو تنبیہ کی اللہ نے اس پر کہ کبھی عارض ہوتا ہے اس مطلوب پر جو اجل ہے اس سے اور وہ کان لگاتا ہے طرف وحی کی اور اس کا سمجھنا اور حفظ کے ساتھ مشغول ہونا کبھی اس سے روکتا ہے سو حکم کیا کہ نہ جلدی کرے طرف حفظ کرنے کی اس واسطے کہ یاد کرانا اس کا اللہ کے ذمہ ہے اور چاہیے کہ کان رکھے جو اس پر وارد ہوتا ہے وحی سے یہاں تک کہ تمام ہو سو پیروی کرے اس کی جو اس پر شامل ہے پھر جب جملہ معترضہ تمام ہوا تو پھر اکلام طرف اس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ آدمی کے جس کا ذکر شروع ہے اور جو اس کی جنس سے ہے سو فرمایا کلا یعنی نہیں گویا کہ فرمایا کہ بلکہ تم آء آدمیو! واسطے ہونے تمہارے کے کہ پیدا ہوئے جلدی سے جلدی کرتے ہو ہر کام میں اور اسی واسطے تم دنیا کو دوست رکھتے ہو اور ایک ان میں سے یہ ہے کہ عادت قرآن کی ہے کہ جب ذکر کی جائے کتاب جو مشتمل ہے اوپر عمل بندے کے جب قیامت کو پیش ہوگی تو اس کے پیچھے اس کتاب کا ذکر ہوتا ہے جو شامل ہے احکام دینی پر دنیا میں کہ پیدا ہوتا ہے اس سے حساب کرنا از روئے عمل کے اور ترک کر کے جیسا کہ سورہ کہف میں فرمایا ﴿فتروی المجموعین مشفقین مما فیہ﴾ یہاں تک کہ ﴿ولقد صرفنا فی هذا القرآن من کل مثل وکان الانسان اکثر شیء جدلاً﴾ اور اسی طرح ہے طہ میں اور ایک یہ کہ جب یہ سورہ اللہ کے قول ﴿ولا القی معاذیرہ﴾ تک اتری تو جلدی کی حضرت ﷺ نے طرف یاد کرنے اس چیز کے کہ جو اتری اور ہلایا ساتھ اس کے زبان اپنی کو جلدی سے واسطے خوف کے بھول جانے اس کے سے سو یہ آیت اتری کہ نہ بلا اپنی زبان کو اس قول تک کہ پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا پھر دو ہر ایسا کلام کو طرف پورا کرنے اس چیز کے کہ شروع کیا ساتھ اس کے، کہا فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اور مانند اس کی ہے کہ جب مدرس طالب پر مثلاً ایک مسئلہ ڈالے سو مشغول ہو طالب ساتھ کسی چیز کے کہ عارض ہو واسطے اس کے تو مدرس اس کو کہے کہ میری طرف دل کو لگا اور سمجھ جو میں کہتا ہوں پھر پورا کرے مسئلے کو سو جو سبب کو نہ پہچانتا ہو وہ کہے گا کہ یہ کلام مسئلے کے مناسب نہیں برخلاف اس شخص کے جو اس کو پہچانتا ہو اور ایک یہ کہ جب نفس کا ذکر سورہ کے اول میں گزرا تو عدول کیا گیا طرف ذکر نفس حضرت ﷺ کے کی گویا کہ کہا گیا کہ یہ حال ہے نفسوں کا اور تیرا نفس اے محمد سب نفسوں سے اشرف ہے سو چاہیے کہ

تو اسل احوال کو پکڑے۔ (بخ)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «سُدَى» هَمَلًا.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سُدی کے معنی ہیں مہمل بے قید کہ نہ اس کو کسی چیز کا حکم کیا جائے اور نہ منع کیا جائے، اللہ نے فرمایا «ایحسب الانسان ان یتربک سدی»۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی ہیں کہ میں عنقریب توبہ کروں گا اور عمل کروں گا۔

«لَيَفْجُرَ أَمَامَهُ» سَوْفَ أَتُوبُ سَوْفَ أَعْمَلُ.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ مراد امید ہے کہتا ہے میں عمل کروں گا پھر توبہ کروں گا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کافر ہے جو قیامت کو جھٹلاتا ہے اور مراد «یفجر امامہ» سے یہ ہے کہ ہینگلی کرتا ہے گناہ پر بغیر توبہ کے۔

یعنی لا وزر کے معنی ہیں کہ نہیں کوئی جگہ پناہ کی اللہ نے فرمایا «کلا لا وزر»۔

«لَا وَزَرَ» لَا حِصْنَ.

۴۵۴۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عائشہؓ پر وحی اتری تھی تو اپنی زبان کو اس کے ساتھ ہلاتے تھے بیان کیا سفیان راوی نے لب ہلانا حضرت عائشہؓ کا ارادہ کرتے تھے کہ اس کو یاد کریں سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ اس کو جلدی سیکھ لے۔

۴۵۴۶ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ وَكَانَ ثِقَةً عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ حَرَّكَ بِهِ لِسَانَهُ وَوَصَفَ سُفْيَانٌ يُرِيدُ أَنْ يَحْفَظَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ «لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ»

بَابُ «إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ»

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہمارے ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور آسان کرنا پڑھنے اس کے کا۔

۴۵۴۷۔ حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ سے روایت ہے کہ اس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کی تفسیر پوچھی کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو کہا اس نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عائشہؓ اپنے دونوں لب اس کے ساتھ ہلاتے تھے جب کہ قرآن آپ پر اترتا سو اللہ نے آپ سے فرمایا کہ

۴۵۴۷ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى «لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ» قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ إِذَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ فَقِيلَ لَهُ

مت ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو واسطے اس خوف کے کہ کوئی چیز اس سے ضائع نہ ہو جائے بیشک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا یہ کہ پڑھیں ہم اس کو سوجب ہم اس کو پڑھیں یعنی جب تجھ پر اتارا جائے تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے پھر ہمارا ذمہ ہے بیان کرنا اس کا یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان پر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پہچانتے تھے ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اتری۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جب ہم اس کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قرآنہ کے معنی ہیں کہ ہم اس کو بیان کریں اور پیروی کر یعنی اس کے ساتھ عمل کر۔

۴۵۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مت چلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تا کہ جلدی سیکھ لے کہا کہ جب جبریل علیہ السلام وحی کے ساتھ اترتا تھا تو حضرت ﷺ اپنی زبان اور دونوں لب کو اس کے ساتھ ہلاتے تھے سو یہ آپ پر سخت ہوتا یعنی حضرت ﷺ کو اس میں نہایت تکلیف ہوتی اور آپ ﷺ سے یہ حال پہچانا جاتا تھا یعنی جو اس وقت آپ کے پاس ہوتا تھا وہ پہچان جاتا تھا کہ وحی اترتی ہے سو اللہ نے یہ آیت اتاری جو سورہ قیامہ میں ہے کہ مت ہلا اپنی زبان کو ساتھ قرآن کے تا کہ اس کو جلدی سیکھ لے ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا یعنی وعدہ ہے ہم پر یہ کہ جمع کریں ہم اس کو تیرے سینے میں اور پڑھنا اس کا اور جب ہم اس کو پڑھیں تو اس کی قرأت کی پیروی کر یعنی جب ہم اس کو اتاریں تو کان لگا کر سن پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یعنی ہمارا ذمہ ہے کہ بیان کریں ہم

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ﴾ يَحْشَى أَنْ يُفْلِتَ مِنْهُ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ﴾ أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ أَنْ تَقْرَأَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ﴾ يَقُولُ أَنْزَلَ عَلَيْهِ ﴿فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ أَنْ نُبَيِّنَهُ عَلَى لِسَانِكَ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ پہچانتے تھے ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اتری۔

۴۵۴۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفْتَيْهِ فَيَسْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعْرِفُ مِنْهُ فَإِنَّزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِي لَا أَقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلسَانِكَ قَالَ فَكَانَ إِذَا آتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا

ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
﴿أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ﴾ تَوَعَّدُ.

اس کو تیری زبان سے کہا سو جب آپ ﷺ کے پاس
جبریل علیہ السلام آتا تو سر نیچے ڈالتے یعنی چپ رہتے پھر جب
جبریل علیہ السلام چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسا اللہ نے ان سے
وعدہ کیا پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یعنی یہ کہ بیان کریں ہم
اس کو تیری زبان سے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿اولیٰ لك
فاولی﴾ تو یہ وعدہ عذاب کا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں صرف دونوں لب کا ذکر ہے اور ایک روایت میں صرف زبان کا ذکر ہے اور مراد سب ہیں
یا اس واسطے کہ دونوں تحریریں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور یا مراد یہ ہے کہ ہلاتے تھے منہ اپنا جو مشتمل ہے اوپر دونوں
لب اور زبان کے لیکن چونکہ زبان نطق میں اصل ہے تو آیت میں اس پر اقتصار کیا اور یہ جو کہا کہ یہ حضرت ﷺ پر
سخت ہوتا تھا تو ظاہر اس سیاق کا یہ ہے کہ سبب جلدی مشقت دور ہو اور اسرائیل کی روایت میں ہے کہ یہ اس خوف سے تھا کہ کہیں ایسا
کے سوا اس کے سیکھنے کے ساتھ جلدی مشقت دور ہو اور اسرائیل کی روایت میں ہے کہ یہ اس خوف سے تھا کہ کہیں ایسا
نہ ہو کہ بھول جائیں اس واسطے کہ اس میں ہے سو حضرت ﷺ سے کہا گیا کہ مت ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تو ڈرتا
ہے کہ تجھ سے چھوٹ رہے اور طبری کی روایت میں ہے کہ جب آپ پر قرآن اترتا تو اس کے ساتھ جلدی بولتے
واسطے محبت آپ کی کے اس سے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ بولتے ساتھ اس چیز کے کہ ڈالی جاتی
طرف آپ کی اس سے اول پس اول سو حضرت ﷺ کو حکم ہوا کہ جلدی نہ کریں یہاں تک کہ نزول پورا ہو اور نہیں
ہے کوئی بعد بیچ متعدد ہونے سبب کے اور یہ جو کہا کہ سوال اللہ نے یہ آیت اتاری یعنی اس سبب سے اور حجت پکڑی ہے
ساتھ اس کے جس نے جائز رکھا ہے اجتہاد حضرت ﷺ کا اور جائز رکھا ہے رازی رحمہ اللہ نے یہ کہ اجازت دی گئی ہو
آپ کو جلدی کرنے میں نہیں وارد ہونے کے وقت تک پس نہیں لازم آتا واقع ہونا اجتہاد کا بیچ اس کے اور ضمیر بہ میں
عائد ہے طرف قرآن کے اگرچہ اس کا ذکر پہلے گزر نہیں لیکن قرآن راہ دکھاتا ہے طرف اس کی بلکہ دلالت کرتا ہے
اس پر سیاق آیت کا اور یہ جو کہا ﴿وقرآنہ﴾ تو ایک روایت میں ہے کہ تو اس کو پڑھے اور طبری کی روایت میں ہے
کہ تو اس کو اس کے بعد پڑھے اور یہ جو فرمایا ﴿فاذا قرآنہ﴾ یعنی جب فرشتہ اس کو تجھ پر پڑھے اور قول اس کا
﴿فاتبع قرآنہ﴾ یعنی جب ہم اس کو اتاریں تو اس کی طرف کان لگا یہ تاویل دوسری ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے
سوائے اس تاویل کے کہ منقول ہے اس سے ترجمہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ سن اور چپ رہ اور نہیں شک ہے
اس میں کہ استماع خاص تر ہے انصاف سے اس واسطے کہ استماع کے معنی ہیں کان لگا کر سننا اور نا انصاف کے معنی
ہیں چپ رہنا اور نہیں لازم آتا چپ رہنے سے سننا اور وہ مثل اس آیت کے ہے ﴿فاستمعوا لہ وانصتوا﴾ اور

حاصل یہ ہے کہ واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اللہ کے اس قول کی تاویل ﴿انزلناہ﴾ اور بیچ قول اس کے ﴿فاستمع﴾ کے دو قول ہیں اور ضمیر بیچ قول اس کے ﴿فاتبع قرآنہ﴾ واسطے جبریل علیہ السلام کے ہے یعنی جب جبریل علیہ السلام کی قرأت تمام ہو تو تو اس کو پڑھ اور یہ جو کہا کہ پھر ہم پر ہے بیان کرنا اس کا یہ کہ بیان کریں ہم اس کو تیری زبان سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے جیسا کہ مذہب جمہور اہل سنت کا ہے اور نص کی ہے اس پر شافعی رحمہ اللہ نے واسطے اس کے کہ تقاضا کرتا ہے اس کو ثم تراخی اور دیر سے اور نہیں تمام ہوتا یہ مگر اوپر تاویل بیان کے ساتھ بیان کرنے معنی کے نہیں تو اگر حمل کیا جائے اس پر کہ مراد ہمیشہ یاد رکھنا اس کا ہے اور ظاہر کرنا اس کا ہے حضرت ﷺ کی زبان پر تو نہیں کہا آمدی نے جائز ہے کہ مراد بیان سے اظہار ہونہ بیان کرنا مجمل کا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ مراد تمام قرآن ہے اور مجمل فقط بعض ہے اور نہیں ہے کوئی خصوصیت واسطے بعض اس کے ساتھ امر مذکور کے سوائے بعض کے اور کہا ابو الحسنین بصری نے کہ جائز ہے کہ مراد بیان تفصیلی ہو اور نہیں لازم آتا اس سے جواز تاخیر بیان اجمالی کا سو نہ تمام ہوگا استدلال اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ دونوں معنی مراد ہوں اظہار بھی اور تفصیل بھی اور جو سوائے اس کے ہے اس واسطے کہ قول اس کا بیانہ جنس مضاف ہے پس عام ہوگا اس کی سب قسموں کو اظہار سے اور تمییز احکام سے اور جو اس کے متعلق ہے تخصیص تہقید اور نسخ وغیرہ سے اور اس حدیث کی اکثر شرح پدید الوسی میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

سُورَةُ هَلْ آتَىٰ عَلَيَّ الْإِنْسَانُ
يُقَالُ مَعْنَاهُ آتَىٰ عَلَيَّ الْإِنْسَانُ وَهَلْ
تَكُونُ جَحْدًا وَتَكُونُ خَبْرًا وَهَذَا مِنَ
الْخَبْرِ.

سورہ ہل آتی علی الانسان کی تفسیر کا بیان
کہا جاتا ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ آیا ہے آدمی پر ایک
زمانہ کہ نہ تھا کچھ چیز ذکر کی جاتی اور کلمہ ہل کا کبھی واسطے
نفی کے ہوتا ہے یعنی واسطے استفہام انکاری کے اور کبھی
خبر یعنی اثبات کے واسطے ہوتا ہے یعنی اس کے ساتھ خبر
دی جاتی ہے اور اس جگہ ساتھ معنی اثبات کے ہے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ تو کہتا ہے کہ کیا میں نے تجھ کو نصیحت کی کیا میں نے تجھ کو دیا یعنی تو ثابت کرتا ہے اس بات
کو کہ تو نے اس کو نصیحت کی اور دیا اور نفی یہ ہے کہ تو کہے کہ کیا کوئی ایسی چیز پر قادر ہے یعنی نہیں اور اصل یہ ہے کہ ہل
واسطے استفہام کے ہے لیکن کبھی واسطے تقریر کے ہوتا ہے اور کبھی واسطے انکار کے سو یہ دعویٰ کرنا کہ یہ زیادہ ہے اس کی
کچھ حاجت نہیں اور کہا ابو عبیدہ نے کہ ہل ساتھ معنی قد کے ہے اور نہیں واسطے استفہام کے اور کہا اس کے غیر نے
کہ بلکہ وہ واسطے استفہام تقریری کے ہے گویا کہ کہا گیا ہے واسطے اس شخص کے جو قیامت کا منکر ہے کیا آیا ہے آدمی
پر کوئی زمانہ کہ نہ تھا وہ کچھ چیز ذکر کی جاتی سو کہتا ہے ہاں سو کہا جاتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے اس کو اس کے بعد کہ

کچھ نہ تھا قادر ہے وہ اس کے پھر پیدا کرنے پر۔ (فتح)
 يَقُولُ كَانَ شَيْئًا فَلَمْ يَكُنْ مَذْكُورًا
 وَذَلِكَ مِنْ حِينِ خَلَقَهُ مِنْ طِينٍ إِلَى أَنْ
 يُنْفَخَ فِيهِ الرُّوحُ.

فائدہ: یہ کلام فراء کا ہے اور حاصل اس کا منفی ہونا موصوف کا ہے ساتھ منفی ہونے صفت کے اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے معتزلوں کے ان کے دعویٰ میں کہ معدوم چیز ہے۔ (فتح) اور مراد ساتھ انسان کے آدم علیہ السلام ہیں اور مراد دھر سے چالیس برس ہیں کہ ان کا بدن روح پھونکنے سے پہلے چالیس برس کے اور طائف کے درمیان پڑا ہے اور یا مراد ساتھ انسان کے جنس ہے اور مراد دھر سے مدت حمل کی ہے۔ (ق)

یعنی امشاج کے معنی ہیں ملی ہوئی چیز یعنی عورت اور مرد
 کی منی سے خون سے پھر خون کی پھسکی سے پھر بوٹی سے
 پھر گوشت سے پھر ہڈیوں سے اور کہا جاتا ہے مشیج
 اوپر وزن فعلیل کے ساتھ معنی ممشوج کے جب کہ
 ایک چیز دوسری چیز سے ملائی جائے مثل قول تیرے کے
 خلیط ساتھ معنی مخلوط کے۔

﴿أَمْشَاجٌ﴾ الْأَخْلَاطُ مَاءُ الْمَرْأَةِ وَمَاءُ
 الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَةُ وَيُقَالُ إِذَا خَلِطَ
 مَشِيجٌ كَقَوْلِكَ خَلِيطٌ وَمَمْشُوجٌ مِثْلُ
 مَخْلُوطٍ.

فائدہ: یہ قول فراء کا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿امشاج نبلیہ﴾ اور عکرمہ سے روایت ہے کہ مرد کی منی سے
 کھال اور ہڈیاں پیدا ہوتی ہیں اور عورت کی منی سے بال اور گوشت پیدا ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 کہ امشاج کے معنی ہیں مختلف رنگوں سے اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرخ اور سیاہ سے۔ (فتح)
 وَيُقَالُ ﴿سَلَسِلًا وَأَغْلَالًا﴾ وَلَمْ يُجْبَرِ
 بَعْضُهُمْ.

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ بعض نے سلاسل کو تنوین کے ساتھ پڑھا ہے یہ قول کسائی اور نافع وغیرہ کا ہے اور بعض
 نے اس کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے پھر جو لوگ اس کو بغیر تنوین کے پڑھتے ہیں ان میں سے بعض اس پر الف کے ساتھ
 وقت کرتے ہیں اور بعض بغیر الف کے۔

یعنی مستطیرا کے معنی ہیں کہ اس کی بدی دراز ہے، ا
 نے فرمایا ﴿وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانُ شَرِّهِ مَسْتَطِيرًا﴾
 یعنی قمطریر کے معنی ہیں سخت، اللہ نے فرمایا ﴿

﴿مَسْتَطِيرًا﴾ مُتَمَدًّا الْبَلَاءُ.

مَا أَقَامَ نَبِيُّ الشَّدِيدِ يُقَالُ يَوْمٌ قَمَطَرِيرٌ

عبوسا قمطیرا ﴿﴾ کہا جاتا ہے یوم قمطیر ارج یعنی ان سب لفظوں کے معنی ہیں دن سخت مصیبت والا۔

وَيَوْمٌ قَمَاطِرٌ وَالْعَبُوسُ وَالْقَمَطِيرُ وَالْقَمَاطِرُ وَالْعَصِيبُ أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ الْأَيَّامِ فِي الْبَلَاءِ.

یعنی اسرہم کے معنی ہیں مضبوطی پیدائش کی اور جو چیز کہ مضبوط کرے تو اس کو اونٹ کے پالان سے تو وہ ماسور ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نحن خلقناهم وشددنا أسرهم﴾ اور کہا جاتا ہے واسطے گھوڑے کے شدید الاسر یعنی مضبوط بدن والا

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿أَسْرَهُمُ﴾ شِدَّةُ الْخَلْقِ وَكُلُّ شَيْءٍ شَدَّدْتَهُ مِنْ قَبْلِ وَغَيْطٍ فَهُوَ مَاسُورٌ.

فائدہ: اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نصرۃ یعنی تازگی منہ میں ہوتی ہے اور سرور دل میں ہوتا ہے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿ولقاهم نصرۃ و سرورا﴾ اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اراکک کے معنی ہیں تخت اور کہا براء رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وذلت قطفوها﴾ کہ توڑیں گے جس طرح چاہیں گے یعنی کھائیں گے بہشت کے میوے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اور جس حال پر چاہیں گے اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ سلسبیلہ کے معنی ہیں تیز بہنے والا۔ تَنْبِيْهِ: نہیں وارد کی ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ انہوں نے اس کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پڑھا اور وہ نماز کے بیان میں پہلے گزر چکی ہے۔ (تح)

سورۃ مرسلات کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْمُرْسَلَاتِ

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مراد ﴿و المرسلات عوفا﴾ سے فرشتے ہیں جو معروف کے ساتھ بھیجے گئے۔ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿جَمَالَاتٌ﴾ جِبَالٌ.

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿كانه جمالات صفر﴾ اور مراد ساتھ کسر جم کے ہے اور بعض اس کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں اس کے معنی ہیں اونٹ کالے۔

ارکعوا کے معنی ہیں نماز پڑھو اور لا یرکعون کے معنی ہیں نہیں نماز پڑھتے، اللہ نے فرمایا ﴿واذا قيل لهم ارکعوا لا یرکعون﴾.

﴿ارْكَعُوا﴾ صَلُّوا ﴿لَا يَرْكَعُونَ﴾ لَا يُصَلُّونَ.

یعنی کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ان آیتوں کے کیا معنی ہیں کہ یہ دن ہے کہ نہ بولیں گے اور قسم ہے

وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَا يَنْطِقُونَ﴾ ﴿وَاللَّهِ رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ ﴿الْيَوْمَ﴾

اللہ کہ ہم شرک نہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آج ہم مہر کر دیں گے ان کے منہ پر بعض آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن کلام کریں گے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام نہیں کریں گے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قیامت کا دن کئی رنگ کا ہے اور اس میں کئی جگہیں مختلف ہیں ایک بار بولیں گے اور ایک بار ان کے منہ پر مہر کی جائیں گی یعنی وہ دن دراز ہے آدمی کے واسطے اس میں کئی حالات ہوں گے ایک حال میں بولیں گے اور ایک حال میں نہ بولیں گے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قیامت کا دن بہت دراز ہے اس میں کئی جگہ وقف ہوگا ایک گھڑی ان پر آئے گی کہ اس میں نہ بولیں گے پھر ان کو اجازت ہوگی سو وہ جھگڑیں گے پھر تسمیں کھائیں گے اور انکار کریں گے اور جب ایسا کریں گے تو اللہ ان کے منہ پر مہر کر دے گا اور ان کے ہاتھ پاؤں کو حکم ہوگا وہ ان پر گواہی دیں گے جو کیا پھر ان کی زبان کلام کرے گی سو گواہی دیں گے اپنی جانوں پر جو انہوں نے کیا سو یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے ﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا﴾۔ (فتح)

۳۵۴۹۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو آپ پر سورہ والمرسلات اتاری گئی اور پیشک ہم اس کو آپ کے منہ سے سیکھتے تھے اور یاد کرتے تھے سو ایک سانپ نکلا تو ہم اس کی طرف چھٹے سو وہ ہم سے آگے بڑھا اور اپنی بل میں گھسا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے شر سے بچایا گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچائے گئے۔

۴۵۴۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُنزِلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَإِنَّا لَنَلْقَاهَا مِنْ فِيهِ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَابْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وَقِيَتْ شَرَّهَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو اور حاصل یہ ہے کہ اصحاب نے چاہا کہ اس سے آگے بڑھیں سو وہ ان سے آگے بڑھ گیا۔

مراد یہ ہے کہ زیادہ کیا ہے یحییٰ بن آدم نے اس میں واسطے اسرائیل کے اور شیخ کو اور وہ اعمش ہے۔

مراد یہ ہے کہ مخالفت کی ہے ان تینوں نے اسرائیل کی روایت کو اعمش سے ابراہیم کے شیخ میں سو اسرائیل کہتا ہے کہ عن الاعمش عن علقمة اور یہ کہتے ہیں اسود سے۔
مراد یہ ہے موافق ہو امغیرہ اسرائیل کو ابراہیم کے شیخ میں اور یہ کہ وہ علقمہ ہے۔

مراد یہ ہے کہ واسطے اس حدیث کے اصل ہے سوائے طریق اعمش اور منصور کے۔

۴۵۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں یعنی منیٰ میں تھے کہ اچانک آپ پر سورہ مرسلات اتری سو ہم نے اس کو آپ کے منہ سے سیکھا اور حالانکہ آپ کا منہ اس کے ساتھ تر تھا یعنی آپ اس کو پڑھتے تھے کہ اچانک ایک سانپ نکلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو بچاؤ اس کو مارڈالو ہم اس کے پیچھے دوڑے سو وہ ہم سے آگے بڑھ گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچایا گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچائے گئے۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ بیشک وہ آگ پھینکتی ہے چنگاڑیاں جیسے قصر یعنی بقدر قصر کے۔

۴۵۴۱۔ حضرت ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی

حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ
آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهَذَا وَعَنْ
إِسْرَائِيلَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ
عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ أَسْوَدُ بْنُ
عَامِرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ.

وَقَالَ حَفْصُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ
قُرْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ
الْأَسْوَدِ.

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ
عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ.

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

۴۵۵۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ
الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ
قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ
عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَتَلَقَيْنَاهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ
فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
اقتلوهما قَالَ فَايْتَدَرْنَاهَا فَسَبَقْنَا قَالَ فَقَالَ
وَقَيْتُمْ شَرَّكُمْ كَمَا وَقَيْتُمْ شَرَّهَا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرِّ
كَالْقَصْرِ﴾.

۴۵۴۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا

سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ
سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِنَّمَا تَرَمِي بِشَرِّ كَالْقَصْرِ
قَالَ كُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصْرِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ
أَقْلَّ فَنَرَفَعُهُ لِلشَّيْءِ فَسَمِيَهُ الْقَصْرَ.

تفسیر میں کہ بیشک وہ آگ پھینکتی ہے چنگاڑیاں بقدر قصر کے
کہا کہ تھے ہم اٹھاتے لکڑی بقدر تین ہاتھ کے یا کم تر سوہم
اس کو جاڑے کے واسطے اٹھاتے یعنی واسطے گرم کرنے اس
کے سوہم اس کا نام قصر رکھتے۔

فائدہ: قصر ساتھ فتح صاد کے جمع ہے قصرہ کی یعنی اونٹوں کی گردن کی مانند اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بھجور کے ٹھنڈ ہیں
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عرب جاہلیت کے وقت میں کہتے تھے اقصر والنا الحطب سوکاٹی جاتی لکڑی
بقدر ہاتھ اور دو ہاتھ کے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں وہ مانند درختوں اور
پھاڑوں کے لیکن وہ مثل شہروں اور قلعوں کے ہے حاصل یہ ہے کہ اونچی ہوتی ہیں چنگاڑیاں بقدر تین ہاتھ کے یا کم تر
یا مانند گردن اونٹوں کے یا مانند بھجور کے درختوں کے یا مانند گل کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَأَنَّهُ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جیسے وہ اونٹ
ہیں زرد۔

٤٥٤٢ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا
يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ
بْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا تَرَمِي بِشَرِّ كَالْقَصْرِ قَالَ كُنَّا نَعْمِدُ
إِلَى الْخَشَبِ ثَلَاثَةَ أَذْرُعٍ أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ
فَنَرَفَعُهُ لِلشَّيْءِ فَسَمِيَهُ الْقَصْرَ ﴿كَأَنَّهُ
جِمَالَاتٌ صُفْرٌ﴾ جِبَالُ السُّفَنِ نَجْمَعُ
حَتَّى تَكُونَ كَأَوْسَاطِ الرِّجَالِ.
بَابُ قَوْلِهِ ﴿هَذَا يَوْمٌ لَا يَنْطِقُونَ﴾

۳۵۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے اس
قول کی تفسیر میں کہ وہ پھینکتی ہے چنگاڑیاں کہا کہ تھے ہم قصد
کرتے طرف لکڑی تین ہاتھ یا اس سے زیادہ کے سو اٹھاتے
ہم اس کو واسطے جاڑے کے جیسے وہ رسیاں ہیں کشتی کی کہ جمع
کی جائیں یعنی بعض کو بعض کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ مضبوط
ہو یہاں تک کہ ہو مانند درمیان مرد کے یعنی موٹی ہو جائیں۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ یہ دن ہے کہ نہ
بولیں گے۔

۳۵۴۳۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت
میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ اچانک
آپ پر سورہٴ مرسلات اتری سو بیشک آپ اس کو پڑھتے تھے
اور البتہ میں اس کو لیتا ہوں آپ کے منہ سے اور آپ کا منہ

٤٥٤٣ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ
حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي
إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کے ساتھ تر ہے یعنی اس کو ذوق سے پڑھتے ہیں کہ اچانک ایک سانپ ہم پر کودا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مار ڈالو سو ہم اس کے پیچھے دوڑے سو وہ ہم سے آگے بڑھ گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچے، کہا عمر نے یاد رکھا ہے میں نے اس کو اپنے باپ سے کہ یہ واقعہ مٹی کی غار میں تھا۔

فِي غَارٍ إِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ فَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا وَإِنِّي لَأَتْلَقُهَا مِنْ فِيهِ وَإِنَّ فَاهُ لَرَطَّبَ بِهَا إِذْ وَبَّتْ عَلَيْنَا حَيْةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْتُلُوهَا فَاِبْتَدَرْنَاَهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقِيَّتْ شَرُّكُمْ كَمَا وَقِيَّتُمْ شَرَّهَا قَالَ عُمَرُ حَفِظْتُهُ مِنْ أَبِي فِي غَارِ بَيْمِي.

فائدہ: مراد یہ ہے کہ زیادہ کیا ہے اس کے باپ نے بعد قول اس کے حدیث میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک غار میں تھے مٹی میں یعنی مٹی کا لفظ اس نے زیادہ کیا ہے۔

سورہ عم کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ لایرجون حسابا کے معنی ہیں کہ اس سے نہیں ڈرتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿انهم كانوا لا يرجون حسابا﴾۔

یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں نہ کلام کریں گے اس سے مگر یہ کہ ان کو اجازت ہو۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ وہا جا کے معنی ہیں چمکتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وجعلنا سراجا وهاجا﴾۔

اور ﴿عطاء حسابا﴾ کے معنی ہیں بدلہ کافی تو کہتا ہے دیا مجھ کو جو کافی ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ﴿عطاء حسابا﴾ کے معنی ہیں بہت۔

سُورَةَ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ
قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَا يَرْجُونَ حِسَابًا﴾ لَا
يَخَافُونَهُ.

﴿لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ لَا يَكْلِمُونَهُ
إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُمْ.
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَهَاجًا﴾ مُضِيًّا.

﴿عَطَاءٌ حِسَابًا﴾ جَزَاءٌ كَافِيًا أَعْطَانِي
مَا أَحْسَبْنِي أَيْ كَفَانِي.

فائدہ: اور ﴿صوابا﴾ کے معنی ہیں کہ جس نے حق کہا دنیا میں اور عمل کیا ساتھ اس کے اور ﴿ثجا جا﴾ کے معنی ہیں بننے والا اور ﴿دھا فا﴾ کے معنی ہیں بھرا ہوا اور ﴿کوا عب﴾ کے معنی ہیں جوان عورتیں اور ﴿غساق﴾ کے معنی ہیں دوزخیوں کے آنسو کہا جاتا ہے جاری ہوا زخم اور غساق اور غسین دونوں کے ایک معنی ہیں۔ ﴿فخ﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ دوزخیوں کی پیپ ہے۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ جس دن پھونکا

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَوْمَ يَنْفُخُ فِي الصُّورِ﴾

جائے گا صور میں سوتم چلے آؤ گے گروہ گروہ ہو کے۔

۴۵۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو پھونکوں کے درمیان چالیس ہیں، راوی نے پوچھا کہ چالیس دن فرق ہوگا کہا میں نے انکار کیا پھر راوی نے کہا کہ چالیس مہینے فرق ہوگا کہا میں نے انکار کیا پھر راوی نے کہا کہ چالیس برس ہوگا کہا میں نے انکار کیا یعنی تعین مجھ کو معلوم نہیں، کہا پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارے گا سواگیں گے جیسے گھاس اگتی ہے آدی کے بدن کی کوئی چیز نہیں مگر کہ گل جاتی ہے مگر ایک ہڈی نہیں گلتی اور وہ ریڑھ کی ہڈی ہے جہاں سے جانور کی دم نکلتی ہے اور قیامت کے دن اسی ہڈی سے مخلوق بنائی جائے گی اور یہ جو کہا کہ میں نے انکار کیا یعنی یہ کہہوں جو نہیں سنا۔

سورۃ نازعات کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ مراد آیۃ الکبریٰ سے لاشی اور چمکنا ہاتھ کا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَارَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَى﴾

اور کہا جاتا ہے کہ نخوۃ اور ناخوۃ کے ایک معنی ہیں مانند طامع اور طمع اور باخل اور بخل کی۔

فائدہ: یعنی برابر ہے اصل معنی میں نہیں تو جو نخرہ میں مبالغہ ہے وہ ناخرہ میں نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِذَا سَا عَظَامَا نَخْرَةَ﴾

اور کہا بعض نے کہ نخوۃ گلی ہڈی ہے اور ناخوۃ کھوکل ہڈی ہے جو اندر سے خالی ہو جس میں ہوا گزرے سو آواز کرے یہاں تک کہ اس کے واسطے آواز سنی جائے۔

اور طامۃ وہ ہنگامہ ہے جو سب سے اوپر ہو۔

فائدہ: کہا فراء نے بیچ قول اللہ کے ﴿فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَةُ الْكُبْرَى﴾ یعنی جب آئے بڑا ہنگامہ جو سب ہنگاموں

فَاتَوْنَ أَفْوَاجًا ﴿زُمَرًا﴾

۴۵۴۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْحَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ آبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ آبَيْتُ قَالَ أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ آبَيْتُ قَالَ ثُمَّ يُنَزَّلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ لَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يَرْكَبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

سُورَةُ وَالنَّازِعَاتِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْآيَةُ الْكُبْرَى﴾ عَصَاهُ وَبَيْدَهُ.

يُقَالُ النَّاخِرَةُ وَالنَّخْرَةُ سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمَعِ وَالْبَاحِلِ وَالْبَخِيلِ.

وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخْرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمَجْوُوفُ الَّذِي تَمُرُّ فِيهِ الرِّيحُ فَيَنْخَرُ.

﴿الطَّامَةُ﴾ تَطْمُّ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ.

سے اوپر ہے یعنی قیامت۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «الْحَافِرَةُ» النَّبِيُّ
أَمْرُنَا الْأَوَّلُ إِلَى الْحَيَاةِ.

اور حافرة سے مراد پہلی حالت ہے یعنی زندگی دنیا کی،
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وانا لمردودون في الحافرة﴾
یعنی کیا ہم پھیرے جائیں گے زندگی کی طرف۔

یعنی کہا اس کے غیر نے کہ ﴿ایان مرساها﴾ کے معنی
ہیں کہاں ہے نہایت اس کی اور مرسی سفینہ کا وہ ہے جس
جگہ آخر کو کشتی پہنچی اللہ نے فرمایا ﴿ایان مرساها﴾۔

وَقَالَ غَيْرُهُ «أَيَانَ مَرْسَاهَا» مَتَى
مُنْتَهَاهَا وَمَرْسَى السَّفِينَةِ حَيْثُ تَنْتَهِي.

فائدہ: اور ﴿راجفة﴾ کے معنی ہیں پہلی بار صور کا پھونکنا اور ﴿رادفة﴾ کے معنی ہیں دوسری بار اس کا پھونکنا یعنی
جب خلقت قبروں سے جی کر اٹھے گی۔

۴۵۴۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنی دونوں انگلیوں یعنی بیچ کی انگلی
اور کلمے کی انگلی سے اشارہ کیا اس طرح میں رسول ہوا متصل
قیامت کے جیسے یہ دونوں متصل ہیں یعنی میرے اور قیامت
کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔

۴۵۴۵ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّمِ حَدَّثَنَا
الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ
حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ بِإِصْبَعَيْهِ هَكَذَا بِالْوَسْطَى وَالَّتِي تَلِي
الْإِبْهَامَ بَعَثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقائق میں آئے گی۔

سورہ عبس کی تفسیر کا بیان

عبس کے معنی ہیں تیوڑی چڑھائی اور منہ کھٹا کیا اور تولی
کے معنی ہیں منہ موڑا۔

سُورَةُ عَبَسَ
﴿عَبَسَ وَتَوَلَّى﴾ كَلَمَحٍ وَأَعْرَضَ.

فائدہ: نہیں اختلاف ہے سلف کو بیچ اس کے کہ فاعل عبس کا حضرت ﷺ ہیں یعنی حضرت ﷺ نے اپنا منہ موڑا
اس سبب سے کہ اس کے پاس اندھا آیا، ترمذی وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن ام
مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے کے حق میں اتری کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو سکھلایے جو اللہ
نے آپ کو سکھلایا ہے اور ان کے پاس قریش کا ایک رئیس تھا سو حضرت ﷺ اس سے منہ موڑ کر اس رئیس کی طرف
متوجہ ہوئے تو یہ آیت اتری۔ (فتح)

اور اس کے غیر نے کہا کہ مطهرة کے معنی ہیں نہیں ہاتھ

وَقَالَ غَيْرُهُ «مُطَهَّرَةٌ» لَا يَمْسُهَا إِلَّا

الْمُطَهَّرُونَ وَهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَهَذَا مِثْلُ
قَوْلِهِ ﴿فَالْمَذَبَرَاتِ أَمْرًا﴾ جَعَلَ
الْمَلَائِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِأَنَّ
الصُّحُفَ يَقَعُ عَلَيْهَا التُّطَهِيرُ فَجَعَلَ
التُّطَهِيرَ لِمَنْ حَمَلَهَا أَيْضًا.

لگاتے ان کو مگر پاک لوگ اور وہ فرشتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿فی صحف مکرمة مرفوعة مطهرة﴾ اور یہ مثل اللہ کے اس قول کی ہے کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو کام کی تدبیر کرتے ہیں یعنی فرشتوں کو پاک کہنا باوجود اس کے کہ پاک ہونا صحف کی صفت ہے اس قول کے قبیل سے ہے کہ تدبیر واقع میں صفت محمول کی ہے حال یعنی فرشتے کو مدبر کہا گیا چنانچہ بخاری نے خود کہا کہ اللہ نے فرشتوں اور صحیفوں کو پاک ٹھہرایا اس واسطے کہ صحیفوں پر پاک ہونا واقع ہوتا ہے یعنی ان کو پاک کہا جاتا ہے سو ان کے حال یعنی اٹھانے والے کو بھی پاک کہا گیا۔

سفرة کے معنی ہیں فرشتے، اللہ نے فرمایا ﴿بایدی سفرۃ کرام بورۃ﴾ اور سفرۃ جمع کا لفظ ہے اس کا واحد سافر ہے کہا جاتا ہے سرفت یعنی میں نے ان کے درمیان صلح کی اور ٹھہرائے گئے فرشتے جب اترے ساتھ وحی اللہ کے اور پہچانے اس کے طرف پیغمبروں کی مانند سفیر کے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے۔

﴿سَفَرَةٍ﴾ الْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ
سَفَرْتُ أَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجَعَلْتُ
الْمَلَائِكَةَ إِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللَّهِ وَتَأْدِيبِهِ
كَالسَّفِيرِ الَّذِي يُصَلِّحُ بَيْنَ الْقَوْمِ.

فائدہ: اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ تمام فرشتے اللہ کے رسول ہیں اور علماء کے اس میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ بعض ان میں پیغمبر ہیں اور بعض نہیں جیسے کہ آدمیوں میں اللہ نے فرمایا ﴿اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ رسلا ومن الناس﴾۔

اور اس کے غیر نے کہا کہ تصدی کے معنی ہیں اس سے غافل ہوا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿تَصَدَّى﴾ تَغَافَلَ عَنْهُ.

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ تصدی کے معنی ہیں تعرض کیا اور متوجہ ہوا اور یہی لائق ہے ساتھ تفسیر آیت کے اس واسطے کہ نہیں غافل ہوئے حضرت ﷺ مشرکوں سے بلکہ صرف اندھے سے غافل ہوئے تھے جس پر عتاب ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿اما من استغنی فان له تصدی﴾۔

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ادا کرتا کوئی جس کا ہم کو حکم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿لَمَّا يَقْضَى﴾ لَا يَقْضِي

أَحَدًا مَّا أَمْرًا بِهِ .
 ہوا یعنی آدم علیہ السلام کے وقت سے آج تک اس واسطے کہ
 قصور سے کوئی خالی نہیں، اللہ نے فرمایا ﴿لَمَا يَقْضِ مَا
 أَمْرُهُ﴾ یعنی لہذا ساتھ معنی لافنی کے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿تَرْهَقَهَا﴾ تَفْشَاهَا
 شِدَّةً .
 اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ﴿تَرْهَقَهَا﴾ کے معنی ہیں کہ
 ڈھانکے گی ان کو شدت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿تَرْهَقَهَا
 قِتْرَةً﴾۔

﴿مُسْفِرَةٌ﴾ مُسْفِرَةٌ .
 مسفرة کے معنی ہیں روشن، اللہ نے فرمایا ﴿وجوه
 یومئذ مسفرة﴾۔

﴿بِأَيْدِي سَفَرَةٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبِيَّةٍ
 ﴿أَسْفَارًا﴾ كِتَابًا .
 کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے اس قول میں کہ سفرہ کے
 معنی ہیں لکھنے والے اور اسفار سے مراد کتابیں ہیں یعنی
 اللہ کے اس قول میں ﴿كَمِثْلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اسْفَارًا﴾
 اور اسفار جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد سفر ہے۔

﴿تَلَهَّى﴾ تَشَاغَلَ .
 ﴿تلہی﴾ کے معنی ہیں مشغول ہوا، اللہ نے فرمایا ﴿فانت
 عنه تلہی﴾۔

اور کہا گیا کہ اسفار کا واحد سفر ہے۔

۴۵۴۶ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا
 قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ زُرَّارَةَ بِنَ أَوْفَى يُحَدِّثُ
 عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ
 الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ
 الْبُرُورَةِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ
 وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ .

فائدہ: مراد مثل سے اس جگہ صفت ہے مانند اس قول اللہ کے مثل الجیزہ کہا خطابي نے گویا کہ فرمایا کہ صفت اس کی
 اور حالانکہ وہ اس کا حافظ ہے گویا کہ فرشتوں کے ساتھ ہے اور صفت اس کی حالانکہ وہ اس پر سخت ہے یہ ہے کہ اس کو
 دوہرا ثواب ہے اور کہا ابن تمین نے کہ مثل ساتھ معنی تشبیہ کے ہے یعنی جو حافظ قرآن کی مانند اور مشابہ ہے وہ

فرشتوں کے ساتھ ہوگا سو کیا حال ہے خود حافظ کا اور یہ جو کہا کہ اس کو دو ہر اثناب ہے تو کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے اس میں کہ کیا اس کو دو ہر اثناب ہے اس شخص کا جو قرآن کو پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ ہے یا اس کو دو ہر اثناب ہے اور ثواب پہلے کا یعنی حافظ کا زیادہ تر ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور جائز ہے واسطے اس کے جو پہلے کو ترجیح دیتا ہے یہ کہ کہے کہ ثواب بقدر مشقت کے ہے۔ (فتح) لیکن ہم نہیں مانتے کہ حافظ ماہر مشقت سے خالی ہو اس واسطے کہ نہیں ہوتا وہ حافظ مگر بعد محنت بہت اور مشقت سخت کے غالباً۔ (ق)

سورہ تکویر کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ إِذَا الشَّمْسُ كَوَّرَتْ

فائدہ: اس کو سورہ تکویر بھی کہا جاتا ہے۔

﴿انكدرت﴾ انتشرت.

انکدرت کے معنی ہیں جب ستارے زمین پر گر پڑیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿واذا النجوم انكدرت﴾.

اور کہا حسن نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿واذ البحار سجرت﴾ کہ سجرت کے معنی ہیں کہ جب دریاؤں کا پانی دور ہو سو ایک قطرہ باقی نہ رہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿سُجْرَتْ﴾ ذَهَبَ مَا وَهَا فَلَا يَبْقَى قَطْرَةٌ.

اور مسجور کے معنی ہیں بھرا ہوا۔

اور کہا اس کے غیر نے کہ سجرت کے معنی ہیں جوش مارا بعض اس کے نے طرف بعض کی پس ہو گیا ایک ہی دریا۔ یعنی خنس کے معنی اس آیت کی تفسیر میں پھرنا ہے اور تخنس کے معنی ہیں کہ اپنی جگہ میں پھرتے ہیں اور تکلنس کے معنی ہیں چھپتا ہے جیسے چھپتا ہے ہرن کا بچہ اپنے گھر میں جو درختوں کی شاخوں میں بناتا ہے اور مراد پانچ ستارے ہیں بہرام اور زحل اور عطارد اور زہرہ اور مشتری۔ اور تنفس کے معنی ہیں بلند ہوا دن، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْمَسْجُورُ الْمَمْلُوءُ. وَقَالَ غَيْرُهُ سُجْرَتْ أَفْضَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا. وَالْخُنْسُ تَخْنِسُ فِي مَجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَبِرُ كَمَا تَكْنِسُ الطَّبَّاءُ.

﴿والصبح اذا تنفس﴾.

﴿تَفَسَّ﴾ اِرْتَفَعَ النَّهَارُ.

یہ اشارہ ہے طرف دونوں قرأتوں کی سو جس نے اس کو ظ کے ساتھ پڑھا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ کسی نے اس کو تہمت نہیں کی اور ضاد کے ساتھ بخیل کو کہتے ہیں۔

وَالظَّنِّ الْمَتَّهُمُ وَالضَّنِّ يَضُّنُّ بِهِ.

فائدہ: اور تا اس کو ظا کے ساتھ پڑھتا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اس کو ضاد کے ساتھ پڑھتے تھے کہا ابن ابی حاتم نے کہ دونوں برابر ہیں اس کے معنی ہیں کہ نہیں وہ جھوٹا۔

وَقَالَ عُمَرُ «الْأَنْفُسُ زُوجَتْ» يَزُوجُ
نَظِيرَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَأَ
«أَحْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا
وَأَزْوَاجَهُمْ»
کہا عمر نے اس آیت کی تفسیر میں «النفوس زوجت»
کہ جوڑا کیا جائے گا مرد ساتھ نظیر اپنی کے بہشتیوں سے
اور دوزخیوں سے پھر یہ آیت پڑھی کہ جمع کیے جائیں
ظالم لوگ اور ان کے جوڑے یعنی واسطے سند اس بات
کے کہ یہ آیت ان معنوں پر دلالت کرتی ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دو مرد ہیں کہ عمل کرتے ہیں ایک اپنے عمل سے بہشت میں داخل ہوتا ہے اور
ایک دوزخ میں گنہگار ساتھ گنہگار کے اور نیک ساتھ نیک کے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ اگر دنیا میں نیک آدمی کے
ساتھ تھا تو بہشت میں بھی اسی کے ساتھ رہے گا اور اگر بد کے ساتھ تھا تو دوزخ میں بھی اسی بد کے ساتھ ہو جو بد کام
میں اس کی مدد کرتا تھا۔ (فتح)

«عَسَسَ» أَذْبَرَ.
عسس کے معنی ہیں جب رات پیٹھ پھیرے اور جائے
فائدہ: نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورہ کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوعہ اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جید
جو روایت کی ہے احمد اور ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ جس کو خوش
لگے کہ قیامت کے دن کو دیکھے جیسے آنکھ سے دیکھتا ہے تو چاہیے کہ پڑھے «إذا الشمس كورت» و «إذا
السماء انفطرت»۔ (فتح)

سورۃ انفطارت کی تفسیر کا بیان

اور کہا ربیع نے کہ جب دریا جاری ہوں اور ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ بعثت کے معنی ہیں کہ نکلے
جو اس میں مردہ ہے۔

اور عمش اور عاصم نے فعدلك کو تخفیف کے ساتھ پڑھا
ہے یعنی ساتھ تخفیف دال مہملہ کے اور حجاز والوں نے
اس کو تشدید دال کے ساتھ پڑھا ہے اس کے معنی تشدید
کے ساتھ معتدل پیدائش ہے یعنی سب اعضاء آپس میں
مناسب اور برابر ہیں ایسا نہیں کہ ایک ہاتھ لمبا ہو اور

سُورَةَ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ

وَقَالَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ «فُجِرَتْ»
فَاصَتْ.

وَقَرَأَ الْأَعْمَشُ وَعَاصِمٌ «فَعَدْلَكَ»
بِالتَّخْفِيفِ وَقَرَأَهُ أَهْلُ الْحِجَازِ
بِالتَّشْدِيدِ وَأَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ
خَفَفَ يَعْنِي «فِي أَيِّ صُورَةٍ» شَاءَ إِمَّا
حَسَنًا وَإِمَّا قَبِيحًا أَوْ طَوِيلًا أَوْ قَصِيرًا.

ایک چھوٹا اور ایک آنکھ بڑی ہو اور ایک چھوٹی اور جو اس کو تخفیف دال کے ساتھ پڑھتا ہے تو اس کی مراد یہ ہے کہ وہ پھیرا تجھ کو جس صورت میں چاہا خوبصورت یا بد صورت، لبایا چھوٹا۔

فائدہ: اور حاصل دونوں قرأتوں کا یہ ہے کہ جو تشدید کے ساتھ ہے وہ تعدیل سے ہے اور مراد مناسب ہونا ہے اعضاء میں اور جو تخفیف کے ساتھ ہے وہ عدل سے ہے اور وہ پھیرنا ہے جس صورت میں کہ چاہا۔

فائدہ: اس سورت میں بھی وہی حدیث داخل ہوتی ہے جو پہلی سورت میں گزری۔ (فتح)
سورۃ مطففین کی تفسیر کا بیان

فائدہ: نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو وہ لوگ ماپ میں سب لوگوں سے بدتر تھے یعنی کم ماپتے تھے تو اللہ نے یہ سورت اتاری تو اس کے بعد انہوں نے کیل اور ماپ کو درست کیا۔

کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿بَل رَانَ عَلٰی قُلُوبِهِمْ﴾ کہا کہ ثابت ہوئے ان کے دل پر گناہ یہاں تک کہ اس کو ڈھانکا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بَل رَانَ﴾ ثَبْتُ
الْخَطَايَا.

فائدہ: حاکم رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک نکتہ پڑ جاتا ہے سو اگر وہ اس گناہ سے الگ ہو کر توبہ کرے تو وہ گناہ اس کے دل سے دور ہو جاتا ہے اور اگر وہ اس گناہ کو پھر کرے تو وہ نکتہ زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کے دل پر غالب ہو جاتا ہے سو یہی مراد ہے ران سے جو اللہ کے اس قول میں ہے اور مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگ ران کو مہر جانتے تھے۔

توب کے معنی کہیں بدلہ دیا گیا، اللہ نے فرمایا ﴿هَلْ تُوِبُ﴾ جُوِزِي.

توب الکفار ما كانوا يفعلون ﴿﴾

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ کے غیر نے کہ مطفف وہ ہے جو پورا نہ تو لے

یہ باب فیض الباری میں نہیں ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُطَفِّفُ لَا يُؤْفَى غَيْرُهُ.

بَابُ ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

٤٥٤٧- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا
مَعْنُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَالِعٍ عَنْ عَبْدِ

٣٥٣٤- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس دن کھڑے ہوں گے لوگ

رب العالمین کے واسطے یہاں تک کہ ڈوب جائے گا بعض آدمی اپنے سینے میں آدھے کانوں تک۔

اللَّهُ بِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رُشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

فائدہ: الی انصاف اذنیہ یہ اضافت جمع کی ہے طرف جمع کے ہیچہ اور معنی اس واسطے کہ ہر آدمی کے دونوں کان ہیں اور مسلم میں مقدار نبی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج خلق سے قریب کیا جائے گا یہاں تک کہ ان سے میل کے برابر ہو جائے گا تو لوگ بقدر اپنے اعمال کے سینے میں ہوں گے سوان میں سے بعض شخص ایسے ہوں گے کہ ان کے دونوں ٹخنوں تک پسینہ ہوگا اور ان میں سے بعض کی کمر تک ہوگا اور ان میں سے بعض لوگوں کو پسینہ لگام دے گا یعنی منہ میں گھس جائے گا۔

فائدہ: اور ہر آدمی سے یا کوس بے پاسرہ لگانے کی سلائی۔

سورۃ الشقاق کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿واما من اوتى كتابه وراء ظهره﴾ کہ پکڑے گا اپنا اعمال نامہ اپنی پیتھ کے پیچھے سے یعنی اس کا ہاتھ پیٹھ کے پیچھے سے کیا جائے گا پھر اس کے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔

سُورَةُ إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ
قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿كِتَابُهُ بِشِمَالِهِ﴾ يَأْخُذُ
كِتَابَهُ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهِ.

یعنی وسق کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں ﴿واللیل وما وسق﴾ جو جمع کیا زمین پر چلنے والی چیز سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو اس میں داخل ہوا۔ یعنی اللہ کے اس قول کے معنی ہیں کہ اس نے گمان کیا کہ وہ ہماری طرف نہیں پھرے گا۔

﴿وَسَقٌ﴾ جَمَعَ مِنْ دَابَّةٍ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یوعون کے معنی ہیں چھپاتے ہیں، اللہ نے فرمایا ﴿واللہ اعلم بما یوعون﴾۔ یہ باب فیض الباری میں نہیں ہے۔

﴿ظَنَّ أَنْ لَنْ يَحُورَ﴾ لَا يُوْجِعُ إِلَيْنَا.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿يُوعُونَ﴾ يُسِرُونَ.

بَابٌ ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا

يَسِيرًا﴾.

۳۵۳۸۔ ان تینوں سندوں کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حساب ہو مگر کہ ہلاک ہوگا، میں نے کہا یا حضرت! اللہ مجھ کو آپ پر قربان کرے کیا اللہ نہیں فرماتا کہ جس کو ملا اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں تو اس کا حساب آسان ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا یہ عرض ہے یعنی ایمانداروں کو ان کے اعمال نامے صرف دکھلائے جائیں گے اس میں کچھ گفتگو نہیں ہوگی اور جس کے حساب میں جھگڑا پڑا وہ ہلاک ہو یعنی فلانا کام کیوں کیا اور فلانا کام کیوں نہ کیا یعنی بندے کا بال بال گنہگار ہے کیا طاقت ہے کہ جواب دے سکے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم کو پہنچنا ہے ایک حال سے دوسرے حال میں۔

۳۵۳۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اس کے معنی ہیں کہ پہنچو گے تم ایک حال سے دوسرے حال میں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ خطاب حضرت ﷺ کے واسطے ہے۔

۴۵۴۸۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي يُونُسَ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسِبُ إِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ أَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾ قَالَ ذَاكَ الْقَرُضُ يُعْرَضُونَ وَمَنْ نُوقِسَ الْحِسَابَ هَلَكَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَتُرَكَّبَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾.

۴۵۴۹۔ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ جَعْفَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَتُرَكَّبَنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هَذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فَأَنَّكَ: یہ بنا بر فتح ب موحده کے ہے جیسے کہ اعمش اور ابن کثیر کی قرأت ہے کہا طبری نے کہ یہی قرأت ہے ابن

مسعود بنی النضر اور عام قاریوں کو نے کی اور باقی لوگوں نے اس کو ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اس بنا پر کہ وہ امت کے واسطے خطاب ہے اور ترجیح دی ہے اس کو ابو عبیدہ نے واسطے سیاق ماقبل اور مابعد اس کے کی اور روایت کی ہے طبری نے ابن مسعود بنی النضر سے کہ مراد آسمان ہیں کہ ایک بار تلچھٹ کی طرح ہو جائیں گے اور ایک دفعہ پھٹ جائیں گے پھر سرخ ہو جائیں گے پھر پھٹ جائیں گے اور ترجیح دی ہے طبری نے پہلی وجہ کو اور اصل معنی طبق کے ہیں شدت اور مراد اس جگہ وہ چیز ہے جو واقع ہوگی سختیوں اور شدتوں سے قیامت کے دن اور قول اس کا حال بعد حال یعنی حال جو مطابق ہے واسطے پہلے حال کے شدت میں یا وہ جمع ہے طبقہ کی اور اس کے معنی ہیں مرتبہ یعنی وہ کئی طبقہ ہیں بعض سخت تر ہیں بعض سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مختلف ہونا احوال مولود کا ہے ابتدا اس وقت سے کہ نطفہ ہوتا ہے یہاں تک کہ نہایت عمر کو پہنچتا ہے سو جنم سے پہلے اس کو جنین کہا جاتا ہے پھر جب پیدا ہو تو اس کو صبی کہا جاتا ہے پھر جب وہ دودھ چھوڑے تو اس کو غلام کہا جاتا ہے اور جب سات برس کا ہو تو اس کو بالغ کہا جاتا ہے اور جب دس برس کا ہو تو اس کو خرد کہا جاتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہو تو اس کو قمد کہا جاتا ہے و علی هذا القیاس اخیر عمر تک اس کے کئی نام ہیں۔ (فتح)

سورۃ بروج کی تفسیر کا بیان

یعنی کہا مجاہد رضی اللہ عنہ کہ اخذ و دکھاویں کو کہتے ہیں۔

سُورَةُ الْبُرُوجِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْأَخْذُ وَالدُّكْحَانُ﴾ شَقُّ فِي

الْأَرْضِ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کھائی تھی نجران میں کہ اس میں لوگوں کو عذاب کرتے تھے اور روایت کیا ہے مسلم اور ترمذی وغیرہ نے صحیب کی حدیث سے قصہ اصحاب اخذ و دکھاویں اور اس میں قصہ ہے اس لڑکے کا جو جادوگر سے جادو سیکھتا تھا ایک درویش پرگزرا سو اس کے تابع ہوا اور اس کا دین قبول کیا سو بادشاہ نے چاہا کہ اس لڑکے کو مار ڈالے واسطے مخالف ہونے اس کے دین اس کے کو تو اس نے کہا کہ تو مجھ کو کبھی نہیں مار سکے گا یہاں تک کہ تو کہے جب کہ تو مجھ کو تیر مارے بسم اللہ رب الغلام تو بادشاہ نے اسی طرح کیا جس طرح اس نے کہا تو لوگوں نے کہا کہ ایمان لائے ہم لڑکے رب کے ساتھ تو بادشاہ نے ان کے واسطے کوچوں میں کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی تاکہ لوگ اس کے دین کی طرف پھریں اور ترمذی میں اس قصے کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قُلْ اصْحَابُ الْاِخْذِ وَالْعَزِيزِ الْحَمِيدِ﴾ تک۔

اور فتوا کے معنی ہیں عذاب کیا انہوں نے۔

﴿فَتَنُوا﴾ عَذَّبُوا.

سورۃ طارق کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الطَّارِقِ

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ رجوع کے معنی ہیں اللہ کے اس

﴿ذَاتِ الرَّجْعِ﴾ سَحَابٌ

يُرْجَعُ بِالْمَطَرِ ﴿ذَاتِ الصَّدْعِ﴾ قول میں بادل جو پھرتا ہے ساتھ مینہ کے یعنی بار بار برستا ہے اور ذات الصدع کے معنی ہیں پھٹتی ہے زمین ساتھ بڑوں کے یعنی اس سے بڑے اگتے ہیں۔

فائدہ: اللہ کے اس قول میں ﴿والسماء ذات الرجوع والارض ذات الصدع﴾ اور اللہ نے فرمایا ﴿علیہا حافظ﴾ تو اس میں لاساتھ معنی الاکے ہے۔

تذیبہ: نہیں وارد کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور البتہ واقع ہوئی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی معاذ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو فتنہ انگیز ہے اے معاذ! تجھ کو کفایت کرتا ہے یہ کہ پڑھے تو ﴿والسماء والطارق﴾ ﴿والشمس وضحاها﴾۔

سورۃ اعلیٰ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی

فائدہ: اس کو سورہ اعلیٰ بھی کہا جاتا ہے اور سعید بن منصور نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا سبحان ربی الاعلیٰ الذی خلق فسوی۔

فائدہ: اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿قدر فہدی﴾ یعنی مقدر کیا واسطے آدمی کے نیک بختی اور بد بختی کو اور راہ دکھایا جو پایوں کو واسطے چراگاہ اپنی کے۔

۳۵۶۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

کے اصحاب میں سے پہلے پہل مصعب رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے یعنی مدینے میں سو دونوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے پھر بلال رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آئے پھر میں آدمیوں میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت ﷺ تشریف لائے سو نہیں دیکھا میں نے مدینے والوں کو کہ کبھی کسی چیز سے خوش ہوئے ہوں جیسے حضرت ﷺ کے آنے سے خوش ہوئے یہاں تک کہ میں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو دیکھا کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پیغمبر تشریف لائے سو نہ تشریف لائے حضرت ﷺ یہاں تک کہ میں نے ﴿سبح اسم ربك الاعلیٰ﴾ اور اس کے برابر کسی سورت میں پڑھیں۔

۴۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ وَأَبْنُ أُمِّ مَكْنُومٍ فَجَعَلَا يُقْرَانَنَا الْقُرْآنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عَشْرِينَ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرِحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلَانِدَ وَالضَّبْيَانَ يَقُولُونَ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتَّى قَرَأْتُ سَبِّحَ

اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ فِي سُورَةِ مِثْلِهَا.

فائدہ: واقع ہوا اس حدیث کے آخر میں اس جگہ بقولون هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم اور یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساقط ہے کہا اس واسطے کہ صلوة کہنی حضرت ﷺ پر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مشروع ہوئی ہے پانچویں سال میں اور شاید یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ اس واسطے کہ یہ سورہ احزاب کی آیت ہے اور تھا نزول اس کا اس سال میں صحیح قول پر لیکن نہیں ہے کوئی مانع کہ مقدم ہو آیت مذکورہ اکثر سورہ پر پھر یہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ لفظ ﷺ اصل روایت سے ہے صحابی کے لفظ سے اور کیا چیز مانع ہے کہ صادر ہوا ہو یہ لفظ اس سے نیچے کے راوی سے اور تصریح کی ہے علماء نے کہ مستحب ہے کہ حضرت ﷺ پر ﷺ پڑھا جائے اور صحابی کو رضی اللہ عنہ کہا جائے اگرچہ یہ روایت میں وارد نہیں ہوا۔ (فتح)

سُورَةُ هَلْ آتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ

فائدہ: اور اس کو سورہ غاشیہ بھی کہتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ غاشیہ قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ»
النَّصَارَى.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عاملۃ ناصبۃ سے مراد نصاریٰ ہیں یعنی محنت کرتے تھکتے، اللہ نے فرمایا ﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ﴾

کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿تَسْقَىٰ مِنْ عَيْنِ آيَةٍ﴾ کہ آنیہ کے معنی ہیں پہنچا ہے نہایت وقت اپنے کو گرمی میں اور قریب ہوا ہے پینا اس کا۔

اور حمیم آن کے معنی ہیں پہنچا ہے اپنی گرمی کے وقت کو لاغیۃ کے معنی ہیں اللہ کے اس قول میں گالی۔

ضریع اللہ کے اس قول میں ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ﴾ ایک سبزہ ہے اس کو شبرق کہا جاتا ہے اور حجاز والے اس کو ضریع کہتے ہیں جب کہ خشک ہو اور وہ زہر ہے

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «عَيْنِ آيَةٍ» بَلَّغَ إِذَا هَا
وَحَانَ شَرِبُهَا.

«حَمِيمٍ أَنْ» بَلَّغَ إِذَا هَا.

«لَا تَسْمَعُ فِيهَا لِأَغِيَةٍ» شَتْمًا.

وَيُقَالُ الضَّرِيعُ نَبْتُ يُقَالُ لَهُ الشَّبْرِيقُ
يُسَمِّيهِ أَهْلُ الْحِجَازِ الضَّرِيعَ إِذَا يَسَّ
وَهُوَ سُمٌّ.

فائدہ: اور کہا غلیل نے کہ وہ ایک گھاس ہے سبز بدبودار دریا اس کو پھینکتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ضریع ایک درخت ہے آگ کا۔ (فتح)

﴿بِمُسَيْطِرٍ﴾ بِمُسَلِّطٍ وَيَقْرَأُ بِالصَّادِ
بمسیطر کے معنی ہیں نہیں تو ان پر قابو پانے والا یعنی
گماشتہ اور داروغہ، اللہ نے فرمایا ﴿لست علیہم
بمسیطر﴾۔

فائدہ: کہا ابن تیم نے کہ اصل اس کا سطر ہے اور اس کے معنی یہ ہیں نہیں بڑھتا اس چیز سے کہ اس میں ہے کہا اس
نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا یہ حکم اس وقت جب کہ حضرت ﷺ کے میں تھے پہلے اس سے کہ ہجرت کریں اور
آپ کو لڑنے کا حکم ہو۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِيَابَهُمْ﴾ مَرَجِعَهُمْ.
کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایابہم کے معنی، اللہ کے اس
قول میں ﴿ان الینا ایابہم﴾ ہیں ان کا پھرنا۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ
کی مرفوع کہ مجھ کو حکم ہوا لوگوں سے لڑنے کا، آخر حدیث تک اور اس کے اخیر میں ہے کہ ان کا حساب اللہ پر ہے پھر
پڑھی یہ آیت ﴿انما انت مذکور لست علیہم بمسیطر﴾۔ (فتح)

سورہ فجر کی تفسیر کا بیان

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے وتر اللہ ہے۔

اللہ نے فرمایا ﴿الم ترک کیف فعل ربک بعد ارم
ذات العماد﴾ کہ ارم کے معنی ہیں قدیم یعنی پہلے عاد
کے ساتھ اور عماد کے معنی ہیں خیموں والے یعنی کسی شہر
میں ٹھہرتے نہ تھے جس جگہ پانی گھاس دیکھتے اس جگہ

تنبور لگاتے۔

سُورَةُ وَالْفَجْرِ
وَقَالُوا مُجَاهِدٌ لِّوَتْرِ اللَّهِ
﴿إِرمَ ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ یَعْنِي الْقَدِيمَةَ
وَالْعِمَادُ أَهْلُ عَمُودٍ لَا یُقِيمُونَ.

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ ارم عاد کے ایک قبیلے کا نام ہے اور ارم بن سام بن نوح ہے اور عاد بن عوص بن
ارم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نام ہے ایک شہر کا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ عماد کے قوت ہے ان کے بدنوں کی یعنی
بہت زور والے اور بہت دراز قد تھے اور ابن مردویہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر
میں فرمایا کہ ان میں سے کوئی مرد پتھر بڑا اٹھالاتا اور اس کو جس قبیلے پر چاہتا ڈال دیتا اور ان کو ہلاک کر ڈالتا اور جدا
ہوا ہے عاد واسطے مضاف ہونے اس کے کی طرف ارم کے عاد اخیر سے اور صحیح پہلا قول ہے کہ ارم قبیلے کا نام ہے اور
البتہ روایت کیا ہے ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ کے طریق سے عبد اللہ بن ابی فلایہ سے قصہ دراز کہ وہ اپنے ایک
اونٹ کی تلاش کو نکلا اور یہ کہ وہ عدن کے جنگلوں میں واقع ہوا اور یہ کہ اس نے ان جنگلوں میں ایک شہر دیکھا سو ذکر

کیں اس نے عجیب چیزیں جو اس میں دیکھیں اور یہ کہ جب معاویہ کو اس کی خبر پہنچی تو اس کو دمشق میں بلوایا اور کعب بن اللہ سے اس کا حال پوچھا سو خبر دی اس نے اس کو ساتھ قصبے اس کے کی اور بنانے والے اس کے کی اور کیفیت اس کی کے نہایت دراز اور اس میں الفاظ منکر ہیں اور اس کا راوی عبداللہ بن قلابہ نہیں پہچانا جاتا اور اس کی سند میں عبداللہ بن امیہ ہے۔ (فتح)

یعنی سوط عذاب وہ چیز ہے کہ عذاب ہوا ان کو اس کے ساتھ۔

﴿اَكْلًا لَّمَّا﴾ السَّفِّ وَ ﴿جَمًّا﴾
الْكَثِيرُ.

اکلا لما کے معنی ہیں سمٹ کر کھا جانا بغیر اس کے کہ سیر ہو اور جما کے معنی ہیں بہت، اللہ نے فرمایا ﴿وَتَاكُلُونَ التَّرَاثَ اَكْلًا لَمَّا وَتَحِبُّونَ الْمَالَ حَبًّا جَمًّا﴾.

کہا مجاہد نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿وَالشَّفْعُ وَالْوَتْرُ﴾ کہ جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ شفع ہے یعنی اس کے مقابل کوئی چیز ہے آسمان شفع ہے یعنی اس کا کوئی جوڑا ہے یعنی زمین اور مردوتر سے اللہ ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ كُلُّ شَيْءٍ خَلَقَهُ فَهُوَ شَفْعٌ
السَّمَاءِ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اللَّهُ تَبَارَكَ
وَتَعَالَى.

فائدہ: ترمذی نے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ شفع اور وتر کی کیا مراد ہے فرمایا مراد اس سے نماز ہے کہ بعض جنت ہے اور بعض طاق اور نسائی میں روایت ہے کہ عشر سے مراد عید الاضحیٰ کی دس راتیں ہیں اور شفع سے مراد عید الاضحیٰ کا دن ہے اور وتر سے مراد عرفہ کا دن ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد فجر سے دن کی فجر ہے۔ (فتح)

اور کہا اس کے غیر نے سوط عذاب ایک کلمہ ہے کہ کہتے ہیں اس کو عرب واسطے ہر قسم عذاب کے کہ داخل ہو اس میں کوڑا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَوْطَ عَذَابٍ﴾ كَلِمَةً
تَقُولُهَا الْعَرَبُ لِكُلِّ نَوْعٍ مِنَ الْعَذَابِ
يَدْخُلُ فِيهِ السَّوْطُ.

فائدہ: یہ کلام فراء کا ہے اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے جاری ہوا ہے کلام ساتھ اس کے اس واسطے کہ سوط اصل ہے جس کے ساتھ عذاب کیا کرتے تھے سو جاری ہوا واسطے ہر قسم عذاب کے اس واسطے کہ ان کے نزدیک وہی غایت تھی۔

لِبِالْمِرْصَادِ ﴿إِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾
لِبِالْمِرْصَادِ كَمَا مَعْنَى هِيَ أَنَّ رِبْكَ لِبِالْمِرْصَادِ.

فائدہ: اور تاویل اس کی ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ جلال اللہ تعالیٰ کے واضح ہے سو تکلف کی کچھ حاجت

نہیں اور حسن سے روایت ہے کہ مراد مرصاد سے اعمال بنی آدم کے ہیں۔

﴿تَحَاضُونَ﴾ تَحَافِظُونَ وَتَحْضُونَ
تَحَاضُونَ عَلٰی طَعَامِ الْمَسْكِينِ ﴿یہ ہیں کہ نہیں
حفاظت کرتے تم آپس میں مسکین کے کھانے پر۔

فائدہ: یہ معنی اعمش وغیرہ کی قرأت کی بنا پر ہے کہ وہ اس کو الف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جو اس کو بغیر الف کے پڑھتے ہیں یعنی تحضون تو اس کے معنی ہیں کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو کھلانے کا حکم نہیں کرتے اور اصل تحاضون کا تحاضون ہے سو ایک تا حذف کی گئی اور معنی یہ ہیں کہ تم ایک دوسرے کو کھلانے کی رغبت نہیں دلاتے۔

﴿الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ الْمُصَدِّقَةُ بِالْثَوَابِ
اور مطمئنة کے معنی ہیں سچا جاننے والا ثواب کو یعنی آرام پکڑنے والا ہے ساتھ ایمان کے تصدیق کرنے والا ہے ثواب اور قیامت کو، اللہ نے فرمایا ﴿یا ایہا النفس المطمئنة﴾

اور کہا حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر ﴿یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی﴾ میں کہ جب اللہ اس کے قبض کا ارادہ کرتا ہے تو چین پکڑتا ہے اللہ کی طرف اور چین پکڑتا ہے اللہ اس کی طرف اور وہ اللہ سے راضی ہوتا ہے اور اللہ اس سے راضی ہوتا ہے سو حکم کرتا ہے ساتھ قبض کرنے اس کی روح کے اور داخل کرتا ہے اس کو بہشت میں اور ٹھہراتا ہے اس کو اپنے نیک بندوں سے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿يَأْتِيهَا النَّفْسُ
الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
قَبْضَهَا أَطْمَأَنَّتْ إِلَى اللَّهِ وَأَطْمَأَنَّ اللَّهُ
إِلَيْهَا وَرَضِيَتْ عَنِ اللَّهِ وَرَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا فَأَمَرَ بِقَبْضِ رُوحِهَا وَأَدْخَلَهَا اللَّهُ
الْجَنَّةَ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ.

فائدہ: منسوب کرنا اطمینان کا اللہ کی طرف قبیل مجاز مشاכלت کے ہے اور مراد ساتھ اس کے لازم ہونا اسکا ہے پہنچانے خیر کے سے اور مانند اس کے۔

اور جابوا کے معنی ہیں کریدا انہوں نے پتھروں کو اور اصل جب کے معنی ہیں قطع کرنا ماخوذ ہے عرب کے اس قول سے جیب القميص جب کہ اس کے واسطے جیب کاٹی جائے اور يجوب الفلاة کے معنی ہیں کہ بیابان کو کاٹتا ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿جَابُوا﴾ نَقَبُوا مِنْ جِيبِ
الْقَمِيصِ قَطْعَ لَهُ جِيبٌ يَجُوبُ الْفَلَاةَ
يَقْطَعُهَا.

﴿لَمَّا﴾ لَمَمْتُهُ أَجْمَعُ آتَيْتُ عَلَىٰ خَيْرِهِ۔ اور کہا جاتا ہے لَمَّا کی تفسیر میں لَمَمْتُهُ جمع یعنی میں اس کے اخیر کو پہنچا یعنی سب کو۔

فائدہ: نہیں وارد کی بخاری رضی اللہ عنہ نے اس سورہ میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع جو اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ہے ﴿وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ﴾ فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ لائی جائے گی اس کے واسطے ستر ہزار بھاگیں ہوں گی ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اس کو کھینچتے ہوں گے، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے۔ (فتح)

سورہ بلد کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ لَا اِقْسِمُ

فائدہ: اور نیز اس کو سورہ بلند بھی کہا جاتا ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ بلد کے مکہ مکرمہ ہے۔
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَأَنْتَ حَلَّ بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ مراد بلد سے اللہ کے اس قول میں بِمَكَّةَ لَيْسَ عَلَيْكَ مَا عَلَى النَّاسِ فِيهِ ﴿وَأَنْتَ حَلَّ بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ میں مکہ مکرمہ ہے نہیں تجھ پر مِنْ الْإِثْمِ۔ جو لوگوں پر ہے اس میں گناہ سے۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حلال کیا ہے اللہ نے واسطے آپ کے یہ کہ کریں اس میں جو چاہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حلال ہے واسطے تیرے لڑنا بیچ اس کے اور اس بنا پر پس صیغہ واسطے وقت حاضر کے ہے اور مراد آنے والا ہے واسطے تحقق وقوع اس کے کی اس واسطے کہ سورہ کی ہے اور فتح مکہ آٹھ برس ہجرت سے پہلے ہے۔ یعنی مراد والد سے اللہ کے اس قول میں آدم عليه السلام ہے۔

﴿وَوَالِدٍ﴾ اَدَمَ ﴿وَمَا وُلَدٌ﴾۔

﴿وَوَالِدٍ﴾ اَدَمَ ﴿وَمَا وُلَدٌ﴾۔

﴿لَبَدًا﴾ كَثِيرًا۔

﴿لَبَدًا﴾ كَثِيرًا۔

قول میں ﴿مَالًا لَبَدًا﴾۔

﴿وَالنَّجْدَيْنِ﴾ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

اور مراد نجدین سے نیکی اور بدی ہے، اللہ کے اس قول میں ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ یعنی دکھایا ہم نے اس کو راہ نیکی اور بدی کا۔

﴿مَسْغَبَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ۔

﴿مَسْغَبَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ۔

یوم ذی مسغبة۔

متربة کے معنی ہیں مٹی میں گرا پڑا یعنی جس کا کوئی گھرنہ ہو کہا جاتا ہے کہ اللہ کے قول ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ کے معنی ہیں نہیں آیا گزر گاہ سخت میں دنیا میں لا ساتھ معنی لم

﴿مَتْرَبَةٍ﴾ السَّاقِطُ فِي التَّرَابِ۔
يُقَالُ ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ فَلَمْ يَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكَّ رَقَبَةٍ أَوْ
إِطْعَامُ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ﴾

فائدہ: یعنی مراد گزرگاہ سخت میں آنا دنیا میں ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث براء بن عتبہ کی کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو ایسا عمل سکھائیے جو مجھ کو بہشت میں داخل کرے فرمایا جان آزاد کریا گردن چھوڑا اس نے کہا کہ کیا دونوں ایک کام نہیں فرمایا نہیں جان کا آزاد کرنا یہ ہے کہ تو تنہا اس کو آزاد کرے اور چھوڑا گردن کا یہ ہے کہ تو اس کے چھوڑانے میں مدد کرے، روایت

کیا ہے اس کو احمد نے اور ابن مردودہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح)

سورہ شمس کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ وَالشَّمْسِ وَضَحَاهَا

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِطغَوَاهَا﴾ بِمَعَاصِيهَا.

کہا مجاہد رحمہ اللہ نے اللہ کے قول ﴿كذبت ثمود
بِطغواها﴾ کہ طغواہا کے معنی ہیں اپنی نافرمانی کے
سبب سے اور احتمال ہے کہ ہو با واسطے استعانت کے اور
سبب کے یا معنی یہ ہیں کہ جھٹلایا قوم ثمود نے عذاب کو جو
پیدا ہونے والا ہے ان کی سرکشی سے۔

اللہ نے فرمایا ﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نہیں ڈرتا
کسی کے بدلہ لینے سے کہ کوئی اس سے اپنا بدلہ لے سکے۔

﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ عُقْبَى أَحَدٍ.

۴۵۱۱۔ حضرت عبداللہ بن زعمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس
نے حضرت ﷺ سے سنا خطبہ پڑھتے تھے اور ذکر کیا حضرت
صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اور جس نے اس کی کونچیں کاٹیں سو
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کو ثمود کا
بڑا بد بخت اٹھا اس کے طرف ایک مرد اٹھا جو اپنی قوم میں بڑا
سرور بڑا شیر قوی صاحب قوم کا ابو زعمہ کے برابر اور ذکر کیا
عورتوں کو یعنی اپنے خطبے میں سو فرمایا کہ کوئی تم میں سے اپنی
عورت کوارتا ہے غلام کا سامارنا سو شاید کہ وہ اپنے دن کے
آخر میں اس کے ساتھ لیٹے پھر نصیحت کی ان کو ہنسنے میں کوز

۴۵۶۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
وَهَيْبٌ حَدَّثَنَا هَشَامٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَمْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي
عَقَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ﴿إِذْ أَنْبَعَتْ أَشْقَاهَا﴾ أَنْبَعَتْ لَهَا
رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي
زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَاءَ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ
فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يَصْاجِعُهَا

سے اور فرمایا کہ کیوں ہنستا ہے کوئی اس چیز سے جو خود کرتا ہے؟

مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ لَمْ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ
مِنَ الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ
مِمَّا يَفْعَلُ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ عَمَّ
الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ ابو زمعہ کے برابر تو کہا قرطبی نے کہ احتمال ہے کہ مراد ابو زمعہ سے صحابی ہو اور وجہ تشبیہ کی ساتھ اس کے اگر اس طرح ہو یہ ہے کہ وہ صاحب عزت اور قوت کا اپنی قوم میں جیسے کہ یہ کافر تھا اور احتمال ہے کہ اس کے سوائے کوئی اور مراد ہو اور اس شخص سے جس کی کنیت ابو زمعہ ہے یعنی احتمال ہے کہ ابو زمعہ کوئی کافر ہو اور یہی دوسرا احتمال معتمد ہے اور وہ غیر مذکور اسود ہے اور وہ داوا ہے عبداللہ بن زمعہ کا جو راوی اس حدیث کا ہے اور تھا اسود ایک ٹھٹھا کرنے والوں میں سے اور کئے میں کفر کی حالت میں مرا۔ (تح)

سورہ لیل کی تفسیر کا بیان

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد حسنی سے اللہ کے اس قول میں «وَكَذَبَ بِالْحُسْنَى» بدلہ ہے یعنی نہیں یقین کرتا کہ اللہ اس کو بدلہ دے گا اس چیز کا کہ اس کی راہ میں خرچ کی۔

سُورَةُ اللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «وَكَذَبَ بِالْحُسْنَى»
بِالْخَلْفِ.

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ تردی کے معنی ہیں مر گیا یعنی اللہ کے اس قول میں «اِذَا تَرَدَى» اور تلظی کے معنی ہیں جوش مارتی یعنی اللہ کے اس قول میں «نَارًا تَلْظَى» اور عبید نے اس کو تلظی پڑھا ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «تَرَدَى» مَاتَ وَ
«تَلْظَى» تَوَهَّجُ وَقَرَأَ عَبِيدُ بْنُ عَمِيرٍ
تَلْظَى.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ قسم ہے دن کی جب روشن ہو۔

بَابُ «وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى»

۳۵۶۲۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چند ساتھیوں سے شام میں داخل ہوا سو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ہم کو سنا اور ہمارے پاس آئے سو کہا کہ کیا

۴۵۶۲۔ حَدَّثَنَا قَيْصَةُ بِنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ
عَلْقَمَةَ قَالَ دَخَلْتُ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ

تم میں کوئی قاری ہے؟ ہم نے کہا ہاں! کہا تم میں بڑا قاری کون ہے؟ سو انہوں نے میری طرف اشارہ کیا، کہا کہ پڑھ سو میں نے پڑھا ﴿واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی والذکر والانثی﴾ یعنی مخالف مشہور قرأت کے کہ وہ ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ ہے تو کہا تو نے اس کو اپنے ساتھ کے منہ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو حضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سنا ہے اور یہ لوگ ہم پر انکار کرتے ہیں۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ قسم ہے ساتھ پیدا کرنے نراور مادہ کے۔

۳۵۶۳۔ حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی ابودرداء رضی اللہ عنہ پاس آئے یعنی ملک شام میں سو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان کو تلاش کیا سو ان کو پایا سو کہا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو قرآن کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھے؟ ہم نے کہا ہم سب اسی کی قرأت پر پڑھتے ہیں، کیا تم میں زیادہ تر یاد رکھنے والا کون ہے؟ تو سب نے علقمہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ہم سب میں زیادہ یاد رکھنے والا ہے کہا کہ تو نے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح پڑھتے سنا ہے ﴿واللیل اذا یغشی﴾ کہا علقمہ رضی اللہ عنہ نے ﴿والذکر والانثی﴾ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ میں نے حضرت ﷺ کو سنا اس طرح پڑھتے تھے اور یہ لوگ یعنی اہل شام چاہتے ہیں کہ میں پڑھوں ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ قسم ہے اللہ کی میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

قائد: اور اس میں بیان واضح ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ﴿والذکر والانثی﴾ ہے اور ایک روایت میں اس سے ﴿والذی خلق الذکر والانثی﴾ آیا ہے اور یہ قرأت شاذ ہے اور یہ جو کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کی

عَبْدُ اللَّهِ الشَّامِ فَسَمِعَ بِنَا أَبُو الدَّرْدَاءِ فَاتَانَا فَقَالَ أَفِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ فَقُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَأَيُّكُمْ أَقْرَأُ فَأَشَارُوا إِلَيَّ فَقَالَ أَقْرَأُ فَقَرَأْتُ ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّى﴾ وَالذَّكْرَ وَالْأُنْثَى قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَهَا مِنْ فِي صَاحِبِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَأَنَا سَمِعْتَهَا مِنْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَأَيُّ يَأْتُونَ عَلَيْنَا.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكْرَ وَالْأُنْثَى﴾.

۴۵۶۳۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَدِمَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا قَالَ فَأَيُّكُمْ أَحْفَظُ فَأَشَارُوا إِلَيَّ عَلَّقِمَةَ قَالَ كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى﴾ قَالَ عَلَّقِمَةُ وَالذَّكْرَ وَالْأُنْثَى قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَكَذَا وَهُوَ لَأَيُّ يُرِيدُونِي عَلَى أَنْ أَقْرَأَ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكْرَ وَالْأُنْثَى﴾ وَاللَّهُ لَا أَتَابِعُهُمْ.

بیروی نہیں کروں گا تو یہ زیادہ تر ظاہر ہے پہلی روایت سے کہ اس میں ہے کہ یہ لوگ ہم پر انکار کرتے ہیں پھر یہ قرأت نہیں منقول ہے مگر اس شخص سے جو اس جگہ مذکور ہے یعنی ابو درداء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور ان کے سوا سب لوگوں کی یہ قرأت ہے ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ اور اسی پر قرار پا چکا ہے امر باوجود قوی ہونے سند اس کی کے ابو درداء رضی اللہ عنہ تک اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے اور شاید یہ اس شخص سے مروی ہے جس کی قرأت منسوخ ہو چکی ہے اور نہیں پہنچا ہے منسوخ ہونا ابو درداء رضی اللہ عنہ کو اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے اور عجب یہ ہے کہ کوفے کے قاریوں نے اس قرأت کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور علقمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور کوفے والوں کی قرأت انہیں دونوں کی طرف پہنچتی ہے پھر کوفے والوں میں سے کسی نے قرآن کو اس قرأت سے نہیں پڑھا اور اسی طرح شام والوں نے قرأت کو ابو درداء رضی اللہ عنہ سے لیا ہے اور کسی نے ان میں سے اس کو اس قرأت سے پڑھا ہے پس یہ قوی کرتا ہے اس کو کہ یہ قرأت منسوخ ہے، یعنی ﴿والذکر والانثی﴾۔ (بخاری)

بابُ قَوْلِهِ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾۔
باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں سو بہر حال جس نے دیا اور ڈر رکھا۔

۳۵۶۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ بقیع الغرقد (مقبرہ اہل مدینہ) میں ایک جنازے میں تھے سو فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ جنت سے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ سے لکھا گیا ہے یعنی بہشتی لوگ اور دوزخی اللہ کے نزدیک مقرر ہو چکے ہیں، تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہو گا تو حضرت ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا سو بہر حال جو نیک بختوں سے ہوگا تو وہ جلدی نیک کام کے واسطے مستعد ہو جائے گا اور جو بد بختوں سے ہوگا تو وہ جلدی سے بد کام پر تیار ہو جائے گا پھر حضرت ﷺ نے اپنی اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور بہتر بات یعنی اسلام کو سچا جانا تو

۴۵۶۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَقِيعِ الْغُرَقِدِ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَّكِلُ فَقَالَ اِعْمَلُوا فَاكُلْ مُيَسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنِيْرُهُ لِلْيُسْرَى وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى فَسَنِيْرُهُ لِلْعُسْرَى﴾

اس پر ہم آسان کر دیں گے نیکی کرنا اور جو بخیل ہو اور بے پرواہ بنا اور اس نے نیک دین کو جھٹلایا تو اس پر ہم آسان کر دیں گے کفر کی سخت راہ۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب قَوْلِهِ ﴿وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾۔
باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور سچا جانا بہتر بات کو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے پھر ذکر کی ساری حدیث۔

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا
الْأَعْمَشُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ
الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا
قُعُودًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں سو ہم اس پر آسان کر دیں گے نیکی کرنا۔

باب قَوْلِهِ ﴿فَسَيَسِّرُهُ لِّلْيُسْرَى﴾۔

۴۵۶۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک جنازے میں تھے سو ایک لکڑی لے کر زمین کھودنے لگے سو فرمایا کہ کوئی تم میں سے ایسا نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ بہشت یا دوزخ سے لکھا گیا ہے لوگوں نے عرض کیا یا حضرت! کیا ہم لکھے پر اعتماد نہ کریں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کیے جائے اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی کام آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو بہر حال جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو، اخیر آیت تک کہا شعبہ نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ساتھ اس کے منصور نے سو میں انکار کرتا اس کو سلیمان کی حدیث سے۔

۴۵۶۵ - حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ
عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ
السَّلْمِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ فِي جَنَازَةٍ
فَأَخَذَ عُودًا يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا
مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ
النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا
نَتَكَلَّفُ قَالَ اإِعْمَلُوا فِكُلُّ مَيْسَرٍ ﴿فَأَمَّا مَنْ
أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ الْآيَةَ
قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي بِهِ مَنْصُورٌ فَلَمْ أُنْكِرْهُ
مِنْ حَدِيثِ سُلَيْمَانَ.

باب ہے اللہ اس قول کی تفسیر میں کہ اور جو بخیل ہوا اور بے پرواہ بنا۔

۴۵۶۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے سو فرمایا کہ تم میں کوی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ بہشت سے اور اس کا ٹھکانہ دوزخ سے لکھا گیا ہے ہم نے کہا یا حضرت! کیا پس ہم اپنے عملوں پر اعتماد نہ کریں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر شخص کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا ہوا پھر حضرت ﷺ نے اس کلام کی سند قرآن سے پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا نیک بات کو تو اس پر ہم آسان کر دیں گے نیکی کرنا، آخر آیت تک۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں اور اس نے جھوٹا جانا نیک بات کو۔

۴۵۶۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع غرقہ میں ایک جنازے میں تھے سو ہمارے پاس حضرت ﷺ آئے سو بیٹھے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھے اور آپ ﷺ کے پاس پشت خارتھی سو آپ نے سر نیچے ڈالا اور اپنے پشت خار سے زمین کھودنے لگے پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کا مکان بہشت اور دوزخ سے لکھا گیا ہے اور مگر کہ لکھا گیا ہے نیک بخت یا بد بخت تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑیں سو سو جو نیک بختوں میں سے ہو گا تو وہ نیک بختوں کی طرف پھرے گا اور جو بد بختوں میں سے ہو گا وہ بد بختوں کی طرف پھرے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا سو جو نیک بختوں میں سے ہو گا تو اس

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى﴾.

۴۵۶۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ فُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّمُ قَالَ لَا اِعْمَلُوا فِكْلٌ مُيسَّرٌ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنِيْرُهُ لِلْيُسْرَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَسَنِيْرُهُ لِلْعُسْرَى﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى﴾.

۴۵۶۷ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغُرَقِدِ فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِحْصَرَةٌ فَنَكَسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ وَمَا مِنْ نَفْسٍ مَنفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيْبَةٌ أَوْ سَعِيْدَةٌ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَتَكَلَّمُ عَلَى كِتَابِنَا.

کو نیک بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے اور جو بد بختوں میں سے ہوگا تو اس کے واسطے بد بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو۔

وَنَدَّعِ الْعَمَلَ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ
السَّعَادَةِ فَصَيَّرَ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ
وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاءِ فَصَيَّرَ
إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ أَمَّا أَهْلُ
السَّعَادَةِ فَيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ
وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيَسَّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ
الشَّقَاءِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى﴾ الْآيَةَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَيِّسِرُهُ لِلْعُسْرَى﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں تو ہم اس پر آسان کر دیں گے کفر کی سخت راہ۔

۴۵۶۸۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے سو حضرت ﷺ نے کچھ چیز لی اور اس کے ساتھ زمین کو کھودنے لگے سو فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہیں مگر کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ سے اور اس کا ٹھکانہ بہشت سے لکھا گیا ہے لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم اپنے لکھے پر اعتماد نہ کریں اور عمل چھوڑ دیں؟ فرمایا عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر آدمی کو وہی آسان معلوم ہوگا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا اور بہر حال جو نیک بختوں میں سے ہوگا تو اس میں سے ہوگا تو اس کو نیک بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے اور جو بد بختوں میں سے ہوگا تو اس کو بد بختوں کے عمل آسان معلوم ہوں گے پھر یہ آیت پڑھی سو جس نے خیرات کی اور ڈر رکھا اور سچا جانا بھلی بات کو، آخر آیت تک۔

۴۵۶۸ - حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ
الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ
يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ
عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ
شَيْئًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ مَا
مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ
النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَفَلَا تَنْكُلُ عَلَيَّ كِتَابِنَا وَنَدَّعِ الْعَمَلَ
قَالَ إِعْمَلُوا فَكُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خَلِقَ لَهُ أَمَّا
مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَيَسَّرُ لِعَمَلِ
أَهْلِ السَّعَادَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ
الشَّقَاءِ فَيَسَّرُ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ
قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ
بِالْحُسْنَى﴾ الْآيَةَ.

سورۃ ضحیٰ کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں اور قسم ہے رات کی کہ سچی کے معنی ہیں جب برابر ہو ساتھ دن کے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی ہیں جب اندھیرا کرے اور آرام پکڑے۔

عائلا کے معنی ہیں عیال دار اور کہا فراء نے کہ ضحیٰ کے معنی ہیں سب دن اور عائلا کے معنی ہیں فقیر۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ دشمن رکھا۔

۳۵۶۹۔ حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ بیمار ہوئے سو دو تین رات نہ اٹھے تو ایک عورت آئی تو اس نے کہا کہ اے محمد! بیشک میں امید رکھتی ہوں کہ تیرے شیطان یعنی جبرئیل علیہ السلام نے تجھ کو چھوڑ دیا ہو میں اس کو نہیں دیکھتی کہ دو تین رات سے تیرے پاس آیا ہو سو اللہ نے یہ آیت اتاری قسم ہے دن کی اور رات کی جب چھا جائے نہیں چھوڑا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ دشمن جانا۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں جو باب میں مذکور ہے اور پڑھا جاتا ہے ما ودعک ساتھ تشدید دال اور تخفیف اس کی کے اور دونوں کے معنی ایک ہیں اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اس کے معنی ہیں نہیں چھوڑا تجھ کو اللہ نے اور نہ دشمن رکھا۔

۳۵۷۰۔ حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت

سورۃ وَالضُّحٰی

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِذَا سَجَى﴾ اسْتَوَى
وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿سَجَى﴾ أَظْلَمَ وَسَكَنَ.

﴿عَائِلًا﴾ ذُو عِيَالٍ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾.

۴۵۶۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ لَمْ أَرَهُ قَرِيبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ تَقْرَأُ بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ بِمَعْنَى وَاحِدٍ مَا تَرَكَكَ رَبُّكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا تَرَكَكَ وَمَا أَبْغَضَكَ.

۴۵۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

نے کہا یا حضرت! میں نہیں دیکھتی تیرے ساتھی کو مگر کہ گردانا ہے تجھ کو دیر کرنے والا قرأت میں یعنی اس واسطے کہ دیر کرنا اس کا پڑھانے میں لازم پکڑتا ہے دیر دوسرے کی کو قرأت میں یعنی تیرے پاس قرآن نہیں لاتا سو یہ آیت اتری ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾۔

مَحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ
الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا
الْبَجَلِيَّ قَالَتْ إِمْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أُرَى
صَاحِبَكَ إِلَّا أَبْطَاكَ فَنَزَلَتْ ﴿مَا وَدَّعَكَ
رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رضی اللہ عنہ بیچ سب نزول اس کے حدیث جناب رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ یہی ہے سبب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا اور اس کے سوائے نزول کے سبب اور کئی وارد ہوئے ہیں لیکن کوئی روایت ان میں سے ثابت نہیں اور حق یہ ہے کہ فترت یعنی وحی کا چند روز نہ آنا جو مذکور ہے بیچ سبب نزول والضحیٰ کے غیر اس فترت کا ہے جو مذکور ہے بیچ ابتدا وحی کے اس واسطے کہ اس وقت بہت مدت تک بیچ میں وحی نہ آئی تھی اور اس وقت تو صرف دو یا تین رات نہ آئی تھی سو بعض راویوں نے دونوں کو ایک سمجھ لیا اور حقیقت حال وہ ہے جو میں نے بیان کی اور ابن اسحاق نے سیرہ میں والضحیٰ کے نزول کا اور سبب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین اور روح وغیرہ کا حال پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب کا وعدہ کیا اور انشاء اللہ نہ کہا تو جبریل علیہ السلام بارہ یا تیرہ دن نہ آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ تنگ ہوا اور مشرکوں نے کلام کیا تو اترے جبریل علیہ السلام ساتھ سورہ والضحیٰ کے اور جواب اس ٹیڑھ کے کہ انہوں نے پوچھے اور ذکر سورہ والضحیٰ کا اس جگہ بعید ہے لیکن جائز ہے کہ دونوں قصوں کا زمانہ آپس میں قریب قریب ہو سو اس سبب سے بعض راویوں نے ایک قصے کو دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور نہ تھا بیچ ابتدا پیغمبری کے دونوں میں سے کوئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بہت مدت اس سے پیچھے تھا مناسب ہے کہ مراد عورت سے پہلی حدیث میں ابو لہب کی عورت ہو جس کا خطاب حمالة الحطب ہے اور مراد عورت سے دوسری حدیث میں خدیجہ رضی اللہ عنہا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور ظاہر یہ ہے کہ دونوں نے یہ بات کہی ہوگی لیکن ابو لہب کی بیوی چونکہ کافرہ تھی اس واسطے اس نے فرشتے کو شیطان سے تعبیر کیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مسلمان ہونے کی جہت سے اس کو صاحب سے تعبیر کیا لیکن ابو لہب کی عورت نے یہ بات خوش ہونے کے سبب سے کہی اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے غم خواری کے سبب سے کہی اور جائز ہے یہ سب تصرف راویوں کا ہو یعنی کسی راوی نے اس کو شیطان سے تعبیر کیا ہو اور کسی نے صاحب سے اس واسطے کہ مخرج دونوں طریق کا ایک ہے۔ (فتح)

سورۃ النشراح کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْمَنْشُرِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿وَزَرَكَ﴾ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ وزرک سے مراد وہ بوجھ ہے جو جاہلیت کے وقت میں یعنی پیغمبر ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اور لفظ فی الجاہلیت کا متعلق ہے ساتھ وزر کے یعنی وہ وزر کہ کائن ہے جاہلیت میں اور نہیں متعلق ہے ساتھ وضع کے کہا کرمانی نے کہ مراد ترک افضل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بھول چوک ہے۔

انقض کے معنی ہیں جس نے بھاری کی تیری پیٹھ یعنی

اللہ کے اس قول میں ﴿انقض ظھرك﴾

کہا ابن عیینہ نے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿ان مع العسر یسرا﴾ کہ مراد ہے کہ اس مشکل کے ساتھ اور آسانی ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ نہیں انتظار کرتے تم ساتھ ہمارے مگر ایک دو بھلائیوں میں سے اور نہیں غالب ہوتی کبھی ایک مشکل دو آسانیوں پر۔

﴿مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَمَى مَعَ ذَلِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا آخَرَ كَقَوْلِهِ ﴿هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسَيْنَيْنِ﴾ وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرُ يُسْرَيْنِ.

فائدہ: اور یہ مصیر ہے ابن عیینہ سے طرف قاعدہ نحو یوں کی کہ جب نکرہ دوہرایا جائے تو ہوتا ہے غیر پہلے کا اور موقع تشبیہ کا یہ ہے کہ جیسے ثابت ہوا ہے واسطے مسلمانوں کے متعدد ہونا نیکیوں کا اس طرح کہ ثابت ہوا ہے واسطے ان کے متعدد ہونا آسانیوں کا یا اس کا مذہب یہ ہے کہ مراد ساتھ ایک آسانی کے ظفر ہے اور ساتھ دوسری کے ثواب، پس ضروری ہے واسطے ایماندار کے ایک دونوں میں سے اور یہ جو کہا کہ نہیں غالب ہوتی کبھی ایک مشکل دو آسانیوں پر تو یہ حدیث مرفوع ہے روایت کیا ہے اس کو ابن مرددیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اللہ نے میری طرف وحی بھیجی کہ پیشک ساتھ ہر مشکل کے آسانی ہے اور کبھی غالب نہیں ہوتی ایک مشکل دو آسانیوں پر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سید المرسلین نے فرمایا کہ اگر مشکل کسی سوراخ میں ہوتی تو آسانی اس میں بھی داخل ہوتی یہاں تک کہ اس کو باہر نکالتی اور ہرگز نہیں غالب ہوگی ایک مشکل دو آسانیوں پر اور دونوں کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذکر کیا گیا ہے واسطے ہمارے کہ حضرت سید المرسلین نے اپنے اصحاب کو اس آیت کے ساتھ بشارت دی اور فرمایا کہ کبھی غالب نہیں ہوگی ایک مشکل دو آسانیوں پر اگر اللہ نے چاہا۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿فَانْصَبْ﴾ فِي حَاجَتِكَ إِلَى رَبِّكَ.

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے اللہ کے اس قول میں ﴿فاذا فرغت فانصب﴾ کہ جب تو دنیا کے کام و کاج سے فارغ ہو تو محنت کر اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف یعنی عبادت میں محنت کر۔

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ کیا نہیں کھولا ہم نے واسطے تیرے سینہ تیرا کہ کھولا

وَيَذَكَّرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿اللَّهُ نَشْرَحُ لَكَ صَدْرَكَ﴾ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ

لِلْإِسْلَامِ. اللہ نے سینہ آپ واسطے اسلام کے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رضی اللہ عنہا نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں وہ حدیث جو روایت کی ہے طبری نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے ابوسعید کی حدیث سے ساتھ رفع کے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آیا سو کہا کہ تیرا رب کہتا ہے کہ کیا تو جانتا ہے کہ میں نے تیرا ذکر کس طرح بلند کیا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے، کہا کہ جب میں ذکر کیا جاؤں تو میرے ساتھ تو بھی ذکر کیا جائے گا اور ذکر کیا ہے ترمذی نے اس کی تفسیر میں قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے کھولنے کا رات معراج کی رات۔ (فتح)

سورۃ تین کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ وَالتِّينِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هُوَ التِّينُ وَالزَّيْتُونُ الَّذِي يَأْكُلُ النَّاسُ
اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ مراد ہے تین اور زیتون سے جو لوگ کھاتے ہیں اور تین کے معنی ہیں انجیر یعنی وہ میوہ جو لوگ کھاتے ہیں۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تین سے مراد مسجد نوح علیہ السلام کی ہے جو جدی پہاڑ پر بنی ہوئی ہے اور ربیع بن انس سے روایت ہے کہ تین سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر تین ہے اور زیتون سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر زیتون ہے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ تین مسجد اصحاب کہف کی ہے اور زیتون سے مراد مسجد بیت المقدس کی ہے۔ (فتح)

يُقَالُ ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ﴾ فَمَا الَّذِي يُكَذِّبُكَ بَأَنَّ النَّاسَ يَدَانُونَ بِأَعْمَالِهِمْ كَأَنَّهُ قَالَ وَمَنْ يَقْدِرُ عَلَى تَكْذِيبِكَ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ.
کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ﴾ کہ کیا چیز ہے جو باعث ہے تجھ کو اس کے جھٹلانے پر کہ لوگ اپنے عملوں کا بدلہ پائیں گے گویا کہ کہا کہ کون ہے قادر اس پر کہ باعث ہو تجھ کو اس پر کہ تو ثواب اور عقاب کو جھوٹا جانے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ مخاطب ساتھ اس کے انسان مذکور ہے کہا گیا کہ یہ بطور التفات کے ہے اور یہ مروی ہے مجاہد رضی اللہ عنہ سے یعنی کسی چیز نے ٹھہرایا ہے تجھ کو کاذب اس واسطے کہ جب تو نے جزا کو جھٹلایا تو تو جھوٹا ہو گیا اس واسطے کہ ہر حق کو جھٹلانے والا جھوٹا ہے اور یہ جو اللہ نے فرمایا ﴿اسفل سافلين الا الذين آمنوا﴾ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو قرآن کو پڑھے وہ نکی عمر کی طرف نہیں پھیرا جا۔ اور یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا کہ پھر پھیرا ہم نے اس کو بچوں سے نیچے مگر جو ایمان لائے یعنی جنہوں نے قرآن کو پڑھا۔ (فتح)

۴۵۷۱ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا
۴۵۷۱ - حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو آپ نے نماز عشاء کی ایک رکعت میں شُعْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ

سورہ تین پڑھی یعنی پہلی رکعت میں سورہ تین پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ قدر پڑھی۔

الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكَعَتَيْنِ بِالْبَتِينِ وَالزُّيْتُونِ ﴿تَقْوِيمٌ﴾ الْخَلْقِ.

سورہ اقرأ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

فَاعِلُهُ: صاحب کشف نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ سب قرآن سے پہلے پہلے یہ سورت اتری اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ پہلے پہل سورت فاتحہ اتری اور اکثر اماموں کا مذہب پہلا ہے اور جس کو منسوب کیا ہے صاحب کشف نے طرف اکثر کے وہ نہایت کم اور تھوڑے لوگوں کا قول ہے بہ نسبت پہلوں کے جو سورہ اقرأ کے اول اترنے کے قائل ہیں۔

یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ لکھ قرآن میں سورہ فاتحہ سے اول بسم اللہ الرحمن الرحیم درمیان ہر دو سورتوں کے لکیر یعنی علامت کہ دو سورتوں کے درمیان فرق اور جدائی کرے۔

وَقَالَ قَتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ أَكْتُبُ فِي الْمُصْحَفِ فِي أَوَّلِ الْإِمَامِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَاجْعَلْ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ خَطًّا.

فَاعِلُهُ: کہا داؤدی نے اور قول اس کا کہ لکیر ڈال اگر مراد فقط لکیر بسم اللہ کے بغیر ہے تو یہ ٹھیک نہیں واسطے اتفاق اصحاب کے اوپر لکھنے بسم اللہ کے درمیان ہر دو سورتوں کے سوائے سورہ برأت کے اور اگر مراد ساتھ امام کے اول ہر سورت کے ہے سو ڈالی جائے لکیر ساتھ بسم اللہ کے تو یہ خوب ہے سوا لائق تھا کہ سورہ برأت کو مستثنیٰ کیا جاتا کہا کرمانی نے معنی اس کے یہ ہیں کہ فقط سورت فاتحہ کے اول میں بسم اللہ لکھ اور ڈال درمیان ہر دو سورتوں کے لکیر واسطے فاصلہ کے اور یہ مذہب حمزہ کا ہے ساتھ قاریوں سے میں کہتا ہوں کہ منقول یہ حمزہ سے قرأت میں ہے یعنی پڑھنے میں سے نہ لکھنے میں اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جب مشروع کیا گیا ہے اول اس سورت کا ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے تو ارادہ کیا اس نے یہ کہ بیان کرے کہ نہیں واجب ہے بسم اللہ کا سورت کے اول ہر سورت کے بلکہ جو قرآن کے اول ابتدا میں ایک بار بسم اللہ پڑھ لے تو کفایت کرتا ہے اس کو یہ سچ بجالانے اس امر کے ہاں استنباط کیا ہے سبیلی نے اس امر سے ثابت ہونا بسم اللہ کا سچ ابتدا فاتحہ کے کہ یہ امر قرآن سے پہلے پہل اتر اسوا اول جگہ بجالانے حکم اس کے کی اول قرآن کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿نَادِيَةٌ﴾ عَشِيرَتُهُ. اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ نادیہ سے مراد قریبی رشتہ دار ہیں

فائدہ: اور یہ تفسیر بالمعنی ہے اس واسطے کہ مدعو اہل نادہ ہیں اور نادہ مجلس ہے جو پکڑی جاتی ہے واسطے بات چیت کرنے کے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ سَدْعَ الزَّبَانِيَةِ﴾۔

﴿الزَّبَانِيَةِ﴾ الْمَلَانِكَةُ۔ الزبانية کے معنی ہیں فرشتے۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ ﴿الرُّجْعِيُّ﴾ الْمَرْجِعُ۔ اور کہا معمر نے کہ رجعی کے معنی ہیں مرجع یعنی اس

آیت میں ﴿ان الی ربك الرجعی﴾۔

یعنی لانسفا کے معنی ہیں البتہ ہم پکڑیں گے اور لانسفا ساتھ نون خفیفہ کے ہے کہا جاتا ہے سفعت بیدہ یعنی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

۴۵۷۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پہلے پہل جو حضرت ﷺ کو وحی ہوئی سچی خوابیں تھیں سونے میں (یعنی سچ اول ان چیزوں کے جو ابتدا کی گئیں تھیں ایجاد وحی سے اور لیکن مطلق وہ چیز جو آپ ﷺ کی پیغمبری پر دلالت کرتی ہے تو اس کے واسطے کئی چیزیں پہلے گزر چکی تھیں جیسے پتھر کا سلام کرنا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور سوائے اس کے (سو کوئی خواب نہ دیکھتے تھے مگر کہ صبح روشن کی طرح دیکھتے تھے پھر آپ کو غلوت پیاری لگی (یہ ظاہر ہے اس میں کہ تھیں سچی خوابیں پہلے اس سے کہ آپ کو گوشہ گیری پیاری لگے) سو تھے گوشہ گیری کرتے پہاڑ حرا کی غار میں اور کئی کئی راتیں عبادت کرتے اور تخت کے معنی ہیں چند معدود راتیں عبادت کرتے (اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ ہر سال ماہ رمضان میں اعتکاف کرتے تھے اور نہیں وارو ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ کی عبادت اس میں کس قسم کی تھی بعض کہتے ہیں کہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور بعض نے کہا کہ آپ کی عبادت فکر سے تھی اور احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے محض گوشہ گیری کو عبادت کہا ہو اس واسطے کہ لوگوں سے

﴿لَنَسْفَعْنَ﴾ قَالَ لَنَأْخُذَنَّ وَنَلَسْفَعَنَّ بِالنُّونِ وَهِيَ الْخَفِيفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهِ أَخَذْتُ۔

۴۵۷۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ سَلَمُوْبِهِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ أَوَّلَ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّؤْيَا الصَّادِقَةَ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْهُ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حَبَّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ قَالَ وَالتَّحَنُّنُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدَ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى حَدِيدِجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا حَتَّى فَجَنَّهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ

الگ ہونا خاص کر جو باطل پر ہوں جملہ عبادت سے ہے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے ابراہیم علیہ السلام کے جس جگہ کہا کہ میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف اور یہ التفات کرنا ہے طرف مسئلہ اصول کے اور وہ یہ ہے کہ کیا حضرت ﷺ وحی آنے سے پہلے کسی اگلے پیغمبر کی شریعت کے طور پر عبادت کرتے تھے جمہور نے کہا کہ نہیں اس واسطے کہ اگر تابع ہوتے تو بعید تھا کہ متبوع ہوتے اس واسطے کہ اگر ہونا تو منقول ہوتا جس کی طرف منسوب ہوتے اور بعض کہتے ہیں کہ ہاں اور اختیار کیا ہے اس کو ابن حاجب نے اور اختلاف کیا ہے اس کے تعین میں آٹھ قول پر بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے اور بعض کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے اور بعض نے کہا کہ سب پیغمبروں کے تابع تھے اور بعض کچھ اور کہتے ہیں اور قوی تیسرا قول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے تابع تھے خاص کر جو منقول ہوا ہے لازم پکڑنے آپ کے سے واسطے حج اور طواف کے اور مانند اس کی کے جو باقی نزدیک ان کے شریعت ابراہیم علیہ السلام کی سے اور اللہ خوب جانتا ہے اور یہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور بہر حال پیغمبر ہونے سے پیچھے سوان کا بیان ہو چکا ہے) پہلے اس سے کہ اپنے گھر والوں کی طرف پھریں اور اس کے واسطے خرچ لیتے (یہ جملہ معطوف ہے جملہ نکان لیکن باغار حرا پر) پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرتے (خاص کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ ذکر کے اس کے بعد کہ تعبیر کیا ساتھ اہل کے تو یہ تفسیر ہے بعد ابہام کے اور یا اشارہ ہے طرف خاص ہونے خرچ کے ساتھ ہونے اس کے نزدیک اس کے سے سوائے غیر اس

اِقْرَأْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اِقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّلَاثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلْقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ الْآيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَجُّفُ بَوَادِرِهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَرَمَلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ قَالَ لَخَدِيجَةَ أُمِّي خَدِيجَةَ مَا لِي لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَأَخْبِرْهَا النَّبِيرَ قَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا أَبَشِرُ فَوَاللَّهِ لَا يُخْرِيكَ اللَّهُ أَبَدًا فَوَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى آتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَأً تَنْصَرَفِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعَرَبِيَّ وَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا

کے (یعنی بعد تمام ہونے خرچ کے پھر اتنی راتوں کے برابر کا خرچ لیتے یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آیا یعنی وحی اور حالانکہ آپ حرا پہاڑ کی غار میں تھے سو آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام فرشتہ آیا سو اس نے کہا کہ پڑھ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تو پڑھا نہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا پھر اس نے مجھ کو پکڑا اور سخت دبا یا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑ کر دوسری بار دبا یا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ میں نے کہا میں تو پڑھا نہیں سو اس نے مجھ کو پکڑ کر تیسری بار دبا یا یہاں تک کہ مجھ کو طاقت نہ رہی پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور کہا پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو لہو کے لوتھڑے سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے اللہ کے اس قول تک اور سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا یعنی مجھ کو یہ آیتیں پڑھائیں سو حضرت ﷺ ان کے ساتھ پھرے حضرت ﷺ کا دل کانپتا تھا یہاں تک کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو فرمایا کہ مجھ کو اوڑھاؤ اور مجھ کو اوڑھاؤ تو گھر والوں نے آپ کو پکڑا اوڑھایا یہاں تک کہ آپ سے گھبراہٹ دور ہوئی سو حضرت ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے خدیجہ! مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے اور اس کو سب حال کی خبر دی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ نہیں ہو سکتا آپ خوش ہو جائیے، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، آپ برادر پرور ہیں راست گو ہیں، محتاج کو دیتے ہیں، عاجز کا کام کر دیتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں حق مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں سو خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ چلی یہاں تک کہ

شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتَبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ إِسْمَعِ مِنْ ابْنِ أَخِيكَ قَالَ وَرَقَةَ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَاخْبِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةَ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى مُوسَى لَيْتَنِي فِيهَا جَدِّعًا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا ذَكَرَ حَرْفًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مُخْرِجِي هُمُ قَالَ وَرَقَةَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ بِمَا جِئْتُ بِهِ إِلَّا أُوذِيَ وَإِنْ يُدْرِكُنِي يَوْمَكَ حَيًّا أَنْصُرَكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةَ أَنْ تُوفِّيَ وَقَتَرَ الْوَحْيِ فَبَدَأَ حَتَّى حَزَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ فَاخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فِتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَا أَنَا أُمِّي سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصْرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَ نَبِيَّ بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَفَرَّقْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَذَرُّوهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿يَأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبِيرٌ وَيَا بَلَّكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ قَالَ أَبُو

سَلَمَةٌ وَهِيَ الْأَوْتَانُ النَّبِيُّ كَانَ أَهْلُ
الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُدُونَ قَالَ لَمْ تَتَّاعِ الْوَحْيُ.

آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لائیں اور وہ حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچیرا بھائی تھا یعنی حقیقی چچا کا بیٹا اور وہ ایک مرد
تھا کہ جاہلیت کے وقت میں نصرانی ہو گیا تھا اور عربی کتاب
لکھتا تھا اور جو اللہ چاہتا انجیل سے عربی میں لکھتا یعنی اس کو
اس قدر قوت اور استعداد حاصل ہو گئی تھی کہ انجیل سے جو جگہ
چاہتا عربی اور عبرانی میں لکھتا (کہا داؤدی نے کہ اس نے
انجیل سے جو عبرانی زبان میں ہے یہ کتاب لکھی جو عربی میں
ہے) اور وہ بہت بوڑھا اور اندھا ہو گیا تھا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا
اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے سے سن جو کہتا ہے کہا ورقہ نے
اسے بھتیجے! تو کیا دیکھتا ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو خبر دی جو
دیکھا تو کہا ورقہ نے کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جو حضرت
موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا یعنی جبریل علیہ السلام کاش میں دعوت کے
دنوں میں جوان ہوتا! میں زندہ ہوتا! ذکر کیا ورقہ نے ایک
حرف یعنی جس وقت تیری قوم تجھ کو نکالے گی حضرت ﷺ
نے فرمایا کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی ورقہ نے کہا ہاں
نہیں لایا کوئی مرد جو تو لایا مگر کہ اس نے ایذا پائی اور اگر مجھ کو
تیرے دن یعنی وقت اخراج کے نے زندہ پایا یعنی اگر میں
اظہار دعوت کے وقت زندہ رہا تو میں تیری قوی مدد کروں گا
پھر کچھ دیر نہ ہوئی کہ ورقہ فوت ہوا اور وحی بند ہوئی یہاں تک
کہ حضرت ﷺ غمناک ہوئے اور کہا محمد بن شہاب نے یعنی
ساتھ سند مذکور کے کہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو خبر دی کہ جابر بن
عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اور
حالانکہ آپ حدیث بیان کرتے تھے وحی کے بند ہونے سے
حضرت ﷺ نے اپنی حدیث میں فرمایا کہ جس حالت میں کہ
میں چلا جاتا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی

تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو اچانک وہی فرشتہ جو حرا پہاڑ کی غار میں آیا تھا آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے تو میں اس سے کانپا خوف کے مارے پھر میں پلٹ آیا یعنی گھر کی طرف تو میں نے کہا کہ مجھ کو کھل اوڑھاؤ! کھل اوڑھاؤ! پھر گھر والوں نے آپ کو کھل اوڑھایا سو اللہ نے یہ آیتیں اتاریں، اے لحاف میں لیٹے! کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بول یعنی اللہ اکبر کہہ کے نماز پڑھ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ، کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ پلیدی سے مراد بت ہے جن کو جاہلیت کے وقت کافر پوجتے تھے پھر بدستور وحی اترنی شروع ہوئی۔

فائدہ: ان کے برابر اور راتوں کا خرچہ لیتے احتمال ہے کہ ضمیر راتوں کے واسطے ہو یا خلوت کے یا عبادت کے یا پہلی باریوں کے پھر احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ خرچ لیتے اور چند دن خلوت کرتے پھر پھر خرچ لے جاتے اور چند دن خلوت کرتے پھر پھرتے اور خلوت کرتے چند دن یہاں تک کہ سارا مہینہ گزر جاتا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اتنی راتوں کے برابر کا خرچ لیتے جب کہ سال گزر جاتا اور وہ مہینہ آتا جس میں حضرت کی خلوت کرنے کی عادت جاری تھی اور یہ ظاہر تر ہے نزدیک میرے اور لیا جاتا ہے اس سے تیار کرنا خرچ کا واسطے گوشہ گیر کے جب کہ ہو اس طور سے کہ دشوار ہو اس پر حاصل کرنا اس کا واسطے دور ہونے مکان گوشے اس کے شہر سے مثلاً اور یہ کہ نہیں ہے یہ مخالف توکل کے واسطے واقع ہونے اس کے حضرت ﷺ سے بعد حاصل ہونے پیغمبری کے ساتھ سچی خوابوں کے اگرچہ بیداری کے وحی سے اس سے دیر کے بعد آئی شروع اور جب معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ رمضان میں حرا پہاڑ کی غار میں اعتکاف کیا کرتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کہ ماہ رمضان میں پیغمبری حاصل ہوئی اور یہ جو کہا کہ پڑھ تو احتمال ہے کہ ہو یہ امر واسطے تنبیہ اور بیدار کرنے کے واسطے اس چیز کے کہ ڈالی جاتی ہے طرف آپ کی کی اور احتمال ہے کہ اپنے باپ پر ہو طلب سے پس استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور تکلیف مالا یطاق کے فی الحال اگرچہ قادر ہو اس پر اس کے بعد اور یہ جو کہا کہ میں پڑھانے میں تو ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک ریشمی نکلز لائے جس میں لکھا ہوا تھا تو کہا کہ پڑھ میں میں نے کہا کہ میں پڑھانے میں، کہا سبیلی نے کہ بعض مفسرین نے کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اللہ ذلك الكتاب لا ريب فيه﴾ اس میں اشارہ ہے جس کو جبریل علیہ السلام لائے تھے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو دایا تو حکمت اس دبانے میں مزہ پھیرنا آپ کا ہے التفات کرنے سے ساتھ اور چیز کے

یا واسطے ظاہر کرنے شدت اور کوشش کے امر میں واسطے تمثیہ کرنے کے اوپر بھاری ہونے قول کے جو ڈالا جائے گا آپ کی طرف پھر جب ظاہر ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس پر صبر کیا تو آپ کی طرف ڈالا گیا یعنی قرآن اور یہ اگرچہ بہ نسبت علم اللہ کے حاصل تھا لیکن شاید مراد ظاہر کرنا اس کا ہے واسطے ظاہر کے بہ نسبت حضرت ﷺ کے اور بعض کہتے ہیں تاکہ آزمائے کہ حضرت ﷺ اپنی طرف سے کچھ کہتے ہیں سو جب حضرت ﷺ کچھ نہ لائے تو دلالت کی اس نے کہ وہ اس پر قادر نہیں اور بعض نے کہا کہ ارادہ کیا اللہ نے کہ معلوم کروائے حضرت ﷺ کو کہ پڑھنا آپ کی قدرت سے نہیں اگرچہ گراہ کیے جائیں اوپر اس کے اور بعض نے کہا کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ خیال اور وہم اور دوسرے جسم کی صفتوں سے نہیں سو جب واقع ہوا یہ واسطے جسم حضرت ﷺ کے تو حضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہ اللہ کے حکم سے ہے اور بعض نے ذکر کیا کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اس واسطے کہ کسی پیغمبر سے منقول نہیں کہ ایسا حال اس کے ساتھ ابتدا وحی کے نزدیک گزرا ہو اور یہ جو کہا کہ پھر اس نے مجھ کو تیسری بار دہرایا تو اس سے پکڑا جاتا ہے کہ جو ارادہ کرے کسی امر کی تاکید کا اور ظاہر کرنے بیان کا تو وہ اس کو تین بار دوہرائے اور حضرت ﷺ اس طرح کیا کرتے تھے اور شاید حکمت بیچ دوہرانے اس کے کی اشارہ ہے طرف بند ہونے ایمان کے جس کے سبب سے وحی پیدا ہوتی ہے تین باتوں میں قول میں اور عمل میں اور نیت میں اور یہ کہ وحی شامل ہے تین باتوں پر توحید پر اور احکام پر اور قصوں پر اور بیچ مکرر دہانے کے اشارہ ہے طرف تین سختیوں کے جو حضرت ﷺ کے واسطے واقع ہوئیں اور وہ بند کرنا آپ کا ہے پہاڑ کے درے میں اور نکلنا آپ کا ہجرت میں اور جو واقع ہوا واسطے آپ کے دن جنگ احد کے اور بیچ تین بار چھوڑنے کے اشارہ ہے طرف حاصل ہونے آسانی کے واسطے آپ کے پیچھے تین بار مذکور کے دنیا میں اور برزخ میں اور آخرت میں اور یہ جو کہا کہ پڑھا اپنے رب کے نام اللہ کے اس قول تک کہ سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا تو یہی آیتیں ہیں جو پہلے پہل اتریں برخلاف باقی سورہ کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کچھ زمانہ اس کے بعد اترتی اور اس میں اختلاف ہے کہ پہلے پہل قرآن کی کون سی آیت اترتی، کما تقدم بیانہ فی تفسیر المدثر اور حکمت اس اولیت میں یہ ہے کہ یہ پانچ آیتیں شامل ہیں اوپر مقاصد قرآن کے تو ان میں براعت استعمال ہے اور یہ لائق ہیں اس کے کہ قرآن کا عنوان نام رکھے جائیں اس واسطے کہ عنوان کتاب کا وہ ہے جو جامع ہو اس کے مقاصد کو ساتھ عبارت مختصر کے اس کے اول میں اور بیان اس کا کہ وہ شامل ہیں اوپر مقاصد قرآن کے یہ ہے کہ قرآن کے علوم منحصر ہیں توحید میں اور احکام میں اور اخبار میں اور البتہ شامل ہیں آیتیں اوپر امر قرأت کے اور شروع کرنے کے بیچ اس کے ساتھ بسم اللہ کے اور اس میں اشارہ ہے طرف احکام کے اور ان میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ توحید رب کے اور ثابت کرنے ذات اس کی کے اور صفتوں اس کی کے صفت ذات سے اور صفت فعل سے اور ان میں اشارہ ہے طرف اصول دین کے اور ان میں وہ چیز ہے جو متعلق ہے ساتھ اخبار پیغمبروں کے اللہ کے اس قول

سے کہ سکھلایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا اور یہ جو کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے پہلی نے اس پر کہ حکم کیا جائے ساتھ پڑھنے بسم اللہ کے اول ہر سورت کے لیکن نہیں لازم آتا اس سے کہ ہو آیت ہر سورت سے اور یہ ٹھیک ہے اس واسطے کہ اگر ہر سورت کی آیت ہوتی تو لازم آتا کہ ہو آیت پہلے ہر آیت کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور ابو الحسن بن قصار سے مذکور ہے کہ اس نے کہا کہ اس قصے میں رد ہے شافعی پر اس کے اس قول میں کہ بسم اللہ آیت ہے ہر سورت سے اس واسطے کہ یہ پہلی سورت ہے جو اتری اور نہیں اس کے اول میں بسم اللہ لیکن تعاقب کیا گیا ہے یہ قول ابن قصار کا ساتھ اس کے کہ اس میں حکم ہے ساتھ بسم اللہ پڑھنے کے اگرچہ متاخر ہے اتارنا اس کا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ سورت کی آیتوں کا با ترتیب اترا نا شرط نہ تھا اور البتہ آیت اترتی تھی سو رکھی جاتی تھی مکان میں پہلے اس آیت کے جو اس سے اول اتری پھر اور آیت اترتی تو اس سے پہلے رکھی جاتی یہاں تک کہ قرار پایا امر نے حضرت عائشہ کی اخیر عمر میں اس ترتیب پر اور محفوظ یہ ہے کہ پہلے پہلی سورت ﴿اقرا باسم ربك﴾ اتری پھر اس کے بعد سورہ فاتحہ اتری اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ تو کہا حضرت عائشہ نے یہ واسطے شدت ہول اس چیز کے لاحق ہوا آپ کو خوف اس امر کے سے اور جاری ہوئی ہے عادت ساتھ دور ہونے لرزہ کے کپڑا لپٹنے سے اور ایک مرسل روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ نکلے اور آسمان سے آواز سنی کہتا ہے اے محمد! تو پیغمبر ہے اور میں جبریل علیہ السلام ہوں سو میں کھڑا ہو کر اس کو دیکھنے لگا سو نہ میں آگے بڑھا اور میں پیچھے بٹا اور میں آسمان کے کنارے میں دیکھنے لگا سو میں آسمان کی طرف میں نہ دیکھتا تھا مگر کہ اس کو دیکھا اور یہ جو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ خوش ہو جائیے تو ایک روایت میں ہے کہ اے میرے چچا کے بیٹے خوش ہو جائیے اور ثابت رہیے سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جانے ہے کہ میں امیدوار ہوں کہ آپ اس امت کے پیغمبر ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے چچا کے بیٹے! کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ تو مجھ کو اپنے ساتھی کی خبر دے جب کہ آئے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا ہاں! سو جب جبریل علیہ السلام آئے تو حضرت عائشہ نے فرمایا اے خدیجہ! یہ جبریل علیہ السلام ہے، خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ اٹھ کر میری بانیں ران پر بیٹھ جائیں پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں؟ فرمایا ہاں! خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر میری دائیں ران پر بیٹھیں پھر اسی طرح پوچھا حضرت عائشہ نے اسی طرح جواب دیا پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر کر میری گود میں بیٹھیں پھر اسی طرح پوچھا حضرت عائشہ نے اسی طرح جواب دیا پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اوڑھنی اپنے بدن سے اتار ڈالی اور بدن کو ننگا کیا اور حالانکہ حضرت عائشہ ان کی گود میں تھے اور کہا خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہ اب بھی آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں؟ حضرت عائشہ نے فرمایا، نہیں! خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ثابت رہیں سو قسم ہے اللہ کی کہ بیشک وہ فرشتہ ہے اور شیطان نہیں اور دلائل بیہمتی میں ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ کو عداس کے پاس لے گئیں اور وہ نصرانی تھا تو اس سے جبریل علیہ السلام کا حال کہا تو اس نے کہا کہ وہ

ابن اللہ کا ہے درمیان اس کے اور درمیان پیغمبروں کے پھر آپ کو ورقہ کے پاس لے گئیں اور یہ جو ورقہ نے کہا کہ یہ فرشتہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تو ایک روایت میں ہے کہ ورقہ نے کہا کہ تجھ کو بشارت ہو سو میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ بے شک آپ وہی پیغمبر ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اور بے شک آپ اوپر مثل ناموس موسیٰ علیہ السلام کے ہیں اور بے شک آپ پیغمبر مرسل ہیں اور یہ روایت صریح تر ہے ورقہ کے اسلام میں انجیل میں بھی احکام شرعیہ ہیں اگرچہ اکثر تورات کے موافق ہیں لیکن بہت چیزیں اس سے منسوخ ہو گئی ہیں ساتھ دلیل اس آیت کے ﴿وَلَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ﴾ اور یہ جو کہا کہ میں اپنی آنکھ کو آسمان کی طرف اٹھایا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ آسمان کی طرف دیکھنا جائز ہے وقت وجود حادث کے اس کی طرف سے اور مستثنیٰ ہے اس سے اٹھانا آنکھ کا طرف آسمان کی نماز میں واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو کبل اوڑھاؤ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ پر ٹھنڈا پانی چھڑا اور ترمیل اور تدثیر دونوں اصل ہیں مشترک ہیں اگرچہ ان کے درمیان صورت میں مغایرت ہے اور شاید حکمت بیچ ٹھنڈا پانی چھڑکنے کے بعد کبل اوڑھنے کے طلب حصول سکون کی ہے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باطن میں خوف سے یا عادت ہے کہ کاپنے کے بعد بخار آتا ہے اور بیچانا گیا ہے طب نبوی سے علاج اس کا ساتھ پانی ٹھنڈے کے اور یہ جو کہا کہ یہ آیتیں اتری ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ﴾ الخ تو بیچانا جاتا ہے دونوں حدیث کے ایک ہونے سے بیچ نزول ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ﴾ کے پیچھے قول اس کے دثرونی وزملونی کہ مراد ساتھ زملونی کے دثرونی ہے اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ﴿يَا أَيُّهَا الْمَزْمَلُ﴾ اس وقت اتری اس واسطے کہ اترنا اس کا متاخر ہے ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ﴾ کے اترنے سے بالاتفاق اس واسطے کہ اول ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ﴾ کا امر ہے ساتھ ڈرانے کے اور یہ پیغمبری کی ابتدا میں تھا اور اول مزمل کا حکم ہے ساتھ قیام لیل کے اور ترمیل قرآن کے سو یہ چاہتا ہے کہ بہت قرآن اس سے پہلے اترتا ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ پہلے پہل سورہ مدثر کی پہلی آیتیں اتریں ﴿وَالرَّجْزَ فَاهِجًا﴾ تک اور اس میں محصل ہے اس چیز کا کہ متعلق ہے ساتھ پیغمبری کے سو پہلی آیت میں لگاؤ ہے ساتھ اس حالت کے کہ حضرت ﷺ اس پر تھے کپڑا اوڑھنے سے واسطے اعلام کے ساتھ بڑی ہونے قدران کے اور دوسرے میں امر ہے ساتھ ڈرانے کے کھڑے ہو کر اور حکمت بیچ اختصار کے انذار پر اگرچہ حضرت ﷺ بشارت کے واسطے بھی مبعوث ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صرف ڈرانے کو ذکر کیا بشارت کو ذکر نہیں فرمایا تو یہ اس واسطے کہ یہ اول اسلام میں تھا سو متعلق انذار کا محقق ہے سو جب کہا مانا جس نے کہا مانا تو یہ آیت اتری ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ اور تیسری آیت میں بڑائی بیان کرنا ہے رب کی از روئے تمجید اور تعظیم کے اور پانچویں آیت میں دور رہنا ہے اس چیز سے کہ مخالف ہے توحید کو اور جو پھرے طرف عذاب کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پیدا کیا آدمی کو جسے

ہوئے خون سے۔

۳۵۷۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اول وہ چیز کہ شروع کیے گئے حضرت ﷺ وحی سے سچی خواتین تھیں پھر آپ کے پاس فرشتہ آیا سو اس نے کہا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو جسے ہوئے خون سے پڑھ اور تیرا رب بزرگ تر ہے۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں پڑھ اور تیرا رب کریم تر ہے۔

۳۵۷۴۔ ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۴۵۷۳۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّوْيَا الصَّالِحَةُ فَجَاءَهُ هُ الْمَلَكُ فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ﴾.

۴۵۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَوَّلُ مَا بُدِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّوْيَا الصَّادِقَةُ جَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ وہ ہے جس نے علم سکھایا قلم کی مدد سے۔

۳۵۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پھر حضرت ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے اور فرمایا کہ مجھ کو اور ہاؤ! مجھ کو اور ہاؤ! اور ذکر کی حدیث۔

۴۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ قَالَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ خَدِيجَةَ

فَقَالَ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَه لَسَفَعَا
بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِبَةٍ﴾.

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہرگز نہیں کہ اگر باز نہ
آئے گا تو ہم گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر جیسے چوٹی جھوٹے
گنہگار کی۔

۲۵۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو جہل
نے کہا کہ اگر میں محمد ﷺ کو کعبے میں نماز پڑھتے دیکھوں تو
اپنے پاؤں سے اس کی گردن کچل ڈالوں گا سو یہ خبر
حضرت ﷺ کو پہنچی تو فرمایا کہ اگر وہ ایسا کرتا یعنی بے ادبی تو
اس کو فرشتے پکڑ لیتے۔

۴۵۷۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزْرِيِّ عَنْ
عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ لَئِنْ
رَأَيْتَ مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لِأَطَّانَ
عَلَى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذْتُهُ الْمَلَائِكَةُ
تَابِعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ
عَبْدِ الْكَرِيمِ.

فائدہ: یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مرسل ہے اس واسطے کہ اس نے ابو جہل کے اس قول کا زمانہ نہیں پایا اس لئے
کہ وہ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے اور عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن مسجد میں تھا تو ابو جہل آیا
سو اس نے کہا کہ اللہ کے واسطے مجھ پر نذر ہے کہ اگر میں محمد ﷺ کو سجدہ میں دیکھوں گا تو اس کی گردن کچل ڈالوں
گا، الحدیث اور یہ جو کہا کہ فرشتے اس کو پکڑ لیتے تو ایک روایت میں ہے کہ بارہ فرشتے زبانہ میں سے اترے ان کے
سر آسمان پر تھے اور پاؤں زمین پر اور ایک روایت میں ہے کہ اگر یہود موت کو چاہتے تو مر جاتے اور اگر نکلتے وہ
لوگ جنہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ مباہلہ کا ارادہ کیا تھا تو البتہ پھرتے یعنی اپنے گھروں کی طرف نہ اپنے کھر
والوں و پاتے نہ مال کو اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس نہ گھبراہٹ میں ڈالان کو کسی چیز نے مگر کہ ابو جہل
اپنی ایزویوں پر پیچھے ہٹتا ہے اور اپنے ہاتھ سے بچتا ہے تو کسی نے کہا کہ کیا ہے واسطے تیرے؟ تو اس نے کہا کہ میرے
اور اس کے درمیان آگ کی بھری ہوئی خندق ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابو جہل میرے پاس آتا تو فرشتے
اس کے جوز جوز کو اچک لیتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت ہوا امر بیچ حق ابو جہل کے اور نہیں واقع ہوا مثل اس
کی بیچ حق عقبہ بن ابی معیط کے جب کہ اس نے اونٹ کی اوجھری حضرت ﷺ کی پیٹھ پر ڈالی اور حالانکہ
حضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے، کما تقدم شرحه في كتاب الطهارة اس واسطے کہ آردہ وہ دونوں شریک ہیں
مطلق ایذا دینے میں وقت پڑھنے نماز کے لیکن زیادہ ہوا ہے ابو جہل ساتھ تہدید کے اور ساتھ دعویٰ اہل اطاعت

اپنی کے اور ساتھ روندنے گردن شریک کے اور اس میں مبالغہ ہے جو چاہتا ہے کہ اس کو جلدی سزا ملے اگر یہ کام کرے اور اس واسطے کہ اونٹ کی اوجھڑی کی ناپاکی تحقیق نہیں ہوئی اور البتہ سزا پائی عقبہ نے ساتھ بد دعا کرنے حضرت ﷺ کے اس پر اور جو شریک ہوا اس کو اس کے فعل میں سوارے گئے جنگ بدر کے دن۔ (فتح)

سورہ قدر کی تفسیر کا بیان

کہا جاتا ہے کہ مطلع کے معنی ہیں چڑھنا جو ساتھ فتح لام کے ہے اور جو ساتھ زیر لام کے ہے اس کے معنی ہیں وہ جگہ جس سے سورج نکلتا ہے اور مراد اس جگہ پہلے معنی ہیں۔

یعنی اللہ کے قول انا انزلناہ میں ہا سے مراد قرآن ہے یعنی یہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے اگرچہ اس کا پہلے ذکر نہیں ہوا اور انا انزلناہ لفظ جمع کا ہے اور اتارنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عرب تاکید کرتے ہیں فعل واحد کو سو اس کو جمع کے لفظ سے بولتے ہیں تاکہ اس میں زیادہ تر ثبوت اور تاکید ہو یعنی واحد متکلم کی جگہ جمع متکلم کا لفظ بولا واسطے زیادہ تر ثبوت اور تاکید کے۔

فائدہ: نہیں ذکر کی امام بخاری رحمہ اللہ نے بیچ تفسیر سورہ قدر کے کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں یہ حدیث من قام لیلۃ القدر وقد تقدم فی او اخر الصیام۔

سورہ بینہ کی تفسیر کا بیان

منفکین کے معنی ہیں دور ہونے والے اپنی راہ و رسم سے القیمۃ کے معنی ہیں قائم اور یہ جو کہا کہ دین القیمۃ تو مضاف کیا ہے دین کو مؤنث کی طرف۔

۳۵۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تیرے آگے ﴿لَمْ یکن الذین کفروا﴾ کی سورت پڑھوں تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! سو ابی بن

سُورَةُ اَنَا اَنْزَلْنَاهُ
يُقَالُ الْمَطْلَعُ هُوَ الطُّلُوعُ وَالْمَطْلَعُ
الْمَوْضِعُ الَّذِي يُطْلَعُ مِنْهُ.

﴿اَنْزَلْنَاهُ﴾ الْهَاءُ كِتَابِيَّةٌ عَنِ الْقُرْآنِ ﴿اَنَا
اَنْزَلْنَاهُ﴾ خَرَجَ مَخْرَجَ الْجَمِيعِ
وَالْمَنْزِلُ هُوَ اللَّهُ وَالْعَرَبُ تَوَكَّدَ فِعْلُ
الْوَاحِدِ فَتَجَعَلَهُ بِلَفْظِ الْجَمِيعِ لِيَكُونَ
اَثْمًا وَاَوْكَدَ.

سُورَةُ لَمْ يَكُنْ

﴿مُنْفَكِينَ﴾ زَانِلِينَ.

﴿قِيَمَةٌ﴾ الْقَائِمَةُ ﴿دِينِ الْقِيَمَةِ﴾

اَضَافَ الدِّينَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ.

٤٥٧٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

عَنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ

بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي إِبْنِ اللَّهِ أَمْرِي أَنْ

أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ قَالَ

وَسَمَانِي قَالَ نَعَمْ فَبِكِي. کعب بن زینبؓ خوشی کے مارے رونے لگے۔

۴۵۷۸ - حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيٍّ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ قَالَ أَبِي اللَّهُ سَمَانِي لَكَ قَالَ اللَّهُ سَمَّاكَ لِي فَجَعَلَ أَبِي يَبْكِي قَالَ قَتَادَةُ فَأَنْبَتُ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَيْهِ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾

۴۵۷۸۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تیرے آگے قرآن کو پڑھوں، ابی بن کعبؓ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے میرا نام لیا ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ نے تیرا نام لیا ہے تو ابی بن کعبؓ خوشی کے مارے رونے لگے، قتادہؓ نے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ حضرت عائشہؓ نے ان کے آگے ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ کی سورت پڑھی۔

۴۵۷۹ - حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْمُنَادِي حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بِنِ كَعْبٍ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرِنَكَ الْقُرْآنَ قَالَ اللَّهُ سَمَانِي لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ نَعَمْ فَلَزَمَتْ عَيْنَاهُ.

۴۵۷۹۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تجھ کو قرآن پڑھاؤں ابی بن کعبؓ نے کہا کہ کیا اللہ نے آپ کے واسطے میرا نام لیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہاں! ابی بن کعبؓ نے کہا اور اللہ کے نزدیک میرا ذکر ہوا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہاں! تو اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔

فائدہ: ایک روایت میں مطلق قرآن کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ﴿لم یکن الذین﴾ کا ذکر ہے اور تطبیق دونوں روایتوں میں حمل کرنا مطلق کا ہے مقید پر واسطے پڑھنے حضرت عائشہؓ کے ﴿لم یکن الذین﴾ کو سوائے غیر اس کے کی سوجھ بوجھ نے کہا کہ حکمت بیچ خاص کرنے اس کے کی ساتھ ذکر کے یہ ہے کہ اس میں ہے ﴿بتلوا صحفا مطهرة﴾ اور بیچ خاص کرنے ابی بن کعبؓ کے تشبیہ ہے ساتھ اس کے کہ وہ اصحاب میں قرآن کے بڑے قاری ہیں اور جب پڑھیں اس پر حضرت عائشہؓ باوجود بڑے ہونے درجے آپ کے تو ہوگا غیر اس کا بطور تابع کے واسطے اس کے اور یہ جو کہا کہ میں تجھ کو قرآن پڑھاؤں یعنی میں تیرے آگے قرآن پڑھتا ہوں تاکہ تجھ کو سکھاؤں کہ تو کس طرح پڑھا کرے۔ (فتح)

سُورَةٌ إِذَا زُلْزِلَتْ يُقَالُ ﴿أَوْحَىٰ لَهَا﴾ أَوْحَىٰ إِلَيْهَا وَوَحَىٰ

سورہ زلزال کی تفسیر کا بیان ان چاروں لفظوں کے ایک معنی ہیں یعنی اللہ نے اس کی

طرف وحی بھیجی مجرد اور مزید فیہ دونوں کے ایک معنی ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حکم بھیجنا زمین کو ٹھہرنے کا سووہ ٹھہر گئی۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

بَابُ قَوْلِهِ «فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ»

۴۵۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے واسطے ہیں ایک مرد کے واسطے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے واسطے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں سو بہر حال وہ شخص کہ اس کے واسطے ثواب ہیں سو وہ مرد ہے جس نے گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے واسطے باندھ رکھا پھر اس کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک کہ پہنچی اور جتنی گھاس کہ چریں تو اس مرد کے واسطے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے اپنے رسی توڑ کر پھر ایک یا دو بار زقند ماریں تو اس مرد کے واسطے اس کے پاؤں کی متی اور لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گزریں سو ان میں سے پانی پیئیں اگرچہ مالک نے ان کے پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو بھی ان کے واسطے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے ثواب کا باعث ہیں اور جو مرد کہ گھوڑوں کو باندھے اس نیت سے کہ ان کی سوداگری سے فائدہ اٹھائے اور بیگانی سواری کے مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں اور پیٹھوں میں ہے نہ بھولے یعنی ان کی زکوٰۃ ادا کرے اور ضعیفوں کو ان کی سواری سے نہ روکے تو ایسے گھوڑے اس مرد کے واسطے پردہ ہیں یعنی باعزت رہا ذلت سے بچا اور جو مرد

۴۵۸۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلَاثَةِ لَرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وَزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيلِهَا ذَلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيلَهَا فَاسْتَسْتَشَرَفًا أَوْ شَرَفِينَ كَانَتْ أَثَارَهَا وَأَرْوَانَهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقَى بِهِ كَانَ ذَلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ فَبِهِي لِذَلِكَ الرَّجُلِ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْنِيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَسْخِ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظَهْرِهَا فَبِهِي لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخِرًا وَرِثَاءً وَنَوَاءً فَبِهِي عَلَى ذَلِكَ وَزْرٌ فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمْرِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ «فَمَنْ يَعْمَلْ

کہ گھوڑوں کو باندھے اترانے اور نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے واسطے یعنی کفر کی ملک کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کی زکوٰۃ سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتارا مجھ پر اللہ نے ان کے باب میں کچھ سوائے اس آیت کے جو اکیلی اور جامع ہے یعنی بیان میں دوسری آیت کی محتاج نہیں کہ جو کرے ذرہ برابر بھلائی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

۳۵۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حکم سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے باب میں کچھ چیز سوائے اس آیت کے جو جامع اور تھا ہے کہ جو کرے ذرہ برابر نیکی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو کرے ذرہ برابر برائی وہ اس کو دیکھ لے گا۔

سورۃ عادیات کی تفسیر کا بیان

فائدہ: اور مراد ساتھ عادیات کے گھوڑے ہیں اور بعض نے کہا کہ اونٹ ہیں۔

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے کہ کنود کے معنی ہیں

بہت کفر کرنے والا۔

کہا جاتا ہے فائرن بہ نقعا کے معنی ہیں کہ اٹھاتے ہیں

اس وقت گرد۔

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾.

۴۵۸۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَائِدَةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾.

سُورَةُ الْعَادِيَّاتِ

فائدہ: اور مراد ساتھ عادیات کے گھوڑے ہیں اور بعض نے کہا کہ اونٹ ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْكُنُودُ الْكُفُورُ.

يُقَالُ ﴿فَاتَّرْنَ بِهِ نَقْعًا﴾ رَفَعْنَا بِهِ عُبْرًا.

فائدہ: اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گھوڑے کے صبح کو لوٹ کرتے ہیں اٹھاتے ہیں ساتھ اس کے گرد کو اور ضمیر بہ میں واسطے صبح کے ہے یعنی اٹھاتے ہیں اس کو وقت صبح کے اور بعض کہتے ہیں واسطے مکان کے اگرچہ پہلے مکان کا ذکر نہیں لیکن گرد کا اڑانا اس پر دلالت کرتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ضمیر واسطے دشمن کے ہے جس پر عادیات دلالت کرتے ہیں۔ (فتح)

﴿لِحُبِّ الْخَيْرِ﴾ مِنْ أَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ۔
اور لام اللہ تعالیٰ کے اس قول میں لِحُبِّ الْخَيْرِ واسطے
تقلیل کے ہے یعنی اس واسطے کہ وہ بہ سبب محبت مال
کے بخیل ہے۔

اور شدید کے معنی ہیں بخیل اور کہا جاتا ہے واسطے بخیل
کے شدید۔

﴿لَشَدِيدٌ﴾ لَبَخِيلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيلِ
شَدِيدٌ۔

﴿حُصِّلٌ﴾ مِيزٌ۔

اور حصل کے معنی ہیں جدا کیا جائے اللہ نے فرمایا
﴿وَحَصَلَ مَا فِي الصُّدُورِ﴾ اور بعض کہتے ہیں کہ جو
جمع کیا جائے اور بعض کہتے ہیں نکالا جائے۔

سورہ قارعہ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ الْقَارِعَةِ

﴿كَالْفَرَّاشِ الْمَبْثُوثِ﴾ كَفَرَّغَاءِ
الْحِرَادِ يَرَكِبُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَذَلِكَ
النَّاسُ يَجُولُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ۔

اور اللہ کے قول ﴿كَالْفَرَّاشِ الْمَبْثُوثِ﴾ کے معنی ہیں
مانند چھوٹی مڈی کے کہ آپس میں اکٹھی ہوتی ہے اور
ایک دوسرے پر چڑھتی ہے تہ بہ تہ یعنی ہجوم کرتی ہے اسی
طرح آدمی آپس میں اکٹھے ہوں گے۔

فائدہ: اور مَبْثُوثِ کے معنی ہیں جدا جدا اور حمل کرنا فراش کا اوپر حقیقت کے اولیٰ ہے اور بیچ تشبیہ دینے لوگوں کے
ساتھ پتنگوں کے دان قامت کے بہت مناسبتیں ہیں مانند پیش اور بکھرنے اور کثرت اور ضعف اور ذلت کے اور
آنے کے بغیر رجوع کے اور قصد کے طرف داعی کے اور جلدی کرنے کے اور جمع ہونے کے ایک دوسرے پر۔

اور معنی عہن کے اللہ کے اس قول میں ﴿كَالْعِهْنِ
الْمَنْفُوشِ﴾ کہ ہو جائیں گے پہاڑ مانند رنگوں ان کے
اور پڑھا ہے عبد اللہ نے كالصوف یعنی بجائے كالعہن
کے یعنی پہاڑ اس دن ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے یہاں
تک کہ ہو جائیں گے مانند اون کے جو دھننے کے وقت

﴿كَالْعِهْنِ﴾ كَالْوَانِ الْعِهْنِ وَقَرَأَ عِنْدَ
اللَّهِ كَالصُّوفِ

اڑتی ہے اور جب ہوگی یہ تاثیر قیامت کے بیچ حق
بڑے پہاڑوں کے جو سخت ہیں تو کیا حال ہوگا آدمی
ضعیف کا وقت سننے آواز قیامت کے۔ (ق)

سورہ تکاثر کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ التَّكْوِيْنِ

فائدہ: حضرت ﷺ کے اصحاب اس سورہ کا نام سورہ مقرر رکھتے تھے۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد تکاثر سے بہتات
مال اور اولاد کی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «التَّكْوِيْنُ» مِنْ
الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ.

فائدہ: نہیں ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے جو رفاق میں آئے گی۔

سورہ عصر کی تفسیر کا بیان

یعنی مراد عصر سے زمانہ ہے کہ قسم کھائی ہے
اللہ اس کے ساتھ۔

سُورَةُ وَالْعَصْرِ
وَقَالَ يَحْيَى الْعَصْرُ الدَّهْرُ أَقْسَمَ بِهِ.

فائدہ: عصر دن ہے یارات اور حسن سے روایت ہے کہ مراد عصر سے وہ وقت ہے جو آفتاب ڈھلنے کے بعد ہے اور
بعض کہتے ہیں کہ ایک ساعت ہے دن کی ساعتوں سے اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جس
کی عصر کی نماز فوت ہوئی، الحدیث۔

سورہ ویل لکل ہمزہ کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ وَيْلِ لِكُلِّ هَمْزَةٍ

فائدہ: اور اس کو سورہ ہمزہ بھی کہا جاتا ہے اور مراد ہمزہ سے بہت عیب کرنے والا ہے اور اسی طرح لہزہ سے مراد
بہت غیبت کرنے والا اور کسی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہمزہ کے کیا معنی ہیں تو انہوں نے کہا کہ چغلی کرنے
والا بھائیوں میں جدائی ڈالنے والا۔

حطمة نام ہے دوزخ کا مانند سقر اور لظی کے، اللہ نے
فرمایا «كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحَطْمَةِ».

«الْحَطْمَةُ» اسْمُ النَّارِ مِثْلُ «سَقْرًا» وَ
«لَظِي».

سورہ فیل کی تفسیر کا بیان

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد ابابیل سے پے در پے آنے
والے اور ہجوم کرنے والے ہیں، اللہ نے فرمایا
«وَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ».

سُورَةُ الْفِيلِ
قَالَ مُجَاهِدٌ «أَبَابِيلٌ» مُتَّابِعَةٌ
مُجْتَمِعَةٌ.

فائدہ: یہ لفظ جمع کا ہے اس کا واحد نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جانور اونٹوں کی شکل کے تھے اور ان کے دانت درندوں کی طرح تھے ایسے جانور کسی نے نہ اس سے پہلے دیکھے ہیں اور نہ پیچھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «مِنْ سَجِيلٍ» هِيَ
 «بِحَجَارَةٍ مِنْ سَجِيلٍ» کہ مراد سجیل سے پتھر اور مٹی ہے یعنی کھنگر۔

فائدہ: اور طبری نے نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ وہ جانور ان کو پتھر مارتے تھے ان کے ساتھ آگ تھی جب وہ پتھر کسی کو پہنچتا تھا تو اس کو چپک نکل آتی تھی اور وہ پہلادان ہے جس میں چپک دیکھی گئی۔

سُورَةُ لَايْلَافٍ قُرَيْشٍ
 سورہ قریش کی تفسیر کا بیان

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ لام متعلق ہے ساتھ اس قصے کے جو اس سے پہلی سورت میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ متعلق ہے ساتھ چیز مقدر کے یعنی تعجب کرو واسطے نعمت میری کے جو قریش پر ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «لَايْلَافٍ» الْفَوَا ذَلِكُ
 فَلَا يَشْقُ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ
 «وَأَمْنَهُمْ» مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِي
 حَرَمِهِمْ.

اور کہا مجاہدؒ نے لایلاف کی تفسیر میں کہ الفت دی گئی کوچ کی پس نہیں دشوار اور ان کے کوچ کرنا جاڑے میں طرف یمن کے اور گرمی میں طرف شام کی اور امن دیا ان کو ان کے ہر دشمن سے حرم میں قتل وغیرہ سے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «لَايْلَافٍ» لِيُعْمَتِي عَلَى
 قُرَيْشٍ.

اور کہا ابن عبینہ نے کہ لایلاف کے معنی ہیں کہ واسطے نعمت میری کے قریش پر۔

فائدہ: اور کہا خلیل نے کہ داخل ہوئی فاتحہ قول اس کے «فليعبدوا» اس واسطے کہ اس کے سیاق میں شرط کے معنی ہیں یعنی اگر نہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی واسطے شکرگزاری پہلی نعمت اس کی کے تو چاہیے کہ عبادت کریں اس کی واسطے نعمت مذکور کے۔

فائدہ: ان دونوں سورتوں میں کوئی حدیث مرفوعہ مذکور نہیں اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابرؓ کی کہ حضرت ﷺ نے پڑھا «يعسب ان ماله اخلد» روایت کی ہے یہ حدیث ابن حبان نے اور بہر حال سورہ قبل سو داخل ہوتی ہے اس میں حدیث مسور کی سے جو صلح حدیبیہ میں ہے ہ اس میں ہے کہ روکا اونٹ کو ہاتھی کے روکنے والے نے اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اللہ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا تھا اور اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوعہ نہیں۔

سورہ ارایت کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ آرَائِتٍ

فائدہ: اس کو سورہ ماعون بھی کہتے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ «يَدْعُ» يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ
يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ «يُدْعُونَ»
يُدْفَعُونَ.

«سَاهُونَ» «لَاهُونَ»

اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے يدع کے معنی ہیں ہٹاتا ہے مسکین کو اس کے حق سے کہا جاتا ہے وہ مشتق ہے دععت ماضی سے اور يدعون کے معنی ہیں ہٹائے جاتے ہیں آگ کی طرف یعنی اللہ کے اس قول میں «يوم يدعون الی نار جهنم»۔
ساہون کے معنی ہیں غافل ہیں اللہ کے اس قول میں «الذین هم عن صلاتهم ساهون» یعنی جو نماز کو بے وقت پڑھے۔

اور ماعون ہر نیک کام ہے اور کہا بعض نے کہ ماعون پانی ہے اور کہا عکرمہ نے کہ اعلیٰ درجہ اس کا زکوٰۃ فرض ہے اور کم تر درجہ اس کا عاریت دینا اسباب کا ہے۔

وَالْمَاعُونَ الْمَعْرُوفُ كُلُّهُ وَقَالَ
بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُونَ الْمَاءُ وَقَالَ
عِكْرَمَةُ أَعْلَاهَا الزَّكَاةُ الْمَفْرُوضَةُ
وَأَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ.

فائدہ: کہا فراء نے کہ کہا بعض نے کہ ماعون ہر نیک کام ہے یہاں تک کہ پیالہ اور ڈول اور بسولے اور شاید مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہے اور ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ماعون وہ اسباب ہیں جس کو لوگ آپس میں لیتے دیتے ہیں اور روایت کی ہے ابوداؤد اور نسائی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم گنتے ماعون کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عاریت دینا ڈول اور ہانڈی کا اور نہیں ذکر کی امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو پہلے مذکور ہوئی۔ (فتح)

سورہ کوثر کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ أَنَا أَعْطَيْتَاكَ الْكُوثَرَ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ «شَانِكَ» عَدُوُّكَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شانک کے معنی ہیں دشمن تیرا، اللہ نے فرمایا «ان شانك هو الابتر» کہ بے شک تیرا دشمن وہی ہے پیچھا کٹا۔

فائدہ: اور کوثر فعل ہے کثرت سے نام رکھی گئی ہے ساتھ اس کے نہر واسطے بہت ہونے پانی اس کے کی اور برتنوں اس کے اور بڑے ہونے قدر اس کے کی اور خیر اس کی کے اور اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس میں کہ دشمن مذکور کون تھا بعض نے کہا کہ عاص بن وائل تھا اور بعض نے کہا کہ ابوجہل تھا اور بعض نے کہا کہ عقبہ تھا۔

۴۵۸۲ - حَدَّثَنَا إِدْمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا
۳۵۸۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب

حضرت ﷺ کو معراج ہوا تو فرمایا کہ میں ایک نہر پر پہنچا کہ اس کے دونوں کناروں پر نرم موتیوں کے خیمے تھے تو میں نے جبریل علیہ السلام سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ حوض کوثر ہے۔

قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ آتَيْتُ عَلَى نَهْرٍ حَافَتَاهُ قَبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكُوْثَرُ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ حوض کوثر ہے جو اللہ نے تجھ کو دیا تو فرشتے نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اس کی مٹی سے مشک اذ فرنگالی۔

۳۵۸۳۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ ہم نے تجھ کو کوثر دیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک نہر ہے کہ تمہارے پیغمبر ﷺ دیئے گئے اس کے دونوں کناروں پر نرم موتی کے خیمے ہیں اس کے برتن ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں۔

۴۵۸۲۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْكَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ ﴾ قَالَتْ نَهْرٌ أُعْطِيَته نَبِيكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ أَيْتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ رَوَاهُ زَكَرِيَاءُ وَأَبُو الْأَحْوَصِ وَمُطَرِّفٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

۳۵۸۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوثر کی تفسیر میں اس نے کہا کہ وہ خیر ہے جو اللہ نے آپ کو دی ابو بشر کہتا ہے کہ میں نے سعید سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ ایک نہر ہے بہشت میں کہا سعید نے وہ نہر کہ بہشت میں ہے خیر کثیر ہے جو اللہ نے آپ کو دی۔

۴۵۸۴۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ لِي الْكُوْثَرُ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِي أُعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُو بَشِيرٍ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَإِنَّ النَّاسَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدُ النَّهْرُ الَّذِي فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِي أُعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ.

فائدہ: یہ تاویل سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی ہے تطبیق دی ہے اس نے ساتھ اس کے درمیان حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور شاید مراد ابو بشر کی ناس سے ابو اسحاق اور قتادہ وغیرہ ہیں جن سے صریح مروی ہے کہ کوثر نہر ہے

اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے قول کا حاصل یہ ہے کہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ وہ خیر کثیر ہے نہیں مخالف ہے اس کے غیر کے قول کو کہ مراد ساتھ اس کے ایک نہر ہے بہشت میں اس واسطے کہ نہر ایک فرد ہے افراد خیر کثیر کے سے اور شاید سعید رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے کہ تاویل ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اولیٰ ہے واسطے عام ہونے اس کے کی لیکن ثابت ہو چکی ہے تخصیص اس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ سے پس نہیں ہے کوئی جگہ پھرنے کی اس سے اور مفسرین نے کوثر کی تفسیر میں ان دو قولوں کے سوائے اور بھی بہت قول نقل کیے ہیں جو دس سے زیادہ ہیں کہا عکرمہ نے کہ کوثر سے مراد نبوت ہے اور کہا حسن نے کہ کوثر قرآن ہے اور بعض نے کہا کہ اسلام ہے اور بعض نے کہا کہ توحید ہے اور بعض نے کہا کہ بلند ہونا ذکر کا ہے اور بعض نے کہا کہ شفاعت ہے اور بعض نے کہا کہ معجزات ہیں اور بعض نے کہا کہ پانچ نمازیں ہیں اور بعض نے کہا کہ قبول کرنا دعا کا ہے اور زیادہ بیان اس کا کتاب الرقاق میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا چیز ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا وہ ایک نہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا مجھ سے وعدہ کیا اس پر خیر کثیر ہے وارد ہوگی اس پر امت میری دن قیامت کے۔ (بخ)

سورہ کافرون کی تفسیر کا بیان

کہا جاتا ہے کہ واسطے تمہارے ہے دین تمہارا یعنی کفر اور واسطے میرے ہے دین میرا یعنی اسلام یعنی اللہ کے قول ﴿دینکم﴾ میں دین سے مراد کفر ہے اور ﴿ولی دین﴾ میں دین سے مراد دین اسلام ہے اور نہیں کہا اللہ تعالیٰ نے دینی یعنی ساتھ یائے متکلم کے اس واسطے کہ فواصل آیتوں کے ساتھ نون کے ہیں یعنی اس سورت کی سب آیتوں کے اخیر میں نون ہے سو حذف کی گئی یا واسطے موافقت فواصل کے جیسے کہ اللہ کے اس قول میں ہے ﴿فہو یہدین ویشفین﴾ یعنی جیسے ان آیتوں میں یا محذوف ہے اسی طرح یہاں بھی حذف کی گئی۔

یعنی اور کہا اس کے غیر نے کہ اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اب اور نہیں قبول کرتا میں حکم تمہارا اپنی باقی عمر میں یعنی یہ صیغہ

سُورَةُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ

يُقَالُ ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ﴾ الْكُفْرُ ﴿وَلِي دِينِ﴾ الْإِسْلَامُ وَلَمْ يَقُلْ دِينِي لِأَنَّ الْآيَاتِ بِالنُّونِ فَحُذِفَتِ الْيَاءُ كَمَا قَالَ ﴿يَهْدِينَ﴾ وَ ﴿يُشْفِينَ﴾.

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾ الْآنَ وَلَا أَجْبِئُكُمْ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عُمْرِي ﴿وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ﴾ وَهُمْ

الَّذِينَ قَالَ ﴿وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا﴾.

مضارع کا حال اور استقبال دونوں کے واسطے ہے اور نہیں تم پوجنے والے جس کو میں پوجتا ہوں اور وہ یعنی مخاطب ساتھ لفظ انتھ کے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور البتہ زیادہ کرے بہت لوگوں کو ان میں سے جو اتاری گئی تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نافرمانی اور کفر۔

فائدہ: یعنی گویا حضرت ﷺ کو کہا کہ تم ہمارے بتوں کو پوجو اور ہم تمہارے اللہ کو پوجتے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو جاہلیت میں اور اسلام میں اور نہیں میں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اب یعنی نہیں پوجتا میں اب جس کو تم پوجتے ہو اور نہیں مانتا میں کہا تمہارا اپنی باقی عمر میں یہ کہ پوجوں میں جس کو تم پوجتے ہو اور نہیں پوجتے تم جس کو میں پوجتا ہوں اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کفار قریش نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے بتوں سے باز رہ سوان کو برا مت کہہ اور اگر تو اس طرح نہ کرے تو ایک سال تو ہمارے بتوں کی پوجا کر اور ایک سال ہم تیرے رب کی پوجا کریں گے تو یہ آیت اتری اور یہ حدیث ضعیف ہے اور نہیں وارد کی بخاری رضی اللہ عنہا نے اس سورت کی تفسیر میں کوئی حدیث مرفوع اور داخل ہوتی ہے اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں میں سورہ ﴿قل یا ایہا الکافرون﴾ اور ﴿قل هو اللہ احد﴾ پڑھی۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ مخاطب ساتھ اس کے وہ لوگ ہیں جن کے حق میں اللہ نے یہ آیت اتاری تو اس میں دفع کرنا شبہ کا ہے کہ بعض کافر مسلمان ہو گئے تھے سو دفع کیا اس کو ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ان کے اڑ رہنے والے ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کی اس واسطے کہ وہ جس طرح نزول کے وقت ایمان نہ لائے اسی طرح استقبال میں بھی ایمان نہ لائے۔ (ق)

سُورَةٌ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ
سورہ نصر کی تفسیر کا بیان

فائدہ: نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ سورت قرآن کی سب سورتوں سے پیچھے اتری اور سورہ برأت کی تفسیر میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب سے پہلے سورہ برأت اتری اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ مراد ساتھ آخریت سورہ نصر کے اترنا اس کا ہے کامل طور سے برخلاف برأت کے کہ وہ کچھ پہلے اتری اور کچھ پیچھے۔

۴۵۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پڑھی حضرت ﷺ نے کوئی نماز بعد اترنے سورہ ﴿اذا جاء نصر اللہ﴾ کے اوپر آپ کے مگر کہ اس میں یہ دعا پڑھتے پاک ہے

۴۵۸۵۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الصُّخَيِّ عَنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

تو اے اللہ! رب ہمارے! اور میں تعریف کرتا ہوں ساتھ حمد تیرے الہی! مجھ کو بخش دے۔

عَنْهَا قَالَتْ مَا صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ إِلَّا يَقُولُ فِيهَا سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي.

۳۵۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں اکثر یہ دعا پڑھتے تھے پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور میں تعریف کرتا ہوں ساتھ حمد تیری کے الہی! مجھ کو بخش دے بجالاتے اللہ کے اس حکم کو ﴿فسبح بحمد ربك واستغفره﴾ یعنی کرنے جو حکم کی گئے ساتھ اس کے تسبیح اور تحمید اور استغفار سے اشرف اوقات اور احوال میں۔

۴۵۸۶ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الصُّحَيْبِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ.

فائدہ: ذکر کی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ بیچگی کرنے حضرت ﷺ کے اوپر تسبیح اور تحمید اور استغفار کے اپنے رکوع اور سجود میں اور روایت کیا ہے اس کو ابن مردودہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اتنا اس میں زیادہ ہے کہ میری امت میں ایک نشانی ہے اللہ نے مجھ کو حکم کیا ہے کہ جب میں اس کو دیکھوں تو یہ دعا بہت پڑھوں سبحان اللہ وبحمده واستغفر الله واتوب اليه سو میں نے دیکھا کہ آئی مد اللہ کی اور فتح سے مراد فتح مکہ کی ہے اور میں نے دیکھا لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوجیں فوجیں کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ شاید لیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے اللہ کے اس قول سے واستغفره اس واسطے کہ حضرت ﷺ ہر کام کے چھپے استغفار پڑھا کرتے تھے سو جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار کہتے استغفر الله۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے اللہ کے دین میں فوج فوج۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ ﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ

يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا﴾.

۳۵۸۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اصحاب کو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی پوچھے کہ جب آئے اللہ کی مدد اور فتح اصحاب نے کہا کہ مراد فتح ہونا شہروں اور محلوں کا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابن عباس! تو کیا کہتا ہے؟ کہا کہ مراد حضرت ﷺ کی موت ہے

۴۵۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

حَبِيبِ بْنِ أَبِي نَابِيتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سَأَلَهُمْ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ

یا مثال ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بیان کی گئی آپ کو اپنی موت کی خبر دی گئی۔

اللَّهُ وَالْفَتْحُ) قَالُوا فَتُحِ الْمَدَائِنِ
وَالْقُصُورِ قَالَ مَا تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ
أَجَلٌ أَوْ مَثَلٌ ضُرِبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعِيَتْ لَهُ نَفْسُهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح اگلے باب میں آتی ہے۔

باب ہے اللہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ سو پا کی بول پنے رب کی خوبیاں اور بخشش مانگ اس سے بے شک وہ ہے معاف کرنے والا یعنی پھرنے والا ہے بندوں پر ساتھ قبول کرنے تو بہ کے اور تو اب آدمیوں سے وہ شخص ہے جو گناہ سے تو بہ کرے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ تَوَّابٌ عَلَى
الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ التَّائِبُ مِنَ
الذَّنْبِ.

۴۵۸۸ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھ کو بدری بزرگوں کے ساتھ داخل کیا کرتے تھے یعنی ساتھ ان لوگوں کے جو جنگ بدر میں موجود تھے مہاجرین اور انصار سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ ہر آدمی کو اپنے اپنے درجہ کے موافق جگہ دیتے تو گویا کہ بعض ان میں سے اپنے دل میں غصے ہوئے سو کہا کہ تو اس کو ہمارے ساتھ کیوں داخل کرتا ہے اور اس کی مانند ہمارے بھی لڑکے ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو تم جانتے ہو سو ایک دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور ان کے ساتھ داخل کیا سو نہیں جانا میں نے کہ انہوں نے مجھ کو بلایا مگر تا کہ دکھائیں ان کو مجھ سے مثل اس کے جو دیکھا انہوں نے میرے علم سے سو کہا کہ خبر دار ہو میں تم کو آج دکھاتا ہوں وہ چیز جس کے ساتھ تم اس کی فضیلت کو پہچانو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اللہ کے اس قول میں کہ جب آئے مدد اللہ کی اور فتح؟ یعنی اس سے کیا مراد ہے؟ سو

۴۵۸۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ
حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ
بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ
يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاحِ بَدْرٍ فَكَانَ بَعْضُهُمْ
وَجَدَ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ لِمَ تَدْخُلُ هَذَا مَعَنَا
وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهُ سَنَ قَدْ
عَلِمْتُمْ فِدَاعَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ فَمَا
رَأَيْتُ أَنَّهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ قَالَ مَا
تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿إِذَا جَاءَ
نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أَمْرَنَا أَنْ
نُحَمَّدَ اللَّهُ وَنَسْتَعْفِرُهُ إِذَا نَصَرْنَا وَفَتْحَ
عَلَيْنَا وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَقَالَ
لِي أَكْذَابُكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَا
قَالَ فَمَا تَقُولُ قُلْتُ هُوَ أَجَلٌ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ لَهُ قَالَ ﴿إِذَا

بعض نے کہا کہ اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں جب کہ ہماری مدد اور فتح ہو اور بعض چپ رہے سو کچھ چیز نہ کہی تو پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے ابن عباس! کیا تو بھی اسی طرح کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا سو تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ مراد اس سے حضرت ﷺ کی موت ہے کہ اللہ نے آپ کو معلوم کروائی، اللہ نے فرمایا کہ جب آئے مدد اللہ کی اور فتح تو یہ نشانی ہے تیری موت کی سو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور اس سے بخشش مانگ بے شک وہ ہے تو بہ قبول کرنے والا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں جانتا میں اس سے مگر جو تو کہتا ہے۔

جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴿۱﴾ وَذَلِكَ عَلَامَةٌ لِّأَجْلِكَ ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ نہ کلام کرے یہاں تک کہ اور لوگو کلام کریں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے کچھ پوچھا انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو جواب دیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم عاجز ہوئے کہ اس لڑکے کے برابر ہو اور یہ جو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس جگہ سے ہے جو تم جانتے ہو تو ایک روایت میں ہے کہ وہ اس جگہ سے ہے کہ ہم جانتے ہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف قربت اس کی کے حضرت ﷺ اور طرف معرفت اس کی کے اور دانائی اس کی کے اور طہرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب سورہ ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ﴾ اتری تو حضرت ﷺ کو موت کی خبر دی گئی تو حضرت ﷺ نے آخرت کے کام میں نہایت کوشش کرنی شروع کی اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور تاثیر ہے واسطے قبول ہونے دعا حضرت ﷺ کی کہ اللہ اس کو تاویل کا علم سکھا دے اور دین میں بوجھ دے، کما تقدم فی کتاب العلم اور یہ کہ جائز ہے مرد کو بیان کرنا حال اپنے نفس کا ساتھ مثل اس کی کے واسطے ظاہر کرنے نعمت اللہ کے اور پر اس کے اور معلوم کروانا اس شخص کو جو نہ پہچانتا ہو قدر اس کے کوتاہی کے اتارے اس کو اس کی جگہ میں اور سوائے اس کے مقاصد صالحہ سے نہ واسطے فخر اور برائی کے اور یہ کہ جائز ہے تاویل قرآن کی ساتھ اس چیز کے کہ سمجھی جائے اشاروں سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قادر ہوتا ہے اس پر وہ شخص جو مضبوط ہے قدم اس کا علم میں اسی واسطے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا سمجھ کہ اللہ کسی مرد کو قرآن میں دے۔ (فتح)

سُورَةُ تَبَّتْ يَدَا ابْنِ لَهَبٍ كِتَابِ التَّفْسِيرِ كَالْبَيَانِ

سُورَةُ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ

فائدہ: ابولہب عبدالمطلب کا بیٹا ہے اور اس کا نام عبدالعزیٰ ہے اور کنیت رکھا گیا ابولہب یا بہ سب بیٹے اپنے کے یا

بہ سبب بہت سرخ ہونے دونوں رخساروں اس کے کی اور روایت کی ہے فاکہی نے عبد اللہ بن کثیر سے کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نام رکھا گیا ابولہب اس واسطے کہ اس کا منہ حسن سے چمکتا تھا اور موافق ہوایہ اس کی عاقبت کو کہ وہ نہ داخل ہوگا آگ شعلہ مارنے والی میں اسی واسطے ذکر کیا گیا ہے قرآن میں ساتھ کنیت اپنی کے سوائے نام اپنے کے اور واسطے ہونے اس کے مشہور ساتھ کنیت اپنی کے اور اس واسطے کہ بیچ نام اس کے نسبت ہے طرف بت کی اور نہیں حجت ہے بیچ اس کے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ جواز کنیت رکھنے مشرک کے مطلق بلکہ محل جواز کا وہ ہے جب کہ نہ تقاضا کرے یہ تعظیم اس کی کو یا اس کی حاجت پڑے کہا واقدی نے کہ وہ حضرت ﷺ کا نہایت دشمن تھا اور اس کا سبب یہ ہے کہ ابوطالب اور ابولہب دونوں آپس میں جھگڑے تو ابولہب ابوطالب کے سینے پر بیٹھا سو حضرت ﷺ آئے اور ابولہب کے دونوں مونڈھوں سے پکڑ کر زمین پر مارا تو ابولہب نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہم دونوں تیرے چچا ہیں سو تو نے یہ کام میرے ساتھ کیوں کیا، قسم ہے اللہ کی میرا دل تجھ کو کبھی نہ چاہے گا اور یہ واقعہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہے اور جب ابوطالب مر گیا تو اس کے بھائیوں نے کہا کہ اگر تو اپنے بھیجتے کی مدد کرتا تو سب لوگوں میں لائق تھا ساتھ اس کے پھر وہ حضرت ﷺ کو ملا اور آپ سے اپنے دادوں کا حال پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بے دین تھے سو وہ غضبناک ہوا اور دشمنی میں بدستور رہا اور ابولہب جنگ بدر کے بعد فوت ہوا اور نہ حاضر ہوا جنگ بدر میں بلکہ اپنی طرف سے بدیل کو بھیجا پھر جب اس کو قریش کے ماجرا کی خبر پہنچی تو غم سے مر گیا۔

اور تب کے معنی ہیں ٹوٹے میں پڑا اور تباب کے معنی ہیں ٹوٹا یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ﴾ یعنی ہلاکت میں اور تَتَيَّبُ کے معنی ہیں ہلاکت، اللہ کے اس قول میں ﴿وَمَا زَادَهُمْ غَيْرَ تَتَيَّبٍ﴾

۴۵۸۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ عذاب الہی سے ڈرا اے محمد! اپنے قریب برادری والوں کو اور خاص کر اپنی قوم کو ان میں سے (یہ تفسیر ہے قول سابق کی اور یہ قرأت شاذ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوخ التلاوت ہے) تو حضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ صفا پہاڑ پر چڑھے اور چلانے لگے کہ ارے لوگو خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آ پہنچا تو لوگوں نے کہا کہ یہ کون ہے سو لوگ آپ کے پاس جمع ہوئے سو فرمایا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں کہ

۴۵۸۹ - حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ الْمُحْلِصِينَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ يَا صَبَاحَاهُ فَقَالُوا مَنْ هَذَا فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ فَقَالَ

دشمن کا لشکر اس پہاڑ کے نیچے سے نکلتا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا جاننے والے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تجھ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو ڈراتا ہوں سخت عذاب سے تو ابولہب نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا پھر اٹھ کھڑا ہو سو یہ آیت اتری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور البتہ ہلاک ہو اوہ اسی طرح پڑھا ہے اعمش نے اس دن یعنی اس نے تب سے پہلے وقد کا لفظ زیادہ کیا ہے اور قرآن میں یہ لفظ نہیں۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو اس نے کمایا یعنی اس کی اولاد۔

۳۵۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پھر ملی زمین کی طرف نکلے سو پہاڑ پر چڑھے اور پکارا ارے لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آپہنچا تو کفار قریش آپ کے پاس جمع ہوئے سو فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں تم کو خبر دوں صبح یا شام ہوتے ہی دشمن کا لشکر تم پر ٹوٹ پڑے گا تو کیا تم مجھ کو سچا جانو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا سو بے شک میں تم کو ڈرانے والا ہوں سخت عذاب سے تو ابولہب نے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو کیا تو نے ہم کو اسی واسطے جمع کیا تھا تو اللہ نے یہ سورت اتاری کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے، آخر تک۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ داخل ہوگا آگ شعلہ مارنے والی میں۔

۳۵۹۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابولہب

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَالُوا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذَا ثُمَّ قَامَ فَزَلَّتْ «تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ» وَقَدْ تَبَّ هَكَذَا قَرَأَهَا الْأَعْمَشُ يَوْمَئِذٍ.

بَابُ قَوْلِهِ «وَتَبَّ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ».

۴۵۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَصَعِدَ إِلَى الْجَبَلِ فَنَادَى يَا صِبَا حَاهُ فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قَرِيشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ حَدَّثْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصِيبُكُمْ أَوْ مُمَسِّبِكُمْ أَكُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيِ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا تَبًّا لَكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ «تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ» إِلَى آخِرِهَا.

بَابُ قَوْلِهِ «سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ».

۴۵۹۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ عَنْ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبَا لَكَ الْهَذَا جَمَعْتَنَا
فَنَزَلَتْ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ﴾ إِلَى آخِرِهَا.

نے حضرت ﷺ سے کہا کہ تجھ کو ہلاکت ہو گیا تو نے ہم کو اسی
واسطے جمع کیا تھا تو اتری یہ آیت کہ ہلاک ہوں دونوں ہاتھ
ابولہب کے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو یہاں مختصر کر دیا ہے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ بخاری کی اکثر
عادت یہ ہے کہ جب حدیث کے واسطے کئی طریقے ہوں تو ان کو ایک باب میں جمع نہیں کرتا بلکہ ہر ایک طریق کے
واسطے جدا جدا باب باندھتا ہے جو اس کے مناسب ہو اور کبھی باب باندھتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ شامل ہو اس پر
حدیث اگرچہ نہ بیان کرے اس کو اس باب میں واسطے کفایت کرنے کے ساتھ اشارہ کے اور یہ باب بھی اسی قبیل
سے ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأَمْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾۔ باب ہے اس آیت کی تفسیر میں اور اس کی عورت سر پر
لیے پھرتی ایندھن۔

فائدہ: ابولہب کی عورت کا نام عوراء تھا اور اس کی کنیت ام جمیل تھی اور وہ بیٹی ہے حرب کی اور بہن ہے ابوسفیان کی
جو معاویہ کا باپ ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ اس کا نام اروی ہے اور عوراء اس کا لقب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں
کہہ گیا اس کو یہ واسطے خوبصورتی اس کی کے اور روایت کی ہے بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب سورہ تبت
اتری تو ابولہب کی عورت آئی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اگر آپ الگ ہو جائیں تو بہتر ہے
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا سو وہ سامنے سے آئی اور کہا اے ابو بکر!
تیرے ساتھی نے میری بھوک ہے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی اس نے تیری بھونچیں کی وہ شعر نہیں کہتا اس نے
کہا البتہ تو سچا کیا گیا ہے پھر جب اس نے پیٹھ پھیری تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اس نے آپ کو
نہیں دیکھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ رہا فرشتہ مجھ کو سایہ کیے یہاں تک کہ اس نے پیٹھ پھیری اور حاکم نے
روایت کی ہے کہ جب سورت ﴿تبت یدایا لہب﴾ اتری تو کسی نے ابولہب کی عورت سے کہا کہ محمد ﷺ نے
تیری بھوک ہے تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ کیا تو نے مجھ کو لکڑیوں کا گٹھا اٹھاتے دیکھا ہے یا میری
گردن میں رسی دیکھی ہے؟۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ حَمَّالَةُ الْحَطَبِ تَمْشِي
بِالنَّمِيمَةِ.

اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ مراد حمالة الحطب سے یہ ہے
کہ چغلی لے چلتی تھی۔

فائدہ: یعنی مشرکوں کے آگے حضرت ﷺ کی چغلی کرتی تھی، کہا فراء نے کہ اس کی عورت چغل خوری کرتی تھی اور

دشمنی کی آگ کو بھڑکاتی تھی اور ان کے درمیان فتنہ و فساد ڈالتی تھی تو اس واسطے اس کو حمالۃ الحطب کہا گیا۔

﴿فِي جِدِّهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ يُقَالُ مِنْ مَّسَدٍ لَيْفِ الْمُقْلِ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِي فِي النَّارِ.

اس کی گردن میں رسی ہے موج کی کہا جاتا ہے کہ مسد کہتے ہیں درخت مقل کے پوست کو اور مراد رسی سے زنجیر ہے جو دوزخ میں ہے یعنی جس کی درازی ستر ہاتھ ہے۔

فائدہ: یہ دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد جبل سے زنجیر ہے جو دوزخ میں ہے اور دوسرا یہ کہ مراد جبل سے رسی ہے پوست درخت صمغ کی۔ (بخ)

سورہ قل هو اللہ احد کی تفسیر کا بیان

سُورَةُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

فائدہ: اور اس کو سورہ اخلاص بھی کہا جاتا ہے اور آیا ہے بیچ سب نزول ہونے اس کے کی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے آگے اپنے رب کی نسبت بیان کر تو یہ آیت اتری روایت کیا ہے اس کو ترمذی اور طبری نے اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے نہ کسی کو اس نے جتا اور نہ کسی نے اس کو جتا اس واسطے کہ نہیں کوئی چیز جو پیدا ہو مگر کہ مر جائے گی اور کوئی چیز نہیں مرتی مگر کہ کوئی اس وارث ہوتا ہے اور نہیں واسطے اس کے کوئی کفو یعنی مشابہ اور نہ برابر۔

کہا جاتا ہے اللہ کے اس قول میں ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ کہ احد پر تنوین نہیں پڑھی جاتی یعنی احد پڑھا جاتا ہے ساتھ وقف کے اور احد اور واحد کے ایک معنی ہیں یعنی اللہ ایک ہے۔

يُقَالُ لَا يَتَوْنُ (أَحَدٌ) أَيْ وَاحِدٌ.

فائدہ: ہمزہ احد کا بدل ہے واو سے اس واسطے کہ وہ مشتق ہے وحدۃ سے اور یہ برخلاف ہے اس احد کے کہ مراد ساتھ اس کے عموم ہے کہ اس کا ہمزہ اصلی ہے، کہا فراء نے کہ جو اس کو بغیر تنوین کے پڑھتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ نون اعراب کا ہے جب اس کے بعد الف اور لام آئے تو حذف کیا جاتا ہے اور یہ لازم نہیں اور نصر بن عاصم اور یحییٰ بن ابی اسحاق نے بھی اس کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے۔ (فتح) اور کبھی تنوین کو حذف نہیں کرتے یعنی اللہ احد کہتے ہیں اور وقف نہیں کرتے۔

۳۵۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور کو یہ جائز نہ تھا اور مجھ کو گالی دی اور یہ اس کو لائق نہ تھا سو اس کا مجھ کو جھٹلانا تو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ مجھ

۴۵۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ

کو کبھی دوسری بار پیدا نہ کرے گا جیسا اس نے مجھ کو پہلی بار پیدا کیا اور حالانکہ اول بار پیدا کرنا مجھ پر بہت آسان نہیں دوسری بار پیدا کرنے سے یعنی دونوں بار پیدا کرنا مجھ کو برابر ہے یہ نہیں کہ اول بار کا پیدا کرنا آسان ہو اور دوسری بار کا مشکل اور بہر حال گالی دینا اس کا مجھ کو تو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنایا اور حالانکہ میں ایسا اکیلا پاک ہوں جو نہ کسی سے جتا اور نہ کسی کو جتا اور نہیں میرے جوڑ کا کوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اللہ بے پرواہ ہے سب اس کے محتاج ہیں۔

اور عرب اپنے سرداروں کو صمد کہتے ہیں۔

اور کہا ابو اؤل نے صمدہ سردار ہے جس کی سرداری

نہایت کو پہنچے۔

۴۵۹۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو یہ جائز نہ تھا اور مجھ کو گالی دی اور یہ اس کو لائق نہ تھا سو جھٹلانا اس کا مجھ کو تو اس کے اس قول میں ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ میں اس کو کبھی دوسری بار پیدا نہ کروں گا جیسا کہ میں نے اس کو پہلی بار پیدا کیا اور بہر حال گالی دینا اس کا مجھ کو سو اس کے اس قول میں ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنایا اور حالانکہ میں تو ایسا اکیلا پاک ہوں کہ نہ میں نے کسی کو جتا اور نہ میں کسی سے جتا اور نہیں میرے جوڑ کا کوئی اور کفو اور کفیا اور کفایہ تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں۔

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّاي فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّاي فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾.

وَالْعَرَبُ تَسْمِي أَسْرَافَهَا الصَّمَدَ.

فائدہ: صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف سب کو حاجت پڑے اور سب سے اوپر ہو کوئی اس سے اوپر نہ ہو۔
وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِي انْتَهَى سُرُودُهُ.

۴۵۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّاي أَنْ يَقُولَ إِنِّي لَنْ أُعِيدَهُ كَمَا بَدَأْتَهُ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّاي أَنْ يَقُولَ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا وَأَنَا الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ أَلِدْ وَلَمْ أُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُوًا أَحَدٌ ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ كُفُوًا وَكَفِينًا وَكِفَاءً وَاحِدٌ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ آدمی نے مجھ کو جھٹلایا اور گالی دی تو مراد بعض آدمی ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے قیامت سے انکار کیا عرب وغیرہ بت پرستوں سے اور دہریہ سے اور نیز جس نے عرب میں سے دعویٰ کیا کہ اللہ کی اولاد ہے اور یہود اور نصاریٰ سے اور چونکہ اللہ تعالیٰ پاک بذات خود واجب الوجود قدیم اور موجود تھا پہلے سب چیزوں کے اور ہر جنی چیز محدث ہے تو متنبی ہوئی اس سے والدیت اور جب کہ نہیں مشابہ ہے اس کو کوئی مخلوق اس کی سے اور نہ تھا واسطے اس کے کوئی جنس اس کی سے تا کہ ہو واسطے اس کے بیوی جنس اس کی سے جو جنے تو نفی ہوئی اس سے ولدیت کی اور اسی قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿انہی یکون لہ ولد ولم یکن لہ صاحبة﴾ اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہ اس کا کوئی ہم مثل ہے اور نہ کوئی ہم شکل اور یا مراد نفی کفایت کی ہے نکاح میں واسطے نفی کرنے مصاحبت کے اور پہلی وجہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ سیاق کلام کا واسطے نفی مکافات کے ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے۔ (فتح)

سورۃ فلق کی تفسیر کا بیان

یعنی اور کہا مجاہد رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر ﴿ومن شر غاسق اذا وقب﴾ کے کہ غاسق کے معنی ہیں رات اور اذا وقب کے معنی ہیں جب سورج ڈوب جائے۔

سُورَةُ قُلِّ اعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ
وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿غَاسِقٍ﴾ اللَّيْلُ إِذَا
وَقَبٌ ﴿غُرُوبُ الشَّمْسِ

کہا جاتا ہے کہ وہ ظاہر تر ہے فرق صبح سے اور فلق صبح سے یعنی فرق اور فلق دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی پھٹنا صبح کا اور مراد فلق سے آیت ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ میں صبح ہے۔

يُقَالُ اَبَيْنُ مِنْ فَرَقٍ وَفَلَقِ الصُّبْحِ.

اذا وقب کے معنی ہیں جب داخل ہو ہر چیز میں اور اندھیرا ڈالے۔

﴿وَقَبٌ﴾ إِذَا دَخَلَ فِي كُلِّ شَيْءٍ
وَأَظْلَمَ.

فائدہ: اور مرفوع حدیث میں آیا ہے کہ غاسق سے مراد چاند ہے یعنی آیت میں روایت کی ہے اس کو ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے چاند کی طرف نظر کی سو فرمایا اے عائشہ! پناہ مانگ اللہ کی اس کی بدی سے فرمایا کہ یہ ہے غاسق جب کہ چھا جائے اور اس کی سند حسن ہے۔

۳۵۹۴۔ حضرت زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو معوذتین سے پوچھا یعنی کیا یہ دونوں سورتیں ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ قرآن میں داخل ہیں؟ تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں

۴۵۹۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ وَعَبْدَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوَّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا مجھ سے کہا گیا سو میں نے کہا سوہم کہتے ہیں جیسے حضرت ﷺ نے کہا۔

فَقَالَ قِيلَ لِي فَقُلْتُ فَتَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ حدیث پورے سیاق سے ساتھ شرح اپنی کے آئندہ سورہ کی تفسیر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

سورہ ناس کی تفسیر کا بیان

یعنی ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وسواس کی تفسیر میں کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو چومتا ہے پھر جب اللہ کا نام ذکر کیا جائے تو چلا جاتا ہے اور جب اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے تو اس کے دل پر ثابت رہتا ہے۔

سُورَةُ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ
وَيُذَكِّرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (الْوَسْوَاسِ)
اِذَا وُلِدَ حَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَاِذَا ذَكَرَ اللَّهُ
عَزَّ وَجَلَّ ذَهَبَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّهَ
ثَبَّتْ عَلٰى قَلْبِهِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ دکھلائے اس کو جگہ شیطان کی آدمی سے کہ کہاں رہتا ہے سو اللہ نے اس کو اس کہ جگہ دکھلائی سو اچانک دیکھا کہ سر اس کا مثل سر سانپ کے ہے رکھنے والا ہے اپنے سر کو دل کے منہ پر سو بندہ جب اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو اس کو آرزو دلاتا ہے اور اس سے بات چیت کرتا ہے اور کہا ابن تین نے کہ لغت میں خض کے معنی ہیں پلٹ آنا اور منقبض ہونا اس بنا پر پس خض الشیطان کی توجیہ یہ ہے کہ اس سے منقبض ہو جاتا ہے اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وسواس سے مراد شیطان ہے لڑکا پیدا ہوتا ہے اور شیطان اس کے دل پر ہے سو وہ اس کو پھیرتا ہے جس طرف چاہتا ہے سو جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کے ذکر سے غافل ہو تو اس کے دل پر بیٹھ جاتا ہے اور وسواس ڈالتا ہے۔ (فتح) اور اس جگہ سے معلوم ہوئی حکمت مشروع ہونے اذان کے کی لڑکے کے کان میں اس واسطے کہ شیطان اس کو سن کر بھاگ جاتا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

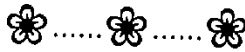
۴۵۹۵۔ حضرت زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا میں نے کہا اے ابی المنذر (یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) تیرا بھائی ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایسا ایسا کہتا ہے تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے پوچھا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو کہا گیا کہ کہو سو میں نے کہا، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا سوہم کہتے ہیں جیسے حضرت ﷺ نے کہا۔

۴۵۹۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ حُبَيْشٍ ح وَحَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ زَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ قُلْتُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ إِنَّ أَحَاكَ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أَبِي سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي قِيلَ لِي فَقُلْتُ قَالَ فَتَحْنُ نَقُولُ كَمَا

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے یہ لفظ مبہم یعنی یہ بیان نہیں ہوا کہ اس نے کیا کہا اور شاید بعض راویوں نے اس کو مبہم بیان کیا ہے واسطے برا جاننے اس کے اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ سفیان راوی نے کہا ہے اور ابن حبان وغیرہ نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین یعنی ان دونوں سورتوں کو اپنے قرآن میں نہ دیکھتے تھے اور طبرانی اور ابن مردویہ نے عبد الرحمن بن یزید سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حکایت کرتے تھے معوذتین کو اپنے قرآن سے اور کہتے تھے کہ وہ دونوں سورتیں قرآن میں سے نہیں ہیں اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بزار نے اور اس کے اخیر میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ پناہ مانگی جائے ساتھ ان کے کہا بزار نے کہ نہیں پیروی کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس پر کسی صحابی نے اور البتہ صحیح اور ثابت ہو چکا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے ان دونوں کو نماز میں پڑھا میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث مسلم میں ہے اور ابن حبان نے اس کے اخیر میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو ان کو نماز میں پڑھا کرے تو کیا کر اور احمد نے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معوذین یعنی سورہ ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھائیں اور اس سے فرمایا کہ جب تو نماز پڑھے تو ان کو پڑھا کر اور اس کی سند صحیح ہے اور سعید بن منصور نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور اس میں معوذتین کو پڑھا اور البتہ تاویل کی ہے قاضی ابوبکر باقلانی نے اور پیروی کی ہے اس کی عیاض وغیرہ نے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے محکی ہے سو کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان دونوں سورتوں کے قرآن میں سے ہونے سے انکار نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس نے ثابت رکھنے ان دونوں کے سے مصحف میں اور شاید ان کی رائے یہ تھی کہ نہ لکھی جائے مصحف میں کوئی چیز مگر جس کے لکھنے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور شاید اس کو اس کے لکھنے کی اجازت نہیں پہنچی سو یہ تاویل ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور نہیں ہے انکار قرآن ہونے ان کے سے اور یہ تاویل خوب ہے لیکن روایت صحیح صریح جو میں نے ذکر کی اس کو دفع کرتی ہے اس واسطے کہ اس میں صریح ہے کہ وہ دونوں سورتیں قرآن میں سے نہیں ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے مہذب میں کہ اجماع ہے مسلمانوں کا اس پر کہ معوذتین اور سورہ فاتحہ قرآن میں سے ہیں اور جو ان میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ کافر ہے اور جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ باطل ہے صحیح نہیں اور اس سے پہلے یہ بات ابن حزم رحمہ اللہ نے کہی ہے اور اسی طرح کہا ہے فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اوائل تفسیر میں کہ غالب تر یہ گمان ہے کہ یہ نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کذب اور باطل ہے سو اس میں نظر ہے اور طعن کرنا صحیح روایتوں میں بغیر سند کے مقبول نہیں بلکہ روایت صحیح ہے اور تاویل کا احتمال ہے اور جو اجماع کہ نووی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اگر مراد اس کی شامل ہونا اس کا ہے واسطے ہر زمانے کے تو یہ مخدوش ہے اور اگر مراد اس کی قرار پانا اس کا ہے تو یہ مقبول ہے

اور البتہ کہا ابن صباح نے بیچ کلام کے زکوٰۃ کے منع کرنے والوں پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لڑائی کی ان سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے منع کرنے پر اور یہ نہ کہا کہ وہ اس کے سبب سے کافر ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ کافر ٹھہرائے گئے اس واسطے کہ اجماع قرار نہ پا چکا تھا اور اب ہم کافر جانتے ہیں جو اس سے انکار کرے اور اسی طرح جو منقول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یعنی نہیں ثابت ہو نزدیک اس کے قطع ساتھ اس کے پھر حاصل ہوا اتفاق اس کے بعد اور کہا فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس جگہ ایک اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ہم کہیں کہ ہونا ان دونوں سورتوں کا قرآن میں سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں متواتر تھا تو لازم آئے گی تکلیف اس کی جو اس سے انکار کرے یعنی جو اس سے انکار کرے اس کو کافر کہنا ضروری ہوگا اور اگر ہم کہیں کہ ان کا قرآن سے ہونا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں متواتر نہ تھا تو آئے گا کچھ قرآن متواتر نہیں اور یہ عقیدہ سخت ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی متواتر ہوں لیکن فقط ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک درجہ تواتر کو نہ پہنچی ہوں پس حل ہوا یہ عقدہ ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے اور یہ جو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا تو نہیں ہے ابی رضی اللہ عنہ کے جواب میں تصریح ساتھ مراد کے مگر یہ کہ بیچ اجماع کے اوپر ہونے ان دونوں کے قرآن میں سے بے پرواہی ہے تکلیف اسانید کے ساتھ اخبار احاد کے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فتح) اور کہا یعنی نے کہ اصحاب کو معوذتین کے قرآن ہونے میں اختلاف تھا میرا اختلاف دور ہوا اور اجماع ہوا اس پر کہ وہ دونوں قرآن میں سے ہیں اور اگر اب کوئی معوذین کے قرآن ہونے سے انکار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور کہا بزار نے کہ جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور اصحاب سے سنا کہ وہ قرآن میں سے ہیں تو اپنے قول سے رجوع کی۔ (یعنی)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

بابُ کَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ وَأَوَّلُ مَا نَزَلَ.

کتاب ہے فضائل قرآن کے بیان میں

باب ہے بیان میں کیفیت اترنے وحی کے اور بیان میں
اس چیز کے کہ پہلے اتری۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے صحیح بخاری کے ابتدا میں بحث بیچ کیفیت اترنے وحی کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ حارث نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو وحی کس طرح آتی ہے؟ اور اسی طرح اول اترنا اس کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہ اول وہ چیز کہ شروع کی گئی ساتھ اس کے حضرت ﷺ وحی سے سچی خوابیں تھیں لیکن تعبیر ساتھ اول مازل کے خاص تر ہے تعبیر کرنے سے ساتھ اول مابدی کے اس واسطے کہ اترنا تقاضا کرتا ہے اس شخص کے وجود کو جو اس کو لے کر اترے اور اول اس کا آنا فرشتے کا ہے کھلم کھلا اس حال میں کہ پیغام پہنچانے والا تھا اللہ کی طرف سے ساتھ اس چیز کے کہ چاہی وحی سے اور بھیجنا وحی کا عام تر ہے اس سے کہ ہو ساتھ اتارنے کے یا ساتھ الہام کے برابر ہے کہ واقع ہو یہ خواب میں یا بیداری میں اور بہر حال نکالانا اس بات کا باب کی حدیثوں سے سو ذکر کریں گے ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ نزدیک شرح ہر حدیث کے اس سے۔ (فتح) یہ ترجمہ واسطے بیان کیفیت نزول کے ہے اور جو ترجمہ کہ کتاب کے ابتدا میں ہے وہ واسطے بیان کیفیت ابتدا اور شروع ہونے وحی کے تھا اور وہ خاص تر ہے اس ترجمے سے جو اس جگہ مذکور ہے اور بہر حال اول مازل سو ساتھ رفع لام کے ہے پس وہ واسطے بیان اس چیز کے ہے کہ پہلے اتری پس نیز ہوگا یہ ترجمہ مغایر واسطے بیان کیفیت ابتدا وحی کے اور حاصل یہ ہے کہ وہ واسطے سوال کے ہے اور جواب اس کا وہ ہے جو حدیث میں ہے اور قیاس کر اس پر اس کی نظیروں کو (خیر جاری)۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُهَيَّمِنُ الْأَمِينُ الْقُرْآنُ
اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت سورہ مائدہ کے
جو قرآن کی فضیلت میں وارد ہے ﴿وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

الکتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب
ومهيمننا عليه﴾ کہ مہیمن کے معنی ہیں امین قرآن
امین ہے ہر اگلی کتاب پر۔

فائدہ: اس اثر کا بیان سورہ مائدہ میں ہو چکا ہے اور وہ متعلق ہے ساتھ اصل ترجمہ کے اور وہ قرآن کے فضائل ہیں

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کلام کی توجیہ یہ ہے کہ قرآن بغل گیر ہے تصدیق تمام اس چیز کی کو کہ اس سے پہلے اتری اس واسطے کہ جو احکام کہ اس میں ہیں یا تو برقرار رکھنے والے ہیں اس چیز کو کہ اس سے پہلے گزری اور یا ناسخ ہیں اور یہ تقاضا کرتا ہے اثبات منسوخ کو اور یا جدید احکام ہیں اور یہ سب دلالت کرتا ہے اوپر تفضیل مجدد کے۔ (فتح)

۴۵۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہا دونوں نے کہ حضرت ﷺ دس سال کے میں شہرے

یعنی بعد پیغمبر ہونے کے آپ پر قرآن اترتا تھا اور دس سال

مدینے میں شہرے۔

۴۵۹۶ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ

شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ

أَخْبَرْتَنِي عَائِشَةُ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمَا قَالَا لَبَّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ يُنزلُ عَلَيْهِ

الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ.

فائدہ: ایک روایت میں صرف عشر کا لفظ آیا ہے ساتھ ابہام محدود کے اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ ساٹھ سال زندہ رہے جب جوڑا جائے ساتھ مشہور قول کے کہ حضرت ﷺ چالیس سال کے سرے پر پیغمبر ہوئے لیکن ممکن ہے کہ راوی نے کسر کو چھوڑ دیا کما تقدم في الوفاة النبوية اس واسطے کہ ہر شخص جس سے یہ روایت آئی ہے کہ حضرت ﷺ ساٹھ سال یا تریسٹھ سال سے زیادہ زندہ رہے اسی سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ حضرت ﷺ تریسٹھ سال زندہ رہے پس معتمد یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ تریسٹھ سال زندہ رہے اور جو اس کے مخالف ہے یا تو محمول ہے اوپر چھوڑ دینے کسر کے سالوں میں یعنی جتنے سال ساٹھ سے زیادہ تھے ان کو راوی نے چھوڑ دیا اور یا محمول ہے اوپر جبر کرنے کسر کے مہینوں میں اور بہر حال حدیث باب کی سو ممکن ہے یہ کہ تطبیق دی جائے درمیان اس کے اور درمیان مشہور قول کے ساتھ اور وجہ کے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ چالیس سال کے سرے پر پیغمبر ہوئے سو خواب کے وحی کے مدت چھ مہینے تھی یہاں تک کہ اتر آپ پر فرشتہ رمضان کے مہینے میں بغیر بند ہونے وحی کے درمیان اس کے پھر بند ہوئی وحی پھر بدستور جاری ہوئی اور پے در پے اترنے لگی سو تھی مدت پے در پے اترنے وحی کی اور بدستور جاری رہنے اس کے کی کے میں دس سال بغیر بند ہونے وحی کے درمیان اس کے یا یہ کہ چالیس سال کے سرے پر میکائیل علیہ السلام یا اسرافیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تعین کیا گیا سو مدت تین سال کی وہ آپ کی طرف کوئی بات یا کچھ چیز ڈالتا رہا جیسا کہ ایک حدیث مرسل میں آیا ہے پھر جبریل علیہ السلام آپ کے ساتھ تعین ہوا سو وہ آپ پر کے میں دس سال قرآن اتارتا رہا اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے اس چیز سے کہ متعلق ہے ساتھ ترجمہ کے کہ قرآن ایک بار نہیں اترتا بلکہ متفرق اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اترتے دراز میں یعنی ایک آیت کبھی اور ایک آیت کبھی اور چند آیتیں کبھی اور چند آیتیں کبھی اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ روایت کی ہے نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اتارنا

گیا قرآن اکٹھا ایک بار طرف پہلے آسمان کے شب قدر کی رات میں پھر اس کے بعد میں سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا گیا اور یہ آیت پڑھی ﴿قرآنا فرقناه لتقرأه علی الناس علی مکث﴾ الایۃ یعنی بھیجا ہم نے قرآن کو ساتھ تفریق کے یعنی بانٹ کر تاکہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر آخر آیت تک اور حاکم کی روایت میں ہے کہ دنیا کے آسمان میں بیت العزت میں رکھا گیا پھر جبریل علیہ السلام اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارنے لگا اور اس کی سند صحیح ہے اور واقع ہوا ہے سچ منہاج حلیمی کے کہ جبریل علیہ السلام تھا اتارنا قرآن کو لوح محفوظ سے شب قدر کی رات میں طرف پہلے آسمان کے بقدر اس کے کہ اتارنا اس کو اس سال میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آئندہ شب قدر کی رات تک یہاں تک کہ اتارنا سب قرآن کو میں شب قدروں میں بیس سال سے لوح محفوظ سے طرف آسمان دنیا کے اور وارد کیا ہے اس کو ابن انباری نے ساتھ طریق ضعیف اور منقطع کے اور صحیح اور معتمدہ بات ہے جو پہلے گزری کہ قرآن اول ایک بار اکٹھا لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف اترا پھر اس کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا اور حکایت کی ہے ماوردی نے کہ قرآن لوح محفوظ سے ایک بار اکٹھا اترا اور چونکہ فرشتوں نے اس کو جبریل علیہ السلام پر نہیں راتوں میں تقسیم کیا اور جبریل علیہ السلام نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیس سال میں تقسیم کیا اور یہ روایت بھی غریب ہے اور معتمدہ ہے کہ جبریل علیہ السلام تھے دور کرتے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہ رمضان میں ساتھ اس چیز کے کہ اتارتے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سال کے دورانیے میں اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے شععی نے اور بدء الوحی میں پہلے گزر چکا ہے کہ اول اترا جبریل علیہ السلام کا ساتھ قرآن کے رمضان کے مہینے میں تھا اور اس کتاب میں آئندہ آئے گا کہ جبریل علیہ السلام تھے دور کرتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ قرآن کے رمضان کے مہینے میں اور اس میں دو حکمتیں ہیں ایک خبر گیری اس کی دوسری باقی رکھنا اس چیز کا کہ نہیں منسوخ ہوئی اس سے اور اٹھانا اس چیز کا کہ منسوخ ہوئی سو تھا رمضان کا مہینہ ظرف واسطے اتارنے اس کے کی اکٹھا اور از روئے تفصیل کے اور عرض کے اور احکام کے اور احمد اور بیہقی نے وائلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتاری گئی تورات رمضان کی چھٹی کو اور انجیل تیرہویں کو اور زبور اٹھارویں کو اور قرآن چوبیسویں کو اور یہ سب مطابق ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن﴾ اور واسطے قول اللہ کے ﴿انا انزلناہ فی لیلة القدر﴾ سو احتمال ہے کہ اس سال شب قدر یہی رات ہو سو اتارا گیا اس میں قرآن اکٹھا طرف پہلے آسمان کے پھر اتارا گیا چوبیسویں دن اول ﴿اقرأ باسم ربك﴾ اور مستفاد ہوتا ہے باب کی حدیث سے کہ سب قرآن خاص کر کے اور مدینے میں اترا اور وہ اس طرح ہے لیکن بہت قرآن غیر حرمین میں اترا جس جگہ کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج یا عمرہ یا جہاد میں لیکن اصطلاح یہ ہے کہ جو ہجرت سے پہلے اترا وہ کمی ہے اور جو ہجرت سے پیچھے اترا وہ مدنی ہے برابر ہے کہ اترا شہر میں بیچ حال اقامت کے یا غیر اس کے سفر کی حالت میں اور زیادہ بیان اس کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۵۹۷۔ حضرت ابو عثمان سے روایت ہے کہا کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے پاس ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں سو بات کرنے لگا تو حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ یا جیسے فرمایا، راوی کہتا ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ دجیہ کلی صحابی ہیں (دجیہ کلی مشہور صحابی ہیں بہت خوبصورت تھے جب جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آتے تو اکثر اس کی صورت پر آتے) سو جب حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی مسجد کو جانے کے لیے تو نہیں گمان کیا میں نے جبریل علیہ السلام کو مگر دجیہ (یہ کلام ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے) یہاں تک کہ سنا میں نے خطبہ حضرت ﷺ کا ساتھ خبر جبریل علیہ السلام کے یا جیسے کہا معتمر کہتا ہے کہ میرے باپ نے ابو عثمان سے کہا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی اس نے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے۔

۴۵۹۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ أَنَّ جَبْرِئِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ مَنْ هَذَا أَوْ كَمَا قَالَ قَالَتْ هَذَا دِحْيَةُ فَلَمَّا قَامَ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُ خَبِيرَ جَبْرِئِيلَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالَ أَبِي قُلْتُ لِأَبِي عُثْمَانَ مِمَّنْ سَمِعْتَ هَذَا قَالَ مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ.

فائدہ: یہ جو حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو مراد یہ ہے کہ پوچھا حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس شخص کے حال سے جس سے بات کرتے تھے کہ انہوں نے اس کو فرشتہ سمجھا یا نہیں اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ مسجد کی طرف جانے کو کھڑے ہوئے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اس چیز سے جو انہوں نے گمان کیا کہ وہ دجیہ ہیں واسطے کفایت کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو گی آپ سے خطبے میں جو ظاہر کرے گی واسطے ان کے مقصود کو اور یہ جو کہا جیسے کہا تو مراد یہ ہے کہ شک کیا ہے راوی نے لفظ میں باوجود باقی رہنے معنی کے اس کے ذہن میں اور بہت ہوتی ہے استعمال محدثین کی ساتھ اس کلمے کے ایسی جگہ میں اور احتمال ہے کہ یہ سوال حضرت ﷺ کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جبریل علیہ السلام کے جانے کے بعد واقع ہوا ہو یا اس سے پہلے اس میں دونوں امر کا احتمال ہے اور یہ جو کہا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی؟ تو اس میں استفسار ہے اس شخص کے حال سے جو مبہم چھوڑا گیا راویوں سے اگرچہ ہو مبہم چھوڑا گیا ثقہ معتمد اور فائدہ اس کا احتمال ہے کہ سامع کے نزدیک اس طرح نہ ہو تو اس کے بیان کرنے میں اٹھانا ہے واسطے اس احتمال کے، کہا عیاض وغیرہ نے کہ اس حدیث میں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے فرشتے کہ یہ کہ شکل پکڑے آدمی کی صورت پر اور یہ کہ اس کی اصلی اور ذاتی صورت اور ہے آدمی اس کو اس میں دیکھ نہیں سکتا واسطے ضعیف ہونے قوی بشریہ کے مگر جس کو اللہ چاہے کہ اس کو

اس کے دیکھنے کی قوت دے اسی واسطے اکثر اوقات جبریل علیہ السلام مرد کی صورت بن کے حضرت ﷺ کے پاس آتے تھے کما تقدم فی بدء الوحی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کبھی میرے پاس فرشتہ مرد کی صورت بن کے آتا ہے اور نہیں دیکھا حضرت ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو اس کی پیدائشی صورت میں مگردو بار جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں اور اس جگہ سے ظاہر ہوئی وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی اس باب میں اور کہا بعض نے کہ اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حبیہ رضی اللہ عنہا کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اکثر اصحاب نے جبریل علیہ السلام کو مرد کی صورت میں دیکھا جب کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس مرد کی صورت میں آیا اور آپ سے اسلام اور ایمان اور احسان کی حقیقت پوچھی اور اس واسطے کہ اتفاق شبہ کا نہیں مستلزم ہے اثبات فضیلت معنوی کو اور غایت اس کی یہ ہے کہ اس کو خوبصورتی میں زیادتی ہوگی اور بس اور البتہ حضرت ﷺ نے ابن قطن سے کہا جب کہ فرمایا کہ دجال سب لوگوں میں زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ اس کے تو اس نے کہا کہ کیا اس کا مشابہ ہونا مجھ کو ضرر کرتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ (فتح)

۴۵۹۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سے کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ اس کو معجزے دیئے گئے اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے یعنی قرآن جس کو میری طرف اللہ نے بھیجا سو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن سب پیغمبروں سے زیادہ تر میرے تابع رہیں گے۔

۴۵۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
اللَيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا
مِثْلُهُ أَمِنْ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي
أَوْتِيَتْ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَارْجُوا أَنْ
أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ کوئی پیغمبر نہیں مگر اس کو معجزے دیئے گئے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ پیغمبر کے واسطے معجزے کا ہونا ضروری ہے جو تقاضا کرے ایمان اس شخص کے کو جو اس کو مشاہدہ کرے اس حال میں کہ اس کو سچا کرے اور نہیں ضرر کرتا اس کو جو اصرار کرے عناد پر اور یہ جو کہا اس قدر کہ آدمی اس پر ایمان لائیں تو مراد مثل سے عین شے کا ہے اور جو اس کے مساوی ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر پیغمبر کو ایک یا زیادہ معجزہ دیا گیا کہ جو آدمی اس کو دیکھے تو اس کی شان سے ہے کہ ایمان لائے ساتھ اس کے، اس کے سبب سے اور علیہ ساتھ معنی لام کے ہے یا با موحدہ کے اور نکتہ بیچ تعبیر کرنے کے ساتھ اس کے بغل گیر ہونا اس کا ہے نبلے کے معنی کے یعنی ایمان لاتا ہے ساتھ اس کے اس حال میں کہ مغلوب ہوتا ہے اس طور سے کہ اس کو اپنی جان سے ہٹا نہیں سکتا لیکن کبھی انکار کرتا ہے سو معاند ہوتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿وَجحدوا بها واستيقنتها أنفسهم ظلماً﴾ اور کہا طیبی نے کہ موقع مثل کا موقع اس کا ہے اللہ

کے اس قول سے ﴿فاتوا بسورة من مثله﴾ یعنی اس کے صنعت پر بیان سے اور بلند طبقہ ہونے سے بلاغت میں اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو تو وہ چیز دی گئی جو وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی یعنی بے شک معجزہ میرا جس کے ساتھ میں نے کفار کا مقابلہ کیا وہ وحی ہے جو مجھ پر اتاری گئی یعنی قرآن واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر اعجاز واضح سے اور یہ مراد نہیں کہ حضرت ﷺ کو اس کے سوائے اور کوئی معجزہ نہیں ملا اور نہ یہ مراد ہے کہ نہیں دیئے گئے حضرت ﷺ معجزوں سے جو اگلے پیغمبروں کو ملے بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ بڑا معجزہ ہے جو خاص حضرت ﷺ ہی کو ملا آپ کے سوائے اور کسی کو نہیں ملا اس واسطے کہ ہر پیغمبر کو ایک خاص معجزہ دیا گیا ہے جو بعینہ اس کے سوائے اور کسی کو نہ ملا کہ مقابلہ کیا اس نے ساتھ اس کے اپنی قوم سے اور ہر پیغمبر کو اس کی قوم کے حال کے مناسب معجزہ عنایت ہوتا تھا چنانچہ فرعون کے وقت میں جادو کا بہت چرچا تھا تو موسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی قسم کا معجزہ ملا اس صورت پر جو جادو گر بناتے تھے عصا سانپ بن جاتا تھا لیکن وہ نکل گیا جو انہوں نے بنایا اور یہ معجزہ ہو بہو ان کے سوائے کسی پیغمبر کو نہیں ملا اور اسی طرح زندہ کرنا عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو اور اچھا کرنا اندھوں اور کوڑوں کو اس واسطے کہ اس زمانے میں طبیوں اور حکیموں کا بہت زور تھا سو عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو اسی قسم کا معجزہ دکھلایا جس پر وہ قادر نہ ہوئے اور اسی واسطے جب کہ عرب لوگ فصاحت اور بلاغت میں نہایت کو پہنچے ہوئے تھے تو حضرت ﷺ ان کے پاس قرآن لائے کہ مقابلہ کیا ان کو کہ اسکی مثل سورۃ بنا لائیں سو نہ قادر ہوئے اوپر اس کے اور بعض نے کہا کہ قرآن کے واسطے کوئی مثل نہیں نہ ظاہر میں نہ حقیقت میں برخلاف اور معجزوں کے کہ وہ نہیں خالی ہیں مثل سے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ہر پیغمبر دیا گیا معجزوں سے جو تھے مثل اس کی واسطے اس شخص کے جو اس سے آگے تھا صورت میں یا حقیقت میں اور نہیں دیا گیا کوئی مثل قرآن کے پہلے آپ سے سو اسی واسطے آپ نے اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار سب سے زیادہ ہوں گے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جو مجھ کو ملا اس کی طرف تخیل کو راہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ کلام معجز ہے نہیں قادر ہے کوئی کہ لائے وہ چیز کہ خیال کیا جائے اس سے تشبیہ کا ساتھ اس کے برخلاف غیر آپ کے اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتا ہے ان کے معجزوں میں جو قادر ہوتا ہے جادو گر یہ کہ لائے جس سے اس شبہ کا خیال ہے سو جو ان کے درمیان فرق کرنا چاہے وہ نظر کا محتاج ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ گزر چکے ہیں معجزے پیغمبروں کے ساتھ گزر جانے ان کے زمانوں کے سو نہیں دیکھا ان کو مگر جو اس وقت موجود تھے اور معجزہ قرآن کا بدستور قائم اور دائم ہے قیامت تک اور خارق ہے واسطے عادت کے اپنی طرز میں اور بلاغت میں اور خبر دینے اس کے کی ساتھ چھپی چیزوں کے سو نہیں گزرے گا کوئی زمانہ زمانوں سے مگر کہ ظاہر ہوگی اس میں کچھ چیز اس قسم سے کہ خبر دی ساتھ اس کے کہ ہوگی جو دلالت کرے اوپر صحیح ہونے دعویٰ آپ کے کی اور یہ احتمال قوی تر ہے سب احتمالات سے اور تکمیل اس کی اس چیز میں ہے جو اس کے بعد ہے اور بعض نے کہا کہ معنی یہ

ہیں کہ اگلے پیغمبروں کے معجزے حسی تھے سر کی آنکھ سے دیکھے جاتے تھے مانند اونٹنی صالح علیہ السلام کے اور عصا موسیٰ علیہ السلام کے اور معجزہ قرآن کا دیکھا جاتا ہے ساتھ دل اور بوجھ کے سو جو اس سبب سے اس کے تابع ہوتا ہے وہ زیادہ ہوگا اس واسطے کہ جو سر کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے وہ موقوف ہو جاتا ہے ساتھ گزرنے مشاہد اس کے کی یعنی دیکھنے والے اس کے کی اور جو عقل کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے وہ باقی رہتا ہے ہمیشہ دیکھتا ہے اس کو ہر شخص جو پہلے کے بعد آتا ہے میں کہتا ہوں اور ممکن ہے جوڑنا ان سب اقوال کا ایک کلام میں اس واسطے کہ محصل اس کا نہیں منافی ہے بعض اس کا بعض کو اور یہ جو کہا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے تابعدار بہت ہوں گے تو مرتب کیا اس کلام کو اس چیز پر جو گزر چکی ہے پہلے معجزے قرآن کے سے جو ہمیشہ رہنے والا قیامت تک واسطے بہت ہونے فائدہ اس کے کی اور عام ہونے نفع اس کی کے واسطے شامل ہونے اس کے اوپر دعوت اور حجت کے اور خبر دینے کے ساتھ حالات آئندہ کے یعنی پیشین گوئیوں کے سو عام ہوا نفع اس کا حاضر کو اور غائب کو اور موجود کو اور جو آئندہ پیدا ہوگا سو خوب ہو مرتب کرنا امید مذکور کا اور پر اس کے اور یہ امید تحقیق ہو چکی ہے اس واسطے کہ آپ کے تابعدار سب پیغمبروں سے بہت ہیں و سیاتی بیانہ و اضحا فی کتاب الرقاق انشاء اللہ تعالیٰ اور تعلق اس حدیث کا ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ قرآن سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اترا ساتھ وحی کے جس کو فرشتہ لایا نہ ساتھ خواب کے اور نہ ساتھ الہام کے اور البتہ جمع کیا ہے بعض نے قرآن کے اعجاز کو چار چیزوں میں ایک خوب ہونا تالیف اس کی کا ہے اور پیوند ہونا کلموں اس کے کا ساتھ اختصار اور بلاغت کے دوم صورت سیاق اور طرز اس کے کی ہے جو مخالف ہے کلام اہل بلاغت کی طرزوں کو عرب سے نثر میں اور نظم میں یہاں تک کہ حیران ہوئیں اس میں عقلیں ان کی اور نہ راہ پائی انہوں نے طرف اس کی کہ اس کی مانند کچھ چیز لاسکیں باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر حاصل کرنے اس کے کی باوجود اس کے کہ قرآن نے ان کے کانوں کو ٹھوکا ساتھ اس کے کہ وہ اس سے عاجز ہوئے، سوم وہ چیز ہے جو شامل ہے اس پر قرآن خبر دینے سے پہلے امتوں کے حالات سے اور پرانی شریعتوں سے اس قسم سے کہ نہیں جانتے تھے بعض اس کے کو مگر کم لوگ اہل کتاب سے، چہارم خبر دینی ہے اس چیز سے کہ آئندہ آئے گی واقعات سے یعنی پیش گوئیوں سے کہ بعض ان میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں واقع ہوئیں اور بعض آپ کے بعد اور سوائے ان چار کے اور بہت آیتیں ہیں جو وارد ہوئیں ساتھ عاجز کرنے قوم کے بعض کاموں میں کہ وہ ان کو نہ کر سکیں گے سو عاجز ہوئے وہ اس سے باوجود بہت ہونے باعثوں کے اوپر جھلانے اس کے مانند تمنا کرنے یہود کے کی موت کو اور ایک ان میں سے خوف ہے جو حاصل ہوتا ہے واسطے سننے والے اس کے کی اور ایک یہ کہ اس کا پڑھنے والا اور تلاوت کرنے والا نہیں تھکتا ہے اس کے تکرار سے اور نہیں ناخوش ہوتا ہے سامع اس کا اور نہیں زیادہ ہوتی ساتھ بہت تکرار کے مگر تازگی اور لذت اور ایک یہ کہ وہ ایک نشانی ہے باقی اور دائم رہنے والی نہیں محدود ہوگی جب تک کہ دنیا باقی ہے اور ایک یہ کہ وہ جامع

ہے علوم اور معارف کو کہ نہیں کم ہوتے عجائب اس کے اور نہیں ختم ہوتے فوائد اس کے۔ (فتح)

۴۵۹۹ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلِيَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلُوْحِي قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ أَلُوْحِي ثُمَّ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ.

۴۵۹۹ - حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ نے اپنے رسول پر بہت وحی بھیجی آپ کی وفات سے پہلے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کی وفات سے پہلے وحی بہت کثرت سے اتاری یہاں تک کہ آپ کی روح قبض کی زیادہ اس سے کہ پہلے اترتی تھی یعنی جس زمانے میں حضرت ﷺ کی وفات واقع ہوئی اس میں وحی کا اترا نہ نسبت اور زمانوں کے زیادہ تھا پھر اس کے بعد حضرت ﷺ فوت ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے حضرت ﷺ پر بہت وحی اتاری آپ کی وفات سے پہلے تو اس کا راز یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد کہ ایلیوں کی آمد و رفت بہت ہوئی اور احکام دین کی بہت پوچھ ہوئی تو اس سبب سے وحی کا اترا نہ بہت ہوا اور واقع ہوا ہے واسطے میرے سبب حدیث بیان کرنے انس رضی اللہ عنہ کی کا ساتھ اس کے در آوردی کی روایت سے زہری سے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ کی وفات سے پہلے وحی بند ہوئی تھی؟ تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں بلکہ اس میں بہ نسبت اور زمانوں کے زیادہ وحی اتری اور یہ جو کہا کہ پھر اس کے بعد حضرت ﷺ فوت ہوئے تو اس میں ظاہر کرنا ہے اس چیز کا کہ بغل گیر ہے اس کو غایت بیچ قول اس کے کی یہاں تک کہ اللہ نے حضرت ﷺ کی روح قبض کی اور یہ حال جو اخیر میں واقع ہوا برخلاف اس حال کے ہے کہ پہلے واقع ہوا اس واسطے کہ پیغمبری کی ابتدا میں کچھ دنوں وحی بند ہوئی پھر اس کا اترا نہ بہت ہوا اور بیچ درمیان نزول کے کئے میں نہ اتری دراز سورتوں سے مگر کم پھر اتریں بعد ہجرت کے سورتیں دراز جو مشتمل ہیں اوپر غالب احکام کے مگر یہ کہ حضرت ﷺ کی زندگی سے اخیر زمانے میں بہت قرآن اترا بہ نسبت اور زمانوں کے ساتھ اس سبب کے پہلے گزر چکا ہے اور ساتھ اس وجہ کے ظاہر ہوگئی وجہ مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے اس واسطے کہ وہ بغل گیر ہے اشارت کو طرف کیفیت اترنے کے۔ (فتح)

۴۶۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ إِشْتَكَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ فَاتَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا مُحَمَّدُ مَا أَرَى شَيْطَانَكَ إِلَّا قَدْ تَرَكَكَ

۴۶۰۰ - حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بیمار ہوئے سو ایک یا دو رات نہ اٹھے تو ایک عورت یعنی ام جمیل ابولہب کی بیوی آپ ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتی مگر یہ کہ تیرے ساتھی نے تجھ کو چھوڑ دیا سو اللہ نے یہ سورت اتاری قسم ہے دن کی اور رات کی جب

فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾۔
 کہ چھا جائے نہیں چھوڑا تجھ کو اللہ نے اور نہ بیزار ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ الضحیٰ میں گزر چکی ہے اور وجہ وارد کرنے اس کے کی اس باب میں اشارہ ہے کہ کبھی قرآن کے اترنے میں دیر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کسی حکمت کے واسطے واقع ہوتی تھی جو اس کا تقاضا کرتی تھی نہ واسطے قصد ترک کرنے اس کے بالکل سوا اس کا اترنا مختلف طور سے تھا کبھی پے در پے اترتا تھا اور کبھی دیر کے ساتھ اور اس کے اترنے میں جدا جدا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر کئی حکمتیں ہیں ایک سہل کرنا حفظ اس کے کا ہے اس واسطے کہ اگر اترتا اکٹھا ایک بار ان پڑھ امت پر کہ ان میں اکثر پڑھے لکھے نہ تھے تو البتہ دشوار ہوتا ان پر یاد کرنا اس کا اور اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ساتھ قول اپنے کے جو کفار کے رد میں اتارا اور کہا انہوں نے کہ کیوں نہیں اتارا گیا اس پر قرآن اکٹھا ایک بار اسی طرح یعنی اتارا اس کو ہم نے ٹکڑے ٹکڑے اور تھوڑا تھوڑا کر کے تاکہ ثابت رکھیں ساتھ اس کے تیرے دل کو اور ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہم نے قرآن کو تاکہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور ایک وہ ہے جو مستزم ہے اس کو شرف سے واسطے اس کے اور کوشش سے ساتھ اس کے واسطے بہت آنے جانے! بچیوں رب کے کی طرف آپ کے اس حال میں کہ سکھاتا تھا آپ کو احکام جو واقع ہوتے واسطے آپ کے اور جواب اس چیز کے کہ پوچھے جاتے تھے آپ سے احکام اور حوادث سے اور ایک یہ کہ اتارا گیا ہے قرآن سات حرفوں پر سو مناسب ہوا کہ اتارا جائے ٹکڑے ٹکڑے ہو کے اس واسطے کہ اگر اکٹھا ایک بار اترتا تو البتہ دشوار ہوتا بیان اس کا عادت میں اور ایک یہ کہ اللہ نے تقدیر میں لکھا تھا کہ منسوخ کرے اس کے احکام سے جو چاہے سوا سی واسطے جدا جدا اتارا گیا تاکہ جدا جدا ہو جائے ناخ منسوخ سے سو جدا جدا اتارنا اس کا اولیٰ اتارنے اس کے سے اکٹھا اور البتہ ضبط کیا ہے ناقلوں نے سورتوں کے نزول کی ترتیب کو کما سیاتی فی باب تالیف القرآن اور نہیں یاد رکھی انہوں نے ترتیب اترنے آیتوں کے کی اور پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر اقرا باسم ربك کے کہ وہ پہلی سورت ہے جو اتری اور باوجود اس کے سوا اس کے پہلے پانچ آیتیں اتریں پھر باقی اس کے بعد اتری اور یہی حال ہے سورہ مدثر کا جو اس کے بعد اتری کہ پہلے اس کا اول اتر پھر باقی سورت اس کے بعد اتری اور واضح تر اس سے وہ چیز ہے جو روایت کی ہے اصحاب سنن شلاش نے عمان سے کہ حضرت ﷺ پر چند آیتیں اترتی تھیں سو فرماتے کہ اس کو فلاں فلاں سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور سوائے اس کے جس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ نَزْلِ الْقُرْآنِ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ
 وَالْعَرَبِ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿قُرْآنًا
 عَرَبِيًّا﴾ ﴿بِلِسَانِ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ﴾۔
 اتر قرآن بیچ زبان قریش اور عرب کے اللہ نے فرمایا
 کہ ہم نے ٹھہرایا قرآن کو عربی اور فرمایا کہ ہم نے اتارا
 قرآن کو عربی زبان میں جو ظاہر ہے۔

فائدہ: بہر حال اترا تا اس کا ساتھ زبان قریش کے سو مذکور ہے باب میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قول سے اور البتہ روایت کی ہے ابو داؤد نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ بے شک قریش کی زبان میں اترا سو پڑھا لوگوں کو قریش کی زبان میں نہ ہذیل کی زبان میں اور بہر حال عطف عرب کا اوپر اس کے سوعطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ قریش بھی عرب میں سے ہیں اور بہر حال جو ذکر کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے دونوں آیتوں سے سو وہ حجت ہے واسطے اس کے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تم زبان میں اختلاف کرو تو اس کو مضر کی زبان میں لکھو اور مضر وہ بن نزار بن معد بن عدنان ہے اور اس کی طرف تمام ہوتی ہے نسبت قریش اور قیس اور ہذیل وغیرہ کی کہا قاضی ابو بکر باقلانی نے کہ یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اترا قرآن قریش کی زبان میں تو مراد اس سے اکثر اس کا ہے یعنی اکثر قریش کی زبان میں اترا اور کچھ دوسرے عربوں کی زبان میں اور یہ کہ نہیں قائم ہوئی دلالت قاطع اس پر کہ تمام قرآن قریش کی زبان میں ہے اس واسطے کہ ظاہر اللہ کے اس قول سے ﴿ انا جعلناه قرآنا عربیا ﴾ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب عرب کی زبان میں اترا اور جو گمان کرے کہ مراد عرب سے فقط قوم مضر ہے سوائے ربیعہ کے یا دونوں ہیں سوائے یمن کے یا قریش ہیں سوائے غیر ان کے کی تو لازم ہے اس پر بیان کرنا اس واسطے کہ نام عرب کا شامل ہے سب کو شمول ایک اور اگر جائز ہو یہ دعویٰ تو جائز ہے واسطے دوسرے کہ یہ کہے کہ وہ مثلاً بنی ہاشم کی زبان میں اترا اس واسطے کہ وہ نسب میں قریب تر ہیں طرف حضرت ﷺ کے سب قریش سے اور کہا ابو شامہ نے احتمال ہے کہ ہو قول عثمان رضی اللہ عنہ کا نزل بلسان قریش یعنی ابتدا نزول اس کے کا قریش کی زبان میں تھا پھر مباح ہوا کہ ان کے سوائے لوگوں کی زبان میں بھی پڑھا جائے کما میاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ اتمی اور تکلمہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اترا پہلے قریش کی زبان میں ایک حرف پر سات حرفوں میں سے پھر اترا ساتھ سات حرفوں کے کہ اجازت دی گئی ہے ان کی قرأت میں واسطے آسانی اور سہولت کے کما میاتی بیانہ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک حرف پر جمع کیا تو انہوں نے مصلحت یہ دیکھی کہ جس حرف میں پہلے قرآن اترا تھا وہی اولیٰ ہے سب حرفوں سے سو جمع کیا لوگوں کو اوپر اس کے واسطے ہونے اس کے زبان حضرت ﷺ کی اور واسطے اس چیز کے کہ ہے واسطے اس کے اولیت

مذکورہ سے اور اسی پر محمول ہوگی کلام عمر رضی اللہ عنہ کی واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

۴۶۰۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ

فَأَمَرَ عُمَانُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَسَعِيدَ بْنَ

الْعَاصِ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدَ

الرَّحْمَنِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنْ

۴۶۰۱۔ اور خیر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ

نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن

زبیر رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ سورتوں یا آیتوں کو

قرآنوں میں لکھیں اور نقل کریں اور ان سے کہا کہ جب تم اور

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کے کسی لفظ کی عربیت میں اختلاف

کرد تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو اس واسطے کہ قرآن
قریش کی زبان میں اتر تو انہوں نے اسی طرح کیا۔

يَسْخُوهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ لَهُمْ إِذَا
اِخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَرَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي عَرَبِيَّةٍ
مَنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ فَاسْكُبُوهَا بِلسَانِ قُرَيْشٍ
فَإِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ بِلسَانِهِمْ فَفَعَلُوا.

فائدہ: یہ جو زہری نے کہا اور خبر دی مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ معطوف ہے اوپر شے محذوف کے جس کا بیان
آئندہ باب میں آئے گا اور بخاری رضی اللہ عنہ نے حدیث سے صرف حاجت کی جگہ کو لیا ہے اور وہ قول عثمان رضی اللہ عنہ کا ہے کہ
اس کو قریش کی زبان میں لکھو اور ضمیر ینسخوها میں واسطے سورتوں کے ہے یا آیتوں کے یا ان صحیفوں کے یعنی اجزا
کے جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے منگوائے گئے تھے جن میں قرآن لکھا تھا۔ (فتح)

۴۶۰۲۔ حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتا تھا
کہ کاش میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں جب کہ آپ پر وحی
اترتی ہے یعنی مجھ کو کمال آرزو ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
صورت وحی اترنے کے وقت دیکھوں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مقام حیرانہ میں جو مکے کے پاس ہے اترے اور آپ پر
کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ چند اصحاب
تھے کہ اچانک ایک شخص خوشبو سے تھڑا ہوا آپ کے پاس آیا
تو اس نے پوچھا کہ یا حضرت! آپ اس شخص کے حق میں کیا
فرماتے ہیں جس نے جبہ میں احرام باندھا بعد اس کے کہ
خوشبو لگائی ہو؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گھڑی دیکھا پھر آپ
کے پاس وحی آئی سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف
اشارہ کی یعنی آ اب دیکھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سو یعلیٰ رضی اللہ عنہ
آیا اور اپنے سر کو کپڑے میں داخل کیا یعنی جس کپڑے سے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سایہ کیا گیا تھا سو اچانک دیکھا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہے آواز کرتے ہیں اسی طرح
ایک گھڑی رہے پھر وہ حالت آپ سے دور ہوئی جو پاتے
تھے بوجہ وحی سے پھر فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ

۴۶۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ
حَدَّثَنَا عَطَاءٌ وَقَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ
قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ
يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لَبِيتِي أَرَى رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ
الْوَحْيُ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِالْجَعْرَانَةِ عَلَيْهِ تَوْبٌ قَدْ أَظْلَمَ عَلَيْهِ
وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ
مُتَضَمِّخٌ بِطَيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ
تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا
تَضَمَّمَ بِطَيْبٍ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَاءَهُ هُوَ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ
إِلَى يَعْلَى أَنْ تَعَالَ فَجَاءَهُ يَعْلَى فَأَدْخَلَ
رَأْسَهُ فَإِذَا هُوَ مُحْمَرٌ الْوَجْهَ يَغِطُّ كَذَلِكَ
سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِي
يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمَرَةِ إِنَّمَا فَالْتَمِسَ الرَّجُلُ

فَجِيءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ أَمَّا الطَّيْبُ الَّذِي بَكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَاغْسِلْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي
عُمَرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَتِّكَ.

سے ابھی عمرے کا حال پوچھا تھا؟ سولوگ اس کو تلاش کر کے
حضرت ﷺ کے پاس لائے سو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو لگی
ہے سو اس کو تین بار دھو ڈال اور جب کو تو اتار ڈال پھر کرتو اپنے
عمرے میں جیسا کہ تو اپنے حج میں کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح حج میں گزر چکی ہے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی
اس باب میں بہت اماموں پر یہاں تک کہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں کہا کہ ظاہر تر یہ ہے کہ اس حدیث کو پہلے باب
میں ذکر کیا جاتا ہے اور شاید یہ کسی ناقل کی غلطی ہے اور کہا ابن بطلال نے کہ مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمے کے
یہ ہے کہ کل وحی متلو ہو یا غیر متلو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عرب کی زبان میں اترا اور اس پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا
کہ حضرت ﷺ سب آدمیوں کی طرف پیغمبر ہیں عرب ہوں یا عجم یعنی جو لوگ عرب کے سوائے ہیں اس واسطے کہ
جس زبان میں حضرت ﷺ پر قرآن اترا وہ عربی ہے اور حضرت ﷺ اس کو عرب کے گروہوں کی طرف پہنچائیں
گے اور وہ ترجمہ کریں گے اس کو واسطے غیر عرب کے ان کی زبان میں اور اسی واسطے ابن منیر نے کہا کہ اس حدیث کا
پہلے باب میں داخل کرنا لائق تر تھا اور شاید مقصود اس کا تنبیہ کرنی ہے اس پر کہ وحی ساتھ قرآن اور سنت کے تھی اوپر
صفت ایک کے اور زبان ایک کے۔ (فتح)

بابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ
باب ہے جمع کرنے قرآن کے۔

فائدہ: مراد ساتھ جمع کے اس جگہ جمع مخصوص ہے اور وہ جمع کرنا اس کے ٹکڑوں کا ہے اجزا اور کاغذوں میں یعنی بغیر
ترتیب سورتوں کے پھر جمع کیے گئے اجزا ایک مصحف میں ساتھ ترتیب سورتوں کے اور تین بابوں کے بعد باب تالیف
القرآن آئے گا اور مراد اس کے ساتھ اس جگہ جوڑنا آیتوں کا ہے ایک سورت میں یا ترتیب سورتوں کی مصحف میں
اور حاصل یہ ہے کہ قرآن پہلے ٹکڑے ٹکڑے تھا چند آیتیں کہیں تھی اور چند آیتیں کہیں اور کچھ کسی کے پاس تھا اور کچھ
کسی کے پاس اور کچھ شانے کی ہڈیوں پر لکھا تھا اور کچھ کھجور کی چھڑیوں پر اور کچھ پتھروں پر پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے سب قرآن کو تلاش کر کے کاغذوں میں لکھ کر ایک جگہ اکٹھا کیا لیکن اس میں آیتوں اور
سورتوں کی ترتیب نہ تھی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب قرآن کو با ترتیب سورتوں کے جیسا کہ اب موجود ہے کئی
مصحفوں میں نقل کروا کے ملکوں کی طرف بھیجا لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو مختلف زبانوں میں جمع کیا تھا حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اور زبانوں سے چھانٹ کر صرف قریش کی زبان میں لکھوایا اور کہا قسطلانی نے کہ سب قرآن
حضرت ﷺ کے زمانے میں لکھا ہوا تھا لیکن ایک جگہ میں جمع نہ تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی اور حضرت ﷺ نے
اس کو ایک مصحف میں جمع نہ کیا اس واسطے کہ بعض قرآن پر نسخ وارد ہوتا تھا سو اگر جمع کیا جاتا پھر بعض کی تلاوت اٹھائی

جاتی تو البتہ اختلاف کی نوبت پہنچتی سو نگاہ رکھا اس کو اللہ نے دلوں میں زمانہ نسخ کے تمام ہونے تک۔

۴۶۰۳۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو یمامہ والوں کی لڑائی کے بعد بلا بھیجا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے سو کہا کہ بے شک یمامہ کی لڑائی کے دن قرآن کے بہت حافظ مارے گئے اور میں ڈرتا ہوں کہ گرم ہو قتل ساتھ قاریوں کے لڑائی کی جگہوں میں یعنی جن میں کہ کافروں کے ساتھ لڑائی واقع ہو پس جاتا رہے اور ضائع ہو بہت قرآن اور میں مصلحت دیکھتا ہوں یہ کہ تو قرآن کے جمع کرنے کا حکم کرے یعنی کاغذوں میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے وہ کام جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے عمر رضی اللہ عنہ مجھ سے گفتگو اور تکرار کرتے یہاں تک کہ اللہ نے اس کے واسطے میرا سینہ کھولا اور میں نے اس میں مصلحت دیکھی جو عمر نے دیکھی زید رضی اللہ عنہ کہتا ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو مرد جوان ہے عاقل ہے ہم تجھ کو کوئی تہمت نہیں کرتے اور تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر سو قسم ہے اللہ کی اگر مجھ کو کسی پہاڑ کے اٹھالے جانے کی تکلیف دی جاتی تو نہ ہوتا یہ مجھ پر زیادہ تر بھاری اس چیز سے کہ حکم کیا اس نے مجھ کو ساتھ اس کے جمع کرنے قرآن کے سے میں نے کہا تم کس طرح کرتے ہو وہ کام جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ بہتر ہے سو ہمیشہ رہے ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے تکرار کرتے یہاں تک کہ کھولا

۴۶۰۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ
عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلِ أَهْلِ
الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ
أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي
فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ
بِقِرَاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَحْشَى أَنْ يَسْتَحَرَّ
الْقَتْلُ بِالْقِرَاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ
الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ
قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
عُمَرُ هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ
يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ
وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ
زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ
لَا نَهْمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْبِعُ
الْقُرْآنَ فَاجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ
جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا
أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ
تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ
يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ

اللہ نے سینہ میرا واسطے اس کے جس کے واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا سو میں نے قرآن کو تلاش کیا اس حال میں کہ جمع کرتا تھا میں اس کو کھجور کی چھڑیوں سے اور پتلے پتھروں سے اور لوگوں یعنی حافظوں کے سینوں سے یہاں تک کہ پایا میں نے اخیر سورہ توبہ کا پاس ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ انصاری کے کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ اخیر سورہ توبہ کا یہ ہے ﴿لقد جآئکم رسول من انفسکم﴾ سورہ برأت کے خاتمہ تک سو وہ صحیفہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا ان کی زندگی تک پھر ان کے بعد حفصہ رضی اللہ عنہا ان کی بیٹی کے پاس رہا۔

صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ
وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَتَبِعْتُ الْقُرْآنَ
أَجْمَعَهُ مِنَ الْعُسْبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ
الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ
مَعَ أَبِي خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ
أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ
أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ حَتَّى
خَاتِمَةِ بَرَاءَةٍ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي
بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتِهِ
ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

فائدہ: یہ جو کہا قتل اہل یمامہ یعنی بعد قتل ہونے اہل یمامہ کے اور مراد ساتھ اہل یمامہ کے اس جگہ وہ لوگ ہیں جو شہید ہوئے اصحاب میں سے اس لڑائی میں جو میلہ کذاب کے ساتھ واقع ہوئی اور اس کا حال یوں ہے کہ میلہ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قوی ہوا یہ دعویٰ اس کا بعد فوت ہونے حضرت ﷺ کے ساتھ مرتد ہونے بہت عرب کے سوا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر تیار کر کے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا اور اس کے ساتھ نہایت سخت لڑائی ہوئی یہاں تک کہ اللہ نے اس کو سوا کیا اور قتل کیا اور اس لڑائی میں اصحاب کی ایک بہت بڑی جماعت شہید ہوئی بعض کہتے ہیں کہ سات سو تھے اور بعض نے کہا کہ زیادہ اور یہ جو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ بہت قرآن ضائع ہو تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے مگر یہ کہ اس کو جمع کریں پہلے اس سے کہ باقی قاری شہید ہوں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ بہت لوگ جو یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے وہ قرآن کے حافظ اور قاری تھے یعنی ان میں سے ہر ایک قرآن کا حافظ تھا لیکن ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ تمام کو سارا قرآن یاد تھا نہ یہ کہ ہر شخص قرآن کا حافظ تھا اور اس کا زیادہ بیان آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تو یہ کلام ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے حکایت کیا ہے اس کو دوسری بار واسطے زید رضی اللہ عنہ کے واسطے اس چیز کے کہ اس کو بھیجا اور یہ کلام اس شخص کا ہے جو اتباع کو اختیار کرے اور بدعت سے نفرت کرے اور جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو کس طرح کرتا ہے اس کام کو جو حضرت ﷺ نے نہیں کیا تو ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے نفرت کی اور کہا کہ میں کس طرح کروں

جو حضرت ﷺ نے نہیں کیا؟ خطابی وغیرہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ نہ جمع کیا ہو حضرت ﷺ نے قرآن کو مصحف میں واسطے اس چیز کے کہ تھے منتظر اس کے وارد ہونے تاخ کے سے واسطے بعض احکام اس کے یا تلاوت اس کی کے پھر جب ختم ہوا اترا اس کا ساتھ فوت ہونے حضرت ﷺ کے تو الہام کیا اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کو ساتھ اس کے واسطے پورا کرنے وعدہ صادق کے ساتھ ضامن ہونے حفاظت اس کی کے اس امت محمدی ﷺ پر زیادہ کرے اس کو اللہ بزرگی سو ہوئی ابتدا اس کی اوپر ہاتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مشورے عمر رضی اللہ عنہ کے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو روایت کی ابو داؤد نے مصاحف میں ساتھ سند حسن کے عبد خیر سے کہ سنا میں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قرآن کے اجر میں سب سے زیادہ ہیں اللہ کی رحمت ہو ابو بکر رضی اللہ عنہ پر وہی ہیں جنہوں نے پہلے پہل قرآن کو جمع کیا اور لیکن جو مسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کے سوا مجھ سے کچھ نہ لکھو سو یہ اس کے مخالف نہیں اس واسطے کہ کلام بیچ کتابت مخصوص کے ہے اور پر صفت مخصوص کے اور البتہ سب قرآن حضرت ﷺ کے زمانہ میں لکھا گیا تھا لیکن ایک جگہ میں جمع نہ تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی اور کہا بعض رافضیوں نے کہ وارد ہوتا ہے اعتراض اوپر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس چیز کے کہ کیا اس کو جمع کرنے قرآن کے سے مصحف میں سو کہا اس نے کہ کس طرح جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ کرے وہ چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں کی اور جواب یہ ہے کہ نہیں کیا اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مگر بطور اجتہاد کے جو جائز اور پیدا ہونے والا ہے غیر خواہی ان کی سے واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس کی کتاب کے اور واسطے مسلمانوں کے سرداروں کے اور عام مسلمانوں کے اور البتہ حضرت ﷺ نے قرآن کے لکھنے کی اجازت دی تھی اور منع کیا یہ کہ اس کے ساتھ کچھ اور لکھا جائے سونہ حکم کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مگر ساتھ لکھنے اس چیز کے کہ پہلے لکھی ہوئی تھی اور اسی واسطے توقف کیا زید رضی اللہ عنہ نے سورہ برآة کے اخیر کی آیت لکھنے سے یہاں تک کہ اس کو لکھا ہوا پایا باوجود اس کے کہ وہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو یاد تھی یعنی جو اس کے ساتھ مذکور ہوئے اور جب غور کرے منصف اس میں جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تو یقین جانے گا کہ وہ اس کے فضائل سے گنا جاتا ہے اور خبر دیتا ہے ساتھ بڑے ہونے مرتبے اس کے کی واسطے ثابت ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ جو اچھی راہ نکالے تو اس کو ثواب ملے گا اور جو اس کے بعد اس کے ساتھ عمل کرے گا اس کا ثواب ہے اس کو ملے گا سو نہیں جمع کیا قرآن کو کسی نے بعد آپ کے مگر کہ آپ کو اس کے برابر ثواب ملے گا قیامت ک اور البتہ تھی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کوشش سے ساتھ پڑھنے قرآن کے وہ چیز کہ اختیار کیا انہوں نے ساتھ اس کے یہ کہ پھیر دیں ابن دغنے کو پناہ اس کی اور راضی ہوں ساتھ پناہ اللہ اور اس کے رسول کے اور یہ قصہ مفصل طور سے ان کے فضائل میں پہلے گزر چکا ہے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں معلوم کروایا کہ وہ جمع کیا گیا ہے کاغذوں میں اللہ کے اس قول میں ﴿یتلوا صحفا مطهرة﴾ اور سب قرآن صحیفوں میں لکھا ہوا تھا پھر جدا جدا تھا کچھ کہیں تھا

اور کچھ کہیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک جگہ میں جمع کیا پھر ان کے بعد محفوظ رہا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے نقل کرنے کا حکم دیا سو اس کے چند قرآن نقل کروا کر شہروں کی طرف بھیجے، کما سبانی بیان ذلك اور یہ جو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تو نوجوان مرد ہے، الخ تو ذکر کیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے واسطے چار صفتیں جو تقاضا کرتیں ہیں خصوصیت کو ساتھ اس کے ہونا اس کا جوان پس ہوگا خوش دل واسطے اس چیز کے کہ طلب کی جاتی ہے اس سے اور ہونا اس کا عاقل سو ہوگا زیادہ تر باعث واسطے اس کے اور نہ ہونا اس کا متہم سو مائل کرے گا نفس اس کی طرف اور ہونا اس کا کہ وحی کو لکھتا تھا سو ہوگا اکثر تجربہ کار واسطے اس کے اور یہ چار دن صفتیں کہ اس کے واسطے جمع ہوئیں کبھی پائے جاتے ہیں اس کے غیر میں لیکن متفرق اور واقع ہوا ہے بیچ روایت سفیان کے کہ کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ جب تو نے اس کا قصد کیا ہے تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا بھیج کہ وہ نوجوان ہے وحی کو لکھتا تھا سو اس کو بلا بھیج تاکہ ہمارے ساتھ اس کو جمع کرے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا سو دونوں نے مجھ کو بلا بھیجا تو میں ان کے پاس آیا تو دونوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم قرآن کو کسی چیز میں اکٹھا کریں سو تو ہمارے ساتھ مل کر اس کو جمع کر اور ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ بے شک اس نے یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک کام کی طرف بلایا ہے اور تو وحی کو لکھتا تھا سو اگر تو اس کے ساتھ ہو تو میں بھی تمہاری پیروی کروں گا اور اگر تو میری موافقت کرے تو میں یہ کام نہیں کروں گا پھر اس نے عمر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا تو میں اس سے بھڑکا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم دونوں یہ کام کرو تو اس میں کچھ حرج نہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے غور کیا تو معلوم کیا کہ ہم پر کچھ گناہ نہیں، کہا ابن بطلان نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفرت کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلی بار پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دوسری بار اس واسطے کہ دونوں نے خیال کیا کہ حضرت ﷺ نے اس کو نہیں کیا تو انہوں نے برا جانا کہ اتاریں اپنی جان کو جگہ اس شخص کی جو زیادہ کرے احتیاط اپنی کو واسطے دین کے اوپر احتیاط رسول کے پھر جب تنبیہ کی ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے اوپر فائدہ اس کے کی اور یہ کہ وہ ڈر ہے اس کا کہ متغیر ہو حال آئندہ زمانے میں اگر نہ جمع کرے قرآن کو سو پھر جائے طرف حالت خفا کے بعد مشہور ہونے کے تو دونوں نے اس کی طرف رجوع کیا کہا اس نے اور دلالت کی اس نے اس پر کہ فعل رسول کا جب خالی ہو قرینوں سے اور اسی طرح ترک کرنا آپ کا نہیں دلالت کرتا وجوب پر اور نہ تحریم پر اور نہیں ہے یہ زیادتی اوپر احتیاط رسول کے بلکہ وہ نکالا گیا ہے ان قاعدوں سے کہ حضرت ﷺ نے ان کی بنیاد رکھی، کہا باقلانی نے کہ شاید جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا ہو فرض کفایہ ہے ساتھ دلالت قول حضرت ﷺ کے کہ نہ لکھو مجھ سے کچھ سوائے قرآن کے ساتھ قول اللہ کے کہ ہم پر ہے جمع کرنا اس کا اور قول اس کے ﴿ان هذا لفي الصحف الاولى﴾ اور قول اس کے ﴿رسول من الله يتلوا صحفا مطهرة﴾ سو ہر کام کہ رجوع کیا جائے واسطے یاد رکھنے اس کے کی تو وہ فرض کفایہ ہے اور ہوگا یہ خیر خواہی سے واسطے اللہ کے اور اس کے رسول کے اور اس کی کتاب کے اور مسلمانوں

کے سرداروں کے اور عام مسلمانوں کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے جو اس کو ترک کیا تو اس میں منع پر دلالت نہیں اور رجوع کیا اس کی طرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس واسطے کہ اس میں وجہ صواب کی دیکھی اور یہ کہ نہیں ہے منقول میں اور نہ معقول میں جو اس کے مخالف ہو اور جو مترتب ہوتا ہے اوپر نہ جمع کرنے اس کے کی ضائع ہونے بعض قرآن کے سے پھر پیرودی کی ان دونوں کی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور باقی اصحاب نے اوپر ٹھیک ہونے اس رائے کے اور یہ جو کہا کہ میں نے قرآن کو تلاش کیا سو ابو داؤد نے مصاحف میں روایت کی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یعنی لوگوں میں سو کہا کہ جس نے قرآن کی کوئی چیز حضرت ﷺ سے سیکھی ہو تو چاہیے کہ ہمارے پاس لائے اور تھے لکھتے اس کو کاغذوں میں اور تختیوں پر اور کھجور کی چھڑیوں پر اور نہ قبول کرتے تھے کسی سے کچھ چیز یہاں تک کہ گواہی دیں دو گواہ اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ تھے زید رضی اللہ عنہ نہ کفایت کرتے ساتھ پانے اس کے کی کہ لکھا ہوا یہاں تک کہ گواہی دی ساتھ اس کے جس نے اس کو کانوں سے سن کر سیکھا ہے باوجود اس کے کہ زید رضی اللہ عنہ کو وہ یاد ہوتے اور کرتے تھے یہ واسطے مبالغہ کرنے کے احتیاط میں اور نیز ابو داؤد نے ہشام بن عروہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ سو جو تمہارے پاس دو گواہ لائے اوپر کسی چیز کے قرآن سے تو اس کو لکھ لو اور اس کے راوی معتبر ہیں باوجود منقطع ہونے اس کے کی اور شاید مراد ساتھ دو گواہوں کے حفظ اور کتابت ہے یا مراد یہ ہے کہ دوسرے گواہی دیں کہ یہ مکتوب حضرت ﷺ کے رو برو لکھا گیا یا گواہی دیں اس پر کہ یہ ان وجہوں سے ہے جن کے ساتھ قرآن اترا اور ان کی غرض یہ تھی کہ نہ لکھا جائے مگر ہو بہو جو حضرت ﷺ کے رو برو لکھا گیا نہ محض یادداشت سے اور یہ جو کہا کہ حافظوں کے سینوں سے یعنی جس جگہ کہ میں نے اس کو لکھا ہوا نہ پایا واؤ ساتھ معنی مع کے ہے یعنی لکھتا تھا میں اس کو مکتوب سے جو موافق ہوتا اس چیز کو محفوظ ہوتی سینوں میں اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا یعنی لکھی ہوئی واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ نہ کفایت کرتے تھے وہ ساتھ حفظ کے سوائے لکھے کے اور زید رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت نہ پایا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ متواتر ہوئی ہونزدیک اس شخص کے جس نے اس کو حضرت ﷺ سے نہ سیکھا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھے زید رضی اللہ عنہ طلب کرتے زیادہ ثبوت کو اس شخص سے کہ سیکھا اس کو بغیر واسطہ کے اور شاید جب زید رضی اللہ عنہ نے اس کو ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا تو اس کو لوگوں نے یاد کیا جیسے کہ یاد کیا اس کو زید رضی اللہ عنہ نے اور فائدہ تلاش کا مبالغہ ہے ظاہر کرنے میں اور وقوف کے نزدیک اس چیز کے کہ لکھی گئی رو برو حضرت ﷺ کے کہا خطابی نے یہ اس قسم سے ہے کہ پوشیدہ رہتے ہیں معنی اس کے اور وہم پیدا کرتا ہے کہ تھے وہ کفایت کرتے صحیح اثبات آیات کے ساتھ خبر ایک شخص کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ جمع ہوئے اس میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور حکایت کی ہے ابن تین نے واؤدی سے کہا اس نے کہ نہیں

کیلا ہوا ساتھ اس کے ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ بلکہ شریک ہوا ہے اس کو اس پر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس بنا پر پس ثابت ہوگی ساتھ دو مردوں کے اور شاید اس نے گمان کیا ہے کہ قول ان کا کہ نہیں ثابت ہوتا قرآن ساتھ خبر واحد کے یعنی ایک شخص کے اور نہیں جیسا کہ گمان کیا اس نے بلکہ مراد ساتھ خبر واحد کے خلاف خبر متواتر کا ہے سواگر پہنچیں راوی خبر کے بہت عدد کو اور متواتر کے شرطوں سے کوئی چیز نہ پائی جائے تو نہیں نکلتی ہونے اس کے سے خبر واحد اور حق یہ ہے کہ مراد ساتھ نئی کے نئی وجود اس کے کی ہے مکتوب یعنی وہ کسی کے پاس لکھی ہوئی نہ پائی نہ یہ کہ وہ کسی کو یاد نہ تھی یعنی تا کہ عدم تواتر ان دونوں آیت کا لازم نہ آئے اور البتہ واقع ہوا ہے نزدیک ابو داؤد کے یحییٰ بن عبدالرحمن کی روایت سے کہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے کہا کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے دو آیتوں کو چھوڑ دیا سو تم نے ان کو نہیں لکھا، انہوں نے کہا کہ وہ کون سی ہیں؟ کہا کہ میں نے حضرت رضی اللہ عنہ سے سیکھا ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ آخر سورہ تک سوتھے صحیفے یعنی جن کو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا اور یہ جو کہا کہ پھر وہ صحیفے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے تو مؤطا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کاغذوں میں جمع کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس کا سوال کیا اس نے کہا نہ مانا یہاں تک کہ مدلی اس پر عمر رضی اللہ عنہ سے اور موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ابن شہاب سے ہے کہ جب مسلمان یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ گھبرائے اور ڈرے کہ ہلاک ہو ایک گروہ حافظوں کا سولائے لوگ جو ان کے پاس تھا قرآن سے یہاں تک کہ جمع کیا گیا بیچ خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درقوں میں سو پہلے پہل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کو مصحف میں جمع کیا اور یہ سب نہایت صحیح ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا قرآن چڑے میں اور کھجور کی چھڑیوں میں پہلے اس سے کہ جمع کیا جائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پھر جمع کیا گیا بیچ صحیفوں کے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر اخبار صحیحہ جو ہم معنی ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر وہ صحیفے حصہ بنی النجا کے پاس رہے یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ شروع کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف کے لکھنے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حصہ بنی النجا کے پاس رہے اس واسطے کہ وہ عرفاروق رضی اللہ عنہ کی وصیت تھی سو بدستور رہی وہ چیز جو عرفاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھی نزدیک حصہ بنی النجا کے یہاں تک کہ طلب کیا اس کو اس سے اس شخص نے جس کو اس کا طلب کرنا پہنچتا تھا۔ (فتح)

۴۶۰۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حدیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام والے اور عراق والے دونوں ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے بیچ فتح ارمینہ اور آذر بایجان کے یعنی اور حدیفہ رضی اللہ عنہ بھی جہاد میں ان کے ساتھ تھے سو گھبراہٹ میں ڈالا حدیفہ رضی اللہ عنہ کو مختلف ہونے ان کے

۴۶۰۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ

حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حَدِيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ قَدِمَ عَلَى عُمَانَ وَكَانَ يُغَارِي أَهْلَ الشَّامِ فِي فَتْحِ أَرْمِينَةَ وَآذَرَ بَيْجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَأَطْرَعُ حَدِيْفَةَ

اِخْتِلَافُهُمْ فِي الْقِرَاءَةِ فَقَالَ حَدِيثُهُ لِعُمَانَ
 يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَدْرِكَ هَذِهِ الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ
 يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ اِخْتِلَافَ الْيَهُودِ
 وَالنَّصَارَى فَارْسَلْ عُثْمَانَ إِلَى حَفْصَةَ أَنْ
 أُرْسِلِي إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَسْخُهَا فِي
 الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكَ فَارْسَلَتْ بِهَا
 حَفْصَةَ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ
 اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَعَبْدُ
 الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَتَسَخَّرُوا
 فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ
 الْقَرَشِيِّينَ الثَّلَاثَةِ إِذَا اِخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ
 بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَارْكَبُوهُ
 بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا
 حَتَّى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ
 رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ
 إِلَى كُلِّ أَهْلِ بِلْدَانٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوا وَأَمَرَ
 بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ أَوْ
 مُصْحَفٍ أَنْ يُحْرَقَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ
 وَأَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعَ
 زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدْتُ آيَةَ مِنَ الْأَحْزَابِ
 حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا
 فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خَزِيمَةَ بْنِ ثَابِتٍ
 الْأَنْصَارِيِّ «مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رَجَالٌ صَدَقُوا
 مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ» فَالْحَقْنَاهَا فِي

نے قرأت میں تو حدیفہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پاس
 امت کو یعنی انتظام کر ان کا پہلے اس سے کہ مختلف ہوں قرآن
 میں مثل مختلف ہونے یہود اور نصاریٰ کے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی
 کو حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا کہ صحیفوں کو ہماری طرف بھیج دو
 کہ ہم ان کو مصحفوں میں نقل کریں پھر ہم ان کو تمہاری طرف
 بھیج دیں گے سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا
 تو انہوں نے زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور
 عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے ان کو مصحفوں میں نقل کیا
 تو عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریشیوں کی جماعت سے کہا کہ جب تم
 اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو
 اس کو قریش کی زبان میں لکھنا سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ
 قرآن قریش کی زبان میں اترا تو انہوں نے اسی طرح کیا
 یہاں تک کہ جب انہوں نے صحیفوں کو مصحف میں نقل کیا تو
 عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر صحیفے حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دیئے اور ہر طرف
 ایک قرآن بھیجا اس سے کہ انہوں نے نقل کیا اور حکم کیا کہ جو
 اس کے سوائے ہے قرآن سے ہر صحیفے یا مصحف میں یہ کہ جلا
 دیا جائے۔ کہا ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہ خبر دی مجھ کو خارجہ بن
 زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے سنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے
 کہا کہ نہ پائی میں نے ایک آیت سورہ احزاب سے جب کہ
 نقل کیا ہم نے مصحف کو کہ البتہ میں حضرت رضی اللہ عنہم سے سنا تھا
 کہ اس کو پڑھتے تھے سو ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس کو
 خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پایا وہ آیت یہ ہے کہ ایمان
 والوں میں سے کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جس پر
 قول کیا تھا اللہ سے سو ہم نے اس کو قرآن میں اس کی سورت
 سے ملایا۔

سُورَتَهَا فِي الْمُصْحَفِ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے موسیٰ نے اور یہ سند ابن شہاب تک بعینہ وہی سند ہے جو پہلے گزری دوہرایا ہے اس کو واسطے اشارے کے طرف اس کی کہ وہ دونوں حدیثیں ہیں مختلف اگرچہ مختلف ہیں بیچ لکھنے قرآن کے اور جمع کرنے اس کے کی اور ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے تیسرا قصہ بھی مروی ہے جیسا کہ بیان کیا ہے اس کو ہم نے خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بیچ قصے آیت احزاب کے اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے اس جگہ بیچ اخیر اس قصے کے اور روایت کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ متفرق طور کے پس روایت کیا ہے پہلے قصے کو بیچ تفسیر سورہ توبہ کے اور روایت کیا ہے دوسرے قصے کو اس سے پہلے باب میں لیکن ساتھ اختصار کے اور روایت کیا ہے تیسرے قصے کو بیچ سورہ احزاب کے کما تقدم اور یہ جو کہا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور شام اور عراق والے دونوں ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے بیچ فتح آرمینیا اور آذربایجان کے تو مراد یہ ہے کہ آرمینیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہوا اور عراق والوں کے لشکر کا سردار سلمان بن ربیعہ تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام اور عراق والوں کو حکم دیا تھا کہ اس جہاد میں اکٹھے ہو جائیں اور دونوں لشکر جمع ہو کر جہاد کریں اور شام والوں کے لشکر کا سردار حبیب بن مسلمہ تھا اور اس جنگ میں حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ غازیوں میں تھے اور وہ مدائن والوں پر عامل تھے اور وہ مجملہ اعمال عراق سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور تھے جہاد کرتے وہ ساتھ اہل عراق کے طرف آرمینیا کے ان کے جہاد میں ساتھ ان لوگوں کے کہ جمع ہوئے اہل شام اور اہل عراق سے اور آرمینیا ایک بڑا شہر ہے نواح اخلاط سے شامل ہے بہت شہروں پر اور وہ شمال کی طرف ہے اور کہا سمعانی نے کہ وہ روم کے شہروں کی جہت میں ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ارمین کی بنا سے ہے جو نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور آذربایجان بھی ایک بڑا شہر ہے عراق کے پہاڑوں کی جہت میں اور وہ اب تمیز ہے اور قصبات اس کے اور وہ پچھم کی طرف سے آرمینیا کے ساتھ لگتا ہے اور متفق ہوا ہے جہاد ان کا ایک سال میں اور جمع ہوئے بیچ جہاد ہر ایک کے دنوں میں سے اہل شام اور اہل عراق اور تھا یہ قصہ پچیسویں سال میں ہجرت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دوسرے یا تیسرے سال میں اور تھی خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کی بعد شہید ہونے عمر رضی اللہ عنہ کے اور تھا شہید ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا بیچ اخیر ذی الحجہ کے تیسویں سال میں ہجرت سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تیرہ برس چھپے اور یہ جو کہا کہ گھبراہٹ میں ڈالا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو مختلف ہونے ان کے نے قرأت میں تو ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے قرآن کو ذکر کیا سو اس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان کے درمیان فتنہ و فساد واقع ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک جہاد سے پھرے سو نہ داخل ہوئے اپنے گھر میں یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو کہا اے سردار مسلمانوں کے! پاس امت کو انہوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ کہا کہ جہاد کیا میں نے آرمینیا کا سوا چانک میں نے دیکھا کہ شام والے

قرآن کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے ہیں سولاتے ہیں جو عراق والوں نے نہیں سنا اور اچانک میں نے دیکھا کہ عراق والے قرآن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے ہیں سولاتے ہیں جو شام والوں نے نہیں سنا سو بعض بعض کو کافر کہتے ہیں اور نیز ابن ابی داؤد نے یزید بن معاویہ نخعی سے روایت کی ہے کہ البتہ میں ولید بن عقبہ کے زمانے میں مسجد میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں کہ حدیفہ رضی اللہ عنہ بھی تھے سو اس نے ایک مرد سے سنا کہ بتا تھا کہ قرآن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت سے پڑھنا چاہیے اور دوسرے کو سنا کہ بتا تھا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت سے پڑھنا چاہیے سو حدیفہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے سو اللہ کی حمد اور ثناء کی اور ان کی دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں پھر کہا کہ اسی طرح تم سے پہلوں نے اختلاف کیا تھا قسم ہے اللہ کی کہ میں امیر المؤمنین کی طرف سوار ہوں گا اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ دو مردوں نے سورہ بقرہ کی آیت میں اختلاف کیا ایک نے پڑھا ﴿واتموا الحج والعمرة لله﴾ اور دوسرے نے پڑھا ﴿واتموا الحج والعمرة للبيت﴾ سو حدیفہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے اور ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حدیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ کوفے والے کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت بہتر ہے اور بصری والے کہتے ہیں کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت بہتر ہے قسم ہے اللہ کی کہ اگر میں امیر المؤمنین کے پاس گیا تو ان سے عرض کروں گا کہ اس کو ایک قرأت ٹھہرا دیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو تجھ سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے اس نے کہا ہاں! میں نے برا جانا کہ کہا جائے کہ یہ قرأت فلا نے کی ہے اور یہ قرأت فلا نے کی سو اختلاف کریں جیسا اہل کتاب نے اختلاف کیا اور یہ قصہ حدیفہ رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ وہ متقدم ہے اس قصے پر جو واقع ہوا واسطے اس کے قرأت میں اور یہ قصہ شاید حدیفہ رضی اللہ عنہ نے جب اہل شام اور اہل عراق کے درمیان بھی اختلاف دیکھا تو ان کو سخت ہوا سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سوار ہو کر آئے اور موافق پڑے اس بات کو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی اس طرح واقع ہوا ہے سو ابن داؤد نے مصاحف میں روایت کی ہے ابو قلابہ سے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی تو کوئی معلم کسی قاری کی قرأت سے پڑھاتا اور کوئی معلم کسی قاری کی قرأت سے پڑھاتا سو لڑکے اول سے سیکھنے لگے سو اختلاف کرنے لگے یہاں تک کہ اس کی نوبت معلموں تک پہنچی یہاں تک کہ بعض نے بعض کو کافر کہا سو یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی سو غضبہ پڑھا اور کہا کہ تم میرے پاس ہو کر جھگڑتے ہو سو جو مجھ سے دور ہیں شہروں سے وہ زیادہ اختلاف کریں گے سو شاید اللہ جانتا ہے کہ جب حدیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شہروں کا اختلاف معلوم کروایا تو تحقیق ہوا نزدیک ان کے جو انہوں نے گمان کیا تھا اور مصعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم قرأت میں شک کرتے ہو تم کہتے ہو کہ قرأت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی اور قرأت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ تیری قرأت ٹھیک نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی مرد پڑھتا تھا یہاں تک کہ کوئی مرد اپنے ساتھی سے کہتا کہ کفر کیا میں نے ساتھ اس کے جو تو کہتا ہے سو یہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

کی طرف اٹھایا گیا تو ان کو اپنے جی میں یہ بات بہت بھاری معلوم ہوئی اور لوگوں سے کلام کیا اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے حصہ رضی اللہ عنہما کو کہلا بھیجا کہ صحیفوں کو ہماری طرف بھیج دیں کہ ہم ان کو مصاحف میں نقل کروادیں اور فرق صحف اور مصحف کے درمیان یہ ہے کہ صحف خالی ورقوں کو کہا جاتا ہے جن میں قرآن جمع کیا گیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور سورتیں جدا جدا بے ترتیب تھیں ہر سورت اپنی آیتوں سے علیحدہ مرتب تھی لیکن با ترتیب ایک دوسرے کے آگے پیچھے نہ تھیں پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے نقل کی گئیں اور با ترتیب ایک دوسری کے آگے پیچھے رکھی گئیں تو ہو گیا مصحف یعنی اس کو مصحف کہا گیا اور البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انہوں نے یہ کام اصحاب کے مشورے سے کیا سو روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہ کہو عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں مگر بہتر سو قسم ہے اللہ کی نہیں کیا اس نے مصاحف میں جو کیا مگر ہمارے مشورے سے کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ تم کیا کہتے ہو اس امر میں کہ بعض کہتے ہیں کہ میری قرأت تیری قرأت سے بہتر ہے اور یہ قریب ہے کہ ہو کفر ہم نے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا میں مصلحت دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کروں سو نہ رہے کچھ اختلاف ہم نے کہا خوب ہے جو تم نے مصلحت دیکھی اور یہ جو کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے زید رضی اللہ عنہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا سو ایک روایت میں ہے کہ جمع کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ مرد کو قریش اور انصار سے ان میں سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں میں زیادہ تر لکھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو حضرت ﷺ کے کاتب ہیں، پھر پوچھا کہ لوگوں میں بہت عربی زبان کون جانتا ہے اور کون زیادہ تر فصیح ہے؟ لوگوں نے کہا کہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ، کہا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ سو چاہیے کہ سعید رضی اللہ عنہ لکھوائے اور زید رضی اللہ عنہ لکھتا جائے اور یہ سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بڑے مقبول صحابی ہیں ان کا نسخہ حضرت ﷺ سے بہت مشابہ تھا اور واقع ہوا ہے تسمیہ باقی لوگوں کا جنہوں نے لکھا یا لکھوایا نزدیک ابن ابی داؤد سے متفرق طور سے ان میں سے ہیں مالک بن ابی عامر اور کثیر بن فلح اور ابی بن کعب اور انس بن مالک اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم پس یہ تو آدمی ہیں جن کے نام ہم نے پہچانے بارہ آدمیوں میں سے اور گویا کہ ابتدا اس کام کی زید رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ کے لیے تھی واسطے ان معنی کے جو مذکور ہوئے پھر اور لکھنے والوں کی بھی حاجت پڑی اس واسطے کہ کئی قرآنوں کی ضرورت ہوئی جو ملکوں کی طرف بھیجے جائیں سو زیادہ کیا انہوں نے ساتھ زید رضی اللہ عنہ کے ان کو جو مذکور ہوئے پھر مدلی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لکھوانے میں اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جو قرآن کے لکھنے اور لکھوانے میں شریک نہ کیا گیا تو یہ بات ان کو بہت ناگوار گزری سو کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں قرآن کے لکھنے سے الگ کیا جاؤں اور تعین ہو اس کے لکھنے پر وہ شخص کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں مسلمان ہوا اور بے شک وہ البتہ کافر مرد کی پیٹھ میں تھا یعنی ابھی پیدا نہیں ہوا تھا مراد زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ میں حضرت ﷺ کے منہ مبارک سے ستر سورتیں سیکھیں اور البتہ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ لڑکوں میں کھیلتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کا عذر اس میں یہ ہے کہ انہوں نے یہ کام مدینے میں کیا اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس وقت کوفے میں تھے اور نہ دیر کی انہوں نے اس چیز میں جس کا قصد کیا یہاں تک کہ ان کو بلوائیں اور وہ حاضر ہوں اور نیز عثمان رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا صحیفوں کے نقل کروانے کا جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جمع ہوئے تھے اور یہ کہ ان کو ایک مصحف بنا دیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی زید رضی اللہ عنہ ہی نے اس کو نقل کیا تھا کما تقدم اس واسطے کہ وہ وحی کے کاتب تھے سوان کے واسطے اس امر میں اولیت تھی جو ان کے سوائے اور کسی کو نہ تھی اور ترمذی نے اس حدیث کے اخیر میں روایت کی ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات کو بہت اصحاب نے برا جانا اور یہ جو کہا کہ جب تم اور زید رضی اللہ عنہ قرآن کی کسی چیز میں اختلاف کرو تو ایک روایت میں ہے کہ جب تم قرآن کے کسی لفظ کی عربیت میں اختلاف کرو تو اس کو قریش کی زبان میں لکھو تو ترمذی کے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے سواں دن انہوں نے تابوت کے لفظ میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ تابوت ہے اور بعض نے کہا کہ تابوہ ہے تو قریشیوں نے کہا کہ تابوت ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تابوہ ہے سو یہ اختلاف عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اٹھایا گیا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو تابوت لکھو اور یہ جو کہا کہ جب انہوں نے صحیفوں کو قرآنوں میں نقل کیا تو وہ صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھیر دے تو ابن ابی داؤد نے اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہا ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہ خبر دی مجھ کو سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مروان نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا یعنی جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینے کا حاکم تھا ان سے صحیفے مانگے جن سے قرآن نقل ہوا تھا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو صحیفے نہ دیئے کہا سالم رضی اللہ عنہ نے پھر جب حفصہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں اور ہم ان کے دفن سے پھرے تو مروان نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قسم دے بھیجی کہ ان صحیفوں کو اس کی طرف بھیج دیں تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو مروان کے پاس بھیج دیا تو مروان نے ان کو لے کر جلا یا اور کہا کہ میں نے یہ کام اس واسطے کیا ہے کہ میں ڈرا کہ زمانہ دراز ہو اور شک کرنے والا قرآن کے حق میں شک کرے اور یہ جو کہا کہ ہر طرف ایک قرآن بھیجا تو اختلاف ہے مصحفوں کی کتنی میں جن کو عثمان رضی اللہ عنہ نے اطراف میں بھیجا سو مشہور یہ ہے کہ وہ پانچ تھے اور حمزہ زیات سے روایت ہے کہ چار تھے اور ابن ابی داؤد نے کہا کہ میں نے ابو حاتم بھتانی سے سنا کہتا تھا کہ سات قرآن لکھوائے گئے ایک کئے کی طرف بھیجا گیا اور ایک شام کی طرف اور ایک یمن کی طرف اور ایک بحرین کی طرف اور ایک بصری کی طرف اور ایک کوفے کی طرف اور ایک مدینے میں رکھا گیا اور یہ جو کہا کہ حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ جو چیز کہ قرآن کے سوا ہے ہر صحیفے میں یا مصحف میں یہ کہ جلائی جائے تو ایک روایت میں ہے کہ حکم دیا کہ جلا ڈالیں ہر قرآن کو مخالف ہو اس قرآن کو جو بھیجا گیا کہا بس یہ زمانہ ہے کہ عراق میں قرآن آگ سے جلائے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ کو بیچ حق عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کے جلانے میں مگر نیک اور مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ نے

مصاحف کو جلا یا اس وقت عام لوگ موجود تھے سو یہ بات ان کو خوش لگی یا کہا کہ کسی نے ان میں سے اس پر انکار نہ کیا اور جب فارغ ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ مصحف سے تو شہروں والوں کی طرف لکھا کہ میں نے ایسا ایسا کیا اور منایا جو میرے پاس تھا سو مٹاؤ تم جو تمہارے پاس ہے اور مٹانا عام ہے اس سے کہ ہو ساتھ دھو ڈالنے یا جلا دینے کے اور اکثر روایتیں صریح ہیں جلا ڈالنے میں سو یہی ہے جو واقع ہوا اور احتمال ہے وقوع ہر ایک کا دونوں میں سے باعتبار اس کے کہ مصلحت دیکھی اس شخص نے جس کے پاس قرآن کی کچھ چیز تھی اور البتہ جزم کیا ہے عیاض نے کہ انہوں نے اس کو اول پانی سے دھویا پھر اس کو جلا یا واسطے مبالغہ کے اس کے دور کرنے میں کہا ابن بطلان نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے جلا نا ان کتابوں کا جس میں اللہ کا نام ہو ساتھ آگ کے اور یہ کہ یہ اکرام ہے واسطے اس کے اور نگاہ رکھنا ہے اس کا قدموں کے ساتھ روندنے سے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے طاؤس سے کہ وہ جلا ڈالتا تھا خطوط اور رسائل کو جن میں اللہ کا نام ہوتا جب کہ جمع ہو جاتے اور اسی طرح کیا ہے عروہ نے اور مکروہ جانا ہے اس کو ابراہیم نے اور کہا ابن عطیہ نے کہ یہ حکم ہے جو اس وقت میں واقع ہوا اور اب دھو ڈالنا بہتر ہے جب کہ اس کے دور کرنے کی حاجت پڑے اور یہ جو کہا کہ حکم کیا ساتھ اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے یعنی سوائے اس مصحف کے جس کو نقل کروایا اور ان مصحفوں کے جو اس سے نقل کیے گئے اور سوائے ان صحیفوں کے کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے اور اس کو پھیر دیا اسی واسطے استدراک کیا مروان نے امر کو بعد حفصہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کو بھی معدوم کیا واسطے اس خوف کے کہ کسی کو ان کے دیکھنے سے وہم پیدا ہو کہ جو اس میں ہے وہ مخالف ہے اس مصحف کو جس پر امر قرار پایا کما تقدم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ جلا ڈالنے عثمان رضی اللہ عنہ کے صحیفوں کو ان لوگوں پر جو قائل ہیں ساتھ قدیم ہونے حرفوں اور آوازوں کے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا ہونے کلام اللہ کے قدیم یہ کہ ہوں سطریں جو ورقوں میں لکھی ہیں قدیم اگر یہ ہو بہو اللہ کا کلام ہوتا تو اس کے جلا ڈالنے کو اصحاب جائز نہ رکھتے، واللہ اعلم۔ (فتح)

اور یہ جو ابن شہاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبر دی مجھ کو خارجہ نے تو یہی ہے تیسرا قصہ اور وہ موصول ہے طرف ابن شہاب رضی اللہ عنہ کی ساتھ سند مذکور کے کما تقدم بیانہ واضحاً اور پہلے گزر چکا ہے بطور موصول ہونے کے جہاد میں اور سورہ احزاب کی تفسیر میں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ پائی اس نے آیت احزاب کی ان صحیفوں میں جن کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نقل کیا تھا یہاں تک کہ اس کو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا اور ایک روایت میں ہے واقع ہوا ہے کہ نہ پانا اس کا اس آیت کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا اور صحیح وہ ہے جو صحیح میں ہے اور جس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نہ پایا تھا وہ دو آیتیں ہیں سورہ برآة کے آخر سے اور بہر حال جو آیت کہ سورہ احزاب میں ہے سونہ پایا اس کو جب کہ لکھا مصحف کو بیچ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کہا ابن تین نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کرنے کے درمیان فرق یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس خوف سے

جمع کیا تھا کہ قرآن کی کوئی چیز جاتی نہ رہے اس کے حافظوں کے مر جانے کے سبب سے اس واسطے کہ وہ ایک جگہ جمع نہ تھا سو جمع کیا اس کو صحیفوں میں اس حال میں کہ اس کی ہر سورت کی آیتوں کو با ترتیب رکھا اس چیز پر جس پر ان کو حضرت ﷺ نے ٹھہرایا اور جمع کرنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قرآن کو تھا جب کہ بہت ہوا اختلاف بیچ وجوہ قرآن کے جب کہ پڑھا اس کو لوگوں نے اپنی اپنی زبان میں بولیوں کے فراخ ہونے کی وجہ سے سو اس نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ بعض نے بعض کو خطا کار کہا اور چوک کی نسبت کی سو ڈرے اختلاف کرنے ان کے سے بیچ اس کے سونقل کروایا ان صحیفوں کو ایک مصحف میں با ترتیب سورتوں اس کی کے کما سیاتی فی باب تالیف القرآن اور فقط اس کو قریش کی زبان میں لکھا اور اس کے سوائے اور بولیوں کو چھوڑ دیا اس دلیل سے کہ وہ ان کی زبان میں اترا اگرچہ وسعت دیئے گئے تھے بیچ پڑھنے اس کے اوروں کی زبان میں واسطے دور کرنے حرج اور مشقت کے بیچ ابتدائے اسلام کے سو انہوں نے دیکھا کہ اب ان کی حاجت باقی نہ رہی پس اقتصار کیا ایک زبان پر اور قریش کی زبان سب زبانوں سے بہتر تھی سو فقط قرآن کو اسی میں لکھا اور زیادہ بیان اس کا ایک باب کے بعد آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ، کہا ابن معین نے کہ نہیں روایت کیا کسی نے جمع قرآن کی حدیث کو بہت عمدہ سیاق سے ابراہیم بن سعد کے۔ (فتح)

بابُ کَاتِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

باب ہے حضرت ﷺ کے کاتب کے بیان میں۔

وَسَلَّمَ

فائدہ: کہا ابن کثیر نے کہ باب باندھا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے کتاب النبی ﷺ اور باب میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سوائے کچھ ذکر نہیں کیا اور یہ عجیب ہے اور شاید اس کو اس کے سوائے کوئی حدیث اپنی شرط کے موافق نہیں ملی پھر اشارہ کیا کہ اس نے سیرۃ نبویہ میں پورے طور سے بیان کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں واقف ہوا میں بیچ کسی چیز کے نسخوں سے مگر ساتھ لفظ کاتب کے ساتھ افراد کے اور وہ مطابق ہے واسطے حدیث باب کے ہاں! زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سوائے اور اصحاب نے بھی وحی کو لکھا لیکن جو قرآن کہ کے میں اترا سو وہ تو تمام اور ہی لوگوں نے لکھا ہے اس واسطے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تو ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے اور بہر حال جو قرآن کہ مدینے میں اترا سو اس کو اکثر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی لکھتے تھے اور واسطے بہت لکھنے ان کے کی بولا اس کو اکتوب ساتھ لام عہد کے یعنی وہی کاتب جو معلوم ہے جیسا کہ باب کی دوسری حدیث میں ہے اور اسی واسطے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تو وحی کو لکھتا تھا اور کبھی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر نہ ہوئے تو ان کے سوائے کوئی اور وحی کو لکھتا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت ﷺ کے واسطے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وحی کو لکھا کرتے تھے اور مدینے میں بھی پہلے پہل وحی کو اسی نے لکھا اور کے میں پہلے پہل قریش میں سے عبد اللہ بن سعد نے لکھا پھر مرثد ہو گیا پھر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے فی الجملہ لکھا چاروں خلیفہ بن اور زید بن عوام اور خالد اور ابن دونوں سعید کے بیٹے اور حنظلہ بن

ربیع اسدی اور معقیب بن ابی فاطمہ اور عبداللہ بن ارقم زہری اور شریحیل اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اور لوگوں میں اور اصحاب ستن نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہم پر ایک زمانہ آتا کہ اس میں چند محدود سورتیں اترتیں سو جب آپ پر کوئی چیز اترتی تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے سو فرماتے کہ اس کو فلائی سورت میں رکھو جس میں ایسا ذکر ہے، الحدیث۔ (فتح)

۴۶۰۵۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا سو کہا کہ تو حضرت رضی اللہ عنہم کے واسطے وحی کو لکھا کرتا تھا سو قرآن کو تلاش کر سو میں نے تلاش کیا یہاں تک کہ میں نے سورہ توبہ کے اخیر کی دو آیتوں کو ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پایا کہ میں نے ان کو اس کے سوائے کسی کے پاس نہ پایا وہ دونوں آیتیں یہ ہیں ﴿لقد جاءكم رسول من انفسكم﴾ آخر تک۔

۴۶۰۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ ابْنَ السَّبَّاقِ قَالَ إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّكَ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبِعِ الْقُرْآنَ فَتَّبَعْتُ حَتَّى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ أَبِي خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ إِلَى آخِرِهِ.

قائد: اور غرض اس حدیث سے کہنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ تو وحی کو لکھا کرتا تھا اور باقی شرح اس حدیث کی پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

۴۶۰۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر ہیں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے تو حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ زید رضی اللہ عنہ کو میرے واسطے بلا لاؤ اور چاہیے کہ لائے تختی اور دوات اور موٹھ سے کی ہڈی یا فرمایا کہ موٹھ سے کی ہڈی اور دوات پھر فرمایا کہ لکھ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان اور حضرت رضی اللہ عنہم کی پیٹھ کے پیچھے عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اندھے بیٹھے تھے اس نے عرض کی کہ یا حضرت! مجھ کو کیا حکم ہے، میں اندھا ہوں؟ تو اتری اسی لکھنے کی جگہ یعنی اسی وقت فی الحال پہلے اس سے کہ

۴۶۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْعُ لِي زَيْدًا وَتَجِيئِي بِاللُّوحِ وَاللِّدْوَاةِ وَالْكَفِّفِ أَوْ الْكَفِّفِ وَاللِّدْوَاةِ ثُمَّ قَالَ أَكْتُبْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ﴾ وَخَلْفَ ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْرُو

قلم خشک ہونے سے برابر ہیں بیٹھے والے مسلمان سوائے ضرر والوں کے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

بُنْ أَمْ مَكْتُومٍ الْأَعْمَى قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَمَا تَأْمُرُنِي لِإِنِّي رَجُلٌ ضَرِيرٌ الْبَصَرِ
فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ﴾ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ ﴿غَيْرِ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

باب ہے اس حدیث کی تفسیر میں کہ اتارا گیا قرآن
سات حرفوں پر۔

بَابُ أَنْزَلِ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ.

فائدہ: یعنی سات وجہوں پر کہ ان میں سے ہر وجہ کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور یہ مراد نہیں کہ ہر کلمہ یا ہر جملہ اس کا ساتھ وجہوں پر پڑھا جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ نہایت وہ چیز کہ پہنچا ہے طرف اس کی عدد قرأتوں کا ایک کلمے میں طرف سات کی ہے یعنی جس کلمے کو کہ کئی قرأتوں سے پڑھنا جائز ہے ان کی حد سات قرأتوں تک ہے سات سے زیادہ قرأتوں کے ساتھ اس کو پڑھنا جائز نہیں اور اگر کوئی کہے کہ ہم بعض کلموں کو پاتے ہیں کہ سات سے زیادہ وجہوں سے پڑھے جاتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ اکثر تو زیادتی ثابت نہیں ہوتی اور یا ہوتا ہے قسم اختلاف سے بچ کیفیت ادا کے جیسا کہ مد اور امالہ میں ہے اور مانند ان کے اور بعض نے کہا کہ سات سے حقیقت عدد کی مراد نہیں بلکہ مراد سہل اور آسان کرنا ہے اور لفظ سات کا بولا جاتا ہے اوپر ارادے کثرت کے احاد میں اور نہیں ہے مراد عدد معین اور اس کی طرف مائل کی ہے عیاض نے اور جو اس کے تابع ہے اور ذکر کیا ہے قرطبی نے ابن حبان سے کہ سات حرفوں کے معنی میں پینتیس قول تک اختلاف ہے اور میں ذکر کروں گا جو پہنچا ہے طرف میری اقوال علماء سے بچ اس کے ساتھ بیان کرنے مقبول قول کے ان میں سے اور مردود کے انشاء اللہ اس باب کے اخیر میں۔ (فتح) اور کہا یعنی نے کہ مراد سات بولیاں ہیں کہ ان میں سے جس بولی میں قرآن کو پڑھے جائز ہے۔

۳۶۰۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو ایک وجہ پر قرآن پڑھایا سو میں نے اس سے تکرار کیا کہ اس کو میری امت پر آسان کر کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی سو ہمیشہ رہا میں اس سے زیادتی طلب کرتا کہ طلب کرے اللہ سے زیادتی حرفوں میں واسطے سہولت کے اور وہ مجھ کو زیادہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات حرفوں تک پہنچا۔

۶۰۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ
حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُيَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَيَّ حَرْفٍ
فَرَأَيْتَهُ لَللَّهِ أَزَلُّ اسْتَزِيدُهُ وَيُزِيدُنِي

حَتَّىٰ اَنْتَهٰی اِلٰی سَبْعَةِ اَحْرَفٍ .

فائدہ: اور مسلم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا ایک مرد نماز کے واسطے مسجد کے اندر آیا سو اس نے قرأت پڑھی کہ میں نے اس سے انکار کیا پھر ایک اور مرد اندر آیا تو اس نے اور طرح سے قرأت پڑھی پھر جب ہم نماز پڑھ چکے تو ہم سب حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے سو میں نے عرض کی کہ بے شک اس نے قرأت پڑھی کہ میں نے اس کو اس پر انکار کیا پھر ایک اور مرد داخل ہوا تو اس نے اور طرح سے نماز پڑھی حضرت ﷺ نے دونوں کو فرمایا کہ پڑھو دونوں نے پڑھا حضرت ﷺ نے دونوں کو خوب کہا پھر فرمایا کہ اے ابی! مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں قرآن کو ایک وجہ پر پڑھوں، آخر حدیث تک اور یہ جو کہا ہمیشہ رہا میں اس سے زیادہ سہولت چاہتا تو ایک روایت میں ہے کہ پھر جبریل علیہ السلام آپ کے پاس دوسری بار آیا اور کہا کہ پڑھ قرآن کو دو وجہ سے پھر تیسری بار آپ کے پاس آیا اور کہا کہ قرآن کو تین وجہ سے پڑھ پھر چوتھی بار آیا سو کہا قرآن کو سات وجہ پر پڑھ اور اپنی امت کو حکم کر کہ قرآن کو سات وجہ سے پڑھیں سو جس وجہ سے پڑھیں ٹھیک ہے، اور طبری کی روایت میں ہے کہ پڑھ سات حرفوں پر بہشت کے سات دروازوں سے اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ نہیں اس سے کچھ مگر کافی شافی یہ کہ تو کہے ﴿سمیعا علیما﴾ ﴿عزیزا حکیما﴾ یعنی ان چاروں میں سے کوئی پڑھے درست ہے جب تک کہ نہ ختم کرے آیت عذاب کی ساتھ رحمت کے اور آیت رحمت کی ساتھ عذاب کے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے جبریل! میں ان پڑھ امت کا رسول ہوں ان میں بہت بوڑھے اور لڑکے اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے کبھی کچھ نہیں پڑھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احمد کے نزدیک یہ ہے کہ سب کلمے کافی شافی ہیں مانند قول تیرے کے ہلہم وتعالی الحدیث اور یہ حدیثیں توی کرتی ہیں اس کو کہ مراد ساتھ حرفوں کے بولیاں ہیں یا قرأتیں یعنی اتارا گیا ہے قرآن سات بولیوں یا قرأتوں پر اور احرف جمع ہے حرف کی پس بنا بر پہلی وجہ کے معنی یہ ہوں گے کہ سات وجہوں پر بولیوں سے اور دوسرے معنی کی بنا پر ہوگی مراد اطلاق حرف کے سے اوپر کلمے کے مجاز واسطے ہونے اس کے کی بعض اس کا۔ (فتح)

۴۶۰۸۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے سنا حضرت ﷺ کی زندگی میں تو میں نے اس کی قرأت کی طرف کان لگایا سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ اس کو پڑھتا ہے کئی وجہوں پر جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائیں سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس کو چھٹ لوں سو میں نے زور سے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے نماز سے سلام پھیرا سو میں نے اس کی چادر اس کے

۴۶۰۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمُسَوَّرَ بْنَ مَعْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيَّ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِرَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ

گلے میں ڈالی اور میں نے کہا کہ کس نے تجھ کو یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی ہے میں نے کہا تو جھوٹا ہے سو بے شک حضرت ﷺ نے مجھ کو وہ سورت پڑھائی برخلاف اس کے کہ تو نے پڑھی سو میں اس کو کھینچتا حضرت ﷺ کی طرف چلا میں نے کہا کہ بے شک میں اسے سنا سورہ فرقان پڑھتا تھا کئی دھوں پر جو آپ نے ہم کو نہیں پڑھائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اے ہشام! پڑھ سو اس نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے پڑھا جس طرح میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتری پھر فرمایا کہ اے عمر! تو پڑھ سو میں نے اس کو پڑھا جس طرح مجھ کو حضرت ﷺ نے پڑھائی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی بے شک یہ قرآن اتارا گیا عرب کی سات بولیوں میں سو اس میں سے پڑھو جو تم کو سہل معلوم ہو۔

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَائَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَدْتُ أَسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبِثْتُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَقْرَأْنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَاَنْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تَقْرَأْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَهُ أَقْرَأُ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ أَقْرَأُ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأْتَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَيَّ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ فَأَقْرَأُ مَا تَيَسَّرَ مِنَهُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں نے اس کی چادر اس کے گلے میں ڈالی تاکہ مجھ سے چھوٹ نہ جائے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ امر معروف میں بہت سخت گرفت کرتے تھے اور یہ کام انہوں نے اپنے اجتہاد سے کیا واسطے اس گمان کے کہ ہشام صواب کے برخلاف ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے ان پر انکار نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اور یہ جو کہا کہ تو جھوٹا ہے تو اس میں اطلاق جھوٹ کا ہے اوپر ظن غالب کے اور یا مراد جھوٹ سے یہ ہے کہ تو نے خطا کی اور یہ جو عمر

فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی تھی تو کہا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واسطے استدلال کرنے کے اپنے مذہب پر جھٹلانے ہشام کے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز ہو واسطے ان کے واسطے مضبوط ہونے قدم ان کے کی اسلام میں اور سابق ہونے ان کے کی بیچ اس کے برخلاف ہشام کے کہ وہ تازہ مسلمان ہوا تھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ شاید اس کو قرأت پکی طرح یاد نہ ہو برخلاف اپنے آپ کے کہ ان کو پکی طرح یاد تھا جو انہوں نے سنا اور ان کی قرأت کو اختلاف کا سبب یہ تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سورت کو حضرت ﷺ سے قدیم میں یاد کیا ہوا تھا پھر نہ سنا انہوں نے جو اس کے بعد اترا برخلاف اس چیز کے کہ یاد رکھی اور آنکھ سے دیکھی اور نیز ہشام رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہے جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس کو اس طرح پڑھائی تھی کہ اخیر میں اتری سو پیدا ہوا اختلاف ان دونوں کا اس سبب سے اور جلدی کرنا عمر رضی اللہ عنہ کا واسطے انکار کے محمول ہے اس پر کہ انہوں نے یہ حدیث نہ سنی تھی کہ یہ قرآن اتار گیا سات بولیوں پر مگر اس واقعہ میں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اتار گیا یہ قرآن سات بولیوں پر تو وارد کیا اس کو حضرت ﷺ نے واسطے اطمینان دلانے عمر رضی اللہ عنہ کے تاکہ نہ انکار کریں دو چیز مختلف کے ٹھیک کہنے سے اور طبری نے اسحاق بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے قرآن پڑھا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس پر غیرت آئی تو دونوں جھگڑتے حضرت ﷺ کے پاس آئے تو اس مرد نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ نے مجھ کو اس طرح نہ پڑھایا تھا؟ حضرت ﷺ فرمایا کیوں نہیں! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینے میں کچھ شک پیدا ہوا جس کو حضرت ﷺ نے ان کے سینے میں پہچانا حضرت ﷺ نے ان کے سینے میں ہاتھ مارا اور فرمایا کہ دور کر شیطان کو یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا پھر فرمایا اے عمر! سب ٹھیک ہے جب تک کہ نہ کرے تو رحمت کو عذاب اور عذاب کو رحمت اور واقع ہوئی ہے واسطے ایک جماعت اصحاب کے نظیر اس کی جو واقع ہوئی واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہشام رضی اللہ عنہ کے ایک یہ ہے کہ جو واقع ہوا واسطے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کما تقدم فی النحل اور ایک وہ ہے جو روایت کی ہے احمد نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ ایک مرد نے قرآن کی ایک آیت پڑھی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ وہ ایسی ایسی ہے دونوں نے اس کو حضرت ﷺ کے پاس ذکر کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ قرآن سات بولیوں پر اتارا گیا ہے سو جس وجہ پر اس کو تم پڑھو ٹھیک ہے سو اس میں جھگڑا مت کرو اور واسطے طبری کے ہے ابو جہم کی حدیث سے کہ دو مرد حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے قرآن کی ایک آیت میں ہر ایک گمان کرتا تھا کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے سیکھا ہے پھر ذکر کی مثل حدیث عمرو رضی اللہ عنہ کے اور طبرانی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ایک سورت پڑھائی جو زید رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مجھ کو پڑھائی سو ان کی قرأت مختلف ہوئی سو ہم کس کی قرأت کو لیں؟ سو حضرت ﷺ چپ رہے اور علی رضی اللہ عنہ ان کے پہلو میں تھے سو فرمایا کہ چاہیے کہ

پڑھے آدمی جو جانتا ہو یعنی جس طرح اس کو یاد ہو کہ وہ بہتر اور خوب ہے اور اسی طرح واقع ہو ہے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مرد کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک کیا تم سے پہلوں کو اختلاف نے پھر علی رضی اللہ عنہ کو کان میں کچھ فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم کرتے ہیں کہ پڑھے ہر مرد جس طرح جانتا ہو سو ہم چلے اور ہر مرد ہم میں سے پڑھتا تھا کئی طرح پر کہ اس کا ساتھی ان کو نہیں پڑھتا تھا اور اصل اس کا اخیر حدیث میں ہے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ علماء کو سات حرفوں کے مطلب میں اختلاف ہے بہت قولوں پر پہنچا ہے ان کو ابو حاتم پینتیس اقوال تک کہا منذری نے کہ اکثر ان میں غیر مختار ہیں اور یہ جو فرمایا کہ سو پڑھو جو تم کو اس سے آسان معلوم ہو تو ضمیر منہ کی منزل کی طرف پھرتی ہے یعنی اس چیز سے جو اتاری گئی اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت کی تعدد میں جو مذکور ہے اور یہ کہ وہ واسطے آسانی کرنے کے ہے پڑھنے والے پر اور یہ قوی کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد ساتھ حرفوں کے ادا کرنا معنی کا ہے ساتھ ایسے لفظ کے جو اس کے ہم معنی ہو اگرچہ ایک بولی سے ہو اس واسطے کہ ہشام رضی اللہ عنہ کی زبان قریش کی زبان ہے اور اس طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اور باوجود اس کے پس مختلف ہوئی قرأت ان کی تنبیہ کی ہے اس پر ابن عبدالبر نے اور نقل کیا ہے اس نے اکثر اہل علم سے کہ یہی ہے مراد ساتھ سات حرفوں کے اور ابو عبیدہ اور لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ مراد مختلف ہونا بولیوں کا ہے اور یہی مختار ہے نزدیک ابن عطیہ کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا کہ عرب کی بولیاں سات سے زیادہ ہیں اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد ان میں سے فصیح بولیاں ہیں اور عرب کی سات بولیاں جن میں قرآن اترا یہ ہیں، پہلی بذیل کی بول، دوسری کنانہ کی بولی، تیسری قیس کی بولی، چوتھی صنبہ کی بولی، پانچویں تیم رباب کی بولی، چھٹی اسد بن خزیمہ کی بولی، ساتویں قریش کی بولی۔ پس یہ سب قبیلے مضر کے ہیں جو سب بولیوں کو حاوی ہیں اور کہا بعض نے کہ سات بولیاں قریش کی بطنوں میں ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابو علی اہوازی نے اور نقل کیا ہے ابو شامہ نے بعض شیخوں سے کہ اس نے کہا کہ اتارا گیا قرآن اول قریش کی زبان میں اور جو ہمسایہ ان کا ہے فصیح عربوں میں سے پھر مباح ہو واسطے سب عرب کے کہ پڑھیں اس کو اپنی زبانوں میں کہ جاری ہوئی ہے عادت ان کی ساتھ استعمال کرنے ان کے، ان کے الفاظ اور اعراب کے مختلف ہونے کی بنا پر اور نہ تکلیف دی گئی کسی کو ان میں سے ساتھ انتقال کرنے کے ایک زبان سے دوسری زبان کی طرف واسطے مشقت کے اور واسطے اس چیز کے کہ تھی ان میں حمیت سے اور واسطے طلب آسان کرنے فہم مراد کے جائز ہو یا یہ سب اختلاف ساتھ ایک ہونے معنی کے اور اسی پر اتارا جائے گا اختلاف ان کا بیچ قرأت کے کما تقدم اور ٹھیک فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک کو ان میں سے۔ میں کہتا ہوں اور تمہ اس کا یہ ہے کہ کہا جائے کہ اباحت مذکورہ نہیں واقع ہوئی ساتھ مجرد خواہش نفس کے یعنی ہر ایک بدلے کلمے کو ساتھ لفظ ہم معنی اس کے کی کسی بولی میں بلکہ معتبر اس میں وہ چیز ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی گئی اور اشارہ کرتا

ہے اس کی طرف قول ہر ایک کا عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ سے باب کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی لیکن ثابت ہو چکا ہے بہت اصحاب سے کہ انہوں نے اس کو ہم معنی لفظ سے پڑھا اگرچہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے نہیں سنا تھا اسی واسطے انکار کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر جب کہ اس نے عتی حین پڑھا بدلے حتی حین کے اور اس کی طرف لکھا کہ قرآن ہذیل کی بولی میں نہیں اترتا سو پڑھا لوگوں کو قریش کی بولی میں اور نہ پڑھا ان کو ہذیل کی بولی میں اور تھا یہ حال پہلے اس سے کہ جمع کریں عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو ایک قرأت پر اور کہا ابن عبد البر نے اس کے بعد کہ روایت کیا اس کو ابو داؤد کے طریق سے اس کی سند سے احتمال ہے کہ ہو یہ عمر رضی اللہ عنہ سے بطور اختیار کے یعنی ان کے نزدیک مختار یہی بات ہو نہ یہ کہ جس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھا ہے اس طرح جائز نہیں اور جب مباح ہے قرأت سات وجہوں سے جو اتاری گئیں تو جائز ہے اختیار اس چیز میں کہ اتاری گئی یعنی ہر وجہ سے پڑھنا جائز ہوگا کہا ابو شامہ نے احتمال ہے کہ ہو مراد عمر رضی اللہ عنہ کی پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی ساتھ قول اپنے کے کہ قرآن قریش کی زبان میں اترا یہ کہ یہ حکم اس کے ابتدا اترنے کے وقت میں تھا پھر اللہ نے اس کو لوگوں پر آسان کیا سو ان کے واسطے جائز کیا کہ اس کو اپنی بولیوں میں پڑھیں اس شرط پر کہ یہ عرب کی زبان سے نہ نکلے واسطے ہونے اس کے عربی زبان میں جو ظاہر ہے اور جو عرب کے سوائے اور لوگوں میں سے اس کو پڑھنا چاہیے تو اس کے واسطے مختار یہ ہے کہ اس کو قریش کی زبان میں پڑھے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے اور اسی پر محمول ہوگا جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو لکھا اس واسطے کہ بہ نسبت غیر عربی کے سب بولیاں برابر ہیں تعبیر میں سو ضروری ہے کہ ایک بولی ہو سو چاہیے کہ حضرت ﷺ کی زبان میں ہو اور بہر حال عربی جو پیدا کیا گیا ہے اپنی بولی پر اگر تکلیف دی جائے اس کو ساتھ پڑھنے اس کے کہ قریش کی زبان میں تو البتہ دشوار ہو اس پر پڑھنا باوجود مباح کرنے اللہ کے واسطے اس کے یہ کہ پڑھے اس کو اپنی زبان میں اور اشارہ کرتا ہے اس کی طرف قول حضرت ﷺ کا اُبی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ آسان کر میری امت پر اور قول حضرت ﷺ کا کہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی اور شاید پہنچے آپ سات تک اور اس سے زیادہ فراخی طلب نہ کی واسطے معلوم کرنے آپ کے کہ بے شک شان یہ ہے کہ نہیں محتاج ہوتا کوئی لفظ قرآن کے لفظوں سے طرف زیادہ کے اس عدد سے اکثر اور نہیں مراد ہے کما تقدم کہ اس کا ہر لفظ سات وجہوں سے پڑھا جاتا ہے کہا ابن عبد البر نے کہ اس پر اجماع ہے بلکہ وہ ممکن نہیں ہے بلکہ نہیں پایا جاتا ہے قرآن میں کوئی لفظ کہ پڑھا جائے سات وجہوں پر مگر کم چیز مثل عبدالطاغوت کے اور کہا ابو عبید نے کہ نہیں ہے مراد یہ کہ ہر لفظ اس کا پڑھا جاتا ہے سات بولیوں پر بلکہ ساتوں بولیاں گنڈی ہوئی ہیں قرآن میں کوئی کہیں اور کوئی کہیں سو بعض لفظ قرآن کا قریش کی زبان میں ہے اور کوئی ہذیل کی زبان میں اور کوئی ہوازن کی زبان میں اور کوئی یمن وغیرہ کی زبان میں اور بعض بولیاں عمدہ ہیں بعض سے اور انکار کیا ہے ابن قتیبہ نے کہ ہو قرآن میں کوئی ایسا لفظ جو پڑھا جائے سات وجہوں سے

اور رد کیا ہے اس پر انباری نے ساتھ مثل عبد الطاغوت اور لا تقل لهما اف اور جبریل کے اور دلالت کرتا ہے اس پر جو اس نے تقریر کی کہ قرآن اول قریش کی زبان میں اترا پھر آسان کیا گیا امت پر یہ کہ پڑھیں اس کو ساتھ غیر زبان قریش کے اور یہ بعد اس کے تھا کہ عرب کی بہت قومیں اسلام میں داخل ہوئیں سو ثابت ہو چکا ہے کہ تخفیف ہجرت کے بعد واقع ہوئی کما تقدم اور حاصل ان لوگوں کے مذہب کا یہ ہے کہ معنی حضرت ﷺ کی اس حدیث کے کہ اتارا گیا قرآن سات حرفوں پر یعنی اتارا گیا اس حال میں کہ فراخ کیا گیا ہے فارسی پر کہ پڑھے اس کو سات وجہوں پر یعنی پڑھے ساتھ جس حرف کے کہ چاہے ان میں سے بطور بدل کے اس کے ساتھی سے گویا کہ فرمایا کہ اتارا گیا ہے اس شرط پر یا اس وسعت پر اور یہ واسطے سہل کرنے قرأت اس کی کے ہے اس واسطے کہ اگر ان کو فقط ایک ہی حرف کے پڑھنے کا حکم ہوتا تو ان پر دشوار ہوتا اور ابن قتیبہ نے کہا کہ اللہ کے آسانی دینے سے یہ مراد ہے کہ حکم کیا اپنے پیغمبر کو کہ پڑھے ہر قوم قرآن کو اپنی زبان میں پس ہذلی پڑھے عتی حین بدلے حتیٰ حن کے اور پڑھے اسدی تعلمون ساتھ کسر اول کے اور پڑھے تیبی ساتھ ہمزہ کے اور قریشی بغیر ہمزہ کے اور اگر ارادہ کرتا ہر گروہ ان میں سے یہ کہ دور ہو اپنی زبان سے اور جو جاری ہوا ہے اوپر زبان اس کی کے لڑکپن میں اور جوانی میں اور بڑھاپے میں تو البتہ دشوار ہوتا اور ان کے سو آسان کیا ان پر اللہ نے ساتھ احسان اپنے کے اور اگر ہوتی یہ مراد کہ ہر لفظ اس کا پڑھا جاتا ہے سات وجہوں سے تو کہا جاتا مثلاً کہ اتارے گئے سات حرف اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ آئے لفظ میں ایک وجہ یا دو وجہیں یا تین یا اکثر تک کہا ابن عبدالبر نے کہ انکار کیا ہے اکثر اہل علم نے کہ ہوں معنی حرفوں کے بولیاں واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے مختلف ہونے ہشام بنیٰ بنیٰ اور عمر بنیٰ بنیٰ کی سے اور حالانکہ دونوں کی بولی ایک ہے کہا انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد سات وجہیں ہیں معنوں سے جو متفق ہیں ساتھ مختلف لفظوں کے مثل اقبل اور تعال اور حلم کے پھر بیان کیا ان حدیثوں کو جو پہلے گزریں جو دلالت کرتی ہیں ان معنی پر۔ میں کہتا ہوں اور ممکن ہے تطبیق دونوں قولوں میں ساتھ اس طور کے کہ ہو مراد ساتھ احرف کے مغائر ہونا لفظوں کا باوجود متفق ہونے معنی کے باوجود بند ہونے ان کے کی سات بولیوں میں لیکن دونوں قول کے اختلاف کا ایک اور فائدہ ہے اور وہ یہ ہے جس پر تشبیہ کی ہے ابو عمر دانی نے کہ سب ساتوں حرف قرآن میں متفرق نہیں ہیں اور نہ اس میں موجود ہیں ایک ختم میں سو جب قاری قرآن کو ایک قرأت سے پڑھے تو اس نے ساتوں حرف میں سے بعض حرف پڑھے سب نہیں پڑھے اور یہ حاصل ہوتا ہے اوپر قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ مراد حرفوں سے بولیاں ہیں اور بہر حال جو لوگ دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو حاصل ہوتا ہے یہ ایک ختم میں بغیر شک کے بلکہ ممکن ہے اس قول پر یہ کہ حاصل ہوں ساتوں وجہ بعض قرآن میں کما تقدم اور البتہ حمل کیا ہے ابن قتیبہ وغیرہ نے عدد مذکور کو ان وجہوں پر کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ ان کے تغایر سات چیزوں میں اول وہ چیز ہے کہ متغیر ہو حرکت اس کی اور نہ متغیر ہوں معنی

اس کے اور نہ صورت اس کی مثل ﴿ولا یضار کاتب ولا شہید﴾ ساتھ زبر را کے اور پیش اس کے کی، دوسری وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ متغیر ہونے فعل کے مثل بعد بین اسفارنا اور باعد بین اسفارنا ساتھ صیغے طلب کے اور فعل ماضی کے، تیسری وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ نقطے بعض حروف کے جن پر نقطہ نہ ہو مثل ﴿لہد ننشزھا﴾ ساتھ را اور زا کے، چوتھی وہ ہے کہ متغیر ہو ساتھ بدلنے حرف کے ساتھ اس حرف کے جو قریب الحرج ہو مثل طلع منصود و طلع منصود، پانچویں وجہ یہ ہے جو متغیر ہو ساتھ آگے کرنے اور پیچھے کرنے کے مثلاً و جاء ت سکرت الموت بالحق اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غیرہ کی قرأت میں ہے و جاء سکرت الحق بالموت، چھٹی وہ ہے جو متغیر ہو ساتھ زیادتی یا نقصان کے، کما تقدم فی التفسیر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے واللیل اذا یغشی والنهار اذا تجلی والذکر والانثی یہ مثال نقصان کی ہے اور بہر حال زیادتی اس کی مثال وہ ہے جو سورہ تبت کی تفسیر میں گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وانذر عشیرتک الاقربین وربطک منهم المخلصین، ساتویں وہ ہے کہ متغیر ہو بدل کرنے ایک کلمے کے سے ساتھ دوسرے کلمے کے جو اس کا ہم معنی ہو مثل العهن المنفوش کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی قرأت میں ہے کالصفوف المنفوش اور یہ وجہ خوب ہے اور نہیں مراد ہے یہ کہ ہر لفظ پڑھا جاتا ہے سات و جہوں پر بلکہ ظاہر حدیثوں کا یہ ہے کہ کلمہ ایک پڑھا جاتا ہے دو جہوں پر اور تین پر اور چار پر سات تک اور کہا ابو شامہ نے کہ اختلاف ہے سلف کو بیچ سات حروف کے کہ اترا ہے قرآن ساتھ ان کے کہ کیا وہ سب جمع ہیں اس قرآن میں جو اب لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے یا نہیں ہیں اس میں مگر ایک حرف ان میں سے مائل کی ہے باقلانی نے طرف پہلے قول کی اور تصریح کی ہے طبری اور ایک جماعت نے ساتھ دوسری کے اور یہی ہے معتمد اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابو طاہر سے کہ پوچھا میں نے ابن عیینہ سے مختلف ہونے قرأت مدینوں اور عراقیوں کی سے کہ یہی ہیں سات جو حدیث میں آئی ہیں؟ کہا نہیں بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سات حرف مثل ہلم اور تعال اور اقبل کے ہیں کہ جس کو تو ان میں سے کہے جائز ہے اور حق یہ ہے کہ جو چیز کہ جمع کی گئی ہے قرآن میں اتفاق کیا گیا ہے اوپر اتارنے اس کے کی قطعی ہے جو لکھا گیا ہے ساتھ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں سات حروف میں سے بعض ہیں سب نہیں ہیں جیسا کہ واقع ہوا ہے بیچ مصحف مکی کے سورہ برأت کے اخیر میں تجوری من تحتہا الانہار اور اس کے سوائے اور مصحفوں میں من نہیں ہے اور اسی طرح ہے جو واقع ہوا ہے مختلف ہونے مصاحف شہروں کے سے چند واؤں سے جو ثابت ہیں بعض میں سوائے بعض کے اور چند ہاؤں اور چند لاموں سے اور ساتھ اس کے اور یہ محمول ہے اس پر کہ دونوں طور سے اترا اور حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ لکھنے اس کے کی دو شخصوں کو یا معلوم کروایا یہ ایک شخص کو اور حکم دیا اس کو ساتھ ثابت رکھنے دونوں کے دو جہوں پر اور جو قرأتیں کہ سوائے اس کے ہیں جو رسم خط کے موافق نہیں تو وہ اس قسم سے ہیں کہ تھی قرأت ساتھ ان کے جائز رکھی گئی واسطے وسعت اور سہولت کے لوگوں پر سو

جب رجوع کیا حال نے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی اختلاف سے بیچ زمانے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور کہا بعض نے بعض کو تو اختیار کیا اقتصار کو اس لفظ پر کہ اجازت دی گئی تھی اس کے لکھنے میں اور چھوڑا باقی کو اور ہو گیا جس پر اقتصار کیا اصحاب نے مانند اس شخص کے کہ اقتصار کرے اس چیز سے کہ اختیار دیا گیا ہے بیچ اس کے ایک خصلت پر اس واسطے کہ حکم کرنا ان کو ساتھ وجہوں مذکورہ کے نہ تھا بطور ایجاب کے بلکہ بطور رخصت کے۔ میں کہتا ہوں اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا باب کی حدیث میں کہ پڑھو قرآن سے جو تم کو آسان معلوم ہو اور طبری نے اس تقریر کو بہت طول کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس کے مخالف کو واہی کہا ہے اور موافقت کی ہے اس کی اس پر ایک جماعت نے ان میں سے ہیں ابو العباس اور کہا صحیح تر جس پر حاذق لوگ ہیں یہ ہے کہ جو قرآن کہ اب پڑھا جاتا ہے یہ بعض حرف ہیں سات حرفوں میں سے جن کے پڑھنے کی اجازت ہوئی نہ سب اور ضابطہ اس کی وہ چیز ہے جو رسم خط کے موافق ہو اور جو اس کے مخالف ہو مثل ان تبسّفوا فضلا من ربکم فی موسم الحج اور مثل اذا جاء فتح اللہ والنصر تو یہ ان قرأتوں سے ہے جو چھوڑی گئیں اگر صحیح ہو سند ساتھ اس کے اور نہیں کافی ہے صحیح ہونا سند اس کے کا بیچ اثبات ہونے اس کے کی قرأت خاص کر بہت لفظ ان میں سے اس قسم سے ہیں کہ احتمال ہے کہ ہوں اس تاویل سے جو جوڑی گئی ہے ساتھ قرآن کے تو لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ یہ بھی قرآن ہے اور کہا بغوی نے شرح السنہ میں کہ یہ مصحف جس پر امر قرار پا چکا ہے یہ اخیر دور ہے جو حضرت ﷺ کے ساتھ کیا گیا سو حکم کیا عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ نقل کرنے اس کے کی مصاحف میں اور جمع کیا لوگوں کو اور اس کے اور جو سوائے اس کے ہے اس کو دور کیا واسطے کاٹنے مادے خلاف کے سو ہو گیا جو خط مصحف کے مخالف ہے بیچ حکم منسوخ کے مانند باقی منسوخ آیتوں کے سو نہیں جائز ہے کسی کو کہ تجاوز کرے لفظ میں طرف اس چیز کے کہ خارج ہے خط سے کہا ابو شامہ نے کہ گمان کیا ہے ایک قوم نے کہ سات قرأتیں جو اب موجود ہیں یہی ہیں مراد حدیث میں اور یہ خلاف ہے اجماع سب اہل علم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ بعض جاہلوں کا گمان ہے کہا ابو بکر بن عربی نے کہ نہیں ساتوں قرأتیں مقرر واسطے جواز کے کہ ان کے سوائے اور قرأتیں جائز نہ ہوں مانند قرأت ابو جعفر اور شیبہ اور اعمش وغیرہم کے اس واسطے کہ یہ سب امام ان کے برابر ہیں یا ان سے زیادہ ہیں اور اسی طرح کہا ہے اور اماموں نے ان میں سے ہیں مکی بن ابی طالب اور ابو العلاء وغیرہ قرأت کے اماموں سے کہا ابن ابی ہاشم نے کہ سب بیچ اختلاف سات قرأتوں کے اور جو سوائے ان کے ہے یہ ہے کہ جن طرفوں میں قرآن بھیجے گئے وہاں بعض اصحاب تھے کہ اس طرف کے لوگوں نے ان سے قرآن سیکھا اور قرآن نقطوں اور شکلوں سے خالی تھا سو ثابت رہے ہر طرف کے لوگ اس پر جس کو اصحاب سے سن کر سیکھا تھا ساتھ شرط موافق ہونے خط کے اور چھوڑا جو خط کے مخالف تھا واسطے بجالانے حکم عثمان رضی اللہ عنہ کے جس پر اصحاب نے اس کی موافقت کی واسطے اس چیز کے کہ اس میں قرآن کے واسطے احتیاط دیکھی اور اسی واسطے واقع ہوا اختلاف درمیان

قاریوں شہروں کے باوجود ہونے ان کے کی تمسک کرنے والا ساتھ ایک حرف کے سات حرفوں میں سے جن کا بیان باب کی حدیث میں ہے اور کہا کلی بن ابی طالب نے کہ یہ قرأتیں جو اب پڑھی جاتی ہیں اور صحیح ہوئی روایت ان کی اماموں سے وہ ایک جزو ہے سات حرفوں سے جن کے ساتھ قرآن اترا اور جو گمان کرے کہ قرأت ان قاریوں کی مانند نافع اور عاصم کے یہی ہے سات حرف جو حدیث میں مذکور ہیں تو اس نے بڑی غلطی کی اور لازم آتا ہے اس سے کہ جو ان ساتوں قرأتوں سے باہر ہے اس قسم سے ہے کہ ثابت ہو چکا ہے اور اماموں سے اور نخط مصحف کے موافق ہے کہ قرآن نہ ہو اور یہ بڑی غلطی ہے اس واسطے کہ جنہوں نے قرأت کو تصنیف کیا ہے متقدمین اماموں سے مثل ابو عبیدہ قاسم اور ابو حاتم بھتانی اور ابو جعفر طبری اور اسماعیل بن اسحاق اور قاضی کے تو انہوں نے اور اماموں کو ان لوگوں سے کئی گنا زیادہ ذکر کیا ہے اور سب بیچ اقتضار کے سات پر باوجود یہ قرأت کے اماموں میں وہ امام ہیں جو قدر میں ان سے زیادہ ہیں یا مثل ان کے جو ان سے گنتی میں اکثر ہیں یہ ہے کہ راوی اماموں سے نہایت بہت ہوئے سو جب ہمتیں کم ہوئیں تو اختیار کیا انہوں نے اس قسم سے کہ خط کے موافق ہے اس چیز پر کہ آسان ہو یاد کرنا اس کا اور ضبط ہو قرأت ساتھ اس کے سونظر کی انہوں نے طرف اس شخص کے کہ مشہور ہے ساتھ ثقاہت اور امانت اور طول ہونے عمر کے بیچ لازم پکڑنے قرأت کے اور اتفاق ہونے کے اوپر سیکھنے کے اس سے تو انہوں نے ہر شہر سے ایک امام کو چھانتا اور باوجود اس کے نہ چھوڑا انہوں نے نقل کرنے اس چیز کے کہ قرأتوں سے جس پر اور امام ہیں سوائے ان لوگوں کے اور نہ چھوڑا قرأت کو ساتھ اس کے مانند قرأت یعقوب اور عاصم اور ابو جعفر اور شیبہ وغیرہ کے اور کہا سمعانی نے کہ تمسک کرنا ساتھ قرأتوں ساتوں کے سوائے غیر ان کے کی نہیں ہے اس میں کوئی اثر اور نہ سنت اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جمع بعض متاخرین کی سے ہے اور اس کے غیر نے بھی سات قرأتوں میں بھی تصنیف کی ہے سو ذکر کیا اس نے بہت روایتوں کو ان سے سوائے اس کے کہ اس کی کتاب میں ہے سو کسی نے نہیں کہا کہ اس کے ساتھ قرأت جائز نہیں واسطے خالی ہونے اس مصحف کے اس سے اور اصل معتمد علیہ بیچ اس کے نزدیک اماموں کے یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ صحیح ہو سند اس کی سماع میں اور مستقیم ہو جوہر اس کی عربیت میں اور موافق ہے لفظ اس کا خط مصحف کو جو امام ہیں تو وہ بھی ساتوں قرأتوں میں داخل ہیں پس اسی اصل پر مبنی ہے قبول کرنا قرأت کا خواہ سات اماموں سے ہو یا ہزار سے یعنی ان ساتوں کی کوئی شرط نہیں اور جب کوئی شرط ان تینوں شرطوں سے نہ پائی جائے تو وہ شاذ ہے اور اس تقریر سے رد ہو اگمان اس شخص کا جو گمان کرتا ہے کہ مشہور قرأتیں بند ہیں تیسیر اور شاطبی جیسے کتابوں میں اور سخت انکار کیا ہے اس علم کے اماموں نے اس شخص پر جو یہ گمان کرتا ہے مانند ابو شامہ اور ابو حیان کے اور اخیر جس نے اس کے ساتھ تصریح کی ہے سبکی ہے اور اس سورہ میں یعنی سورہ فرقان میں ایک سوتیں جگہ ہیں کہ اختلاف کیا ہے اس میں قاریوں نے اصحاب کے زمانے سے اور جو ان کے بعد ہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ

پڑھو جو تم کو اس سے آسان معلوم ہو اور پر جائز ہونے قرأت کے ساتھ ہر اس چیز کے کہ ثابت ہو قرآن سے ساتھ ان شرطوں کے جو پہلے گزر چکی ہیں اور یہ ایسی شرطیں ہیں کہ ضروری ہے اعتبار کرنا ان کا اور جب ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ قرأت معتمد نہ ہوگی اور ابو شامہ نے الوجیز میں اس کی نہایت عمدہ تقریر کی ہے اور کہا کہ نہ یقین کیا جائے ساتھ کسی قرأت کے کہ وہ اللہ کی اتاری گئی ہے مگر جب کہ متفق ہوں سب طریقے اس امام سے کہ قائم ہوا ہے ساتھ امامت مصر کے ساتھ قرأت کے اور اجماع کیا ہے اس کے زمانے والوں نے اور جو ان کے بعد ہیں اور امامت اس کی کے علم میں کہا اور جب مختلف ہوں طریقے تو نہیں ہے یقین اور اگر شامل ہو ایک آیت مختلف قرأتوں پر باوجود پائے جانے شرط مذکور کے تو جائز ہے قرأت پڑھنی ساتھ اس کے بشرطیکہ معنی میں خلل نہ ہو اور نہ اعراب بدلے۔ (فتح)

باب تالیف القرآن۔
باب ہے بیچ بیان تالیف قرآن کے۔

فائدہ: یعنی ایک سورت کی آیتوں کو جمع کرنا یا سورتوں کو با ترتیب قرآن میں جمع کرنا۔

۳۶۰۹۔ حضرت یوسف بن مایک سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا کہ اچانک ایک عراق آیا سو اس نے کہا کون کفن بہتر ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہائے تجھ کو اور کیا چیز ضرور کرتی ہے تجھ کو یعنی ہر قسم کا کفن جائز ہے پھر اس نے کہا کہ اے ماں مسلمانوں کی! مجھ کو اپنا مصحف دکھلا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں؟ اس نے کہا شاید کہ میں قرآن کو با ترتیب جمع کروں کہ وہ پڑھا جاتا ہے اس حال میں کہ نہیں جمع کیا ہوا ہے با ترتیب یعنی اس میں سورتوں کی ترتیب نہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور نہیں ضرور کرتا تجھ کو جس سورت کو تو پہلے پڑھے جائز ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہلے پہل قرآن سے مفصل میں سے ایک سورت اتری جس میں کہ بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا یعنی اسلام میں بہت لوگ داخل ہوئے تو پھر حلال اور حرام اترتا اور اگر پہلے پہل اترتا کہ شراب نہ پیو تو کہتے کہ ہم شراب کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور اگر اترتا کہ حرام کاری نہ کرو تو کہتے کہ ہم حرام کاری کو کبھی نہیں چھوڑیں گے

۶۰۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ وَأَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهِكٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِي فَقَالَ أَيُّ الْكُفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيُحْكُ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرِنِي مِصْحَفَكَ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّي أَوْلَفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ أَيُّهُ قَرَأْتَ قَبْلَ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفْصَلِ فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا لَا نَدْعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدْعُ الزَّوْنَا أَبَدًا لَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور البتہ کے میں حضرت ﷺ پر یہ آیت اتری اور میں لڑکی تھی کھیلتی بلکہ قیامت ہے وعدہ کی جگہ ان کی اور قیامت بہت سخت اور بہت کڑوی ہے اور نہیں اتری سورہ بقرہ اور سورہ نساء اور حالانکہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھی، کہا راوی نے سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے واسطے مصحف کو نکالا اور اس پر سورتوں کی آیتوں کو لکھوایا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَجَارِيَةُ الْعَبُ
 ﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَى
 وَأَمْرٌ﴾ وَمَا نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ
 إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ فَأَخْرَجَتْ لَهُ الْمُصْحَفَ
 فَأَمَلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّورِ.

فائدہ: ایک عراقی یعنی ایک مرد عراق والوں میں سے اور یہ جو کہا کہ کون سا کفن بہتر ہے؟ تو شاید اس عراقی نے حدیث سمرہ رضی اللہ عنہا کی جو مرفوع ہے سنی ہوگی کہ اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کر اور انہیں میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو کہ وہ بہت پاک اور ستھرے ہیں اور یہ حدیث ترمذی میں ہے اور شاید عراقی نے اس کو سنا تو اس نے چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا زیادہ ثبوت چاہے اور تھے اہل عراق مشہور ساتھ تعنت کے سوال میں اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ کیا چیز تجھ کو ضرر کرتی ہے یعنی جس کفن میں تو کفنائے کفایت کرتا ہے اور قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واسطے اس شخص کے جس نے اس کو مچھر کے مارنے سے پوچھا تھا مشہور ہے جب کہ انہوں نے کہا کہ دیکھو عراق والوں کو مچھر کے مارنے سے پوچھتے ہیں اور حالانکہ انہوں نے حضرت ﷺ کے نواسے کو مار ڈالا اور یہ جو اس نے کہا کہ شاید میں قرآن کو با ترتیب جمع کروں تو ظاہر یہ ہے کہ یہ عراقی ان لوگوں میں سے تھا جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کو لیتے تھے اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو کوفی کی طرف بھیجا تو نہ موافقت کی ان کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ساتھ رجوع کرنے کے اپنی قرأت سے اور نہ اوپر گم کرنے مصحف ان کے کی جیسا کہ آئندہ باب میں آئے گا سوان کے قرآن کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کی ترتیب کے مخالف تھی اور نہیں شک ہے کہ مصحف عثمانی رضی اللہ عنہ کی ترتیب اکثر ہے مناسبت میں اس کے غیر سے پس اسی واسطے عراقی نے کہا کہ وہ با ترتیب جمع نہیں ہوا اور یہ سب تقریر اس بنا پر ہے کہ سوال سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے سورتوں کی ترتیب سے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ نہیں ضرر کرتا تجھ کو جو سورہ کہ تو پہلے پڑھے اور احتمال ہے کہ مراد اس کی ہر سورت کی آیتوں کی تفصیل ہو واسطے قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے حدیث کے آخر میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر سورتوں کی آیتوں کو لکھوایا گویا اس کو کہتی تھیں کہ فلانی سورت مثلاً ایسی ایسی ہے پہلی آیت اس طرح ہے اور دوسری اس طرح اور یہ رجوع کرتا ہے طرف اختلاف عدد آیتوں کے اور اس میں اختلاف ہے درمیان مدنی اور شامی اور بصری کے اور نہایت کوشش کی ہے قرأت کی اماموں نے ساتھ جمع کرنے اس کے کی اور بیان کرنے اختلاف کے بیچ اس کے اور پہلا احتمال ظاہر تر ہے۔ اور احتمال ہے کہ واقع ہوا ہو سوال دونوں امر سے اور اللہ خوب جانتا ہے کہا ابن بطلال نے میں نہیں جانتا کہ کسی نے

سورتوں کی ترتیب کو قرآن میں واجب کہا ہونہ نماز کے اندر اور نہ اس سے باہر بلکہ جائز ہے کہ پڑھے سورہ کہف کو پہلے سورہ بقرہ کے اور حج کو پہلے کہف کے مثلاً اور بہر حال جو سلف سے آیا ہے کہ قرآن کو الٹا پڑھنا منع ہے تو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ سورہ کو اخیر سے اول کی طرف پڑھے اور ایک جماعت کرتی تھی اس کو قصیدہ میں شعر میں واسطے مبالغہ کے اس کے یاد کرنے میں اور واسطے دلیل کرنے زبان اپنی کے اس کے پڑھنے میں ممنوع کیا اس کو سلف نے قرآن میں سووہ حرام ہے اور کہا قاضی عیاض نے بیچ شرح حذیفہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے اپنی رات کی نماز میں سورہ نساء پڑھی آل عمران سے پہلے اور وہ اسی طرح ہے بیچ مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ ترتیب سورتوں کی اجتہادی ہے اور حضرت ﷺ کی توفیق سے نہیں اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور اختیار کیا ہے اس کو قاضی باقلانی نے کہا اس نے اور ترتیب سورتوں کی نہیں ہے واجب تلاوت میں اور نہ نماز میں اور نہ درس میں اور نہ تعلیم میں پس اسی واسطے مختلف ہوئے مصاحف پھر مصحف عثمان رضی اللہ عنہ کا لکھا گیا تو مرتب کیا انہوں نے اس کو اس ترتیب پر جس پر کہ اب موجود ہے پھر کہا کہ ہر سورت کی آیتوں کی ترتیب اس بنا پر ہے کہ اس پر اب قرآن موجود ہے اللہ کی طرف سے توقیفی ہے یعنی اس میں اجتہاد کو دخل نہیں اور اس پر نقل کیا ہے اس کو امت نے اپنے پیغمبر ﷺ سے اور یہ جو کہا کہ پہلے پہل مفصل سے سورت اتری کہ اس میں بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے تو ظاہر اس کا مخالفت ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری کہ پہلے پہل سورت اقرآب اسم ربک اتری اور نہیں ہے اس میں ذکر بہشت اور دوزخ کا سوشاید من مقدر ہے یعنی اس چیز میں سے کہ اول اتری یا مراد سورت مدثر ہے اس واسطے کہ بند ہونے وحی کے بعد پہلے پہل وہی اتری اور اس کے اخیر میں بہشت اور دوزخ کا ذکر ہے سوشاید کہ اترا تھا آخر اس کا پہلے اترنے باقی سورت اقرآ کے اس واسطے کہ اول سورت اقرآ سے فقط پانچ آیتیں اتری تھیں اور یہ جو کہا کہ پھر حلال اور حرام اترا تو اس میں اشارہ ہے طرف حکمت الہی کے بیچ ترتیب نزول کے اور یہ کہ اول جو چیز کہ قرآن سے پہلے اتری بلانا تھا طرف توحید کے اور بشارت دینا واسطے ایماندار اور فرمانبردار کے ساتھ بہشت کے اور ڈرانا کافر اور نافرمان کو ساتھ آگ کے پھر جب نفسوں نے اس کے ساتھ چین پکڑا تو اتارے گئے اور احکام اور اسی واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر اول یہ اترا کہ نہ پیو شراب کو تو کہتے ہم اس کو کبھی نہ چھوڑیں گے اور یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ پیدا ہوئے ہیں اس پر نفس نفرت کرنے سے مالوف چیزوں سے اور مفصل کی مراد چوتھی حدیث میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ البتہ کے میں اتری الخ تو اس میں اشارہ ہے طرف تقویت کرنے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی واسطے ان کے حکمت مذکورہ سے اور پہلے گزر چکا ہے نزول سورہ قمر کا اور نہیں اس میں کوئی چیز احکام سے اوپر نزول سورہ بقرہ اور نساء کے باوجود بہت ہونے اس چیز کے کہ شامل ہیں اس پر دونوں سورتیں احکام سے اور اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قول اپنے کے اور میں حضرت ﷺ کے نزدیک تھی یعنی مدینے میں اس واسطے کہ داخل ہونا

عائشہ رضی اللہ عنہا کا اوپر حضرت ﷺ کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا بعد ہجرت کے اتفاقاً اور پہلے گزر چکا ہے ان کے مناقب میں اور اس حدیث میں رد ہے نحاس پر جو اس نے گمان کیا ہے کہ سورہ نساء مکی ہے ساتھ سند اس آیت کے کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ ادا کرو امانتوں کو طرف مالکوں ان کے کی کہ اتری یہ آیت کے میں اتفاقاً بیچ قصے چابی کعبے کے لیکن یہ حجت واہی ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا اترنے ایک آیت یا بہت آیتوں کسی لمبی سورت کے سے کے میں جب کہ اکثر اس کا مدینے میں اترنا ہو یہ کہ ہو مکی بلکہ راجح تر یہ ہے کہ جو ہجرت کے بعد اترادہ مدنی ہیں معدود ہے اور البتہ کوشش کی ہے بعض اماموں نے ساتھ بیان کرنے اس چیز کے کہ اتری آیتوں سے مدینے میں مکی سورتوں میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو سورتیں کہ مدینے میں اتریں یہ ہیں، سورہ بقرہ پھر آل عمران پھر انفال پھر احزاب پھر مائدہ پھر ممتحنہ اور نساء پھر اذا زلزلت پھر حدید پھر قتل پھر رد پھر رمن پھر انسان پھر طلاق پھر اذا جاء نصر اللہ پھر نور پھر منافقون پھر مجادلہ پھر حجرات پھر تحریم پھر جاثیہ پھر تغابن پھر صف پھر فتح پھر برآة اور ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں کہ سورہ کوثر مدنی ہے پھر چند آیتوں کو ذکر کیا پھر ان کے بعد کہا کہ پس یہ آیتیں ہیں جو مدینے میں اتریں ان سورتوں میں سے جو کے میں اتر چکی تھیں اور البتہ بیان کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نے جو عثمان رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ﷺ پر بہت آیتیں اترتیں سو فرماتے کہ اس کو فلانی فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور بہر حال عکس اس کا اور وہ اترنا کسی آیت کا ہے کسی سورہ سے کے میں جو متاخر ہوا ہے اترنا اس کا طرف مدینے کی سو یہ بہت کم ہے ہاں اتر مدنی سورتوں سے جو پہلے گزر چکا ہے ذکر ان کا کے میں پھر اتری سورت انفال بعد ہجرت کے عمرے میں اور فتح اور حج میں اور بہت جگہوں میں جہادوں میں اور مانند تبوک وغیرہ کی بہت چیزیں کہ سب کا نام مدنی رکھا جاتا ہے اصطلاح میں۔ (فتح)

۶۶۱۰ - حَدَّثَنَا اِذْمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ
 اسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ
 بِنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ فِىْ بَنِيْ
 اِسْرَآئِيْلَ وَالْكَهْفِ وَمَرْيَمَ وَطٰهَ وَالْاَنْبِيَاءِ
 اِنَّهِنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاَوَّلِ وَهُنَّ مِنْ تِلَادِيْ.

فائدہ: مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ یہ سورتیں اول اس چیز سے ہیں کہ سیکھی گئیں قرآن سے اور یہ کہ ان کے لیے فضیلت ہے واسطے اس چیز کے کہ ان میں ہے قصوں سے اور پیغمبروں اور اگلی امتوں کی خبروں سے اور باقی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ ہے کہ یہ سورتیں کے میں اتریں اور یہ کہ یہ جس ترتیب سے عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ہے اسی ترتیب سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ہیں اور باوجود متقدم ہونے ان کے کی نزول میں پس

وہ مؤخر ہیں ترتیب مصاحف میں اور مراد ساتھ عتاق کے یہ ہے کہ وہ قدیمی اس چیز سے ہیں کہ پہلے اتری۔ (فتح)
 ۴۶۱۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
 ۴۶۱۱ - حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ سیکھی میں نے
 سورہ سج اسم ربک الاعلیٰ پہلے اس سے کہ حضرت علیؓ مدینے
 میں تشریف لائیں۔
 رَبِّكَ الْأَعْلَىٰ قَبْلَ أَنْ يُقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ یہ سورت اترنے میں متقدم ہے اور
 وہ باوجود اس کے قرآن کے اخیر میں ہے۔ (فتح)

۴۶۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ
 الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيبٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَقَدْ
 تَعَلَّمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُهَا فِي كُلِّ
 رَكْعَةٍ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ وَدَخَلَ مَعَهُ عُلْقَمَةُ
 وَخَرَجَ عُلْقَمَةُ فَسَأَلَنَاهُ فَقَالَ عَشْرُونَ
 سُورَةً مِنْ أَوَّلِ الْمُفْصَلِ عَلَى تَأْلِيفِ ابْنِ
 مَسْعُودٍ أَخْبَرَهُنَّ الْحَوَامِمَةُ حَمَّ الدُّخَانِ
 وَعَمَّ يَنْسَاءَ لَوْلَنَ.
 ۴۶۱۲ - حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہا کہ
 البتہ میں نے جانا ہم مثل سورتوں کو جن میں سے حضرت علیؓ
 دودو کو ایک رکعت میں پڑھتے تھے پھر عبداللہؓ اٹھ کھڑے
 ہوئے اور علقمہؓ ان کے ساتھ داخل ہوئے پھر علقمہؓ
 نکلے سو ہم نے ان کو پوچھا یعنی ان سورتوں سے کہ ہم مثل ہیں
 تو اس نے کہا کہ بیس سورتیں اول مفصل سے بنا برتالیف ابن
 مسعودؓ کے ان میں سے پچھلی سورتیں حامیموں میں سے
 ہیں حم الدخان اور عم ینساء لولن۔

فائدہ: یہ جو کہا میں نے جانا ہم مثل سورتوں کو تو اس کی شرح صفۃ الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور اس میں نام ہیں ان
 سب سورتوں کے جو مذکور ہیں اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ ابن مسعودؓ کے مصحف کی ترتیب عثمانؓ
 کے مصحف کی ترتیب کے مخالف ہے اور اول اس کے سورہ فاتحہ ہے پھر بقرہ پھر نساء پھر آل عمران اور نہیں اوپر ترتیب
 نزول کے اور کہتے ہیں کہ علیؓ کا مصحف نزول کی ترتیب پر ہے اول اس کا قرأ ہے پھر مدثر پھر ن والقلم پھر منزل
 پھر تبت پھر تکویر پھر سج اور اترا طرح آنجہ کی تک پھر مدنی، واللہ اعلم۔ اور بہر حال ترتیب قرآن کی اوپر اس چیز کے
 کہ اب اس پر موجود ہے سو کہا قاضی ابوبکر باقلانی نے کہ احتمال ہے کہ حضرت علیؓ نے اسی ترتیب کا حکم دیا ہو اور
 احتمال ہے کہ ہو اجتہاد اصحاب کے سے پھر ترجیح دی پہلی وجہ کو ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ باب میں آئے گی کہ تھے
 حضرت علیؓ دور کرتے ساتھ اس کے جبریلؑ سے ہر سال میں سونا ظاہر یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے دور کیا اس سے

ساتھ اس کے اسی طرح اس ترتیب پر کہ ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن انباری نے اور اس میں نظر ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ تھے حضرت ﷺ دور کرتے جبریل علیہ السلام سے ساتھ اس کے اوپر ترتیب نزول کے ہاں ترتیب بعض سورتوں کی بعض پر یا اکثر سورتوں کی نہیں منع ہے کہ ہو توقیفی اگرچہ بعض ترتیب بعض اصحاب سے ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور اصحاب سنن نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا چیز باعث ہوئی تم کو کہ تم نے قصد کیا طرف انفال کے اور وہ مثنیٰ میں سے اور طرف برآة کے اور وہ مبین میں سے ہے سو تم نے ان دونوں کو جوڑ دیا اور تم ان کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور تم نے ان دونوں کو سوچ طوال میں رکھا یعنی سات لمبی سورتوں میں تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہت وقت حضرت ﷺ پر ایسی سورت اترتی جس میں بہت آیتیں ہوتیں سو جب آپ ﷺ پر اس سے کوئی چیز اترتی تو بعض لکھنے والوں کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیتوں کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور تھی انفال ان سورتوں میں سے جو پہلے پہل مدینے میں اتریں اور برآة آخر قرآن کے تھی اترنے میں اور اس کا قصہ اس کے ساتھ مشابہ تھا سو میں نے گمان کیا کہ وہ اس میں سے ہے پھر حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا اور نہ بیان کیا ہمارے واسطے کہ وہ اس میں سے ہے پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ترتیب آیتوں کی ہر سورت میں توقیفی ہے یعنی اللہ کے حکم سے ہے سو جب نہ بیان کیا حضرت ﷺ نے حال سورت برأت کا تو جوڑا اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے طرف انفال کی اپنے اجتہاد سے اور بعض نے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں برآة کے ابتدا میں بسم اللہ موجود ہے اور نہیں لیا جاتا ہے اس کو اور ابتدا سورہ کی نشانی بسم اللہ کا اترنا تھا پہلے پہل بسم اللہ اتری اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہ معلوم ہوتا تھا حضرت ﷺ کو ختم ہونا سورت کا یہاں تک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اترتی سو جب بسم اللہ الرحمن الرحیم اترتی تو معلوم کرتے کہ سورہ ختم ہو چکی ہے اور ابوداؤد نے اس سے روایت کی ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے اصحاب سے پوچھا کہ تم قرآن کا کس طرح وظیفہ پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ پڑھتے ہیں ہم تیس سورتیں اور پانچ سورتیں اور سات سورتیں اور نو سورتیں اور گیارہ سورتیں اور بارہ سورتیں اور وظیفہ مفصل کا ق سے اخیر قرآن تک۔ میں کہتا ہوں سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ ترتیب سورتوں کی کہ اب قرآن میں موجود ہے اسی طرح حضرت ﷺ کے زمانے میں تھی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ فقط مفصل کا وظیفہ مرتب تھا برخلاف باقی قرآن کے اور مستفاد ہوتا ہے اوس کی اس حدیث سے کہ راجح قول مفصل میں یہ ہے کہ وہ سورہ ق سے اخیر قرآن تک ہے لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ فاتحہ پہلے تین سورتوں میں نہیں گنی جاتی اس واسطے کہ لازم آتا ہے اس شخص کے قول پر جو اس کو گنتا ہے کہ ہو اول مفصل کا حجرات سے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے اماموں کی ایک جماعت نے اور باقی شرح اس کی صفة الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

اور سلف نے قرآن مجید کی سورتوں کو اس طرح سے تقسیم کیا ہے کہ سورت بقرہ سے سورت یونس تک کو طوال کہتے ہیں

اور عربی میں طوال لمبی کو کہتے ہیں اور یہ سورتیں بھی بہت لمبی لمبی ہیں اور سورت یونس سے شعراء تک کو مبین کہتے ہیں اور مبین جمع مائتہ کی ہے اور مائتہ سو کو کہتے ہیں اور یہ سورتیں سو سو آیتوں سے زیادہ ہیں اس لیے ان کو مبین کہتے ہیں اور سورت شعراء سے سورت حجرات تک کو مثانی کہتے ہیں وہ سو آیتوں سے کم کم کی ہیں اور قصے ان میں مکرر ہیں اس واسطے ان کو مثانی کہتے ہیں اور سورت حجرات سے آخر قرآن تک کو مفصل کہتے ہیں اس واسطے کہ ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ کا فاصلہ نزدیک نزدیک ہے پھر مفصل کو تین قسم کیا ہے ایک طوال مفصل دوسری اوساط تیسری قصار سورت حجرات سے سورت بروج تک کو طوال مفصل کہتے ہیں اور سورت بروج سے لم یکن الذین تک کو اوساط مفصل کہتے ہیں اور لم یکن سے آخر قرآن تک کو قصار مفصل کہتے ہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انفال مثانی میں سے ہے اس واسطے کہ سو آیتوں سے کم کی ہے اور سورت برآة مبین میں سے ہے اس واسطے کہ سو آیتوں سے زیادہ کی ہے سو ان کو آپس میں نزدیک کر کے طوال میں کیوں رکھا لائق تھا کہ انفال کو مثانی میں لکھتے اور برآة کو مبین میں اور خیر یہ بھی کیا پھر ان کے درمیان بسم اللہ کیوں نہ لکھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ ان دونوں سورتوں کے درمیان ایک قسم سے اشتباہ ہے تو یہ دونوں سورتیں ایک سورت ہیں اس سبب سے رکھنا اس کا سات لمبی سورتوں میں اور نہ لکھنا بسم اللہ کا درمیان ان کے درست ہوا اور ایک وجہ سے دوسورتیں ہیں اس لیے ان کے درمیان فاصلہ چھوڑا۔ (ع، ح)

بَابُ كَمَا كَانَ جَبْرِيلُ يُعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ تھے پڑھتے جبریل علیہ السلام قرآن کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے یعنی طلب کرتے اس بات کو کہ پڑھیں حضرت ﷺ سامنے جبریل علیہ السلام کے جو جبریل علیہ السلام نے آپ کر پڑھایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں کہا کہ جبریل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن کا ایک بار دور کیا کرتے تھے اور یہ ہے اس نے مجھ سے اب کے سال دو بار قرآن کا دور کیا ہے اور نہیں جانتا میں اس کو مگر میری موت حاضر ہوئی۔

وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ فَاطِمَةَ أَسْرًا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ جَبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ كُلِّ سَنَةٍ وَإِنَّهُ عَارِضُنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجْلِي.

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو پوری علامات النبوة میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزری اور گزر چکا ہے فائدہ دور کرنے کا پہلے باب میں اور معارضہ مفاعلہ ہے دونوں طرف سے گویا کہ ہر ایک دونوں میں

سے ایک بار پڑھتا تھا اور دوسرا سنتا تھا۔ (بخ)

۶۱۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ
اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَأَجْوَدَ مَا
يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ لِأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ
يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى
يَنْسَلَخَ يَعْزُضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ
أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

۴۶۱۳ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ ترسخی تھے ساتھ بھلائی کے
اور بہت سخاوت کرتے تھے رمضان کے مہینے میں بہ نسبت اور
دنوں کے اس واسطے کہ جبریل علیہ السلام آپ سے رمضان کی ہر
رات میں ملتے تھے یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ تمام ہوتا
حضرت ﷺ قرآن کو جبریل علیہ السلام کے سامنے پڑھتے پھر
جب جبریل علیہ السلام سے ملتے تو ہوتے آپ زیادہ تر سخاوت
کرنے والے ہوا چھوڑی گئی ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ ترسخی تھے تو اس میں اقراس بلوغ ہے تاکہ نہ خیال کیا جائے
قول آپ کے سے کہ آپ رمضان کے مہینے میں بہت سخاوت کرتے تھے کہ بہت سخاوت کرنا آپ کا خاص ہے ساتھ
رمضان کے سوا ثابت کیا واسطے آپ کے اجودیت مطلق کو پہلے پھر عطف کیا اس پر کہ اس کی زیادتی کو رمضان کے
مہینے میں اور یہ جو کہا کہ اس واسطے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ سے ملاقات کرتے تھے تو اس میں بیان ہے اجودیت
مذکورہ کے سبب کا اور یہ جو کہا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہوتا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ وہ اسی طرح ہمیشہ ہر رمضان
میں حضرت ﷺ سے ملتے تھے جس دن سے آپ پر قرآن اترنا شروع ہوا اور نہیں خاص ہے یہ ساتھ رمضانوں
ہجرت کے اگرچہ رمضان کے مہینے کا روزہ ہجرت کے بعد فرض ہوا اس واسطے کہ اس مہینے کا روزہ فرض ہونے سے
پہلے بھی اس کا نام رمضان ہی تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے سامنے قرآن کو پڑھتے تھے تو یہ عکس اس کا ہے
کہ واقع ہوا ہے ترجمہ میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام قرآن کو حضرت ﷺ کے سامنے پڑھتے تھے پس
یہ معمول ہوگا اس پر کہ دونوں میں سے ہر ایک اس کو دوسرے پر پڑھتا تھا اور تائید کرتا ہے اس کی جو باب کے اخیر کی
حدیث میں واقع ہوا ہے اور اس حدیث میں اطلاق قرآن کا ہے بعض قرآن پر اور اکثر پر اس واسطے کہ پیغمبر ہونے
کے بعد اول رمضان میں نہ اترتا تھا قرآن سے مگر بعض اس کا پھر اسی طرح ہر رمضان اس کے بعد اخیر رمضان تک کہ
اس وقت تک سب اتر چکا تھا مگر جو رمضان مذکور سے پیچھے اترتا اور یہ دسویں سال میں تھا یہاں تک کہ فوت ہوئے
حضرت ﷺ بیچ مہینے ربیع الاول کے گیارہویں سال میں اور اس چیز سے کہ اس مدت میں اتری یہ قول اللہ تعالیٰ کا

ہے ﴿اليوم اكملت لكم دينكم﴾ اس واسطے کہ یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور حضرت ﷺ بالاتفاق عرفات میں تھے اور گویا کہ جوان دنوں میں اترا جب کہ تھا قلیل بہ نسبت اس قرآن کے کہ پہلے اترا تو معاف سمجھا گیا امر دور اس کے کا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ قرآن بطور مجاز کے بعض پر بھی بولا جاتا ہے اور اسی واسطے نہیں حائث ہوتا جو قسم کھائے کہ قرآن کو پڑھے گا پھر بعض قرآن کو پڑھے سارا قرآن نہ پڑھے مگر یہ کہ سب کا قصد کیا ہو اور اختلاف ہے بیچ اخیر دور کے کہ کیا تمام حرفوں کے ساتھ تھا جن کے پڑھنے کی اجازت ہوئی یا ان میں سے ایک حرف کے ساتھ تھا اور دوسرے احتمال کی بنا پر سو کیا وہ حرف وہ ہے جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کو جمع کیا یا کوئی اور حرف ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور ابن ابی داؤد اور طبری نے عبیدہ بن عمر سلمانی کے طریق سے اور جس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا وہ اخیر دور ہے اور سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری قرأت اخیر دور ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت اخیر دور ہے اور یہ محمول ہے اس پر کہ ممکن ہے کہ اخیر کے دونوں دور دونوں حرف سے واقع ہوئے ہوں تو دونوں کو اخیر کا دور کہنا صحیح ہوگا اور یہ جو کہا کہ زیادہ تر سخاوت کرنے والے تھے ہوا چھوڑی گئی سے تو اس میں جواز مبالغہ کا ہے تشبیہ میں اور جواز تشبیہ معنوی کا ہے ساتھ محسوس کے تاکہ قریب ہو طرف فہم سامع کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ اول آپ کے واسطے اجودیت کے وصف کو ثابت کیا پھر ارادہ کیا کہ اس سے زیادہ آپ کی توصیف کریں سو آپ کی سخاوت کو ہوا چھوڑی گئی کے ساتھ تشبیہ دی بلکہ ٹھہرایا اس کو ابلاغ اس سے اس واسطے کہ ہوا کبھی تھم بھی جاتی ہے اور اس میں اخترا اس ہے اس واسطے کہ بعض ہوا بانجھ بھی ہوتی ہے جو ضرر پہنچاتی ہے اور بعض ہوا مینہ کی خوشی سناتی ہے پس موصوف کیا اس کو ساتھ چھوڑی گئی کے تاکہ معین کرے دوسرے قسم کو اور اشارہ کیا طرف قول اللہ تعالیٰ کے کہ وہی اللہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے والیاں اور مانند اس کے پس ہوا چھوڑی گئی بدستور رہتی ہے مدت چھوڑنے اپنے کے اور اسی طرح تھا عمل آپ ﷺ کا رمضان کے مہینے میں دائم جاری نہیں بند ہوتا تھا اور اس میں استعمال افعال کا ہے اسناد حقیقی اور مجازی میں اس واسطے کہ سخاوت حضرت ﷺ سے ھیتتا ہے اور ہوا سے مجازاً تو گویا کہ استعارہ کیا واسطے ہوا کہ جو دکو باعتبار لانے اس کے خبر کو اس واسطے کہ وہ اتاری گئی ہے بڑی سخاوت کرنے والے سے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے تعظیم ہے رمضان کے مہینے کے واسطے خاص ہونے اس کے کی ساتھ شروع ہونے نزول قرآن کے بیچ اس کے پھر دور کرنے اس کے بیچ اس کے اور لازم آتا ہے اس سے بہت اترا ناجبریل علیہ السلام کا بیچ اس کے اور بیچ بہت اترنے اس کے کی وارد ہونے خیر اور برکتوں سے ہے وہ چیز جس کا کچھ حساب نہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ فضیلت زمانہ کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتی ہے ساتھ زیادہ ہونے عبادت کے بیچ اس کے اور اس میں ہے کہ تلاوت قرآن کی ہیجلی واجب کرتی ہے خیر کے زیادہ ہونے کو اور اس میں ہے کہ مستحب ہے بہت کرنا عبادت کا

اخیر عمر میں اور باہم ذکر کرنا فضیلت والوں کا خیر اور علم کو اگر چہ نہ پوشیدہ ہو یہ اوپر اس کے واسطے زیادتی یادداشت اور نصیحت پکڑنے کے اور یہ کہ رات رمضان کی افضل ہے دن اس کے سے اور یہ کہ مقصود تلاوت سے حضور اور فہم ہے اس واسطے کہ رات اس کا وقت ہے واسطے اس چیز کے کہ دن میں ہے شواغل اور عوارض دینی اور دنیاوی سے اور احتمال ہے کہ تقسیم کرتے ہوں حضرت ﷺ اس چیز کو کہ اترتی آپ ﷺ پر ہر سال میں رمضان کی راتوں پر کئی حصے سو ہر رات کو ایک حصہ پڑھتے رات کے ایک حصے میں اور سب اس میں وہ چیز ہے کہ تھے مشغول ہوتے ساتھ اس کے ہر رات میں سوائے اس کے تہجد سے اور بدن کے آرام سے اور گھر والوں کی خبر گیری سے اور شاید کہ تھے دوہراتے آپ اس جزء کو کئی بار موافق کئی حرفوں کے جن کے پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی اور تاکہ جمع کرے برکت قرآن کی سارے مہینے کو اور اگر یہ تصریح نہ ہوتی کہ تھے حضرت ﷺ دور کرتے اس سے ہر سال ایک بار اور دور کیا حضرت ﷺ نے اخیر سال میں دو بار تو البتہ جائز ہوتا یہ کہنا کہ تھے دور کرتے حضرت ﷺ تمام قرآن اترے ہوئے کو ہر رات میں پھر دوہراتے اس کو باقی راتوں میں اور البتہ روایت کی ہے ابو عبید نے داؤد بن ابی ہند کے طریق سے کہ میں نے شخصی سے کہا کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مہینہ رمضان کا وہ ہے کہ اس میں قرآن اتارا گیا کیا باقی گیارہ مہینوں میں آپ پر قرآن نہ اترتا تھا اس نے کہا کیوں نہیں! لیکن تھے جبریل علیہ السلام دور کرتے ساتھ حضرت ﷺ کے رمضان کے مہینے میں ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری سو پکا کرتا اللہ جس کو چاہتا اور ثابت رکھتا جو چاہتا اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت کے قسطوں کے ٹھہرانے میں جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے واسطے تفصیل اس چیز کے کہ ذکر کیا اس کو محکم اور منسوخ سے اور نیز تائید کرتی ہے وہ روایت جو بدء الخلق میں گزر چکی ہے ساتھ اس لفظ کے فیدارسہ القرآن اس واسطے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ ہر ایک اس کو دوسرے پر پڑھتا تھا اور یہ موافق ہے واسطے اس کے قول کے فیدارضہ سو یہ استدعا کرتا ہے زمانے زائد کو اس پر جب کہ تنہا پڑھے اور نہیں مخالف ہے اللہ کے اس قول کے ﴿سنقرنک فلا تنسی﴾ جب کہ ہم کہیں لا نافیہ ہے جیسا کہ مشہور اور قول اکثر کا ہے اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ جب اللہ آپ کو پڑھا دے گا تو آپ نہیں بھولیں گے جو آپ کو اللہ نے پڑھایا اور جبریل علیہ السلام کا دور کرنا بھی مجملہ پڑھانے کے ہے یا مراد یہ ہے کہ منفی ساتھ قول اللہ کے ﴿فلا تنسی﴾ وہ بھولنا ہے جس کے بعد بھولی چیز یاد نہ آئے نہ وہ بھولنا کہ اس کے بعد اسی وقت بھولی چیز یاد آ جائے یہاں تک کہ اگر فرض کیا جائے کہ آپ کوئی چیز بھول گئے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت آپ کو یاد دلا دیتا تھا اور باقی نوائد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بدء الوحی میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

۴۶۱۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام ہر سال حضرت ﷺ کے سامنے ایک بار قرآن پڑھا کرتے

۴۶۱۴ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي

تھے سو جس سال آپ ﷺ کی روح قبض ہوئی اس سال جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کے سامنے دو بار قرآن پڑھا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ ہر سال دس دن اعتکاف کرتے تھے سو جس سال آپ کی روح قبض ہوئی اس سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

هُرْبُورَةٌ قَالَ كَانَ يَعْزُضُ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعَرَضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِي قَبِضَ فِيهِ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَشْرًا فَأَعْتَكَفَ عِشْرِينَ فِي الْعَامِ الَّذِي قَبِضَ فِيهِ.

فائدہ: کان يعرض محمول صیغہ ہے اور بعض نسخوں میں معلوم کے صیغہ کے ساتھ ہے اور اس کا فاعل جبریل علیہ السلام ہے تصریح کی ہے ساتھ اس کے اسرائیل نے اپنی روایت میں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ تھے جبریل علیہ السلام پڑھتے قرآن کو سامنے حضرت ﷺ کے ہر رمضان میں اور طرف اسی روایت کے اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اور پہلے گزر چکی ہے حکمت بیچ دو بار دور کرنے کے اخیر سال میں اور احتمال ہے کہ ہو راز بیچ اس کے کہ پہلے سال کے رمضان میں دور نہ واقع ہوا تھا اس واسطے کہ رمضان میں قرآن کا اترنا شروع ہوا پھر وحی بند ہوئی پھر بدستور جاری ہوئی تو واقع ہوا دور اخیر سال میں دو بار تا کہ سالوں اور دوروں کی گنتی برابر ہو اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اخیر سال میں بیس دن اعتکاف کیا تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے رمضان کے بیس دن اعتکاف کیا اور یہ مناسب ہے واسطے فعل جبریل علیہ السلام کے کہ اس نے ہر سال میں قرآن کا دو بار دور کیا اور احتمال ہے کہ ہو سبب اس کا جو پہلے گزرا ہے اعتکاف میں کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے سو ایک سال حضرت ﷺ نے سفر کیا اور اعتکاف نہ کیا تو آئندہ سال میں بیس دن اعتکاف کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ اس سفر میں کہ رمضان کے مہینے واقع ہوا ہو اور نویں سال رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور حالانکہ حضرت ﷺ جنگ تبوک میں تھے اور یہ برخلاف اس قصے کے ہیں جو گزر چکا ہے کتاب الصیام میں کہ حضرت ﷺ نے پچھلی دس راتوں کے ابتدا میں اعتکاف شروع کیا پھر جب آپ نے دیکھا کہ آپ کی بیویوں نے خیمے گاڑے تو اعتکاف کو چھوڑ دیا پھر سوال کے مہینے میں دس دن اعتکاف کیا اور احتمال ہے کہ قصہ ایک ہو اور احتمال ہے کہ جو قصہ کہ باب کی حدیث میں ہے یہی ہو جس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور اصل اس کا بخاری میں ہے ابو سعید بنی سعدی کی حدیث سے کہ تھے حضرت ﷺ اعتکاف کرتے بیچ کی دس راتوں میں پھر جب ایک سو دن آتا تو اعتکاف سے پھرتے سو ایک مہینہ حضرت ﷺ نے اعتکاف کیا بیچ کی دس راتوں میں پھر جب ایک سو دن ہو تو اعتکاف کی جگہ سے باہر نہ آئے بلکہ اسی میں ٹھہرے رہے اور فرمایا کہ میں بیچ کے دس دن اعتکاف کیا کرتا تھا پھر میرے واسطے ظاہر ہوا کہ اخیر کے دس دنوں میں اعتکاف کروں سو آپ نے پچھلے دس دنوں میں اعتکاف کیا سو ہوگی مراد بیس دنوں سے دس بیچ کے اور دس اخیر کے۔ (بیچ)

بَابُ الْقُرْآنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں قاریوں کے حضرت ﷺ کے
اصحاب سے۔

فائدہ: یعنی جو مشہور ہوئے ساتھ یاد کرنے قرآن کے اور درپے ہونے کے واسطے تعلیم اس کی کے اور سلف کی عرف
میں اس شخص کو بھی قاری بولا جاتا ہے جو قرآن میں بوجھ حاصل کرے۔

۴۶۱۵۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن
عمر رضی اللہ عنہما نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یاد کیا سو کہا کہ میں ہمیشہ اس
سے محبت رکھتا ہوں میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے
کہ سیکھو قرآن کو چار شخصوں سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
اور سالم رضی اللہ عنہ سے اور معاذ رضی اللہ عنہ سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
سے۔

۴۶۱۵ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ
ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللَّهِ بْنَ
مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا أَرَأَى أَجِبُهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ
مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ
وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأَبِي بِنِ كَعْبٍ.

فائدہ: سالم رضی اللہ عنہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور معاذ رضی اللہ عنہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں اور پہلے دو مہاجرین
میں سے ہیں اور پچھلے دو انصار میں سے اور مستفاد ہوتی ہے اس سے محبت رکھتی اس شخص سے کہ ہو ماہر قرآن میں اور
یہ کہ پہلے ذکر کرنا ایک مرد کا اس کے غیر سے ایک کام میں کہ اس میں اس کا غیر اس کو شریک ہو دلالت کرتا ہے اوپر
مستفاد ہونے اس کے کی بیچ اس کے اور باقی شرح اس کی پہلے گزر چکی ہے۔ کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ارادہ کیا ہو
حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے خبر دینے کا ساتھ اس چیز کے کہ ہو بعد آپ کے یعنی یہ چاروں باقی رہیں گے یہاں
تک کہ اکیلے ہوں گے ساتھ اس کے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں اکیلے ہوئے وہ ساتھ اس کے
بلکہ جن لوگوں نے مہارت پیدا کی بیچ تجوید و قرأت کے بعد زمانے حضرت ﷺ کے وہ کئی گنا زیادہ ہیں ان چاروں
سے جو مذکور ہوئے اور البتہ شہید ہوا سالم رضی اللہ عنہ غلام آزاد ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بعد حضرت ﷺ کے یمامہ کی لڑائی میں جو
مسلمہ کذاب سے ہوئی اور فوت ہوئے معاذ رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور فوت ہوئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیچ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور پیچھے رہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ختم ہوئی ان کی طرف ریاست
قرأت کی اور ان کے بعد بہت زمانہ جیتے رہے سو ظاہر یہ ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ سیکھنے کے ان سے اس
وقت میں کہ صادر ہوا یہ قول بیچ اس کے اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ نہ ہو کوئی اس وقت میں جو شریک ہو ان کو بیچ
ضبط کرنے قرآن کے بلکہ اصحاب کی ایک جماعت کو ان کے برابر بلکہ ان سے بھی زیادہ یاد تھا اور غزوہ بدر معونہ میں
پہلے گزر چکا ہے کہ جو وہاں اصحاب مارے گئے ان کو قاری کہا جاتا تھا وہ ستر مرد تھے۔

۴۶۱۶۔ حضرت شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا سو کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں سیکھیں اور قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو معلوم ہے کہ میں ان میں اللہ کی کتاب کو زیادہ تر جانتا ہوں اور میں ان میں بہتر نہیں ہوں فضیلت میں، کہا شقیق رضی اللہ عنہ نے سو میں حلقے میں بیٹھا سنتا جو لوگ کہتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول میں سو میں نے نہیں سنا کسی رد کرنے والے کو کہ اس کے سوائے اور کچھ کہتا ہوں۔

۴۶۱۶۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ عَطَبْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَعًا وَسَبْعِينَ سُورَةَ وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحَلْقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُولُ غَيْرَ ذَلِكَ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے چند اور ستر سورتیں سیکھیں تو ایک روایت میں ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کا سبب یہ مذکور ہے کہ جب حکم کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ساتھ بدل ڈالنے قرآنوں کے تو یہ بات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بری معلوم ہوئی سو کہا کہ میں چھوڑ دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ اور ایک روایت میں ہے کہا کہ میں اپنے قرآن کی خیانت کرنے والا ہوں سو جس سے ہو سکے کہ اپنے قرآن میں خیانت کرے تو چاہیے کہ کرے اور ابو میسرہ سے روایت ہے کہ میں صبح کو گیا تو اچانک میں نے اشعری اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں اپنے قرآن کو نہیں چھوڑوں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو پڑھایا اور یہ جو کہا کہ میں ان میں کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہوں تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر میں جانتا کہ کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو میں اس کی طرف کوچ کرتا اور یہ حدیث نہیں لئی کرتی اثبات مساوات کو اس واسطے کہ اس نے نفی اعلیٰ کی کی ہے اور نہیں نفی کی مساوات کی اور یہ جو کہا کہ میں ان میں بہتر نہیں ہوں تو مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ زیادتی بیچ ایک صفت کی فضیلت کی صفتوں میں سے نہیں تقاضا کرتی ہے فضیلت مطلق کو پس قرآن کو زیادہ جانتا نہیں مستلزم ہے مطلق زیادہ تر جاننے کو بلکہ احتمال ہے کہ اس کے سوائے اور کوئی اس سے زیادہ عالم ہو اور رعلوں میں اسی واسطے کہا کہ میں ان میں بہتر نہیں ہوں اور یہ جو کہا کہ میں نے نہیں سنا کسی رد کرنے والے کو کہ اس کے سوائے کچھ کہتا ہو یعنی نہیں سنا میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کسی مخالف سے کہ اس کے سوائے اور کچھ کہے یا مراد وہ شخص ہے کہ اس کے اس قول کو رد کرے اور واقع ہوا ہے بیچ روایت مسلم کے کہ کہا شقیق رضی اللہ عنہ نے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حلقے میں بیٹھا سو میں نے نہیں سنا کہ کسی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو رد کیا ہو یا عیب کیا ہو اور مراد

اصحاب محمد ﷺ سے فقط وہی اصحاب ہیں جو کونے میں تھے اور نہیں معارض ہے اس کو وہ چیز جو روایت کی ہے ابن داؤد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث باب کے اور اس میں ہے کہا زہری نے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو بہت اصحاب نے برا جانا اس واسطے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ جن لوگوں نے ان کے اس قول کو برا جانا تھا وہ اور اصحاب تھے سوائے ان کے جن کو شقیق رضی اللہ عنہ نے کونے میں دیکھا اور مراد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ خیانت کرنے قرآن کے چھپانا اس کا ہے اور پوشیدہ کرنا اس کا تا کہ نہ نکلے سو معدوم ہو اور تھی رائے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی برخلاف رائے عثمان رضی اللہ عنہ کے اور ان کے موافقوں کے اوپر بند کرنے قرآن کے ایک قرأت پر اور چھوڑ دینے اس چیز کے کہ سوائے اس کے ہے یا ان کو ایک قرأت پر اقتصار کرنے سے انکار نہ تھا واسطے اس چیز کے کہ عدم اقتصار میں ہے اختلاف سے بلکہ ان کا ارادہ یہ تھا کہ انہیں کی قرأت معتبر ہو اس کے سوائے اور قرأت معتبر نہ ہو اس واسطے کہ ان کے لیے زیادتی ہے سچ اس کے جو اس کے غیر کے واسطے نہیں جیسا کہ لیا جاتا ہے یہ ظاہر اس کی کلام سے سوجب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بات فوت ہوئی اور ان کی رائے میں آیا کہ فقط زید رضی اللہ عنہ کی قرأت پر اقتصار کرنا ترجیح بلا مرجح ہے نزدیک ان کے تو بدستور رہے اپنی قرأت پر علاوہ اس کے ابن ابی داؤد نے باب باندھا ہے باب ہے سچ بیان راضی ہونے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ فعل عثمان رضی اللہ عنہ لیکن نہیں وارد کی اس نے وہ چیز کہ ترجمہ کے صریح مطابق ہو۔ (فتح)

۴۶۱۷۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم شہرحص میں تھے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ یوسف پڑھی تو ایک مرد نے کہا کہ اس طرح نہیں اتری، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ پر پڑھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے خوب پڑھی اور اس سے شراب کی بو پائی سو کہا کیا تو جمع کرتا ہے یہ کہ قرآن کو جھٹلا دے اور شراب کو پیئے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری۔

۴۶۱۷ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمَاصٍ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا هَكَذَا أَنْزَلْتَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اتَّجَمَعَ أَنْ تُكْذِبَ بِكِتَابِ اللَّهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضْرَبَهُ الْحَدَّ.

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری تو کہا نووی رضی اللہ عنہ نے یہ محمول ہے اس پر کہ تھی واسطے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ولایت اقامت حد کی بطور نائب ہونے کے امام کی طرف سے یا بطور عموم کے یا بطور خصوص کے اور محمول ہے اس پر کہ اقرار کیا اس مرد نے ساتھ پینے اس کے عذر کے بغیر نہیں تو نہیں واجب ہے حد ساتھ مجرد بوس کی کے اور اس پر کہ جھٹلانا اس کا قرآن کو تھا ساتھ انکار بعض اس کے بوجہ بے علمی کے یعنی اس کو اس

کامل نہ تھا اس واسطے کہ اگر اس کو ہیتاً جھٹلاتا تو کافر ہو جاتا کہ اتفاق ہے اس پر کہ جو انکار کرے ایک حرف کو جس پر اجماع ہو چکا ہے قرآن سے تو کافر ہو جاتا ہے اتنی۔ اور احتمال اول کھرا ہے اور نیز احتمال ہے کہ ہو قول اس کا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو حد ماری یعنی اس کو حاکم کے پاس لے گئے تو اس نے اس کو حد ماری سو منسوب کیا حد کو طرف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بطور مجاز کے واسطے ہونے ان کے کی سبب بیچ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قائم کی اس پر حد اس واسطے کہ حاکم نے اس کو اس کا اختیار دیا تھا یا انہوں نے دیکھا کہ وہ قائم ہوئے امام کی طرف سے ساتھ واجب کے اور یا اس واسطے کہ وہ اس زمانے میں کونے کے حاکم تھے کہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کونے کے حاکم رہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدا میں بھی، اتنی۔ اور احتمال دوسرا باوجہ ہے اور اخیر احتمال میں غفلت ہے اس چیز سے کہ حدیث کے اول میں ہے کہ یہ واقعہ حمص میں ہوا اور نہیں حاکم ہوئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اس میں جہاد کرنے کے وقت داخل ہوئے تھے اور یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا اور بہر حال جواب دوسرا نووی رحمہ اللہ کا ہو سے سورد کرتی ہے اس کو نقل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تھے وہ واجب جانتے وجوب حد کو ساتھ مجرد پائی جانے بو کے اور البتہ واقع ہوا ہے مثل اس کی واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے ولید بن عقبہ کے اور واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے پیچھے اس حدیث کے علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اس بات سے انکار کیا کہ اس نے ایک مرد کو مجرد بو کے پانے سے حد ماری جب کہ نہ اقرار کیا اس نے اور نہ اس پر کوئی گواہ گزارا، کہا قرطبی نے اس حدیث میں حجت ہے اس پر جو منع کرتا ہے واجب ہونے حد کے کو ساتھ مجرد بو کے مانند خفیوں کے اور حالانکہ قائل ہوئے ہیں ساتھ اس کے امام مالک رحمہ اللہ اور یاران کے اور ایک جماعت اہل حجاز سے، میں نے کہا اور اس مسئلے میں اختلاف مشہور ہے اور واسطے مانع کے ہے یہ کہ کہے کہ جب احتمال ہے کہ اس نے اقرار کیا ہو تو ساقط ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے اور جب حکایت کیا موقوف نے مغنی میں اختلاف کو بیچ واجب ہونے حد کے ساتھ مجرد پانے بو کے تو اختیار کیا اس نے کہ نہ مارا جائے حد ساتھ مجرد بو کے بلکہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی قرینہ ہو جیسے پایا جائے مست یا تے کرتا ہو اس کو اور مانند اس کی ہے کہ پائی جائے ایک جماعت جو مشہور ہوں ساتھ گناہ کرنے کے اور پایا جائے ساتھ ان کے شراب اور ان میں کسی ایک سے شراب کی بو پائی جائے اور حکایت کی ہے ابن منذر نے بعض سلف سے کہ جو شخص کہ واجب ہوتی ہے اس پر حد ساتھ مجرد بو کے وہ شخص وہ ہے کہ ہو مشہور ساتھ پینے شراب کے اور کہا گیا ہے مثل اس تفصیل کے اس شخص کے حق میں جو شک کرے اور حالانکہ وہ نماز میں ہو کہ کیا اس سے ہوا نکلی یا نہیں سو اگر اس کے ساتھ بو بھی پائی جائے تو دلالت کرے گا یہ اوپر ٹوٹ جانے وضو کے سو وضو کرے اور اگر نماز میں ہو تو چاہیے کہ پھرے اور جو وارد ہوا ہے کہ شک سے وضو نہیں جاتا تو یہ محمول ہے اس پر جب کہ صرف ظن ہو کوئی قرینہ نہ ہو اور اس کی بحث حدود میں آئے گی انشاء

اللہ تعالیٰ اور نوریؓ کا تیسرا جواب بھی کھرا ہے لیکن احتمال ہے کہ نہ دیکھتے ہوں ابن مسعودؓ مواخذہ ساتھ اس کلام کے کہ صادر ہوتی ہے مست سے نشے کی حالت میں، کہا قرطبی نے احتمال ہے کہ اس مرد نے ابن مسعودؓ کو جھٹلایا ہو اور قرآن کو نہ جھٹلایا ہو اور یہی ظاہر ہوتا ہے اس کے قول سے کہ اس طرح نہیں اتری کہ ظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ثابت کیا اس نے اترنے اس کے کو اور انکار کیا اس کیفیت سے کہ وارد کیا اس کو ابن مسعودؓ نے اور کہا اس مرد نے یہ یا بے علمی سے یا کم یاد رکھنے سے یا نہ ثابت ہونے سے کہ باعث ہوا اس کو اوپر اس کے نشہ اور باقی بحث اس کی کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۶۱۸۔ حضرت مسروقؓ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں کہ نہیں کوئی سورت کتاب اللہ میں سے مگر کہ میں جانتا ہوں کہ کہاں اتری اور نہیں اتاری گئی کوئی آیت کتاب اللہ میں سے مگر کہ میں جانتا ہوں کہ کس چیز کے حق میں اتری اور اگر میں جانتا کہ کوئی قرآن کو مجھ سے زیادہ تر جانتا ہے جس کے پاس اونٹ پہنچیں تو البتہ میں اس کی طرف سوار ہو جاتا۔

۳۶۱۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا أَنْزَلْتُ سُورَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أَنْزَلْتُ وَلَا أَنْزَلْتُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَا أَنْزَلْتُ وَلَوْ أَعْلَمَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تَبْلِغُهُ الْإِبِلَ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ.

فائدہ: یہ جو ابن مسعودؓ نے کہا قسم ہے اللہ کی تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کیا عثمانؓ نے ساتھ قرآنوں کے جو کیا تو کہا ابن مسعودؓ نے ارح اور یہ جو کہا کہ البتہ میں اس کی طرف سوار ہو کر جاتا تو ابن سیرینؓ سے روایت ہے کہ کہا ابن مسعودؓ نے کہ اگر میں کسی کو جانتا جس کی طرف مجھ کو اونٹ پہنچا سکیں کہ وہ قریب تر ہے زمانے میں ساتھ دور اخیر کے مجھ سے تو میں تکلیف اٹھا کر اس کے پاس پہنچتا اور شاید کہ احتراز کیا ابن مسعودؓ نے ساتھ قول اپنے کے کہ مجھ کو اونٹ اس کی طرف پہنچائیں اس شخص سے جو سوار یوں پر اس کے پاس نہ پہنچ سکے یا تو اس واسطے کہ سوار ہوتے تھے وہ دریا میں پس قید کی ساتھ خشکی کے یا اس واسطے کہ ابن مسعودؓ کو یقین تھا کہ کوئی آدمی ان سے اس بات میں زیادہ نہیں پس احتراز کیا آسمان کے رہنے والوں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے آدمی کے کہ یاد کرے اپنے آپ کو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں فضیلت ہے بقدر حاجت کے اور جو اس کی مذمت میں وارد ہوا ہے تو معمول ہے اس شخص کے حق میں کہ واقع ہوا یہ اس سے بطور فخر اور خود پسندی کے۔ (فتح)

۴۶۱۹۔ حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ میں نے انس

۴۶۱۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا

بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں کس نے سارے قرآن کو زبانی حفظ کیا تھا؟ کہا چار شخصوں نے سب انصار میں سے ہیں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اور ابو زید رضی اللہ عنہ نے، متابعت کی اس کی فضل نے حسین سے اس نے ثمامہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أَبِي بَنْ كَعْبٍ وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ تَابَعَهُ الْفَضْلُ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ.

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے سعید بن ابی عروبہ کے طریق سے اس نے روایت کی ہے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے اول میں کہ فخر کیا ایک دوسرے پر دونوں گزروہ اوس اور خزرج نے سوا اوس نے کہا کہ ہم میں سے چار شخص ہیں ایک وہ شخص ہے جس کے واسطے عرش نے جنبش کیا یعنی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور ایک وہ شخص ہے جس کی گواہی دو گواہوں کے برابر گئی اور وہ خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک وہ شخص ہے جس کو فرشتوں نے نہلایا اور وہ حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ ہے اور ایک وہ شخص ہے جس کو شہد کی مکھیوں نے کافروں سے بچایا اور وہ عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے تو خزرج نے کہا کہ ہم میں سے چار شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو جمع کیا یعنی ہر ایک کو سارا قرآن زبانی یاد تھا ان کے سوائے اوروں کو یاد نہ تھا اور ابو زید انس کا چچا ہے اور اس کا نام قیس ہے اور جائز رکھا ہے میں نے مناقب میں کہ نہ ہو واسطے قول انس رضی اللہ عنہ کے اربعہ مفہوم میں لیکن روایت سعید کی جس کو میں نے اب ذکر کیا ہے صریح ہے حصر میں یعنی ان چاروں کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن یاد نہ تھا اور باوجود اس کے احتمال ہے کہ مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہو کہ ان کے سوا اور لوگوں کو یاد نہ تھا یعنی قبیلہ اوس میں سے ساتھ قرینے مفاخرہ مذکورہ کے کہ ایک نے دوسرے پر فخر کیا اور نہیں مراد ہے انس رضی اللہ عنہ کی نفی کرنی اس کی مہاجرین سے یعنی انس رضی اللہ عنہ کی یہ مراد نہیں کہ مہاجرین میں بھی قرآن کا کوئی حافظ نہیں تھا اور قاضی ابو بکر باقلانی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے کئی جواب دیئے ہیں اول یہ کہ نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے سوا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن حفظ نہ ہو، دوم یہ کہ مراد یہ ہے کہ نہیں جمع کیا اس کو کسی نے اوپر تمام وجہوں اور قرأتوں کے جن کے ساتھ قرآن اترا مگر انہیں چار شخصوں نے، سوم یہ کہ نہیں جمع کیا اس چیز کو کہ منسوخ ہوئی اس سے بعد تلاوت کے اور جو منسوخ نہیں ہوئے مگر انہیں چاروں نے اور یہ دوسرے جواب کے قریب ہے، چہارم یہ کہ مراد ساتھ جمع کرنے اس کے سیکنا اس کا ہے حضرت ﷺ کے منہ مبارک سے بغیر واسطہ کے برخلاف غیر ان کے کی اس واسطے کہ احتمال ہے کہ بعض قرآن واسطے سے سیکھا گیا ہو، پنجم یہ کہ درپے ہوئے وہ واسطے سکھانے اس کے کی اور تعلیم اس کی کے پس مشہور ہوئے ساتھ اس کے اور پوشیدہ رہا

حال غیر ان کے کا اس شخص سے کہ پچھانے حال ان کے کو پس حصر کیا اس نے اس کو بیچ ان کے موافق علم اپنے کے اور حالانکہ درحقیقت اس طرح نہیں یا سب بیچ چھپانے ان کے کی یہ ہے کہ ڈرے وہ آفت ریا اور خود پسندی کے سے اور نذر ہوئے اس سے جنہوں نے اس کو ظاہر کیا۔ چھٹی یہ کہ مراد ساتھ جمع کے لکھنا ہے تو اس سے اس کی نفی نہیں آتی کہ ان کے سوائے اور لوگوں کو زبانی یاد ہو۔ ساتویں یہ کہ مراد یہ ہو کہ نہیں تصریح کی ہے کسی نے کامل کیا ہے اس نے حفظ اس کے کو بیچ زمانے حضرت ﷺ مگر انہیں چار شخصوں نے برخلاف غیر ان کے کہ نہیں تصریح کی کسی نے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نہیں حفظ کیا اس کو کسی نے مگر نزوک و وفات حضرت ﷺ کے اور ان میں سے اکثر احتمالوں میں تکلف ہے اور اشارہ کیا ہے میں نے اس سے پہلے طرف اور احتمال کے اور وہ یہ ہے کہ مراد ثابت کرنا اس کا ہے واسطے خزرج کے فقط سوائے اُس کے تو نہیں نفی آتی اس سے ان لوگوں کی جو ان دنوں قبیلوں کے سوائے ہیں مہاجرین سے اور جو ان کے بعد پیدا ہوئے اور جو ظاہر ہوتا ہے بہت حدیثوں سے یہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے زمانے میں سارا قرآن زبانی یاد تھا اور اسی طرح پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن زبانی حفظ تھا موافق ترتیب نزول کے اور اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی سارا قرآن یاد تھا روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اگلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن زبانی حفظ تھا اور یہ سب مہاجرین میں سے ہیں اور ذکر کیا ہے ابو عبید نے قاریوں کو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے سوگنا اس نے مہاجرین میں سے چاروں خلیفوں کو اور طلحہ رضی اللہ عنہ کو اور سعید کو اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اور سالم رضی اللہ عنہ کو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کو اور عبادلہ کو اور عورتوں میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو لیکن ان میں بعض نے اس کو حضرت ﷺ کے بعد کامل کیا ہے پس نہ وارد ہوگا یہ اس حصر پر جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اور نیز گنا ہے ابن ابی داؤد نے مہاجرین میں سے تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کو اور عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور انصار میں سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو جس کی کنیت ابو حلیمہ ہے اور مجمع بن حارثہ کو اور فضالہ بن عبید کو اور مسلمہ بن مخلد وغیرہ کو اور تصریح کی ہے کہ بعض نے اس کو حضرت ﷺ کے بعد حفظ کیا ہے اور اسی طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی سارا قرآن یاد تھا اور اسی طرح عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو بھی سارا قرآن یاد تھا۔ (فتح)

۴۶۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ چار شخصوں کے سوا کسی نے سارے

قرآن کو زبانی یاد نہ کیا تھا یعنی سوائے ابو درداء رضی اللہ عنہ کے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور ابو

۴۶۲۰۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنِي ثَابِتُ الْبُنَائِيُّ وَثُمَّامَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَجْمَعْ الْقُرْآنَ

عَمْرُ أَرْبَعَةَ أَبِی الدَّرْدَاءِ وَمَعَاذُ بَنِ جَبَلٍ وَزَيْدِ
بُنِ ثَابِتٍ وَأَبُو زَيْدٍ قَالَ وَنَحْنُ وَرِثَانًا
زید رضی اللہ عنہ کے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے اور ہم اس کے وارث ہوئے
یعنی ابو زید رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: یہ حدیث پہلی حدیث کو دو وجہ سے مخالف ہے ایک تصریح ہے ساتھ صیغہ حصر کے چار میں دوسرے یہ کہ اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بدلے ابو درداء رضی اللہ عنہ واقع ہوا ہے سو پہلی مخالفت کا جواب تو کئی وجہ سے گزر چکا ہے کہا مازری نے کہ نہیں آتا قول انس رضی اللہ عنہ کے سے کہ ان چاروں کے سوائے اور کسی کو سارا قرآن یاد نہ تھا کہ نفس الامر میں اسی طرح واقع ہوا اس واسطے کہ تقدیر یہ ہے کہ اس کو معلوم نہیں کہ ان کے سوا کسی نے اس کو یاد کیا ہو نہیں تو کس طرح ممکن ہے احاطہ کرنا ساتھ اس کے باوجود بہت ہونے اصحاب کے اور پھیل جانے ان کے شہروں میں اور یہ نہیں ہوتا مگر یہ کہ ان میں ہر ایک کو الگ الگ ملا ہو اور اس نے اس کو اپنے حال سے خبر دی ہو کہ نہیں کامل ہو واسطے اس کے یاد کرنا سارے قرآن کا حضرت رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور یہ عادت میں نہایت بعید ہے اور جب ہوا مرجع اس کا اس کے علم کی طرف تو نہ لازم آیا کہ واقع میں بھی اسی طرح ہو کہا اس نے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس قول انس رضی اللہ عنہ کے لحدوں کی ایک جماعت نے اور نہیں ہے سند واسطے ان کے بیچ اس کے اس واسطے کہ ہم نہیں مانتے کہ وہ ظاہر پر محمول ہے ہم نے مانا لیکن کہاں سے ثابت ہو سکتا ہے واسطے ان کے یہ کہ حقیقت میں بھی اسی طرح ہو ہم نے مانا کہ جم غفیر میں سے ہر ایک کو سارا قرآن یاد نہ تھا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کل جم غفیر کو سارا قرآن یاد نہ ہو اور نہیں شرط تو اترا کی یہ کہ ہر فرد کو سارا قرآن یاد ہو بلکہ جب کل کو کل قرآن یاد ہوا اگرچہ بطور منقسم ہونے کے ہو تو کافی ہے اور استدلال کیا ہے اس پر قرطبی نے ساتھ بعض اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے کہ جنگ یمامہ کے دن ستر قاری مارے گئے اور حضرت رضی اللہ عنہ کے وقت بر معونہ میں اسی قدر مارے گئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے انس رضی اللہ عنہ نے ان چاروں کو ساتھ ذکر کے واسطے سخت ہونے تعلق کے ساتھ ان کے یا اس واسطے کہ وہی اس کے ذہن میں تھے سوائے غیر ان کے کی اور لیکن دوسری وجہ مخالفت کی سو کہا اسماعیلی نے کہ یہ دونوں حدیثیں آپس میں مخالف ہیں اور نہیں جائز کہ ہوں صحیح میں باوجود مخالف ہونے ان کے کی اور جزم کیا ہے بیہقی نے کہ ذکر ابو درداء رضی اللہ عنہ کا اس حدیث میں وہم ہے اور ٹھیک ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہے لیکن نہیں برابر ہے یہ حدیث قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو اس سے پہلے ہے اور ترجیح دیتی ہے قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی بیچ ذکر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اور وہ خاتمہ ہے باب کی حدیثوں کا اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ روایت کرنے کے طرف اس بات کے واسطے تصریح کرنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ترجیح دینے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قرأت میں اس کے غیر پر اور احتمال ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث دو بار دو وقتوں میں بیان کی ہو ایک بار ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہو اور ایک بار اس کے بدلے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا ہو اور کہا کرمانی نے شاید سامع اس کا اعتقاد کرتا تھا کہ ان چاروں نے قرآن کو یاد نہیں کیا اور ابو درداء رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں

سے تھے جو قرآن کے حافظ تھے تو کہا انس رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے رد کرنے کے اوپر اس کے اور لائے ساتھ صحیفہ حصر کے واسطے ادعا اور مبالغہ کے اور نہیں لازم آتی اس سے نفی غیر ان کے سے بطور حقیقت کے اور یہ جو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ہم اس کے وارث ہوئے یعنی جب کہ وہ مر گیا اس واسطے کہ اس کی اولاد نہ تھی۔ (فتح)

۴۶۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ ہم سب میں زیادہ تر حکم کرنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں اور زیادہ تر قاری قرآن کے ہم میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ ہم چھوڑتے ہیں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قول سے اور ابی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ میں نے قرآن حضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سیکھا ہے سو میں اس کو کسی چیز کے واسطے نہیں چھوڑوں گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو منسوخ کرتے ہیں ہم آیتوں سے یا بھلاتے ہیں اس کو تو لاتے ہیں بہتر اس سے یا مانند اس کے۔

۴۶۲۱ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ أَبِي أَقْرُونًا وَإِنَّا لَنَدْعُ مِنْ لَحْنِ أَبِي وَأَبِي يَقُولُ أَخَذْتُهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا أَتْرُكُهُ لِشَيْءٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿مَا نَسَخَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسِيهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا﴾.

فائدہ: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جو چیز قرآن کی کہ حضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سیکھی تھی اس کو چھوڑتے نہیں تھے اگرچہ کوئی غیر ان کو خبر دیتا کہ اس کی تلاوت منسوخ ہوئی اس واسطے کہ جب اس نے اس کو حضرت ﷺ کے منہ سے سنا تو حاصل ہوا اس کو یقین ساتھ اس کے سونہ دور ہوگا وہ اس سے ساتھ خبر دینے کسی غیر کے کہ منسوخ ہوئی تلاوت اس کی اور البتہ استدلال کیا اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساتھ آیت کے جو دلالت کرتی ہے اوپر نسخ کے اور یہ زیادہ تر ظاہر دلیل ہے اوپر اس کے اور باقی شرح اس کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

الْحَمْدُ لِلَّهِ كَمَا صَحَّحَ بَخَّارِيُّ كَمَا تَرَجَمَهُ تَمَامُهُ وَأَوْ مَا تَوَفَّقَنِي إِلَيْهِ بِاللَّهِ.



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

- 284..... تفسیر سورہ ملائکہ ویس ❀
- 286..... تفسیر آیت ﴿والشمس تجری﴾ الآیۃ ❀
- 288..... تفسیر سورہ والصفات ❀
- 290..... تفسیر آیت ﴿وان یونس لمن المرسلین﴾ الآیۃ ❀
- 290..... تفسیر سورہ ص ❀
- 293..... تفسیر آیت ﴿ہب لی ملکا لا ینبغی﴾ الآیۃ ❀
- 294..... تفسیر آیت ﴿وما انا من المتکلفین﴾ الآیۃ ❀
- 295..... تفسیر سورہ زمر ❀
- 298..... تفسیر آیت ﴿یا عبادى الذین﴾ الآیۃ ❀
- 299..... تفسیر آیت ﴿وما قدروا اللہ حق قدرہ﴾ الآیۃ ❀
- 300..... تفسیر آیت ﴿والارض جمیعا قبضتہ﴾ الآیۃ ❀
- 301..... تفسیر آیت ﴿ونفخ فی الصور فصعق﴾ الآیۃ ❀
- 303..... تفسیر سورہ مؤمن ❀
- 306..... تفسیر سورہ حم السجدۃ ❀
- 312..... تفسیر آیت ﴿وما کنتم تسترون﴾ الآیۃ ❀
- 312..... تفسیر آیت ﴿ذالکم ظنکم﴾ الآیۃ ❀
- 313..... تفسیر آیت ﴿فان یصبروا﴾ الآیۃ ❀
- 314..... تفسیر سورہ حم عسق ❀
- 315..... تفسیر آیت ﴿الا المودۃ فی القربی﴾ الآیۃ ❀
- 316..... تفسیر سورہ زخرف ❀
- 320..... تفسیر آیت ﴿ونادوا یا مالک﴾ الآیۃ ❀

- 322 تفسیر سورہ دخان
- 323 تفسیر آیت ﴿فارتقب یوم تاتی السماء﴾ الآیۃ
- 323 تفسیر آیت ﴿یغشی الناس هذا﴾ الآیۃ
- 325 تفسیر آیت ﴿ربنا اکشف عنا﴾ الآیۃ
- 326 تفسیر آیت ﴿انی لہم الذکری﴾ الآیۃ
- 327 تفسیر آیت ﴿ثم تولوا﴾ الآیۃ
- 328 تفسیر آیت ﴿یوم نطش البطشۃ الکبری﴾ الآیۃ
- 329 تفسیر سورہ جاثیہ
- 329 تفسیر آیت ﴿وما یہلکنا الا الدھر﴾ الآیۃ
- 330 تفسیر سورہ اتحاف
- 331 تفسیر آیت ﴿والذی قال لو الذبیہ﴾ الآیۃ
- 333 تفسیر آیت ﴿فلما راوہ عارضا﴾ الآیۃ
- 334 تفسیر سورہ محمد الذین کفرو الخ
- 335 تفسیر آیت ﴿وتقطعوا ارحامکم﴾ الآیۃ
- 337 تفسیر سورہ فتح
- 338 تفسیر آیت ﴿انا فتحنا لک فتحا﴾ الآیۃ
- 341 تفسیر آیت ﴿لیغفر لک اللہ﴾ الآیۃ
- 342 تفسیر آیت ﴿انا ارسلناک شاهدا﴾ الآیۃ
- 343 تفسیر آیت ﴿هو الذی انزل السکینۃ﴾ الآیۃ
- 344 تفسیر آیت ﴿اذ یبایعونک تحت﴾ الآیۃ
- 348 تفسیر سورہ حجرات
- 348 تفسیر آیت ﴿ولا تنازروا﴾ الآیۃ
- 348 تفسیر آیت ﴿لا ترفعوا اصواتکم﴾ الآیۃ
- 350 تفسیر آیت ﴿ان الذین ینادونک﴾ الآیۃ
- 351 تفسیر آیت ﴿ولو انہم صبروا﴾ الآیۃ
- 351 تفسیر سورہ ق

- 354 تفسیر آیت «وتقول هل من مزید» الآیة ❀
- 357 تفسیر آیت «فسبح بحمد ربك» الآیة ❀
- 358 تفسیر سورة زاریات ❀
- 361 تفسیر سورة طور ❀
- 364 تفسیر سورة بنجم ❀
- 371 تفسیر آیت «فكان قاب قوسین» الآیة ❀
- 371 تفسیر آیت «فاوحی الی عبده» الآیة ❀
- 372 تفسیر آیت «لقد رای من آیات» الآیة ❀
- 373 تفسیر آیت «افرایتم اللات» الآیة ❀
- 374 تفسیر آیت «ومناة الثالثة» الآیة ❀
- 375 تفسیر آیت «فاسجدوا لله» الآیة ❀
- 377 تفسیر آیت «اقتربت الساعة» الآیة ❀
- 379 تفسیر آیت «وانشق القمر» الآیة ❀
- 380 تفسیر آیت «تجرى باعیننا» الآیة ❀
- 381 تفسیر آیت «ولقد یسرنا القرآن» الآیة ❀
- 382 تفسیر آیت «اعجاز نخل منقعر» الآیة ❀
- 382 تفسیر آیت «وكانوا كهشیم المحتضر» الآیة ❀
- 382 تفسیر آیت «ولقد صبحهم» الآیة ❀
- 382 تفسیر آیت «ولقد اهلکنا اشباعکم» الآیة ❀
- 383 تفسیر آیت «سیهزم الجمع ویولون» الآیة ❀
- 384 تفسیر آیت «بل الساعة موعدهم» الآیة ❀
- 384 تفسیر سورة رحمن ❀
- 389 تفسیر آیت «ومن دونهما جنتان» الآیة ❀
- 390 تفسیر آیت «حور مقصورات فی الخیام» الآیة ❀
- 391 تفسیر سورة واقعه ❀
- 395 تفسیر آیت «وظل ممدود» الآیة ❀

- 395..... تفسیر سورہ حدید ❀
- 396..... تفسیر سورہ مجادلہ ❀
- 396..... تفسیر سورہ حشر ❀
- 397..... تفسیر آیت ﴿ما قطعتم من لينة﴾ الآیۃ ❀
- 398..... تفسیر آیت ﴿ما افاء اللہ﴾ الآیۃ ❀
- 398..... تفسیر آیت ﴿وما اتاكم الرسول فخذوه﴾ الآیۃ ❀
- 401..... تفسیر آیت ﴿والذين تبوا الدار﴾ الآیۃ ❀
- 401..... تفسیر آیت ﴿ویوثرون علی انفسهم﴾ الآیۃ ❀
- 403..... تفسیر سورہ ممتحنہ ❀
- 403..... تفسیر آیت ﴿لا تتخذوا عدوی﴾ الآیۃ ❀
- 407..... تفسیر آیت ﴿اذا جاءکم المؤمنات﴾ الآیۃ ❀
- 413..... تفسیر سورہ صف ❀
- 413..... تفسیر آیت ﴿باتی من بعدی اسمہ احمد﴾ الآیۃ ❀
- 413..... تفسیر سورہ جمعہ ❀
- 413..... تفسیر آیت ﴿وآخرین منهم﴾ الآیۃ ❀
- 415..... تفسیر آیت ﴿واذا رأوا تجارة﴾ الآیۃ ❀
- 415..... تفسیر سورہ منافقون ❀
- 417..... تفسیر آیت ﴿اتخذوا ایمانہم جنۃ﴾ الآیۃ ❀
- 418..... تفسیر آیت ﴿ذلك بانہم آمنوا﴾ الآیۃ ❀
- 418..... تفسیر آیت ﴿واذا رأیتهم تعجک﴾ الآیۃ ❀
- 419..... تفسیر آیت ﴿واذا قیل لہم تعالوا﴾ الآیۃ ❀
- 421..... تفسیر آیت ﴿سواء علیہم استغفرت﴾ الآیۃ ❀
- 422..... تفسیر آیت ﴿ہم الذین یقولون﴾ الآیۃ ❀
- 424..... تفسیر آیت ﴿یقولون لننرجعنا﴾ الآیۃ ❀
- 425..... تفسیر سورہ تفتابن ❀
- 426..... تفسیر سورہ طلاق ❀

- 426 تفسیر آیت ﴿واولات الاحمال﴾ الآیۃ
- 430 تفسیر سورۃ تحریم
- 430 تفسیر آیت ﴿یا ایہا النبی لم تحرم﴾ الآیۃ
- 432 تفسیر آیت ﴿تبتغی مرضات ازواجک﴾ الآیۃ
- 432 تفسیر آیت ﴿وقد فرض اللہ لکم﴾ الآیۃ
- 435 تفسیر آیت ﴿واذ اسر النبی﴾ الآیۃ
- 436 تفسیر آیت ﴿ان تتوبا الی اللہ فقد﴾ الآیۃ
- 436 تفسیر آیت ﴿وان تظاہرا علیہ فان﴾ الآیۃ
- 437 تفسیر آیت ﴿عسی ربہ ان یتقن﴾ الآیۃ
- 437 تفسیر سورۃ ملک
- 438 تفسیر سورۃ ان والقلم
- 439 تفسیر آیت ﴿عتل بعد ذلك زنیماً﴾ الآیۃ
- 440 تفسیر آیت ﴿یوم یکشف عن ساق﴾ الآیۃ
- 441 تفسیر سورۃ حاقہ
- 442 تفسیر سورۃ معارج
- 443 تفسیر سورۃ نوح
- 444 تفسیر آیت ﴿ودا ولا سواعا ولا﴾ الآیۃ
- 446 تفسیر سورۃ جن
- 452 تفسیر سورۃ مزمل
- 453 تفسیر سورۃ مدثر
- 454 تفسیر آیت ﴿قم فانذر﴾ الآیۃ
- 455 تفسیر آیت ﴿وربک فکبر﴾ الآیۃ
- 456 تفسیر آیت ﴿وثیابک فطہر﴾ الآیۃ
- 457 تفسیر آیت ﴿والرجز فاهجر﴾ الآیۃ
- 458 تفسیر سورۃ قیامہ
- 460 تفسیر آیت ﴿ان علینا جمعه وقرآنہ﴾ الآیۃ

- 461 تفسیر آیت ﴿فاذا قرأناه فاتبع قرآنه﴾ الآية ❀
- 463 تفسیر سورة دهر ❀
- 465 تفسیر سورة مرسلات ❀
- 467 تفسیر آیت ﴿انها ترمی بشرور كالفصر﴾ الآية ❀
- 468 تفسیر آیت ﴿كانه جمالة صفر﴾ الآية ❀
- 468 تفسیر آیت ﴿هذا يوم لا ينطقون﴾ الآية ❀
- 469 تفسیر سورة عم یتساءلون ❀
- 469 تفسیر آیت ﴿يوم ینفخ فی الصور﴾ الآية ❀
- 470 تفسیر سورة نازعات ❀
- 471 تفسیر سورة عبس ❀
- 474 تفسیر سورة تکویر ❀
- 475 تفسیر سورة انفطار ❀
- 476 تفسیر سورة مطففین ❀
- 477 تفسیر سورة انشقاق ❀
- 478 تفسیر آیت ﴿لترکبن طبقا عن طبق﴾ الآية ❀
- 479 تفسیر سورة بروج ❀
- 479 تفسیر سورة طارق ❀
- 480 تفسیر سورة اعلیٰ ❀
- 481 تفسیر سورة غاشیه ❀
- 482 تفسیر سورة فجر ❀
- 485 تفسیر سورة بلد ❀
- 486 تفسیر سورة شمس ❀
- 487 تفسیر سورة لیل ❀
- 487 تفسیر آیت ﴿والنهار اذا تجلی﴾ الآية ❀
- 488 تفسیر آیت ﴿وما خلق الذکر والانثی﴾ الآية ❀
- 489 تفسیر آیت ﴿واما من اعطی﴾ الآية ❀

- 490 تفسیر آیت ﴿و صدق بالحسنی﴾ الآیۃ ❀
- 490 تفسیر آیت ﴿فسنسرہ للیسری﴾ الآیۃ ❀
- 491 تفسیر آیت ﴿واما من یخل واستغنی﴾ الآیۃ ❀
- 491 تفسیر آیت ﴿وکذب بالحسنی﴾ الآیۃ ❀
- 492 تفسیر آیت ﴿فسنسرہ للعیسی﴾ الآیۃ ❀
- 493 تفسیر سورۃ النحی ❀
- 493 تفسیر آیت ﴿ما ودعک﴾ الآیۃ ❀
- 494 تفسیر سورۃ الم نشرح ❀
- 496 تفسیر سورۃ التین ❀
- 497 تفسیر سورۃ قلم ❀
- 505 تفسیر آیت ﴿خلق الانسان﴾ الآیۃ ❀
- 506 تفسیر آیت ﴿اقرا وربک الاکرم﴾ الآیۃ ❀
- 506 تفسیر آیت ﴿الذی علم بالقلم﴾ الآیۃ ❀
- 507 تفسیر آیت ﴿کلا لئن لم ینتہ﴾ الآیۃ ❀
- 508 تفسیر سورۃ قدر ❀
- 508 تفسیر سورۃ بینہ ❀
- 509 تفسیر سورۃ زلزال ❀
- 510 تفسیر آیت ﴿فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ﴾ الآیۃ ❀
- 511 تفسیر آیت ﴿فمن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ﴾ الآیۃ ❀
- 511 تفسیر سورۃ عادیات ❀
- 512 تفسیر سورۃ قارعہ ❀
- 513 تفسیر سورۃ تکوین ❀
- 513 تفسیر سورۃ عصر ❀
- 513 تفسیر سورۃ حمزہ ❀
- 513 تفسیر سورۃ فیل ❀
- 514 تفسیر سورۃ قریش ❀

اس پر روزہ رکھنا تا کہ دفع کرے اس کی شہوت کو اور کائے اس کی منی کے شر کو جیسا کہ کائتا ہے اس کو خصی ہونا اور اسی قول کی بنا پر واقع ہوا ہے خطاب ساتھ جوانوں کے جن میں عورتوں کی شہوت کا گمان ہے کہ اکثر اس سے جدا نہیں ہوتے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ باءۃ کے اس جگہ نکاح کے خرچ ہیں یعنی جو نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے اور جو لوگ کہ اس دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو ان کو اس پر باعث یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ جو طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا انہوں نے جو جماع سے عاجز ہو وہ نہیں محتاج ہے طرف روزہ رکھنے کے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے پس واجب ہے تاویل باءۃ کی ساتھ خرچ نکاح کے اور نہیں مانع ہے کہ عام تر معنی مراد ہوں ساتھ اس طور کے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ باءۃ کے قدرت جماع کی اور خرچ نکاح کے اور جواب دوسرے قول کی تعلیل سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ ارشاد کیا جائے اس شخص کو جو نہیں طاقت رکھتا جماع کی جوانوں سے واسطے بہت ہونے شرم کے یا نہ ہونے شہوت کے یا نامردی کے مثلاً طرف اس چیز کے کہ میسر ہو اس کو بدستور رہنا اس حالت کا اس واسطے کہ جوانی جگہ گمان جوش مارنے شہوت کے کی ہے جو بلائی ہے طرف جماع کے سوا اس کی ایک حالت میں توڑنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ بدستور ٹوٹی رہے پس اسی واسطے ارشاد کیا طرف اس چیز کے کہ بدستور رہے ساتھ اس کے کسر مذکور سو جوان دو قسم کے ہوں گے ایک وہ ہیں کہ ان کو نکاح کی خواہش ہے اور ان کو قدرت ہے سو بلایا ان کو طرف نکاح کرنے کے واسطے دفع کرنے اس خوف کے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ ان کو ایک ایسے امر کی طرف بلایا کہ جس کے ساتھ ان کی حالت بدستور رہے اس واسطے کہ یہ ارفق ہے ساتھ ان کے واسطے اس علت کے کہ مذکور ہوئی اور وہ علت یہ ہے کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتے تھے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو نکاح کا سامان نہ پائے اور اس کو اس کی خواہش ہو تو مستحب ہے اس کو نکاح کرنا واسطے دفع کرنے محذور کے اور یہ جو کہا کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی منع کرنے والا ہے واقع ہونے سے بیچ حرام کاری کے اور کیا باریک بینی ہے جو مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے تھوڑا سا پیچھے واقع ہوا ہے کہ اس نے اس حدیث کے پیچھے جا بڑھنے کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ جب کسی کو تم میں سے کوئی عورت خوش لگے سو اس کے دل میں واقع ہو تو چاہیے کہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے اس واسطے کہ یہ دور کر دے گا جو اس کے دل میں واقع ہو اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مراد کے باب کی حدیث سے اور یہ جو فرمایا کہ لازم ہے اس پر روزہ رکھنا تو روزے کے بدلے بھوک کا لفظ نہ بولا اور عدول کیا کم کرنے اس چیز کے سے جو شہوت کو اٹھائے اور استدعا کرے منی کے جوش کو کھانے اور پینے سے اس واسطے کہ نہیں آیا ہے یہ واسطے حاصل کرنے عبادت کے جو دراصل مطلوب ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ مطلوب روزے سے اصل میں توڑنا شہوت کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو جماع کی طاقت

ہے سو افطار کرے تاکہ قوت حاصل کرے روزے پر اور سوئے تاکہ قوت حاصل کرے کھڑے ہونے پر اور نکاح کرے واسطے توڑنے شہوت کے اور بچانے نفس کے حرام سے اور زیادہ کرنے نسل کے اور یہ جو کہا کہ وہ مجھ سے نہیں اگر ہومنہ پھیرنا اس سے ساتھ کسی قسم کے تاویل سے تو اس شخص کو معذور رکھا جائے بیچ اس کے سو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ وہ میرے طریقہ پر نہیں اور نہیں لازم آتا کہ دین سے نکل جائے اور اگر ہومنہ پھیرنا بطور اعراض اور تطمع کے یعنی سخت پرہیزگاری کے جو پہنچائے نوبت طرف راجح تر ہونے عمل اس کے کی تو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ نہیں میری ملت اور دین پر اس واسطے کہ یہ اعتقاد ایک قسم کا کفر ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اوپر فضیلت نکاح کے اور ترغیب کے بیچ اس کے اور اس میں ڈھونڈنا حال بزرگوں کا ہے واسطے پیروی کرنے کے ساتھ کاموں ان کے کی اور یہ کہ جو پکا قصد کرے کسی کام نیک پر جو محتاج ہو طرف ظاہر کرنے اس کے کی کہ جس جگہ ریا سے بے خوف ہو تو یہ منع نہیں اور اس میں مقدم کرنا حمد و ثناء کا ہے اللہ پر وقت بتلانے مسائل علم کے اور بیان ہے واسطے احکام مکلفوں کے اور دور کرنا شیعے کے مجتہدوں سے اور یہ کہ مباح چیزیں کبھی پلٹ جاتی ہیں ساتھ قصد کے طرف کراہت اور استحباب کے کہا طبری نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے حلال کے استعمال کو کھانے کی چیزوں اور پہننے کی چیزوں سے اور اختیار کرتا ہے موٹے کپڑوں اور سخت کھانوں کو کہا عیاض نے کہ سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض طبری کے قول کی طرف مائل ہوئے ہیں اور بعض اس کے برعکس ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے ﴿اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدینا﴾ یعنی لے گئے تم اپنی ستھری چیزوں کو دنیا کی زندگی میں کہا اور حق یہ ہے کہ یہ آیت کافروں کے حق میں ہے اور حضرت ﷺ نے دونوں امر کو لیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت کرتا یہ واسطے کسی ایک کے دونوں فرقوں سے اگر ہو ہیٹگی کرنی اوپر ایک صفت کے اور حق یہ ہے کہ ملازمت استعمال ستھری چیزوں کی نوبت پہنچاتی ہے طرف خواہش عیش اور اترانے کے اور نہیں بے خوف ہوتا پڑنے سے شیعے کی چیزوں میں اس واسطے کہ جس کی یہ عادت ہو وہ کبھی اس کو نہیں پاتا اور اس سے پھر نہیں سکتا تو حرام چیز میں پڑتا ہے جیسا کہ منع تناول اس کا کبھی نوبت پہنچاتی ہے طرف سخت پرہیزگاری کے جو منع ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر صریح قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قل من حرم زینۃ اللہ الیٰ اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق﴾ جیسے کہ عبادت میں سختی کرنی نوبت پہنچانا ہے طرف تھک جانے کے جو قاطع ہے واسطے اصل اس کے کی اور مثلاً ہمیشہ فقط فرضوں کا پڑھنا اور نفلوں کا چھوڑنا نوبت پہنچاتا ہے طرف بطالت اور نہ خوش دلی کے طرف عبادت کے اور بہتر وہ کام ہے جو متوسط ہو اور نیز اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو جاننا اور پہنچانا اس چیز کا کہ واجب ہے حق اس کے سے بڑا درجہ ہے مجرد عبادت بدنی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَهَذِهِ تَرْجَمَةُ لِلْجُزْءِ الْوَاحِدِ وَعِشْرِينَ صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ وَقَفْنَا لِلَّهِ لِانْتِهَائِهِ كَمَا وَقَفْنَا لِابْتِدَائِهِ.

بَابُ فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

باب ہے سورہ فاتحہ کی فضیلت میں۔

۴۶۲۲۔ حدیث بیان کی ہم سے علی بن عبد اللہ نے کہا اس نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن سعید نے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے خیب نے حفص بن عاصم سے اس نے روایت کی سعید بن معطلی سے اس نے کہا کہ میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا میں نے آپ کو جواب نہ دیا یعنی اور جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے کہا یا حضرت! میں نماز پڑھتا تھا یعنی اس واسطے میں نے آپ کو جواب نہیں دیا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ حکم قبول کرو اللہ کا اور رسول کا جب کہ تم کو بلائے پھر فرمایا کیا میں تجھ کو ایک سورت نہ سکھلاؤ جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے پہلے اس سے کہ تو مسجد سے نکلے پھر حضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر جب ہم نے مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بڑی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورہ الحمد ہے جس کا نام سب مشائی ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی۔

۴۶۲۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي خَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلِّیِّ قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّ أُجِبُهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي قَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ ﴿اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ لِأَعْلَمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السُّعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ.

فائدہ: اور مراد ساتھ بڑی ہونے کے بڑا ہونا قدر ثواب کا ہے جو حاصل ہوتا ہے اس کے پڑھنے پر اگرچہ اس کے

سوا اور سورتیں اسی سے زیادہ تر دراز ہیں اور یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ شامل ہے اس کو فاتحہ معنون سے جو اس کے واسطے مناسب ہیں اور باقی شرح اس کی پہلے گزر چکی ہے۔ (بخ)

۴۶۲۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا فِي مَسِيرٍ لَنَا فَنَزَلْنَا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدَ الْحَيِّ سَلِيمٌ وَإِنَّ نَفَرَنَا غَيْبٌ فَهَلْ مِنْكُمْ رَاقٍ فِقَامٌ مَعَهَا رَجُلٌ مَا كُنَّا نَأْتِيهِ بِرُقِيَةٍ فَرَفَاهُ فَبِرًّا فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ شَاةً وَسَقَانَا لَبَنًا فَلَمَّا رَجَعْنَا لَهُ أَكُنْتُ تَحْسِنُ رُقِيَةً أَوْ كُنْتُ تَرُقِي قَالَ لَا مَا رُقِيَتْ إِلَّا بِأَمِّ الْكِتَابِ قُلْنَا لَا تُحَدِّثُوا شَيْئًا حَتَّى نَأْتِيَ أَوْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَاَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَمَا كَانَ يُدْرِيهِ أَنَّهَا رُقِيَةٌ ائِسْمُوا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي مَعْبُدُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بِهَذَا.

۴۶۲۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے سو ہم اترے سو ایک لونڈی آئی تو اس نے کہا کہ اس قوم کا سردا کاٹا گیا یعنی اس کو سانپ نے کاٹا اور ہمارے مرد موجود نہیں کہ اس کا علاج کریں سو کیا تم میں سے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے تو ایک مرد اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور ہم اس کو منتر پڑھنے کی تہمت نہ دیتے تھے یعنی ہم جانتے تھے کہ اس کو منتر نہیں آتا سو اس نے اس کو جھاڑ پھونک کیا اور وہ اچھا ہو گیا تو اس نے اس کے واسطے تیس بکریوں کے دینے کا حکم دیا یعنی اس کو تیس بکریاں دی گئیں اور اس نے ہم کو دودھ پلایا پھر جب وہ پھرا تو ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا تو منتر خوب جانتا تھا یا کہا کیا جھاڑ پھونک جانتا تھا اس نے کہا نہیں اور نہیں جھاڑ پھونک کی میں نے مگر سورہ فاتحہ سے ہم نے کہا کوئی نئی چیز نہ نکالو یعنی اس اجرت کی اباحت اور کراہت میں یہاں تک کہ ہم پہنچیں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں پھر جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کیا معلوم تھا کہ وہ منتر کیا ہے بکریوں کو آپس میں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی نکالو، کہا ابو معمر نے حدیث بیان کی ہم سے عبد الوارث نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے محمد نے اس نے یعنی سماع ہشام کا محمد سے اور محمد کا معبد سے ثابت ہے جو پہلی سند میں مذکور نہ تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اجارہ میں گزر چکی ہے اور اس کی دلالت ظاہر ہے اوپر فضیلت فاتحہ کے کہا قرطبی نے کہ

لِسَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ.

فائدہ: سرف ایک جگہ کا نام ہے بارہ میل مکہ سے اور نغش اس چار پائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دفنایا ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف میں اس قبے میں جہاں حضرت ﷺ نے ان سے خلوت کی تھی اور ان کی قبر میں عبدالرحمن بن خالد اترا اور یہ جو کہا کہ آرام سے چلو یعنی میانہ روی سے چلو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایماندار کی عزت اور تعظیم مرنے کے بعد بھی باقی ہے جیسے کہ اس کی زندگی میں تھی اور اس میں ایک حدیث ہے کہ مسلمان کے مردے کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسے اس کو زندگی میں توڑنا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس نوبویاں تھیں یعنی وقت وفات پانے آپ ﷺ کے کی اور وہ یہ ہیں سودہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا اور اس ترتیب کی بنا پر ہے جس ترتیب سے حضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور حضرت ﷺ فوت ہوئے حالانکہ وہ سب آپ کے نکاح میں تھیں اور اختلاف ہے ریحانہ رضی اللہ عنہا میں کہ وہ حضرت ﷺ کی بیوی تھیں یا لونڈی اور آپ سے پہلے فوت ہوئی یا پیچھے اور یہ جو کہا کہ ایک اس کے واسطے تقسیم نہ کرتے تھے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس کے واسطے باری تقسیم نہیں کرتے تھے وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں، کہا طحاوی نے یہ وہم ہے اور ٹھیک سودہ رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی اور روایت کی ہے ابن سعید نے کہ حضرت ﷺ صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے باری تقسیم کیا کرتے تھے لیکن اس کی سند میں واقدی ہے اور وہ حجت نہیں اور تعقب کیا ہے مغلطائی نے واسطے تقویت واقدی کے سوجس نے اس کو ثقہ کہا ہے اس کی کلام کو اس نے نقل کیا اور جس نے اس کو واہی اور معتم کہا ہے اس سے چپ رہا اور حالانکہ اس کو ضعیف کہنے والے اکثر ہیں گنتی میں اور سخت تر ہیں مضبوطی میں اور قوی تر ہیں معرفت میں پہلوں سے اور راجح نزدیک میرے وہ چیز ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکی ہے یعنی سودہ رضی اللہ عنہا اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے حذف کیا ہے اس زیادتی کو جان بوجھ کر اور زندہ رہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ شہید ہوئیں وہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما عاشورے کے دن سنہ ۶۱ میں۔ (فتح)

۶۶۸۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَيَّ نِسَاءَهُ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَهُ تِسْعَ نِسْوَةٍ.

۴۶۸۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبھی حضرت ﷺ ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے تھے اور حالانکہ آپ کی نوبویاں تھیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ساتھ اس کے یعنی مطابقت اس کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ یہ حضرت ﷺ کے خاصہ سے ہے کہ آپ کو چار

نہ رکھتا ہو تو مطلوب اس سے یہ ہے کہ وہ نکاح نہ کرے اس واسطے کہ ارشاد کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے طرف اس چیز کے جو اس کے مخالف ہے اور اس کے باعثوں کو کمزور کرتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے حق میں مطلق مکروہ ہے اور تقسیم کیا ہے علماء نے مرد کو نکاح میں کئی قسموں پر اول وہ شخص ہے کہ اس کو غلبہ شہوت ہو اور وہ اس کے خرچ پر قادر ہو اور اپنے نفس پر زنا کا خوف کرنے والا ہو تو مستحب ہے واسطے اس کے نکاح نزدیک سب علماء کے اور حنبلیوں کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ واجب ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو عوانہ شافعیوں میں سے اور یہی قول ہے داؤد کا اور اس کے تابداروں کا اور کہا ابن حزم نے کہ جو جماع پر قادر ہو اس پر فرض ہے اگر پائے جو نکاح کرے ساتھ اس کے یا لوٹنی پکڑے یہ کہ ایک دونوں میں سے کرے اور اگر اس سے عاجز ہو تو چاہیے کہ بہت روزے رکھے اور یہ قول ایک جماعت کا ہے سلف میں سے اور کہا ابن بطلان نے کہ جو نکاح کرنے کو واجب نہیں کہتا اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس قول حضرت ﷺ کے کہ جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا اس نے سوجب روزہ جو اس کا بدل ہے واجب نہ ہو تو اسی طرح اس کا مبدل بھی واجب نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر ساتھ روزے کے مرتب ہے اوپر نہ ہونے طاقت کے اور نہیں محال ہے یہ کہ کہے قائل کہ میں نے تجھ پر ایسا واجب کیا اور اگر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو میں تجھ کو ایسے امر کی طرف بلاتا ہوں اور مشہور احمد سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے واسطے قادر غلبہ شہوت والے کے مگر جب کہ خوف کرے گناہ کا اور کہا ماوردی نے کہ مذہب مالک رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ نکاح کرنا مستحب ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے نزدیک ہمارے اس شخص کے حق میں جو نہ باز آئے زنا سے مگر ساتھ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت اس کے واجب ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور کہا ابن دقیق نے کہ واجب ٹھہرایا ہے اس کو بعض علماء نے اس وقت جب کہ گناہ سے خوف کرے اور نکاح پر قادر ہو اور لوٹنی نہ مل سکے اور حرام ہے اس کے حق میں جو خلل ڈالے بیچ جماع اپنی بیوی کے اور خرچ کرنے کے باوجود نہ قدرت ہونے کے اوپر اس کے اور نہ غلبہ شہوت ہونے اس کے کی طرف اس کے اور مکروہ اس شخص کے حق میں ہے جس جگہ بیوی کو ضرر نہ ہو اور اگر منقطع ہو ساتھ اس کے کوئی چیز بندگی کے کاموں سے عبادت ہو یا علم کے ساتھ مشغول ہونا ہو تو سخت ہوتی ہے کراہت اور مستحب اس وقت ہے جب کہ حاصل ہو ساتھ اس کے معنی مقصود توڑنے شہوت کے سے اور بچانے نفس کے سے اور نگاہ رکھنے شرم گاہ کے سے اور مانند اس کے اور مباح اس وقت ہے جب کہ نہ باقی رہے کوئی باعث اور مانع اور بعض بدستور استجاب پر رہے ہیں اس شخص کے حق میں جس کی یہ صفت ہو واسطے ظاہر حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ اس کے، کہا عیاض نے کہ وہ مستحب ہے اس شخص کے حق میں جس نے نسل کی امید کی ہو اگرچہ اس کو جماع میں شہوت نہ ہو واسطے قول حضرت ﷺ کے فانی مکاتو بکھ اور واسطے ظواہر ترغیب کے اور اس طرح اس شخص کے حق میں جس کو عورتوں کے نفع اٹھانے کی رغبت ہو اور بہر حال جس کی نسل نہ ہو اور نہ اس کو

کرنے اس کے سے ساتھ سچ بولنے کے سچ قول اپنے کے کہ اس نے تجھ سے کہا تو استدراک کیا نفی صدق کو اس سے ساتھ صیغہ مبالغہ کے اور معنی یہ ہیں کہ اس نے تجھ سے اس بات میں سچ بولا باوجود اس کے کہ اس کی عادت ہمیشہ جھوٹ بولنا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ شیطان ہے تو واقع ہوا ہے وکالت میں سچ اس جگہ کے ذاک الشیطان ساتھ لام کے اور لام اس میں واسطے جنس کے ہے یا عہد یعنی ہے اس واسطے کہ وارد ہوا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے شیطان ہے جو اس کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے یا لام بدل ہے ضمیر سے گویا کہ کہا کہ یہ تیرا شیطان ہے یا مراد وہ شیطان جو دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ تیرے پاس شیطان نہیں آئے گا اور کہا طیبی نے کہ قول اس کا کہ تیرے نزدیک شیطان نہیں آئے گا مطلق ہے شائع ہے اس کے جنس میں اور دوسرا ایک فرد ہے اس جنس کے افراد میں سے اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے جو کہ نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ باز ہے حضرت ﷺ شیطان کے پکڑنے سے بسبب دعا سلیمان علیہ السلام کے کہ انہوں نے کہا کہ الہی! دے مجھ کو ایسی بادشاہی کہ میرے بعد پھر ایسی کسی کو نہ ملے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تابع کیا واسطے اس کے ہوا کو پھر فرمایا اور جنوں کو اور باب کی حدیث میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑا جس کو دیکھا اور چاہا کہ اس کو حضرت ﷺ کے پاس پکڑ کر لے جائے اور جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ مراد وہ شیطان ہے جس کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا اور وہ سردار ہے سب شیطانوں کا کہ لازم آتا ہے اس کے قابو کرنے سے قابو کرنا سب شیطانوں کا تو تشابہ ہوگا یہ اس وقت اس چیز کو کہ حاصل ہوئی واسطے سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونے شیطانوں کے سے اور باندھنے ان کے سے اور مراد ساتھ شیطان کے باب کی حدیث میں یا خاص شیطان اس کا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ مقرر ہے اور یا کوئی اور ہے اس واسطے کہ اس کے قابو کرنے سے اور شیطانوں کا قابو ہونا لازم نہیں آتا یا جس شیطان کے باندھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا ظاہر ہوا تھا وہ واسطے آپ کے اپنی اصلی صورت میں جس پر پیدا ہوا اور اسی طرح سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں تھے اپنی اصلی صورت پر اور بہر حال جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے ظاہر ہوا تھا تو وہ آدمیوں کی صورت میں ظاہر ہوا تھا تو اس کے پکڑنے میں سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی کی مشابہت نہ تھی اور علم اللہ کے نزدیک ہے۔ (فتح)

باب ہے سورہ کہف کی فضیلت کے بیان میں۔

بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْكَهْفِ.

۴۶۲۵۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد سورہ کہف پڑھتا تھا اور اس کے پاس گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا تو اس کو ایک بدلی نے ڈھانک لیا تو وہ آہستہ آہستہ قریب ہونے لگی اور اس کا گھوڑا بدکنے لگا تو اس نے صبح کو یہ حال حضرت ﷺ سے کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ

۴۶۲۵ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَإِلَى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوطٌ بِشَطَطَيْنِ فَغَفَسَتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُو وَتَدْنُو

وَجَعَلَ فَرْسَهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِينَةُ نَزَلَتْ بِالْقُرْآنِ.

سکیت تھی جو قرآن پڑھنے کے سبب سے اتری۔

فائدہ: اور بہت جگہ وارد ہوا ہے لفظ سکینہ کا قرآن اور حدیث میں سے روایت کی ہے طبری وغیرہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ ایک ہوا ہے کہ اس کے واسطے منہ ہے مانند منہ آدمی کے اور بعض نے کہا کہ اس کے واسطے دوسرے بھی ہیں اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا سر بلی کے سر کی مانند ہے اور ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کی آنکھ کے واسطے روشنی ہے اور سدی سے روایت ہے کہ یہ ایک طشت ہے سونے کا بہشت میں کہ اس میں پیغمبروں کے دل دھوئے جاتے ہیں اور ابو مالک سے روایت ہے کہ وہ طشت وہی ہے کہ ڈالا اس میں موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں اور توراہ اور عصا کو اور وہب بن منہ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کی روح ہے اور ضحاک سے روایت ہے کہ وہ رحمت ہے اور اسی سے روایت ہے کہ وہ اطمینان دل کا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے طبری نے اور بعض نے کہا کہ وہ طمانیت ہے اور بعض نے کہا کہ وہ وقار ہے اور بعض نے کہا کہ وہ فرشتے ہیں ذکر کیا ہے اس کو صنعانی نے اور ظاہر ہے کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے ان سب معنوں پر جو معنی جس جگہ کے مناسب ہوگا اس پر محمول کیا جائے گا اور مناسب ساتھ حدیث باب کے پہلے معنی ہیں اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فانزل الله سكينته عليه﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿هو الذي انزل السكينة في قلوب المؤمنين﴾ سوا احتمال رکھتا ہے پہلے معنی کا اور احتمال رکھتا ہے قول وہب اور ضحاک کے کا اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا فیہ سکینۃ من ربکم سوا احتمال ہے کہ سدی اور ابو مالک کے معنی اس میں مراد ہوں اور کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ مختار یہ ہے کہ وہ ایک چیز ہے مخلوقات میں سے اس میں طمانیت اور حمت ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہیں اور یہ جو کہا کہ ایک مرد سورہ کہف پڑھتا تھا تو بعض نے کہا کہ وہ اسید بن خفیر صحابی ہے چنانچہ خود اس کی حدیث تین باب کے بعد آئے گی لیکن اس میں ہے کہ وہ سورہ بقرہ پڑھتا تھا اور اس میں ہے کہ سورہ کہف پڑھتا تھا اور اس کا ظاہر تعدد ہے یعنی دو واقعہ کا ذکر ہے اور اسی طرح ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی واقع ہوا ہے اور روایت کی ہے ابو داؤد نے طریق مرسل سے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا ثابت بن قیس کو کہ آج رات کو اس کا گھر چراغوں سے روشن رہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا شاید اس نے سورہ بقرہ پڑھی ہوگی پھر اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے سورہ بقرہ پڑھی تھی اور احتمال ہے کہ اس نے دونوں سورتیں پڑھیں ہوں یا کچھ سورہ بقرہ سے پڑھا ہو اور کچھ سورہ کہف سے۔ (فتح)

باب ہے سورہ فتح کی فضیلت میں۔

بَابُ فَضْلِ سُورَةِ الْفَتْحِ.

۴۶۲۶۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار

۴۶۲۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي

لَنَا نِسَاءً فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَسْتَحْصِي
فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ.

فائدہ: اور البتہ باریک بینی کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے بیچ استنباط کرنے حکم کے گویا کہتا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خصی ہونے سے منع کیا باوجود اس کے کہ ان کو عورتوں کی حاجت تھی اور باوجود اس کے کہ ان کے پاس کچھ نہ تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے نفس اس حدیث میں اور ہر ایک کو ان میں سے کچھ قرآن ضرور یاد تھا تو متعین ہوا نکاح کر دینا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے قرآن سے سو حکم ترجمہ کا سہل رحمہم اللہ کی حدیث سے نص کے ساتھ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کے ساتھ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رحمہم اللہ کی معسر سے وہ شخص ہے جس کے پاس مال نہ ہو ساتھ دلیل قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی۔ (فتح)

**بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ انْظُرْ أُمَّيْ
زَوْجَتِي شئتَ حَتَّى أَنْزَلَ لَكَ عَنْهَا
رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ.**

مراد اپنے بھائی مسلمان سے کہے کہ دیکھ تو میری کس بیوی کو چاہتا ہے تاکہ میں اس سے تیرے واسطے اتروں یعنی اس کو طلاق دے دوں، روایت کیا ہے اس کو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ باب لفظ حدیث عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا ہے جو بیچ میں گزری۔

۴۶۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ
سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ قَالَ سَمِعْتُ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
عَوْفٍ فَأَخْبَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ
وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ
يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي
أَهْلِكَ وَمَالِكَ دُلُونِي عَلَى السُّوقِ فَأَتَى
السُّوقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ
سَمْنٍ فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضْرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ
مُهَيِّمٌ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ

۳۶۸۴ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا اور انصاری کی دو عورتیں تھیں سو اس نے اس کے آگے عرض کیا کہ اس کو آدھا اہل اور مال بانٹ دے سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اہل اور مال میں برکت دے مجھ کو بازار کی راہ بتلا سو وہ بازار میں آیا سو اس نے کچھ پییر اور کچھ گھی نفع پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چن دنوں کے بعد دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا حال ہے اے عبدالرحمن! یعنی اس زردی کا کیا سبب ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کو کیا مہر دیا؟ اس نے

سے زیادہ عورتوں سے نکاح میں لانا اور جمع کرنا درست تھا اور اختلاف ہے کہ کیا زیادتی کے واسطے کوئی انتہا بھی ہے یا نہیں اور اس میں دلالت ہے تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی۔ (فتح)

مراد ساتھ اس کے بیان کرنا تصریح قتادہ کا ہے ساتھ تحدیث انس رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کے۔ (فتح)

وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ
حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۶۸۱۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ نکاح کر اس واسطے کہ بہتر اس امت کا اکثر ہے از روئے عورتوں کے۔

۴۶۸۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ
الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ
طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ
لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ
فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

فائدہ: قید کی ساتھ اس امت کے تاکہ نکل جائیں سلیمان علیہ السلام کہ ان کی بہت عورتیں تھیں کما تقدم اور اسی طرح ان کے باپ داؤد علیہ السلام کی بھی بہت عورتیں تھیں اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ خیر کے حضرت ﷺ ہیں اور مراد ساتھ امت کے خاص اصحاب ہیں اور اشارہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ نکاح نہ کرنا مرجوح بات ہے اس واسطے کہ اگر راجح ہوتا تو نہ اختیار کرتے حضرت ﷺ غیر اس کے کو اور حضرت ﷺ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے سب لوگوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور سب سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ جانتے تھے مگر تاہم بہت ہی نکاح کرتے تھے واسطے مصلحت پہنچانے ان احکام کے کہ نہیں اطلاع پاتے ان پر مرد اور واسطے ظاہر کرنے بڑے معجزے کے خرق عادت میں اس واسطے کہ اکثر اوقات نہ پاتے تھے جو پیٹ بھریں ساتھ اس کے اور اگر پاتے تو اکثر کو خیرات کر ڈالتے اور بہت روزے رکھتے اور طے کے روزے رکھتے اور باوجود اس کے ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے اور نہیں حاصل ہوتی ہے طاقت اس کی مگر ساتھ قوت بدن کے اور قوت بدن کی تابع ہے واسطے اس چیز کے کہ قائم ہو ساتھ اس کے بدن استعمال کرنے قوت دینے والی چیزوں کے کھانے اور پینے کے چیز سے اور وہ حضرت ﷺ کے پاس نہایت کم تھیں بلکہ معدوم تھیں اور واقع ہوا ہے شفا میں کہ عرب مدح کرتے تھے ساتھ بہت نکاح کرنے کے واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر کمال مردی کے اور نہ مشغول کرنا آپ کو بہت ہونا ان کا اپنے رب کی عبادت سے بلکہ آپ کی عبادت اس سے زیادہ ہوئی واسطے بچانے ان کے اور قائم ہونے آپ کے کی ساتھ حقوق ان کے کی اور کسب کرنے آپ کے کی واسطے ان کے اور ہدایت کرنے آپ کے کی ان کو اور شاید مراد ساتھ تحصین کے بند کرنا آنکھ ان کی کا ہے اور آپ کے سونہ جھانکیں طرف غیر آپ کے برخلاف نہ خاوند والی عورت کے اس واسطے کہ عقیقہ بھی طبع

ضحاک مشرقی سے مندر۔

ثَلُثُ الْقُرْآنِ.

فائدہ: مراد یہ ہے کہ روایت ابراہیم نخعی کی ابو سعید سے منقطع ہے اور روایت ضحاک کی اس سے متصل ہے اور ابو عبد اللہ مذکورہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہے جو اس کتاب صحیح بخاری کا مصنف ہے اور شاید فربری نے خود یہ کلام اس سے نہیں سنی سوا اٹھایا اس کو ابو جعفر سے اس نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے یعنی نقل کیا ہے اس نے اس کلام کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ساتھ واسطہ ابو جعفر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کاتب تھا ان کے واسطے حدیثوں کو نقل کرتا جاتا تھا اور ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا اور ان کے حال کو خوب پہنچاتا تھا اور تھا ان لوگوں میں سے جنہوں نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت علم سیکھا اور البتہ ذکر کیے ہیں فربری نے ابو جعفر سے حج اور مظالم اور اعتصام میں بہت فائدے جن کو اس نے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا اور لیا جاتا ہے اس کلام سے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ منقطع حدیث کو مرسل کہتا تھا اور متصل کو مسند بولتا تھا اور مشہور استعمال یہ ہے کہ مرسل اس کو کہتے ہیں کہ منسوب کرے اس کو تابعی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسند وہ ہے کہ منسوب کرے اس کو صحابی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بشرطیکہ ظاہر اسناد کا اتصال ہو اور یہ دوسری قسم نہیں مخالف ہے اس چیز کو کہ مطلق چھوڑا اس کو مصنف نے اور یہ جو کہا کہ سورہ قتل ہو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے تو حاصل کیا ہے اس کو بعض علماء نے اس کے ظاہر پر سو کہا یہ وہ تہائی ہے باعتبار معنوں قرآن کے اس واسطے کہ قرآن میں تین چیزیں ہیں احکام اور اخبار اور توحید اور البتہ شامل ہے یہ سورت تیسری قسم پر سو وہ اس اعتبار سے قرآن کی تہائی ہے اور مدلی جاتی ہے واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابو عبیدہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو تین حصے کیا سو قیل ہو اللہ احد کی سورت کو ایک حصہ ٹھہرایا اور کہا قرطبی نے کہ شامل ہے یہ سورت اوپر دو ناموں کے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو بغل گیر ہیں تمام اوصاف کمال کو کہ وہ دونوں اس کے سوا کسی سورت میں نہیں پائے گئے اور وہ احد اور صمد ہیں اس واسطے کہ وہ دونوں دلالت کرتے ہیں اور ایک ہونے ذات پاک کے جو موصوف ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ احد خبر دیتا ہے ساتھ وجود خاص اس کے کی کہ نہیں شریک ہے اس میں اس کو کوئی اور صمد خبر دیتا ہے ساتھ تمام اوصاف کمال کے اس واسطے کہ اس کی طرف ختم ہوتی ہے سرداری اس کی سو ہوگا مرجع طلب کا اس سے اور طرف اس کے اور نہیں پورا ہوتا یہ اوپر وجہ تحقیق کے مگر واسطے اس شخص کے جو گھیرے تمام اوصاف کمال کو اور یہ نہیں لائق ہے مگر واسطے اللہ تعالیٰ کے سو جب شامل ہوئی یہ سورت اوپر پہچاننے ذات پاک کے تو ہوگی بہ نسبت تمام معرفت کے ساتھ صفات ذات کے اور صفات فعل کی تہائی اور محمول کیا ہے اس کو بعض نے اوپر حاصل کرنے ثواب کے سو کہا کہ اس کے تہائی قرآن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حاصل ہوتا ہے ثواب واسطے پڑھنے والے اس کے مثل ثواب اس شخص کے جو تہائی قرآن پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مثل اس کی بغیر دو گنا ہونے کے اور یہ دعویٰ ہے بغیر دلیل کے اور تائید کرتی ہے اطلاق کو جو روایت کی ہے مسلم نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مانند حدیث ابو

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ قل هو اللہ احد تہائی قرآن کے برابر ہے اور نیز مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جمع ہو جاؤ کہ میں تم پر تہائی قرآن پڑھوں گا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باہر تشریف لائے اور سورت قل هو اللہ احد پڑھی پھر فرمایا کہ خبردار ہو بے شک وہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے سورت قل هو اللہ احد پڑھی اس نے تہائی قرآن پڑھا اور جب یہ اپنے ظاہر پر محمول ہوا تو کیا وہ قرآن کی تہائی معین کے برابر ہے یا ہر تہائی کہ فرض کی جائے اس میں نظر ہے اور لازم آتا ہے دوسری وجہ پر کہ جو اس کو پڑھے تین بار تو ہوگا وہ مثل اس شخص کے جو کامل ختم پڑھے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جو شخص عمل کرے اس چیز کے کہ بغل گیر ہے اس کو یہ سورت اخلاص سے اور توحید سے تو ہوگا وہ مثل اس شخص کے کہ پڑھے تہائی قرآن کو اور دعویٰ کیا ہے بعض نے کہ یہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ جس کے حق میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث فرمائی اور کہا ابن عبد البر نے کہ جس نے اس حدیث کی تاویل نہیں کی خلاصی پائی اس نے اس شخص سے کہ جواب دیا اس نے ساتھ رائے کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا فضیلت قل هو اللہ احد کا ہے اور البتہ بعض علماء نے کہا کہ وہ مشابہ ہے کلمہ توحید کو واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے اس پر جملوں سے جو ثابت کرنے والے ہیں اور نفی کرنے والے ہیں ساتھ زیادتی تعلیل کے اور منی نفی کے اس میں یہ ہیں کہ وہ خالق رازق ہے معبود ہے اس واسطے کہ نہیں کوئی اوپر اس کے جو اس کو منع کرے مانند باپ کے اور نہ اس کو اس میں کوئی برابر ہے مانند کفو کے اور نہ وہ شخص ہے کہ مدد کرے اس کو اوپر اس کے مثل بیٹے کے اور اس میں ڈالنا عالم کا ہے مسائل کو اپنے ساتھیوں پر اور استعمال لفظ کا غیر اس چیز میں کہ جلدی کرتا ہے فہم طرف اس کے اس واسطے کہ متبادر تہائی قرآن کے اطلاق سے یہ ہے کہ مراد تہائی سے تہائی جہم اس کی ہے جو لکھا ہوا ہے مثلاً اور البتہ ظاہر ہوا کہ یہ مراد نہیں۔

تَنْبِيْهُ: روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطور رفع کے کہ اذا زلزلت کی سورت آدھے قرآن کے برابر ہے اور سورہ کافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورہ نصر بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور اسی طرح آیۃ الکرسی بھی چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْمُعْوِذَاتِ. باب ہے بیان میں ان سورتوں کے جن کے ابتدا میں

اعوذ کا لفظ ہے یعنی پناہ مانگی گئی ساتھ ان کے۔

فائدہ: مراد معوذات سے سورہ اخلاص اور سورہ قلن اور سورہ ناس ہیں میں نے باب الوفاۃ النبویہ میں جائز رکھا تھا کہ جمع بیچ اس کے اس بنا پر ہے کہ ادنیٰ درجہ جمع کا دو ہیں پھر ظاہر ہوا اس باب کی حدیث سے کہ وہ ظاہر پر ہے اور یہ کہ مراد ساتھ معوذات کے یہ ہے کہ وہ تینوں سورتوں کو پڑھتے تھے اور ذکر سورہ قل هو اللہ احد کا ساتھ ان دونوں کے بطور تعلیل کے ہے واسطے اس چیز کے کہ شامل ہے وہ اوپر اس کے صفت رب کی سے اگرچہ اس میں صریح اعوذ کا

نہیں پاتا جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں تو حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ چپ رہے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے پھر میں نے اسی طرح کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! خش ہو چکا قلم جس سے تولنے والا ہے سو خصی بن اس بات پر یا چھوڑ دے خصی ہونے کو۔

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌ وَأَنَا أَحَافٌ عَلَى نَفْسِي الْعَنَتِ وَلَا أَجِدُ مَا أَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاحْتَصِصْ عَلَيَّ ذَلِكَ أَوْ ذَرِّهْ.

فائدہ: یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی قلم خشک ہو چکا یعنی تمام ہو چکا مقدر ساتھ اس چیز کے کہ لکھی گئی لوح محفوظ میں سو باقی رہا قلم جس کے ساتھ لکھا گیا خشک اس میں سیاہی نہیں عیاض نے کہا کہ لکھنا اللہ کا اور اس کی لوح اور اس کا قلم اس کے غیب کے علم سے ہے جس کے ساتھ ہم ایمان لائے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس پر خصی بن یا اس کو چھوڑ دے تو اس کے معنی یہ ہیں سو کر جو تو نے ذکر کیا یا اس کو چھوڑ دے اور پیروی کر اس کی جو میں نے تجھ کو حکم دیا اور نہیں ہے امر اس میں واسطے طلب فعل کے بلکہ وہ تہدید کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ قَالَ الْحَقُّ مَنْ رَبُّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ ﴾ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر تو کرے یا نہ کرے سو ضروری ہے جاری ہونا تقدیر کا اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے حکم خصی ہونے کے اور محصل جواب کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں جو ازل میں لکھے گئے سو خصی ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اس واسطے کہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور واقع ہونے والا ہے اور قول اس کا علی ذلک وہ متعلق ہے ساتھ مقدر کے یعنی خصی ہو حال بلندی چاہنے کے علم پر کہ ہر چیز اللہ کی قضا اور قدر سے ہے اور نہیں ہے یہ اذن خصی ہونے میں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف منع کرنے کے اس سے گویا کہ فرمایا کہ جب تو نے جانا کہ ہر چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو نہیں ہے کوئی فائدہ خصی ہونے میں اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس سے منع کیا جب کہ اس نے آپ سے اجازت مانگی اور اس کا مرنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کرنے سے بہت مدت پہلے تھا اور روایت کی ہے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے مجرد ہونے کا گلہ کیا سو اس نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خصی ہو یا خصی کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصی ہونا برا ہے وقد تقدم ما فيه اور یہ کہ تقدیر جب جاری ہو چکی تو حیلے کچھ فائدہ نہیں دیتے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنا شخص کا آگے بڑے کے جو واقع ہو

أَنْصَارِيَّةٌ قَالَتْ فَمَا سُقَّتْ إِلَيْهَا قَالَتْ وَزَنْ نَوَافٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَتْ أَوْلَمَ وَلَوْ بِشَاةٍ.
 کہا کہ سحلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کر
 اگرچہ ایک بکری ہی تھی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ دیکھ تو میری دونوں عورتوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے؟ سواس کا نام
 لے کر میں اس کو طلاق دوں سو جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لینا اور اس حدیث میں وہ چیز ہے
 کہ تھے اصحاب اوپر اس کے اختیار غیر کے سے اوپر اپنے یہاں تک کہ اپنی جان اور اہل سے اور اس میں جائز ہونا
 نظر مرد کا ہے طرف عورت کے وقت ارادے نکاح کرنے کے اس سے اور جائز ہے وعدہ کرنا ساتھ طلاق عورت کے
 اور ساقط ہونا غیرت کا بیچ اس کے اور دور رکھنا مرد کو اپنے نفس کو اس چیز سے کہ خرچ کرے وہ واسطے اس کے اس قسم
 سے اور راجح ہونا کسب بنفسہ کا ساتھ تجارت کے یا کسی اور پیشے کے اور اس میں تجارت کرنا بزرگوں کا ہے خود اپنے
 ہاتھ سے باوجود میسر ہونے اس شخص کے کہ ان کو کفایت کرے وکیل وغیرہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق
 اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تجارت کے واسطے بصرہ کو گئے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبْتُلِ وَالْحِصْمَاءِ.
 جو مکروہ ہے ترک کرنے نکاح کے سے اور
 خصی ہونے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ تجمل کے اس جگہ ترک کرنا نکاح کا ہے اوپر اس کے جو اس کے تابع ہے ملازمت سے طرف
 عبادت کے اور بہر حال مامور اللہ کے اس قول میں ﴿وَتَبْتُلُ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ سوالبتہ تفسیر کیا ہے اس کو مجاہد رضی اللہ عنہ نے سو
 کہا کہ اخلاص کرو واسطے اس کے اخلاص کرنا اور یہ تفسیر بالمعنی ہیں نہیں تو اصل میں معنی تجمل کے منقطع ہونا ہے اور یہ
 جو کہا کہ جو مکروہ ہے تجمل اور خصی ہونے سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مکروہ ہے تجمل سے وہی ہے جو پہنچائے
 طرف سخت پرہیزگاری کے اور حرام کرنے اس چیز کے جو اللہ نے حلال کی اور تجمل اصل میں مکروہ نہیں اور معطوف کیا
 ہے خصی ہونے کو اوپر اس کے اس واسطے کہ بعض اس کا جائز ہے اس حیوان میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ (فتح)

٤٦٨٥ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ
 سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ
 أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ
 التَّبْتُلَ وَلَوْ أُذِنَ لَهُ لَأَخْصَصْنَا.
 حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا
 کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تجمل کی
 اجازت دی یعنی بلکہ اس کو منع کیا اور اگر حضرت ﷺ اس کو
 اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

وَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ
أَسِيدِ بْنِ حُضَيْرٍ.

دیکھتا حضرت ﷺ نے فرمایا تو جانتا ہے کہ وہ بدلی کیا چیز تھی؟ انہوں نے کہا نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تیرے قرآن پڑھنے کی آواز سننے کو قریب ہوئے تھے اور اگر تو پڑھے جاتا تو فجر کو لوگ فرشتوں کو دیکھتے فرشتے ان سے نہ چھپتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ رات کو سورہ بقرہ پڑھتا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ جس حالت میں ایک سورت کو پڑھتا تھا سو جب میں اس کے اخیر تک پہنچا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس نے جس سورت کو شروع کیا تھا اس کو ختم کیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس مکان میں تھا جس میں کھجوریں تھیں اور یہ جو کہا کہ پڑھ اے خیر کے بیٹے! یعنی تجھ کو لائق تھا کہ تو بدستور اس کو پڑھے جاتا اور نہیں ہے یہ امر واسطے اس کے ساتھ پڑھنے کے بیچ حالت بیان کرنے اس حال کے اور گویا کہ حاضر کیا حضرت ﷺ نے سورت حال کو سو ہو گیا وہ گویا کہ حاضر ہے نزدیک اس کے جب کہ اس نے دیکھا جو دیکھا سو گویا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بدستورس کو پڑھے جاتا کہ ہمیشہ رہے واسطے تیرے برکت ساتھ اترنے فرشتوں کے اور سننے ان کے کی واسطے قرأت تیری کے اور اسید بن حذیر نے اس کو سمجھا سو جواب دیا ساتھ عذر اپنے کے بیچ قطع کرنے قرأت کے اور وہ قول اس کا ہے کہ میں ڈرا کہ کہیں لڑکے کو کچل نہ ڈالے یعنی میں ڈرا کہ اگر میں بدستور رہا تو کہیں گھوڑا میرے لڑکے کو کچل نہ ڈالے اور دلالت کرتا ہے سیاق حدیث کا اوپر محافظت کرنے اسید کے اوپر خشوع اپنے کے اپنی نماز میں اس واسطے کہ جب اول گھوڑا بدکا تو اسی وقت اس کو ممکن تھا کہ اپنے سر کو اٹھاتا اور شاید اس کو نہی کی حدیث پہنچی ہوگی کہ نمازی نماز کی حالت میں اپنے سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھائے سو نہ اٹھایا اس نے اپنے سر کو یہاں تک کہ سخت ہوئی ساتھ اس کے مہم اور احتمال ہے کہ اس نے نماز تمام کرنے کے بعد اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا ہو اسی واسطے دراز ہوا ساتھ اس کے یہی حال تین بار اور یہ جو کہا کہ فرشتے تیری آواز کو سننے کے واسطے قریب ہوئے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھ اے اسید کے تجھ کو داؤد علیہ السلام کے لوگوں سے بانسری ملی اور اس زیادتی میں اشارہ ہے طرف باعث کے اوپر سننے فرشتوں کے قرأت اس کی کو اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو صبح تک پڑھے جاتا تو عجب چیزیں دیکھتا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے دیکھنا احاد امت کا فرشتوں کو اور یہ صحیح ہے لیکن جو ظاہر ہوتا ہے قید کرنا ہے ساتھ نیک بخت یا خوش آواز وغیرہ کے اور اس حدیث میں فضیلت ہے قرأت کی اور یہ کہ وہ سبب ہے اترنے رحمت کے کا اور حاضر ہونے فرشتوں کے کا۔ میں کہتا ہوں کہ حکم مذکور عام ہے دلیل سے سو جو روایت میں ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پیدا ہوا ہے قرأت خاص سے صورت خاص سے ساتھ صفت خاص کے اور احتمال ہے خصوصیت سے جو مذکور نہیں ہوا تو اگر ہوتا اطلاق پر تو حاصل ہوتا

اواسطے ہر قاری کے اور البتہ اشارہ کیا بیچ آخر اس حدیث کے ساتھ قول اپنے کے کہ فرشتے ان سے نہ جھپٹے طرف اس بات کے کہ فرشتے واسطے استغراق ان کے کی قرآن کے سننے میں بدستور رہتے نہ پوشیدہ ہونے میں کہ ان کے شان سے پوشیدہ ہونا ہے اور اس میں فضیلت ہے واسطے اُسید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کے اور فضیلت پڑھنے سورہ بقرہ کے رات کی نماز میں اور فضیلت عاجزی کرنے کی نماز میں اور یہ کہ مشغول ہونا کسی کام میں دنیا کے کاموں سے اگرچہ مباح ہو کبھی فوت کرتا ہے بہت نیکی کو پس کیا حال ہے جب کہ مشغول ہو ایسے کام میں جو مباح نہ ہو۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرِكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ.
حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

فائدہ: یعنی جو مصحف میں ہے اور یہ مراد نہیں کہ چھوڑا حضرت ﷺ نے قرآن کو مجموع درمیان دو تختیوں کے اس واسطے کہ یہ مخالف ہے اس چیز کو جو پہلے گزر چکی ہے جمع کرنے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے سے اور غرض اس باب سے رد کرنا ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ بہت قرآن جاتا رہا واسطے جاتے رہنے حاملوں اس کے اور وہ ایک چیز ہے جو رافضیوں نے از خود پیدا کی ہے واسطے صحیح کرنے دعوے اپنے کے کہ تمہیں کرنا اور امامت علی رضی اللہ عنہ کے اور مستحق ہونے ان کے خلافت کو وقت فوت ہونے حضرت ﷺ کے تھا ثابت بیچ قرآن کے اور یہ کہ اصحاب نے اس کو چھپا ڈالا اور یہ دعویٰ باطل ہے اس واسطے کہ نہیں چھپایا انہوں نے مثل اس حدیث کے کہ تو میرے نزدیک بجائے ہارون رضی اللہ عنہ کے ہے موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور سوائے اس کے ظاہر حدیثوں سے کہ استدلال کرتا ہے کبھی ساتھ ان کے جو دعویٰ کرتا ہے خلافت ان کی کا جیسے نہ چھپایا انہوں نے جو اس کے معارض ہے یا خاص کیا جائے گا عموم اس کا یا مقید کیا جائے گا مطلق اس کا اور البتہ باریک بینی کی ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بیچ استدلال کرنے کے رافضیوں پر ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو ان کے ایک امام نے جس کی امامت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ محمد بن حنفیہ ہے اور وہ بیٹا ہے علی رضی اللہ عنہ کا سوا اگر ہوتی اس جگہ کوئی چیز جو متعلق ہے ساتھ باپ اس کے تو ہوتے وہ لائق تر سب لوگوں میں ساتھ اطلاع کے اوپر اس کے اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھائی ہیں اور سب لوگوں سے زیادہ ان کے ساتھ رہتے تھے اور ان کو ان کے حال پر زیادہ اطلاع تھی۔ (فتح)

۴۶۲۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ أَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۳۶۳۱ - حضرت عبدالعزیز سے روایت ہے کہ میں اور شداد بن معقل دونوں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو شداد نے ان سے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے کوئی چیز چھوڑی؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے یعنی حضرت ﷺ نے قرآن کے سوا

کچھ نہیں چھوڑا، عبدالعزیز نے کہا کہ پھر ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے سو ہم نے ان سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کچھ چھوڑا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کچھ نہیں چھوڑا مگر جو دو تختیوں کے درمیان ہے۔

مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ
قَالَ وَذَخَلْنَا عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ
فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ إِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفْتَيْنِ.

فائدہ: واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو اس قرآن میں ہے یعنی نہیں چھوڑا قرآن سے جو پڑھا جاتا ہے مگر جو داخل ہے اس مصحف میں جو لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور نہیں وارد ہوتا اس پر جو پہلے گزرا علی رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ہمارے پاس مگر اللہ کی کتاب اور جو اس کاغذ میں ہے اس واسطے کہ مراد علی رضی اللہ عنہ کی وہ احکام ہیں جن کو انہوں نے حضرت ﷺ سے لکھا اور نہیں نفی کی اس کی کہ ہوں ان کے پاس اور احکام جن کو انہوں نے نہیں لکھا تھا اور بہر حال جو اب ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن حنفیہ کا سوان کی مراد تو صرف وہ قرآن ہے جو پڑھا جاتا ہے یا مراد اس قسم سے ہے جو امامت کے ساتھ متعلق ہے یعنی نہیں چھوڑی کچھ چیز جو امامت کے متعلق ہو مگر وہ چیز جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور تائید کرتا ہے اس کو جو ثابت ہو چکا ہے ایک جماعت اصحاب سے ذکر بہت چیزوں کے سے جو قرآن میں اتریں پھر ان کی تلاوت منسوخ ہوئی اور ان کا حکم باقی رہا یا نہ باقی رہا مثل حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب حرام کاری کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو اور مثل حدیث انس رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے قاریوں کے جو بزمعونہ میں مارے گئے کہا سو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں قرآن اتارا بلغوا عنا قومنا اننا قد لقينا ربنا یعنی ہماری قوم کو ہماری طرف سے خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے اور مثل حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کے برابر تھی اور حدیث حذیفہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں پڑھتے برآۃ کی چوتھائی کو اور یہ سب صحیح حدیثیں ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ مکروہ جانتے تھے کہ کوئی مرو کہے کہ میں نے سارا قرآن پڑھا اور کہتے تھے کہ اس میں سے بعض قرآن منسوخ ہوا اور نہیں ان میں کوئی چیز جو باب کی حدیث کے معارض ہو اس واسطے کہ یہ سب قرآن اس قسم سے ہے کہ منسوخ ہوئی تلاوت اس کی حضرت ﷺ کی زندگی میں۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ. باب ہے قرآن کو سب کلاموں پر فضیلت کے بیان میں
فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کے معنی کو ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ جس شخص کو قرآن کے شغل نے میرے ذکر سے اور میرے سوال سے باز رکھا تو میں دیتا ہوں اس کو افضل اس چیز سے جو دیتا ہوں مانگنے والوں کو اور قرآن کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کو فضیلت ہے اپنی تمام مخلوق پر اور اس کے راوی معتبر ہیں مگر عطیہ کہ اس میں ضعف ہے اور ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کی کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر اور اس کی سند میں بھی

ایک راوی ضعیف ہے۔ (بخ)

۴۶۳۲۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ایماندار کی مثل کہ قرآن پڑھا کرتا ہے ترنج یعنی میٹھے لیموں کی مثل ہے کہ اس کی بو بھی اچھی اور اس کا مزہ بھی اچھا اور اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھا کرتا چھوہارے کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس میں بو نہیں اور اس گنہگار کی مثل جو قرآن پڑھا کرتا ہے وہ نیاز بو کی سی مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا ہے اور اس فاجر کی مثل جو قرآن کو نہیں پڑھتا اندر رائن کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس میں بو نہیں اور اس کا مزہ کڑوا ہے۔

۴۶۳۲ - حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ أَبُو خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَامٌ حَدَّثَنَا قَنَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَأَلَّا تَرْجِيهِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَأَلَّمُومَةٍ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحُظَلَّةِ طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا.

فائدہ: بعض نے کہا کہ خاص کی گئی صفت ایمان کی ساتھ مزے کے اور صفت تلاوت کی ساتھ بو کے اس واسطے کہ ایمان لازم تر ہے واسطے ایماندار کے قرآن سے اس واسطے کہ ممکن ہے حاصل ہونا ایمان کا قرأت کے بغیر اور اسی طرح مزہ لازم ہے واسطے جوہر کے بو سے سوا البتہ کبھی بو جاتی رہتی ہے اور اس کا مزہ باقی رہتا ہے پھر کہا گیا کہ حکمت سچ خاص کرنے ترنج کے ساتھ تمثیل کے سوائے اور کسی میوے کے جو جامع ہوتا ہے اچھے مزے اور اچھی بو کو مانند سیب اور ناشپاتی کے اس واسطے کہ دوا کی جاتی ہے ساتھ اس کے چھلکے کے اور وہ مفرح ہوتا ہے ساتھ خاصیت کے اور نکالا جاتا ہے تیل اس کے دانوں سے کہ اس میں بہت منافع ہیں اور اس کے واسطے اور بھی بہت فائدے ہیں جو مفردات میں مذکور ہیں اور یہ جو کہا کہ اس ایماندار کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے اور یہ زیادتی تفسیر کرتی ہے مراد کو اور یہ کہ تمثیل واقع ہوئی ہے ساتھ اس شخص کے جو قرآن کو پڑھے اور نہ مخالفت کرے اس چیز کی کہ شامل ہے اس پر قرآن امر اور نہی سے نہ مطلق تلاوت اور اگر کہا جائے کہ اگر اس طرح ہوتا تو تقسیم بہت ہو جاتی مثل اس کے کہ کہا جاتا کہ جو پڑھے اور اس پر عمل کرے اور عکس اس کا جو عمل کرے اور نہ پڑھے اور عکس اس کا اور یہ چاروں قسم ممکن ہیں غیر منافق میں اور بہر حال منافق سوا اس کے واسطے فقط دو ہی قسمیں ہیں اس واسطے کہ نہیں اعتبار واسطے عمل اس کے کی جب کہ ہونفاق اس کا نفاق کفر کا اور گویا کہ جواب اس کا یہ ہے کہ دو قسمیں تمثیل سے حذف کی گئیں ہیں ایک وہ جو پڑھتا ہے اور نہیں عمل کرتا ساتھ اس کے دوسرے وہ جو نہ

پڑھتا ہے اور نہ عمل کرتا ہے اور یہ دونوں قسم مشابہ ہیں ساتھ حال منافق کے پس ممکن ہے تشبیہ اول قسم کی ساتھ ریحانہ کے اور دوسری قسم کے ساتھ پھل اندران کے سوا کتفا کیا ساتھ ذکر منافق کے اور دوسری دونوں قسمیں مذکور ہیں اور اس حدیث میں فضیلت ہے حال قرآن کی اور بیان کرنا مثل کا ہے واسطے قریب کرنے کے طرف فہم کے اور یہ کہ مقصود قرآن کی تلاوت سے عمل کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے۔ (فتح)

۴۶۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کوئی مثل نہیں ہو سکتی کہ عمر اور مدت تمہاری اے مسلمانوں اگلی امتوں کی عمر اور مدت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ عصر کی نماز سے شام تک یعنی اگلی امتوں کی زندگی زیادہ تھی جیسے صبح سے عصر تک اور مسلمانوں کی عمر کم ہے جیسے عصر سے شام تک اور نہیں ہے مثل تمہاری اے مسلمانوں مثل یہود اور نصاریٰ کے مگر جیسے مثل اس مرد کی جس نے مزدور ٹھہرائے سو اس نے کہا کہ کون ہے جو میرا کام کرے صبح سے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر سو کام کیا یہود نے دوپہر تک پھر اس مرد نے کہا کہ کون ایسا ہے جو میرا کام کرے دوپہر سے عصر تک سو کام کیا نصاریٰ نے پھر تم اے مسلمانوں عمل کرتے ہو عصر سے شام تک دو دو قیراط پر تو یہود اور نصاریٰ قیامت میں کہیں گے کہ ہم کام میں تو زیادہ ہیں اور مزدوری میں کم یعنی یہ عجیب بات ہے کہ کام بہت اور اجرت کم، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو مزدوری کہ ٹھہر گئی تھی اس سے کچھ کم کر دیا؟ کہیں گے نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا سو یہ یعنی دگنی مزدوری دینا میرا فضل ہے جس کو چاہوں اس کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور مطابقت حدیث اول کی واسطے ترجمہ قرآن پڑھنے والے کی فضیلت ثابت ہونے کی جہت سے ہے پس لازم آتا ہے اس سے کہ قرآن کو فضیلت ہے سب کلاموں پر جیسے کہ فضیلت دی گئی ترنج کو تمام میووں پر اور مناسبت حدیث دوسری کی اس جہت سے ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت کو اور امتوں پر فضیلت ہے اور ثابت ہونا فضیلت کا واسطے اس کے بسبب اس چیز کے ہے کہ ثابت

۴۶۳۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَىٰ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أُجِلُّكُمْ فِي أَجَلٍ مِنْ خَلَا مِنْ الْأَمْرِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَمَغْرِبِ الشَّمْسِ وَمِثْلِكُمْ وَمِثْلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَلًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى ثُمَّ أَنْتُمْ تَعْمَلُونَ مِنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ بِقِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عُمَلًا وَأَقْلُ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُمْ مَنْ حَقَّكُمْ قَالُوا لَا قَالَ فَذَلِكَ فَضْلِي أُوتِيَهُ مَنْ شِئْتُ.

ہو چکی ہے فضیلت کتاب اس کی سے جس کے ساتھ ان کو عمل کرنے کا حکم ہوا۔ (فتح)

بابُ الْوَصِيَّةِ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.
 ۶۶۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
 مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةَ قَالَ سَأَلْتُ
 عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى النَّبِيَّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ
 كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَمْرُوا بِهَا وَلَمْ
 يُؤْصَ قَالَ أَوْصِيَ بِكِتَابِ اللَّهِ.
 باب ہے بیچ بیان وصیت کرنے کے ساتھ قرآن کے۔
 حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ
 بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے وصیت کی
 ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں تو میں نے کہا کہ پھر لوگوں پر وصیت
 کس طرح لکھی گئی یا کس طرح حکم ہوا ان کو وصیت کا اور
 حالانکہ حضرت ﷺ نے وصیت نہیں کی؟ اس نے کہا کہ
 وصیت کی ساتھ کتاب اللہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الوصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو اس نے پہلے کہا کہ وصیت نہیں کی اور پھر اخیر
 میں کہا کہ کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کی تو ان دونوں اقوال میں ظاہر مخالفت ہے اور جواب یہ ہے کہ ان دونوں
 کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ نفی کی ہے اس نے اس چیز کی کہ متعلق ہے ساتھ خلاف کے اور مانند اس کے کہ
 نہ مطلق وصیت اور کتاب اللہ کے ساتھ وصیت کرنے سے مراد اس کی نگہبانی کرنی ہے ظاہر میں اور باطن میں پس
 تعظیم کی جائے اس کی اور حفاظت کی جائے اور نہ سفر کیا جائے ساتھ اس کے طرف زمین دشمن کے اور پیروی کی
 جائے اس کی جو اس میں ہے سو عمل کیا جائے ساتھ حکموں اس کے کی اور پرہیز کی جائے اس کی منع کی چیزوں سے
 اور بیعتگی کی جائے اس کی تلاوت پر اور اس کے سیکھنے پر اور سکھلانے پر۔ (فتح)

بابُ مَنْ لَمْ يَتَعَنَّ بِالْقُرْآنِ.
 فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے احکام میں روایت کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو قرآن کے
 ساتھ بے پرواہ ہو تو وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ سنن میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿أَوْ لَمْ يَكْفِهِمْ أَنَا أَنْزَلْنَا
 عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ﴾.
 یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا نہ کفایت کرتا ان کو یہ
 کہ بے شک ہم نے تجھ پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی
 جاتی ہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس آیت کے طرف ترجیح تفسیر ابن عیینہ کے کہ مراد متعنی سے یہ ہے
 کہ بے پرواہ ہوئے کما سیاتی فی هذا الباب عنہ اور البتہ بیان کیا ہے اسحاق بن راہویہ نے یہ ابن عیینہ سے
 کہ وہ استغناء خاص ہے اور اسی طرح کہا احمد نے وکیع سے کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے پہلی امتوں کی خبروں
 سے اور البتہ روایت کی ہے طبری نے یحییٰ بن جعدہ سے کہ بعض مسلمان کچھ کتابیں لائے اور البتہ لکھا تھا انہوں نے

بیچ ان کے جو سنا تھا یہود سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کفایت کرتی ہے قوم کو مگر ابی یہ کہ منہ پھیریں اس چیز سے کہ لایا ان کے پاس پیغمبران کا اور رغبت کریں اس چیز کی طرف کہ لایا ہے غیر اس کا طرف غیر ان کے تو یہ آیت اتری کیا نہیں کافی ہے ان کو یہ کہ کتاب اتاری ہم نے اوپر تیرے جو پڑھی جاتی ہے اوپر ان کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت اس آیت کی بہت لوگوں پر مانند ابن کثیر وغیرہ کے سوا اس نے کہا اس آیت کے ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں علاوہ اس کے ابن بطلال نے باوجود محقق ہونے کے اشارہ کیا ہے طرف مناسبت کے کہا کہ مراد ساتھ آیت کے استغناء اور بے پرواہ ہونا ہے اگلی امتوں کی خبروں سے اور نہیں مراد ہے وہ استغناء جو ضد ہے فقر کی کہا اس نے اور بخاری رحمہ اللہ جو اس آیت کو ترجمہ کے پیچھے لایا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کا مذہب بھی یہی ہے اور کہا ابن تین نے سمجھا جاتا ہے ترجمہ سے کہ مراد ساتھ تقنی کے استغناء ہے اس واسطے کہ پیچھے لایا ہے وہ آیت کو جو بغل گیر ہے انکار کو اس شخص پر جو نہ بے پرواہ ہو ساتھ قرآن کے غیر اس کے کی سے پس حمل کرنا اس کا اوپر کفایت کرنے کے ساتھ اس کے اور نہ محتاج ہونے کے طرف غیر اس کے اور حمل کرنا اس کا اوپر ضد فقر کے مجملہ اس کے ہے۔ (فتح)

۴۶۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کسی پیغمبر کی قرأت رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پیغمبر ﷺ خوش آوازی سے قرآن پڑھے اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی یعنی عبدالحمید بن عبدالرحمن نے کہا کہ مراد تقنی سے یہ ہے کہ قرآن کو پکار کر پڑھے۔

۴۶۳۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَأْذُنُ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَهُ يُرِيدُ يَجْهَرُ بِهِ.

فائدہ: اور ظاہر اس کا اللہ کے حق میں مراد نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے اللہ کے حق میں اکرام قاری کا ہے اور بہت کرنا ثواب اس کے کا اس واسطے کہ یہی ہے شمرہ سننے کا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی، الخ۔ (فتح)

۴۶۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے کوئی چیز رضا مندی سے نہیں سنی پیغمبر ﷺ کی قرأت کے برابر جب کہ پکار کے قرآن پڑھے، کہا سفیان نے تفسیر اس کی یہ ہے کہ بے پرواہ ہو ساتھ اس کے۔

۴۶۳۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ قَالَ سُفْيَانُ

تَفْسِيرُهُ يَسْتَعْنِي بِهِ.

فائدہ: اور ممکن ہے یہ کہ تائید لی جائے واسطے اس کے اس کے ساتھ اس چیز کے جو عبد اللہ بن ابی نہیک سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور میں بازار میں تھا سو فرمایا کہ تو سوداگر ہے کماتا ہے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں ہم میں سے جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے اور البتہ راضی ہوا ہے ابو عبید ساتھ تفسیر یعنی کے ساتھ غنی ہونے کے اور کہا کہ وہ جائز ہے عرب کی کلام میں اس بنا پر کہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جو نہ غنی ہو ساتھ قرآن کے بہتات دنیا کی سے تو نہیں وہ ہم میں سے یعنی ہمارے طریقے پر اور کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ معنی قول اس کے کی یعنی چار قول پر ایک خوش آوازی ہے دوسرا استغناء ہے، تیسرا غمناک ہونا، چوتھا مشغول ہونا اور تائید کرتا ہے چوتھے قول کی بیت اُشی کا جو پہلے گزر چکا ہے یعنی خفیف المناخ طویل التغنی اس واسطے کہ مراد اس کی ساتھ قول س کے کی طویل التغنی طول اقامت ہے نہ استغناء اس واسطے کہ وہ لائق تر ہے ساتھ وصف طول کے یعنی تھا وہ ملازم واسطے وطن اپنے کے اپنے گھر والوں کے درمیان یعنی اپنے وطن سے باہر نہیں جاتا تھا اور اس بات کو اہل عرب موجب مدح کہتے تھے پس ہوں گے معنی حدیث کے رغبت دلانا اور لازم پکڑنے قرآن کے اور یہ کہ نہ تجاویز کیا جائے طرف غیر اس کے کی اور وہ باعتبار معنی کے رجوع کرتا ہے طرف اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو بخاری نے خاص کرنے استغناء کے سے اور یہ کہ استغناء کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور کتابوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جس کو نہ نفع دے قرآن بیچ ایمان اس کے کی اور نہ سچا جانے اس چیز کو کہ اس میں ہے وعدے اور وعید سے اور نہیں مراد ہے جو اختیار کیا ہے ابو عبید نے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے غنی سوائے فقر کے لیکن جو اختیار کیا ہے ابو عبید نے وہ مدفوع نہیں جب کہ ارادہ کیا جائے ساتھ اس کے غنی معنوی اور وہ قناعت ہے نہ غنی محسوس جو ضد فقر کی ہے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتی یہ ساتھ مجرد ملازمت قرأت کے مگر یہ کہ ہو یہ ساتھ خاصیت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ مراد خوش آوازی سے قرآن پڑھنا ہے اور ساتھ اس کے تفسیر کیا ہے ابن ابی ملیکہ اور عبد اللہ بن مبارک اور نصر بن شمیل نے کہا شافعی نے کہ اگر مراد غنی ہوتا تو فرماتے لہد يستغن اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ مراد حسن ترنم ہے ساتھ قرآن کے کہا طبری نے کہ ترنم نہیں ہوتا مگر ساتھ آواز کے جب کہ قاری خوش آواز نکالے اور اچھے لہجے سے پڑھے اور اگر اس کے معنی استغناء ہوتے تو البتہ نہ ہوتے واسطے ذکر صوت کے اور جہر کے کوئی معنی اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو تفسیر کیا ہے اس کو ابن عیینہ نے وہ مدفوع نہیں اگرچہ ظاہر حدیثوں کا اس کو ترجیح دیتا ہے کہ مراد پڑھنا قرآن کا ہے خوش آوازی سے لیکن ابن عیینہ کا قول بھی بے سند نہیں اور حاصل یہ ہے کہ ممکن ہے تطبیق درمیان اکثر تاویلوں مذکورہ کے اور وہ یہ ہے کہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے پکار کے اچھے لہجے سے طریقے غمناک ہونے کے بے پرواہی چاہنے والا اس کے سوائے

اور اخبار سے طلب کرنے والا ساتھ اس کے غنی نفس اور خوش آوازی قرآن پڑھنے کی بحث علیحدہ باب میں آئے گی اور نہیں شک ہے اس میں کہ نفس رغبت کرتے ہیں طرف سننے قرأت کے ساتھ خوش آوازی کے زیادہ رغبت کرنے ان کے سے واسطے اس شخص کے کہ نہ پڑھے اس کو خوش آوازی سے اس واسطے کہ خوش آوازی کو تاثیر ہے بیچ نرم کرنے دل کے اور جاری کرنے آنسو کے اور تھا درمیان سلف کے اختلاف بیچ جواز پڑھنے قرآن کے ساتھ الحان کے اور بہر حال پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے اور مقدم کرنا خوش آواز کا اوپر غیر اس کے کی سونہیں ہے کوئی جھگڑا بیچ اس کے سو حکایت کی ہے عبدالوہاب مالکی نے مالک سے کہ حرام ہے پڑھنا قرآن کو ساتھ راگ کے اور حکایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے ایک جماعت اہل علم سے اور حکایت کی ہے ابن بطلال اور عیاض اور قرطبی نے مالکیوں میں سے اور ماوردی نے اور بندنچی اور غزالی نے شافعیوں میں سے اور صاحب ذخیرہ نے حنفیہ میں سے کراہت کو اور اسی کو اختیار کیا ہے ابو یعلیٰ اور ابن عقیل نے حنبلیوں میں سے اور حکایت کی ابن بطلال نے ایک جماعت اصحاب اربعین سے کہ جائز ہے اور ساتھ اسی کے نص کی ہے شافعی نے اور نقل کیا ہے اس کو طحاوی نے حنفیہ سے اور کہا فوازی شافعی نے کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور محل ان اختلافات کا وہ ہے جب کہ حرف اپنے مخرج سے نہ نکلے اور اگر کوئی حرف متغیر ہو تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اجماع ہے اس کے حرام ہونے پر اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ مستحب ہے پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے جب کہ نہ نکلے حد قرأت سے پس اگر نکلے یہاں کہ زیادہ ہو کوئی حرف یا پوشیدہ کرے کسی حرف کو تو حرام ہے اور جو حاصل ہوتا ہے دلیلوں سے یہ ہے کہ پڑھنا قرآن کا خوش آوازی سے مطلوب ہے اور اگر اس کی آواز خوش نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو خوش آوازی سے پڑھے جہاں تک ہو سکے اور مجملہ تحسین اس کی سے یہ ہے کہ خوش آوازی کے قواعد کی رعایت کرے اس واسطے کہ خوش آواز کے آواز اس سے زیادہ خوش ہوتی ہے اور اگر اس سے نکلے تو اثر کرتا ہے یہ اس کی خوش آوازی میں اور جو خوش آواز نہ ہو وہ اکثر اوقات ان کی رعایت سے پورا ہو جاتا ہے جب تک کہ نہ نکلے شرط ادا کی سے جو معتبر ہے نزدیک قرأت والوں کے اور اگر ان قواعد سے نکلے تو نہیں وفا کرتا خوش ہونا آواز کا ساتھ بڑی ادا کے اور شاید یہی سند ہے اس شخص کی جو مکروہ جانتا ہے قرأت کو ساتھ نغمہ کے اس واسطے کہ غالب یہ ہے کہ جو نغمہ کی رعایت کرتا ہے وہ ادا کی رعایت نہیں کرتا اور اگر کوئی دونوں کی رعایت کرے تو نہیں شک ہے کہ وہ راجح تر ہے غیر سے اس واسطے کہ وہ لاتا ہے اس چیز کو جو مطلوب ہے خوش آوازی سے اور پرہیز کرتا ہے ممنوع کو حرمت ادا سے۔ (فتح)

بَابُ اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ . باب ہے بیان میں کہ رشک کرنا قرآن والے کا۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں باب رشک کرنے کا علم اور حکمت میں اور ذکر کی ہے میں نے اس جگہ تفسیر غبطہ کی اور فرق درمیان اس کے اور درمیان حسد کے اور یہ کہ حسد حدیث میں بطور مجاز کے بولا گیا ہے اور کہا اسماعیلی

نے کہ اس جگہ ترجمہ باب کا یہ ہے کہ اغتباط صاحب القرآن اور یہ نعل صاحب قرآن کا ہے سو وہی ہے جو رشک کرتا ہے اور جب وہ خود اپنے کام سے رشک کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ خوش ہوتا ہے اور راحت پاتا ہے اپنے کام سے اور نہیں ہے یہ مطابق میں کہتا ہوں اور ممکن ہے جواب ساتھ اس طور کے کہ مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جب حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ غیر صاحب قرآن کا رشک کرتا ہے صاحب قرآن سے بسبب اس چیز کے کہ دیا گیا وہ عمل کرنے سے ساتھ قرآن کے تو رشک کرنا صاحب قرآن کا ساتھ عمل نفس اپنے کے اولیٰ ہے جب کہ سنے اس بشارت کو جو سچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں وارد ہے۔ (فتح)

۶۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى النَّسِيبِ
رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَقَامَ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ
وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ
آتَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ.

۳۶۳۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ حسد کرنا لائق نہیں مگر دو آدمیوں پر ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے سو وہ اس کو رات کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا سو وہ اس کو رات اور دن کی ساعتوں میں خیرات کیا کرتا ہے۔

فائدہ: نہیں حسد یعنی نہیں رخصت بچ حسد کرنے کے مگر دو خصلتوں میں یا نہیں خوب ہے حسد اگر خوب ہو یا بولا حسد کو واسطے مبالغہ کرنے کے بچ ترغیب کے بچ حاصل کرنے دونوں خصلتوں کے گویا کہ کہا گیا کہ اگر نہ حاصل ہوں یہ دونوں مگر ساتھ بد طریق کے تو البتہ ہوگی وہ چیز جو ان میں ہے فضیلت سے باعث اور حاصل کرنے دونوں کے ساتھ اس کے پس کیا حال ہے اور حالانکہ ممکن ہے حاصل کرنا ان دونوں کا ساتھ طریقے خوب کے اور وہ اس آیت کی جنس سے ہے ﴿فاستقبوا الخیرات﴾ اس واسطے کہ حقیقت سبقت کی یہ ہے کہ آگے پڑھے اپنے غیر سے مطلوب میں اور پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں کہ مراد ساتھ قیام کے عمل کرنا ہے ساتھ اس کے ساتھ تلاوت کے اور بندگی کے۔ (فتح)

۶۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ
ذُكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي

۳۶۳۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حسد کرنا مگر دو آدمیوں میں ایک تو وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سکھلایا ہے سو وہ اس کو رات کی اور دن کی ساعتوں میں پڑھا کرتا ہے سو اس

کے ہمسائے نے اس کو سنا تو کہا کہ کاش مجھ کو قرآن آتا جیسے فلاں کو آتا ہے تو میں بھی عمل کرتا جیسے وہ عمل کرتا ہے اور دوسرا وہ مرد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تو وہ اس کو بے جا خرچ کرتا ہے تو دوسرے مرد نے کہا کہ کاش کہ مجھ کو مال ملتا جیسے فلاں کو ملا ہے تو میں عمل کرتا جیسے فلاں کرتا ہے۔

اَسْتَيْتِن رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ
إِنَاءَ اللَّيْلِ وَإِنَاءَ النَّهَارِ فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ
لَيْتَنِي أُوتِيَتْ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فَلَانَ فَعَمِلْتُ
مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ
يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَيْتَنِي أُوتِيَتْ
مِثْلَ مَا أُوتِيَ فَلَانَ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہلاک کرتا ہے اس کو حق میں تو اس میں احتراں بلیغ ہے گویا کہ جب وہم پیدا ہوا بے جا خرچ کرنے کا ہلاک کے عام ہونے کی جہت سے توقید کیا اس کو ساتھ حق کے۔ (فتح)
باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه۔
باب ہے اس بیان میں کہ تم لوگوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

فائدہ: اسی طرح باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث کے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ روایت راجح واؤ کے ساتھ ہے۔

۳۶۳۹ - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ ہے جو خود قرآن کو سیکھے اور غیروں کو سکھائے، کہا سعد نے اور پڑھا ابو عبد الرحمن نے قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر کہا ابو عبد الرحمن نے اور یہی حدیث ہے جس نے مجھ کو اس جگہ بٹھایا یعنی جگہ تعلیم قرآن کی۔

۶۲۹ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا
شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ سَمِعْتُ
سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ
السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ
مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ وَأَقْرَأُ أَبُو
عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتَّى كَانَ
الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَلِكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي
مَقْعِدِي هَذَا.

فائدہ: روایت ابو عبد الرحمن کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے معنعن ہے اور البتہ واقع ہوئی ہے بعض طریقوں میں تصریح ساتھ تحدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے ابو عبد الرحمن کے لیکن اس کی سند میں کلام ہے لیکن ظاہر ہوا واسطے میرے کہ بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے اس کے موصول ہونے پر اور بیچ ترجیح ملاقات ابو عبد الرحمن کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس زیادتی کی بنا پر کہ واقع ہوئی ہے بیچ روایت شعبہ کے سعد بن عبیدہ سے اور وہ یہ ہے کہ ابو عبد الرحمن عثمان رضی اللہ عنہ

کے زمانے سے حجاج کے زمانے تک لوگوں کو قرآن پڑھاتا رہا اور البتہ جو چیز کہ اس کو باعث ہوئی وہ یہی حدیث ہے جو مذکور ہے پس دلالت لی اس نے کہ سنا ہے اس کو اس زمانے میں اور جب اس نے اس کو اس زمانے میں سنا اور نہیں موصوف ہے ساتھ تدلیس کے تو اس نے تقاضا کیا کہ اس نے اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا ہے خاص کر باوجود اس چیز کے کہ مشہور ہوئی قاریوں میں کہ ابو عبد الرحمن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ سے پڑھا اور سند لی ہے انہوں نے اس کی ان سے پس ہوگا یہ اولیٰ قول اس شخص کے سے جو کہتا ہے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور یہ جو کہا کہ من تعلم القرآن وعلمہ تو ایک روایت میں واؤ کی جگہ اودا وقع ہوا ہے اور ظاہر باعتبار معنی کے روایت واؤ کی ہے اس واسطے کہ جو روایت کہ او کے ساتھ ہے وہ تقاضا کرتی ہے اثبات خیریت مذکورہ کو واسطے اس شخص کے جو دونوں امروں سے ایک کام کرے سو لازم آتا ہے کہ جو قرآن کو سیکھے اگر اپنے غیر کو نہ سکھائے یہ کہ ہو بہتر اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے مثلاً اگر چہ اس کو نہ سیکھے اور اگر کوئی کہے کہ واؤ کی روایت پر بھی لازم آتا ہے کہ جو اس کو سیکھے اور غیر کو سکھائے یہ کہ ہو افضل اس شخص سے کہ عمل کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے سوائے اس کے کہ اس کو سیکھے اور نہ غیر کو سکھائے تو جواب اس کا یہ ہے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خیریت کے جہت حصول تعلیم سے بعد علم کے اور جو غیر کو سکھاتا ہے اس کے واسطے نفع متعدی حاصل ہوتا ہے برخلاف اس شخص کے جو فقط عمل کرتا ہے بلکہ اشرف علم غیر کا سکھانا ہے اور جو کوئی غیر کو قرآن سکھائے مستلزم ہے کہ اس نے خود اس کو سیکھا ہو اور سکھانا اس کا غیر اپنے کو عمل ہے اور حاصل کرنا ہے نفع متعدی کا اور اگر کوئی کہے کہ ہوتے معنی حاصل ہونا نفع متعدی کا تو البتہ شریک ہوتا ہر شخص کہ اپنے غیر کو کوئی علم سکھائے بیچ اس کے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ قرآن سب علموں سے اشرف ہے تو جو اس کو پڑھے اور اپنے غیر کو پڑھائے وہ اتنی طرف ہو گا اس شخص سے جو قرآن کے سوائے اور علم سیکھے اگر چہ اس کو پڑھائے پس ثابت ہوگا مدعی اور نہیں شک ہے اس میں کہ جو قرآن کے سیکھے اور سکھانے کے درمیان ہو وہ کامل کرنے والا ہے اپنے نفس کو اور اپنے غیر کو جامع ہے درمیان نفع قاصر اور نفع متعدی کے اسی واسطے ہوا افضل اور وہ ان لوگوں میں ہے جن کو مراد رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے کے ﴿ومن احسن قولاً ممن دعا الى الله وعمل صالحاً وقال اننى من المسلمين﴾ اور اللہ کی طرف بلانا مختلف طور سے ہوتا ہے مجملہ ان کے قرآن کا سکھانا ہے اور وہ اشرف ہے سب سے اور عکس اس کا کافر ہے جو مانع ہے اپنے غیر کو اسلام سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ومن اظلم ممن كذب بايات الله وصدق عنها﴾ اور اگر کوئی کہے کہ اس بنا پر پڑھانے والا افضل ہو فقیہ سے تو ہم کہتے ہیں کہ نہیں اس واسطے کہ جو لوگ کہ اس کے ساتھ مخاطب تھے وہ فقیہ تھے اس واسطے کہ وہ اہل زبان تھے سو جانتے تھے وہ قرآن کے معنوں کو ساتھ سلیقہ کے اکثر اس چیز سے کہ جانا اس کو ان لوگوں نے جو ان کے بعد آئے ساتھ کسب کرنے کے توفیق ان کا دستور تھا سو جو ان کے سے حال میں ہو وہ

ان کو اس میں شریک ہے نہ جو محض پڑھنے والا یا پڑھانے والا ہونہ سمجھتا ہو کچھ معنوں اس چیز کے سے کہ اس کو پڑھتا ہے یا پڑھاتا ہے پھر اگر کوئی کہے کہ پس لازم آتا ہے یہ کہ ہو پڑھانے والا افضل اس شخص سے جو اعظم ہے از روئے غناء کے اسلام میں ساتھ مجاہدے کے اور رباط کے اور امر بالمعروف کے اور نہی عن المنکر کے مثلاً تو ہم کہتے ہیں کہ حرف سدا کا گھومتا ہے اور نفع متعدی کے جو شخص کہ ہو حصول اس کا نزدیک اس کے اکثر ہوگا وہ افضل سوشاید من مضر ہے خبر میں اور ضروری ہے باوجود اس کے رعایت اخلاص کی ہر قسم میں ان سے اور احتمال ہے کہ خیریت اگرچہ مطلق ہے لیکن وہ مقید ہے ساتھ خاص لوگوں کے خطاب کیے گئے ساتھ اس کے کہ تھا یہ لائق ساتھ حال ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ بہتر سیکھنے والوں میں وہ ہے جو اپنے غیر کو سکھلائے نہ وہ جو خود سیکھ لے اور بس اور رعایت حیثیت کی ہے اس واسطے کہ قرآن سب کلاموں سے بہتر ہے سو سیکھنے والا اس کا بہتر ہے اس کے غیر کے سیکھنے والے سے بہ نسبت خیریت قرآن کے اور بہر حال وہ مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے کہ قرآن سکھائے اور سیکھے ساتھ اس حیثیت کے کہ جانا ہو جو اس پر فرض عین ہے اور یہ جو کہا کہ پڑھایا ابو عبد الرحمن نے قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حاکم ہوا حجاج عراق پر میں کہتا ہوں کہ درمیان اول خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اخیر حکومت حجاج کے بہتر سال کا فاصلہ ہے مگر تین مہینے کم اور درمیان اخیر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اول حکومت حجاج کے عراق پر اڑتیس سال کا فاصلہ ہے اور مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ ابو عبد الرحمن نے کب پڑھانا شروع کیا اور کب چھوڑا ان کی اس کلام کے واسطے بیان طول مدت پڑھانے اس کے کی ہے قرآن کو یعنی اس نے کتنی مدت لوگوں کو قرآن پڑھایا اور اللہ خوب جانتا ہے اس کی مقدار کو اور جو میں نے ذکر کیا اس سے نہایت مدت اور ادنیٰ پہچانی جاتی ہے اور اشارہ ساتھ قول اس کے کی ذلک طرف حدیث مرفوع کے ہے یعنی وہ حدیث کہ بیان کیا ہے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیچ افضلیت اس شخص کے جو قرآن کو سیکھے اور سکھلائے باعث ہوئی ابو عبد الرحمن کو اس پر کہ لوگوں کو قرآن پڑھانے کے واسطے بیٹھا واسطے حاصل کرنے اس فضیلت کے اور یہ مطلب ایک روایت میں صریح آچکا ہے یعنی سکھلاتا رہا ابو عبد الرحمن قرآن کو عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں تک کہ حجاج کا زمانہ پہنچا۔ (فتح)

۴۶۴۰۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ افضل تم لوگوں میں وہ ہے جو قرآن کو سیکھے یا اس کو سکھلائے۔

۴۶۴۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

فائدہ: اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر تعلیم قرآن کے اور البتہ کسی نے ثوری سے پوچھا کہ جہاد کرنا افضل

ہے یا قرآن کا پڑھانا تو اس نے کہا قرآن کا پڑھانا اور حجت پکڑی اس نے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے اس کو ابن ابی داؤد نے۔ (فتح)

۴۶۴۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان اللہ اور اس کے رسول کو بخشی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو تو عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے کہا کہ میرا نکاح اس سے کر دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کپڑا دے اس نے کہا کہ میں کپڑا نہیں پاتا تو فرمایا کہ اس کو کچھ دے اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو اس نے آپ سے عذر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جا ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا قرآن کے یاد کر دینے پر۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی اس باب میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کا نکاح اس سے کر دیا واسطے تعظیم قرآن کے اور اس کے غیر نے کہا کہ وجہ داخل کرنے اس کے کی یہ ہے کہ فضیلت قرآن کی ظاہر ہو اس کے صاحب پر دنیا میں ساتھ اس طور کے کہ قائم ہو واسطے اس کے مقام مال کے کہ پہنچتا ہے آدمی ساتھ اس کے طرف غرض کے اور بہر حال نفع اس کا آخرت میں سو ظاہر ہے اس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔ (فتح)

باب ہے بیان میں کہ قرآن کو زبانی پڑھنا بغیر دیکھنے کے۔

۴۶۴۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تاکہ اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی سو نظر کو اس کی طرف اٹھایا اور جھکایا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا جب عورت نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں دیا تو بیٹھ گئی

۴۶۴۱ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ زَوْجِيهَا قَالَ أَعْطَاهَا نَوْبًا قَالَ لَا أَجِدُ قَالَ أَعْطَاهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَاغْتَلَّ لَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۴۶۴۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَظَنَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو ایک مرد آپ ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے تو اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! فرمایا اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھرا تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ نہیں پایا فرمایا تلاش کر اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو پھر وہ گیا پھر پھرا تو اس نے کہا یا حضرت! قسم ہے مجھ کو اللہ کی مجھ کو لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی لیکن میرے پاس یہ ایک تہہ بند ہے، کہا سہل بنی امیہ نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو آدھا تہہ بند اس کے واسطے ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے تہہ بند سے کیا کرے گا اگر تو اس کو پہنے گا تو اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر عورت اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھا یہاں تک کہ بہت دیر بیٹھا رہا پھر اٹھا تو حضرت ﷺ نے اس کو پینچ پھیرتے دیکھا سو حکم دیا اس کے بلانے کا وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہے پاس تیرے قرآن سے؟ اس نے کہا میرے پاس فلائی فلائی سورت ہے اور ان کو گنا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن کے بدلے جو تم کو یاد ہے یعنی عورت کو وہ قرآن یاد کروا دینا۔

فَصَعَدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاطَأَ رَأْسَهُ
فَلَمَّا رَأَتْ أُمْرَأَةً أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا
جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ
فَرَوِّجِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَ
لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذْهَبْ إِلَى
أَهْلِكَ فَانظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ
رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا
وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ
حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا
رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ
هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا
نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ يَا زَارِكُ إِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ
عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ لَكَ
شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ
قَامَ فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مُوتِلًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا
مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا
وَسُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا عَدَدَهَا قَالَ
اتَّقِرُوهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ
إِذْهَبْ فَقَدْ مَلَكَتْكِهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: یہ حدیث شریف ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ساتھ اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے قول حضرت ﷺ کے سچ اس کے کہ کیا تو ان کو یاد پڑھتا ہے اس نے کہا ہاں پس دلالت کی اس نے اوپر فضیلت پڑھنے قرآن کے یاد حفظ سے اس واسطے کہ اس سے تعلیم کی طرف پہنچنا زیادہ ممکن ہے کہا ابن کثیر نے کہ اگر مراد امام

بخاری رضی اللہ عنہ کی ساتھ حدیث کے دلالت کرنا ہے اس پر کہ تلاوت قرآن کی یاد سے افضل ہے تلاوت اس کی سے قرآن سے دیکھ کر تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سوا احتمال ہے کہ وہ خوب نہ لکھ سکتا تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جانا ہو تو نہیں دلالت کرتا یہ کہ زبانی قرآن پڑھنا افضل ہے اس شخص کے حق میں کہ خوب جانتا ہو اور خوب نہ جانتا ہو اور نیز پس سیاق حدیث کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ واسطے طلب ثبوت اس بات کے ہے کہ وہ اول سورتوں کو زبانی یاد رکھتا ہے تاکہ قادر ہو اس کی تعلیم پر واسطے عورت اپنی کے اور نہیں مراد ہے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے میں کہتا ہوں اور نہیں وارد ہوتی بخاری رضی اللہ عنہ پر کوئی چیز اس قسم سے جو مذکور ہوئی اس واسطے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ باب القراءۃ عن ظہر القلب مشروع ہونا اس کا ہے یا مستحب ہونا اس کا اور حدیث مطابق ہے واسطے اس چیز کے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ اس کے اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے ہونے اس کے افضل دیکھ کر کے پڑھنے سے اور البتہ تصریح کی ہے بہت علماء نے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے زبانی یاد پڑھنے سے اور ابو عبید نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ دیکھ کر قرآن پڑھنے والے کی فضیلت اس شخص پر جو اس کو یاد پڑھے جیسے فضیلت فرضوں کی ہے نفلوں پر اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن کو ہمیشہ دیکھ کے پڑھا کرو اور اس کی سند صحیح ہے اور باعتبار معنی کے یہی افضل ہے اس واسطے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنے میں غلطی نہیں ہوتی لیکن زبان پڑھنا بعید تر ہے ریاسے اور زیادہ قدرت دینے والا ہے اور پر خشوع کے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ پڑھو قرآن کو اور نہ مغرور کریں تم کو یہ قرآن جو لٹکے ہوئے ہیں اور بے شک اللہ نہیں عذاب کرتا کسی دل کو جس نے قرآن کو یاد رکھا اور گمان کیا ابن بطال نے کہ سچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کیا تو ان کو زبانی پڑھتا ہے رد ہے واسطے اس چیز کے کہ تاویل کیا ہے اس کو شافعی رضی اللہ عنہ نے سچ نکاح کر دینے مرد کے اس پر کہ مہر اس عورت کا اجرت تعلیم اس کی ہے اور نہیں دلالت ہے سچ اس کے واسطے اس چیز کے کہ ذکر کی بلکہ ظاہر سیاق کا یہ ہے کہ آپ نے اس سے ثبوت چاہا، کما تقدم۔ (فتح)

باب استنکار القرآن وتعاہدہ۔ باب ہے بیان میں یاد کرنے قرآن کے اور

ہمیشہ پڑھنے اس کے کی۔

فائدہ: استنکار القرآن کے معنی ہیں طلب کرنا نفس اپنے سے یاد کرنے قرآن کے کو اور تعاہد کے معنی ہیں خبر گیری کرنی اس کی یعنی تجدید عہد کی ساتھ اس کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی۔

۶۶۴۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَحْبَبَنَا
۴۶۲۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صاحب قرآن کی مثل

ساتھ قرآن کے بند ہے اونٹ والے کی سی مثل ہے اگر اس کا مالک اس کی خبر گیری کرتا رہا تو اس کو اپنے قابو میں بند رکھا اور اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا۔

عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعْقَلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.

فائدہ: اور مراد ساتھ صاحب کے وہ ہے جس کو قرآن کی الفت ہو یعنی اس کو تلاوت کی الفت ہو اس کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہو اور یہ عام تر ہے اس سے کہ قرآن سے دیکھ کر پڑھتا ہو یا زبانی پڑھتا ہو اس واسطے کہ جو اس پر ہینگی کرتا ہے ذلیل ہوتی ہے واسطے اس کے زبان اس کی اور آسان ہوتا ہے اس پر پڑھنا اس کا اور جب اس کو چھوڑ دے تو بھاری ہوتی ہے اس پر تلاوت اس کی اور مشکل ہوتی ہے اور قول اس کا انما تقاضا کرتا ہے حصر کو راجح پر لیکن وہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت یاد کرنے اور بھول جانے کے ساتھ تلاوت کرنے اور چھوڑ دینے کے اور یہ جو کہا مثل اونٹ والے کی ہے یعنی ساتھ اونٹ کے اور معقلہ یعنی بندھا ہوا عقال سے اور وہ رسی ہے جو اونٹ کے گھٹنے میں باندھی جاتی ہے تشبیہ دی قرآن کے پڑھنے والے کو اور اس کی تلاوت ہمیشہ کرنے کو ساتھ باندھنے اونٹ کے کہ خوف کیا جاتا ہے اس سے بھاگنا سو جب تک کہ خبر گیری موجود ہے اس کی نگہبانی بھی موجود ہے جیسے کہ اونٹ بندھا ہو قابو میں رہتا ہے اور خاص کیا اونٹ کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ گھر کے لیے ہوئے جانداروں میں زیادہ تر بھڑکنے والا ہے اور وہ بھاگنے کے بعد قابو میں مشکل آتا ہے اور یہ جو کہا کہ اگر اس کو رسی سے چھوڑا تو جاتا رہا تو ایک روایت میں ہے کہ جب قرآن والا کھڑا ہوا اور اس کے رات اور دن میں پڑھا تو اس کو یاد کیا اور اگر نہ کھڑا ہوا تو اس کو بھول گیا۔ (فتح)

۴۶۴۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بری بات ہے ہر ایک مسلمان کے حق میں کہ یوں کہے کہ میں فلاں فلاں آیت قرآن کی بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ وہ شخص بھلا دیا گیا اور یاد کرتے رہا کرو قرآن کو اس واسطے کہ قرآن مردوں کے سینے سے جلد نکل جاتا ہے ان اونٹوں سے بھی زیادہ جو اپنے زانو بند رسی سے چھوٹ بھاگیں۔

۴۶۴۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَسِّ مَا لِأَحَدِهِمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتٍ وَكَيْتٍ بَلْ نَسِيتُ وَاسْتَذَكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ.

فائدہ: کسی ایک روایت میں نبی ساتھ تشدید کے آیا ہے اور ایک روایت میں تخفیف کے ساتھ آیا ہے کہا قرطبی نے کہ معنی مشدّد کے یہ ہیں کہ وہ سزا دیا گیا ساتھ واقع ہونے بھول کے اوپر اس کے واسطے قصور کرنے اس کے کی سچ خبر گیری اس کی کے اور یاد کرنے اس کے کی اور معنی مخفف کے یہ ہیں کہ مرد نے اس کو چھوڑا ہے بطور عدم التفات

کے اور اختلاف ہے سچ متعلق ذم کے اس کے قول ہنس سے کئی وجہوں پر یعنی اس کو برا کیوں کہا اور کس سبب سے کہا؟ اول وجہ یہ ہے بعض نے کہا کہ وہ اس بنا پر ہے کہ آدمی نے اپنی بھول کو اپنی جان کی طرف منسوب کیا اور حالانکہ وہ اس کا کام نہیں اور جب اس نے اس کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا تو اس نے وہم دلایا کہ وہ منفرد ہوا ہے ساتھ فعل اس کے کی اللہ کو اس کے فعل میں کچھ دخل نہیں اور لائق یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میں بھلایا گیا ساتھ صیغہ مجہول کے یعنی اللہ ہی نے مجھ کو بھلایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى﴾ اور ساتھ اسی وجہ کے جزم کیا ہے ابن بطلان نے سوا اس نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جاری ہو بندوں کی زبان پر نسبت افعال کی طرف خالق ان کے کی یعنی ہر کام میں یہی کہنا لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا اس واسطے کہ اقرار ہے واسطے اس کے ساتھ عبودیت کے یعنی بندہ ہونے کے اور مان لینا ہے اس کی قدرت کو اور یہ اولیٰ ہے اس سے کہ افعال کو ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کیا جائے باوجود اس کے کہ ان کے کمانے والے کی طرف منسوب کرنا بھی جائز ہے ساتھ دلیل قرآن اور حدیث کے پس منسوب کرنا ان کو اللہ کی طرف ان معنوں سے ہے کہ وہ ان کا خالق ہے اور منسوب کرنا ان کو نفس کی طرف ان معنوں میں ہے کہ آدمی اس کا کمانے والا ہے، کہا قرطبی نے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ منسوب کیا حضرت ﷺ نے بھول کو اپنے نفس کی طرف کما سیاتھی اور اسی طرح منسوب کیا اس کو یوشع نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا انہوں نے کہ میں مچھلی کا قصہ کہنا آپ سے بھول گیا اور اسی طرح منسوب کیا موسیٰ ﷺ نے اپنے نفس کی طرف جب کہ کہا مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور البتہ بیان کیا ہے قول اصحاب کا ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا﴾ جگہ مدح کی اور اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا ﴿سَنُقَرِّبُكَ لِلنَّاسِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ سو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ذم اس کے متعلق نہیں اور مائل کی ہے اس نے دوسری وجہ کی طرف اور وہ مانند پہلی وجہ کے ہے لیکن سبب ذم کا وہ چیز ہے کہ سچ اس کے ہے اشعار سے ساتھ نہ کوشش کرنے کے ساتھ قرآن کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتا ہے نسیان مگر ساتھ نہ خبر گیری کرنے اس کے کی اور بہت غفلت کے پس اگر خبر گیری کرے اس کی ساتھ تلاوت اس کی کے اور قائم ہونے کے ساتھ اس کے نماز میں تو اس کو ہمیشہ یاد رہے سو جب آدمی کہے کہ میں فلائی آیت کو بھول گیا تو گویا کہ اس نے شہادت دی اپنے نفس پر ساتھ قصور کے سو ہوگا متعلق ذم کا ترک استہ کار اور خبر گیری کا اس واسطے کہ وہی ہے جو بھول کو پیدا کرتا ہے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ کہا اسماعیلی نے کہ احتمال ہے کہ برا جانا ہو اس کو کہ کہے آدمی بھول گیا ساتھ ان معنوں کے کہ میں نے چھوڑ دیا نہ ساتھ معنی بھول جانے کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ﴾ اور اسی وجہ کو اختیار کیا ہے ایک جماعت اور ابو عبید نے اور چوتھی وجہ یہ ہے کہ نیز اسماعیلی نے کہا احتمال ہے کہ ہوں فاعل نسیت کے حضرت ﷺ گویا کہ فرمایا کہ نہ کہے کوئی میری طرف سے کہ میں کوئی آیت بھول گیا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے مجھ کو بھلایا ہے واسطے حکمت منسوخ کرنے اس کے اور اٹھادینے

تلاوت اس کی کے اور مجھ کو اس میں کوئی دخل نہیں بلکہ اللہ ہی ہے جو مجھ کو بھلاتا ہے سو بھلاتا ہے اللہ اپنے پیغمبر ﷺ کو وہ چیز کہ ارادہ کرتا ہے منسوخ کرنے اس کے کا، پانچویں وجہ یہ ہے کہ کہا خطابی نے کہ احتمال ہے کہ ہو یہ منع خاص ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے اور تھاقم نسخ سے بھول جانا چیز کا جو اتاری گئی پھر منسوخ ہوئی بعد اترنے کے پس جاتی رہی رسم اس کی اور اٹھائی جائے تلاوت اس کی اور ساقط ہو حفظ اس کی یاد رکھنے والوں سے سو کوئی کہنے والا کہے کہ میں فلانی آیت کو بھول گیا سو منع کیے گئے اس سے تاکہ نہ وہم پیدا ہو اور پر محکم قرآن کے ضائع ہونے کا اور اشارہ کیا طرف اس کے کی جو ان کے واسطے واقع ہوتا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اللہ کے حکم سے ہے واسطے اس کے کہ اس میں مصلحت دیکھی اور راجح تر سب وجہوں میں دوسری وجہ ہے اور تائید کرتا ہے اس کی عطف امر کا ساتھ یاد رکھنے قرآن کے اوپر اس کے کہا عیاض نے اولیٰ وہ چیز ہے کہ تاویل کی جائے اوپر اس کے ذمہ حال کی سے نہ ذمہ قول کی یعنی برا ہے حال اس شخص کا کہ اس کو یاد کرے پھر اس سے غافل ہو یہاں تک کہ اس کو بھول جائے اور کہا نوویؒ نے کہ کراہت اس میں واسطے تنزیہ کے ہے اور یہ جو کہا کہ یاد کرتے رہا کرو قرآن کو یعنی ہمیشہ اس کو پڑھتے رہو اور طلب کرو اپنے نفسوں سے اس کی مذاکرہ کو کہا طیبی نے کہ وہ عطف ہے باعتبار معنوں کے اوپر قول اس کے کی بنس مالا حدھہ یعنی نہ تصور کرو اس کی خبر گیری میں اور یاد رکھنے میں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ قرآن وحی ہے یعنی وحی کی مانند ہے اور اس حدیث میں زیادتی ہے اوپر حدیث ابن عمرؓ کے اس واسطے کہ ابن عمرؓ کی حدیث میں تشبیہ ایک امر کی ہے ساتھ دوسرے کے اور اس میں ہے کہ قرآن چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے زیادہ تر ہے اسی واسطے تصریح کی ساتھ باب کے تیسری حدیث میں جس جگہ کہا کہ البتہ وہ سخت تر ہے چھوٹ بھاگنے میں اونٹ سے اپنی رسی میں اس واسطے کہ اونٹ کی شان یہ ہے کہ چاہتا ہے کہ چھوٹ بھاگے جہاں تک کہ ہو سکے سو جب تک اس کو رسی میں نہ باندھے رکھے چھوٹ بھاگتا ہے پس اسی طرح حافظ قرآن کا اگر اس کی خبر گیری نہ کرے تو چھوٹ بھاگتا ہے اور کہا ابن بطلان نے کہ یہ حدیث موافق ہے دو آیتوں کے ﴿ انا سنلقىٰ علیک قولاً ثقیلاً ﴾ ﴿ ولقد یسرنا القرآن ﴾ سو جو متوجہ ہو اس کی طرف ساتھ محافظت اور خبر گیری کے تو آسان ہوتا ہے واسطے اس کے اور جو اس سے غافل ہو اس سے چھوٹ بھاگتا ہے۔ (فتح)

حدیث بیان کی ہم سے عثمان نے کہا کہ اس نے حدیث بیان کہ ہم سے جریر نے اس نے روایت کی منصور سے مثل اس کے یعنی مثل حدیث کے جو اس سے پہلے ہے اور یہ شعر ہے کہ سیاق جریر کا مساوی ہے واسطے سیاق شعبہ کے متابعت کی ہے اس کی بشر نے ابن مبارک سے اس نے شعبہ سے یعنی

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ
مِثْلَهُ تَابَعَهُ بَشْرٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ شُعْبَةَ
وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ شَقِيقِ
سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عبداللہ بن مبارک نے متابعت کی محمد بن عرعہ کی سچ روایت اس حدیث کے شعبہ سے اور متابعت کی ہے اس کی ابن جریج نے عبدہ سے اس نے روایت کی شقیق سے اس نے کہا سنا میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور شاید مراد ساتھ اس متابعت کے دفع کرنا ہے اس شخص کی علت کا جو معلول ٹھہراتا ہے خبر کو ساتھ روایت حماد بن زید کے اور ابوالاحوص کے واسطے اس کے منصور سے موقوف ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر۔ (فتح)

۴۶۱۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیشہ پڑھتے رہا کرو قرآن کو سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ قرآن زیادہ تر چھوٹ بھاگنے والا ہے ان اونٹوں سے جو اپنی رسی میں بندھے ہیں۔

۴۶۱۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهَوَ أَشَدُّ تَفْصِيًّا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلَيْهَا.

فائدہ: اونٹ جہاں اپنی رسی سے چھوٹا بھاگا اسی طرح حافظ قرآن نے جب دور چھوڑا بھولا۔

فائدہ: حاصل یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہوئی درمیان تین چیزوں کے ساتھ تین چیزوں کے پس حافظ قرآن کا تشبیہ دیا گیا ہے ساتھ اونٹنی والے کے اور قرآن ساتھ اونٹنی کے اور یاد رکھنا ساتھ باندھنے کے کہا طبعی نے کہ نہیں درمیان قرآن کے اور اونٹنی کے کوئی مناسبت اس واسطے کہ قرآن قدیم ہے اور اونٹنی حادث لیکن واقع ہوئی ہے تشبیہ معنی میں اور ان حدیثوں میں رغبت ولانا ہے اوپر یاد کرنے قرآن کے ساتھ ہمیشہ پڑھتے رہنے اس کے کی اور تکرار تلاوت اس کی کے اور دور اس کے کی اور بیان کرنا مثلوں کا ہے واسطے واضح کرنے مقاصد کے اور اخیر حدیث میں قسم کھانی ہے نزدیک دینے خبر کے جس کے سچے ہونے کا یقین ہو واسطے مبالغہ کرنے کے اس کے ثابت کرنے میں سننے والوں کے سینے میں اور حکایت کی ہے ابن تین نے داد دی سے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے کہ دعویٰ کیا گیا اس پر ساتھ مال کے وہ منکر ہوا اور قسم کھائی اس نے پھر اس پر گواہ قائم ہوئے تو اس نے کہا کہ میں بھول گیا تھا تو اس کو اس میں معذور رکھا جائے۔ (فتح)

باب ہے سواری پر قرآن پڑھنا۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَلَى الدَّابَّةِ.

فائدہ: یعنی واسطے اس کے کہ اس پر سوار ہو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص کے جو اس کو مکروہ جانتا

ہے چنانچہ نقل کیا ہے اس کو ابن ابی داؤد نے بعض سلف سے اور پہلے گزر چکی ہے یہ بحث بیچ قرأت قرآن کے حمام وغیرہ میں کہا ابن بطلال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد بخاری کی ساتھ اس ترجمہ کے یہ ہے کہ بیچ پڑھنے قرآن کے سواری پر سنت موجود ہے اور اصل اس سنت کا اللہ کا یہ قول ہے ﴿لَتَسْتَوِيَ عَلَى ظَهْرِهِ لَمَّا تَذَكَّرُوا نِعْمَةً رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ﴾ -

۴۶۴۶ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِيسَى قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَغْفَلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَى رَاحِلَتِهِ سُورَةَ الْفَتْحِ.

۴۶۴۶ - حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن اور حالانکہ آپ اپنی سواری پر سورہ فتح پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ فتح میں گزر چکی ہے اور آئندہ بھی آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ تَعْلِيمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ.

چھوٹے لڑکوں کو قرآن سکھانے کا بیان۔

فائدہ: شاید اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور مروی ہے کراہت اس کی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی سے اور لفظ ابراہیم کا یہ ہے کہ تھے مکروہ جانتے قرآن سکھانا چھوٹے لڑکے کو یہاں تک کہ سمجھے بوجھے اور کلام سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے کہ مکروہ ہونا اس کا اس جہت سے ہے کہ اس کو ملال حاصل ہوتا ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے ساتھ سند صحیح کے اشعث بن قیس سے کہ اس نے ایک لڑکے کو آگے کیا تو لوگوں نے اس پر عیب کیا تو اس نے کہا نہیں آگے کیا میں نے اس کو مگر یہ کہ آگے کیا ہے اس کو قرآن نے اور جو اس کو جائز رکھتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ وہ زیادہ تر باعث ہے طرف ثبوت اس کے کی اور مضبوط ہونے اس کے کی بیچ دل اس کے کی جیسے کہا جاتا ہے کہ لڑکپن میں پڑھنا مانند نقش کے ہے پتھر پر اور کلام سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا دلالت کرتا ہے کہ پہلے لڑکے کو آرام میں چھوڑا جائے پھر اس کو آہستہ آہستہ پکڑا جائے اور یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اشخاص کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۶۴۷ - حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّ الَّذِي تَدْعُوهُ الْمَفْصَلُ هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُوْفِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ

۴۶۴۷ - حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس چیز کو تم مفصل کہتے ہو وہ محکم ہے اس نے اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ میں دس برس کا تھا اور البتہ میں محکم پڑھ چکا تھا۔

عَشْرٍ سِنِينَ وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ.

فائدہ: اس طرح ہے اس میں تفسیر مفصل کی ساتھ محکم کے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی کلام سے اور یہ دلالت کرتا ہے کہ دوسری روایت میں ضمیر لہ کا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی طرف پھرتی ہے اور فاعل قلت کا ابو بشر ہے برخلاف ظاہر متبادر کے کہ ضمیر واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہے اور فاعل قلت کا سعید رضی اللہ عنہ ہے اور احتمال ہے کہ ہر ایک نے یہ اپنے شیخ سے پوچھا ہو اور مراد ساتھ محکم کے وہ قرآن ہے جس میں کچھ منسوخ نہیں اور بولا جاتا ہے محکم اور پر ضد تشابہ کے اور یہ اصطلاح اہل اصول کی ہے اور مراد ہے ساتھ مفصل کے وہ سورتیں ہیں جن میں بسم اللہ کے ساتھ فصل بہت ہے اور وہ سورہ حجرات سے آخر قرآن تک ہیں صحیح قول پر اور شاید امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے ترجمے میں طرف قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ تفسیر مجھ سے پوچھا کرو کہ میں نے قرآن کو یاد کر لیا تھا چھوٹی عمر میں اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت دس برس کے تھے اور نماز کے باب میں گزر چکا ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں قریب بلوغت کے پہنچے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے وقت پندرہ برس کے تھے تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ قول ان کا کہ میں دس برس کا تھا راجع ہو طرف یاد کرنے قرآن کے نہ طرف وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہوگی تقدیر بر کلام کی یہ کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ میں محکم قرآن کو پڑھ چکا تھا اور میں دس برس کا تھا سو اس میں تقدیم و تاخیر ہے اور ایک روایت میں تیرہ برس کا ذکر آیا ہے اور ایک میں چودہ برس کا سو تطبیق یہ ہے کہ تیرہ برس کی عمر میں احتلام کے قریب پہنچے پھر بالغ ہوئے جب کہ ان کو کامل کیا اور داخل ہوئے چودھویں سال میں سو اطلاق پندرہ برس کا بنظر اعتبار دونوں کسر کے ہے اور اطلاق تیرہ برس کا ساتھ لغو کرنے کسر کے ہے اور اطلاق چودہ کا ساتھ لغو کرنے ایک کسر کے ہے اور اختلاف ہے بیچ اول مفصل کے باوجود اتفاق ہونے کے اس پر کہ وہ قرآن کا اخیر حصہ ہے دس قول پر۔ (فتح)

۴۶۴۸۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جمع کیا میں نے محکم قرآن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ابو بشر کہتا ہے میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہے محکم کہا کہ مفصل۔

۴۶۴۸ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَشِيمٌ أَخْبَرَنَا أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا خَمَعْتُ الْمُحْكَمَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا الْمُحْكَمُ قَالَ الْمُفْصَلُ.

باب ہے بھول جانے قرآن کے اور کیا جائز ہے کہ کہے کہ میں فلاں آیت کو بھول گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

بَابُ نِسْيَانِ الْقُرْآنِ وَهَلْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةً كَذَا وَكَذَا وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى

﴿سَنَقُرُّكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا مگر جو اللہ چاہے۔

فائدہ: شاید مراد یہ ہے کہ نبی اس قول سے کہ میں فلائی آیت کو بھول گیا نہیں واسطے زجر کے ہے اس لفظ سے بلکہ واسطے زجر کے ہے اسباب زجر کے لین دین کرنے سے جو تقاضا کرتے ہیں اس لفظ کے بولنے کو اور احتمال ہے کہ منع اور اباحت کو دو حالتوں پر اتارا جائے سو جو شخص کہ پیدا ہونیاں اس کا مشغول ہونے سے ساتھ امر دینی کے مانند جہاد کے تو اس کے واسطے یہ کہنا منع نہیں اس واسطے کہ نہیں پیدا ہوا ہے بھولنا دینی کام کے چھوڑنے سے اور اس پر محمول ہوگا جو وارد ہوا ہے حضرت ﷺ سے منسوب کرنے بھول کے سے طرف نفس اپنے کے اور جو شخص کہ پیدا ہو نسیان اس کا مشغول ہونے اس کے سے ساتھ کام دنیاوی کے خاص کر جو حرام کام ہو تو اس کو یہ کہنا منع ہے واسطے لین دین کرنے اس کے ساتھ اسباب بھول کے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تجھ کو پڑھائیں گے سو تو نہیں بھولے گا تو یہ پھرنا ہے اس سے طرف اختیار کرنے اس چیز کے کہ جس پر اکثر علماء ہیں کہ لا اللہ تعالیٰ کے قول فلا تنسی میں واسطے نفی کے ہے اور یہ کہ اللہ نے آپ کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نہیں بھولیں گے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پڑھایا اور بعض نے کہا کہ لا واسطے نبی کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اشباع سین میں واسطے تناسب سر آیتوں کے اور اختلاف ہے استثناء میں یعنی بیچ قول اللہ تعالیٰ الا ماشاء اللہ سو فراء نے کہا کہ وہ تمبرک کے واسطے ہے اور یہاں کوئی چیز مستثنیٰ نہیں اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے کہ مگر جو مقدر کیا اللہ نے کہ اس کی تلاوت اٹھائی جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مگر جو ارادہ کیا اللہ نے یہ کہ تجھ سے بھلا دے تاکہ اس کو بھول جائے اور بعض نے کہا کہ فلا تنسی کے معنی ہیں کہ نہ چھوڑے تو عمل کو ساتھ اس کے مگر جو چاہا اللہ نے کہ اس کو منسوخ کرے سو اس کے ساتھ عمل کے تو چھوڑے۔ (فتح)

۴۶۴۹ - حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً مِنْ سُورَةِ كَذَا.

۴۶۴۹ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو مسجد میں پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے البتہ اس نے مجھ کو فلائی فلائی آیت فلائی سورت سے یاد دلایا اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ جس آیت کو میں نے فلائی فلائی سورت سے نسیان کے سبب سے ساقط کیا تھا یعنی مجھ کو بھول گئی تھی۔

روایت ہے محمد بن عبید بن میمون سے کہا حدیث بیان کی مجھ سے عیسیٰ نے ہشام سے اور کہا ساقط کیا تھا میں نے ان کو عیسیٰ نے ہشام سے اور کہا ساقط کیا تھا میں نے ان کو

فلاں سورہ سے تابع ہوا علی بن مسہر اور عبدہ ہشام سے۔

سُورَةٌ كَذًا تَابَعَهُ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ وَعَبْدَةُ
عَنْ هِشَامٍ.

۴۶۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کورات میں قرآن پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ اس پر رحمت کرے کہ البتہ اس نے مجھ کو فلانی آیت یاد دلائی جو مجھ کو فلانی فلانی سورت سے بھول گئی تھی۔

۴۶۵۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ غَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي سُورَةِ اللَّيْلِ فَقَالَ يَرَحِمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذًا وَكَذًا آيَةً كُنْتُ أَنْسِيْتُهَا مِنْ سُورَةٍ كَذًا وَكَذًا.

فائدہ: یہ حدیث مفسر ہے واسطے قول آپ کے کی کہ میں نے اس کو ساقط کیا تھا سو گویا کہ فرمایا کہ ساقط کیا تھا میں نے اس کو بھول سے نہ کہ جان بوجھ کر، کہا اسماعیلی نے کہ بھول جانا حضرت ﷺ کا واسطے کسی چیز کے قرآن سے دو قسموں پر ہے ایک وہ قسم ہے جو تھوڑی دیر کے بعد آپ کو یاد آ جاتا ہے اور یہ قائم ہے ساتھ طبع بشری کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں بھی آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسا تم بھول جاتے ہو دوسرا قسم یہ ہے کہ اٹھاتا ہے اس کو اللہ آپ کے دل سے اوپر ارادے منسوخ کرنے تلاوت اس کی کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ استثناء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿سنقرئك فلا تنسى الا ما شاء الله﴾ بہر حال پہلی قسم سو عارض ہے جلدی دور ہو جاتی ہے واسطے دلیل ظاہر اس آیت کے ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون﴾ اور دوسری قسم سو داخل ہے اس آیت میں ﴿مانسخ من آية او ننسها﴾ اس شخص کی قرأت کی بنا پر جو اس کو ضمہ اول کے ساتھ پڑھتا ہے بغیر ہمزہ کے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے بھول کو حضرت ﷺ پر اس چیز میں کہ نہیں طریق اس کا پہنچانا مطلق اور اسی طرح اس چیز میں کہ طریق اس کا پہنچانا ہے لیکن ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ وہ اس کے بعد ہے کہ واقع ہو آپ سے تبلیغ اس کی دوسرے یہ کہ نہیں رہتے قائم اپنی بھول پر ہمیشہ بلکہ یا تو خود بخود آپ کو یاد آ جاتا ہے یا کوئی غیر آپ کو یاد دلا دیتا ہے اور کہا اس میں فوری بھی شرط ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں بہر حال اس کی تبلیغ سے پہلے سو اس میں آپ کو بھول جانا اس میں بالکل جائز نہیں اور بعض صوفیوں نے یہ گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ سے بھول جانا بالکل واقع نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صواب نسیان کی واقع ہوتی ہے، کہا عیاض نے کہ اس کا کوئی قائل نہیں مگر ابوالمظفر اور یہ قول ضعیف ہے اور نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بلند کرنا آواز کا ساتھ پڑھنے قرآن کے رات کو اور مسجد

میں اور دعا واسطے اس شخص کے کہ جس کی جہت سے خیر حاصل ہو اگرچہ نہ قصد کیا ہو اس شخص نے جس کی طرف سے نیکی حاصل ہوئی اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ بھول جانے قرآن کے سوا بعض نے اس کو کبیرہ گناہ ٹھہرایا ہے اور ان کی جہت ایک یہ حدیث ہے جو ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ میری امت کے گناہ میرے سامنے لائے گئے سو نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا اس سے کہ ایک مرد کو قرآن کی سورت ملی سو وہ اس کو بھول گیا اور اس کی سند ضعیف ہے اور ابو العالیہ سے روایت ہے کہ ہم بہت بڑا گناہ دیکھتے تھے کہ آدمی قرآن کو دیکھے پھر اس کو بھول جائے اور اس کی سند جید ہے اور اسی طرح روایت ہے ابن سیرین سے اور ابو داؤد نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو قرآن کو پڑھے پھر اس کو بھول جائے تو طے گا اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں کہ وہ اجزم ہوگا یعنی اس کا ہاتھ کٹا ہوگا یا اس کا ہاتھ خیر سے خالی ہوگا یا ہقیقہ کوڑھی ہوگا اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو الکرام اور روایانی شافعیوں میں سے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ تلاوت سے منہ پھیرنا سبب ہے واسطے بھول جانے قرآن کے اور بھول جانا اس کا دلالت کرتا ہے اور پرنہ کوشش کے ساتھ اس کے اور سستی کے ساتھ امر اس کے کی اور کہا قرطبی نے کہ جس نے سارے قرآن یا بعض کو یاد کیا تو بلند ہوا رتبہ اس کا بہ نسبت اس شخص کے جس نے اس کو یاد نہ کیا ہو سو جب اس نے اس مرتبے میں تصور کیا باوجود دینی ہونے کے یہاں تک کہ دور ہو اس سے تو مناسب ہوا کہ اس کو اس پر عذاب کیا جائے اس واسطے کہ قرآن کی خبر گیری کو چھوڑ دینا پہنچاتا ہے طرف رجوع کرنے کے طرف جہل کی اور رجوع کرنا طرف جہل کے بعد علم کے بہت سخت ہے اور کہا اسحاق نے مکروہ ہے کہ چالیس دن مرد پر گزریں کہ ان میں قرآن کو نہ پڑھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہے فلانی آیت کو فلانی سورت سے میں نے ساقط کر ڈالا یعنی بھول گیا جب کہ واقع ہو یہ اس سے۔ (فتح)

۴۶۵۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بری بات ہے واسطے ہر ایک مسلمان کے یہ کہے میں فلانی فلانی آیت کو بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ میں بھلایا گیا۔

۴۶۵۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بئسَ مَا لِأَحَدِهِمْ يَقُولُ نَسِيتُ آيَةَ كُنَيْتٍ وَكُنَيْتٌ بَلْ هُوَ نَسِيٌّ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔
بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يَقُولَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَسُورَةَ كَذَا وَكَذَا.

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو نہیں دیکھتا ڈر اس کہنے کا کہ سورہ بقرہ اور فلاں سورہ۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے اور کہتا

ہے کہ نہ کہا جائے مگر یوں کہ وہ سورہ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور پہلے گزر چکا ہے حج میں اعمش کے طریق سے کہ اس نے سنا حجاج بن یوسف کو کہ کہتا ہے منبر پر وہ سورہ جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور یہ کہ رد کیا اس نے اور اس کے ساتھ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے کہا قاضی عیاض نے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حجت ہے بیخ جواز کہنے سورہ بقرہ کے اور مانند اس کی کے اور البتہ اس میں اختلاف ہے بعض نے اس کو جائز رکھا ہے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے اور کہا کہ کہا جائے وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے، میں کہتا ہوں اور حج میں گزر چکا ہے کہ ابراہیم نخعی نے انکار کیا حجاج کے اس قول پر کہ مت کہو سورہ بقرہ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ وہ سنت ہے اور وارد کی حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اور قوی تر اس سے حجت میں وہ چیز ہے جس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے وارد کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لفظ سے اور وارد ہوئی ہیں اس میں بہت حدیثیں صحیحہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لفظ سے کہا نووی رضی اللہ عنہ نے اذکار میں جائز ہے یہ کہ کہے سورہ بقرہ اور سورہ عنکبوت اور اسی طرح باقی سورتوں کو بھی اور اس میں کوئی کراہت نہیں اور بعض سلف نے کہا کہ یہ مکروہ ہے اور ٹھیک بات پہلی ہے کہ یہ کہنا جائز ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور جو حدیثیں کہ اس میں وارد ہوئی ہیں زیادہ ہیں اس سے کہ گنی جائیں اور اسی طرح اصحاب سے ہے اور جو ان کے بعد ہیں، میں کہتا ہوں اور ان بعض کے قول کے موافق بھی ایک حدیث مرفوع آچکی ہے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ کہا کہ سورہ بقرہ اور نہ سورہ آل عمران اور نہ سورہ نساء اور اسی طرح سارا قرآن روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور اس کی سند میں عیسیٰ راوی ہے اور وہ ضعیف ہے اور وارد کیا ہے اس کو ابن جوزی رضی اللہ عنہ نے موضوعات میں اور منقول ہے امام احمد رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حدیث منکر ہے میں کہتا ہوں اور باب تالیف القرآن میں گزر چکا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے تھے کہ اس آیت کو فلانی سورت میں رکھو جس میں ایسا ایسا ذکر ہے کہا ابن کثیر نے نہیں شک ہے اس میں کہ یہ احوط ہے لیکن قرار پا چکا ہے اجماع اوپر جواز کے مصاحف اور تقاسیر میں، میں کہتا ہوں اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ احتیاط مذکور کے ایک جماعت مفسرین نے اور ان میں سے ہیں ابو محمد اور متقدمین میں سے ہیں کلبی اور نقل کیا ہے اس کو قرطبی نے حکیم ترمذی سے کہ عزت قرآن کی سے ہے یہ کہ نہ کہا جائے سورہ بقرہ اور سورہ نحل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا جائے کہ وہ سورت جس میں ایسا ایسا ذکر ہے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس طور کے کہ حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی اس کے معارض ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے تعارض باوجود ممکن ہونے تطبیق کے سو حدیث ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی جواز پر دلالت کرے گی اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اگر ثابت ہو تو محمول ہوگی خلاف اولیٰ پر۔

۴۶۵۲ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ

عَلْقَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي

۴۶۵۲ - حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو رات کو سورہ بقرہ کی اخیر کی دو

آیتیں پڑھے گا تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

مَسْعُودِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآيَاتُ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

فائدہ: اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٤٦٥٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ حَدِيثِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَائَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرُؤُهَا عَلِي حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبِيتُهُ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ يَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللَّهِ إِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَوُ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ فَانطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقُوْدُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلِي حُرُوفٍ لَمْ تُقْرَأْنِيهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ أَقْرَأَهَا فَقَرَأَهَا

۴۶۵۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان پڑھتے سنا حضرت ﷺ کی زندگی میں تو میں نے اس کی قرأت کی طرف کان لگایا سو اچانک دیکھا کہ وہ اس کو پڑھتا ہے بہت حرفوں پر جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائے سو میں قریب تھا کہ نماز میں اس پر اچھل پڑوں سو میں نے اس کو مہلت دی یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا تو میں نے اس کو گلے میں چادر ڈال کر کھینچا میں نے کہا کہ تجھ کو یہ سورت کس نے پڑھائی جو میں نے تجھ کو پڑھتے سنا؟ اس نے کہا کہ مجھ کو حضرت ﷺ نے پڑھائی تو میں اس کو کھینچتا ہوا حضرت ﷺ کی طرف چلا تو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اس کو سنا سورہ فرقان پڑھتا تھا کئی وجہوں پر جو حضرت ﷺ نے مجھ کو نہیں پڑھائیں اور بے شک آپ نے مجھ کو سورہ فرقان پڑھائی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ہشام! اس کو پڑھ سو اس نے اس کو پڑھا جس طور سے میں نے اس کو پڑھتے سنا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا پڑھ اے عمر! میں نے اس کو پڑھا جس طور سے حضرت ﷺ نے مجھ کو پڑھائی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح اتاری گئی پھر فرمایا حضرت ﷺ نے کہ بے شک یہ قرآن اتارا گیا سات وجہوں پر سو ان میں سے پڑھو جو تم کو سہل معلوم ہو۔

الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأْتُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَيَّ سَبْعَةَ أَحْرَفٍ فَاقْرَأْهُ وَأَمَا تَيْسَّرَ مِنْهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۴۶۵۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے ایک مرد کو مسجد میں رات کو قرآن پڑھتے سنا سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے کہ البتہ اس نے مجھ کو یاد دلائی فلائی فلائی آیت جس کو میں نے نسیان کے سبب ساقط کر ڈالا تھا فلائی فلائی سورت سے۔

۴۶۵۴۔ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ أَدَمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةٍ كَذَا وَكَذَا.

فائدہ: یہ تینوں حدیثیں ترجمہ کے واسطے شہادت دیتیں ہیں اور مناسب ہیں واسطے اس کے۔

قرأت کو کھول کھول کر پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی ظاہر کرنا حرفوں اس کے کا اور آہستگی کرنی بیچ ادا کرنے ان کے کی تا کہ وہ زیادہ تر بلانے والا طرف سمجھے معنی ان کے کی۔

وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَرَتَّلْ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پڑھ قرآن کو کھول کھول کر صاف۔

فائدہ: گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے سلف سے بیچ تفسیر اس کی کے سو مجاہد سے روایت ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں کہ پڑھ بعض کو پیچھے بعض کے ٹھہر ٹھہر کر اور قنادہ سے روایت ہے کہ بیان کر اس کو بیان کرنا اور پورا اور جو ب کے واسطے نہ ہو تو مستحب ہوگا۔

وَقَوْلِهِ ﴿وَقَرَأْنَا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَيَّ﴾ یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور قرآن کو جدا جدا بھیجا ہم

النَّاسِ عَلَىٰ مَكْنٍ ﴿۱﴾ نے تاکہ پڑھے تو اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر۔

فائدہ: اس کی توجیہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور جو مکروہ ہے یہ کہ نہایت جلد پڑھے بغیر تامل کے جیسے

وَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُهَذَّ كَهَذَا الشِّعْرِ.

شعر پڑھا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستحب ہونا ترتیل کا نہیں لازم پکڑتا ہے جلدی پڑھنے کی کراہت کو اور سوائے

اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ نہایت جلدی پڑھنا ہے اس طور سے کہ بہت حرف پوشیدہ رہیں یا اپنے مخرجوں سے نہ نکلیں

اور البتہ ذکر کیا گیا ہے باب میں انکار ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس شخص پر جو قرآن کو نہایت جلد جلد پڑھے جیسا کہ شعر

پڑھا جاتا ہے اور دلیل جلدی پڑھنے کے جواز کی وہ حدیث ہے جو احادیث الانبیاء میں پہلے گزر چکی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلکا اور آسان ہو گیا تھا قرآن داؤد علیہ السلام پر سو وہ اپنی سواریوں کے کسنے کا

حکم کرتے تھے تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے۔ (فتح)

یفرق کے معنی ہیں تفصیل کیا جاتا ہے۔

﴿فِيهَا يُفْرَقُ﴾ يُفَصَّلُ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿فَرَقْنَاهُ﴾ فَصَلَّنَاهُ. کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرقناہ کے معنی ہیں تفصیل کیا

ہم نے اس کو۔

فائدہ: مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایک مرد ہے جو سورہ بقرہ اور سورہ

آل عمران کو پڑھتا ہے اور ایک مرد ہے کہ فقط سورہ بقرہ کو پڑھتا ہے دونوں کا قیام بھی برابر ہے اور رکوع بھی ایک اور

سجدہ بھی ایک تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پڑھنا میرا سورہ بقرہ کو فقط افضل ہے پھر یہ آیت پڑھی اور قرآن کو ہم نے

تفریق کے ساتھ اتارا تاکہ پڑھے تو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور ایک روایت میں ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں اور البتہ میں تین دن میں قرآن پڑھتا ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

کہا کہ البتہ پڑھنا میرا سورہ بقرہ کو ساتھ ترتیل اور تدبر کے بہتر ہے یہ کہ پڑھوں جیسے تو کہتا ہے اور ایک روایت میں

ہے ابو حمزہ سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں بہت جلد پڑھتا ہوں البتہ میں ایک رات میں قرآن کو پڑھتا

ہوں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ پڑھنا میرا ایک سورہ کو بہتر ہے اگر تو ضرور پڑھنے والا ہو تو ایسے طور سے پڑھ

کہ تیرے کان اس کو سنیں اور تیرا دل اس کو یاد رکھے اور تحقیق یہ ہے کہ ایک جہت سے جلدی پڑھنے کو فضیلت ہے اور

ایک جہت سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو فضیلت ہے بشرطیکہ جلدی پڑھنے والا نہ چھوڑے کسی چیز کو حروف اور حرکات اور

سکون سے جو واجب ہیں سو نہیں منع ہے کہ ایک دوسرے سے زیادہ ہو اگرچہ برابر ہیں اس واسطے کہ جو کھول کھول کر

پڑھے اور غور کرے اس شخص کی مانند ہے جو ایک موتی قیمتی خیرات کرے اور جو جلد پڑھے تو وہ مثل اس شخص کے جو

چند موتی خیرات کرے لیکن ان کی قیمت اس ایک موتی کے برابر ہو اور کبھی ایک موتی کی قیمت دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے اور کبھی عکس۔ (فتح)

۴۶۵۵ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ عَلِيُّ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ قَرَأْتُ الْمَفْصَلَ الْبَارِحَةَ فَقَالَ هَذَا كَهَيْذِ الشَّعْرِ إِنَّا قَدْ سَمِعْنَا الْقِرَاءَةَ وَإِنِّي لَأَحْفَظُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي كَانَ يَقْرَأُ بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِي عَشْرَةَ سُورَةً مِنَ الْمَفْصَلِ وَسُورَتَيْنِ مِنَ الْخَمْرِ.

۴۶۵۵ - حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ ہم ایک دن صبح کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ایک مرد نے کہا کہ میں نے آج رات سب مفصل کو پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے قرآن کو نہایت جلدی پڑھا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے البتہ ہم نے قرأت کو سنا اور البتہ میں یاد رکھتا ہوں ہم مثل سورتوں کو جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے وہ اٹھارہ سورتیں ہیں مفصل سے اور دو سورتیں آل حم سے۔

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ایک دن صبح کو فجر کی نماز پڑھنے کے بعد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے سو ہم نے دروازے پر سلام کیا تو ہم کو اجازت ملی پھر ہم تھوڑی دیر دروازے پر ٹھہرے تو لوٹنی نکلی سو اس نے کہا کہ کیا اندر نہیں جاتے؟ سو ہم اندر گئے تو چاکل ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے سبحان اللہ پڑھتے تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس چیز نے تم کو منع کیا اندر آنے سے اور حالانکہ تم کو اجازت ہو چکی تھی؟ ہم نے کہا ہم نے گمان کیا تھا کہ بعض گھر والے سوتے ہوں گے، کہا گمان کیا تم نے ام عبد کو غافل پھر ساری حدیث بیان کی، کہا خطابی نے کہ ہذا کے معنی ہیں نہایت جلدی پڑھنا بغیر تامل کے جیسے شعر پڑھا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اٹھارہ سورتیں مفصل سے تو ایک روایت میں ہے کہ بیس سورتیں اول مفصل سے اور تطبیق یہ ہے کہ مراد اٹھارہ سورتیں سوائے سورہ دخان کے ہیں اور جو اس کے ساتھ ہے اور سب کو مفصل کہا بطور تغلیب کے ہے نہیں تو دخان مفصل میں سے نہیں راجح قول پر لیکن جائز ہے کہ ہو تالیف ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی برخلاف ترتیب عثمانی کے اس واسطے کہ اعمش کی روایت کے اخیر میں ہے کہ آخر ان کا حم دخان ہے اور عم بنا براس کے تغلیب نہیں اور یہ جو کہا کہ آل حم سے تو مراد وہ سورتیں ہیں جن کے اول میں حم ہے اور بعض نے کہا کہ خود حم مراد ہے اور غریب بات کہی ہے داؤدی نے سو کہا اس نے کہ قول اس کا من آل حم ابووائل کی کلام سے ہے نہیں تو اول مفصل کا نزدیک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اول جاہلیہ سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارو ہوتا ہے یہ اگر ترتیب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ترتیب عثمانی کے موافق ہو اور حالانکہ امراس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف کی ترتیب کے مخالف ہے سو شاید یہ بھی اسی سے ہو اور ہو اول مفصل کا نزدیک اس کے اول جاہلیہ کا اور دخان مناخر اس کی

ترتیب میں جاٹھ سے نہیں ہے کوئی مانع اس سے۔ (فتح)

۴۶۵۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ ﴿لَا تُحْرَكُ بِهِ لِسَانُكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحْرَكُ بِهِ لِسَانُهُ وَشَفْتَيْهِ فَيَسْتَدُّ عَلَيْهِ وَكَانَ يُعَرِّفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ الْآيَةَ الَّتِي فِيهَا لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿لَا تُحْرَكُ بِهِ لِسَانُكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ﴾ فَإِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ ﴿وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قُرْآنُهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ قَالَ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ قَالَ وَكَانَ إِذَا أَنَا جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قُرْآنُهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ.

۴۶۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے صحیح تفسیر اس آیت کے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تاکہ تو جلدی کرے ساتھ اس کے کہا کہ تھے حضرت ﷺ جب اترتے جبریل علیہ السلام ساتھ وحی کے یعنی لاتے قرآن کو اور ہلاتے ساتھ اس کے اپنی زبان کو اور دونوں ہونٹوں کو تو آپ پر مشکل ہوتا اور یہ آپ سے پہچانا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری جو سورہ لاقم میں ہے کہ نہ ہلا ساتھ اس کے اپنی زبان کو تاکہ جلدی کرے تو اس کے ساتھ بے شک ہمارا ذمہ ہے جمع کرنا اس کا اور پڑھنا اس کا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مراد یہ ہے کہ ہمارا ذمہ ہے یہ کہ ہم اس کو تیرے سینے میں جمع کریں اور پڑھنے اس کے کو یہ کہ پڑھیں ہم اس کو اور جب ہم اس کو پڑھیں تو پیروی کر اس کے پڑھنے کی یعنی جب ہم اس کو تجھ پر اتاریں تو کان لگا کر سنا کر پھر ہمارا ذمہ ہے بیان کرنا اس کا یعنی ضروری ہے ہم پر کہ ہم بیان کریں اس کو تیری زبان پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر اس کے بعد یہ دستور تھا کہ جب جبریل علیہ السلام آتا تو حضرت ﷺ سر نیچے ڈالتے پھر جب جبریل علیہ السلام چلا جاتا تو اس کو پڑھتے جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ قیامہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور مما تحرك کی توجیہ بدء الوحی میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ممن يحرك آیا ہے اور متعین ہے کہ من واسطے تعین کے ہو اور من موصولہ، واللہ اعلم اور شاہد ترجمہ کا اس سے منع کرتا ہے جلد پڑھنے سے سو یہ تقاضا کرتا ہے کہ مستحب ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور یہی مناسب ہے واسطے ترتیل کے اور اس باب میں حصہ رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ حضرت ﷺ کھول کھول کر پڑھتے تھے سورت کو یہاں تک کہ نہایت دراز تر ہو جاتے اور روایت ہے کہ علقمہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما پر قرآن پڑھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کھول کر پڑھا تو نے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں اس واسطے کہ وہ زینت ہے قرآن کی۔ (فتح)

بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ.

باب ہے بیچ کھینچنے آواز کے ساتھ
قرأت قرآن کے۔

فائدہ: قرآن پڑھنے کے وقت آواز کو کھینچنا دو طور پر ہے ایک اصلی ہے اور وہ دراز کر کے پڑھنا اس حرف کا ہے جس کے بعد الف یا واؤ یا یا ہو اور ایک غیر اصلی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے حرف کے بعد جس کی یہ صفت ہے ہمزہ لایا جائے اور وہ متصل ہے اور منفصل سو متصل وہ ہے جو نفس کلمے سے ہو اور منفصل وہ ہے جو دوسرے کلمے سے ہو سو لایا جاتا ہے پہلے میں الف اور واؤ اور یا پورے طور سے ادا کیا ہو بغیر زیادتی کے اور دوسرا زیادہ کی جاتی بیچ تکمیلن الف اور واؤ اور یا کے زیادتی اور اس کے کہ نہیں ممکن ہے بولنا ساتھ اس کے مگر ساتھ مد کے اور مذہب اعدل یہ ہے کہ کھینچا جائے ہر حرف ان میں سے دو گنا اس سے کہ پہلے کھینچا جاتا تھا اور کبھی تھوڑا سا اس سے زیادہ کیا جاتا ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ محمود نہیں اور مراد ترجمہ میں پہلی قسم ہے۔ (نسخ)

۴۶۵۷ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ حَدَّثَنَا
جَرِيرُ بْنُ حَارِثِ بْنِ الْأَزْدِيِّ حَدَّثَنَا قَتَادَةَ قَالَ
سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ مَدًّا.

۴۶۵۷ - حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
انس رضی اللہ عنہ سے حضرت مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی قرأت کا حال پوچھا تو انہوں
نے کہا کہ تھے کھینچتے، یعنی قرأت کو۔

۴۶۵۸ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا
هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ كَيْفَ
كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ ﴿بِسْمِ اللَّهِ
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ يَمُدُّ بِسْمِ اللَّهِ وَيَمُدُّ
بِالرَّحْمَنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيمِ.

۴۶۵۸ - کسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کی قرأت کس طرح تھی؟ انہوں نے کہا کہ تھے کھینچتے آواز
اپنی کو ساتھ قرأت کے پھر پڑھتے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو کھینچتے
بسم اللہ کو پھر کھینچتے رحمن کو پھر کھینچتے الرحیم کو۔

فائدہ: ظاہر ہوا پہلی روایت سے کہ قتادہ رضی اللہ عنہ راوی خود ہی سائل ہے اور یہ جو پہلی روایت میں کہا کہ تھے کھینچتے لام کے جو ہا سے پہلے ہے اسم اللہ سے اور ساتھ کھینچنے میم کے جو پہلے نون سے ہے رحمن میں اور ساتھ کھینچنے حا کے رحیم سے اور کانت مد کے معنی ہیں ذات مد یعنی صاحب کھینچنے کے اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی آواز کو کھینچتے تھے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے قطیہ بن مالک کے طریق سے کہ میں نے حضرت مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سنا کہ فجر کی نماز میں سورہ ق پڑھی سو گزرنے اس لفظ پر نطق نضید سو کھینچنا آواز اپنی کو ساتھ نضید کے اور یہ شاہد جید ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اصل اس کی مسلم میں ہے۔

تنبیہ: استدلال کیا ہے بعض نے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حضرت ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم نماز میں پڑھتے تھے اور مقصود اس کا ساتھ اس کے معارضہ کرنا ہے نیز انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ بسم اللہ کو نماز میں نہیں پڑھتے تھے اور اس استدلال میں نظر ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ جو کہا کہ جب بسم اللہ کو پڑھتے تو اپنی آواز کو اس کے ساتھ کھینچتے تھے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو نماز کی ہر رکعت میں سورہ الحمد کی ابتدا میں پڑھتے تھے اور نیز سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوتی ہے یہ حدیث بصورت مثال کے سونہ متعین ہوگی بسم اللہ اور علم اللہ کے پاس ہے۔

باب ہے بیچ بیان ترجیح کے۔

بَابُ التَّرْجِيحِ.

فائدہ: اور وہ قریب ہونا اقسام حرکتوں کا ہے اور اس کی اصل تردید ہے یعنی پھیرنا آواز کا حلق میں جیسا کہ توحید میں اس حدیث میں اس کی تفسیر آئے گی ساتھ قول اس کے کی کہ اُسا تھ ہمرہ مفتوح کے کہ اس کے بعد الف ساکن ہے پھر دوسرا ہمزہ ہے پھر انہوں نے کہا کہ اس میں دو امروں کا احتمال ہے ایک یہ کہ پیدا ہوا یہ ملنے اونٹنی کے سے دوسرا یہ کہ اشباع کیا حضرت ﷺ نے مکہ کو اپنی جگہ میں تو اس سے یہ پیدا ہوا اور یہ دوسرا احتمال مشابہہ تر ہے ساتھ سیاق کے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو میں تمہارے لیے اس آواز سے پڑھتا اور البتہ اس جگہ کے سوائے اور جگہ میں بھی ترجیح ثابت ہو چکی ہے سو روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کی آواز کو سنا قرآن کو ترجیح کے ساتھ پڑھتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ترجیح میں کچھ قدر زیادتی ہے ترتیل پر یعنی کھول کھول کر پڑھنے پر اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جرہ نے کہ معنی ترجیح کے خوش آوازی سے قرآن کو پڑھنا نہ ترجیح راگ کی اس واسطے کہ پڑھنا قرآن کا ساتھ ترجیح راگ کے مخالف ہے خشوع کو جو مقصود ہے تلاوت قرآن کی سے اور اس حدیث میں ثابت ہونا ملازمت حضرت ﷺ کی کا ہے واسطے عبادت کے یعنی ہر وقت حضرت ﷺ عبادت میں رہتے تھے اس واسطے کہ باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور وہ چلتے تھے آپ نے عبادت کو نہیں چھوڑا اور اس کو پکار کر پڑھنے میں ارشاد ہے طرف اس کے کہ عبادت کو ظاہر کرنا کبھی ہوتا ہے افضل پوشیدہ کرنے سے اور وہ وقت تعلیم کا ہے اور جگانے غافل کے اور مانند اس کے۔ (فتح)

۴۶۵۹۔ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

میں نے حضرت ﷺ کو پڑھتے دیکھا اور حالانکہ آپ اپنی اونٹنی یا اونٹ پر تھے اور وہ چلتی تھی اور وہ سورہ فتح یا سورہ فتح اسے پڑھتے تھے قرأت نرم پڑھتے تھے ساتھ ترجیح کے۔

۴۶۵۹۔ حَدَّثَنَا اَدَمُ بْنُ اَبِيْ اِيَّاسٍ حَدَّثَنَا

سُعْبَةُ حَدَّثَنَا اَبُو اِيَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ
بْنَ مَغْفَلٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ اَوْ جَمَلِهِ وَهِيَ

تَسِيرُ بِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ
سُورَةِ الْفَتْحِ قِرَاءَةً لَيْسَةً يَقْرَأُ وَهُوَ يُرْجِعُ
بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ.

خوش آوازی سے قرآن مجید کو پڑھنے کا بیان۔

فائدہ: باب من لم يتغن بالقرآن میں مذکور ہو چکا ہے کہ اجماع ہے اور پر استحباب سننے قرآن کے خوش آواز سے
یعنی خوش آواز سے قرآن سننا مستحب ہے اور روایت کی ہے ابن ابی داؤد نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خوش آواز جوان کو
خوش آوازی کے سبب سے امام بناتے تھے۔ (فتح)

۴۶۶۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے ان سے فرمایا اے ابو موسیٰ! البتہ تجھ کو بانسری دی گئی
داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے۔

۴۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَكْرٍ
حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ
عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا أَبَا مُوسَى
لَقَدْ أُوتِيتَ مِرْمَارًا مِنْ مِرْمَائِ آلِ دَاوُدَ.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ساتھ اس لفظ کے کہ اگر تو مجھ کو دیکھتا اور حالانکہ میں
تیرے قرآن پڑھنے کو آج رات سنتا تھا اور روایت کی ہے ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ
حضرت ﷺ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں رات کے وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پر گزرے اور وہ اپنے گھر میں قرآن پڑھتے
تھے سو دونوں اس کی قرأت کے سننے کو کھڑے ہوئے پھر وہاں سے گزرے پھر صبح کے وقت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ
سے ملے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تجھ پر گزرا تھا سو ذکر کی ساری حدیث اور داری نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے اور وہ نہایت خوش آواز تھے کہ البتہ اس کو بانسری دی گئی
داؤد علیہ السلام کی بانسریوں سے سو شاید امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ترجمہ میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی اس طریق کی
طرف اور مراد ساتھ بانسری کے خوب اور خوش ہونا آواز کا ہے اور اصل مِرْمَارُ آلہ کو کہتے ہیں بولا گیا ہے نام اس کا
آواز پر واسطے مشابہت کے اور اس حدیث میں دلالت ظاہر ہے اس پر کہ قرأت غیر اس چیز کے ہے جو پڑھی گئی اور
باقی بحث اس کی توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

جو چاہے کہ اپنے غیر سے قرآن کو سننے اس کا بیان۔
۴۶۶۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَ الْقُرْآنَ مِنْ غَيْرِهِ.
۴۶۶۱۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ
حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي

میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِفْرَأُ عَلَى الْقُرْآنِ قُلْتُ أَفْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ قَالَ إِبْنِي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي.

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے بطور اختصار کے پھر وارد کیا ہے اس کو دوسرے باب میں ساتھ درازی کے باب ہے قول مقری کا واسطے قاری کے کہ تجھ کو کفایت کرتا ہے اور مراد ساتھ قرآن کے بعض قرآن کا ہے کہ اکثر روایتوں میں لفظ قرآن کا نہیں بلکہ مطلق ہے پاس صادق آتا ہے بعض قرآن پر کہا ابن بطلال نے احتمال ہے کہ قرآن کو اپنے غیر سے اس واسطے سنا چاہتے ہوں کہ ہو دور قرآن کا سنت اور احتمال ہے کہ اس واسطے ہو کہ اس کو سمجھیں اور سوچیں اس واسطے سننے والا قوی تر ہے اور پر سونے کے اور نفس اس کا خالی ہے اور خوش دل ہے واسطے اس کے قاری سے واسطے مشغول ہونے اس کے کی ساتھ قرأت کے اور احکام اس کے کی اور یہ برخلاف اس چیز کے ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر پڑھا جیسا کہ مناقب وغیرہ میں گزر چکا ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا کہ سکھلائیں اس کو کیفیت اور قرأت کے اور مخارج حروف کے اور مانند اس کے اور باقی شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

کہنا پڑھوانے والے کا پڑھنے والے کو کہ تجھ کو اسی قدر کافی ہے اس کا بیان۔

بَابُ قَوْلِ الْمُقْرِئِ لِلْقَارِي حَسْبُكَ.

۳۶۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن کو پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے پڑھوں اور حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! سو میں نے سورہ نساء پڑھی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ ہم ہر امت کے گواہ یعنی پیغمبر کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے فرمایا بس اب تجھ کو اسی قدر کفایت کرتا ہے تو میں نے آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اچانک آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

۶۶۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِفْرَأُ عَلَى الْقُرْآنِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ قَالَ إِبْنِي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي حَتَّى أَتَيْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ ﴿لَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ حَسْبُكَ الْآنَ فَانْتَفَتْ إِلَيْهِ

فَإِذَا عَيْنَاهُ تَدْرِفَانِ .

بَابُ فِي كَيْفَ يُقْرَأُ الْقُرْآنُ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى «فَاقْرَأُوا مَا تيسَّرَ مِنْهُ»

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف رد کرنے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ کم سے کم جو چیز کہ ہر دن رات میں کفایت کرتی ہے قرآن کا چالیسواں حصہ ہے یعنی ہر دن رات میں اس سے کم نہ پڑھے اور یہ منقول ہے اسحاق بن راہویہ سے اور حنابلہ سے اس واسطے کہ عموم قول اللہ تعالیٰ کا کہ پڑھو جو تم کو آسان معلوم ہو قرآن سے اس سے کم کو بھی شامل ہے سو جو قرآن کے کچھ حصے کی تعیین کا دعویٰ کرے تو لازم ہے اس پر بیان کرنا اور روایت کی ہے ابو داؤد نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہ چالیس دن میں قرآن پڑھا جائے پھر کہا کہ مہینے میں اور نہیں ہے اس میں دلالت مطلوب پر۔ (فتح)

۴۶۶۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِي ابْنُ شُبْرَمَةَ نَظَرْتُ كَمَا يَكْفِي الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ أَجِدْ سُورَةَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فَقُلْتُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ قَالَ عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ عُلْقَمَةُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ وَلَقِيْتُهُ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ .

۴۶۶۳ - حدیث بیان کی ہم سے علی نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے کہ ابن شبرمہ نے مجھ سے کہا کہ میں نے سوچا کہ آدمی کو کتنا قرآن کفایت کرتا ہے یعنی نماز میں سو میں نے تین آیتوں سے کم ترکوئی سورت نہ پائی تو میں نے کہا کہ نہیں لائق کسی شخص کو کہ تین آیتوں سے کم تر پڑھے، کہا سفیان نے خبر دی ہم کو منصور نے ابراہیم سے اس نے روایت کی عبد الرحمن سے خبر دی اس کو علقمہ نے ابو مسعود سے کہا عبد الرحمن نے اور میں ابو مسعود سے ملا اور وہ خانے کعبے کا طواف کرتا تھا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رات کو سورہ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں پڑھے تو وہ اس کو کفایت کرتی ہیں۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے کہ کفایت کرنے سے کیا مراد ہے اور جو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے سفیان بن عیینہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ ایک وجہ کی بنا پر ہے جو دونوں آیتوں کے کفایت کرنے کی تاویل میں کہی گئی ہے یعنی بیچ قیام رات کی نماز کے اور البتہ پوشیدہ رہی ہے وجہ مناسبت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ساتھ ترجمہ کے ابن کثیر پر اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ اس جہت سے ہے کہ جس آیت کے ساتھ ترجمہ باندھا گیا ہے وہ مناسب ہے اس چیز کو کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن عیینہ نے ابو مسعود کی حدیث سے اور جامع درمیان دونوں کے یہ ہے کہ ہر

ایک آیت اور حدیث سے دلالت کرتی ہے اور کافی ہونے کے برخلاف اس کے جو ابن شبرمہ نے کہا۔ (فتح)

۴۶۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک عورت عمدہ نسب والی سے کروایا یعنی قریش میں سے سو وہ بہو یعنی اپنے بیٹے کی بیوی کی خبر گیری کرتا تھا سو اس سے اس کے خاوند کا حال پوچھتا سو وہ کہتی کہ خوب مرد ہے وہ مرد کہ نہ اس نے ہمارے بستر پر پاؤں رکھا اور نہ اس نے ہمارا پردہ ڈھونڈا جس دن سے ہم اس کے پاس آئے سو جب یہ حال عمر رضی اللہ عنہ پر دراز ہوا تو اس کو حضرت رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا یعنی اپنے بیٹے کی شکایت کی تو حضرت رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو مل پھر میں اس کے بعد آپ سے اتفاقاً ملا تو حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو کس طرح روزہ رکھتا ہے؟ کہا ہر دن حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن کو کس طرح ختم کرتا ہے؟ کہا ہر رات میں، فرمایا ہر مہینے میں تین روزے رکھا کر اور ہر مہینے میں ایک بار قرآن پڑھا کر میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ہر جمعے میں تین روزے رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن نہ رکھا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا روزہ رکھا کر افضل روزہ داؤد علیہ السلام کا ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا اور پڑھ قرآن کو ہر نفلتے میں ایک بار سوکاش کہ میں نے حضرت رضی اللہ عنہ کی رخصت کو قبول کیا ہوتا اور یہ تمنا اس سبب سے ہے کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہوا ہوں سو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دن کو اپنے بعض گھر والوں پر ساتواں حصہ قرآن کا پڑھتے اور جو پڑھتے اس کا دور دن سے کرتے تاکہ ہلکا ہو اور ان کے پڑھنا اس کا رات کو اور جب

۶۶۶۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنْتَهُ فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُولُ نَعَمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يَفْتِشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أُتِينَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْغَنِيُّ بِهِ فَلَقِيْتُهُ بَعْدَ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَحْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ وَأَقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْجُمُعَةِ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَفْطِرُ يَوْمَيْنِ وَصُمْ يَوْمًا قَالَ قُلْتُ أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ قَالَ صُمْ أَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِيَامَ يَوْمٍ وَإِفْطَارَ يَوْمٍ وَأَقْرَأُ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً فَلْيَتَنَّبِ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَلِكَ أَنِّي كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ فَكَانَ يَقْرَأُ عَلَيَّ بَعْضُ أَهْلِ السُّبُعِ مِنَ الْقُرْآنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِي يَقْرُؤُهُ يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُونَ أَحْفَ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْوَى أَفْطَرَ أَيَّامًا وَأَحْصَى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةً أَنْ يَتَرَكَ شَيْئًا فَارَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ
بَعْضُهُمْ فِي ثَلَاثٍ وَفِي خَمْسٍ وَأَكْثَرُهُمْ
عَلَى سَبْعٍ.

چاہتے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ رکھتے اور گنتے
اور ان کے برابر اور دن روزہ رکھتے واسطے برا جاننے اس
بات کو کہ چھوڑیں کچھ چیز جس پر حضرت ﷺ کو چھوڑا، کہا ابو
عبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے اور کہا بعض نے تین دن میں
اور پانچ دن میں اور اکثر راوی سات دن پر ہیں۔

فائدہ: ہمارے بستر پر کبھی پاؤں نہیں رکھا یعنی ہمارے ساتھ کبھی نہیں لیٹا تا کہ ہمارے بستر کو روندے اور نہ اس نے
ہمارا پردہ ڈھونڈا یعنی اس نے مجھ سے کبھی جماع نہیں کیا اور یہ جو کہا کہ جب اس پر یہ حال دراز ہوا گویا کہ اس نے
دیر کی اس کی شکایت میں واسطے اس امید کے کہ باز آجائے اور تدارک کرے پھر جب وہ بدستور رہا اپنے حال پر تو
ڈرے یہ کہ لاحق ہو اس کو گناہ بسبب ضائع کرنے حق بیوی اپنی کے سو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی اور واقع
ہوا ہے اس روایت میں بعد قول اس کے کہ ایک دن روزہ رکھا اور ایک دن نہ رکھا کہ کہا کہ میں اس سے زیادہ
طاقت رکھتا ہوں اور شاید اس میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے یعنی راوی نے اس کلام کو مؤخر کر دیا ہے ورنہ درحقیقت
یہ کلام مقدم ہے اور پڑھ قرآن کو ہر ہفتے میں ایک بار یعنی ہر ہفتہ میں قرآن کا ایک بار ختم کیا اور یہ جو کہا کہ عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بعض گھر والوں پر قرآن کا ساتواں حصہ پڑھتے تھے یعنی جس پر ان میں سے میسر ہوتا اور سوائے اس
کے کچھ نہیں کہ یہ کام دن کو کرتے تھے تا کہ یاد کریں وہ چیز جس کو رات کی نماز میں پڑھیں اس خوف سے کہ کوئی چیز
ان سے پوشیدہ رہے بسبب بھول جانے کے اور یہ جو کہا کہ جب چاہتے کہ قوت حاصل کریں تو چند دن روزہ نہ
رکھتے، الخ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ افضل واسطے اس شخص کے کہ روزہ رکھنا چاہے داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ ایک دن
روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے ہمیشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل سے لیا جاتا ہے کہ جو اس سے انظار کرے
پھر اتنے روزے اور دنوں میں رکھے تو کفایت کرتا ہے اس کو روزہ رکھنا ایک دن کا اور نہ رکھنا ایک دن کا اور یہ جو کہا
کہ کہا بعض نے کہ تین دن میں یا سات دن میں تو شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف روایت
شعبہ کے منفرہ سے ساتھ اس اسناد کے سو فرمایا کہ پڑھو قرآن کو ہر مہینے میں کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں سو
ہمیشہ رہے وہ یہی کہتے یہاں تک کہ کہا تین دن میں اس واسطے کہ پانچ پکڑے جاتے ہیں اس سے بطور تقصیر کے پھر
پایا میں نے مسند دارمی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نے کہا یا حضرت! میں کتنے دن میں قرآن ختم کیا کروں؟
فرمایا کہ مہینے میں اس کو ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا پچیس دن میں ختم کیا کر میں
نے کہا کہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ اس کو بیس دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ
طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ قرآن کو پندرہ دن میں ختم کیا کر میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا

پانچ دن میں اس کو ختم کر میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا نہ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو تین دن میں ختم کیا کر اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں سمجھتا جو قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھے اور شاہد اس کا نزدیک سعید بن منصور کے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو تین دن سے کم تر میں ختم نہ کرتے تھے اور اسی کو اختیار کیا ہے احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہم نے اور ثابت ہو چکا ہے بہت سلف سے کہ انہوں نے قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھا، کہا نووی رحمہ اللہ نے مختار یہ بات ہے کہ یہ مختلف ہے اشخاص کے ساتھ جو شخص کہ ہو اہل فہم اور تدقیق فکر سے تو مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ اسی قدر پڑھے کہ نہ خلل انداز ہو مقصود میں تدبر سے اور استخراج معانی کے سے اور اسی طرح جو شخص کہ ہو واسطے اس کے شغل ساتھ علم کے یا ساتھ غیر اس کے مہمات دین سے اور عام مسلمانوں کی بھلائوں سے تو مستحب ہے اس کو کہ قرآن کو اسی قدر پڑھا کرے جو نہ خلل انداز ہو ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس میں ہے اور جو اس طرح نہ ہو یعنی فارغ البال ہو تو اولیٰ واسطے اس کے بہت پڑھنا قرآن کا ہے جہاں تک کہ ہو سکے سوائے نکلنے کے طرف مانندگی کے اور یہ جو کہ اکثر راوی سات پر ہیں تو یہ اشارہ ہے طرف روایت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد موصول آتی ہے کہ اس کے اخیر میں ہے کہ اس سے زیادہ نہ کرے یعنی نہ بدلے حال مذکور کو طرف حالت دوسرے کے اور یہاں لفظ زیادت کا بولا ہے اور مراد کی ہے اور زیادتی اس جگہ بطور تدلی کے ہے یعنی نہ پڑھے قرآن سات دن سے کم تر میں اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں ساری حدیث کے بعد یہ لفظ ہے کہ سات سے کم نہ کر اور یہ اگر محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو نہیں مانع ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دوبار فرمایا ہو بطور تاکید کے اور شاید نبی زیادتی سے نہیں ہے واسطے تحریم کے جیسا کہ امران سب میں نہیں واسطے وجوب کے اور پہچانا گیا ہے یہ حال کہ قرینوں سے جن کی طرف سیاق راہ دکھاتا ہے اور وہ نظر کرنا ہے طرف عاجز ہونے ان کے کی غیر اس کے سے حال میں یا انجام میں اور غریب بات کہی ہے بعض ظاہر یہ نے سو کہا کہ قرآن کو تین دن سے کم تر میں پڑھنا حرام ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اکثر علماء اس پر ہیں کہ اس کا کوئی اندازہ معین نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ باعتبار خوش دلی اور قوت کے ہے اس بنا پر پس مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف احوال اور اشخاص کے۔ (فتح)

۴۶۶۵۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ قرآن کو کتنے دن میں پڑھتا ہے۔

۴۶۶۵۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَىٰ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كَمْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

۴۶۶۶۔ اور دوسری روایت میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کو ایک مہینے میں پڑھا کر میں نے کہا میں قوت پاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو سات دن میں پڑھا کر اور اس سے کم نہ کر۔

۴۶۶۶۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ مُوسَى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ وَأَحْسِبُنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَا مِنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ قُلْتُ إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً حَتَّى قَالَ فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذَلِكَ.

فائدہ: مراد ساتھ قرآن کے باب کی حدیث میں تمام قرآن ہے اور نہیں وارد ہوتا ہے اور اس کے واقع ہوا ہے یہ قصہ حضرت ﷺ کی وفات سے بہت مدت پہلے اور تھایہ واقع پہلے اس سے کہ اترے بعض قرآن جو پیچھے اتر اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے مانا لیکن عبرت ساتھ اس چیز کے ہے جس پر اطلاق دلالت کرتا ہے اور یہی ہے جس کو صحابی نے سمجھا سو کہتا تھا کہ کاش کہ میں نے حضرت ﷺ کی رخصت کو قبول کیا ہوتا اور نہیں شک ہے کہ یہ حضرت ﷺ کے بعد ہے گویا کہ جوڑا اس نے اس چیز کو کہ پیچھے اتری ساتھ اس چیز کے کہ اول اتری پس مراد ساتھ قرآن کے تمام وہ چیز ہے جو اس وقت اتر چکی تھی اور وہ اکثر قرآن ہے اور واقع ہو اشارہ طرف اس چیز کے کہ اس کے بعد اتری تقسیم کی جائے گی ساتھ حصے اس کے۔ (فتح)

قرآن پڑھنے کے وقت رونے کا بیان۔

بَابُ الْبُكَاءِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ.

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ قرآن پڑھنے کے وقت رونا عارفوں کی صفت ہے اور صالحین کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور گرتے ہیں ٹھوڑیوں پر روتے اور حدیثیں اس میں بہت ہیں، کہا غزالی نے کہ مستحب ہے رونا وقت پڑھنے قرآن کے اور نزدیک اس کے یعنی جب خود پڑھتا ہو یا کوئی اس کے نزدیک پڑھتا ہو اور طریق حاصل کرنے اس کے کا یہ ہے کہ حاضر کرے دل اپنے میں غم اور خوف کو ساتھ تامل کرنے اس چیز کے کہ اس میں ہے تہدید اور وعید شدید سے اور عہد و پیمان سے پھر نظر کرے تصور اپنے کوچ اس کے اور اگر اس کو غم حاضر نہ ہو تو چاہیے کہ روئے اس کے نہ ہونے پر اور یہ کہ وہ بڑی مصیبت ہے۔ (فتح)

۴۶۶۷۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھ، میں نے کہا یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور

۴۶۶۷۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَحْيَى بَعْضُ

حالانکہ قرآن آپ پر اترا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو اپنے غیر آدمی سے سنوں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں نے سورہ نساء پڑھی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب کہ ہم امت کے گواہ کو لائیں گے اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا بس سو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

الْحَدِيثُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْأَعْمَشُ وَبَعْضُ الْحَدِيثِ حَدَّثَنِي عَمْرٍو بْنُ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَعَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُ عَلَيَّ قَالَ قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِبْنِي أَشْتَهِي أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي قَالَ فَفَرَّاتُ النِّسَاءَ حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ لِي كَفَّ أَوْ أَمْسِكَ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْرِفَانِ.

فائدہ: اور پہچانی گئی اس جگہ سے مراد ساتھ قول اس کے کہ بعض حدیث عمرو بن مرہ سے ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ سنا ہے اعمش نے حدیث مذکور کو ابراہیم نخعی سے اور سنا ہے بعض حدیث کو عمرو بن مرہ سے اس نے ابراہیم سے اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ جو قدر کہ اس حدیث سے اعمش بن مرہ سے سنا ہے وہ اس کے قول (سو میں نے سورہ نساء پڑھی) سے اخیر حدیث تک ہے اور بہر حال جو اس سے پہلے ہے حضرت ﷺ کے اس قول تک کہ میں اس کو اپنے غیر سے سنوں تو یہ اعمش نے ابراہیم سے سنا ہے جیسا کہ اس باب کے دوسرے طریق میں ہے اور روایت کی ہے ابن مبارک نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں آتا کوئی دن مگر کہ حضرت ﷺ کی امت آپ کے سامنے لائی جاتی ہے صبح کو اور شام کو سو پہچانتے ہیں ان کو حضرت ﷺ ان کی نشانیوں سے اور عملوں سے سو اس واسطے گواہی دیں گے اوپر ان کے اور یہ حدیث مرسل ہے اور اس حدیث میں ہے وہ چیز کہ اٹھاتی ہے اس اشکال کو کہ بغل گیر ہے اس کو حدیث فضالہ کی، واللہ اعلم۔ کہا ابن بطلال نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روئے حضرت ﷺ وقت پڑھنے اس آیت کے اس واسطے کہ صورت بنائی گئی واسطے نفس آپ کے کی اہوال دن قیامت کے کی اور شدت حال کے جو داعی ہے آپ کو طرف گواہی دینے کے واسطے امت اپنی کے ساتھ تصدیق کے اور سوال کرنے آپ کے کی شفاعت کو

واسطے لوگوں کے اور یہ امر ایسا ہے کہ حق ہے واسطے اس کے بہت رونا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ روئے واسطے رحم کرنے کے اپنی امت پر اس واسطے کہ آپ نے جانا کہ ضرور ہے کہ گواہی دیں حضرت ﷺ او پر ان کے ساتھ عمل ان کے کی اور عمل ان کے کبھی سیدھے اور درست نہیں ہوں گے تو نوبت پہنچائے گا یہ طرف عذاب کرنے ان کے کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۶۶۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا مجھ سے نبی ﷺ نے مجھ پر قرآن پڑھ عرض کی کہ میں آپ پر پڑھوں اور حالانکہ آپ پر اتارا گیا؟ فرمایا حضرت ﷺ نے کہ مجھ کو بہت پسند ہے یہ کہ میں قرآن کو اپنے غیر سے سنوں۔

جو دکھلانے اور نمود کے واسطے قرآن پڑھے یا طلب کرے روزی کو ساتھ اس کے یعنی وہ اس کو اپنی روزی کا وسیلہ ٹھہرائے یا اس کے ساتھ گناہ کرے۔

۴۶۶۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہو گی آخر زمانے میں کم عمر ناقص عقل تمسک کریں گے ساتھ بہترین چیز کے کہ تمسک کرتے ہیں ساتھ اس کے لوگ یعنی پڑھیں گے قرآن کو نکل جائیں گے اسلام سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکاری جانور سے ایمان نہ اترے گا ان کے حلقوں کے نیچے یعنی گلے کے نیچے یعنی ان کے دل میں ایمان کا کچھ اثر نہ ہوگا سو جہاں کہیں تم ان سے ملو تو ان کو قتل کرو سو البتہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والے کو ثواب ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: اور مراد یہ ہے کہ ایمان ان کے دلوں میں مضبوط نہ ہوگا اس واسطے کہ جو چیز گلے میں ٹھہر جائے اور حلق سے نیچے

۴۶۶۸ - حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأُ عَلَى قُلْتُ أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ قَالَ إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي.

بَابُ إِثْمٍ مَنْ رَأَى بَقْرَاءَ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ أَوْ فَخَرَ بِهِ.

۴۶۶۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَأْتِي فِي أَحْرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حَدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفْهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَإِنَّمَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

نہ اترے وہ دل تک نہیں پہنچتی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے دلوں میں ایمان کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ (فتح)

۳۶۷۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ تم میں ایک قوم پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانو گے اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ ناچیز سمجھو گے اور اپنے عمل کو ان کے عملوں کے ساتھ کچھ نہ جانو گے وہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے ان کے گلے کی ہنسیوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کا کچھ اثر نہ ہوگا وہ لوگ نکل جائیں گے اسلام سے جیسے جانور سے تیر پار ہو جاتا ہے اس کے پھالے کو دیکھے گا تو خون کا کچھ اثر نہ پائے گا پھر تیر کی کلزی کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے پھر تیر کے پر کو دیکھے تو کچھ اثر نہ پائے اور شک کیا جاتا ہے سونار میں کہ کیا اس میں بھی کوئی چیز ہے یا نہیں یا راوی کو شک ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لفظ فرمایا ہے یا نہیں۔

۴۶۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَعَمَلَكُمْ مَعَ عَمَلِهِمْ وَيَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ الشَّهْمُ مِنَ الرِّمَّةِ يَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الْقُدْحِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا يَرَى شَيْئًا وَيَتَمَارَى فِي الْفُوقِ.

فائدہ: مراد اس حدیث میں خارجی لوگ ہیں جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا اور امام بحق سے بغاوت کی اور اس کی شرح مرتدوں کے باب میں آئے گی اور مناسبت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے یہ ہے کہ جب قرآن کا پڑھنا غیر اللہ کے واسطے ہو تو وہ ریا کے واسطے ہے یا واسطے طلب رزق کے ساتھ اس کے اور مانند اس کے سوتیلوں حدیثیں دلالت کرتی ہیں واسطے رکنوں ترجمہ کے اس واسطے کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اس کو ریا اور نمود کے واسطے پڑھا اور اس کی طرف اشارہ ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور بعض نے اس کو طلب رزق کے واسطے پڑھا اور یہ بھی اسی کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور بعض نے اس کے ساتھ گناہ کیا اور وہ علی رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نکالا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سیکھو قرآن کو اور مانگو اللہ تعالیٰ سے ساتھ اس کے پہلے اس سے کہ سیکھے اس کو ایک قوم جو مانگیں ساتھ اس کے دنیا اس واسطے کہ قرآن کو تین آدمی سیکھتے ہیں ایک مرد اس کو فخر کے واسطے پڑھتا ہے اور ایک مرد ساتھ اس کے مال طلب کرتا ہے اور ایک مرد اس کو اللہ کے واسطے پڑھتا ہے۔ (فتح)

۴۶۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ

۳۶۷۱۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ جو ایماندار کہ قرآن کو پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل ترنج کے ہے کہ اس کا مزہ بھی اچھا اور اس کی بو بھی اچھی اور جو ایماندار کہ قرآن کو نہیں پڑھتا اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے وہ مثل چھوہارے کے ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس کی بو نہیں اور اس منافق کی مثل جو قرآن کو پڑھتا ہے نیاز بو کی سے مثل ہے کہ اس کی بو اچھی ہے اور اس کا مزہ کڑوا اور اس منافق کی مثل جو قرآن نہیں پڑھتا اندران کے پھل کی سی مثل ہے کہ اس کا مزہ بھی کڑوا خبیث ہے اور اس کی بو بھی کڑوی ہے۔

شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْأَنْجُوتِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالْتَمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ.

فائدہ: مناسبت اس حدیث کی باب سے ظاہر ہے۔

بَابُ إِقْرَاءِ وَالْقُرْآنِ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ.

پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں۔

۶۷۲- حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور جب کہ تم اس کے معنوں کو سمجھنے میں اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو۔

۶۷۲- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِقْرَأْ وَالْقُرْآنِ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا ائْتَلَفْتُمْ فَقَوْمُوا عَنْهُ.

فائدہ: یعنی تاکہ نہ کھینچے تم کو اختلاف طرف فتنے و فساد کے کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہونہی خاص ساتھ زمانے حضرت ﷺ کے تاکہ نہ ہو یہ سب واسطے اترنے اس چیز کے کہ ان کو بری لگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے مت پوچھو بہت چیزوں سے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر کی جائیں تو تم کو بری لگیں اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ پڑھو اور لازم پکڑو اتفاق کو اس چیز پر کہ دلالت کرے اوپر اس کے قرآن اور کھینچنے طرف اس کے اور جب واقع ہو اختلاف یا عارض ہو کوئی شبہ جو تقاضا کرے جھگڑے کو جو بلانے والا ہے طرف جدائی کے تو چھوڑ دو قرأت کو اور تمسک کرو ساتھ حکم کے جو موجب ہے واسطے الفت کے اور اعراض کرے تشابہ سے جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور احتمال ہے کہ ہونہی قرأت سے جب کہ واقع ہو اختلاف بیچ کیفیت ادا کے ساتھ اس طور کے کہ جدا جدا

ہوں وقت اختلاف کے اور بدستور ہے ہر ایک اپنی اپنی قرأت پر اور مثل اس کے وہ چیز ہے جو پہلے گزر چکی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب کہ واقع ہوا درمیان اس کے اور درمیان اور اصحاب کے اختلاف سچ ادا کے سو حضرت رضی اللہ عنہم کے پاس بھگڑے کو لے گئے تو حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ تم سب خوب پڑھتے ہو اور ساتھ اس نکتہ کے ظاہر ہوگی حکمت سچ ذکر کرنے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پیچھے حدیث جناب رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

۴۶۷۳۔ حضرت جناب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں اور الفت پکڑیں اور جب تم اختلاف کرو تو اس سے اٹھ کھڑے ہو متابعت کی ہے سلام کی حارث اور سعید نے ابو عمران سے یعنی اس حدیث کے مرفوع کرنے میں اور نہیں مرفوع کیا اس کو حماد اور ابان نے اور کہا غندر نے شعبہ سے اس نے روایت کی ابو عمران سے اس نے کہا سنا میں نے جناب سے قول اس کا اور کہا ابن عون نے ابو عمران سے اس نے روایت کی عبداللہ بن صامت سے عمر سے قول اس کا اور جناب اصح اور اکثر ہے یعنی صحیح ہے سند میں اور اکثر ہے باعتبار طریقوں کے یعنی اس واسطے کہ جم غفیر نے اس کو جناب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

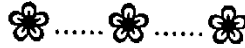
۴۶۷۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک مرد کو ایک آیت پڑھتے سنا کہ حضرت رضی اللہ عنہم سے اس کا خلاف سنا تھا سو میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو میں اس کو حضرت رضی اللہ عنہم کی طرف لے چلا تو حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ تم دونوں خوب پڑھتے ہو سو تم دونوں پڑھو، شعبہ راوی کہتا ہے کہ میرا اکبر علم یہی ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ تم سے پہلوں نے اختلاف کیا تھا سو اختلاف نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔

۴۶۷۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سَلَامُ بْنُ أَبِي مَطِيحٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا انْتَلَفْتُمْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَمُومُوا عَنْهُ تَابِعَهُ الْحَارِثُ بْنُ عَبِيدٍ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ وَلَمْ يَرْفَعَهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ وَأَبَانُ وَقَالَ غَدَرُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا قَوْلَهُ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عَمْرِو قَوْلَهُ وَجُنْدَبٌ أَصَحُّ وَأَكْثَرُ.

۴۶۷۴۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَالِ بْنِ سَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَاَنْطَلَقَتْ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْلَاكُمْ مُحْسِنٌ فَأَقْرَأَا أَكْبَرُ عَلِمِي قَالَ فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوا فَأَهْلِكُوا.

۴۶۷۵۔ ایک روایت میں ہے کہ تم سے پہلوں کو اختلاف ہی نے ہلاک کیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس سورہ

میں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا تھا وہ آل حم سے تھی اور خطیب کے مہمات میں ہے کہ وہ احناف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اختلاف ان کا اس کے عدد میں تھا کہ کیا وہ پینتیس آیتیں ہیں یا چھتیس ہیں اور اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے رغبت دلانا ہے جماعت پر اور الفت پر اور ڈرانا ہے فرقت اور جدائی سے اور اختلاف سے اور نہیں ہے جھگڑنے سے قرآن میں ناحق اور اس کے شر سے یہ ہے کہ ظاہر ہو دلالت آیت کی اوپر کسی چیز کے جو رائے کے مخالف ہو سو تو سل کیا جائے ساتھ نظر کے اور باریک بینی اس کے کی طرف تاویل اس کی کے اور حمل کرنا اس کا اس رائے پر اور واقع ہوتی ہے کجی بچ اس کے۔ (فتح)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب النکاح کے بیان میں

فائدہ: نکاح کے معنی لغت میں ہیں جوڑنا اور ایک دوسرے میں داخل ہونا اور کہا فراء نے کہ بہت ہوئی ہے استعمال اس کی بیچ وٹی کے اور نام رکھا گیا ہے ساتھ اس کے عقد واسطے ہونے اس کے سبب اس کا اور شرع میں حقیقت ہے عقد میں مجاز ہے وٹی میں صحیح قول پر اور حجت اس میں بہت وارد ہونا اس کا ہے قرآن اور حدیث میں واسطے عقد کے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ نہیں وارد ہوا ہے قرآن میں مگر واسطے عقد کے اور ایک قول شافعیوں کا یہ ہے کہ وہ حقیقت ہے وٹی میں مجاز ہے عقد میں اور یہی قول ہے حنفیوں کا اور بعض نے کہا کہ وہ محمول ہے ساتھ اشتراک کے اوپر ایک کے دونوں میں سے اور یہی ہے جو راجح ہے بیچ نظر میری کے اگرچہ بہت ہوا ہے استعمال اس کا عقد میں اور البتہ جمع کیا ہے نکاح کے ناموں کو این تظان نے سو زیادہ ہوئے ہزار سے۔ (فتح)

بابُ التَّرْغِیْبِ فِی النِّكَاحِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى
﴿فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾
 دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں
 باب ہے بیچ بیان رغبت دلانے کے نکاح میں واسطے
 عورتوں سے۔
الْآیَةُ.

فائدہ: وجہ استدلال کی یہ ہے کہ وہ صیغہ امر کا ہے تقاضا کرتا ہے طلب کو اور ادنیٰ درجہ اس کا استحباب ہے پس ثابت ہو اور رغبت دلانا کہا قرطبی نے کہ نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ آیت بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے اس چیز کے کہ جائز ہے جمع کرنا درمیان اس کے عورتوں کی گنتی سے اور احتمال ہے کہ نکالا ہو اس کو بخاری رحمہ اللہ نے امر کرنے سے ساتھ نکاح طیب کے باوجود وارد ہونے نبی کے ترک کرنے طیب کے سے اور منسوب کرنے فاعل اس کے طرف اعتداء کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَا تَحْرَمُوا طِیْبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا﴾ اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے نکاح میں سو کہا شافعیوں نے کہ نہیں ہے عبادت اسی واسطے اگر اس کی نذر مانی تو منعقد نہیں ہوتا اور حنفیوں نے کہا کہ وہ عبادت ہے اور تحقیق یہ ہے کہ جس صورت میں کہ نکاح مستحب ہے کما سیاتی بیانہ مستلزم ہے کہ یہ کہ ہو اس وقت عبادت سو جس نے اس کی نفی کی ہے اس نے اس کی حد ذات کی طرف نظر کی ہے اور جس نے اس کو ثابت کیا ہے اس نے اس کی صورت مخصوص کی طرف نظر کی ہے۔ (فتح)

۴۶۷۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین آدمی

حضرت ﷺ کی بیویوں کے گھروں کی طرف آئے
 حضرت ﷺ کی عبادت کا حال پوچھتے تھے سو جب وہ خبر
 دیے گئے تو گویا انہوں نے اس کو کم جانا سوانہوں نے کہا کہ
 ہم کہاں اور حضرت ﷺ کہاں آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ
 سب بخشے گئے یعنی ہم کو اپنا خاتمہ معلوم نہیں تو ہم کو زیادہ
 عبادت کرنا چاہیے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو ہمیشہ
 رات بھر نماز پڑھا کروں گا اور دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ
 روزہ رکھا کروں گا کبھی نہ چھوڑا کروں گا اور تیسرے نے کہا
 کہ میں عورتوں سے الگ ہوتا ہوں سو میں کبھی نکاح نہیں
 کروں گا سو حضرت ﷺ ان کے پاس آئے سو فرمایا کہ تم ہی
 ہو جنہوں نے ایسا کہا ہے خبردار! قسم ہے اللہ کی البتہ میں تم
 سے زیادہ تر اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تر اللہ کا پرہیز
 گار ہوں لیکن میں تو روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا اور
 نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے صحبت
 بھی کرتا ہوں سو جو میری سنت اور راہ سے پھرا وہ میرا نہیں۔

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا حَمِيدُ بْنُ
 أَبِي حَمِيدٍ الطَّوِيلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ
 مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ جَاءَ ثَلَاثَةٌ
 زَهَطُوا إِلَيَّ بِيَوْمِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَانَهُمْ
 تَقَالُوهَا فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
 ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَا أَنَا فَإِنِّي
 أَصْلِي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ
 الدَّهْرَ وَلَا أَفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَعْتَرِلُ
 النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوِّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَلَيْسَ
 الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي
 لَأَحْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتَقَاكُمْ لَهُ لِكِنِّي أَصُومُ
 وَأَفْطِرُ وَأَصْلِي وَأَرْقُدُ وَأَتَزَوِّجُ النِّسَاءَ
 لَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ تینوں صاحب یہ ہیں علی رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور
 ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے چاہا کہ خواہشوں کو حرام کریں سو سورہ مائدہ کی
 آیت اتری اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دس اصحاب تھے اور وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ
 اور ابو ذر رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں سو اگر یہ محفوظ ہو تو احتمال ہے کہ تین آدمی وہ ہوں
 جنہوں نے خاص یہ پوچھا سو کبھی خاص ان تین کی طرف منسوب ہوا اور کبھی سب کی طرف واسطے شریک ہونے سب
 کے بیچ طلب اس کی کے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ وہ تین سے زیادہ تھے جو مسلم نے روایت کی ہے کہ چھ آدمیوں
 نے حضرت ﷺ کی زندگی میں اس بات کا ارادہ کیا تھا سو ان کو اس سے منع ہوا اور یہ جو کہا کہ آپ کے اگلے پچھلے
 گناہ سب بخشے گئے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کے گناہ بخشے گئے یا نہیں تو اس کو چاہیے کہ

عبادت میں مبالغہ کرے اور بہت عبادت کرے امید ہے کہ حاصل ہو برخلاف اس شخص کے کہ حاصل ہو چکا ہے واسطے اس کے یہ لیکن حضرت ﷺ نے بیان کر دیا کہ یہ لازم نہیں سوا اشارہ کیا اس کی طرف اس کے ساتھ کہ آپ بہ نسبت ان کے گناہوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور یہ نسبت مقام عبودیت کی ہے ربوبیت کی جانب میں اور اشارہ کیا ہے بچ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرف اور معنی کے کہ کیا میں بندہ شکر گزار نہ ہوں اور یہ جو کہا کہ میں رات بھر ہمیشہ نماز پڑھا کروں گا تو اس میں ابد اقد اصلی کی نہیں بلکہ رات کی قید ہے اور یہ جو کہا کہ میں کبھی نکاح نہیں کروں گا تو مصلیٰ اور عورتوں سے الگ ہونے والا ساتھ ہمیشگی کے تاکید کیا گیا ہے اور نہیں تاکید کیا گیا ہے روزہ ساتھ اس کے اس واسطے کہ ضروری ہے کھولنا روزے کا رات کو اور اسی طرح عید کے دنوں میں بھی اور واقع ہوا ہے مسلم کی روایت میں کہ بعض نے کہا کہ میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا اور بعض نے کہا کہ میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور بعض نے کہا کہ میں بستر پر نہیں لیٹوں گا اور ظاہر اس کا تاکید کرنا ہے کہ اس کے قائل تین سے زیادہ تھے اس واسطے کہ گوشت کونہ کھانا خاص تر ہے ہمیشہ روزہ رکھنے سے اور رات بھر نماز پڑھنا خاص تر ہے ترک سونے سے بستر پر اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس اختیار کرنے کسی قسم کے مجاز سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو حضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے ایسا ایسا کہا اور تطبیق یہ ہے کہ پہلے ان کو عموماً ظاہر میں منع کیا بغیر تعیین کے پھر ان کو خاص کر منع کیا پوشیدہ طور سے اور یہ جو کہا کہ البتہ میں بہ نسبت تمہاری اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا ہوں اور زیادہ اللہ تعالیٰ کا پرہیزگار ہوں تو اس میں اشارہ ہے رد کرنے کی طرف اس چیز کے جس پر انہوں نے اپنے کام کو بنا کیا کہ جس کے گناہ بخشے گئے ہوں اس کو زیادہ عبادت کی حاجت نہیں برخلاف اس کے غیر کے سو آپ نے ان کو معلوم کروایا باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ عبادت میں نہایت مبالغہ کرتے ہیں زیادہ تر ڈرنے والے ہیں اللہ سے اور زیادہ تر پرہیزگار ہیں بہ نسبت ان لوگوں کے جو سختی کرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اسی طرح ہوا اس واسطے کہ سختی کرنے والا نہیں بے خوف ہے تھکنے سے برخلاف میانہ رو کے کہ وہ زیادہ تر قادر ہے اس کے ہمیشہ کرنے پر اور بہتر وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور یہ جو کہا لیکن میں تو یہ استدارک ہے چیز مذروف سے دلالت کرتا ہے اس پر سیاق یعنی میں اور تم بہ نسبت عبودیت کے برابر ہیں لیکن میں ایسا عمل کرتا ہوں اور یہ جو کہا کہ میرے طریقے ہے پھر تو مراد سنت سے طریقہ ہے نہ وہ جو فرض کے مقابل ہے اور رغبت ایک چیز سے منہ پھیرنا ہے اس سے طرف اس کے غیر کے اور مراد یہ ہے کہ جس نے میرا طریقہ چھوڑا اور غیر کا طریقہ لیا تو وہ مجھ سے نہیں اور اشارہ کیا ساتھ اس کے طرف طریقے رہبانیت کے اس واسطے کہ وہی ہیں جنہوں نے تشدید کو نکالا جیسا کہ اللہ نے ان کو اس کے ساتھ موصوف کیا اور اللہ نے ان پر عیب کیا ساتھ اس کے کہ جس چیز کو اپنے اوپر لازم کیا تھا اس کو پورا نہ کیا اور طریقہ حضرت ﷺ کا حنیف اور آسان

ہے سو افطار کرے تاکہ قوت حاصل کرے روزے پر اور سوئے تاکہ قوت حاصل کرے کھڑے ہونے پر اور نکاح کرے واسطے توڑنے شہوت کے اور بچانے نفس کے حرام سے اور زیادہ کرنے نسل کے اور یہ جو کہا کہ وہ مجھ سے نہیں اگر ہومنہ پھیرنا اس سے ساتھ کسی قسم کے تاویل سے تو اس شخص کو معذور رکھا جائے بیچ اس کے سو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ وہ میرے طریقہ پر نہیں اور نہیں لازم آتا کہ دین سے نکل جائے اور اگر ہومنہ پھیرنا بطور اعراض اور تمنع کے یعنی سخت پرہیز گاری کے جو پہنچائے نوبت طرف راجح تر ہونے عمل اس کے کی تو معنی لیس منی کے یہ ہیں کہ نہیں میری ملت اور دین پر اس واسطے کہ یہ اعتقاد ایک قسم کا کفر ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے اور فضیلت نکاح کے اور ترغیب کے بیچ اس کے اور اس میں ڈھونڈنا حال بزرگوں کا ہے واسطے پیروی کرنے کے ساتھ کاموں ان کے کی اور یہ کہ جو پکا قصد کرے کسی کام نیک پر جو محتاج ہو طرف ظاہر کرنے اس کے کی کہ جس جگہ ریا سے بے خوف ہو تو یہ منع نہیں اور اس میں مقدم کرنا حمد و ثناء کا ہے اللہ پر وقت بتلانے مسائل علم کے اور بیان ہے واسطے احکام مکلفوں کے اور دور کرنا شے کے مجتہدوں سے اور یہ کہ مباح چیزیں کبھی پلٹ جاتی ہیں ساتھ قصد کے طرف کراہت اور استحباب کے کہا طبری نے اس میں رد ہے اس شخص پر جو منع کرتا ہے حلال کے استعمال کو کھانے کی چیزوں اور پہننے کی چیزوں سے اور اختیار کرتا ہے موٹے کپڑوں اور سخت کھانوں کو کہا عیاض نے کہ سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض طبری کے قول کی طرف مائل ہوئے ہیں اور بعض اس کے برعکس ہیں اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس آیت کے ﴿اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدینا﴾ یعنی لے گئے تم اپنی ستھری چیزوں کو دنیا کی زندگی میں کہا اور حق یہ ہے کہ یہ آیت کافروں کے حق میں ہے اور حضرت ﷺ نے دونوں امر کو لیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہیں دلالت کرتا یہ واسطے کسی ایک کے دونوں فرقوں سے اگر ہو بیہنگی کرنی اور پر ایک صفت کے اور حق یہ ہے کہ ملازمت استعمال ستھری چیزوں کی نوبت پہنچانی ہے طرف خواہش عیش اور اترانے کے اور نہیں بے خوف ہوتا پڑنے سے شے کی چیزوں میں اس واسطے کہ جس کی یہ عادت ہو وہ کبھی اس کو نہیں پاتا اور اس سے پھر نہیں سکتا تو حرام چیز میں پڑتا ہے جیسا کہ منع تناول اس کا کبھی نوبت پہنچاتی ہے طرف سخت پرہیز گاری کے جو منع ہے اور وارد ہوتا ہے اس پر صریح قول اللہ تعالیٰ کا ﴿قل من حرم زینۃ اللہ الیٰ اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق﴾ جیسے کہ عبادت میں سختی کرنی نوبت پہنچانا ہے طرف تھک جانے کے جو قاطع ہے واسطے اصل اس کے کی اور مثلاً ہمیشہ فقط فرضوں کا پڑھنا اور نفلوں کا چھوڑنا نوبت پہنچاتا ہے طرف بطالت اور نہ خوش دلی کے طرف عبادت کے اور بہتر وہ کام ہے جو متوسط ہو اور نیز اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ اللہ تعالیٰ کو جاننا اور پہچاننا اس چیز کا کہ واجب ہے حق اس کے سے بڑا درجہ ہے مجرد عبادت بدنی سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الرَّهْرِيِّ
قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ
قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ حِفْتُمْ إِلَّا تَقْسِطُوا فِي
الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ
مَنْقِي وَثَلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ حِفْتُمْ إِلَّا تَعَدَّلُوا
فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَىٰ
إِلَّا تَعُولُوا﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي الْيَتِيمَةُ
تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْهَا فَيْرَعَبٌ فِي مَالِهَا
وَجَمَالِهَا يُرِيدُ أَنْ يَنْزَوَّجَهَا بِأَدْنَىٰ مِنْ سُنَّةِ
صَدَاقِهَا فَهِيَ أَوْ أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ
يُقْسِطُوا لَهُنَّ فَيَكْمِلُوا الصَّدَاقَ وَأَمْرُوا
بِنِكَاحٍ مِنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے۔
بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ
لِأَنَّهُ أَعْضُ لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ اگر تم ڈرو کہ
انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو
خوش لگیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر تم
ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے تو نکاح کرو ایک عورت سے یا جو
تمہارے ہاتھ کا مال ہے یہ نزدیک تر ہے اس کے کہ نہ ظلم کرو،
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! یتیم لڑکی اپنے ولی کی گود میں
ہوتی سو رغبت کرتا وہ اس کے مال میں اور جمال میں اور چاہتا
کہ نکاح کرے اس سے ساتھ کم تر مہر کے اس کے مہر کے
دستور سے سو منع کیے گئے یہ کہ نکاح کریں ان سے مگر یہ کہ
انصاف کریں واسطے ان کے سوان کو مہر پورا دیں اور حکم کیے
گئے ساتھ نکاح کرنے کے ان عورتوں سے جو سوائے ان کے
ہیں۔

باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں کہ جو
تم میں سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو
چاہیے کہ نکاح کرے اس واسطے کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے
والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے۔

فائدہ: بعض نسخوں میں منکم کا لفظ نہیں اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ مخاطب اس حکم کے ساتھ خاص نہیں
اور اس پر اتفاق ہے اور اختلاف تو صرف اس میں ہے کہ عام بطور نص کے ہوتا ہے یا استنباط سے۔
وَهَلْ يَتَزَوَّجُ مَنْ لَا أَرْبَ لَهُ فِي النِّكَاحِ.

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے درمیان واقع ہوئی سو عثمان رضی اللہ
نے ان کو ایک عورت سے نکاح کرنے کو کہا سو جواب دیا اس نے اس کو ساتھ اس حدیث کے سوا احتمال ہے کہ ان کو
اس کی حاجت نہ ہو تو انہوں نے اس کی موافقت نہ کی اور احتمال ہے کہ موافقت کی اگرچہ یہ منقول نہیں اور شاید اس
نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اختلاف ہے درمیان علماء کے اس شخص کے حق میں جس کو نکاح کی طرف شوق
نہ ہو کہ کیا وہ اس کی طرف بلایا جائے یا نہیں اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۴۶۷۷- حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں ان سے ملے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن! (یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مجھ کو تجھ سے کچھ کام ہے سو دونوں الگ ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو عبد الرحمن! کیا تم کو حاجت ہے اس میں کہ میں تجھ کو ایک کنواری عورت نکاح کر دوں جو تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے یا تجھ کو تیرا گزرا زمانہ یاد دلا دے سو جب عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا یہ کہ اس کو حاجت نہیں تو میری طرف اشارہ کیا سو کہا اے علقمہ! آگے آ! سو میں اس کے پاس پہنچا اور حالانکہ وہ کہتے تھے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ اگر تو نے یہ کہا تو البتہ حضرت منیٰ رضی اللہ عنہم نے ہم سے فرمایا کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم سے نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو خانہ داری کی طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا اس واسطے کہ اس کے حق میں روزہ رکھنا فرضی کرنا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تجھ کو تیری جوانی کا زمانہ یاد دلا دے تو ایک روایت میں ہے کہ یاد دلا دے تجھ کو جو تجھ سے فوت ہوا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ معاشرت جوان عورت کی قوت اور نشاط کو زیادہ کرتی ہے برخلاف عکس اس کے کہ وہ بالعکس ہے اور کہا نووی رضی اللہ عنہ نے صحیح تر اور مختار یہ بات ہے کہ شاب اس کو کہتے ہیں جو بالغ ہو اور تیس برس سے آگے نہ بڑھے اور جب تیس برس سے آگے بڑھے تو اس کو کہل کہتے ہیں یہاں تک کہ آگے بڑھے چالیس برس سے پھر اس کو شیخ کہتے ہیں اور خاص کیا ہے جوانوں کو ساتھ خطاب کے اس واسطے کہ جو قوت کہ نکاح کی طرف بلاتی ہے غالب انہیں میں پائی جاتی ہے برخلاف بوڑھوں کے اگرچہ معنی معتبر ہیں یعنی جب بوڑھوں میں سب پایا جائے تو ان کا بھی یہی حکم ہے اور یہ جو کہا منکم الباء ة تو کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ مراد کے باء ة سے اس جگہ دو قول پر یعنی باء ة سے کیا مراد ہے؟ صحیح تر یہ قول ہے کہ مراد اس کے معنی لغوی ہیں اور وہ جماع ہیں پس تقدیر اس کی یہ ہے کہ جو طاقت رکھے تم میں جماع کی واسطے قادر ہونے کے اس کے خرچ پر اور وہ نکاح کے خرچ میں تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھے جماع کی واسطے عاجز ہونے اس کے اس کے خرچ سے تو لازم ہے

۴۶۷۷- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانُ بِنِي فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي لِي إِلَيْكَ حَاجَةٌ فَخَلَوَا فَقَالَ عُثْمَانُ هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي أَنْ نَزَوِّجَكَ بِكُرًا نَذَرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللَّهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هَذَا أَشَارَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا عَلْقَمَةَ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ أَمَا لَيْنُ قُلْتُ ذَلِكَ لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ.

اس پر روزہ رکھنا تا کہ دفع کرے اس کی شہوت کو اور کانے اس کی منی کے شر کو جیسا کہ کاٹا ہے اس کو خفی ہونا اور اسی قول کی بنا پر واقع ہوا ہے خطاب ساتھ جوانوں کے جن میں عورتوں کی شہوت کا گمان ہے کہ اکثر اس سے جدا نہیں ہوتے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مراد ساتھ باء ة کے اس جگہ نکاح کے خرچ ہیں یعنی جو نکاح کے خرچ کی طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ نکاح کرے اور جو نہ طاقت رکھتا ہو تو چاہیے کہ روزہ رکھے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے اور جو لوگ کہ اس دوسرے قول کے ساتھ قائل ہیں تو ان کو اس پر باعث یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ جو طاقت نہ رکھے تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا انہوں نے جو جماع سے عاجز ہو وہ نہیں محتاج ہے طرف روزہ رکھنے کے واسطے دفع کرنے شہوت اپنی کے پس واجب ہے تاویل باء ة کی ساتھ خرچ نکاح کے اور نہیں مانع ہے کہ عام تر معنی مراد ہوں ساتھ اس طور کے کہ ارادہ کیا جائے ساتھ باء ة کے قدرت جماع کی اور خرچ نکاح کے اور جواب دوسرے قول کی تعلیل سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ ارشاد کیا جائے اس شخص کو جو نہیں طاقت رکھتا جماع کی جوانوں سے واسطے بہت ہونے شرم کے یا نہ ہونے شہوت کے یا نامردی کے مثلاً طرف اس چیز کے کہ میسر ہو اس کو بدستور رہنا اس حالت کا اس واسطے کہ جوانی جگہ گمان جوش مارنے شہوت کے کی ہے جو بولتی ہے طرف جماع کے سو اس کی ایک حالت میں توڑنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ بدستور ٹوٹی رہے پس اسی واسطے ارشاد کیا طرف اس چیز کے کہ بدستور رہے ساتھ اس کے کسر مذکور سو جوان دو قسم کے ہوں گے ایک وہ ہیں کہ ان کو نکاح کی خواہش ہے اور ان کو قدرت ہے سو بلایا ان کو طرف نکاح کرنے کے واسطے دفع کرنے اس خوف کے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ ان کو ایک ایسے امر کی طرف بلایا کہ جس کے ساتھ ان کی حالت بدستور رہے اس واسطے کہ یہ ارفق ہے ساتھ ان کے واسطے اس علت کے کہ مذکور ہوئی اور وہ علت یہ ہے کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتے تھے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو نکاح کا سامان نہ پائے اور اس کو اس کی خواہش ہو تو مستحب ہے اس کو نکاح کرنا واسطے دفع کرنے محذور کے اور یہ جو کہا کہ نکاح نظر کا بڑا روکنے والا اور شرم گاہ کا بڑا بچانے والا ہے یعنی منع کرنے والا ہے واقع ہونے سے بیچ حرام کاری کے اور کیا باریک بینی ہے جو مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے تھوڑا سا پیچھے واقع ہوا ہے کہ اس نے اس حدیث کے پیچھے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ذکر کیا ہے کہ جب کسی کو تم میں سے کوئی عورت خوش لگے سو اس کے دل میں واقع ہو تو چاہیے کہ اپنی عورت کی طرف قصد کرے اس واسطے کہ یہ دور کر دے گا جو اس کے دل میں واقع ہو اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف مراد کے باب کی حدیث سے اور یہ جو فرمایا کہ لازم ہے اس پر روزہ رکھنا تو روزے کے بدلے بھوک کا لفظ نہ بولا اور عدول کیا حکم کرنے اس چیز کے سے جو شہوت کو اٹھائے اور استدعا کرے منی کے جوش کو کھانے اور پینے سے اس واسطے کہ نہیں آیا ہے یہ واسطے حاصل کرنے عبادت کے جو دراصل مطلوب ہو اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ مطلوب روزے سے اصل میں توڑنا شہوت کا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جو جماع کی طاقت

نہ رکھتا ہو تو مطلوب اس سے یہ ہے کہ وہ نکاح نہ کرے اس واسطے کہ ارشاد کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے طرف اس چیز کے جو اس کے مخالف ہے اور اس کے باعثوں کو کمزور کرتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے حق میں مطلق مکروہ ہے اور تقسیم کیا ہے علماء نے مرد کو نکاح میں کئی قسموں پر اول وہ شخص ہے کہ اس کو غلبہ شہوت ہو اور وہ اس کے خرچ پر قادر ہو اور اپنے نفس پر زنا کا خوف کرنے والا ہو تو مستحب ہے واسطے اس کے نکاح نزدیک سب علماء کے اور حنبلیوں کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ واجب ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے ابو عوانہ شافعیوں میں سے اور یہی قول ہے داؤد کا اور اس کے تابداروں کا اور کہا ابن حزم نے کہ جو جماع پر قادر ہو اس پر فرض ہے اگر پائے جو نکاح کرے ساتھ اس کے یا لوٹنڈی پکڑے یہ کہ ایک دونوں میں سے کرے اور اگر اس سے عاجز ہو تو چاہیے کہ بہت روزے رکھے اور یہ قول ایک جماعت کا ہے سلف میں سے اور کہا ابن بطلان نے کہ جو نکاح کرنے کو واجب نہیں کہتا اس نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس قول حضرت ﷺ کے کہ جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو تو لازم ہے اس پر روزہ رکھنا کہا اس نے سو جب روزہ جو اس کا بدل ہے واجب نہ ہو تو اسی طرح اس کا مبدل بھی واجب نہ ہوگا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ امر ساتھ روزے کے مرتب ہے اوپر نہ ہونے طاقت کے اور نہیں محال ہے یہ کہ کہے قائل کہ میں نے تجھ پر ایسا واجب کیا اور اگر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا تو میں تجھ کو ایسے امر کی طرف بلاتا ہوں اور مشہور احمد سے یہ ہے کہ نہیں واجب ہے واسطے قادر غلبہ شہوت والے کے مگر جب کہ خوف کرے گناہ کا اور کہا ماوردی نے کہ مذہب مالک رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ نکاح کرنا مستحب ہے اور کبھی واجب ہوتا ہے نزدیک ہمارے اس شخص کے حق میں جو نہ باز آئے زنا سے مگر ساتھ اس کے اور کہا قرطبی نے کہ اس وقت اس کے واجب ہونے میں کچھ اختلاف نہیں اور کہا ابن دقیق نے کہ واجب ٹھہرایا ہے اس کو بعض علماء نے اس وقت جب کہ گناہ سے خوف کرے اور نکاح پر قادر ہو اور لوٹنڈی نہ مل سکے اور حرام ہے اس کے حق میں جو غفل ڈالے بیچ جماع اپنی بیوی کے اور خرچ کرنے کے باوجود نہ قدرت ہونے کے اوپر اس کے اور نہ غلبہ شہوت ہونے اس کے کی طرف اس کے اور مکروہ اس شخص کے حق میں ہے جس جگہ بیوی کو ضرر نہ ہو اور اگر منقطع ہو ساتھ اس کے کوئی چیز بندگی کے کاموں سے عبادت ہو یا علم کے ساتھ مشغول ہونا ہو تو سخت ہوتی ہے کراہت اور مستحب اس وقت ہے جب کہ حاصل ہو ساتھ اس کے معنی مقصود توڑنے شہوت کے سے اور بچانے نفس کے سے اور نگاہ رکھنے شرم گاہ کے سے اور مانند اس کے اور مباح اس وقت ہے جب کہ نہ باقی رہے کوئی باعث اور مانع اور بعض بدستور استجاب پر رہے ہیں اس شخص کے حق میں جس کی یہ صفت ہو واسطے ظاہر حدیثوں کے جو وارد ہوئی ہیں بیچ اس کے، کہا عیاض نے کہ وہ مستحب ہے اس شخص کے حق میں جس نے نسل کی امید کی ہو اگرچہ اس کو جماع میں شہوت نہ ہو واسطے قول حضرت ﷺ کے فانی مکاتر بکھم اور واسطے ظواہر ترغیب کے اور اس طرح اس شخص کے حق میں جس کو عورتوں کے نفع اٹھانے کی رغبت ہو اور بہر حال جس کی نسل نہ ہو اور نہ اس کو

عورتوں کی خواہش سواور نہ عورتوں سے متعہ کی تو یہ اس کے حق میں مباح ہے جب کہ عورت اس کو جان لے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے اور کبھی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ مستحب ہے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ نہیں ہے درویشی اسلام میں یعنی عورتوں سے الگ رہنا اور کہا غزالی نے احياء میں کہ جس شخص کے واسطے نکاح کے فائدے جمع ہوں اور آفات دور ہوں تو مستحب ہے اس کے حق میں نکاح کرنا اور جو ایسا نہ ہو تو اس کے حق میں ترک افضل ہے اور جس کے حق میں امر معارض ہو تو چاہیے کہ کوشش کرے اور راجح پر عمل کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس باب میں حدیثیں بہت وارد ہو چکی ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے تزوجوا الولود والولود فانی مکاتر بکم یوم القيامة اور ایک یہ حدیث ہے تناکحوا تکاتروا فانی اباہی بکم الاممہ اور ایک یہ ہے تزوجوا فانی مکاتر بکم الاممہ ولا تکونوا کربہانیۃ النصارى اور ایک حدیث یہ ہے من کان موسرا فلم ینکح فلیس منا اور ایک حدیث میں ہے جس کو نیک عورت ملے تو آدھا دین بچانے میں اس کی اعانت کی پس چاہیے کہ باقی آدھے میں ڈرے اور یہ حدیثیں اگرچہ اکثر ان میں ضعیف ہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے اوپر اس چیز کے کہ حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے مقصود ترغیب سے نکاح کرنے میں لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے جس سے نسل حاصل ہو اور نیز اس حدیث میں ارشاد ہے اس شخص کو جو نکاح سے عاجز ہو طرف روزے کی اس واسطے کہ شہوت نکاح کی تابع ہے واسطے شہوت کھانے کے قوی ہوتی ہے اس کے قوی ہونے سے اور ضعیف ہوتی ہے اس کے ضعیف ہونے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اوپر جائز ہونے علاج کے واسطے قطع کرنے شہوت نکاح کے ساتھ دواؤں کے اور لائق ہے کہ حمل کیا جائے اس دوا پر جو شہوت کو کم کرے اور ساکن کرے نہ ہو وہ اس کو بالکل قطع کر ڈالے اس واسطے کہ وہ کبھی اس کے بعد قادر ہوتا ہے سونام ہوتا ہے واسطے فوت ہونے اس کے کی اس کے حق میں اور البتہ تصریح کی ہے شافعیوں نے ساتھ اس کے کہ نہ توڑے اس کو ساتھ کافور کے اور حجت اس میں یہ ہے کہ اتفاق کیا ہے انہوں نے اوپر منع ہونے کاٹنے سے ذکر کے اور خصی ہونے کے پس ملحق ہوگا ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے دوا کرنے سے ساتھ قطع کرنے شہوت کے بالکل اور نیز استدلال کیا ہے ساتھ اس کے خطابی نے اس پر کہ مقصود نکاح سے وطی ہے اس واسطے کہ مشروع ہوا ہے خیار نامردی میں اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر روکنے نظر کے اور بچانے شرم گاہ کے ساتھ ہر چیز کے کہ ممکن ہو اور نہ تکلیف دینے کے ساتھ اس شخص کے جو طاقت نہیں رکھتا اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حظوظ نفسوں اور شہوتوں کے نہیں مقدم ہوتے احکام شرع پر بلکہ دائر ہیں ساتھ ان کے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے اوپر حرام ہونے مشت زنی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے نکاح سے عاجز ہونے کے وقت روزے کی طرف ارشاد کیا ہے جو شہوت کو کاٹے سواگر مشت زنی مباح ہوتی تو ہوتا امر طرف سہل تر کے اور تعاقب کیا گیا ہے دعوے اس کے آسان تر ہونے کا اس واسطے کہ ترک سہل تر ہے فعل سے اور البتہ مباح جانا اور

جاڑ رکھا ہے مشت زنی کو ایک گروہ نے علماء سے اور وہ نزدیک حنا بلہ اور بعض حنفیہ کے ہے واسطے تسکین شہوت کے اور یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھ کو جوان عورت سے نکاح کروادوں تو اس میں مستحب ہونا نکاح جوان عورت کا ہے خاص کر جب کہ کنواری ہو اور مفصل شرح اس کی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الْبَاءَةَ فَلْيَصُمْ.

۴۶۷۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ

حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي

عَمَارَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ

دَخَلْتُ مَعَ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا فَقَالَ لَنَا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ

الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ

أَغْضَى لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ

يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَاءِ.

بہت عورتوں سے نکاح کرنا یعنی چار تک۔

فائدہ: یعنی اس شخص کے واسطے جو ان کے درمیان عدل کر سکے۔ (فتح)

۴۶۷۹ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا

هَشَامُ بْنُ يُونُسَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ

قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ

عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ بَسْرَفٍ فَقَالَ ابْنُ

عَبَّاسٍ هَذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعَشَهَا فَلَا تَرُغِزُواهَا

وَلَا تَزُلُّوْهَا وَارْفُقُوا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ كَانَ يَقْسِمُ

۴۶۷۹ - حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ابن

عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام سرف میں میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازے

میں حاضر ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ حضرت علی رضی اللہ

کی بیوی ہے سو جب تم اس کے جنازے کو اٹھاؤ تو اس کو نہ

جنش نہ دو نہ ہلاؤ اور آرام سے چلو سو تحقیق شان یہ ہے کہ

حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پاس نو بیویاں تھیں آٹھ بیویوں کے واسطے

باری تقسیم کرتے تھے اور ایک کے واسطے نہ کرتے تھے۔

لَيَّمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لَوَاحِدَةٍ.

فائدہ: سرف ایک جگہ کا نام ہے بارہ میل مکہ سے اور نغش اس چار پائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ رکھا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دفنایا ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کو سرف میں اس قبے میں جہاں حضرت رضی اللہ عنہا نے ان سے خلوت کی تھی اور ان کی قبر میں عبدالرحمن بن خالد اتر اور یہ جو کہا کہ آرام سے چلو یعنی میانہ روی سے چلو اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایماندار کی عزت اور تعظیم مرنے کے بعد بھی باقی ہے جیسے کہ اس کی زندگی میں تھی اور اس میں ایک حدیث ہے کہ مسلمان کے مروے کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسے اس کو زندگی میں توڑنا اور یہ جو کہا کہ حضرت رضی اللہ عنہا کے پاس نوبیویاں تھیں یعنی وقت وفات پانے آپ رضی اللہ عنہم کے کی اور وہ یہ ہیں سودہ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ام سلمہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، جویریہ رضی اللہ عنہا، صفیہ رضی اللہ عنہا اور میمونہ رضی اللہ عنہا اور اس ترتیب کی بنا پر ہے جس ترتیب سے حضرت رضی اللہ عنہم نے ان سے نکاح کیا اور حضرت رضی اللہ عنہم فوت ہوئے حالانکہ وہ سب آپ کے نکاح میں تھیں اور اختلاف ہے ریحانہ رضی اللہ عنہا میں کہ وہ حضرت رضی اللہ عنہم کی بیوی تھیں یا لونڈی اور آپ سے پہلے فوت ہوئی یا پیچھے اور یہ جو کہا کہ ایک اس کے واسطے تقسیم نہ کرتے تھے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس کے واسطے باری تقسیم نہیں کرتے تھے وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں، کہا طحاوی نے یہ وہم ہے اور ٹھیک سودہ رضی اللہ عنہا ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی اور روایت کی ہے ابن سعید نے کہ حضرت رضی اللہ عنہم صفیہ رضی اللہ عنہا کے واسطے باری تقسیم کیا کرتے تھے لیکن اس کی سند میں واقدی ہے اور وہ حجت نہیں اور تعقب کیا ہے مغلطائی نے واسطے تقویت واقدی کے سو جس نے اس کو ثقہ کہا ہے اس کی کلام کو اس نے نقل کیا اور جس نے اس کو واہی اور متہم کہا ہے اس سے چپ رہا اور حالانکہ اس کو ضعیف کہنے والے اکثر ہیں گنتی میں اور سخت تر ہیں مضبوطی میں اور قوی تر ہیں معرفت میں پہلوں سے اور راجح نزدیک میرے وہ چیز ہے جو صحیح میں ثابت ہو چکی ہے یعنی سودہ رضی اللہ عنہا اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے حذف کیا ہے اس زیادتی کو جان بوجہ کر اور زندہ رہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا یہاں تک کہ شہید ہوئیں وہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما عاشرے کے دن سنہ ۶۱ میں۔ (فتح)

۴۶۸۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَاءِهِ فِي لَيْلَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَهُ تِسْعُ نِسْوَةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ساتھ اس کے یعنی مطابقت اس کی ترجمہ باب سے ظاہر ہے اور اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ یہ حضرت رضی اللہ عنہم کے خاصہ سے ہے کہ آپ کو چار

سے زیادہ عورتوں سے نکاح میں لانا اور جمع کرنا درست تھا اور اختلاف ہے کہ کیا زیادتی کے واسطے کوئی انتہا بھی ہے یا نہیں اور اس میں دلالت ہے تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی۔ (فتح)

وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ
حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۶۸۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ
الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ رَقَبَةَ عَنْ
طَلْحَةَ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ
لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتَ لَا قَالَ
فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً.

فائدہ: قید کی ساتھ اس امت کے تاکہ نکل جائیں سلیمان علیہ السلام کہ ان کی بہت عورتیں تھیں کما تقدم اور اسی طرح ان کے باپ داؤد علیہ السلام کی بھی بہت عورتیں تھیں اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ خیر کے حضرت ﷺ ہیں اور مراد ساتھ امت کے خاص اصحاب ہیں اور اشارہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ نکاح نہ کرنا مرجوح بات ہے اس واسطے کہ اگر راجح ہوتا تو نہ اختیار کرتے حضرت ﷺ غیر اس کے کو اور حضرت ﷺ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے سب لوگوں سے زیادہ ڈرتے تھے اور سب سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ جانتے تھے مگر تاہم بہت ہی نکاح کرتے تھے واسطے مصلحت پہنچانے ان احکام کے کہ نہیں اطلاع پاتے ان پر مرد اور واسطے ظاہر کرنے بڑے معجزے کے خرق عادت میں اس واسطے کہ اکثر اوقات نہ پاتے تھے جو پیٹ بھریں ساتھ اس کے اور اگر پاتے تو اکثر کو خیرات کر ڈالتے اور بہت روزے رکھتے اور طے کے روزے رکھتے اور باوجود اس کے ایک رات میں اپنی سب عورتوں پر گھومتے اور نہیں حاصل ہوتی ہے طاقت اس کی مگر ساتھ قوت بدن کے اور قوت بدن کی تابع ہے واسطے اس چیز کے کہ قائم ہو ساتھ اس کے بدن استعمال کرنے قوت دینے والی چیزوں کے کھانے اور پینے کے چیز سے اور وہ حضرت ﷺ کے پاس نہایت کم تھیں بلکہ معدوم تھیں اور واقع ہوا ہے شفا میں کہ عرب مدح کرتے تھے ساتھ بہت نکاح کرنے کے واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر کمال مردی کے اور نہ مشغول کرنا آپ کو بہت ہونا ان کا اپنے رب کی عبادت سے بلکہ آپ کی عبادت اس سے زیادہ ہوئی واسطے بچانے ان کے اور قائم ہونے آپ کے کی ساتھ حقوق ان کے کی اور کسب کرنے آپ کے کی واسطے ان کے اور ہدایت کرنے آپ کے کی ان کو اور شاید مراد ساتھ تحصین کے بند کرنا آنکھ ان کی کا ہے اوپر آپ کے سونہ جھانکیں طرف غیر آپ کے برخلاف نہ خاوند والی عورت کے اس واسطے کہ عقیقہ بھی طبع

مراد ساتھ اس کے بیان کرنا تصریح قتادہ کا ہے ساتھ تحدیث انس رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کے۔ (فتح)

۴۶۸۱ - حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا کہ نکاح کر اس واسطے کہ بہتر اس امت کا اکثر ہے از روئے عورتوں کے۔

بشری کے سبب سے نکاح کرنے کی طرف جھانکتی ہے اور یہ وصف لائق ہے ساتھ ان کے اور جو حاصل ہوتا ہے کلام اہل علم کی سے بیچ حکمت نکاح کرنے حضرت ﷺ کے بہت عورتوں سے دس وجہ ہیں ایک وجہ یہ کہ تاکہ بہت ہو جو آپ کے حال باطن کا مشاہدہ کرے سو دور ہو آپ سے وہ چیز جس کا مشرکین گمان کرتے ہیں کہ وہ جادو گر ہے یا غیر اس کا، دوم یہ کہ تاکہ مشرف ہوں بسبب اس کے قبیلے عرب کے ساتھ سسرال ہونے آپ کے کی بیچ ان کے، سوم واسطے زیادتی کے بیچ الفت پیدا ہونے ان کے کی واسطے اس کے، چہارم واسطے زیادتی کے تکلیف میں اس واسطے کہ تکلیف دی گئی ساتھ اس کے کہ نہ مشغول کرے آپ کو جو آپ کو ان میں زیادہ محبوب ہے مبالغہ کرنے سے حکم پہنچانے میں، پنجم واسطے بہت کرنے قرابتوں کے اپنی عورتوں کی طرف سے سو زیادہ ہوں مددگار آپ کے۔ چھٹی نقل کرنا احکام شرع کا جن پر مرد اطلاع نہیں پاتے اس واسطے کہ اکثر جو بیوی کے ساتھ واقع ہوتا ہے وہ اس قسم سے ہوتا ہے کہ ویسا پوشیدہ رہتا ہے۔ ساتویں اطلاع پانی ہے اوپر محاسن اخلاق باطنہ کے سوا البتہ نکاح کیا حضرت ﷺ نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ اس کا باپ اس وقت آپ کا دشمن تھا اور نکاح کیا صفیہ رضی اللہ عنہا سے بعد قتل ہونے اس کے باپ اور خاوند کے سو اگر حضرت ﷺ خوش خلقی میں سب خلقت سے افضل اور کامل تر نہ ہوتے تو البتہ وہ آپ سے نفرت کرتیں بلکہ واقع یہ ہے کہ حضرت ﷺ ان کے نزدیک اپنے سب گھر والوں سے بہت پیارے تھے۔ آٹھویں خرق عادت کا ہے واسطے آپ کے بیچ بہت جماع کرنے کے باوجود نہایت کم کھانے پینے کے اور بہت روزے رکھنے کے اور وصال کے اور البتہ حکم کیا کہ جو نکاح کے خرچ کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے اور اشارہ کیا کہ بہت روزے رکھنا شہوت کو توڑ ڈالتا ہے سو یہ آپ کے حق میں خرق عادت ہوا۔ نواں اور دسواں وہ ہے جو پہلے گزر چکی ہے نقل اس کی صاحب شفا سے اپنی بیویوں کے بچانے سے اور قائم ہونے سے ساتھ حقوق ان کے کی۔ (فتح)

جو ہجرت کرے یا نیک عمل کرے واسطے نکاح کسی عورت کے تو واسطے اس کے ہے جو اس نے نیت کی۔

بَابُ مَنْ هَاجَرَ أَوْ عَمِلَ خَيْرًا لِّتَزْوِجَ
أَمْرًا فَلَهُ مَا نَوَىٰ.

۴۶۸۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمل کا اعتبار نیت سے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہر آدمی کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی سو جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہو کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی

۴۶۸۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ فَرْعَةَ حَدَّثَنَا
مَالِكٌ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ
وَقَاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْعَمَلُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِأَمْرِي مَا نَوَىٰ فَمَنْ
كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ

إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةً يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

ہجرت اس کے واسطے ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا یا عورت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور جو بخاری رحمہ اللہ نے ہجرت کا باب باندھا سو وہ تو اس میں صریح موجود ہے اور نیک عمل کرنے والا اس سے مستحب ہے اس واسطے کہ ہجرت نیک عملوں میں سے ہے سو جس طرح کہ عام کیا اس کو خیر میں مطلوب کے شق میں اور تمام کیا اس کو اس لفظ سے سو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کی طرف اس نے ہجرت کی تو اسی طرح طلب کی شق بھی شامل ہے سب نیک عملوں کو ہجرت ہو یا حج مثلاً یا نماز ہو یا خیرات ہو اور قصہ مہاجرام قیس کا روایت کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ مسند کرنے کے اور داخل ہوتا ہے بیچ قول اس کے کی اور عمل خیر جو واقع ہوا ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہ وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کرنے سے باز رہیں یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوا اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے ساتھ سند صحیح کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابو طلحہ! تجھ سامر نہیں پھیرا جاتا لیکن تو کافر مرد ہے اور میں مسلمان عورت ہوں اور مجھ کو حلال نہیں کہ میں تجھ سے نکاح کروں سو اگر تو مسلمان ہو جائے تو یہی ہے مہر میرا سو ابو طلحہ مسلمان ہو گئے اور اس کا مسلمان ہونا مہر قرار پایا اور وجہ داخل اس کے یہ ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں رغبت کی لیکن اس کے کفر نے اس کو اس کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کیا سو اپنی غرض کی طرف پہنچ گئی ساتھ خرچ کرنے نفس اپنے کے سو ظفر یاب ہوئی ساتھ دونوں نیکیوں کے۔ (فتح)

بَابُ تَزْوِجِ الْمُعْسِرِ الَّذِي مَعَهُ الْقُرْآنُ وَالْإِسْلَامُ فِيهِ سَهْلٌ بِنُ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اس حکم میں حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی۔

فائدہ: مراد حدیث سہل رضی اللہ عنہ کی ہے اس عورت کے قصے میں جس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور ترجمہ ماخوذ ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے کہ تلاش کر اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو سو اس نے تلاش کی سو کچھ چیز نہ پائی اور باوجود اس کے اس کو نکاح کر دیا۔ (فتح)

٤٦٨٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْرُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ

٣٦٨٣ - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے واسطے عورتیں نہ تھیں سو ہم نے کہا یا حضرت! کیا ہم خصی نہ ہو جائیں تو حضرت ﷺ نے ہم کو اس سے منع کیا۔

لَنَا نِسَاءً فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَسْتَحْصِي
فَهَانَا عَنْ ذَلِكَ.

فائدہ: اور البتہ باریک بینی کی ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے بیچ استنباط کرنے حکم کے گویا کہتا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خسی ہونے سے منع کیا باوجود اس کے کہ ان کو عورتوں کی حاجت تھی اور باوجود اس کے کہ ان کے پاس کچھ نہ تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے نفس اس حدیث میں اور ہر ایک کو ان میں سے کچھ قرآن ضرور یاد تھا تو متعین ہوا نکاح کر دینا ساتھ اس چیز کے کہ ساتھ ان کے ہے قرآن سے سو حکم ترجمہ کا سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نص کے ساتھ ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کے ساتھ ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی معسر سے وہ شخص ہے جس کے پاس مال نہ ہو ساتھ دلیل قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَخِيهِ انْظُرْ أَيَّ
رَوْجَتِي شِئْتَ حَتَّى أَنْزِلَ لَكَ عَنْهَا
رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ.
مرد اپنے بھائی مسلمان سے کہے کہ دیکھ تو میری کس
بیوی کو چاہتا ہے تاکہ میں اس سے تیرے واسطے اتروں
یعنی اس کو طلاق دے دوں، روایت کیا ہے اس کو
عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یہ باب لفظ حدیث عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا ہے جو بیچ میں گزری۔

۴۶۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ
سُفْيَانَ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ قَالَ سَمِعْتُ
أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
عَوْفٍ فَأَخْبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ
وَعِنْدَ الْأَنْصَارِيِّ امْرَأَتَانِ فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ
يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ فَقَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ فِي
أَهْلِكَ وَمَالِكَ ذُلُونِي عَلَى السُّوقِ فَآتَى
السُّوقَ فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَشَيْئًا مِنْ
سَمْنٍ فَرَأَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضْرٌ مِنْ صُفْرَةٍ فَقَالَ
مَهْمٌ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ تَزَوَّجْتُ

۳۶۸۳ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن
عوف رضی اللہ عنہ مدینے میں آئے یعنی مکہ سے ہجرت کر کے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو آپس
میں بھائی بنایا اور انصاری کی دو عورتیں تھیں سو اس نے اس
کے آگے عرض کیا کہ اس کو آدھا اہل اور مال بانٹ دے سو
اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اہل اور مال میں برکت دے
مجھ کو بازار کی راہ چلا سو وہ بازار میں آیا سو اس نے کچھ پییر اور
کچھ گھی نفع پایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چن دنوں کے بعد
دیکھا اور اس پر زردی کا نشان تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ کیا حال ہے اے عبدالرحمن! یعنی اس زردی کا کیا سبب
ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح
کیا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کو کیا مہر دیا؟ اس نے

انصاریۃ قَالَ فَمَا سُفَّتْ إِلَيْهَا قَالَ وَزَنُّ نَوَافٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ أَوْلَمَ وَلَوْ بِشَاةٍ۔
کہا کہ گھٹلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کر
اگر چہ ایک بکری ہی سہی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ دیکھ تو میری دونوں عورتوں میں سے کس کو پسند کرتا ہے؟ سو اس کا نام
لے کر میں اس کو طلاق دوں سو جب اس کی عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کر لینا اور اس حدیث میں وہ چیز ہے
کہ تھے اصحاب اوپر اس کے اختیار غیر کے سے اوپر اپنے یہاں تک کہ اپنی جان اور اہل سے اور اس میں جائز ہوتا
نظر مرد کا ہے طرف عورت کے وقت ارادے نکاح کرنے کے اس سے اور جائز ہے وعدہ کرنا ساتھ طلاق عورت کے
اور ساقط ہونا غیرت کا بیچ اس کے اور دور رکھنا مرد کو اپنے نفس کو اس چیز سے کہ خرچ کرے وہ واسطے اس کے اس قسم
سے اور رائج ہونا کسب بنفسہ کا ساتھ تجارت کے یا کسی اور پیشے کے اور اس میں تجارت کرنا بزرگوں کا ہے خود اپنے
ہاتھ سے باوجود میسر ہونے اس شخص کے کہ ان کو کفایت کرے وکیل وغیرہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تجارت کے واسطے بصرہ کو گئے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبْتُلِ وَالْخِصَاءِ۔
جو مکروہ ہے ترک کرنے نکاح کے سے اور
خصی ہونے سے۔

فائدہ: مراد ساتھ تجمل کے اس جگہ ترک کرنا نکاح کا ہے اوپر اس کے جو اس کے تابع ہے ملازمت سے طرف
عبادت کے اور بہر حال مامور اللہ کے اس قول میں ﴿وَتَبْتُلُ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ سوالتہ تفسیر کیا ہے اس کو مجاہد رحمہ اللہ نے سو
کہا کہ اخلاص کرو واسطے اس کے اخلاص کرنا اور یہ تفسیر بالمعنی ہیں نہیں تو اصل میں معنی تجمل کے منقطع ہونا ہے اور یہ
جو کہا کہ جو مکروہ ہے تجمل اور خصی ہونے سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مکروہ ہے تجمل سے وہی ہے جو پہچانے
طرف سخت پرہیز گاری کے اور حرام کرنے اس چیز کے جو اللہ نے حلال کی اور تجمل اصل میں مکروہ نہیں اور معطوف کجا
ہے خصی ہونے کو اوپر اس کے اس واسطے کہ بعض اس کا جائز ہے اس حیوان میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ (فتح)

۴۶۸۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ سَمِعَ
سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ
أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ
التَّبْتُلَ وَلَوْ أُذِنَ لَهُ لَأَخْتَصَيْنَا۔
۴۶۸۵۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا
کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تجمل کی
اجازت دی یعنی بلکہ اس کو منع کیا اور اگر حضرت ﷺ اس کو
اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ

حضرت رضی اللہ عنہ نے تجمل کی اجازت نہ دی اور اگر حضرت رضی اللہ عنہ اس کے واسطے تجمل کو جائز رکھتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

الزَّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمَسِيْبِ
أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ يَقُولُ لَقَدْ
رَدَّ ذَلِكَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبْتُلُ
لَاخْتَصَيْنَا.

فائدہ: اور روایت کی ہے طبرانی نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا یا حضرت! میں مرد ہوں کہ مشکل ہے مجھ پر مجرد رہنا سو حکم ہو تو میں خصی ہو جاؤں؟ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں لیکن روزے رکھ سوا احتمال ہے کہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب کیا تھا وہ ہھیقتا خصی ہونا ہو اور تعبیر کیا راوی نے اس سے ساتھ تجمل کے اس واسطے کہ وہ اس سے پیدا ہوتا ہے اور اسی واسطے کہا کہ اگر اس کو اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے اور احتمال ہے کہ اس کا عکس ہو اور وہ یہ ہے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی کہ ہم خصی ہو جاتے البتہ ہم کرتے فعل اس شخص کا سا جو خصی ہوتا ہے اور وہ الگ ہونا ہے عورتوں سے کہا طبری نے کہ جو تجمل کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا وہ حرام کرنا عورتوں اور ستھری چیزوں کا ہے اور جو چیز کہ لذت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے اسی واسطے اتر اس کے حق میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ اے ایمان والوں! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور پہلے گزر چکا ہے نام ان لوگوں کا جنہوں نے یہ ارادہ کیا تھا اور کہا طبری نے کہ ہھیقتا خصی ہونا مراد مبالغہ ہے یعنی ہم مبالغہ کرتے تجمل میں یہاں تک کہ نوبت پہنچاتا امر ساتھ ہمارے طرف خصی ہونے کے اور بعض نے کہا کہ ظاہر یہ ہے یعنی ہھیقتا خصی ہونا مراد ہے اور تھا یہ حکم پہلے منع کرنے سے خصی ہونے سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوئی تعبیر ساتھ خصی ہونے بلوغ تر تعبیر کرنے سے ساتھ تجمل کے اس واسطے کہ وجود آلت کا تقاضا کرتا ہے ہمیشہ موجود رہنے شہوت کے کو اور وجود شہوت کا مخالف ہے اس چیز کو کہ مراد ہے تجمل سے پس متعین ہو گا خصی ہونا طریق طرف حاصل کرنے مطلوب کے غایت یہ کہ اس میں سردست بڑا درد ہے دنیا میں معاف ہے بیچ پہلو اس چیز کے کہ دور ہوتی ہے ساتھ اس کے آخرت میں سو وہ مانند قطع کرنے انگلی کے ہے جب کہ واقع ہو ہاتھ میں گوشت خورہ واسطے بچانے باقی ہاتھ کے اور نہیں ہے ہلاک ساتھ خصی ہونے کے تحقق بلکہ نادر ہے اور شہادت دیتا ہے واسطے اس کے بہت موجود ہونا چوپایوں میں باوجود زندہ رہنے ان کے کی بنا بر اس کے سو شاید راوی نے تعبیر کیا ہے ساتھ خصی ہونے کے آلت کے کاٹنے سے اس واسطے کہ وہی ہے جو حاصل کرتا ہے مقصود کو اور حکمت بیچ منع کرنے ان کے خصی ہونے سے ارادہ ہے بہت پیدا ہونے نسل کے کا تا کہ ہمیشہ رہے جہاد کافروں کا اور نہیں تو اگر اجازت دیتے تو قریب تھا پے در پے وارد ہونا ان کا اور اس کے پس و طع ہوتی نسل اور کم ہو جاتے مسلمان بسبب قطع ہونے اس کے اور بہت ہو جاتے کفار سو وہ خلاف مقصود کا ہے

حضرت رضی اللہ عنہ کی بیئمبری سے۔ (فتح)

۴۲۸۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور ہمارے پاس کچھ چیز نہ تھی یعنی دنیا کے مال سے سوہم نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع فرمایا پھر ہم کو اجازت دی کہ نکاح کریں عورت سے کپڑے پر پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہم پر یہ آیت پڑھی، اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاک چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے حلال کیں اور نہ حد سے بڑھو اس واسطے کہ اللہ نہیں چاہتا حد سے بڑھنے والوں کو۔

۴۶۸۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَنكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثُّوبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾.

فائدہ: کیا ہم خصی نہ ہو جائیں یعنی کیا ہم نہ بلائیں اس کو جو ہم کو خصی کرے یا ہم خود اپنے آپ کو علاج سے خصی کریں اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا تو یہ نبی بالاقفاق حرام کرنے کے واسطے ہے آدمیوں میں کما تقدم اور نیز اس میں مفاسد سے عذاب کرنا نفس کا اور تشویہ ساتھ داخل کرنے ضرر کے جو نوبت پہنچتا ہے طرف ہلاک کے اور اس میں باطل کرنا رجولیت کے معنی کا ہے اور تغیر کرنا اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو اور کفر نعمت کا اس واسطے کہ آدمی کو مرد پیدا کرنا ایک نعمت ہے بڑی نعمتوں سے اور جب یہ دور ہو تو البتہ مشابہ ہو ساتھ عورتوں کے اور اختیار کیا نقص کو کمال پر کہا قرطبی نے کہ خصی ہونا آدمیوں کے سوائے اور حیوانوں میں منع ہے مگر واسطے مصلحت کے کہ اس کے ساتھ حاصل ہونا مانند ستھرا کرنے گوشت کے یا قطع کرنے ضرر کے اس سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حرام ہے خصی کرنا غیر ماکول میں مطلق اور بہر حال ماکول میں یعنی جس چیز کا گوشت کھایا جاتا ہے تو جائز ہے چھوٹی عمر میں نہ بڑی عمر میں لیکن اگر کسی ضرور کے دور کرنے کے واسطے ہو تو بڑی عمر میں بھی جائز ہے اور یہ جو کہا کہ نکاح کریں ہم عورتیں سے کپڑے پر یعنی ایک مدت معین تک متعہ کے نکاح میں اور ظاہر شہادت لینا ابن مسعود کا ساتھ اس آیت کے اس جگہ مشعر ہے کہ وہ نکاح متعہ کو جائز رکھتے تھے، کہا قرطبی نے شاید ان کو اس وقت ناخ نہ پہنچا تھا پھر ان کو ناخ پہنچا تو انہوں نے اس سے رجوع کیا اور تائید کرتا ہے اس کی جو ذکر کیا ہے اس کو اسماعیلی نے کہ ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر اس کا حرام ہونا آیا۔ (فتح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میں جوان ہوں اور میں اپنے نفس پر زنا سے ڈرتا ہوں اور میں

وَقَالَ أَصْبَغُ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

نہیں پاتا جس کے ساتھ عورتوں سے نکاح کروں تو حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ چپ رہے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے اسی طرح کہا پھر بھی حضرت ﷺ مجھ سے چپ رہے پھر میں نے اسی طرح کہا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! خش ہو چکا قلم جس سے تو ملنے والا ہے سو خصی بن اس بات پر یا چھوڑ دے خصی ہونے کو۔

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَابٌ وَأَنَا أَحَافٌ عَلَى نَفْسِي الْعَنْتِ وَلَا أَجِدُ مَا أَنْزَوْجُ بِهِ الْبِسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَسَكَتَ عَنِّي ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِمِ عَلَيَّ ذَلِكَ أَوْ ذَرِّ.

فائدہ: یعنی جو تیری قسمت میں ہونا ہے سو قلم تقدیر اس کو لکھ چکا تیرا خیال بے فائدہ ہے تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی قلم خشک ہو چکا یعنی تمام ہو چکا مقدر ساتھ اس چیز کے کہ لکھی گئی لوح محفوظ میں سو باقی رہا قلم جس کے ساتھ لکھا گیا خشک اس میں سیاہی نہیں عیاض نے کہا کہ لکھنا اللہ کا اور اس کی لوح اور اس کا قلم اس کے غیب کے علم سے ہے جس کے ساتھ ہم ایمان لائے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس پر خصی بن یا اس کو چھوڑ دے تو اس کے معنی یہ ہیں سو کر جو تو نے ذکر کیا یا اس کو چھوڑ دے اور پیروی کر اس کی جو میں نے تجھ کو حکم دیا اور نہیں ہے امر اس میں واسطے طلب فعل کے بلکہ وہ تہدید کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قَالَ الْحَقُّ مَنْ رِيكهُ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ﴾ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر تو کرے یا نہ کرے۔ سو ضروری ہے جاری ہونا تقدیر کا اور نہیں ہے اس میں تعرض واسطے حکم خصی ہونے کے اور محصل جواب کا یہ ہے کہ سب کام اللہ کی تقدیر سے ہیں جو ازل میں لکھے گئے سو خصی ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اس واسطے کہ جو مقدر ہو چکا ہے وہ ضرور واقع ہونے والا ہے اور قول اس کا علی ذلک وہ متعلق ہے ساتھ مقدر کے یعنی خصی ہو حال بلندی چاہنے کے علم پر کہ ہر چیز اللہ کی قضا اور قدر سے ہے اور نہیں ہے یہ اذن خصی ہونے میں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف منع کرنے کے اس سے گویا کہ فرمایا کہ جب تو نے جانا کہ ہر چیز اللہ کی تقدیر سے ہے تو نہیں ہے کوئی فائدہ خصی ہونے میں اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو اس سے منع کیا جب کہ اس نے آپ سے اجازت مانگی اور اس کا مرنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کرنے سے بہت مدت پہلے تھا اور روایت کی ہے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے مجرد ہونے کا گلہ کیا سو اس نے کہا کہ کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم میں سے جو خصی ہو یا خصی کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خصی ہونا برا ہے وقد تقدم ما فيه اور یہ کہ تقدیر جب جاری ہو چکی تو حیلے کچھ فائدہ نہیں دیتے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنا شخص کا آگے بڑے کے جو واقع ہو

واسطے اس کے اگر چہ قبیح ہو اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو مہر نہ پائے وہ نکاح کے واسطے کسی کو نہ کہے اور یہ کہ جائز ہے شکایت کرنی تین بار اور جواب دینا واسطے اس شخص کے جو نہ قناعت کرے ساتھ چپ رہنے کے اور یہ کہ جائز ہے چپ رہنا جواب سے واسطے اس شخص کے جو گمان کیا جائے کہ سمجھتا ہے مراد کو مجرد سکوت سے اور یہ مستحب ہے کہ حاجت والا اپنی حاجت سے پہلے اپنا عذر بیان کرے سوال میں اور کہا شیخ ابی محمد بن ابی جرہ نے کہ اس سے لیا جاتا ہے کہ جب تک مکلف اسباب شرع سے کسی چیز کو کر سکے تو نہ توکل کرے مگر بعد عمل اس کے تا کہ حکمت کے مخالفت نہ ہو اور جب اس پر قادر نہ ہو تو ٹھہرائے اپنے نفس کو اوپر راضی ہونے کے ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اس پر اس کے اللہ نے اور نہ تکلف کرے اسباب سے جس کی اس کو طاقت نہیں اور اس میں ہے کہ جب اسباب تقدیر کے موافق نہ پریں تو کچھ فائدہ نہیں دیتے اور اگر کہا جائے کہ کیوں نہ حکم کیے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ساتھ روزہ رکھنے کے واسطے توڑنے شہوت اپنی کے جیسا کہ حکم کیا گیا غیر اس کا تو جواب یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا اکثر حال یہ تھا کہ وہ روزہ رکھتے تھے اس واسطے کہ وہ اصحاب صفہ میں سے تھے، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنی ہو کہ اے جوانوں کے گروہ! جو تم میں سے جماع کی طاقت رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نکاح کرے، الحدیث لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تو یہ جہاد کے وقت میں پوچھا تھا جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے واسطے واقع ہوا اور تھے جہاد کی حالت میں اختیار کرتے روزہ نہ رکھنے کو روزہ رکھنے پر یعنی جہاد میں روزہ نہیں رکھتے تھے سو پہنچایا ان کو ان کے اجتہاد نے طرف اکھاڑنے مادے شہوت کی کے کو ساتھ خصی ہونے کے جیسا کہ ظاہر ہوا واسطے عثمان رضی اللہ عنہ کے سونع کیا اس کو حضرت ﷺ نے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ ارشاد کیا اس کو طرف متعد کی جس میں اس کے غیر کو رخصت دی اس واسطے کہ اس نے ذکر کیا کہ وہ کچھ چیز نہیں پاتا اور جو بالکل کچھ چیز نہ پائے نہ کپڑا اور نہ غیر اس کا تو کس طرح متعد کرے اور جس کے ساتھ متعد کیا جاتا ہے اس کے واسطے کچھ چیز کا ہونا ضروری ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں خصی ہو جاؤں اور ساتھ اس کے مطابق ہوگا جواب سوال سے۔ (فتح)

بابُ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ۔ باب ہے بیچ بیان نکاح کرنے کنواریوں کے۔

فأۡئذۡ: کنواری وہ ہے جس سے کسی مرد نے جماع نہ کیا ہو اور اپنی پہلی حالت میں بدستور ہو۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ

لِعَائِشَةَ لَمْ يَنْكِحِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَكَرًا غَيْرَكَ حضرت ﷺ نے تیرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

فأۡئذۡ: یہ حدیث پوری سورہ نوری کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

٤٦٨٧ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا

قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلَتْ وَادِيًا وَفِيهِ شَجَرَةٌ قَدْ أَكَلَ مِنْهَا وَوَجَدَتْ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِي أَيِّهَا كُنْتَ تَرْتَعُ بِعَبْرِكَ قَالَ فِي الَّذِي لَمْ يَرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِي أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكُرًا غَيْرَهَا.

حضرت! بہلا بتلاؤ تو کہ اگر آپ کسی نالے میں اتریں اور اس میں ایک درخت ہو کہ اس سے کھایا گیا ہو یعنی کوئی اس کو چر گیا ہو اور آپ ایک درخت پائیں کہ اس سے کسی نے نہ چرا ہو تو آپ اپنے اونٹ کو کس میں چرائیں گے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں کوئی نہیں چرا، مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں وہ ہوں اور اس حدیث میں مشروع ہونا ضرب المثل کا ہے اور تشبیہ دینا ہے ایک چیز کو جو موصوف ہے ایک صفت ہے ساتھ ایسی چیز کے کہ وہ مثل اس کے ہے اور اس میں وہ صفت نہیں اور اس میں بلاغت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور خوبی نرمی ان کے کی کاموں میں اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس میں جس میں کوئی نہیں چرا یعنی مقدم کروں گا اس کو اختیار میں غیر پر سونہ ہوگا وارد یہ اعتراض کہ واقع حضرت ﷺ سے یہ ہے کہ آپ نے بیوہ عورتوں سے نکاح کیا اور احتمال ہے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس سے محبت ہو۔ (فتح)

۶۸۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَيْتَ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكَ فِي سَرَقَةٍ حَرِيرٍ فَيَقُولُ هَذِهِ أَمْرَأَتُكَ فَاشْكُفْهَا فَإِذَا هِيَ أَنْتِ فَأَقُولُ إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمِصْهِ.

۳۶۸۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی دو بار کہ اچانک تجھ کو ایک مرد یعنی فرشتہ ریشمی کڑے میں اٹھاتا ہے سو وہ کہتا ہے کہ یہ تیری عورت ہے سو میں اس کو کھولتا ہوں تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اللہ یوں ہی کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی۔

فائدہ: ترمذی کی روایت میں ہے کہ وہ فرشتہ جبریل علیہ السلام تھا جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی صورت کو لایا تھا اور اس کی شرح چھ باب کے بعد آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بیوہ عورتوں سے نکاح کرنے کا بیان۔

یعنی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نکاح کرنے کو مجھ سے

بَابُ تَزْوِجِ النِّسَاءِ
وَقَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ

بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ۔ نہ کہا کرو۔

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول حضرت ﷺ کے سے اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ خطاب کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اپنی بیٹیوں کو تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ ان کے واسطے بیٹیاں ہوں اور خاوند سے سوائے حضرت ﷺ کے اور یہ مستلزم ہے اس کے کہ وہ بیوہ ہوں جیسا کہ وہ اکثر اور غالب ہے۔ (فتح)

۴۶۸۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگ سے پلٹے تو میں نے جلدی کی اپنے اونٹ پر جو ست قدم تھا تو ایک سوار مجھ کو پیچھے سے ملا تو اس نے میرے اونٹ کو اپنے نیزے سے چھیڑا سو میرا اونٹ چلا کہ جیسے کہ تو نہایت تیز قدم اونٹ دیکھے تو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہیں سو فرمایا کہ تیرے جلدی چلنے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا کہ میری شادی کا زمانہ قریب ہے یعنی میں نے تازہ شادی کی ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیا ہے یا بیوہ سے؟ میں نے کہا کہ بیوہ سے فرمایا کہ تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ کو ہنساتی اور تو اس کو ہنساتا پھر جب ہم مدینے میں داخل ہونے لگے تو فرمایا کہ ٹھہر جاؤ تا کہ عشاء کو داخل ہونا تا کہ کنگھی کرے عورت پریشان بال والی اور زیر ناف کے بال صاف کر لے غائب خاوند والی۔

۴۶۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ فَتَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيرِي لِي قَطُوفٍ فَلِحِقْفِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي فَحَسَّ بَعِيرِي بِعِزَّةٍ كَانَتْ مَعَهُ فَانْطَلَقَ بِبَعِيرِي كَأَجُودٍ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ مِنَ الْإِبِلِ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يُعْجَلُكَ قُلْتُ كُنْتُ حَدِيثَ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ أَبْكُورًا أَمْ نَيْبًا قُلْتُ نَيْبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةٌ تَلَاعِبُهَا وَتَلَاعِبُكَ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ أَمْهَلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا أَمْ عِشَاءً لَكُنِّي تَمْتَشِطُ الشَّعِطَةَ وَتَسْتَحِدُّ الْمَغِيبَةَ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے واسطے تیرے اور کنواریوں کے اور لب اس کے کی اس میں اشارہ ہے طرف چوسنے زبان اس کی کے اور دونوں ہونٹ اس کے کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرا باپ فوت ہوا اور اس نے سات بیٹیاں چھوڑیں سو میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو جمع رکھے اور ان کو کنگھی کرے اور ان کی کارساز ہو اور میں نے مکر وہ جانا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کی طرح بے وقوف ہو اور اس حدیث میں ترغیب ہے بیچ نکاح کرنے کے کنواری عورت سے اور اس سے صریح تر یہ حدیث ہے کہ لازم جانو اپنے اوپر کنواریوں کو اس واسطے کہ ان کی کلام میٹھی ہوتی ہے اور ان کی رحم پاک ہوتی ہے اور تھوڑی چیز سے راضی ہو جاتی ہیں

اور نہیں معارض ہے اس کو حدیث سابق کہ بہت جتنے والی عورتوں سے نکاح کرو اس واسطے کہ کنواری ہونے سے اس کا بہت اولاد والی ہونا معلوم نہیں ہوتا اور جواب یہ ہے کہ کنواری جگہ ظن کی ہے واسطے بہت ہونے اولاد کے تو مراد ساتھ ولود کے یہ ہے کہ بہت اولاد والی ہو ساتھ تجربہ کے یا گمان کے اور بہر حال جو تجربہ سے بانجھ ظاہر ہو تو دونوں حدیثیں متفق ہیں اور مرجوع ہونے اس کے کی اور اس میں فضیلت ہے واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے شفقت اس کی کے اپنی بہنوں پر اور واسطے مقدم کرنے مصلحت ان کی کے اور حظ نفس اپنے کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جب دو مصلحتیں جمع ہوں تو اہم کو مقدم کیا جائے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ کے فعل کو اچھا جانا اور اس کے واسطے دعا کی اور اس سے لیا جاتا ہے دعا کرنا واسطے اس شخص کے کہ نیک کام کرے اگرچہ کام داعی سے متعلق نہ ہو اور اس میں سوال امام کا ہے اپنے یاروں کو ان کے کاموں سے اور تلاش کرنا ان کے احوال کو اور ان کو انکی بھلائوں کی طرف راہ دکھلانا اور تنبیہ کرنی ان کو اور وجہ مصلحت کے اگرچہ نکاح کے باب میں ہو اور اس چیز میں کہ اس کے ذکر سے شرم آتی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنا اپنے خاوند کی اور اس شخص کی کہ اس کو اس سے کچھ تعلق ہو مانند بھائی اور بیٹے اس کے کی اور یہ کہ اگر مرد اپنی عورت سے اس کام کا قصد کرے تو کچھ حرج نہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ نے قصد کیا کہ وہ اس کی بہنوں کی خدمت کرے اگرچہ یہ عورت پر واجب نہیں لیکن پکڑا جاتا ہے اس سے کہ عادت جاری ہے ساتھ اس کے اسی واسطے حضرت ﷺ نے انکار نہ کیا اور دوسری روایت میں خرقاء کا لفظ آیا ہے اور خرقاء اس عورت کو کہا جاتا ہے جو اپنے ہاتھ سے کچھ کام نہ کرے نہ اپنی بھلائی کو جانے نہ اپنے غیر کی بھلائی کو اور تسخیر کے معنی ہیں استعمال کرے لوہے کو یعنی استرے کو اور مراد دور کرنا بال زیر ناف کا ہے اور تعبیر کیا ساتھ استعمال کرنے استرے کے اس واسطے کہ غالب ہوا ہے استعمال اس کا بیچ دور کرنے بالوں کے اور نہیں ہے اس میں دلیل کہ استرے کے سوا اور چیز سے بالوں کا دور کرنا منع ہے اور یہ جو کہا تا کہ داخل ہو رات کو تو یہ مخالف ہے اس حدیث کو جو طلاق میں آئے گی کہ کوئی رات کو اپنے گھر والوں کے پاس نہ آئے اور تطبیق یہ ہے کہ جو باب میں ہے یہ اس شخص کے واسطے ہے جس کے آنے کی خبر معلوم ہو اور اس کے آنے کی خبر پہنچ جائے اور جو حدیث آئندہ آتی ہے وہ اس شخص کے حق میں ہے جو اچانک آ پہنچے اور اس کے گھر والوں کو کچھ خبر معلوم نہ ہو۔ (فتح)

۴۶۹۰۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نکاح کیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے کیسی عورت سے نکاح کیا؟ پس میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) میں نے بیوہ عورت سے نکاح کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کنواریوں (کے نکاح کرنے) سے اور ان کے ساتھ

۴۶۹۰۔ حَدَّثَنَا اِدْمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتُ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ نَيْبًا فَقَالَ مَا لَكَ

کھینے سے تجھے کیا (مانع درپیش) ہو۔ شعبہ راوی کہتا ہے میں نے عمرو بن دینار سے اس بات کا ذکر کیا تو عمر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے نوجوان لڑکی سے کیوں نکاح نہ کیا؟ وہ تجھ سے کھیلتی اور تو اس سے کھیلتا۔

چھوٹی لڑکیوں کو بڑوں سے نکاح میں دینا جو عمر میں بڑا ہو یعنی اس شخص کے نکاح میں دینا۔

۴۶۹۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی درخواست کی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو میرا بھائی ہے اللہ کے دین میں اور اس کی کتاب میں اور تیری بیٹی مجھ کو حلال ہے۔

وَلَلْعَدَارِي وَلِعَابِهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرٍو
بْنِ دِينَارٍ فَقَالَ عَمْرٍو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ
عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا جَارِيَةٌ تَلَاعِبُهَا
وَتَلَاعِبُكَ.

بَابُ تَزْوِيجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ.

۴۶۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكِ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَائِشَةَ
إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ إِنَّمَا أَنَا
أَخُوكَ فَقَالَ أَنْتَ أَخِي فِي دِينِ اللَّهِ
وَكِتَابِهِ وَهِيَ لِي حَلَالٌ.

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اور جواب یہ ہے کہ ممکن ہے یہ کہ پکڑا جائے قول ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں اس واسطے کہ اکثر اوقات یہی حال ہے کہ بھائی کی بیٹی اپنے چچا سے چھوٹی ہوتی ہے اور نیز پس کافی ہے جو ذکر کیا اس نے بیچ موافق ہونے حدیث کے واسطے ترجمہ کے اگرچہ خارج معلوم ہو یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کا کم عمر ہونا حضرت ﷺ سے اس کے سوائے اور حدیث سے معلوم ہے کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے نکاح کر دینا چھوٹی لڑکی کا بڑی عمر والے مرد سے بالاجماع اگرچہ ہندولے میں ہو لیکن نہ قابو دیا جائے اور اس کے یہاں تک کہ لڑکی جماع کے لائق ہو سوا اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ نہیں ہے کوئی فائدہ واسطے ترجمہ کے اس واسطے کہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہا اس نے اور لیا جاتا حدیث سے کہ باپ نکاح کر دے چھوٹی لڑکی کنواری کو بغیر اذن لینے کے اس سے میں کہتا ہوں شاید لیا ہے اس نے اس کو نہ مذکور ہونے سے اور نہیں ہے یہ ظاہر دلالت میں بلکہ احتمال ہے کہ ہو یہ حکم پہلے وارد ہونے حکم کے ساتھ اجازت مانگنے کے کنواری سے اور یہی ظاہر ہے اس واسطے کہ واقع ہو یہ قصہ کے میں پہلے ہجرت سے اور یہ جو کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ میں تو تمہارا بھائی ہوں تو یہ حصر مخصوص ہے بہ نسبت حرام ہونے نکاح بھائی کی بیٹی کے اور یہ جو کہا کہ میں تمہارا بھائی ہوں اللہ کی کتاب میں تو یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے ﴿انما المؤمنون اخوة﴾ اور جو اس کے مانند ہے اور جو فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال ہے

تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ باوجود یہ کہ میرے بھائی کی بیٹی ہے حلال ہے واسطے میرے نکاح کرنا ساتھ اس کے اس واسطے کہ جو برادری کہ نکاح سے مانع ہے وہ برادری نسب اور رضاعت کی ہے نہ برادری دین کی اور کہا مغلطائی نے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے پیغام کے واسطے خولہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور یہ حدیث اس کے مخالف ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ پہلے اس کو بھیجا پھر اس کے بعد خود بھی حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سامنے ہو کر کہا۔ (فتح)

بَابُ إِلَى مَنْ يَنْكِحُ وَأَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ
وَمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَّخِرَ لِنُطْفِهِ مِنْ غَيْرِ
إِنْجَابِ.

باب ہے بیان میں اس کے کہ کس سے نکاح کرے اور کون قوم کی عورتوں سے نکاح کرنا بہتر ہے اور کیا مستحب ہے کہ اختیار کرے واسطے نطفے اپنے کے بغیر اس کے واجب کرنے کے۔

فائدہ: باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ ارادہ نکاح کا کرے منتہی ہوتا ہے امر اس کا کہ کس عورت سے نکاح کرے (تنبیہ) شامل ہے یہ بات تین احکام پر اور لینا اول اور دوسرے حکم کا باب کی حدیث سے ظاہر ہے اور یہ کہ جو شخص کہ ارادہ نکاح کرنے کا رکھتا ہو اس کو لائق ہے کہ قریش میں نکاح کرے اس واسطے کہ ان کی عورتیں بہتر ہیں سب عورتوں سے اور یہ حکم دوسرا ہے اس پر تیسرا سولیا جاتا ہے اس سے بطور لزوم کے اس واسطے کہ جب ثابت ہوا کہ وہ بہتر ہیں اپنے غیر سے تو مستحب ہوا اختیار کرنا ان کا واسطے اولاد کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے تیسرے حکم میں حدیث صریح روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے کہ اختیار کرو اپنے نطفے کے واسطے اور نکاح کرو ہم کفو سے۔ (فتح)

۶۶۹۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ
صَالِحِ نِسَاءٍ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلَيَّ وَكَلِدٍ فِي
صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَيَّ زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ.

۳۶۹۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں کہ اونٹ کی سواری کرتی ہیں ان میں قریشیوں کی نیک عورتیں بہتر ہیں یعنی سب عرب کی عورتوں سے قوم قریش کی عورتیں بہتر ہیں نہایت مہربان چھوٹے لڑکوں پر اور بڑی نگہبانی کرنے والی اپنے خاوند کے مال کی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مریم عمران کی بیٹی اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئیں سو شاید اس نے ارادہ کیا نکالنے اس کے کا اس تفضیل سے اس واسطے کہ وہ کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں سو نہ ہوگی اس میں تفضیل واسطے عورتوں قریش کے اوپر اس کے اور نہیں شک ہے کہ مریم کے واسطے فضیلت ہے اور وہ افضل ہے قریش کی سب

عورتوں سے اگر ثابت ہو کہ وہ بیغیر ہے یا ان کی اکثر عورتوں سے اگر پیغمبر نہ ہو اور مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب عورتوں میں بہتر مریم ہے اور سب عورتوں میں بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہے اور یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک دونوں میں سے بہتر ہے دنیا کی عورتوں سے اپنے زمانے میں اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ ظاہر یہ ہے کہ حدیث بیان کی ہے بیچ جگہ ترغیب کے قریشی عورتوں کے نکاح میں سوائیں ہے اس میں تعرض واسطے مریم کے اور نہ واسطے غیر اس کے کی ان عورتوں میں سے جن کا زمانہ گزر چکا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ قریش کی نیک عورتیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ قریش کی عورتیں تو یہ مطلق محمول ہے مقید پر سو قریش کی بہتر عورتیں وہ ہیں جو نیک ہیں نہ عام عورتیں اور مراد ساتھ اصلاح کے اس جگہ صلاح دین کی ہے اور حسن معاشرت کی ساتھ خاوند کے اور اپنے خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے والے یعنی ساتھ امانت کے اور صیانت کے اور بے جا خرچ کرنے کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اور نکاح اشراف عورتوں کے خاص کر قریش کی عورتوں سے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ عورت کا نسب جس قدر اعلیٰ ہو اتنا ہی زیادہ مستحب ہے اور پکڑا جاتا ہے اس سے اعتبار کفو کا نسب میں اور یہ کہ جو قریش کے سوائے عورتیں ہیں وہ ان کے کفو نہیں ہیں اور فضیلت ہے مہربانی اور شفقت کے اور خوب پالنے کے اور قائم ہونے کے اولاد پر اور خاوند کے مال کی نگہبانی کرنے اور اس میں نیک تدبیر کرنی ہے اور لیا جاتا ہے اس سے خرچ کرنا خاوند کا بیوی پر اور اس حدیث کا سبب آئندہ آئے گا۔ (بخ)

رکھنا لوٹندیوں کا اور جو لوٹندی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے۔

بَابُ اتِّخَاذِ السَّرَارِيِّ وَمَنْ أَعْتَقَ جَارِيَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا.

فائدہ: سراری جمع ہے سریہ کی اور سریہ ماخوذ ہے سر سے اور سر جماع کو کہتے ہیں اور نام رکھا گیا ہے لوٹندی کا سریہ اس واسطے کہ اکثر اوقات چھپایا جاتا ہے امر اس کا بیوی سے اور مراد ساتھ اتحاذ کے اکتفاء ہے یعنی رکھنا اور البتہ وارد ہو چکا ہے امر ساتھ اس کے صریح ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ لازم پکڑ اپنے اوپر لوٹندیوں کو اس واسطے کہ ان کے رحموں میں برکت ہے اور عطف کیا ہے آزاد کرنے کو اور اکتفاء کے اس واسطے کہ کبھی واقع ہوتا ہے بعد لوٹندی رکھنے کے اور کبھی پہلے اس کے اور باب کی پہلی حدیث موافق ہے ساتھ اس شق دوسری کے۔

۴۶۹۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مرد کے پاس لوٹندی ہو سو اس کو شرع کے حکم بتلائے اور اس کی اچھی تعلیم کرے اور اس کو ادب سکھلائے سو بہت اچھی طرح ادب سکھلائے پھر اس کو آزاد کرے اس کے بعد اس سے نکاح کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور جو مرد اہل کتاب

۴۶۹۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ صَالِحِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ

كَانَتْ عِنْدَهُ وَلَيْدَةٌ فَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا وَأَذَبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ وَأَيُّمَا مَمْلُوكٍ أَدَّى حَقَّ مَوْلَاهِ وَحَقَّ رَبِّهِ فَلَهُ أَجْرَانِ قَالَ الشَّعْبِيُّ خُذْهَا بِغَيْرِ شَيْءٍ قَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَهَا إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَهَا ثُمَّ أَصَدَّقَهَا.

میں سے یعنی یہودی اور نصرانی اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لائے اور میرے ساتھ ایمان لائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو غلام کہ اپنے مالکوں کا حق اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے۔ کہا شعبی نے اپنے شاگرد صالح سے کہ لے اس کو بغیر عوض کسی چیز کے یعنی میں نے تجھ کو یہ حدیث مفت سکھلا دی اور البتہ مرد اس سے کم کے واسطے مدینے کی طرف کوچ کرتا تھا اور کہا ابو بکر نے ابو حصین اس نے روایت کی ابو بردہ سے اس نے اپنے باپ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے۔

فائدہ: اس حدیث میں تین قسم کے لوگ مذکور ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے اور ان کے سوا اور بھی بہت لوگ ایسے ہیں جن کو دوہرا ثواب ہے چنانچہ پہلے گزر چکا ہے کہ جو قرآن پڑھے اور وہ اس پر دشوار ہو تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جب کوئی حاکم اجتہاد کرے سو ٹھیک بات کو پا جائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو تیمم کر کے نماز پڑھے پھر پانی پائے پھر نماز کو دوہرائے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور جو اسلام میں نیک راہ نکالے تو اس کو بھی دوہرا ثواب ہے اور تلاش کرنے سے اور بھی کئی آدمی پائے جاتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے عدد کے جو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو فقط تین ہی آدمیوں کا ذکر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان تین کے سوا کسی اور کو دوہرا ثواب نہ ہو اور اس میں دلیل ہے اوپر زیادہ فضیلت اس شخص کے جو اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے برابر ہے کہ اس کو ابتدا کے واسطے آزاد کرے یا کسی اور سبب سے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے سو شاید ان کو یہ حدیث نہیں پہنچی یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر لونڈی کو آزاد کرے تو پھر اس سے نکاح نہ کرے یہی روایت ہے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور ابراہیم نخعی سے اور عطاء اور حسن سے روایت ہے کہ اس کا کچھ ڈرنہیں اور یہ جو دوسری روایت میں کہا کہ اس کو آزاد کرے پھر اس کو مہر دے تو شاید اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس روایت کے کہ مراد تروج سے دوسری روایت میں یہ ہے کہ واقع ہو ساتھ مہر جدید کے سوائے آزاد کرنے کے نہ جیسا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا ہے سو اس طریق نے مہر کو ثابت کیا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوئی تصریح ساتھ اس کے پہلے طریق میں بلکہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ آزاد کرنا نفس مہر ہے اور یہ لفظ ایک روایت میں صریح آچکا ہے چنانچہ ابو داؤد طیالسی نے روایت کی ہے کہ جب مرد اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اس کو

نکاح میں لائے اور مہر جدید دے تو اس کو دوہرا ثواب ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ لونڈی کا آزاد کرنا نفس مہر نہیں ہوتا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے بلکہ وہ شرط ہے واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوتا ہے اس پر ثواب دوہرا جو مذکور ہے اور نہیں ہے قید جواز میں۔ (فتح)

۴۶۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کبھی ایسی بات نہیں بولے جو حقیقت میں سچی ہو اور ظاہر میں جھوٹی سوائے تین بار کے جس حالت میں کہ ابراہیم علیہ السلام ایک ظالم پر گزر رہے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سارہ تھیں پھر ذکر کی ساری حدیث تو اس بادشاہ نے ان کو خدمت کے لیے ہاجرہ دی تو سارہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کا ہاتھ روکا اور اس نے مجھ کو آجر خدمت کے لیے دی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو یہ تمہاری ماں ہے اے آسمان کے پانی کی اولاد! یعنی اے عرب۔

۴۶۹۴۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهَبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ حَمَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ بَيْنَمَا إِبْرَاهِيمُ مَرًّا بِجَبَّارٍ وَمَعَهُ سَارَةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ فَأَعْطَاهَا هَاجِرًا قَالَتْ كَفَّ اللَّهُ يَدَ الْكَافِرِ وَأَخَذَ مِنِّي اجْرًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَنَلَّكَ أُمَّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے، کہا ابن مزیر نے کہ مطابقت حدیث ہاجرہ کی واسطے ترجمہ کے یہ ہے کہ وہ مملوکہ تھیں اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو جنوایا بعد اس کے کہ اس کے مالک ہوئے سو وہ لونڈی تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کی مراد یہ ہے کہ یہ واقع ہوا ہے صحیح میں صریح تو یہ صحیح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جو صحیح میں ہے کہ سارہ اس کی مالک ہوئیں اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نطفے سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جنا اور یہ کہنا کہ نہیں جائز ہے اپنی عورت کی لونڈی سے اولاد طلب کرنی مگر ساتھ مالک ہونے کے تو یہ حکم اس حدیث کے سوا اور حدیث سے لیا گیا ہے چنانچہ فاکہی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سارہ سے چاہا کہ ہاجرہ کو بہہ کر دیں تو سارہ نے ہاجرہ ابراہیم علیہ السلام کو بہہ کر دی اور شرط کی سارہ نے کہ اس سے صحبت نہ کریں پھر ان کو اس پر رشک آیا سو ہوا یہ بہ سبب بیچ جلا وطنی اس کی کے ساتھ بیٹے اس کے اسماعیل علیہ السلام کی طرف نکلے کے۔ (فتح) اور آسمان کے پانی کی اولاد عرب کو اس واسطے کہا کہ اکثر وہ لوگ جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے تھے اور اکثر گزران ان کی آسمان کے پانی پر تھی اور بعض نے کہا کہ یہ نام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا ہے واسطے پاک

ہونے نسب ان کی کے اور شرافت ذاتی ان کی کے۔

۳۶۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت تھا حکم کیا چڑے کے دسترخوان بچھانے کا اور ڈالا گیا اس میں کچھ کھجوروں میں سے اور پیڑ سے اور گھی سے سو یہ حضرت ﷺ کا ولیمہ تھا تو مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمانوں کی ایک ماں یعنی حضرت ﷺ کی بیوی ہے آزاد عورتوں سے یا لونڈی ہے اور اگر آپ نے اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈی ہے جب حضرت ﷺ نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

۴۶۹۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُمَيٍّ فَلَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وِلْمَتِهِ فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَالْقَى فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَلِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَوِلْمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت ﷺ نے اس سے نکاح کیا یا اس کو لونڈی بنایا اور شاید ترجمہ کا اس سے تردد کرنا اصحاب کا ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بیوی ہے یا لونڈی سو مطابق ہوگی یہ حدیث ترجمہ کے ایک رکن کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر صحیح ہونے نکاح کے بغیر گواہوں کے اس واسطے کہ اگر صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں گواہ ہوتے تو نہ پوشیدہ رہتا یہ اصحاب پر تا کہ تردد کرتے اور اس میں اس پر دلالت نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جو نکاح کے وقت حاضر تھے وہ اور لوگ ہوں اور جنہوں نے تردد کیا تھا وہ اور لوگ ہوں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ سب نے تردد کیا تو یہ مذکور ہے حضرت ﷺ کے خصائص سے کہ نکاح کریں بغیر ولی اور گواہوں کے جیسا کہ زینب رضی اللہ عنہا کے قصے میں واقع ہوا۔ (فتح)

باب مَنْ جَعَلَ عِتْقَ الْأَمَةِ صَدَاقَهَا۔ باب ہے اس شخص کے بیان میں جو لونڈی کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس میں کسی حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا اور لیا ہے اس کے ظاہر کو اگلے لوگوں سے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے اور ابراہیم نخعی نے اور طاؤس نے اور زہری نے اور شہروں کے فقہاء سے ثوری نے اور ابو یوسف

نے اور احمد نے اور اسحاق نے ان سب کا یہ قول ہے کہ جب کوئی اپنی لونڈی کو آزاد کرے اس شرط پر کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرائے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح اور آزاد کرنا اور مہر بنا بر ظاہر حدیث کے اور باقی لوگوں نے ظاہر حدیث سے کئی طرح جواب دیا ہے قریب تر طرف لفظ حدیث کے یہ جواب دیا ہے کہ آزاد کیا اس کو حضرت ﷺ نے اس شرط پر کہ اس سے نکاح کریں تو واجب ہوئی واسطے حضرت ﷺ کے اور صرفیہ رضی اللہ عنہما کے قیمت اس کی اور وہ معلوم تھی سو نکاح کیا اس سے اوپر اس کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا عبدالعزیز کی روایت میں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت ﷺ نے صرفیہ رضی اللہ عنہما کو قیدیوں میں پکڑا سو اس کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو کہا عبدالعزیز نے ثابت ہے کہ اے ابو محمد تو نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر کیا دیا؟ اس نے کہا کہ اس کا نفس اس کو مہر دیا تو اس نے تبسم کیا سو یہ ظاہر ہے کہ جو مہر ٹھہرایا گیا تھا وہ نفس کا آزاد کرنا ہے سو پہلی تاویل کا کچھ ڈرن نہیں اس واسطے کہ اس کے اور قواعد کے درمیان کوئی مخالفت نہیں یہاں تک کہ اگر اس کی قیمت مجہول ہو اس واسطے کہ بیع صحیح ہونے عقد کے ساتھ شرط مذکور کے ایک وجہ ہے نزدیک شافعیہ کے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ نفس آزاد کرنا مہر ٹھہرایا گیا لیکن وہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ماوردی نے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو آزاد کیا پھر اس سے نکاح کیا یعنی ساتھ مہر جدید کے اور جب انس رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہوا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مہر دیا تو کہا کہ اس کا نفس اس کے مہر میں دیا یعنی میرے علم میں حضرت ﷺ نے اس کو کچھ چیز مہر میں نہیں دی اور نہیں نفی کی اس نے اصل صداق کی اور اسی واسطے ابو الطیب طبری شافعی اور ابن مریط مالکی نے کہا کہ یہ قول انس رضی اللہ عنہما کا مرفوع نہیں بلکہ یہ انہوں نے گمان کے ساتھ اپنی طرف سے کہا ہے اور اکثر اوقات تائید لی جاتی ہے واسطے اس کے اس حدیث سے جو بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے صرفیہ رضی اللہ عنہما کو آزاد کیا اور اس کو نکاح کیا اور اس کو مہر میں لونڈی دی جس کا نام رزینہ تھا اور یہ حدیث ضعیف ہے اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی اور اس سے معارض ہے جو خود صرفیہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو آزاد کیا اور میری آزادی کو میرا مہر ٹھہرایا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور یہ موافق ہے واسطے حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گمان سے کہا اور نیز یہ حدیث مخالف ہے اس چیز کو جس پر سب اہل سیر ہیں کہ صرفیہ رضی اللہ عنہما خیبر کے دن بندیوں میں تھیں اس واسطے کہ اس حدیث میں ہے وہ قریظہ کے بندیوں میں سے تھیں اور احتمال ہے کہ اس کو آزاد کیا ہو اس شرط پر کہ اس سے مہر کے بغیر نکاح کریں سو لازم ہوا صرفیہ کو وفا کرنا ساتھ اس کے اور یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ آزاد کیا ہو اس کو بغیر عوض کے اور نکاح کیا ہو اس سے بغیر مہر کے فی الحال اور نہ انجام میں کہا ابن صلاح نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آزاد کرنا اترتا ہے جگہ مہر کے اگرچہ مہر نہیں اور یہ وجہ صحیح تر

ہے سب وجہوں سے اور قریب تر ہے طرف لفظ حدیث کے اور شافعیوں میں سے ابن حبان بھی احمد کے ساتھ ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر حدیث کا ساتھ احمد کے ہے اور جو اس کے موافق ہے اور قیاس ساتھ دوسروں کے ہے سو تردد ہے حال درمیان اس گمان کے کہ ظاہر حدیث سے پیدا ہوا اور اس گمان کے کہ قیاس سے پیدا ہوا باوجود اس کے کہ واقعہ خصوصیت کا احتمال رکھتا ہے اور یہ احتمال خصوصیت کا اگرچہ اصل کے خلاف ہے لیکن قوی ہوتا ہے یہ حضرت ﷺ کے خصائص سے نکاح میں خاص کر خصوصیت آپ کی ساتھ نکاح کرنے اس عورت کے جس نے حضرت ﷺ کو جان بخشی اللہ کے اس قول سے کہ اگر کوئی عورت اپنی جان پیغمبر ﷺ کو بخشے، الایہ اور اسی طرح نقل کیا ہے اس کو مرنی نے شافعی سے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے آپ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں کہا اس نے اور جبکہ خصوصیت یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو آزاد کیا مطلق اور نکاح کیا اس سے مہر کے بغیر اور بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے اور یہ حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو جائز نہیں اور روایت کیا ہے جائز ہونا اس کا عبدالرزاق نے علی سے اور ایک جماعت تابعین سے اور ابراہیم نخعی کے طریق سے کہ تھے مکروہ جانتے یہ کہ آزاد کرے لونڈی کو پھر نکاح کرے اس سے اور کہتے تھے کہ اس میں کوئی ڈرنہیں کہ اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہر ادا ہے اور کہا قرطبی نے کہ منع کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے واسطے محال ہونے اس کے کی اور تقریر محال ہونے کی دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ اگر نکاح کرے اس سے اس کے نفس پر تو یہ یا تو واقع ہوگا اس کے آزاد کرنے سے پہلے اور یہ محال ہے واسطے معارض ہونے دو حکموں کے آزادی اور غلامی کے اس واسطے کہ آزادی کا حکم مستقل ہونا ہے اور غلامی اس کی ضد ہے اور یا یہ واقع ہوگا عقد بعد آزاد کرنے کے اور یہ بھی محال ہے واسطے دور ہونے حکم مہر کے اس سے ساتھ آزاد ہونے کے سو جائز ہے کہ نہ راضی ہو اور اس وقت نہ نکاح کی جائے مگر اس کی رضامندی سے وجہ دوسری یہ ہے کہ جب ہم آزادی کو مہر ٹھہرائیں تو یا قرار پائے گا حقیق حالت غلامی کی اور وہ محال ہے واسطے معارض ہونے ان کے کی یا بیچ حالت آزاد ہونے کے تو لازم آئے گا آگے بڑھنا اس کا نکاح سے پس لازم آئے گا وجود آزاد ہونے کا حالت فرض کرنے اس کے عدم کے اور وہ محال ہے اس واسطے کہ ضروری ہے کہ متقدم ہو مقرر مہر کا خاوند پر یا نصاباً یا حکماً تاکہ مالک ہو وہ بیوی اس کے طلب کرنے کی اور اگر علت بیان کریں ساتھ نکاح تفویض کے تو پرہیز کی ہے ہم نے اس سے ساتھ قول اپنے کے حکماً اس واسطے کہ اگرچہ نہیں متعین ہوئی واسطے عورت کے بیچ حالت عقد کے کوئی چیز لیکن وہ مالک ہے مطالبہ کی سو ثابت ہوا کہ ثابت ہے واسطے اس کے حالت عقد کے کوئی چیز کہ مطالبہ کرے ساتھ اس کے خاوند سے اور ایسا مہر میں میسر نہیں ہو سکتا پس محال ہے کہ ہو مہر اور تعاقب کیا گیا ہے جو دعویٰ کیا ہے اس نے محال ہونے کا ساتھ جائز ہونے تعلیق مہر کے شرط پر کہ جب پائی جائے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت جیسے کہے کہ میں نے تہ سے نکاح کیا اس چیز پر کہ مستحق ہوگی واسطے میرے نزدیک فلانے کے اور وہ ایسی ہے سو جب میسر ہو مال جس پر

عقد واقع ہوا ہے تو مستحق ہوتی ہے اس کو عورت اور تائید کرتی ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو طحاوی نے جویریہ کے قصے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سردار کو نکاح کرنا اپنی لونڈی سے ساتھ اپنے جب کہ آزاد کر دے اس کو اور نہیں حاجت ہے اس کو طرف دلی کے اور نہ حاکم کے، کہا ابن جوزی رضی اللہ عنہ نے کہ اگر کہا جائے کہ آزاد کرنے کا ثواب بڑا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کس طرح اس کو فوت کیا اور حالانکہ اور چیز کا مہر ٹھہرانا ممکن تھا اور جواب یہ ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا بادشاہ کی بیٹی تھی اور ویسی عورت نہیں قناعت کرتی ہے مگر ساتھ بہت مہر کے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس قدر مال نہ تھا جس سے اس کو راضی کریں اور نہ مناسب جانا آپ نے کہ اس کو کم مہر دیں سو اس کی جان کو اس کا مہر ٹھہرایا اور یہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک اشرف تھا بہت مال سے۔ (فتح)

۴۶۹۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ وَشُعَيْبِ بْنِ الْعَجْبَابِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عَقْبَهَا صَدَاقَهَا.
بابُ تَرْوِيجِ الْمُعْسِرِ.

۴۶۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور آزاد کرنے کو اس کا مہر مقرر کیا۔

باب ہے بیان میں نکاح کرنے تک دست کے۔

فائدہ: نکاح کی ابتدا میں یہ ترجمہ گزر چکا ہے نکاح کرنا تنگ دست کا جس کے ساتھ قرآن اور اسلام ہو اور یہ باب اس سے خاص تر ہے۔

لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾.

واسطے دلیل اس آیت کے کہ اگر محتاج ہوں گے تو اللہ ان کو مال دار کر دے گا۔

فائدہ: یہ تعلق ہے واسطے حکم ترجمہ کے اور محصل اس کا یہ ہے کہ محتاج ہونا بالفعل نہیں مانع ہے نکاح کرنے کو واسطے حاصل ہونے مال کے انجام میں، واللہ اعلم۔

۴۶۹۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَارِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَنَّتْ أَهْبُ لَكَ نَفْسِي قَالَ فَظَنَرْتُ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۶۹۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں آئی ہوں تاکہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی طرف نظر کی اور اس کے اوپر اور نیچے کے دھڑ کو دیکھا یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس

وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاطَأَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ
فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةُ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا
جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ
فَرَوَّجِيهَا فَقَالَ وَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ
لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِذْهَبْ إِلَى
أَهْلِكَ فَانظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ
رَجِعَتْ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انظُرْ
وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجِعَتْ
فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ
حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ
رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ
لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبَسْتَهُ
لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ
حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَأَهُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوتِيًا فَأَمَرَ بِهِ
فَدَعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنْ
الْقُرْآنِ قَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا
عَدَدَمَا فَقَالَ تَقْرُؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ
نَعَمْ قَالَ إِذْهَبْ فَقَدْ مَلَكَتْكَهَا بِمَا مَعَكَ
مِنَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی تو ایک مرد حضرت ﷺ
کے اصحاب میں سے کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! اگر
آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ
نے فرمایا اور کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے؟ یعنی واسطے مہر کے
اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! تو حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سو دیکھ کیا تو کچھ چیز پاتا
ہے سو وہ گیا اور پھر پھر اسو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں
نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا تلاش کر اگر چہ
لو ہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھر اسو اس نے کہا قسم ہے
اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں پائی
لیکن میرا یہ تہہ بند ہے میں اس کو آدھا تہہ بند دیتا ہوں، کہا
سہل بنی سعد نے کہ اس کے پاس چادر نہ تھی سو حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے تہہ بند کو اگر وہ اس کو پہنے گی تو
تیرے پاس اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر تو اس کو پہنے گا تو
اس پر کچھ نہ رہے گا پھر وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب بہت
دیر بیٹھا رہا تو اٹھ کھڑا ہوا سو جب حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ
پھیرتے دیکھا تو حکم دیا اس کے بلانے کا سو بلایا گیا جب آیا
تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟
اس نے کہا کہ مجھ کو فلائی فلائی سورت یاد ہے، اس نے ان کو
گنا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کو یاد پڑھتا ہے؟ اس
نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا میں نے تجھ کو اس
عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر۔

بَابُ الْأَكْفَاءِ فِي الدِّينِ.

باب ہے بیچ معتبر ہونے کفو کے دین میں۔

فائدہ: اکفاء جمع کفو کی ہے اس کے معنی ہیں مثل اور نظیر اور اعتبار کفو کا دین میں متفق علیہ ہے سو مسلمان عورت کو کافر کے واسطے بالکل حلال نہیں۔ (بیچ)

وَقَوْلُهُ «وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا»
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہی ہے جس نے پیدا کیا پانی سے
آدمی پھر ٹھہرایا واسطے اس کے نسب اور سسرال کو اور ہے
رب تیرا قادر۔

فائدہ: کہا فراء نے نسب اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح حلال نہ ہو اور صہرہ ہے جس کے ساتھ نکاح کرنا حلال ہو۔ سو گویا کہ جب بخاری رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حصر واقع ہوا ہے ساتھ دو قسموں کے تو صحیح ہو اتمسک کرنا ساتھ عموم کے واسطے موجود ہونے صلاحیت کے مگر جس کے معتبر ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وہ مستثنیٰ ہونا کافر کا ہے اور بعض نے کہا کہ اعتبار کفو کا خاص ہے ساتھ دین کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے مالک نے اور منقول ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور تابعین میں سے محمد بن سیرین اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما سے اور کہا جمہور نے کہ نسب میں بھی کفو معتبر ہے ان کے نزدیک کفونسی کا اعتبار کرنا ضروری ہے اور کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ قریش آپس میں ایک دوسرے کی نسب ہیں اور اسی طرح عرب بھی ایک دوسرے کے کفو ہیں اور نہیں کوئی عرب میں سے کفو واسطے قریش کے جیسا کہ کوئی غیر عرب میں سے عرب کے کفو نہیں اور وہ ایک وجہ ہے واسطے شافعیہ کے اور صحیح یہ ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب مقدم ہیں غیروں پر اور جو ان کے سوائے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے کفو ہیں اور کہا ثوری نے کہ جب نکاح کرے غلام آزاد عربی عورت کو توڑا جائے نکاح اور یہی قول ہے احمد کا اور میانہ روی اختیار کی ہے شافعی نے سو کہا کہ نہیں نکاح کرنا غیر کفو میں حرام کہ میں اس کے ساتھ نکاح کو پھیروں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ تقصیر ہے ساتھ عورت کے اور ولیوں کے سو جب سب راضی ہوں تو صحیح ہوتا ہے نکاح اور ان کا حق ہے جس کو انہوں نے چھوڑا اور اگر سب راضی ہوں اور ایک نہ ہو تو جائز ہے واسطے اس کے منخ کرنا اور ذکر کیا گیا ہے کہ معنی بیچ شرط ہونے ولایت کے نکاح میں یہ ہیں کہ تا کہ نہ ضائع کرے عورت نفس اپنے کو غیر کفو میں اتھی۔ اور کفونسی کے معتبر ہونے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہوئی اور لیکن جو بزار نے روایت کی ہے کہ عرب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور غلام آزاد ایک دوسرے کے کفو ہیں سو اس کی سند ضعیف ہے اور حجت پکڑی ہے بیہمتی نے ساتھ حدیث واثلہ رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لیا ہے بنی کنانہ کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے اور یہ حدیث صحیح ہے لیکن یہ حدیث اس کے واسطے حجت نہیں ہو سکتی لیکن بعض نے اس کے ساتھ اس حدیث کو جوڑا ہے کہ قریش کو آگے کر داور پیچھے نہ کر داور نقل کیا ہے ابن منذر نے بوہلی سے کہ کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ اعتبار کفو دینی کا ہے۔

۴۶۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو جنگ بدر میں حضرت ﷺ کے ساتھ موجود تھے) سالم کو بیٹا لے پا لک بنایا اور اس کا نکاح اپنی بھتیجی ہند بنت ولید سے کروایا اور وہ غلام آزاد تھا ایک انصاری عورت کا جیسا کہ حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو بیٹا بنایا اور جاہلیت کے زمانے کا دستور تھا کہ جو کوئی کسی مرد کو لے پا لک بناتا لوگ اس کو اس کا بیٹا کہتے اور وہ اس کے بعد اس کی میراث کا وارث ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری پکارو لے پا لکوں کو اپنے باپ یعنی ان کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کرو اللہ کے اس قول تک اور تمہارے غلام آزاد سورد کے گئے اپنے باپوں کی طرف یعنی اپنے باپوں کی طرف منسوب کیے گئے اور جس کا باپ معلوم نہ تھا تو اس کو مولیٰ یعنی غلام آزاد اور دین کا بھائی پکارا جاتا سو سہلہ رضی اللہ عنہا سہیل رضی اللہ عنہ کی بیٹی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! ہم سالم رضی اللہ عنہ کو بیٹا اعتقاد کرتے تھے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں اتارا جو آپ کو معلوم ہے پس ذکر کی ساری حدیث۔

۴۶۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا حَذِيفَةَ بْنَ عُبَيْةَ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَحِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهُوَ مَوْلَى لِمَرْأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مِنْ تَبَنَى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَمَوَالِكُمْ﴾ فَرُدُّوْا إِلَى آبَائِهِمْ فَمَنْ لَمْ يُعْلَمْ لَهُ أَبٌ كَانَ مَوْلَى وَأَخًا فِي الدِّينِ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سَهْلٍ بِنْتُ عَمْرِو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيُّ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حَذِيفَةَ بْنِ عُتْبَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَقَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ.

فائدہ: اور یہ جو کہا غلام آزاد اور دینی بھائی تو اس میں اشارہ ہے طرف قول ان کے کی کہ کہتے تھے مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اس واسطے کہ اس کا باپ معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ جو آپ کو معلوم ہے یعنی جو آیت کہ پہلے بیان کی اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے پکارو لے پا لکوں کو اپنے باپ کا اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لے پا لکوں کو تمہارے بیٹے نہیں ٹھہرایا اور باقی حدیث ابوداؤد نے اس طرح سے بیان کی ہے سو آپ کیا فرماتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلانے تو اس نے اس کو پانچ گھونٹ دودھ پلایا تو وہ بجائے اس کے رضاعی بیٹے کے ہو اسو عائشہ رضی اللہ عنہا

کا دستور تھا کہ اپنے بھتیجوں اور بھانجوں کو حکم کرتیں یہ کہ دودھ پلائیں جس کو عائشہ رضی اللہ عنہا چاہیں یہ کہ اس کو دیکھیں اور اس پر داخل ہوں اگرچہ بڑا ہو پانچ گھونٹ پھر وہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوتا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باقی بیویوں نے انکار کیا کہ کوئی آدمی اس رضاعت سے ان پر داخل ہو یہاں تک کہ لڑکپن میں دودھ پینے یعنی دو برس کے اندر اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ رخصت خاص سالم رضی اللہ عنہ کے واسطے تھی اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! بے شک سالم رضی اللہ عنہ بالغ ہو چکا ہے اور البتہ وہ ہم پر داخل ہوتا ہے اور میں ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں اس سے کچھ چیز دیکھتی ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو اپنا دودھ پلا دے اس پر حرام ہو جا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! وہ داڑھی والا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلا دے اس سے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی غیرت جاتی رہے گی اس نے کہا قسم ہے اللہ کی سو میں نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے میں کچھ چیز نہیں پہچانی اور یہ جو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی باقی بیویوں نے اس سے انکار کیا تو حصہ رضی اللہ عنہا اس عموم سے مخصوص ہیں اور یہ مسئلہ بڑے مرد کو دودھ پلانے کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۴۶۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ شاید تو نے حج کا ارادہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حج کر اور شرط کر لے اور یوں کہہ کہ الہی! جہاں تو مجھ کو روک دے گا یعنی جہاں بیماری غالب ہو جائے گی تو میں وہیں احرام اتار ڈالوں گی اور وہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔

۴۶۹۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضَبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكَ أَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللَّهِ لَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّي وَاسْتَرْطِي وَقَوْلِي اللَّهُمَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں جو قسم کا ہے درج کلام میں بغیر قصد کے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں واجب ہے عورت پر یہ کہ اجازت مانگے اپنے خاوند سے حج کے فرض میں اس طرح کہا گیا ہے اور یہ جو حکم ہے کہ نہیں جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ منع کرے اپنی بیوی کو حج سے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا استدہان بھی ساقط ہو جائے اور مرد سے اجازت مانگنے کی حاجت نہ ہو اور یہ جو حدیث کے اخیر میں کہا کہ وہ مقداد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی تو ظاہر سیاق حدیث کا یہ ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام سے ہے اور یہی مقصود ہے اس حدیث سے اس باب میں اس واسطے کہ مقداد بن عمر کنندی ہے منسوب ہے طرف اسود کے اس واسطے کہ اس نے اس کو لے پا لک بیٹا بنایا تھا سو وہ قریش کے حلیفوں میں تھا اور نکاح کیا اس نے ضباعہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ ہاشم کی

اولاد سے تھی سواگر کفوئسی کا اعتبار ہوتا تو مقدار بنتی نہ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا یعنی تو پس ثابت ہوا کہ کفوئسی کا اعتبار نہیں اس واسطے کہ ضامہ بنتی تھا نسب میں اس سے اوپر ہے اور جو کفوئسی کو معتبر جانتا ہے اس کے واسطے جائز ہے یہ کہ کہے وہ خود بھی راضی ہوگئی تھی اور اس کے ولی لوگ بھی راضی ہو گئے تھے پس ساقط ہوا حق ان کا کفارت سے اور یہ جواب صحیح ہے اگر ثابت ہو اصل اعتبار کفوہ کا نسب میں لیکن وہ ثابت نہیں۔ (فتح)

۴۷۰۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَنْكَحُ الْمَرْأَةَ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرِ بِذَاتِ الدِّينِ تَرَبَّتْ يَدَاكَ.

۴۷۰۰ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکاح کیا جاتا ہے چار سبب سے اس کے مال کے سبب سے اور اس کے حسب نسب کے سبب سے اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے اور اس کی دینداری کے سبب سے سو تو دیندار عورت کو طلب کر تیرے ہاتھوں میں خاک آگر تو نے دیندار کو چھوڑا۔

فائدہ: حسب کے معنی ہیں شرافت اور بزرگی اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ شریف نسب والا مستحب ہے واسطے اس کے یہ کہ نکاح کرے شریف نسب والی عورت کو مگر یہ کہ معارض ہونے والی جو دیندار نہ ہو اور غیر نسب جو دیندار ہو سو مقدم کی جائے دیندار اور اسی طرح ہے ہر صفت میں اور کہا بعض شافعیوں نے کہ مستحب ہے قریبی رشتہ کی عورت سے نکاح نہ کرے سواگر اس کی سند ہے تو اس کو کوئی اصل نہیں اور اگر تجربہ سے ہے کہ دو قریبوں کے درمیان جو لڑکا پیدا ہو وہ احمق ہوتا ہے تو یہ باوجہ ہے اور احمد اور نسائی نے روایت کی ہے کہ دینداروں کی نسب مال ہے سو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ مال نسب ہے اس شخص کی جس کی کوئی نسب نہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو اعتبار کرتا ہے کفو کو ساتھ مال کے اور یہ جو کہا اور اس کی خوبصورتی کے سبب سے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے نکاح کرنا خوب صورت عورت سے مگر یہ کہ معارض ہو خوبصورت بے دین اور دیندار جو خوبصورت نہ ہو ہاں اگر دونوں دین میں مساوی ہوں تو خوبصورت اولیٰ ہے اور ملحق ہے ساتھ خوبصورت کے وہ عورت جس کی صفتیں خوب ہوں اور اس قسم سے ہے جس کا مہر تھوڑا ہو اور یہ جو فرمایا کہ تو دیندار کو طلب کر تو اس کے معنی یہ ہیں لائق ساتھ دیندار کے یہ ہے کہ اس کو ہر چیز میں دین مد نظر ہو خاص کر اس چیز میں جس کی صحبت دراز ہو سو حکم کیا اس کو ساتھ حاصل کرنے دیندار عورت کے جو نہایت مقصود ہے اور ابن ماجہ میں ہے کہ نہ نکاح کرو عورتوں سے ان کی خوبصورتی کے سبب سے پس قریب ہے کہ ان کی خوبصورتی ان کو ہلاک کر دے اور نہ نکاح کرو ان سے ان کے مال کے سبب سے اس واسطے کہ قریب ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور گمراہی میں ڈالے لیکن نکاح کرو دیندار عورتوں سے اور البتہ کالی لونڈی دیندار افضل ہے اور یہ جو کہا کہ تیرا ہاتھ خاک میں ملے تو مراد فقر اور محتاجی سے ہے اور وہ خبر ہے ساتھ معنی دعا کے لیکن اس کی حقیقت مراد نہیں اور

ساتھ اس کے جزم کیا ہے صاحب عمدہ نے اور اس کے غیر نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ صادر ہونا اس کا حضرت ﷺ سے مسلمان کے حق میں قبول نہیں ہوتا اور کہا قرطبی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ دستور ہے کہ عورت کے نکاح کی رغبت انہیں چار خصلتوں کے سبب سے ہوتی ہے سو یہ خبر ہے واقع سے یہ معنی نہیں کہ اس کے ساتھ امر واقع ہوا ہے بلکہ ظاہر اس کا مباح ہونا نکاح کا ہے واسطے ہر ایک کے ان خصلتوں میں سے لیکن قصد کرنا دین کا اولیٰ ہے کہا اس نے کہ نہ گمان کیا جائے اس حدیث سے کہ ان چار خصلتوں سے کفو پکڑی جاتی ہے یعنی کفو منحصر ہے بیچ ان کے اس واسطے کہ اس کا کوئی قائل نہیں میرے علم میں اگرچہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کفارت ہے کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جائز ہے خاوند کو فائدہ اٹھانا ساتھ مال بیوی کے سو اگر عورت کا دل خوش ہو تو مرد کو وہ مال حلال ہوتا ہے نہیں تو جائز ہے اس کو اس قدر کہ خرچ کرے واسطے مہر کے اور تعاقب کیا گیا ہے کہ نہیں ہے یہ تفصیل حدیث میں اور نہیں منحصر ہے قصد نکاح عورت کا اس کے مال کے سبب سے بیچ فائدہ اٹھانے خاوند کے بلکہ کبھی قصد کرتا ہے مالدار عورت کے نکاح کا واسطے اس چیز کے کہ امید رکھتا ہے کہ حاصل ہو واسطے اس کے اس سے اولاد سو عود کرے طرف اس کے یہ مال بطور وراثت کے اگر واقعہ ہو یا اس واسطے کہ بے پرواہ ہو عورت ساتھ اپنے مال کے بہت مطالبہ کرنے اس چیز کے سے جو محتاج ہوتی ہے طرف اس کے عورت اور مانند اس کے۔ (فتح)

۴۷۰۱۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لہذا ایک مرد حضرت ﷺ پر گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات سنی جائے پھر حضرت ﷺ چپ رہے پھر ایک مرد ان کے محتاجوں میں سے گزرا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے حق میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ لائق ہے اس کے کہ اگر نکاح کا پیغام کرے تو نہ نکاح کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو اور اگر بات کہے تو اس کی بات کوئی نہ سنے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ فقیر بہتر ہے پر ہونے زمین کے سے ساتھ مثل اس مال دار کے یعنی اگر زمین ایسے مال داروں سے بھر جائے تو یہ فقیر ان سب سے بہتر ہے۔

۴۷۰۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْرَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ حَطَبَ أَنْ يَنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ يُسْتَمَعَ قَالَ لَمْ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ فَقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذَا قَالُوا حَرِيٌّ إِنْ حَطَبَ أَنْ لَا يَنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلِّ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا.

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اگر پہلا مرد کافر تھا تو اس کی وجہ ظاہر ہے اور اگر مسلمان تھا تو یہ حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا ہوگا میں کہتا ہوں کہ پہچانی جاتی ہے مراد دوسرے طریق سے جو کتاب الرقاق میں ہے کہ ایک مرد نے رئیسوں میں سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ لائق ہے الخ، سو حاصل جواب کا یہ ہے کہ اس نے مطلق فضیلت دی محتاج مذکور کو اوپر مال دار مذکور کے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر فقیر کو ہر مالدار پر فضیلت ہو اور اس مسئلے کی بحث رقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بابُ الْاِكْفَاءِ فِي الْمَالِ وَتَرْوِجِ الْمُقْبِلِ الْمُثْرِيَّةِ.

مال میں کفو کا بیان اور نکاح کرنا مفلس مرد کا مال دار عورت سے۔

فائدہ: بہر حال اعتبار کفو کا مال میں سو یہ مختلف فیہ ہے نزدیک ان لوگوں کے جو شرط کرتے ہیں کفو کو اور مشہور تر نزدیک شافعیوں کے یہ ہے کہ وہ معتبر نہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کفو معتبر ہے دین میں اور مال میں اور نسب میں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابو الطیب اور ایک جماعت نے اور اعتبار کیا ہے اس کو ماوردی نے شہروں کے لوگوں میں اور خاص کیا ہے اس نے خلاف کو جنگلوں اور دیہات کے لوگوں میں جو باہم فخر کرنے والے ہیں ساتھ نسب کے سوائے مال کے۔

۴۷۰۲ - حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کے معنی پوچھے کہ اگر تم خوف کرو کہ نہ عدل کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھتیجے! مراد یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی پرورش میں ہو سو وہ رغبت کرتا ہے اس کے جمال میں اور مال میں اور چاہتا ہے کہ اس کو کم مہر دے سو منع کیے گئے ان کے نکاح سے مگر یہ کہ ان کو پورا مہر دیں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح کرنے ان عورتوں سے جو ان کے سوائے ہیں یعنی تو لوگوں نے اس سے مطلق منع سمجھ کر یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنا چھوڑ دیا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو لوگوں نے اس کے بعد حضرت ﷺ سے اجازت مانگی یعنی اس بنا پر کہ اس سے مطلق منع سمجھ لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے مقدمے میں اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ تم

۴۷۰۲ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ﴿وَأَنْ حِفْتُمْ إِلَّا أَنْ تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى﴾ قَالَتْ يَا ابْنَ أُنْتَى هَذِهِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلِهَا فَيْرَغُبٌ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ صَدَاقَهَا فَهَيِّئْ لَهَا عَنْ نِكَاحِهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأَمْرُوا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ قَالَتْ وَاسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلَى ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللَّهُ

رغبت کرتے ہو کہ ان سے نکاح کرو تو اللہ نے ان کے واسطے یہ حکم اتارا کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مالدار ہو تو اس کے نکاح اور نسب میں رغبت کرتے ہیں کہ اس کو پورا مہر مثل دیں اور جب اس کی رغبت نہیں ہوتی تو بسبب کم اس کے مال اور جمال کے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے سوائے اور عورتوں سے نکاح کرتے ہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے اسی طرح ان کو اس میں رغبت کرنے کے وقت بھی اس سے نکاح کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کے واسطے انصاف کریں اور اس کو پورا مہر دیں۔

لَهُمْ أَنْ التَّيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَسُنَّتِهَا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرُغُوبَةً عَنْهَا فِي قَلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكَوْهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرُغِبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا لَهَا وَيُعْطُوهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى فِي الصَّدَاقِ.

فائدہ: اور لیا جاتا ہے یہ مسئلہ اس حدیث سے عام ہونے تقسیم کے سے بچ اس کے واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر مالدار اور مفلس مرد کے اور مالدار اور مفلس عورت کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس کے جائز ہونے پر اور نہیں وارد ہوتا اس شخص پر جو اس کو شرط کرتا ہے واسطے احتمال پوشیدہ ہونے رضا مندی عورت کے اور ولیوں کے اور اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے واسطے ولی کے یہ کہ نکاح کرے اپنی پرورش کردہ یتیم لڑکی سے اور اس کی بحث عنقریب آئے گی اور اس سے ثابت ہوا کہ واسطے ولی کے حق ہے نکاح کردینے میں اس واسطے کہ اللہ نے اولیاء کو اس کے ساتھ خطاب کیا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يَتَّقَى مِنْ شَوْمِ الْمَرْأَةِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿إِنَّ مِنْ أَرْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ﴾

جو پرہیز کی جانی ہے عورت کی بے برکتی اور نحوست سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری بیویاں اور اولاد میں تمہارے دشمن ہیں۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف خاص ہونے بے برکتی کے ساتھ بعض عورتوں کے سوائے بعض کے اس واسطے کہ آیت بعض پر دلالت کرتی ہے کہ حرف من کا واسطے تعبیض کے ہے۔

۴۷۰۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْرَةَ وَسَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

۴۷۰۳ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نحوست اور بے برکتی عورت میں ہے اور گھر میں اور گھوڑے میں۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّومُ فِي
الْمَرْأَةِ وَالذَّارِ وَالْفَرَسِ.

۴۷۰۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نامبارکی کا ذکر کیا یعنی کس
چیز میں نحوست ہے اور کس میں نہیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہے تو گھر میں ہے اور عورت
میں اور گھوڑے میں۔

۴۷۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهَالٍ حَدَّثَنَا
يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ
الْعَسْفَلَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
ذَكَرُوا الشُّومَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنْ كَانَ الشُّومُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ
وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ.

۴۷۰۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نامبارکی کسی چیز میں ہو تو
گھوڑے میں ہے اور عورت میں اور گھر میں۔

۴۷۰۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ
كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ
وَالْمَسْكَنِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بعض حدیثوں میں وہ چیز جو
شاید کہ اس کی تفسیر ہو اور وہ یہ حدیث ہے جس کو روایت کیا ہے احمد نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے سعد کی
حدیث سے مرفوعاً کہ آدمی کی نیک بنختی تین چیزیں ہیں عورت نیک اور گھر نیک اور گھوڑا نیک اور آدمی کی بد بنختی تین
چیزیں ہیں عورت بد اور گھر بد اور گھوڑا بد اور طہرائی نے روایت کی ہے کہ بد بنختی آدمی کی دنیا میں بد ہونا گھر کا ہے اور
عورت کا اور چوپائے اور گھر کی بدی اس کی صحن کا تنگ ہونا اور اس کے ہمسائیوں کا خبیث ہونا اور بدی چوپائے کی
یہ ہے کہ شریر ہو اور کسی کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دے اور عورت کی بدی یہ ہے کہ بانجھ اور بد خو ہو۔ (فتح)

۴۷۰۶۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ نہیں چھوڑا میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر
پہنچانے والا ہو مردوں پر عورتوں سے۔

۴۷۰۶۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ
سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَثْمَانَ
النَّهْدِيَّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَ عَلَيَّ

الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.

فائدہ: یعنی مردوں کے حق میں عورتوں کے برابر کوئی فتنہ نہیں اس واسطے کہ ان کا گھورنا اور حرام کاری اور ان کی اطاعت دین میں خلل ڈالتی ہے۔

فائدہ: کہا شیخ تقی الدین سبکی نے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے نامبارکی کے ساتھ اس شخص کے کہ حاصل ہو اس سے دشمنی اور فتنہ نہ جیسا سمجھا ہے بعض نے نامبارکی سے ساتھ نئے اس کے کی یا یہ کہ واسطے اس کے بیچ اس کے تاثیر ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ کوئی علماء میں سے اس کا قائل نہیں اور جو کہتا ہے کہ وہ اس کا سبب ہے تو وہ جاہل ہے اور جو مینہ کو ستاروں کی تاثیر سے جانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کافر کہا سو کیا حال ہے اس شخص کو جو بدی کو کہ واقع ہو عورت کی طرف منسوب کرے اس قسم سے کہ نہیں ہے اس کو اس میں کوئی دخل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قضاء اور قدر اتفاقاً آپس میں موافق پڑتے ہیں سو نفرت کرتا ہے نفس اس سے سو جس کے واسطے یہ واقع ہو تو نہیں کوئی ضرر اس کے چھوڑ دینے میں اس کے اعتقاد کے بغیر کہ یہ فعل اس کا ہے اور اس حدیث میں ہے کہ فتنہ عورتوں کا سخت تر ہے ان کے غیر کے فتنے سے اور شہادت دیتا ہے واسطے ان کے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿زین للناس حب الشهوات من النساء﴾ سو ٹھہرایا ان کو اللہ تعالیٰ نے عین شہوتوں کا اور شروع کیا ساتھ ان کے پہلے سب قسموں سے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ وہی ہیں اصل بیچ اس کے اور مشاہدے میں واقع ہوا ہے کہ جو عورت مرد کے پاس موجود ہو اس کی اولاد سے مرد کو زیادہ محبت ہوتی ہے بہ نسبت اس اولاد کے کہ اس کے سوائے اور عورت سے ہے اور اس کی مثال میں سے قصہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بہہ کے باب میں ہے اور بعض حکماء نے کہا کہ عورتیں کامل فتنہ ہیں اور زیادہ تر بد چیز ان میں یہ ہے کہ ان سے بے پرواہی نہیں ہو سکتی اور باوجود اس کے کہ وہ کم عقل اور ناقص دین ہوتی ہیں باعث ہوتی ہیں مرد کو اس چیز کے کرنے پر کہ اس میں توڑنا عقل اور دین کا ہے مانند مشغول ہونے اس کے کی دین کے کاموں سے اور باعث ہونے اس کے کی اوپر ہلاک ہونے کے دنیا کے طلب میں اور یہ سخت تر فساد ہے اور مسلم نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ بچو عورتوں سے کہ پہلا فتنہ جو قوم بنی اسرائیل میں واقع ہوا عورتوں ہی میں ہوا۔ (فتح)

عورت کا غلام کے نکاح میں ہونا۔

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ.

فائدہ: یعنی جائز ہے نکاح کرنا غلام کا آزاد عورت سے اور وارد کیا ہے اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ٹکڑا بریرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جب کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا بعد آزاد ہونے کے اور یہ پھرنا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے طرف اس کی کہ جب بریرہ رضی اللہ عنہا لوٹی آزاد ہوئی تو اس وقت اس کا خاوند غلام تھا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں شرع کے تین حکم تھے یعنی اس کی تقریب سے شرع کے تین حکم معلوم ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو آزاد کیا تو وہ اختیار دی گئی یعنی خواہ اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا نہ رہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اسی کا ہے جس نے آزاد کیا اور حضرت ﷺ اندر تشریف لائے اور ہانڈی آگ پر تھی سو روٹی اور گھر کا سالن آپ کے آگے لایا گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں ہانڈی نہیں دیکھتا؟ سو کسی نے کہا کہ وہ گوشت ہے جو بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا اور آپ صدقہ نہیں کھاتے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس پر خیرات ہے اور ہمارے واسطے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

باب لَا يَتَزَوَّجُ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعٍ لِقَوْلِهِ
تَعَالَى ﴿مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾.
تین تین اور چار چار۔

فائدہ: بہر حال حکم ترجمہ سواجماع سے ثابت ہے یعنی اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح کرنا جائز نہیں مگر قول اس شخص کا کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ خلاف اس کے کی رافضی سے اور مانند اس کے سے اور لیکن نکالنا اس کا آیت سے سوا اس واسطے کہ ظاہر اس سے اختیار دینا ہے درمیان عدد مذکور کے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے خود اسی آیت سے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے تو ایک ہی بس ہے اور اسی واسطے کہ جو کہے کہ آئی قوم مثنی مثنی وثلث ورباع تو اس کی مراد یہ ہے کہ آئے دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد ان کے آنے کی حقیقت کا بیان کرنا ہے اور یہ کہ وہ اکٹھے نہیں آئے اور نہ اکیلے اکیلے اس بنا پر پس معنی آیت کے یہ ہیں کہ نکاح کرو دو دو اور تین تین اور چار چار سو مراد جمع ہیں نہ مجموع اور اگر اعداد مذکورہ کا مجموع ہونا مراد رکھا جائے تو البتہ ہوتا قول اس کا مثلاً تسعا نہایت مناسب اور بلیغ تر اور نیز پس لفظ مثنی کا معدول ہے اثین اثین سے یعنی جیسا کہ علم نحو میں مذکور ہے سو دلالت کرتا ہے وارد کرنا اس کا کہ مراد اختیار دینا ہے درمیان اعداد مذکور کے اور حجت پکڑنی ان کی ساتھ اس کے کہ واؤ

واسطے جمع کے ہے فائدہ نہیں دیتی باوجود قرینہ کے جو دلالت کرتا ہے اور نہ جمع ہونے کے اور نیز حجت پکڑنی اس کی ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے نو عورتوں کو اکٹھا کیا معارض ہے ساتھ حکم حضرت ﷺ کے اس واسطے سنن میں ثابت ہو چکا ہے کہ جب غیلان مسلمان ہوا تو اس کے نکاح میں دس عورتیں تھیں تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم فرمایا کہ چار عورتوں کو رکھ لے اور جو چار سے زیادہ ہوں ان کو چھوڑ دے سو اس نے دلالت کی اس پر کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کو چار سے زیادہ عورتوں کو نکاح میں اکٹھا کرنا جائز نہیں۔

وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ يَعْنِي مَثْنَىٰ أَوْ ثَلَاثَ أَوْ رُبَاعًا.
یعنی کہا علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے کہ واؤ اللہ کے اس قول میں ساتھ معنی او کے ہے سو وہ واسطے نوع نوع کرنے کے ہے۔

فائدہ: اور یہ بڑی خوب دلیل ہے رافضیوں کے رد میں اس واسطے کہ یہ تفسیر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ہے اور وہ ان کے اماموں میں سے ہیں کہ رجوع کرتے ہیں طرف قول ان کے کی اور اعتقاد رکھتے ہیں ان کے معصوم ہونے کا۔ (فتح) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنایا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو دو دو پر والے اور تین تین پر والے اور چار چار پر والے یعنی دو دو پر والے یا تین تین پر والے یا چار چار پر والے۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے کہ مراد ساتھ اس کے نوع نوع کرنا عددوں کا ہے نہ یہ کہ ہر ایک فرشتے کے واسطے مجموع عدد مذکور کا ہے۔

۴۷۰۸۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد یتیم لڑکی ہے کہ ایک مرد کے پاس ہوتی ہے اور وہ اس کا ولی ہے سو نکاح کرتا ہے اس کے مال کے واسطے اور برا کرتا ہے اس کی صحبت کو یعنی اس کے ساتھ سختی کرتا ہے اور نہیں انصاف کرتا اس کے مال میں یعنی سو اس کو حکم ہوا کہ نکاح کرے جو خوش لگے اس کو اس کے سوائے اور عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار۔

۴۷۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ﴾ قَالَتِ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَهُوَ وَلِيُّهَا فَيَتَزَوَّجُهَا عَلَىٰ مَالِهَا وَيُسِيءُ صُحْبَتَهَا وَلَا يَعْدِلُ فِي مَالِهَا فَلْيَتَزَوَّجْ مَا طَابَ لَهٗ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهَا مَثْنَىٰ وَثَلَاثَ وَرُبَاعًا.

فائدہ: یہ حدیث پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہے رشتہ داری سے۔

فائدہ: یہ باب اور تین باب جو اس کے بعد ہیں یہ رضاعت کے احکام کے ساتھ متعلق ہیں اور یہ جو کہا کہ حرام ہوتا ہے رضاعت سے، الخ تو اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس قول کے طرف اس کے جو آیت میں ہے وہ بیان ہے بعض شخص کا جو دودھ پینے سے حرام ہو جاتا ہے اور البتہ بیان کیا ہے اس کو سنت نے۔ (فتح)

۴۷۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس تھے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرد کی آواز سنی جو ہفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے میں نے کہا یا حضرت! یہ مرد آپ کے گھر آنے کی اجازت مانگتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس کو گمان کرتا ہوں فلا نامرد اور کہی حضرت ﷺ نے یہ ہفصہ رضی اللہ عنہا کے چچا سے جو دودھ کے رشتہ سے تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر فلا نامرد ہوتا اپنے رضاعی چچا سے تو مجھ پر داخل ہوتا؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! دودھ پینا حرام کرتا ہے جو رشتہ حرام کرتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّائِي أَرْضَعْنَكُمْ﴾ وَيَحْرِمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرِمُ مِنَ النَّسَبِ.

۴۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ أَهْلًا فَلَانَا لَعَمْرِي حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لَعَمْرَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ الرَّضَاعَةُ تَحْرِمُ مَا تَحْرِمُ الْوِلَادَةَ.

فائدہ: یعنی اور مباح کرتا ہے دودھ پینا جو مباح کرتا ہے رشتہ اور وہ ساتھ اجماع کے ہے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ حرام کرنے نکاح کے اور جو اس کے تابع ہے اوپر پہلے حرمت کے درمیان رضیع یعنی لڑکے دودھ پینے والے کے اور درمیان اولاد اس عورت کے جو دودھ پلاتی رہے اور اتارنے ان کے جگہ قرہبی رشتہ داروں کی بیچ جائز ہونے نظر کے اور خلوت کے اور سفر کرنے کے لیکن نہیں مترتب میں ان پر باقی احکام ماں ہونے کے باہم وارث ہونے سے اور وجوب انفاق سے اور حلق سے ساتھ مالک ہونے کے اور گواہی دینے سے اور دیت سے اور ساقط کرنے قصاص کے سے اور ایک روایت میں ہے کہ حرام ہوتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے نسب سے ماموں سے یا چچا سے یا بھائی سے کہا قرطبی نے کہ حدیث میں دلالت ہے کہ دودھ پینا پھیلا دیتا ہے حرمت کو درمیان

رضیع یعنی دودھ پینے والے لڑکے کے اور درمیان دودھ پلانے والی کے اور اس کے خاوند کے یعنی وہ شخص کہ واقع ہوا ہے دودھ پلانا ساتھ دودھ لڑکے کے اس کے کی یا سردار کے سو حرام ہو جاتی ہے وہ عورت اس لڑکے کے پر اس واسطے کہ وہ اس کی ماں ہو جاتی ہے اور مرضعہ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس لڑکے کی نانی ہے اور اسی طرح جو اوپر ہے یعنی پڑنانی وغیرہ اور اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کی بہن بھی اس لڑکے کے پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی خالی ہوئی اور اس کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بہن ہوئی اور اس کی نواسی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے نیچے کے درجے کی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہوئی اور دودھ والے مرد کی بیٹی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ بھی اس کی بہن ہے اور اس کی نواسی بھی اور جو اس سے نیچے ہے اس واسطے کہ وہ اس کی بھانجی ہے اور وہ دودھ کی ماں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جو اس سے اوپر ہے اس واسطے کہ وہ اس کی دادی ہوئی اور اس کی بہن بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اس واسطے کہ وہ اس کی پھوپھی ٹھہری اور نہیں بڑھتی حرمت طرف کسی کے رضیع کے قراتیوں سے جو اس کی رضاعی بہن ہے یعنی جو اوپر گزری وہ اس کے بھائی کی بہن نہیں اور نہ اس کے باپ کی بیٹی اس واسطے کہ ان کے درمیان دودھ کا حکم جاری نہیں ہو سکتا اور حکمت اس میں یہ ہے کہ سب نکاح کے حرام ہونے کا وہ چیز ہے جو جدا ہوتی ہے عورت کے بدن سے اور اس کے خاوند سے اور وہ دودھ ہے سو جب دودھ پینے والے لڑکے نے اس کے ساتھ غذا پائی تو ہو گیا وہ ایک جزء ان دونوں کی جڑوں سے سو حکم حرمت کا ان کے درمیان پھیل گیا برخلاف رضیع کے قراتیوں کے اس واسطے کہ ان کے اور دودھ پلانے والی عورت اور اس کے خاوند کے درمیان نہ کوئی نسب ہے اور نہ کوئی سبب، واللہ اعلم۔

۴۷۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَقَالَ بَشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ مِثْلَهُ.

۴۷۱۰ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سے کہا گیا کیا آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو مجھ کو حلال نہیں اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے کہا بشر نے حدیث بیان کی ہم سے شعبہ نے اس نے کہا سنا میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس نے کہا سنا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے یعنی سماع شعبہ کا قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور سماع قتادہ رضی اللہ عنہ کا جابر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

فتاویٰ: جس نے یہ حضرت ﷺ سے کہا یہ علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے کہا کہ یا حضرت! کیا ہے واسطے آپ کے کہ آپ قریش کو اختیار کرتے ہیں اور ہم کو چھوڑتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کیا آپ اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

نکاح نہیں کرتے کہ وہ قریش کی سب جوان لڑکیوں سے خوبصورت ہے اور علیؓ کو یہ معلوم نہ تھا کہ حمزہؓ نبیؐ حضرت ﷺ کے دودھ شریک بھائی ہیں یا جائز رکھا انہوں نے خصوصیت کو یا حکم کی تقریر سے پہلے تھا، کہا قرطبی نے اور بعید ہے یہ کہ کہا جائے کہ علیؓ کو اس کا حرام ہونا معلوم نہ تھا اور یہ جو کہا کہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نکاح حرام ہو جاتا ہے دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ داری سے اور اسی طرح ہے نزدیک مسلم کے قتادہؓ سے اور یہی ہے مطابق واسطے لفظ ترجمہ کے کہا علماء نے کہ یہ جو فرمایا کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح کہ حرام ہو جاتا ہے رشتہ سے تو اس حدیث کے عموم سے چار عورتیں مخصوص ہیں کہ وہ نسب کے سبب سے مطلق حرام ہیں اور دودھ پینے میں کبھی حرام نہیں ہوتیں اول بھائی کی ماں ہے کہ وہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو وہ ماں ہے یا باپ کی بیوی ہے اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو دودھ پلاتی ہے بھائی کو سو نہیں حرام ہوتا ہے نکاح اس کا اس کے بھائی پر دوسرے نواسے کی ماں حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ یا تو بیٹی ہے یا بیٹے کی بیوی اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے سو نواسے کو دودھ پلاتی ہے سو نہیں حرام ہوتی اس کے دادا پر تیسری لڑکی کی جدہ نسب میں حرام ہے اس واسطے کہ یا تو ماں ہے یا بیوی کی ماں اور رضاعت میں کبھی اجنبی ہوتی ہے اور لڑکے کو دودھ پلاتی ہے سو اس کے باپ کو جائز ہے کہ اس سے نکاح کرے چوتھی بہن لڑکے کی حرام ہے نسب میں اس واسطے کہ ہو یا تو بیٹی ہے یا رپیہ یعنی بیوی کی لڑکی دوسرے خاوند سے اور رضاعت میں کبھی کوئی اجنبی عورت دودھ پلاتی ہے لڑکے کو سو نہیں حرام ہوتی داماد پر اس کی بیٹی اور بعض نے کہا کہ چچا کی ماں اور پھوپھی کی ماں اور ماموں کی ماں اور خالہ کی ماں کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ وہ نسب میں حرام ہیں اور رضاعت میں حرام نہیں اور نہیں ہے یہ عموم پر اور ثویبہ نے یعنی جس کا ذکر آئندہ حدیث میں آئے گا حضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا اس کے بعد اس نے حمزہؓ نبیؐ کو دودھ پلایا پھر اس نے ابوسلمہؓ نبیؐ کو دودھ پلایا اور حمزہؓ نبیؐ کی بیٹی کا نام امامہ تھا۔ (فتح)

۴۷۱۱۔ حضرت ام حبیبہؓ نبیؐ حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! میری بہن ابوسفیان کی بیٹی سے نکاح کیجئے یعنی جس کا نام درہ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات کو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! انہیں میں تنہا ساتھ آپ کے اور نہ خالی سوکن سے یعنی جب میں سوکن سے خالی نہیں ہوں تو پھر رشک کرنا بے فائدہ ہے اور محبوب تر نزدیک میرے جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے یعنی اس کا میری سوکن ہونا مجھ کو بہت پیارا ہے اور

۴۷۱۱ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكِ أُخْتِي بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ أَوْتَحِينِ ذَلِكَ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكَ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ فَإِنَّا
نُحَدِّثُ أَنَّكَ تَرِيدُ أَنْ تُنِكَحَ بِنْتَ أَبِي
سَلَمَةَ قَالَ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ
لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِّيبِي فِي حَجْرِي مَا
حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لِابْنَةُ أُخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ
أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوْبِيَةَ فَلَا تَعْرِضَنَّ
عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ قَالَ عُرْوَةُ
وِثْوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ كَانَ أَبُو لَهَبٍ
أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أَرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ
بَشْرَ حَبِيبَةَ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيتَ قَالَ أَبُو لَهَبٍ
لَمْ أَلِقْ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَبِي سَفِيَّتٍ فِي هَذِهِ
بِعَاقَتِي ثَوْبِيَةَ.

سو کنوں سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ مجھ کو
حلال نہیں میں نے کہا ہم گفتگو سنتے ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ
کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
کیا ام سلمہ رضی اللہ کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ
اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے
واسطے حلال نہ ہوتی بے شک وہ تو میرے دودھ بھائی کی بیٹی
ہے مجھ کو اور اس کے باپ ابو سلمہ رضی اللہ کو ثویبہ ابو لہب کی
لوٹھی نے دودھ پلایا تھا، سوائے میری بیویوں! اپنی لڑکیوں
اور بہنوں کے نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو، کہا عروہ رضی اللہ
نے اور ثویبہ ابو لہب کی لوٹھی آزاد کی ہوئی تھی ابو لہب نے
اس کو آزاد کر دیا ہوا تھا سو اس نے حضرت ﷺ کو دودھ پلایا
پھر جب ابو لہب مر گیا تو اس کے بعد گھر والوں نے اس کو
خواب میں بدتر حال میں دیکھا سو اس سے کہا کہ مرنے کے
بعد تجھ کو کیا چیز پیش آئی تو ابو لہب نے کہا کہ میں نے تمہارے
بعد کچھ آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ مجھ کو پانی ملا اس میں
(اور اشارہ کیا طرف گڑھے کی کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی
کے درمیان ہے) بسبب آزاد کرنے میرے ثویبہ کو۔

فائدہ: مراد خیر سے حضرت ﷺ کی ذات شریف ہے اور یہ جو کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ کی بیٹی تو یہ استفہام ثبوت مانگنے
کے واسطے ہے یا استفہام انکاری ہے کہ اور معنی یہ ہیں کہ اگر ہو وہ بیٹی ابو سلمہ رضی اللہ کی ام سلمہ رضی اللہ کے پیٹ سے تو وہ
دو وجہ سے مجھ پر حرام ہے کما سیاتی اور اگر ام سلمہ رضی اللہ کے سوا اور عورت سے ہو تو وہ ایک وجہ سے حرام ہے اور شاید
ام حبیبہ رضی اللہ کو اس کے حرام ہونے کی خبر نہ ہوئی تھی یا تو اس واسطے کہ تھا یہ واقعہ پہلے اترنے آیت تحریم کے اور یا
بعد اس کے اور گمان کیا اس نے اس کو حضرت ﷺ کے خصائص سے اسی طرح کہا ہے کرمانی نے اور دوسرا احتمال
معمتد ہے اور پہلے احتمال کو سیاق حدیث کا رد کرتا ہے اور شاید ام حبیبہ رضی اللہ نے استدلال کیا اور جواز جمع کرنے دو
بہنوں کے ساتھ جمع کرنے کے درمیان عورت کے اور بیٹی اس کی کے بطریق اولیٰ اس واسطے کہ رہیہ ہمیشہ کے واسطے
حرام ہے اور بہن فقط جمع کرنے کی صورت میں حرام ہے سو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا کہ یہ مجھ کو حلال نہیں

اور جو چیز کہ اس کو پہنچی وہ حق نہیں اور یہ کہ وہ آپ پر دو وجہ سے حرام ہے اور یہ جو فرمایا کہ اگر میری بیوی کی لڑکی میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی میرے واسطے حلال نہ ہوتی تو ظاہر یہ ہے کہ یہ تشبیہ ہے اس پر کہ اگر ہوتا ساتھ اس کے ایک مانع تو البتہ کفایت کرتا حرام ہونے میں سو کیا حال ہے اور مجھ کو کیونکر حلال ہوئی حالانکہ اس کے ساتھ دو مانع ہیں یعنی اول تو میری ربیبہ ہے یعنی میری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے دوسرے دودھ کے رشتے کی میری بہتی ہے اور نہیں ہے یہ معلوم ساتھ دو علتوں کے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ حرام ہونا ساتھ ربیبہ کے سخت تر ہے حرام ہونے سے ساتھ رضاعت کے اور یہ جو کہا کہ میری گود میں تو اس میں آیت کے لفظ کی رعایت کی ہے نہیں تو جہور کے نزدیک اس کا کوئی مفہوم نہیں یعنی اگر ربیبہ گود میں نہ ہو تو بھی حرام ہے اور یہ جو کہا کہ ثویبہ نے تو سیر النبی میں ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا کرتی تھی اور حضرت ﷺ اس کی تکریم کیا کرتے تھے اور وہ مدینے سے اس کو تحفہ بھیجا کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ اس کے بعض گھر والوں نے اس کو خواب میں دیکھا تو ذکر کیا ہے سہیلی نے کہا عباس نے کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا بدتر حال میں تو ابولہب نے کہا کہ میں نے تمہارے بعد کوئی آرام نہیں پایا سوائے اس کے کہ سوموار کے دن مجھ سے عذاب ہلکا کیا جاتا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ حضرت ﷺ سوموار کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضرت ﷺ کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی تھی سو اس نے اس کو آزاد کر دیا تھا اور اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ کبھی نفع دیتا ہے عمل نیک کافر کو آخرت میں لیکن یہ مخالف ہے واسطے ظاہر قرآن کے اللہ نے فرمایا اور متوجہ ہوئے ہم طرف اس چیز کے کہ عمل کیا انہوں نے سو ہم نے کر دیا اس کو اڑتی خاک اور جواب دیا گیا ہے اول ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور بر تقدیر موصول ہونے کے کہا جائے گا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے سو نہیں ہے اس میں حجت اور ثانی بر تقدیر قبول کے احتمال ہے کہ جو چیز کہ حضرت ﷺ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ اس سے مخصوص ہو ساتھ دلیل قصے ابوطالب کے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ ابوطالب سے عذاب ہلکا کیا گیا کہا بیہقی نے جو وارد ہوا ہے کہ کافروں کے نیک عمل باطل ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے واسطے آگ سے خلاصی نہ ہوگی اور نہ ان کو بہشت میں داخل ہونا نصیب ہوگا اور جائز ہے کہ ہلکا کیا جائے ان سے عذاب جس کے وہ مستحق ہیں اس چیز کی بنا پر کہ اختیار کی انہوں نے گناہوں سے سوائے کفر کے بسبب اس چیز کے کہ کیا انہوں نے نیکیوں سے اور کہا عیاض نے کہ اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ نہ فائدہ دیں گے کافروں کو عمل ان کے اور نہ ثواب پائیں گے اوپر اس کے ساتھ نعمتوں کے اور نہ ساتھ ہلکا کرنے عذاب کے اگرچہ بعض کو بعض سے سخت تر عذاب ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اور نہیں رد کرتا یہ اس احتمال کو بیہقی نے ذکر کیا ہے اس واسطے کہ کل جو چیز کہ وارد ہوئی ہے اس قسم سے اس چیز میں ہے کہ تعلق رکھتی ہے ساتھ گناہ کفر کے اور بہر حال جو گناہ کہ کفر کے سوائے نہیں ہے کوئی مانع اس کے ہلکا ہونے کو کہا قرطبی نے کہ یہ تخفیف خاص ہے ساتھ اس کے اور

ساتھ اس شخص کے کہ وارد ہوئی ہے اس میں نص، کہا ابن منیر نے کہ اس جگہ دو حکم ہیں ایک تو محال ہے اور وہ معتبر ہونا کافر کی بندگی کا ہے باوجود کفر اس کے کی اس واسطے کہ شرط بندگی کی یہ ہے کہ قصہ صحیح سے واقع ہو اور یہ امر کافر میں پایا نہیں جاتا دوسرا ثواب دینا ہے کافر کو بعض عملوں پر بطور فضل کے اللہ کی طرف سے اور اس کو عقل محال نہیں جانتی اور جب یہ بات قرار پائی تو ابولہب کا ثوبہ کو آزاد کرنا قربت معتبرہ نہ ہوگی اور جائز ہے کہ فضل کرے اللہ اوپر اس کے جو چاہے جیسا کہ فضل کیا ابوطالب پر اور پیروی اس میں توقیف ہے نفی میں اور اثبات میں، میں کہتا ہوں اور تمہ اس کا یہ ہے کہ واقع ہو فضل مذکور واسطے اکرام اس شخص کے کہ واقع ہوئی ہے کافر سے نیکی واسطے اس کے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَالَ لَا رِضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ
لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ
أَنْ يُتِمَّ الرِّضَاعَةَ﴾.
باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے
رضاعت بعد دو برس کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ
دو برس پورے واسطے اس شخص کے کہ ارادہ کرے یہ کہ
پورا کرے رضاعت کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے طرف قول حنفیوں کے کہ نہایت مدت دودھ پلانے کی تیس مہینے ہیں اور ان کی دلیل اللہ کا یہ قول ہے ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ یعنی مدت مذکور واسطے ہر ایک کے ہے حمل اور دودھ چھڑانے سے یعنی حمل کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور دودھ چھڑانے کی مدت بھی تیس مہینے ہیں اور یہ تاویل ضعیف ہے اور مشہور نزدیک جمہور کے یہ ہے کہ وہ اندازہ ادنیٰ مدت حمل اور اکثر مدت رضاع کا ہے اور اس کی طرف رجوع کیا ہے ابو یوسف اور محمد بن حسین نے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہایت مدت حمل کی اڑھائی برس ہیں اور مالکیوں کی ایک روایت بھی حنفیوں کے قول کے موافق ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ دو برس کے بعد ایک مدت چھوڑی جائے جس میں لڑکا طعام کھانے کا عادی ہو اور وہ مدت بھی دو برس کے ساتھ ملحق ہے یہ بعض نے کہا کہ وہ آدھا سال ہے اور بعض نے کہا کہ وہ دو مہینے اور بعض نے کہا کہ ایک مہینہ اور بعض نے کہا کہ دو برس سے زیادہ نہ کی جائے اور یہی ایک روایت ہے مالک سے اور یہی قول جمہور کا ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے رضاعت مگر جو دو برس میں ہو یعنی اگر دو برس کے بعد دودھ پینے تو حکم رضاعت کا ثابت نہیں ہوتا اور دو برس کے اندر ثابت ہوتا ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اور کہا کہ نہیں مسند کیا اس کو ابن عیینہ سے مگر یشم نے اور وہ ثقہ حافظ ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن عدی نے اور کہا کہ یشم کے سوائے اور راویوں نے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف بیان کیا ہے اور یہی ہے محفوظ اور ان کے نزدیک جب واقع ہو دودھ پینا دو برس کے بعد اگرچہ ایک لمحہ ہو تو نہیں مترتب ہوتا اس پر کوئی حکم اور شافعیوں کے نزدیک ہے کہ

اگر مہینے کے درمیان بچہ جنے تو جتنے دن اس مہینے سے کم ہوں اتنے دن اور مہینے سے پورے کیے جائیں اور کہا زفر نے کہ بدستور تین برس تک حکم رضاعت کا ثابت ہوتا ہے جب کہ دودھ کے ساتھ کفایت کرے اور طعام کے ساتھ کفایت نہ کرے اور اوزاعی سے اسی طرح مروی ہے لیکن شرط ہے کہ چھوڑے نہیں سو جب بیچ میں چھوڑ دے اگرچہ دو برس سے پہلے ہو تو اس کے بعد اگر پھر دودھ پیئے تو نہیں ہوتی ہے رضاعت اور نہیں ثابت ہتا ہے حکم رضاعت کا۔

اور جو حرام ہے تھوڑی رضاعت سے اور بہت سے۔

وَمَا يُحْرَمُ مِنْ قَلِيلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيرِهِ.

فائدہ: اور یہ پھرنا ہے بخاری رضی اللہ عنہ سے طرف تمسک کے ساتھ عموم کے جو وارد ہے حدیثوں میں مثل حدیث باب وغیرہ کے اور یہی ہے قول مالک اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ثوری اور اوزاعی اور لیث کا اور یہی مشہور ہے نزدیک احمد کے اور دوسرے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ حرام وہ ہے جو ایک گھونٹ سے زیادہ ہو پھر اختلاف ہے سو عائشہ رضی اللہ عنہا سے دس گھونٹ پینے کی روایت آئی ہے اور انہیں سے سات بار پینے کی بھی روایت آئی ہے اور انہیں سے پانچ بار پینے کی روایت بھی آئی ہے کہ پانچ بار سے کم پینا حرام نہیں کرتا اور یہی مذہب ہے شافعی کا اور یہی ہے ایک روایت احمد سے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ہے ابن حزم اور اسحاق اور ابو عبید اور ابو ثور اور ابن منذر اور داؤد اور اس کے تابعداروں کا یہ مذہب ہے کہ تین بار پینا حرام کرتا ہے اس سے کم نہیں واسطے دلیل قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں حرام کرتا ہے ایک بار چوسنا اور دو بار چوسنا اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور ثابت حدیثوں سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے پانچ بار چوسنے میں اور بہر حال یہ حدیث کہ نہیں حرام کرتا ایک گھونٹ اور دو گھونٹ سو شاید یہ مثال ہے واسطے اس چیز کے کہ پانچ سے کم ہے نہیں تو حرام ہوتا ہے ساتھ تین بار چوسنے کے اور جو اس سے زیادہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لیا جاتا ہے حدیث سے ساتھ مفہوم کے اور البتہ معارض ہے اس کو مفہوم حدیث دوسری کا جو مسلم میں ہے اور وہ پانچ ہیں سو مفہوم لا تحرم المصاة ولا المصتان کا یہ ہے کہ تین بار چوسنا حرام کرتا ہے اور مفہوم خمس رضعات کا یہ ہے کہ چار بار سے کم چوسنا حرام نہیں کرتا سو یہ دونوں مفہوم آپس میں معارض ہیں سو جوع کیا جائے گا طرف ترجیح کے اور حدیث پانچ بار کے چوسنے کی صحیح طریقوں سے آئی ہے اور حدیث المصتان کی بھی صحیح طریقوں سے آئی ہے لیکن کہا بعض نے کہ یہ مضطرب ہے لیکن نہیں قدح کیا اس اضطراب نے نزدیک مسلم کے کہا قرطبی نے کہ یہ بڑی نص ہے باب میں مگر ممکن ہے حمل کرنا اس کا اس پر جب کہ نہ تحقیق ہو پہنچنا اس کا رضیع کے پیٹ میں اور تو می کیا ہے اس نے جمہور کے مذہب کو ساتھ اس طور کے کہ حدیثیں عدد میں مختلف ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا جس نے اس کو روایت کیا ہے البتہ اس پر اختلاف کیا گیا ہے اس چیز میں کہ معتبر ہے اس سے سو واجب ہو اور جوع کرنا طرف اول اس چیز کے کہ بولا جاتا ہے اس پر اسم او قوی کرتا ہے اس کو باعتبار نظر کے یہ کہ وہ ایک معنی ہیں عارض تائید کرنے میں تحریم کی سونہ شرط ہوگا اس میں عدد مانند سسرال کے یا کہا جائے ایک تکی چیز ہے پیٹ میں داخل

ہوتی ہے سو حرام کرتی ہے سو نہ شرط کیا جائے گا اس میں عدد مانند منی کے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پہلے دس بار پینا معلوم تھا پھر پانچ پینے سے منسوخ ہوا تو یہ حجت پکڑنے کے واسطے قائم نہیں ہو سکتا بنا بر صیح قول اہل اصول کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوتا ہے قرآن مگر ساتھ تواتر کے اور راوی نے یہ روایت کی ہے کہ یہ قرآن ہے نہ خبر سو نہ ثابت ہوگا ہونا اس کا قرآن اور نہ خبر۔ (فتح)

۴۷۱۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور ان کے پاس کوئی مرد تھا تو حضرت ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا گویا آپ ﷺ نے اس کو برا جانا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ میرا بھائی ہے دودھ کے رشتے سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوچا کرو اور تامل کیا کرو کہ کون ہیں تمہارے بھائی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دودھ پینا حرام نہیں کرتا مگر بھوک سے۔

۴۷۱۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ لَكَانَتْ تَغَيَّرَ وَجْهُهُ كَأَنَّهُ كَمْرَةٌ ذَلِكَ فَقَالَتْ إِنَّهُ أَخِي فَقَالَ انظُرُونِ مَنْ إِخْوَانُكُمْ فَإِنَّمَا الرِّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ.

فائدہ: اور معنی اس کے یہ ہیں کہ تامل کرو جو واقع ہو اس سے کہ کیا وہ رضاعت صحیح ہے ساتھ شرط اپنی کے واقع ہونے اس کے رضاعت کے زمانے میں اور اندازے دودھ پینے کے سے اس واسطے کہ جو حکم کہ پیدا ہوتا ہے دودھ پینے سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے جب کہ واقع ہو رضاعت ساتھ شرط کے کہا مہلب نے معنی اس کے یہ ہیں کہ سوچو کیا سبب ہے اس برادری کا اس واسطے کہ حرام ہونا رضاعت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ چھوٹی عمر میں ہوتا ہے یہاں تک کہ بند کرے دودھ پینا بھوک کو اور یہ جو کہا کہ رضاعت بھوک سے ہے تو یہ علت ہے جو باعث ہے اوپر سوچنے اور غور کرنے کے اس واسطے کہ رضاعت ثابت کرنی ہے نسب کو اور کرتی ہے رضیع کو حرام اور قول اس کا من المجاعة یعنی وہ رضاعت کہ ثابت ہوتی ہے ساتھ اس کے حرمت اور حلال ہوتی ہے ساتھ اس کے خلوت وہ اسی وقت ہے جب کہ ہو رضیع چھوٹا بچہ کہ بند کرے دودھ اس کی بھوک کو اس واسطے کہ اس کا معدہ ضعیف ہے اس کو دودھ کفایت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا گوشت اگتا ہے سو ہوتا ہے مانند جزء کے دودھ پلانے والے سے سو یہ شریک ہوتا ہے حرمت میں ساتھ اولاد اس کی کے سو گویا کہ نہیں ہے رضاع معتبر مگر جو بے پرواہ کرے بھوک سے اور اس کے شواہد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نہیں ہے رضاع مگر جو مضبوط کرے ہڈی کو اور اگائے گوشت کو اور ممکن ہے یہ کہ استدلال کیا جائے ساتھ اس کے اس پر کہ ایک بار دودھ چوسنا حرام نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ بھوک سے بے پرواہ نہیں کرتا اور جب کہ وہ ایک اندازے کے طرف محتاج ہو تو اولی لائق عمل کرنے کے وہ چیز ہے جس کا اندازہ شریعت نے ٹھہرایا ہے اور وہ پانچ بار دودھ پینا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ عورت کے دودھ

کے ساتھ غذا کھانی حرام کرتی ہے برابر ہے کہ ہوساتھ پینے کے یا کھایا جائے جس طور سے کہ ہو یہاں تک کہ ساتھ نسوار وغیرہ کے بھی جب کہ واقع ہو یہ ساتھ شرط مذکور کے عدد سے اس واسطے کہ یہ مٹاتا ہے بھوک کو اور وہ موجود ہے ہر طور میں پس موافق ہوگا جزا اور معنی کو اور یہی قول ہے جمہور کا لیکن استثناء کیا ہے حنیفوں نے حقیقہ کو کہ اس سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور خلاف کیا ہے اس میں اہل ظاہر اور لیث نے سو انہوں نے کہا کہ رضاعت حرام کرنے والی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتی ہے جب کہ رضیع عورت کے پستان کو اپنے منہ سے پکڑے اور اس سے دودھ چوسے اور وارد کیا گیا ہے ابن حزم پر یہ کہ لازم آتا ہے ان کے قول پر اشکال اور وہ یہ ہے کہ سالم نے سہلہ رضیعہ کے پستان کو اپنے منہ میں لیا اور حالانکہ وہ اس سے اجنبی تھے سوالتہ عیاض نے جواب دیا ہے اشکال سے ساتھ اس طور کے کہ احتمال ہے کہ سہلہ رضیعہ نے اپنے پستان سے دوبا ہو پھر سالم رضیعہ نے اس کو پیا ہو بغیر اس کے کہ اس کے پستان کو چھوا ہو کہا نووی رضیعہ نے کہ یہ احتمال خوب لیکن فائدہ دیتا ابن حزم کو اس واسطے کہ نہیں کفایت کرتا وہ رضاع میں مگر ساتھ منہ میں لینے پستان کے لیکن جواب دیا ہے نووی رضیعہ نے ساتھ اس طور کے کہ اس میں حاجت کے واسطے معاف ہو گیا تھا اور بہر حال ابن حزم رضیعہ سو استدلال کیا ہے اس نے ساتھ قصے سالم رضیعہ کے اس پر کہ جائز ہے واسطے اجنبی مرد کے کہ بیگانی عورت کے پستان کو ہاتھ لگائے اور اس کے پستان کو منہ میں لے جب کہ ارادہ کرے کہ اس کا دودھ پیئے مطلق اور استدلال کیا اس نے ساتھ اس لئے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رضاعت کا اعتبار تو چھوٹی عمر میں ہے اس واسطے کہ وہ حال ہے کہ ممکن ہے اس میں بند کرنا بھوک کا ساتھ دودھ کے برخلاف حال بڑی عمر کے اور اس کا ضابطہ دو برس ہیں کما تقدم فی الترجمة وعلیہ دل حدث ابن عباس المذکور، کہا قرطبی نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ رضاعت بھوک سے ہے کہ اس میں ثابت کرنا ہے ایک قاعدہ کلیہ کا جو صریح ہے بیچ اعتبار ہونے رضاع کے اس زمانے میں کہ بے پرواہ ہوتا ہے ساتھ اس کے رضیع طعام کھانے سے ساتھ دودھ کے اور قوی ہوتا ہے یہ ساتھ اس قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَمَنْ ارَادَ يَتَمَّ الرُّضَاعَةَ﴾ اس واسطے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مدت نہایت مدت رضاع کی ہے جس کی عادت میں حاجت پڑتی ہے اور شرع میں معتبر ہے اور جو اس پر زیادہ ہو تو اس کی عادت حاجت نہیں ہوتی تو شرع میں اس کا اعتبار نہ ہوگا اس واسطے کہ نہیں ہے حکم واسطے نادر کے اور بیچ اعتبار کرنے رضاع بڑی عمر والے مرد کے توڑنا ہے عورت کی حرمت کا ساتھ دودھ پینے اجنبی مرد کے اس سے واسطے جھانکنے اس کے کی اوپر چھپی چیز عورت کے اگرچہ اس کے پستان کو منہ میں پکڑنے کے ساتھ ہو اور یہ اخیر بنا بر غالب کے ہے اور اس شخص کے مذہب پر جو شرط کرتا ہے پستان کے منہ میں لینے کو اور پانچ باب سے پہلے گزر چکا ہے کہ عائشہ رضیعہ نہیں فرق کرتی تھیں بیچ حکم رضاع کے درمیان چھوٹی عمر اور بڑی عمر کے اور مشکل ہے یہ باوجود اس کے کہ یہ حدیث اس کی روایت سے ہے یعنی باب کی حدیث اور حجت پکڑی

ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ قصبے سالم کے جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مولیٰ تھا سو شاید عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا ہے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سے کہ رضاعت معتبر بھوک سے ہے اعتبار کرنا مقدار اس چیز کا کہ بند کرے بھوک مرضعہ کے دودھ سے واسطے اس کے جو اس سے پیئے اور یہ عام تر ہے اس سے کہ دودھ پینے والا چھوٹا ہو یا بڑا سو نہ ہوگی حدیث نص بیچ منع ہونے اعتبار رضاع کبیر کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بر تقدیر ثابت ہونے اس کے کی نہیں ہے نص بیچ اس کے اور نہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی یعنی نہیں ہے رضاع مگر جو انتزیوں کو کھولے اور ہو بعد فطام کے واسطے جائز ہونے اس بات کے کہ مراد یہ ہو کہ رضاع بعد دودھ چھوڑنے کے منع ہے پھر اگر واقع ہو تو مرتب ہوگا اس پر حکم تحریم کا سو نہیں ہے حدیث مذکور میں جو دفع کرے اس احتمال کو اس واسطے عمل کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے قرطبی نے داؤد ظاہر سے کہ رضاع بڑی عمر والے مرد کا فائدہ دیتا ہے اس کا کہ اس سے پردہ نہ کیا جائے اور اس نقل میں نظر ہے اس واسطے کہ ابن حزم رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے داؤد سے کہ وہ اس مسئلے میں جمہور کے ساتھ ہے اور وہ زیادہ پہچاننے والا ہے ساتھ مذہب اپنے کے غیر سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے مذہب کی مدد کی ہے وہ ابن حزم رضی اللہ عنہ ہے اور روایت کیا ہے اس نے اس کو علی رضی اللہ عنہ سے اور اس کی سند میں حارث اعور ہے اسی واسطے ضعیف کہا ہے اس کو ابن عبد البر نے اور کہا عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہ ایک مرد نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت نے مجھ کو دودھ پلایا تھا بعد اس کے کہ میں بڑا ہوا سو کیا میں اس سے نکاح کروں؟ اس نے کہا نہ، ابن جریج نے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ یہ تیری رائے ہے؟ اس نے کہا ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے ساتھ حکم کرتی تھیں اپنی بھتیجیوں کو اور یہ قول لیث بن سعد کا ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے تہذیب الآثار میں اس مسئلے کو اور بیان کیا ہے ساتھ سند صحیح کے حصہ رضی اللہ عنہا سے مثل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور وہ اس مسئلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہیں برخلاف باقی سب بیویوں کے کہ وہ سب انکار کرتی تھیں کہ اس رضاعت کے سبب سے کوئی ان پر داخل ہو اور یہی قول ہے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمد اور عروہ کا اور لوگوں میں کہ بڑی عمر میں دودھ پینے سے حرمت رضاعت کی ثابت نہیں ہوتی اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ رضاع محرم وہی ہے جو چھوٹی عمر میں ہو اور سالم کے قصبے سے انہوں نے کئی طور سے جواب دیا ہے ایک یہ ہے کہ یہ منسوخ ہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے محبت طبری نے لیکن یہ دعویٰ ضعیف ہے اس واسطے کہ نہیں لازم آتا متاخر ہونے اسلام راوی کے سے اور چھوٹی ہونے عمر اس کی سے یہ کہ نہ ہو جو روایت کی ہے اس نے متقدم اور نیز سالم کے قصبے کے سیاق میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے ساتھ اس کے کہ حولین کے اعتبار کرنے کا حکم متقدم ہے واسطے قول ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی عورت کے جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ اس کو دودھ پلائے کہ وہ داڑھی والا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہے اس کو دودھ پلائے اور یہ مشعر ہے کہ وہ عورت پہچانتی تھی کہ رضاع حرام میں چھوٹی عمر کا ہونا معتبر ہے اور ایک یہ دعویٰ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ سالم کے اور عورت اس کی کے اور اصل اس

میں قول ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں کا ہے کہ ہم نہیں دیکھتے مگر یہ رخصت ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خاص سالم بن عبد اللہؓ کو دی اور بعض نے کہا کہ یہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں خصوصیت کا احتمال ہے سو واجب ہے توقف کرنا بیچ استدلال کرنے کے ساتھ اس کے اور نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر عورت اعتراف کرے کہ فلا نے شخص نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے تو اس مرد کو اس پر داخل ہونا جائز ہے اور یہ کہ وہ بھائی ہو جاتا ہے اور قبول کرنا عورت کے قول کا اس شخص کے حق میں کہ اقرار کرے ساتھ اس کے اور یہ کہ اگر کوئی مرد کسی مرد کے گھر میں داخل ہو تو گھر والے کو چاہیے کہ اپنی عورت سے پوچھے کہ یہ مرد گھر میں کس سبب سے داخل ہوا (کہ ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ کون ہے؟) اور احتیاط کرنی بیچ اس کے اور اس میں نظر کرنی اور سالم بن عبد اللہؓ کے قصبے میں جائز ہونا ارشاد کا ہے طرف حیلوں کے اور اس سے لیا جاتا ہے جواز لین دین اس چیز کا کہ حاصل ہو ساتھ اس کے حلت آئندہ زمانے میں اگرچہ حال میں حلال نہ ہو۔ (فتح)

بَابُ لَبَنِ الْفَحْلِ . نرکا دودھ یعنی مرد کا۔

فائدہ: اور نسبت دودھ کی طرف اس کے مجازی ہے یعنی اس کو مرد کا دودھ کہنا بطور مجاز کے ہے اس واسطے کہ وہ اس کے سبب سے اتر اور نہ درحقیقت اس کی عورت کا دودھ ہے۔

۴۷۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ فُلْحَ أَخَا أَبِي الْقَعْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمَّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ نَزَلَ الْحِجَابُ فَأَبَيْتُ أَنْ أَذِنَ لَهُ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَذِنَ لَهُ.

۴۷۱۳ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک فحل ابو القعس کا بھائی آیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگتا تھا بعد اترنے آیت پردے کے اور وہ ان کا دودھ کے سبب سے چچا تھا سو میں نے اس کو اجازت دینے سے انکار کیا سو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائے تو میں نے آپ کو خبر دی اس کی جو میں نے کیا سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کو اجازت دوں۔

فائدہ: ابو القعس کی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا تو ابو القعس ان کا رضاعی باپ ہوا اور اسی ابو القعس کا سگا بھائی تھا تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا چچا ہوا ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھوں اس واسطے کہ اس کے بھائی نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ ابو القعس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے کہ وہ تیرا چچا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس سے پردہ نہ کر اس واسطے کہ حرام ہو جاتا ہے نکاح دودھ پینے سے جو نکاح حرام ہو جاتا ہے رشتے سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے سو پھیل جاتی ہے حرمت

واسطے اس شخص کے جس کا دودھ چھوٹا بچہ پیئے سو جس عورت نے اس کو دودھ پلایا ہو اس کے خاندان کی لڑکی اس لڑکے پر حرام ہو جاتی ہے جو اس کے سوائے اور عورت سے ہو مثلاً اور اس میں قدیم سے اختلاف ہے حکایت کیا گیا ہے یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے اور زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور تابعین میں سے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے اور قاسم سے اور سلیمان بن یسار سے اور عطاء بن یسار اور شعبی سے اور ابراہیم نخعی سے اور ابو قلابہ سے اور ایاس سے روایت کیا ہے ان اقوال کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق وغیرہ نے اور زینب بنت ام سلمہ سے روایت ہے کہ اس نے سوال کیا اور حالانکہ اصحاب بہت تھے اور امہات المؤمنین بھی موجود تھیں سو اصحاب نے کہا کہ دودھ پینا مرد کی طرف سے کسی چیز کو حرام نہیں کرتا اور اس کے ساتھ قائل ہے فقہاء سے ربیعہ اور ابراہیم بن علیہ اور ابن بنت شافعی اور داؤد ظاہری اور اس کے تابعداروں سے اور حجت ان کی بیچ اس کے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَامْهَاتِكُمُ الْاِتْنٰی اَرْضَعْنٰکُمْ﴾ اور نہیں ذکر کیا ہے پھوپھی اور بیٹی کو اور ان کا جواب دیا گیا ہے ان کو یہ کہ خاص کرنا چیز کا ساتھ ذکر کے نہیں دلالت کرتا اور پرفنی کرنے حکم کے اس چیز سے کہ اس کے سوائے ہے خاص کر یہ کہ صحیح حدیثیں آچکی ہیں اور حجت پکڑی ہے بعض نے ساتھ قیاس کے بایں طور کے دودھ نہیں جدا ہوتا ہے مرد سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جدا ہوتا ہے عورت سے سو کس طرح پھیلے گی حرمت طرف مرد کے اور جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے بیچ مقابلے نص کے سونہ التفات کیا جائے گا اس کی طرف اور نیز پس سبب دودھ کا وہ منی مرد اور عورت دونوں کی ہے سو واجب ہے کہ دودھ پینا بھی دونوں سے ہو مانند دادا کے جب کہ تھا وہ سبب ولد کا تو اس نے پوتے کو حرام ہونے کو واجب کیا واسطے تعلق اس کے کی ساتھ بیٹے اپنے کے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ساتھ قول اپنے کے اس مسئلے میں کہ لقاح ایک ہے اور نیز پس وطی جاری کرتی ہے دودھ کو مرد کے واسطے بھی اس میں حصہ ہے اور مذہب جمہور اصحاب اور تابعین اور فقہاء امصار کا مانند اوزاعی کے اہل شام میں اور ثوری اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے اہل کوفہ میں اور ابن جریج کے اہل مکہ میں اور مالک کے مدینہ والوں میں اور شافعی اور احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور ان کے تابعداروں کا یہ ہے کہ دودھ مرد کا حرام کرتا ہے اور ان کی حجت یہ حدیث صحیح ہے اور الزام دیا ہے شافعی نے مالکیوں کو ساتھ رد کرنے ان کے اصل کے اور ان کا اصل یہ ہے کہ مدینے والوں کا عمل مقدم ہے اگرچہ صحیح حدیث کے مخالف ہو جب کہ ہوا حد سے واسطے اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو عبدالعزیز بن محمد سے اس نے روایت کی ہے ربیعہ سے کہ دودھ مرد کا حرام نہیں کرتا کہا عبدالعزیز نے کہ یہ ہے رائے ہمارے فقہاء کی یعنی اہل مدینہ کی سوائے زہری کے کہا شافعی نے کہ نہیں جانتا میں کوئی چیز علم خاصہ سے لائق تر ہو یہ کہ ہو عام ظاہر اس سے یعنی اہل مدینہ کا عمل یہ ہے کہ حرام نہیں دودھ مرد کا اور حالانکہ چھوڑا ہے انہوں نے اس کو واسطے حدیث وارد کے سو بنا بر اس کے لازم ہے اوپر ان کے کہ یا تو اس حدیث کو رد کریں اور حالانکہ انہوں نے اس کو رد نہیں کیا یا رد کریں اس چیز کو

کہ حدیث کے مخالف ہو اور ہر حال میں مطلوب حاصل ہے کہا قاضی عبدالوہاب نے کہ مرد کے دودھ کی صورت یہ ہے کہ ایک مرد ہے کہ اس کی دو عورتیں ہیں ایک عورت ایک لڑکے کو دودھ پلاتی ہے اور دوسری عورت ایک لڑکی کو دودھ پلاتی ہے سو جمہور کہتے ہیں کہ حرام ہے اس لڑکے پر نکاح کرنا اس لڑکی سے اور جو ان کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تھوڑا دودھ بیٹا بھی حرام کرتا ہے جیسا کہ بہت بیٹا حرام کرتا ہے واسطے نہ تفصیل طلب کرنے کے بیچ اس کے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ عدم ذکر نہیں دلالت کرتا اور عدم محض کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کسی حکم میں شک کرے توقف کرے وہ عمل سے یہاں تک کہ علماء سے اس کا حکم پوچھے اور یہ کہ جس شخص پر کوئی چیز مشتبہ ہو وہ مدعی سے اس کے بیان کا مطالبہ کرے تاکہ ایک دونوں میں سے اس کی طرف رجوع کرے اور یہ کہ عالم جب پوچھا جائے تو سچا کرے اس کو جو اس میں ٹھیک کہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو بیگانے مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے اور محرم کا اپنے محرم سے اندر آنے کے لیے اجازت مانگنا مشروع ہے اور یہ کہ عورت کسی مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اور یہ کہ جائز ہے نام رکھنا ساتھ فلح کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مسئلہ پوچھنے والا جب جلدی کرے ساتھ تعلیل کے فتویٰ سننے سے پہلے تو اس پر انکار کیا جائے واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ تیرا دنیا با تھ خاک میں ملے اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر حق یہ تھا کہ فقط حکم سے سوال کرتیں اور علت بیان نہ کرتیں کہ ابو قعیس نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا بلکہ اس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا اور الزام دیا ہے ساتھ اس کے بعض نے حنیفوں کو جو قائل ہیں کہ جب صحابی حضرت ﷺ سے کوئی حدیث روایت کرے اور صحیح ہو جائے وہ حدیث اس سے پھر صحیح ہو اس سے عمل برخلاف اس حدیث کے تو عمل کیا جائے ساتھ رائے اس کی کے نہ ساتھ اس حدیث کے جو اس نے روایت کی اس واسطے کہ صحیح ہو چکا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں ہے اعتبار ساتھ دودھ مرد کے ذکر کیا ہے اس کو مالک نے مؤطا میں اور مذہب جمہور علماء کا اور حنیفوں کا برخلاف اس کے ہے اور عمل کیا ہے انہوں نے ساتھ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ابو قعیس کے بھائی کے قصے میں اور حرام کیا ہے انہوں نے نکاح کو ساتھ دودھ مرد کے ان کے قاعدے کے موافق ان پر لازم تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل کی پیروی کرتے اور اس کی روایت سے منہ پھیرتے اور اگر اس حدیث کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہوتا تو ان کے واسطے عذر ہوتا لیکن اس کے سوائے کسی نے اس کو روایت نہیں کیا اور یہ الزام پکا ہے۔ (فتح)

بَابُ شَهَادَةِ الْمَرْضِعَةِ. باب ہے بیان میں شہادت دودھ پلانے والی کے۔

فائدہ: یعنی فقط اسی کی گواہی کافی ہے دودھ پلانے کے باب میں اس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور جو اس میں اختلاف ہے اس کا بیان شہادات میں گزر چکا ہے اور عجب بات کہی ہے ابن بطلان نے اس جگہ سو کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ رضاعت میں اکیلی عورت کی گواہی جائز نہیں اور یہ بات اس کی عجیب ہے اس واسطے کہ یہی قول

ایک جماعت کا ہے سلف سے یہاں تک کہ مالکیہ کے نزدیک ایک روایت یہ ہے کہ اکیلی عورت کی گواہی قبول کی جائے لیکن بشرط مشہور ہونے اس کے کی ہمسایوں میں۔ (فتح)

۴۷۱۴۔ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو میں نے کہا کہ میں نے فلانی عورت فلانی کی بیٹی سے نکاح کیا تھا پھر ایک سیاہ عورت ہمارے پاس آئی سو اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے تم دونوں میاں بیوی کو دودھ پلایا ہے اور حالاکہ وہ جھوٹی ہے حضرت ﷺ نے مجھ سے منہ پھیرا سو میں آپ کے منہ کی طرف سے آپ کے سامنے آیا میں نے کہا کہ وہ جھوٹی ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس عورت کے ساتھ کس طرح رہے گا اور حالاکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اس عورت کو اپنے نکاح سے چھوڑ دے اشارہ کیا اسماعیل نے اپنی دونوں انگلیوں شہادت اور بیچ کی انگلی سے حکایت کرتا تھا ایوب سے۔

۴۷۱۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَلِيكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ أَبِي مَرِيَمَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ عُقْبَةَ لِكُنِّي لِحَدِيثِ عُبَيْدٍ أَحْفَظُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ أَرْضَعْتُكُمَا فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَتْنَا امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِي ابْنِي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا وَهِيَ كَأَذِيبَةٌ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَاتَيْتُهُ مِنْ قَبْلِ وَجْهِ قُلْتُ إِنَّهَا كَأَذِيبَةٌ قَالَ كَيْفَ بَهَا وَقَدْ رَعِمْتَ أَنَّهَا قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا دَعَهَا عَنْكَ وَأَشَارَ إِسْمَاعِيلُ بِإِصْبَعِيهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِي أَيُّوبَ.

فائدہ: یعنی حکایت کرتا تھا ایوب کہ اشارے کی اور قائل اس کا علی ہے اور حکایت کرنے والا اسماعیل ہے اور مراد حکایت حضرت ﷺ کے فعل کی ہے جب کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے تو ہر راوی نے اپنے ماتحت کے واسطے اس کو حکایت کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ رضاعت میں کوئی عدد شرط نہیں کہ اتنی بار اتنے گھونٹ ہو اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہ ذکر کرنے سے نہ شرط ہونا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ حکم شرط عدد کے مقرر کرنے سے پہلے ہو یا بعد مشہور ہونے اس کے کی سونہ حاجت تھی ذکر کرنے اس کے کی ہر واقعہ میں اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے نزدیک اس شخص کے جو قائل ہے کہ حکم ساتھ جدا کرنے اس کے نہ تھا واسطے حرام ہونے اس کے اوپر اس کے ساتھ قول دودھ پلانے والی عورت کے بلکہ واسطے احتیاط کے یہ کہ احتیاط کرے جو نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا نکاح کرے پھر مطلع ہو کسی امر پر تو اس میں

علماء کو اختلاف ہے مانند اس شخص کے کہ اس کے ساتھ زنا کرے یا شہوت کے ساتھ اس کے بدن سے بدن لاگے یا زنا کرے ساتھ اس کے اصل اس کی یا فرع اس کی یا پیدا ہوئی ہو زنا کرنے اس کے سے ساتھ ماں اس کی کے یا شک کرے بیچ حرام ہونے اس کے اور اپنے سسرال کی جہت سے یا قرابت سے اور مانند اس کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

باب مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ وَقَوْلُهُ تَعَالَى «حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ» إِلَى الْآخِرِ الْآيَاتِينَ إِلَى قَوْلِهِ «إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا»۔

باب ہے بیچ بیان ان عورتوں کے جو حلال ہیں اور جو حرام ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں دونوں آیتوں کے اخیر تک یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے جاننے والا حکمت والا۔

فائدہ: اور یہ شامل ہے دونوں آیتوں کو اس واسطے کہ پہلی آیت غفور رحیم تک ہے۔

وَقَالَ أَنَسُ «وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ» ذَوَاتُ الْأَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ «إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ» لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ عِبْدِهِ۔

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول «والمحصنات» سے خاوند والیاں آزاد عورتیں ہیں اور «إلا ما ملكت أيمانكم» کی تفسیر میں نہ دیکھتے تھے ڈر یہ کہ کھینچے مرد اپنی لونڈی کو اپنے غلام سے یعنی مراد «ما ملكت أيمانكم» سے اپنی لونڈی ہے جو اپنے غلام کے نکاح میں ہو کہ اس کو اس سے صحبت کرنی جائز ہے۔

فائدہ: اور کہتے تھے کہ اس کا بیچ ڈالنا اس کی طلاق ہے اور اکثر اس پر ہیں کہ مراد محصنات سے خاوند والیاں ہیں یعنی ان سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہ کہ مراد ساتھ استثناء کے اللہ تعالیٰ کے قول میں «إلا ما ملكت أيمانكم» وہ عورتیں ہیں جو بندیوں میں پکڑی آئیں جب کہ خاوند والیاں ہوں یعنی ان کے اگلے خاوند موجود ہوں کہ وہ بھی حلال ہیں واسطے اس کے جو ان کو قید کر کے لائے۔

وَقَالَ «وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا»۔

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف تشبیہ کے اس عورت پر کہ حرام ہے نکاح اس سے زیادہ ان عورتوں پر جو دونوں آیتوں میں مذکور ہیں یعنی علاوہ ان عورتوں کے جو ان دونوں آیتوں میں مذکور ہیں مشرک عورتوں سے بھی نکاح

کرنا حرام ہے اور کتابیہ یعنی یہود اور نصاریٰ کی عورتیں مشرکہ سے متشبی ہیں اور اسی طرح جو چار سے زیادہ ہو وہ بھی حرام ہے سوا اس نے دلالت کی اس پر کہ جو عدد کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آئندہ قول میں مذکور ہے اس کے واسطے کوئی مفہوم نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی حصر کرنا ان عورتوں کا ہے جو دونوں آیتوں میں ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلَيَّ اَرْبَعٌ فَهُوَ حَرَامٌ كَمَا يَهُ وَابْنَتُهُ وَآخِيَتُهُ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جو چار سے زیادہ ہو تو وہ حرام ہے مانند ماں اس کی کے اور بیٹی اس کی کے اور بہن اس کی کے۔

وَقَالَ لَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي حَبِيبٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرَمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصُّهْرِ سَبْعٌ لَمَّا قَرَأَ ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ﴾ الْآيَةَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ سات عورتیں نسب سے حرام ہیں اور سات سسرال سے حرام ہیں پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اخیر آیت تک۔

فائدہ: اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دونوں آیتیں پڑھیں اور اسی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کہ کہا علیما حکیمان تک اس واسطے کہ وہ اخیر ہے دونوں آیتوں کا۔

فائدہ: اور طبرانی میں اس حدیث کے اخیر میں اس طرح واقع ہوا ہے کہ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں یہاں تک کہ جب بنات الاخت پر پہنچے تو کہا یہ کہ عورتیں نسب کے سبب سے حرام ہیں پھر پڑھا اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا یہاں تک کہ پہنچے اللہ تعالیٰ کے اس قول پر اور یہ کہ جمع کر دو بہنوں کو اور پڑھا اور نہ نکاح کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے پھر کہا کہ یہ عورتیں سسرالی کے علاقے سے حرام ہیں اور جب دونوں روایتوں کو جمع کیا جائے تو مکمل پندرہ عورتیں ہوں گی اور جو رضاع کے سبب سے حرام ہیں اس کو صہر کہنا بطور مجاز کے ہے اور اس طرح غیر کی عورت بھی ملحق ہے ساتھ ان عورتوں کے جو مذکور ہوئیں وہ عورت جس سے دادانے و ملی کی جمع کرنا اور اسی طرح غیر کی عورت بھی ملحق ہے ساتھ ان عورتوں کے جو مذکور ہوئیں وہ عورت جس سے دادانے و ملی کی اگرچہ اوپر کے درجے کا ہو اور نانی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح دادی اور پوتی اگرچہ نیچے کے درجے کی ہو اور اسی طرح نواسی اور بھانجی کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجے کی ہو اور اسی طرح ریبیب کی بیٹی اور پوتے کی بیوی اور نواسے کی بیوی اور اسی طرح بھتیجی کی بیٹی اور بھتیجے کی بیٹی اور بھانجے کی بیٹی اور باپ کی پھوپھی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح ماں کی پھوپھی اور ماں کی خالہ اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور اسی طرح باپ کی خالہ اور بیوی کی دادی اگرچہ اوپر کے درجے کی ہو اور بیہ کی بیٹی اگرچہ نیچے کے درجے کی ہو اور جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کی پھوپھی کے اور

اس کی خالہ کے وسیاقی فی باب مفرد و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب.

وَجَمَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ
اور جمع کیا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے علی کی بیٹی
اور اس کی عورت کو یعنی دونوں کو اپنے نکاح میں اکٹھا کیا۔
وَأَمْرًا عَلِيٍّ.

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے طرف رد کرنے کے اس شخص پر جو خیال کرتا ہے کہ علت بیچ
منع جمع کرنے کے درمیان دونوں بہنوں کے وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے درمیان دونوں کے قطعیت سے یعنی ناتے
کے توڑنے سے پس عام ہوگا یہ حکم ہر دو عورتوں کو جو رشتے میں قریب ہوں اگرچہ سسرال کے علاقہ سے ہو سو اسی قسم
سے ہے جمع کرنا درمیان عورت کے اور اس کے خاندان کی بیٹی کے اور ان کی بیٹی کا نام زینب تھا اور ان کی عورت کا نام
لیلیٰ تھا۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ لَا بَأْسَ بِهِ.
اور کہا ابن سیرین نے کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے
فائدہ: مکرہ سے روایات ہے کہ عبداللہ بن صفوان نے نکاح کیا ایک ثقفی مرد کی عورت سے اور اس کی بیٹی سے جو
اس کے سوائے اور عورت سے تھی سو یہ مسئلہ ابن سیرین سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا کہ
مجھ کو خبر ہوئی کہ ایک مرد مصر میں تھا اس نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَأْسَ
اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ایک بار اس کو مکروہ جانا پھر کہا
کہ اس کا کچھ ڈر نہیں۔

فائدہ: اور سلیمان بن یسار اور مجاہد اور شععی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس میں کچھ ڈر نہیں۔

وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ
اور جمع کیا حسن بن علی نے دو چچیری بہنوں کو ایک
رات میں یعنی وہ دونوں عورتیں آپس میں چچیری بہنیں
تھیں ایک بیٹی محمد بن علی کی اور ایک بیٹی عمر بن علی کی۔

وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ.
اور مکروہ جانا ہے اس کو جابر بن زید نے واسطے قطعیت
کے کہ۔

فائدہ: اس میں رشتہ توڑنا لازم آتا ہے اس واسطے کہ عادت ہے کہ سوکنوں کے درمیان حسد ہوتا ہے جو واجب کرتا
ہے رشتہ توڑنے کو اور آئندہ آئے گی تصریح ساتھ اس علت کے بیچ حدیث نہیں کے جمع کرنے سے درمیان عورت کے
اور پھوپھی اس کی کے بلکہ آئی ہے یہ علت منصوص سب قراتوں میں سو روایت کی ابو داؤد نے کہ منع فرمایا
حضرت رضی اللہ عنہ نے یہ کہ نکاح کی جائے عورت اپنے رشتہ دار عورت پر واسطے خوف قطعیت کے اور اسی طرح روایت کی
ہے خلال نے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے کہ مکروہ جانتے تھے وہ جمع کرنے کو درمیان قراتیوں کے واسطے خوف

کینے کے اور اسی کے ساتھ منقول ہے عمل ابن ابی لیلیٰ اور زفر سے لیکن منعقد ہو چکا ہے اجماع اس کے خلاف پر یعنی جائز ہے جمع کرنا نکاح میں دو عورتوں کو جو آپس میں رشہ دار ہوں نقل کیا ہے اس کو ابن عبدالبر وغیرہ نے۔ (فتح)

وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَاجِلٌ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ﴾ .
 اور نہیں ہے اس صورت میں حرام ہونا واسطے دلیل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ حلال ہیں تم کو جو سوائے ان عورتوں کے ہیں۔

فائدہ: یہ تفقہ ہے بخاری رحمہ اللہ کا کہا ابن منذر نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس نکاح کو باطل کہا ہو اور جو اس میں قیاس کے داخل ہونے کا قائل ہے اس پر لازم آتا ہے کہ اس کو حرام کرے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا زَنِي بِأُخْتِ امْرَأَتِهِ .
 اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب اپنی عورت کی بہن سے زنا کرے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔
 لَمْ تَحْرَمْ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ .

فائدہ: یہ پھرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طرف اس کی کہ یہ جو آیا ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے تو مراد اس نہی سے جمع کرنا ان کا اس وقت ہے جب کہ ہو جمع کرنا ان کا ساتھ عقد نکاح کے اور یہی قول ہے جمہور کا اور مخالفت کی ہے اس میں ایک گروہ نے کہا ساتی۔ (فتح)

وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ فِيمَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهُ فِيهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهُ وَيَحْيَى هَذَا غَيْرَ مَعْرُوفٍ وَلَمْ يَتَابِعْ عَلَيْهِ .
 اور مروی ہے یحییٰ کندی سے اس نے روایت کی ہے شععی اور ابو جعفر سے اس شخص کے حق میں جوڑکے سے کھیلتا ہے کہ اگر آلت کو اس کی دبر میں داخل کرے یعنی اس سے لواطت کرے تو وہ اس کی ماں سے نکاح نہ کرے اور یہ یحییٰ غیر معروف ہے کسی نے اس کی اس پر متابعت نہیں کی۔

فائدہ: یعنی اس کی عدالت معروف نہیں نہ یہ کہ مجہول ہے اور یہ قول جس کو یحییٰ نے روایت کیا ہے البتہ منسوب کیا گیا ہے طرف سفیان ثوری اور اوزاعی کے اور ساتھ اسی کے قائل ہے احمد اور اسی طرح اگر لواطت کرے اپنے سر سے یا سالے سے یا کسی شخص سے پھر اس شخص کی لڑکی ہو تو ہر ایک ان میں سے حرام ہوتی ہے لواطت کرنے والے پر واسطے ہونے اس کے کی بیٹی یا بہن اس شخص کی جس سے اس نے لواطت کی اور مخالفت کی ہے اس کی جمہور نے سو خاص کیا ہے انہوں نے اس کو ساتھ اس عورت کے جس سے نکاح کیا جائے اور یہی ثابت ہوتا ہے ظاہر قرآن سے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَأَمْهَاتُ نِسَاءِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأَخْتَيْنِ﴾ اور مرد عورتوں میں سے نہیں ہے اور نہ بہن اور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے سو لواطت کرے ساتھ اس کے تو کیا اس مرد پر اس عورت کی بیٹی

حرام ہوتی ہے یا نہیں سوشافعیوں کے اس میں دو قول ہیں، واللہ اعلم۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَى
كِي مَاں سے حرام کاری کرے تو اس کی عورت اس پر
حرام نہیں ہوتی۔

فائدہ: اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی اور طبرانی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ پوچھے گئے حضرت ﷺ ایک مرد سے کہ ایک عورت زنا کرے پھر اس کی بیٹی سے نکاح کرے یا بیٹی سے زنا کرے پھر اس کی ماں سے نکاح کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں حرام کرتا حلال کو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کرتی ہے وہ چیز جو حلال نکاح سے ہو اور اس کی سند میں ایک راوی متروک ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں حرام کرتا حلال کو اور اس کی سند پہلی حدیث سے صحیح ہے۔ (فتح)

وَيُذَكَّرُ عَنْ أَبِي نَصْرِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَعَى كَمَا نَهَى عَنْهُمَا سَعَى ثَابِتٍ نَهَى -
بِسْمَاعِهِ مِنْ ابْنِ عَبَّاسٍ.

فائدہ: موصول کیا ہے اس کو ثوری نے اپنی جامع میں کہ ایک مرد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کی عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ابن ابی شیبہ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت کی ہے کہ جو کسی عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھے تو اس مرد کو نہ اس کی ماں حلال ہوتی ہے اور نہ اس کی بیٹی کہا بیعتی نے کہ اس کی سند مجہول ہے۔

وَبُرُؤَيْ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ
بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ
پَر حَرَامٌ هُوَ جَاتِي هُوَ -
پَر حَرَامٌ هُوَ جَاتِي هُوَ -

فائدہ: عبدالرزاق نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی ساس سے زنا کرے تو دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور قتادہ نے کہا کہ حرام نہیں ہوتی لیکن اس سے صحبت نہ کرے جب تک کہ نہ گزرے عدت اس عورت کی جس سے زنا کیا اور کہا یحییٰ بن یحییٰ نے شعی سے کہ قسم ہے اللہ کی کہ حرام نے کبھی حلال کو حرام نہیں کیا تو کہا شعی نے کیوں نہیں! اگر تو شراب کو پانی میں ڈالے تو اس پانی کا پینا حرام ہو جاتا ہے اور شاید مراد ساتھ بعض اہل عراق کے ثوری ہے کہ وہ بھی اسی قول کے ساتھ قائل ہے اور کہا شعی نے کہ اگر کوئی کسی عورت کی ماں سے زنا کرے تو دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور یہی ہے قول ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا کہا انہوں نے کہ جب کوئی مرد کسی عورت

سے زنا کرے تو اس عورت کی ماں اور بیٹی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور ساتھ اس کے قائل ہے اوزاعی اور احمد اور عطاء اور یہی ہے ایک روایت مالک سے اور جمہور نے اس سے انکار کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نکاح شرع میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بولا جاتا ہے عقد پر نہ محض وطی پر اور نیز زنا میں نہ مہر ہے اور نہ عدت اور نہ میراث ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع کیا ہے اہل فتویٰ نے شہروں سے اس پر کہ نہیں حرام ہے زانی پر نکاح کرنا اس عورت سے جس سے زنا کیا ہو سو اس کی ماں اور بیٹی کا نکاح بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ حَتَّى يَلْزِقَ
اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں حرام ہوتی اوپر اس کے
یہاں تک کہ زمین سے ملائی جائے یعنی جماع کیا جائے
بِالْأَرْضِ يَعْنِي يُجَامَعُ.
ساتھ اس کے۔

فائدہ: اور شاید یہ اشارہ ہے طرف خلاف حنفیوں کے اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ حرام ہوتی ہے اس پر عورت اس کی ساتھ مجرد چھونے ماں اس کی کے اور نظر کرنے کے طرف شرم گاہ اس کی کے سو حاصل یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کلام کا ظاہر یہ ہے کہ وہ حرام نہیں ہوتی مگر یہ کہ واقع ہو جماع سو اس مسئلے میں تین قول ہوں گے جو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نہیں حرام ہوتی مگر ساتھ جماع کے جو عقد شرعی سے ہو اور حنفیہ کا قول یہ ہے کہ جو مباشرت کہ شہوت سے ہو وہ بھی جماع کے ساتھ ملحق ہے واسطے ہونے اس کے نفع اٹھانا اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ جو مباشرت ساتھ سبب مباح کے اور بہر حال حرام سبب سو وہ اثر نہیں کرتا مانند زنا کے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ جب واقع ہو جماع حلال یا زنا تو اثر کرتا ہے بخلاف مقدمات اس کے۔ (فتح)

وَجَوْرَةَ ابْنِ الْمُسَيْبِ وَعَوْرَةَ
اور جائز رکھا ہے اس کو ابن مسیب رضی اللہ عنہ اور عروہ رضی اللہ عنہ اور
وَالزُّهْرِيَّ.
زہری رضی اللہ عنہ نے۔

فائدہ: یعنی جائز رکھا ہے انہوں نے واسطے مرد کے یہ کہ رہے ساتھ اپنی عورت کے اگرچہ زنا کیا ہو اس کی ماں سے یا بہن سے برابر ہے کہ جماع کیا ہو یا جماع کے مقدمات کو کیا ہو اسی واسطے جائز رکھا ہے انہوں نے یہ کہ نکاح کرے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے جس کے ساتھ زنا کیا ہو اور عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ اگر کوئی مرد کسی سے زنا کرے تو اس کی ماں اس کو حلال ہے یا نہیں؟ عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں حرام کرتا حلال کو۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ
زہری رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی عورت
اس پر حرام نہیں ہوتی یعنی اپنی ساس کے ساتھ زنا کرنے
وَهَذَا مُرْسَلٌ.
سے اور یہ منقطع ہے۔

بَابُ «وَرَبَائِبِكُمْ اللَّائِي فِي»
باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ تمہاری بیویوں کی

حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ
 بھن: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے تفسیر ربیبہ کے اور یہ کہ دخول سے کیا مراد ہے بہر حال ربیبہ سومرد کی عورت کی بیٹی
 سے تم نے دخول کیا۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے تفسیر ربیبہ کے اور یہ کہ دخول سے کیا مراد ہے بہر حال ربیبہ سومرد کی عورت کی بیٹی
 ہے اور خاوند سے کہا گیا اس کو یہ اس واسطے کہ یہ مربوط ہے اور بہر حال دخول سو اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ مراد
 ساتھ اس کے جماع ہے اور یہ صحیح تر قول شافعی کا ہے اور دوسرا قول اور وہ قول تین اماموں کا ہے کہ مراد ساتھ اس
 کے خلوت ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الدُّخُولُ وَالْمَسِيسُ
 اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد دخول اور مسیس اور
 لِمَاسٍ سَعِ جَمَاعٌ هِيَ اَوْرَاسِي طَرِحَ مَبَاشِرَتِ اَوْرَ رِفْثِ
 لِمَاس سے جماع ہے اور اسی طرح مباشرت اور رِفْثِ
 اور افضاء۔

وَمَنْ قَالَ بَنَاتٌ وَّلَدَهَا مِنْ بَنَاتِهِ فِي
 اور بیان ہے اس شخص کا جو کہتا ہے کہ عورت کی پوتیاں وہ
 اس کی بیٹیاں ہیں حرام ہونے میں یعنی اپنی عورت کی
 پوتی سے بھی نکاح کرنا حرام ہے جیسے کہ اس کی بیٹی سے
 جس کو ربیبہ کہا جاتا ہے واسطے دلیل قول حضرت ﷺ
 کے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے اے بیویوں! اپنی بیٹیوں اور
 بہنوں کا نکاح مجھ سے کرنے کو نہ کہا کرو۔

التَّحْرِيمِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَا مَحَبَّةَ لَا تَعْرِضَنَّ عَلَيَّ
 بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ.

فائدہ: اور یہ وجہ دلالت کی حضرت ﷺ کے اس قول کے عموم سے ہے کہ اپنی بیٹیوں کو اس واسطے کہ بیٹی کی بیٹی بھی
 بیٹی ہے۔

اور اسی طرح تمہارے پوتوں کی عورتیں وہ بیٹیوں کی
 عورتیں ہیں یعنی وہ بھی ان کی طرح حرام ہیں اور اس پر
 سب کا اتفاق ہے اور اسی طرح بیٹیوں کی بیٹیاں اور
 بیٹیوں کی بیٹیاں۔

وَكَذَلِكَ حَلَائِلُ وَّلَدِ الْاَبْنَاءِ هُنَّ
 حَلَائِلُ الْاَبْنَاءِ.

اور کیا نام رکھا جاتا ہے ربیبہ اگرچہ اس کی گود میں نہ ہو۔

وَهَلْ تُسَمَّى الرَّبِيبَةَ وَإِنْ لَمْ تُكُنْ فِي
 حَجْرِهِ.

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس بات کے کہ تفسیر ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے فی حور کم کیا وہ غالب کے
 واسطے ہے یا اس میں مفہوم مخالف معتبر ہے اور جمہور کا مذہب پہلا ہے اور اس مسئلے میں قدیم سے اختلاف ہے اور صحیح

ہو چکا ہے علیؑ سے اور عمر فاروقؓ سے کہ انہوں نے فتویٰ دیا کہ اگر لڑکی گود میں نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا درست ہے روایت کیا ہے اس کو ابن منذر وغیرہ نے اور یہ مسئلہ اگرچہ جمہور اس کے مخالف ہیں سو البتہ حجت پکڑی ہے ابو عبید نے واسطے جمہور کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ اپنی بیٹیوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو اس واسطے کہ یہ قول حضرت ﷺ کا عام ہے حجر کے ساتھ مقید نہیں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ مطلق محمول ہے مقید پر اور اگر نہ ہوتا اجماع حادث اس مسئلے میں اور کم یاب ہونا مخالف کا تو البتہ اس کو لینا اولیٰ ہوتا اس واسطے کہ حرام ہونا مشروط ہے ساتھ دوامروں کے یہ کہ ہو پرورش میں اور یہ کہ جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہے اس نے اس کی ماں کے ساتھ دخول کیا ہو سو نہ حرام ہوگی ساتھ پائی جانے ایک شرط کے اور حدیث کے اکثر طریقوں میں بھی حجر کی قید آچکی ہے جیسے کہ قرآن میں ہے سو قوی ہوا اعتبار کرنا اس کا۔ (فتح)

وَدَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِيبَةَ
لَهُ إِلَى مَنْ يَكْفُلُهَا.
اور دی حضرت ﷺ نے اپنی ربیبہ اس شخص کو
جو اس کو پالے۔

فائدہ: زینب ام سلمہؓ کی بیٹی حضرت ﷺ نے نوفل کو دی اور فرمایا کہ اس کو پرورش کر سو وہ اس کو لے گیا پھر آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا لڑکی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ اپنی ماں رضاعی کے پاس ہے۔
وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ
ابْنَتِهِ ابْنًا.

فائدہ: یہ لکڑا ہے ایک حدیث کا جو مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حسن بن علیؑ کے حق میں فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اشارہ کیا ہے بخاریؒ نے ساتھ اس کے طرف قوی کرنے اس چیز کے جس کو ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ بیوی کی پوتی اس کی بیٹی کے حکم میں ہے۔ (فتح)

۴۷۱۵ - حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ
حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ
حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ
فِي بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ فَأَفْعَلُ مَاذَا قُلْتُ
تَنْكِحُ قَالَ أَتَحِبِّينَ قُلْتُ لَسْتُ لَكَ بِمُحَلِّبَةٍ
وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَيْيَ فَبِكِ أَحَبِّي قَالَ إِنَّهَا لَا
تَحِلُّ لِي قُلْتُ بَلَّغْنِي أَنْكَ تَحْطُبُ قَالَ ابْنَةٌ
أُمَّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَوْ لَمْ تُكُنْ رَبِيبَتِي

۴۷۱۵۔ حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا
حضرت! کیا آپ کو ابو سفیان کی بیٹی کی رشتہ ہے؟
حضرت ﷺ نے فرمایا میں کیا کروں؟ میں نے کہا نکاح
کیجئے، حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا
ہاں! میں آپ کے پاس اکیلی نہیں ہوں اور میں سوکنوں سے
خالی نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو آپ کی ذات میں شریک
ہو میری بہن ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ مجھ کو حلال نہیں
میں نے کہا مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ آپ ابو سلمہؓ کی بیٹی سے

جس درہ نام ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی کہ مجھ کو اور اس کے باپ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا سو اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو مجھ سے نہ کہا کرو۔

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں یہ کہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے گزر چکا۔

۴۷۱۶۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح کیجئے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے؟ میں نے کہا ہاں! میں آپ کے پاس تنہا نہیں ہوں اور محبوب تر جو مجھ کو خیر میں شریک ہو میری بہن ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ مجھ کو حلال نہیں میں نے کہا یا حضرت! البتہ ہم چرچا سنتے ہیں کہ آپ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں فرمایا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر وہ میری گود میں پالی نہ ہوتی تو بھی مجھ کو حلال نہ ہوتی اس واسطے کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے مجھ کو اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، سو اسے میری بیویو! اپنی بیٹیوں اور بہنوں کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ نہ کہا کرو۔

مَا حَلَّتْ لِي أَرْضَعْتَنِي وَأَبَاهَا ثَوَيْبَةَ فَلَا تَعْرِضَن عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنَا هِشَامُ دُرَّةَ بِنْتُ أَبِي سَلَمَةَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔
بَابُ ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾

۴۷۱۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ بِنَ الرَّبِيعِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَيْبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكِ أَخْتِي بِنْتُ أَبِي سَفْيَانَ قَالَ وَتَحِيَّتِي قُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُحَلِّبَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذَلِكَ لَا يَجِلُّ لِي قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَوَاللَّهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لِابْنَةُ أُخْتِي مِنَ الرِّضَاعَةِ أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثَوَيْبَةَ فَلَا تَعْرِضَن عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ.

فائدہ: دو بہنوں کا نکاح میں ساتھ ہی جمع کرنا بالاجماع حرام ہے برابر ہے کہ دونوں بہنیں یعنی ہوں یعنی دونوں کا ماں باپ ایک ہو یا صرف باپ کی طرف سے ہوں یا صرف ماں کی طرف سے ہوں اور برابر ہے کہ نسب کے سبب

ہوں یا دودھ کے سبب سے اور اگر دو سگی بہنیں لونڈیاں ہوں تو بعض سلف نے اس کو جائز رکھا ہے اور جمہور اور شہروں کے فقہاء اس پر ہیں کہ منع ہے اور اس کی نظیر جمع کرنا ہے درمیان عورت اور پھوپھی اس کی کے اور خالہ اس کی کے اور حکایت کیا ہے اس کو ثوری نے شیعہ سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَيَّ عَمَّتِهَا.
نہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یعنی اور نہ اس کی خالہ پر۔

۴۷۱۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر اور کہا داؤد اور ابن عون نے شعی سے اس نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

۴۷۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَيَّ عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا وَقَالَ دَاوُدُ وَابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

فائدہ: بہر حال روایت داؤد کی سو موصول کیا ہے اس کو ترمذی اور دارمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا اس کی خالہ پر یا پھوپھی اور اپنی بھتیجی پر یا خالہ کا اپنی بھانجی پر نہ چھوٹی کا بڑی پر اور نہ بڑی کا چھوٹی پر اور یہ حدیث بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے مکروہ جانا یہ کہ جمع کیا جائے درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو پھوپھیوں اور دو خالوں کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم نے اپنا نانا توڑ ڈالا کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ حرام ہونا جمع کا درمیان عورت کے اور پھوپھی اس کی کے یا خالہ اس کی کے یہی قول ہے جس کو میں بلا مفتیوں سے یعنی سب عالموں کا یہی قول ہے ان کو اس میں اختلاف نہیں اور کہا ترمذی رضی اللہ عنہ نے بعد روایت کرنے اس حدیث کے کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے ہم ان کے درمیان اختلاف نہیں جانتے کہ نہیں حلال ہے واسطے مرد کے یہ کہ نکاح میں عورت اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک ساتھ جمع کرے اور نہ یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر یا خالہ پر کہا ابن منذر نے کہ میں اس کے منع ہونے میں اب کچھ اختلاف نہیں جانتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خارجیوں کے ایک فرقے نے اس کو جائز رکھا ہے اور جب ثابت ہو حکم ساتھ سنت کے اور اتفاق کریں اہل علم اوپر قائل ہونے کے ساتھ اس کے تو نہیں ضرر کرتا اس کو خلاف مخالف کا اور اسی طرح نقل کیا ہے اجماع کو ابن عبدالبر اور ابن حزم اور قرطبی وغیرہ نے لیکن استثناء کیا ہے اس نے ایک گروہ کو خارجیوں سے اور شیعہ سے اور نقل کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کو جمہور سے اور نہیں معین کیا اس نے مخالف کو۔ (فتح)

۴۷۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نکاح میں ایک عورت کو اور اس کی پھوپھی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے اور نہ بھانجی اور اس کی خالہ کو جمع کیا جائے۔

۴۷۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی پر اور عورت کا اس کی خالہ پر سوہم دیکھتے ہیں کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے اس واسطے کہ عروہ نے حدیث بیان کی مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حرام جانو رضاعت سے جو حرام ہے نسب سے۔

۴۷۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

۴۷۱۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْصَةُ بْنُ ذُوَيْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتِهَا فُنُرَى خَالَهَ أَبِيهَا يَبْلُكُ الْمَنْزِلَةَ لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوا مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کی پھوپھی پر تو ظاہر اس کا خاص کرنا منع کا ہے ساتھ اس کے جب کہ ایک کو دوسرے پر نکاح کرے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ دونوں سے اکٹھا نکاح کرنا بھی منع ہے سوا گردنوں کو نکاح میں اکٹھا کرے تو دونوں کا نکاح باطل ہو جاتا ہے یا با ترتیب نکاح کرے تو دوسرا باطل ہو جاتا ہے اور تری کے معنی ہیں کہ ہم اعتقاد کرتے ہیں اور یہ جو کہا کہ اس کے باپ کی خالہ کا بھی یہی حکم ہے یعنی حرام ہے تو یہ حکم اس حدیث سے لینا مشکوک فیہ ہے اور شاید اس نے ارادہ کیا ہے کہ الحاق کرے جو حرام ہے سسرال کے علاقے سے ساتھ اس کے جو حرام ہے نسب سے جیسا کہ حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے اور جب باپ کی خالہ رضاعی سے نکاح کرنا حلال نہیں تو اسی طرح باپ کی خالہ نکاح میں اس کو اور اس کی بھانجی کی بیٹی کو ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ ان حدیثوں کے اور خاص کیا ہے انہوں نے ساتھ ان کے عموم قرآن کو یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کے عموم کو ﴿واحلل لکم ما وراء ذلکم﴾ یعنی اور حلال ہوئیں تم کو جو سوائے ان کے ہیں اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے خاص کرنا عموم قرآن کا ساتھ خبر واحد کے اور جدا ہوا ہے صاحب ہدایہ حنفیہ میں سے اس بات کے ساتھ اس طور کے کہ یہ حدیث مشہور حدیثوں سے ہے جن کے ساتھ کتاب اللہ پر زیادتی جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ الشِّغَارِ .

۴۷۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوَّجَ
الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهَا الْآخَرَ ابْنَتَهُ
لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ .

باب ہے بیچ بیان کرنے شغار کے۔

۴۷۲۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ مرد اپنی بیٹی دوسرے کو نکاح کر دے اس شرط پر کہ وہ دوسرا اپنی بیٹی کو اس کو نکاح کر دے ان کے درمیان کوئی مہر نہ ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد سے کہے کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دے اور میں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیتا ہوں اور تو اپنی بہن مجھ کو نکاح کر دے اور میں اپنی بہن تجھ کو نکاح کر دیتا ہوں، روایت کیا ہے مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ شغار یہ ہے کہ نکاح کیا جائے اس عورت کا بدلے اس عورت کے بغیر مہر کے کہ اس کا فرج اس کا مہر ہو اور اس کا فرج اس کا مہر ہو کہا قرطبی نے کہ تفسیر شغار کی صحیح ہے موافق ہے واسطے قول اہل لغت کے سوا اگر مرفوع ہو تو یہی ہے مقصود اور اگر صحابی کا قول ہو تو بھی قبول ہے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر جاننے والا ہے ساتھ کلام کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے کہ کیا اعتبار کیا جائے شغار ممنوع میں ظاہر حدیث کا بیچ تفسیر اس کی کے اس واسطے کہ اس میں دو وصفیں ہیں ایک یہ کہ ہر ایک ولی دونوں میں سے اپنی بیٹی یا بہن دوسرے کو نکاح کر دے بشرطیکہ دوسرا اس کو اپنی بیٹی یا بہن نکاح کر دے دوسری خالی ہونا ہر ایک کی فرج کا ہے مہر سے سو بعض نے تو دونوں کو اکٹھا اعتبار کیا ہے یہاں تک کہ نہیں ہے منع مثلاً جب کہ ہر ایک دونوں میں سے دوسرے کو نکاح کر دے بغیر شرط کے اگرچہ مہر کو ذکر نہ کرے یا ہر ایک دوسرے کو شرط نکاح کر دے اور مہر کو ذکر کرے اور اکثر شافعیوں کا یہ مذہب ہے کہ علت نہی کی شریک ہونا ہے بضع میں اس واسطے کہ فرج ہر ایک کا دونوں میں سے ہوتا ہے مورد عقد کا اور ٹھہرانا بضع کا مہر مخالف ہے واسطے دراز کرنے عقد نکاح کے اور مہر کا ذکر نہ کرنا نہیں تقاضا کرتا بطلان کو اس واسطے کہ نکاح بغیر مہر مقرر کرنے کے بھی صحیح ہوتا ہے اور اختلاف ہے جب کہ نہ ذکر کریں دونوں بضع یعنی شرم گاہ کو صریح صحیح نزدیک ان کے صحیح ہونا نکاح کا ہے لیکن نص شافعی کی اس کے برخلاف پائی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ یہی ہے وہ شغار جس سے حضرت ﷺ نے منع فرمایا اور یہ منسوخ ہے اور مختلف ہے نص شافعی کے جب کہ مقرر کرے ساتھ اس کے مہر کو سونص کی ہے اس نے الاما میں بطلان پر اور نص کی ہے اس نے مختصر میں صحت پر اور کہا قتال نے کہ علت بطلان میں تعلیق ہے اور توقیف سو گویا کہ کہتا ہے کہ نہیں منع ہوگا نکاح میری بیٹی کا واسطے تیرے یہاں تک کہ منعقد ہو نکاح بیٹی تیری کا واسطے میرے اور خطابی نے کہا کہ ابن ابی ہریرہ تشبیہ دیتا تھا ساتھ اس مرد کے جو کسی عورت سے نکاح کرے اور کسی عضو کو اس

کے اعضاء سے مستثنیٰ کرے اور تقریر اس کی یہ ہے کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو اور مستثنیٰ کرے اس کی شرم گاہ کو جب کہ ٹھہرائے اس کو مہر واسطے دوسرے کے کہا غزالی نے وسط میں کہ اس کی پوری صورت یہ ہے کہ میں نے تجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دی اس شرط پر کہ تو مجھ کو اپنی بیٹی نکاح کر دے اس شرط پر کہ دونوں میں سے ہر ایک کا بضع دوسری کا مہر ہو اور جب میری بیٹی کا نکاح منعقد ہو گا تو اس وقت تیری بیٹی کا نکاح بھی منعقد ہو جائے گا اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ لائق ہے کہ اتنا اور زیادہ کیا جائے یہ کہ نہ ہوسا تھ بضع کے کوئی چیز اور تا کہ بالاتفاق حرام ہو مذہب میں اور نقل کیا ہے خرقی نے کہ احمد نے نص کی ہے کہ علت نکاح شغار کے باطل ہونے کی نہ ذکر کرنا مہر کا ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے علماء کا اس پر کہ نکاح شغار کا جائز نہیں لیکن اختلاف ہے اس کی صحت میں کہ صحیح ہوتا ہے یا نہیں جمہور علماء کے نزدیک باطل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے کہ نسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حکایت کیا ہے ابن منذر نے اوزاعی سے اور حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ نکاح شغار صحیح ہے اور واجب ہے مہر مثل کا اور یہ قول زہری اور کھول اور ثوری اور لیث کا ہے اور ایک روایت ہے احمد اور اسحاق اور ابو ثور سے اور یہ قول ہے اوپر مذہب شافعی رحمہ اللہ کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ عورتیں حرام ہیں مگر جو حلال کیں اللہ تعالیٰ نے یا لوٹنی سو جب وارد ہونہی نکاح سے تو پکی ہو جاتی ہے تحریم، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اجماع ہے کہ بہنوں اور بھتیجیوں وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

کیا جائز ہے واسطے کسی عورت کے کہ اپنی جان کسی کو بخشے۔

بَابُ هَلْ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا
لِأَحَدٍ.

فائدہ: یعنی پس حلال ہو واسطے اس کے نکاح اس عورت کا اور یہ شامل ہے دو صورتوں کو ایک مجرد بہہ کرنا اپنی جان کو بغیر ذکر مہر کے اور دوسرا عقد ساتھ لفظ بہہ کے سو پہلی صورت میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ نکاح باطل ہے اور کہا حنفیوں نے کہ جائز ہے اور یہی قول ہے اوزاعی کا لیکن انہوں نے کہا کہ واجب ہوتا ہے مہر مثل کا اور کہا اوزاعی نے کہ اگر نکاح کرے لفظ بہہ سے اور شرط کرے کہ مہر نہیں تو نکاح صحیح نہیں ہوتا اور حجت جمہور کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿خالصة لك من دون المؤمنین﴾ سو انہوں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے گنا ہے اور یہ کہ جائز ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کرنا بغیر مہر کے حال میں اور انہ انجام میں اور جو اس کو جائز رکھتے ہیں وہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جان بخشنے والی خاص ہوتی ہے ساتھ آپ کے نہ مطلق بہہ اور لیکن دوسری صورت سو شافعیوں اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے نکاح مگر ساتھ لفظ نکاح کے تزویج کے اس واسطے کہ وہ دونوں لفظ صریح ہیں جن کے ساتھ وارد ہوا ہے قرآن اور حدیث اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ صحیح ہوتا ہے نکاح کنایات سے اور محبت پکڑی ہے واسطے ان کے طحاوی نے ساتھ قیاس کے طلاق پر کہ وہ جائز ہے صریح لفظوں سے اور کنایات سے ساتھ قصد کے۔ (فتح)

۴۷۲۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ خَوْلَةَ بِنْتُ حَكِيمٍ مِنَ اللَّائِي وَهَيَّنَ أَنْفُسَهُنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَمَا تَسْتَجِي الْمَرْأَةُ أَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرَّجُلِ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿ تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ ﴾ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يَسَارِعُ فِي هَوَاكَ رَوَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْمَوْدُبِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ وَعَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

۴۷۲۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا عورت نہیں شرماتی یہ کہ اپنی جان مرد کو بخشے؟ سو جب یہ آیت اتری کہ پیچھے ہٹا تو جس کو چاہے عورتوں میں سے، میں نے کہا یا حضرت! نہیں دیکھتی میں آپ کے رب کو مگر کہ آپ کی رضا مندی میں جلدی کرتا ہے۔

اور روایت کیا ہے اس کو ابو سعید مودب اور محمد بن بشر اور عبدہ نے ہشام سے۔ اس نے روایت کی ہے اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعض بعض پر زیادہ کرتے تھے۔

فائدہ: یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا نے غیرت کے سبب سے کہا نہیں تو منسوب کرنا ہوی کا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر پر محمول نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما ينطق عن الهوى﴾ اور اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کا لفظ بولتیں تو لائق تر ہوتا لیکن غیرت کے سبب سے ایسے لفظ کا بولنا معاف ہے۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ . باب ہے نچ نکاح کرنے محرم کے۔

فائدہ: شاید بخاری رضی اللہ عنہ حجت پکڑتا ہے طرف جواز کے یعنی احرام کی حالت میں نکاح کرنا جائز ہے اس واسطے کہ اس نے باب میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی سوائے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور نہیں روایت کیا اس نے منع کی حدیث کو شاید وہ اس کی شرط کے موافق صحیح نہیں ہوئی۔ (فتح)

۴۷۲۲۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُسَيْبَةَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَبَانَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۴۷۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنے امر کو عباس رضی اللہ عنہما کی طرف گردانا تو عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح اس سے کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ خلوت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اس حال میں کہ وہ حلال تھیں اور فوت ہوئیں سرف میں کہا اثرم نے میں نے احمد سے کہا کہ ابو ثور کہتا ہے کہ کس طرح دفع کیا

جائے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو باوجود صحیح ہونے اس کے کی تو کہا اس نے اللہ ہے مددگار، ابن مسیب رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہم کیا اور حالانکہ میمونہ رضی اللہ عنہا خود کہتی ہیں کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا اور آپ حلال تھے یعنی احرام میں نہ تھے اور البتہ معارض ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی کہ نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ نکاح کرے کسی دوسرے کا، روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور تطبیق یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث محمول ہے اس پر یہ کہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ حدیثیں اس حکم میں مختلف آئی ہیں لیکن حلال ہونے کی حالت میں نکاح کرنے کی روایت بہت طریقوں سے آئی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن احتمال ہے وہم کا ایک کی طرف قریب تر ہے وہم سے طرف جماعت کے سوادنیٰ درجہ دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ معارض ہوں سو طلب کی جائے حجت ان کے غیر سے یعنی کوئی اور حدیث طلب کی جائے جو ان دونوں کا فیصلہ کرے اور حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کی محرم کے نکاح کے منع ہونے میں صحیح ہے پس اسی پر ہے اعتماد اور ترجیح دی جاتی ہے عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ساتھ اس طور کے کہ وہ ایک قاعدہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے اس میں کئی قسم کے احتمالات ہیں ایک یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ جو ہدی کے گلے میں جو تئوں کا ہار ڈالے وہ محرم ہو جاتا ہے اور حضرت ﷺ نے جس عمرے میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اس میں ہدی کے گلے میں ہار ڈالا تھا تو اس کے اس قول سے کہ نکاح کیا حضرت ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں یہ مراد ہے عقد کیا اس سے اس کے بعد کہ ہدی کے گلے میں ہار ڈالا اگرچہ ابھی احرام نہ باندھا تھا اور اس کا سبب یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ابورافع کو نکاح کا پیغام دے کر میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو اس نے اپنی طرف سے عباس رضی اللہ عنہ کو مختار کیا عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا نکاح حضرت ﷺ سے کر دیا اور روایت کی ہے ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ترمذی نے ابورافع سے کہ حضرت ﷺ نے نکاح کیا میمونہ رضی اللہ عنہا سے اور حالانکہ آپ حلال تھے اور بنا کی اس سے اس حال میں کہ حلال تھے اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا اور ایک یہ کہ مراد حضرت ﷺ کے محرم ہونے سے یہ ہے یعنی داخل ہونے والے تھے حرم یا مبینہ حرام میں اور اس تاویل کی طرف مائل کی ہے ابن حبان نے اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معارض ہے حدیث یزید بن اصم کی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ حضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ حلال تھے اور وہ میری خالہ تھیں اور کہا طبری نے ٹھیک بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ نکاح محرم کا فاسد ہے واسطے صحیح ہونے حدیث عثمان رضی اللہ عنہ کے اور بہر حال قصہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا سو اس میں حدیثیں متعارض ہیں پھر بیان کیا اس نے ایوب کے طریق سے کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں اختلاف اس وجہ سے واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تھا تا کہ حضرت ﷺ کا نکاح میمونہ رضی اللہ عنہا سے کر دیں سو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کا نکاح اس سے کر دیا سو بعض نے کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کو احرام سے پہلے نکاح کر دیا

اور بعض نے کہا کہ احرام کی حالت میں اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ عمر اور علی رضی اللہ عنہما وغیرہ اصحاب نے جدا کیا ایک مرد کو اس کی عورت سے جس نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا اور نہیں ہوتا یہ مگر ثبوت سے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے روایت کیا ہے اس کو نسائی اور دارقطنی نے اور اس میں رد ہے ابن عبد البر پر کہ اس نے کہا کہ اصحاب میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوائے کسی نے اس حدیث کو روایت نہیں کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے احرام کی حالت میں میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور مجاہد اور شعبی سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے اور انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے روایت کیا ہے اس کو طحاوی نے اور شاید انس رضی اللہ عنہ کو عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی کہ احرام کی حالت میں نکاح کرنا حلال نہیں۔ (فتح)

بَابُ نَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتَعَةِ آخِرًا .
باب ہے اس بیان میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح متعہ سے اخیر میں منع فرمایا۔

فائدہ: نکاح متعہ یہ ہے کہ کہے مرد اس عورت کو کہ موانع سے خالی ہو کہ فائدہ اٹھاؤں گا میں ساتھ تیرے مدت دس روز تک مثلاً یا کہے کہ چند روز یا نہ ذکر کے دنوں کا بدلے اتنے مال کے خواہ مدت دراز ہو یا کم پھر جب وہ مدت گزر جائے تو واقع ہو جدائی درمیان مرد اور عورت کے اور یہ جو ترجمہ میں کہا اخیراً تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ پہلے مباح تھا اور یہ کہ اس سے نبی اخیر زمانے میں واقع ہوئی لیکن باب کے اخیر میں کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نکاح متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں چند حدیثیں صحیحہ جو صریح ہیں اس میں کہ پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی اجازت دی پھر اس کے بعد اس سے منع فرمایا اور جو نہایت قریب تر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے ہے وہ یہ حدیث ہے جو ابوداؤد نے زہری کے طریق سے روایت کی ہے کہ ہم عمر بن عبد العزیز کے پاس تھے سو ہم نے آپس میں نکاح متعہ کا ذکر کیا تو ایک مرد نے جس کو ربیع بن سبرہ کہا جاتا تھا کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اپنے باپ پر کہ اس نے حدیث بیان کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع میں نکاح متعہ سے منع کیا۔ (فتح)

۴۷۲۳۔ حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ خیبر کے دن نکاح متعہ اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا۔

۴۷۲۴۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
ابْنُ عَيْنَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ أَخْبَرَنِي
الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَأَخُوهُ عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِمَا أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتَعَةِ وَعَنْ
لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کسی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ میں کچھ ڈر نہیں دیکھتے کما سیاتہ فی الحیل اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر گزرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فتویٰ دیتے تھے نکاح متعہ میں کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہراے ابن عباس! اور علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ایک اشکال ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نکاح متعہ سے خیبر کے دن ممانعت واقع ہوئی اور حالانکہ اس بات کو کوئی اہل سیر نہیں پہنچاتا سو ظاہر یہ ہے کہ زہری کے لفظ میں تقدیم و تاخیر واقع ہوئی ہے اور مسند حمیدی میں اس حدیث کے روایت کرنے کے بعد یہ ہے کہ ابن عیینہ نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہما نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے اس دن منع نہیں کیا یعنی بلکہ دن جنگ خیبر کے سوائے اور دن میں منع کیا کہا ابن عبدالبر نے کہ اسی پر ہیں اکثر لوگ، کہا بیہقی نے لائق ہے کہ ہو جیسا ابن عیینہ نے کہا واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے کہ حضرت رضی اللہ عنہما نے جنگ خیبر کے بعد نکاح متعہ کی رخصت دی پھر اس سے منع کیا سو نہ تمام ہوگی حجت پکڑنی علی رضی اللہ عنہ کی مگر جب کہ واقع ہو نہی اخیر تا کہ قائم ہو ساتھ اس کے حجت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اور ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں کہا کہ میں نے اہل علم سے سنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ حضرت رضی اللہ عنہما نے جنگ خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت سے منع کیا اور نکاح متعہ سے چپ رہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن منع کیا اور ان لوگوں کو باعث اس پر یہ چیز ہوئی ہے کہ خیبر کی جنگ کے بعد بھی نکاح متعہ کی اجازت ثابت ہو چکی ہے جیسا کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف بیہقی نے لیکن ممکن ہے کہ کہا جائے کہ شاید علی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن نکاح متعہ کی اجازت نہیں پہنچی واسطے واقع ہونے نہی کے اس سے عنقریب اور کہا ماوردی نے کہ نکاح متعہ کئی بار مباح ہوا سی واسطے اخیر بار میں کہا قیامت تک واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ تحریم ماضی تھی خبر دینے والی کہ اس کے بعد مباح ہوگا برخلاف اس بار کے کہ وہ تحریم موبد یعنی قیامت تک حرام ہے اس کے بعد کبھی مباح نہیں ہوگا اور یہی معتمد ہے اور کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ ٹھیک بات یہ ہے کہ نکاح متعہ دو بار مباح ہوا اور دو بار حرام ہوا سو جنگ خیبر سے پہلے مباح تھا پھر اس میں حرام ہوا پھر مباح ہوا دن فتح مکہ کے اور وہ سال جنگ اوٹاس کا ہے پھر حرام ہوا قیامت تک اور نہیں ہے کوئی مانع کہ کئی بار مباح ہوا ہو اور امام شافعی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نکاح متعہ دو بار منسوخ ہوا اور پہلے گزر چکی ہے اول نکاح میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سبب اجازت کے نکاح متعہ میں اور یہ کہ جب وہ جنگ کرتے تھے تو ان پر مجرد رہنا مشکل ہوتا سو حضرت رضی اللہ عنہما نے ان کو نکاح متعہ کی اجازت دی سو شاید نہی دوہرائی جاتی تھی ہر جگہ میں اجازت کے بعد سو جب اخیر بار میں واقع ہوا

کہ نکاح متعہ قیامت تک حرام ہوا تو اس کے بعد اجازت واقع نہ ہوئی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں امر کی رخصت دیتے تھے نکاح متعہ کی بھی اور گدھوں کے گوشت کی بھی کما سیاتی سو یہی حکم ہے اس میں کہ علی رضی اللہ عنہ نے دونوں امروں کو جمع کیا اور دونوں حکم میں ان پر رد کیا اور یہ کہ یہ خیبر کے دن واقع ہوا سو یا تو یہ حدیث ظاہر پر محمول ہوگی اور یہ کہ دونوں ایک وقت میں منع ہوئے اور یا جوازن کہ فتح مکہ کے دن واقع ہوا وہ علی رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچا واسطے چھوٹے ہونے مدت اجازت کے اور وہ تین دن ہیں کما تقدم اور مسلم میں سرہ بن معبد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! البتہ میں نے تم کو اجازت دی تھی عورتوں سے متعہ کرنے کی اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اس متعہ کو حرام کیا ہے قیامت تک سو جس کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن ہم کو حکم دیا ساتھ نکاح متعہ کے جب کہ ہم مکے میں داخل ہوئے پھر نہ نکلے کے سے یہاں تک کہ ہم کو اس سے منع کیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا وہ حرام ہے تمہارے اس دن سے قیامت تک اور سب مباح ہونے متعہ کا حاجت جماع کی ہے باوجود نہ میسر ہونے کسی چیز کے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رخصت دی حضرت ﷺ نے نکاح متعہ میں اس واسطے کہ لوگوں پر مجرور ہونا مشکل ہوا پھر اس سے منع کیا پھر جب خیبر فتح ہوا اور مال اور بندیوں کی فراخی ہوئی تو مناسب ہوا منع کرنا متعہ سے واسطے دور ہونے سبب مباح ہونے کے اور تھا یہ تمامی شکر سے اللہ کی نعمت پر کہ اللہ نے لوگوں کو تنگی کے بعد وسعت دی یا اباحت صرف ان جنگوں میں واقع ہوتی تھی جن میں مسافت دور ہوتی اور مشقت ہوتی اور خیبر مدینے سے قریب ہے سو واقع ہوئی نہی متعہ سے بچ اس کے واسطے اشارہ کے طرف اس کے بغیر متقدم ہونے اجازت کے بچ اس کے پھر جب پھرے طرف سفر دور دراز مدت والے کے اور وہ جنگ فتح مکہ کا تھا اور ان پر مجرور ہنا دشوار ہوا تو حضرت ﷺ نے ان کو فقط تین دن متعہ کی اجازت دی واسطے دفع کرنے حاجت کے پھر تین دن کے گزرنے کے بعد ان کو اس سے منع کیا اور اسی طرح جواب دیا جاتا ہے ہر سفر سے کہ ثابت ہوئی ہے اس میں نہی اجازت کے بعد اور راجح تر یہ بات

ہے کہ نکاح متعہ فتح مکہ کے دن حرام ہوا۔ (فتح)

۴۷۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلَى لَهُ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

۴۷۲۴ - حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ کسی نے ان سے نکاح متعہ کا حکم پوچھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی رخصت دی سو ان کے غلام آزاد نے ان سے کہا کہ یہ حکم سخت حال میں تھا اور عورتیں کم تھیں یا مانند اس کے کہا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں۔

۴۷۲۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلَى لَهُ إِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ أَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ رخصت جہاد میں تھی اور عورتیں کم تھیں اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہاں تو ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تھا متعہ رخصت بیچ ابتدا اسلام کے واسطے اس شخص کے جو اس کی طرف بے بس ہو مانند مردار کے اور خون کے اور سور کے خوشت کے اور تائید کرتی ہے اس کی جو خطابی اور فاکہی نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ البتہ چلے تیرے فتوے کے ساتھ سوار اور اس میں شاعروں نے شعر کہے یعنی نکاح متعہ میں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نے اس کے ساتھ فتویٰ نہیں دیا اور نہیں ہے وہ مگر مانند مردار کے نہیں حلال ہے مگر بے بس کو اور ایک روایت میں ہے کہ خبردار ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند مردار اور لہو اور سور کے گوشت کے ہے اور یہ آثار قوی کرتے ہیں بعض بعض کو اور حاصل ان کا یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اجازت دی گئی ہے نکاح متعہ میں بسبب مجرد ہونے کے حالت سفر میں اور یہ موافق ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حدیث کو جو ابتدا نکاح میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۴۷۲۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے سو حضرت ﷺ کا ایلچی ہمارے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک تم کو اجازت ہوئی کہ تم فائدہ اٹھاؤ سو تم فائدہ اٹھاؤ یعنی عورتوں سے متعہ کرو اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد اور عورت موافقت کریں نکاح میں یعنی مطلق بغیر ذکر مدت کے تو عشرت ان دونوں کے درمیان تین دن ہیں پھر اگر تین دن گزرنے کے بعد چاہیں کہ زیادہ کریں مدت میں زیادہ کریں اور اگر چاہیں کہ جدا جدا ہوں تو جدا جدا ہوں سو میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا سب لوگوں کے واسطے عام تھی۔ کہا امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ بیان کیا ہے اس کو علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ نکاح متعہ منسوخ ہے۔

۴۷۲۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِي جَيْشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا فَاسْتَمْتِعُوا وَقَالَ ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ حَدَّثَنِي إِيَّاسُ بْنُ سَنَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَةٌ مَا بَيْنَهُمَا ثَلَاثُ لَيَالٍ فَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يَتَزَايِدَا أَوْ يَتَنَارَكَا تَنَارَكَا فَمَا أَدْرَى أَمْرَهُ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أُمَّ لِلنَّاسِ عَامَةً قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَيِنَّهُ عَلِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم ایک لشکر میں تھے تو اس سے تعین معلوم نہیں لیکن روایت کی ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے جنگ او طاس کے سال تین دن متعہ کی اجازت دی پھر اس سے منع کیا اور ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ

سے آیا ہے کہ متعہ کیا ہم نے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور ایک روایت میں اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ یہاں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا عمرو بن حریث کے حال میں اور اس کا قصہ یوں ہے کہ کہا جابر رضی اللہ عنہ نے کہ عمرو بن حریث کو۔ نے میں آیا اور ایک لونڈی آزاد سے متعہ کیا سو وہ اس سے حاملہ ہوئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اس نے اقرار کیا کہا سو اسی وقت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا اور یہ نہی عمر رضی اللہ عنہ کی موافق ہے حضرت ﷺ کی نہی کو۔ میں کہتا ہوں اور جابر رضی اللہ عنہ اور سلمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جو لوگ کہ حضرت ﷺ کے بعد نکاح متعہ کے جواز پر بدستور رہے تو شاید ان کو نہی نہیں پہنچی یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا اور نیز مستفاد ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے اجتہاد کے ساتھ منع نہیں کیا بلکہ منع کیا ان کو ساتھ سند کے حضرت ﷺ سے اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے اس حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو خطبہ پڑھا اور کہا کہ حضرت ﷺ نے ہم کو نکاح متعہ کی تین دن اجازت دی پھر اس کو حرام کر ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ حمد و ثناء کے بعد کہا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ نکاح متعہ کرتے ہیں بعد منع کرنے حضرت ﷺ کے اس سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ڈھا دیا ہے متعہ کو نکاح اور طلاق اور عدت اور میراث نے روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح) اور یہ جو کہا کہ مرد اور عورت موافقت کریں نکاح پر تو ان کی گزران تین دن ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مدت کا مطلق ہونا محمول ہے مقید پر ساتھ تین دنوں کے سمیت ان کی راتوں کے اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا یہ چیز ہمارے واسطے خاص تھی یا عام لوگوں کے واسطے تھی تو واقع ہوئی ہے تصریح ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ خاص ہونے کے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اس سے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حلال ہو واسطے ہمارے یعنی واسطے اصحاب حضرت ﷺ کے متعہ کرنا عورتوں سے تین دن پھر حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور یہ جو کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت ﷺ سے بیان کیا ہے کہ وہ منسوخ ہے تو مراد اس کی ساتھ اس کے تصریح علی رضی اللہ عنہ کی ہے حضرت ﷺ سے ساتھ نہی کے اس سے بعد اجازت دینے کے بیچ اس کے اور اس کا بیان بسط کے ساتھ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ منسوخ کیا رمضان نے ہر روزے کو اور منسوخ متعہ کو طلاق اور عدت اور میراث نے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ نکاح متعہ کے کہا ابن منذر نے کہ پہلوں سے اس کی رخصت آئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ کوئی اس کو اب جائز رکھتا ہو مگر بعض رافضی اور نہیں ہیں کوئی معنی واسطے اس قول کے جو قرآن اور حدیث کے مخالف ہو اور کہا عیاض نے کہ پھر واقع ہوا ہے اجماع سب علماء کا اوپر حرام ہونے اس کے مگر رافضیوں نے اس کو جائز رکھا ہے اور بہر حال ابن عباس رضی اللہ عنہما سومروی ہے اس سے مباح ہونا اس کا اور کبھی مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے رجوع کیا کہا ابن بطلال نے کہ روایت رجوع کی اس سے ضعیف

سندوں کے ساتھ آئی ہے اور اجازت متعہ کی اس سے صحیح تر ہے اور یہی ہے مذہب شیعہ کا اور اجماع ہے علماء کا اس پر کہ جب واقع ہو جو باطل تو باطل کیا جائے برابر ہے کہ دخول سے پہلے ہو یا پچھے مگر قول زفر کا کہ ٹھہرایا اس نے اس کو مانند شرط فاسد کے اور رد کرتا ہے اس کو قول حضرت عائشہؓ کا کہ جس شخص کے پاس کوئی متعہ والی عورت ہو تو چاہیے کہ اس کو چھوڑ دے اور یہ حدیث مسلم میں ہے، کہا خطابی نے کہ حرام ہونا نکاح متعہ کا مانند اجماع کے ہے مگر بعض شیعہ سے اور نہیں صحیح ہے ان کے قاعدے پر اس واسطے کہ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ مختلف مسئلوں میں علیؓ اور ان کے اہل بیت کی طرف رجوع کیا جائے سوا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ متعہ منسوخ ہوا اور نقل کیا ہے بیہقی نے جعفر بن محمد سے کہ وہ متعہ سے پوچھے گئے تو کہا کہ وہ ہو بہو زنا ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ جو بعض حنفیوں نے امام مالکؒ سے اس کا جواز نقل کیا ہے تو وہ خطا ہے اس واسطے کہ مبالغہ کیا ہے مالکیوں نے بیچ منع کرنے نکاح موقت کے یہاں تک کہ باطل کہا ہے انہوں نے توقيت حل کو اس کے سبب سے سو کہا انہوں نے کہ اگر معلق کرے ایسے وقت پر کہ اس کا آنا ضرور ہے تو واقع ہوتی ہے طلاق اب اس واسطے کہ یہ توقيت ہے واسطے حل کے یعنی موقت کرنا پس ہوگا بیچ منع متعہ نکاح کے کہا عیاض نے اور اجماع ہے اس پر کہ شرط بطلان کی تصریح کرتی ہے ساتھ شرط کے سوا اگر نیت کرے وقت عقد کے یہ کہ چھوڑے بعد مدت کے تو صحیح ہو جاتا ہے نکاح مگر اوزاعی نے اس کو باطل کہا ہے اور اختلاف ہے کہ اگر کوئی نکاح متعہ کرے تو اس کو حد ماری جائے یا تعزیر اس میں دو قول ہیں ماخذ ان کا یہ ہے کہ اتفاق بعد خلاف کے کیا اٹھا دیتا ہے خلاف پہلے کو اور کہا قرطبی نے کہ سب روایتوں کا اتفاق ہے اس پر کہ زمانہ اباحت متعہ کا دراز نہیں ہوا اور یہ کہ وہ حرام ہوا پھر اجماع کیا ہے سلف اور خلف نے اس کے حرام ہونے پر مگر جس کی طرف التفات نہیں کیا جاتا تارفضیوں سے اور جزم کیا ہے ایک جماعت نے کہ اکیلے ہوئے ہیں ابن عباسؓ ساتھ مباح جاننے اس کے کی سو وہ مسئلہ مشہورہ سے ہے اور وہ کیاب ہونا مخالف کا ہے فقط ابن عباسؓ ہی نے اس کو مباح کہا ہے ان کے سوائے کسی نے اس کو مباح نہیں کہا لیکن کہا ابن عبد البر نے کہ ابن عباسؓ کے ساتھی کے والوں اور یمن والوں سے اس کو مباح کہتے ہیں پھر اتفاق کیا ہے شہروں کے فقہاء نے اس پر کہ وہ حرام ہے اور کہا ابن حزمؒ نے کہ ثابت ہو چکی ہے اباحت اس کی بعد حضرت عائشہؓ کے ابن مسعودؓ اور معاویہؓ اور ابو سعیدؓ سے لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اس کی سند صحیح نہیں اور باوجود اس کے کہ اعتراف کیا ہے ابن حزمؒ نے ساتھ حرام ہونے اس کے کی واسطے ثابت ہونے اس کے کی حضرت عائشہؓ سے کہ وہ حرام ہے قیامت تک۔ (فتح)

بَابُ عَرَضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ جائز ہے واسطے عورت کے پیش کرنا اپنی جان کا

نیک مرد پر۔

الصَّالِحِ

فائدہ: کہا ابن منیر نے حاشیہ میں کہ بخاری کے لطائف سے ہے جب اس نے معلوم کیا خصوصیت کو بیچ قصے اس

عورت کے جس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی تو استنباط کی حدیث سے وہ چیز جس میں خصوصیت نہیں اور وہ جواز عرض کرنا عورت کا ہے اپنی جان کو نیک مرد پر واسطے رغبت کے اس کی پرہیزگاری اور نیکو کاری میں سو یہ عورت کو جائز ہے اور جب رغبت کرے مرد بیچ اس کے تو نکاح کرے اس سے ساتھ شرط اس کی کے۔ (فتح)

۴۷۲۶۔ حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے کہ میں انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس ان کی ایک بیٹی تھی کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی عرض کرتی تھی کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی کہا یا حضرت! کیا آپ کو میری حاجت ہے؟ تو انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ کیا کم شرم تھی اے فعل بد! اے فعل بد! انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تجھ سے بہتر تھی کہ اس نے حضرت ﷺ کے نکاح کی رغبت کی سو اپنی جان حضرت ﷺ پر عرض کی۔

۴۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبَنَانِيَّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ ابْنَةٌ لَهُ قَالَ قَالَ أَنَسُ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْكَ بِي حَاجَةٌ فَقَالَتْ بِنْتُ أَنَسٍ مَا أَقَلَّ حَيَاتِهَا وَآ سَوَاتَاهُ وَآ سَوَاتَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكَ رَغِبْتُ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا.

فائدہ: میں اس عورت کی تعیین پر واقف نہیں ہوا اور شاید یہ ان عورتوں میں ہے جنہوں نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی تھی اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ کہ یہ عورت اور ہے جس عورت کا سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ذکر ہے اور وہ اور ہے۔ (فتح)

۴۷۲۷۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی سو ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں فرمایا جا اور تلاش کر اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ مڑ گیا پھر پھر اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نے کچھ چیز نہیں پائی اور نہ لوہے کی ایک انگوٹھی لیکن میرا یہ تہہ بند ہے میں اس کو آدھا دیتا ہوں سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا تہہ بند سے اگر تو اس کو پہنے گا تو

۴۷۲۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو عَسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَوِّجِيهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ إِذْهَبْ فَالْتِمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي وَلَهَا نِصْفُهُ

اس عورت پر کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر اس سے کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ جب اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی تو اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو دیکھ کر بلایا یا آپ کے پاس بلایا گیا سو فرمایا کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے اس نے چند سورتوں کو گنا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا قرآن (یاد کروانے) کے بدلے جو تیرے پاس ہے۔

قَالَ سَهْلٌ وَمَا لَهُ رِذَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِإِزَارِكَ إِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبَسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى إِذَا طَالَ مَجْلِسُهُ قَامَ فَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ أَوْ دُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَقَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِسُورٍ يُعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَلِّكْنَا كَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کہ کہ مرد کو کہے کہ تو مجھ سے نکاح کر لے یا میں نے اپنی جان نکاح کر دی اور اس کو معلوم کروانا کہ مجھ کو تجھ سے رغبت ہے اور یہ کہ نہیں ہے کوئی نقص اس پر بیچ اس کے اور یہ کہ جس مرد پر عورت اپنی جان کو پیش کرے اس کو اختیار ہے نکاح کرنے اور نہ کرنے میں لیکن مرد کو لائق نہیں کہ اس کو صریحاً کہے کہ میں تجھ سے نکاح نہیں کرتا یا مجھ کو تیری حاجت نہیں بلکہ کافی ہے چپ رہنا اور اس میں چپ رہنا عالم کا ہے اور جو کسی حاجت سے سوال کیا جائے جب کہ نہ ارادہ کرے اسعاف کا اور یہ نرم تر ہے سائل کے پھیرنے میں۔ (فتح)

عرض کرنا آدمی کا اپنی بیٹی یا بہن کو نیک لوگوں پر۔

بَابُ عَرْضِ الْإِنْسَانِ ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ عَلَى أَهْلِ الْخَيْرِ.

۴۷۲۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی یعنی میری بہن حمیس سے بیوہ ہوئی یعنی ان کا خاوند مر گیا اور وہ حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے تھا سو مدینے میں فوت ہو اسو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ تو حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لے سو اس نے کہا کہ میں اپنے کام یعنی اس بات میں سوچوں گا سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ سے ملا

۴۷۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ حُنَيْسِ بْنِ خَدَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ

سو اس نے کہا مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دوں سو ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی چپ رہے اور مجھ کو کچھ جواب نہ دیا سو مجھ کو ان پر عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ غصہ تھا (کہ اس نے مجھ کو صاف جواب دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو مطلق کچھ جواب نہ دیا) پھر میں چند دن ٹھہرا پھر حضرت ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا تو میں نے اس کا نکاح حضرت ﷺ سے کر دیا پھر مجھ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے سو کہا کہ جب تو نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کرنے کو میرے ساتھ کہا تھا اور میں نے تجھ کو کچھ جواب نہ دیا تو شاید تو مجھ پر غصے ہوا ہوگا؟ میں نے کہا ہاں! ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ شان یہ ہے کہ نہ منع کیا مجھ کو کسی چیز نے تیرے جواب دینے سے اس چیز میں کہ تو نے مجھ پر عرض کی مگر اس نے کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کا ذکر کیا سو مجھ کو لائق نہ تھا کہ حضرت ﷺ کے راز کو ظاہر کروں اور اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا۔

أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَفَّى بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَتَيْتُ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيْلِي ثُمَّ لَقَيْتَنِي فَقَالَ قَدْ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقُلْتُ إِنَّ سِنْتَ زَوْجِكَ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ فَصَمَّتْ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا وَكُنْتُ أَوْجَدُ عَلَيْهِ مَنِيَّ عَلَى عُمَانَ فَلَبِثْتُ لَيْلِي ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقَيْتَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَحَدَّثْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ شَيْئًا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ عَلَيَّ إِلَّا ابْنِي كُنْتُ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشَى سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلُهَا.

فائدہ: اس حدیث میں عرض کرنا بیٹی کا ہے نیک مرد پر اور یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ کہ مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں تو شاید عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی وہ خبر پہنچی ہوگی جو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچی ذکر کرنے حضرت ﷺ کے سے واسطے حفصہ رضی اللہ عنہا کے سو کیا اس نے جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا راز کے ظاہر نہ کرنے سے اور جواب دیا عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ خوب طرح کے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر زیادہ غضبناک ہونا دو وجہ سے تھا ایک یہ کہ ان کو آپس میں نہایت دوستی تھی اور حضرت ﷺ نے دونوں کو آپس میں بھائی بنایا ہوا تھا دوم یہ کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی

بار جواب دیا اور دوسری بار عذر کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مطلق کچھ جواب نہ دیا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سخت غضبناک تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے غضب سے عثمان رضی اللہ عنہ پر اور یہ جو کہا کہ اگر حضرت اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو نکاح کرتا تو ایک روایت میں ہے کہ اگر یہ عذر نہ ہوتا تو میں اس کو قبول کرتا تو اس سے مستفاد ہوتا ہے عذر اس کا بیچ اس کے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نہ کہا جیسے عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں اور اس حدیث میں فضیلت ہے راز کے چھپانے کی اور جب خود راز والا اس کو ظاہر کر دے تو سامع سے اس کا جرح اٹھ جاتا ہے اور اس میں عتاب کرنا مرد کا ہے واسطے بھائی اپنے کے اور عذر کرنا اس کا ہے طرف اس کی اور یہ آدمی کی پیدا آشی بات ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جو اس راز کو چھپایا تو احتمال ہے کہ وہ ڈرے ہوں اس سے کہ حضرت ﷺ کو ظاہر ہو کہ اس سے نکاح نہ کریں تو اس سے عمر رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ جائے اور شاید حضرت ﷺ نے ان کو اس کی خبر دی ہوگی کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا چاہتا ہوں یا بطور مشورے کے یا اس واسطے کہ حضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کوئی چیز نہ چھپاتے تھے جس کا ارادہ کرتے یہاں تک کہ وہ چیز بھی جس پر عادت میں نقص ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھی اور اس بات کو بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہ چھپایا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو یقین تھا کہ وہ آپ کو اپنی جان پر مقدم کرتے ہیں اور اسی واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اس پر اطلاع ہوئی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں لائق ہے چھوٹے کو یہ کہ نکاح کا پیغام کرے اس عورت کو جس سے کوئی بزرگ نکاح کرنا چاہتا ہو اگرچہ اس کی طرف سے نکاح کا پیغام نہ واقع ہوا ہو چہ جائیکہ اس طرف جھکے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نکاح اس عورت سے جس کو حضرت ﷺ نے نکاح کا پیغام کیا ہو یا اس سے نکاح کا ارادہ کیا ہو واسطے قول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے آدمی کے یہ کہ عرض کرے اپنی بیٹی وغیرہ کو جس کا وہ ولی ہو اس شخص پر کہ اعتقاد رکھتا ہو اس کی خیر اور بزرگی کا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے نفع سے جو پھرنے والا ہے طرف اس عورت کے جس کو عرض کیا گیا اور یہ کہ اس میں شرم کرنی لائق نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے عرض کرنا اس کا اس مرد پر اگرچہ اس کے نکاح میں آگے کوئی عورت ہو اس واسطے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اس وقت عورت تھی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ فلا نے کا راز ظاہر نہیں کرے گا پھر راز والا خود اپنا راز ظاہر کر دے پھر وہ قسم کھانے والا اس کو ظاہر کرے تو وہ حائث نہیں ہوتا اور اس پر کفارہ قسم کا نہیں آتا اس واسطے کہ راز والے نے خود اپنا راز ظاہر کیا ہے قسم کھانے والے نے ظاہر نہیں کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوہ کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جائے جیسا کہ کنواری کے نکاح کا پیغام اس کے باپ کو کیا جاتا ہے اور خود اس عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے اور نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو دلالت کرے اس پر کہ خود عورت کو نکاح کا پیغام نہ کیا جائے کہا ابن بطلال نے کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ نکاح کر دے اپنی بیٹی کو جو بیوہ

ہو بغیر اس کے مشورے کے جب کہ جانتا ہو کہ وہ اس بات کو برا نہیں جانتی اور پیغام کرنے والا اس کے کفو سے ہو اور نہیں ہے حدیث میں تصریح ساتھ نفی مذکور کے مگر یہ کہ لیا جاتا ہے یہ اس کے غیر سے اور البتہ باب باندھا ہے واسطے اس کے نسائی نے کہ نکاح کر دینا مرد کا اپنی بیٹی کو جو بڑی ہو یعنی بالغہ ہو سوا اگر مراد ساتھ رضا مندی کے ہے تو نہیں مخالف ہے قواعد کے اور اگر مراد اس کے ساتھ خبر کرنے کے ہے تو منع کیا جائے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۷۲۹۔ حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے کہا کہ البتہ ہم نے آپس میں چرچا کیا کہ بے شک آپ ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی سے جس کا نام درہ ہے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر اگر میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح نہ کیا ہوتا تو بھی وہ مجھ کو حلال نہ تھی کہ بے شک اس کا باپ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔

۴۷۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّكَ نَاكِحٌ دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَى أُمَّ سَلَمَةَ لَوْ لَمْ أَنْكِحْ أُمَّ سَلَمَةَ مَا حَلَّتْ لِي إِنْ أَبَاهَا أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نہیں ذکر کیا مقصود ترجمہ کو یعنی جو جملہ اس کا ترجمہ کے موافق ہے اس کو ذکر نہیں کیا واسطے بے پرواہ ہونے کے ساتھ اشارے کے طرف اس کے اور وہ قول ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ

میری بہن سے نکاح کر لیجیے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ﴾ الْآيَةَ إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾.

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ شامل ہے یہ آیت چار احکام کو دو مباح ہیں تعریض یعنی کنایت کرنا اور چھپانا اپنے جی میں اور دو منع ہیں نکاح عدت میں اور وعدہ کرنا بیچ اس کے۔

﴿أَوْ أَكْنَنْتُمْ﴾ اضمرتہم وکل شیء صنتہ وأضمرتہ فهو مكنون۔
اواکنتم کے معنی ہیں چھپا رکھو تم اپنے دل میں اور ہر چیز کے نگاہ رکھے تو اس کو سووہ مکنون ہے۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں عورت کی عدت کے دنوں میں مباح ہیں کچھ حرج نہیں۔
وَقَالَ لِي طَلِقٌ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ مَنْصُورٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول

کی تفسیر میں فیما عروضتم کہا کہ کہے میں نکاح کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ مجھ کو کوئی نیک عورت میسر ہو۔

عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿فِيمَا عَرَضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ﴾ يَقُولُ إِنِّي أُرِيدُ التَّرْوِيجَ وَلَوْ دِدْتُ أَنَّهُ تَيْسَرَ لِي امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ.

فائدہ: یہ تفسیر ہے واسطے تعریض کے جو مذکور ہے آیت میں کہا زنجیری نے کہ تعریض یہ ہے کہ ذکر کرے متکلم کسی چیز کو کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جس کو ذکر نہیں کیا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ تعریف مجاز کو نہیں نکالتی اور جواب دیا ہے سعد الدین نے کہ اس نے تعریف کا قصد نہیں کیا پھر تحقیق کیا ہے اس نے تعریض کو ساتھ اس کے کہ وہ ذکر کرنا ہے ایک چیز مقصود کا ساتھ لفظ حقیقی یا مجازی یا کنائے کے کہ دلالت کرے ساتھ اس کے دوسری چیز پر جو کلام میں مذکور نہیں مثل اس کے کہ ذکر کرے کہ میں سلام کو آیا ہوں اور مقصد اس کا تقاضا کرنا ہو اور اقتصار کیا ہے بخاری نے اس باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث موقوف پر اور باب میں حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور وہ فرمانا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہ جب تو عدت سے حلال ہو تو مجھ کو خبر کرنا اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ مراد ساتھ اس حکم کے وہ عورت ہے جس کا خاندن مرد گیا ہو اور جو عورت کہ طلاق بائن کی عدت میں ہو تو اس میں اختلاف ہے اور اسی طرح جس کا نکاح موقوف ہو اور بہر حال رجعی طلاق والی عورت تو کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے اس کو عدت میں نکاح کی تعریض کرے اور حاصل یہ ہے کہ صریح نکاح کا پیغام ب عدت والی عورتوں کو حرام ہے اور تعریض مباح ہے واسطے پہلی کے حرام ہے پچھلی میں مختلف ہے بائن میں۔ (فتح)

وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُولُ إِنَّكَ عَلَيَّ كَرِيمَةٌ وَإِنِّي فِيكَ لَرَاغِبٌ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَانِقٌ إِلَيْكَ خَيْرًا أَوْ نَحْوَ هَذَا.

اور کہا قاسم نے کہ کہے کہ بے شک تو مجھ پر بزرگ ہے اور البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں اور اللہ ہانکنے والا ہے تیری طرف خیر کو یا مانند اس کے۔

فائدہ: یہ دوسری تفسیر ہے واسطے تعریض کے اور یہ سب مثالیں ہیں اسی واسطے اس کے اخیر میں کہا یا مانند اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ اس کے خاندن کی موت میں کہے اور یہ جو مثالوں میں کہا کہ البتہ میں تجھ میں رغبت کرنے والا ہوں تو یہ دلالت کرتا ہے کہ اگر عدت میں صریح رغبت کا لفظ بولے تو منع نہیں اور نہیں ہوتا ہے صریح اس کے نکاح کے پیغام میں یہاں تک کہ تصریح کرے ساتھ متعلق رغبت کے جیسے کہے میں تیرے نکاح میں رغبت کرنے والا ہوں اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ جو قاسم نے ذکر کیا ہے یہ تعریض کی صورت ہے اور تصریح کی صورتوں میں سے یہ ہے کہ کہے کہ اپنی جان کو مجھ سے آگے نہ بڑھا کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں اور اگر یہ نہ کہے کہ میں تجھ سے نکاح کرنے والا ہوں تو یہ تعریض کی صورت ہے۔

وَقَالَ عَطَاءٌ يُعْرَضُ وَلَا يَبُوحُ يَقُولُ إِنَّ لِي حَاجَةً وَأَبْشِرِي وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللَّهِ نَافِقَةٌ وَتَقُولُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُولُ وَلَا تَعِدُّ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلَيْهَا بَغِيرٍ عِلْمِهَا وَإِنْ وَاعَدْتَ رَجُلًا فِي عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدَ لَمْ يَفْرَقْ بَيْنَهُمَا.

یعنی اور کہا عطاء نے کہ تعریض کرے اور صریح نہ کہے یعنی یوں کہے کہ مجھ کو حاجت ہے اور تو ساتھ حمد اللہ کے ہر شخص کو محبوب ہے اور تجھ کو ہر شخص چاہتا ہے اور وہ عورت کہے کہ البتہ میں سنتی ہوں جو تو کہتا ہے اور نہ وعدہ کرے کچھ اور نہ وعدہ کرے اس کا ولی بغیر اس کے علم کے اور اگر عورت اپنی عدت میں کسی شخص سے نکاح کا وعدہ کرے پھر وہ مرد اس کے بعد یعنی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرے تو ان کے درمیان تفریق نہ کی جائے۔

فائدہ: یعنی نکاح کے صحیح ہونے میں کچھ نقصان نہیں آتا اگرچہ گناہ واقع ہوتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ بہتر ہے واسطے تیرے یہ کہ تو اس سے جدا ہو جائے اور اگر عدت میں نکاح کا پیغام صریح کرے لیکن عقد عدت گزرنے کے بعد کرے تو اس میں اختلاف ہے سو امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے جدا ہو جائے اس کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے اگرچہ مرتکب ہوا ہے نبی کو ساتھ تصریح مذکور کے واسطے مختلف ہونے جہت کے اور کہا مہلب نے کہ علت منع کی تصریح سے عدت میں یہ ہے کہ یہ ذریعہ ہے طرف جماع کے عدت میں اور وہ رد کی گئی ہے اس میں مردے کے پانے پر یا مطلق اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ یہ علت صرف عقد کے منع ہونے کی قابلیت رکھتی ہے مجرد تصریح کی نہیں رکھتی مگر یہ کہ کہا جائے کہ تصریح ذریعہ ہے عقد کا اور عقد ذریعہ ہے جماع کا اور اگر عقد عدت میں واقع ہو اور دخول کرے تو اتفاق ہے سب علماء کا اس پر کہ ان کے درمیان تفریق کی جائے اور کہا مالک رضی اللہ عنہ اور لیث اور اوزاعی نے کہ نہیں حلال ہے اس کو نکاح کرنا اس عورت سے اس کے بعد اور باقی لوگوں نے کہا کہ اس کو حلال ہے کہ جب عدت گزر جائے تو اس سے نکاح کرے جب چاہے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ﴿لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا﴾
 یعنی اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مراد سرّاً سے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَلَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا﴾ میں زنا ہے۔
 الزَّانَا.

فائدہ: اور قول اس کا سرّاً کہا قنادہ نے اس کی تفسیر میں کہ عدت میں عورت سے عہد و پیمانہ نہ لے لے یہ کہ عورت اس کے سوائے کسی اور کو نکاح نہ کرے اور یہ احسن ہے اس شخص کے قول سے جو اس کو زنا کے ساتھ تفسیر کرتا ہے اس واسطے کہ کلام کا ماقبل اور مابعد اس پر دلالت نہیں کرتا اور جائز ہے لغت میں یہ کہ نام رکھا جائے جماع کا سرّاً اور اس واسطے جائز ہے اطلاق اس کا عقد پر اور نہیں شک ہے کہ وعدہ کرنا زیادہ ہے تعریض باذن فیہ سے اور استدلال کیا گیا

ہے ساتھ آیت کے اس پر کہ تعریض قذف میں نہیں واجب کرتی حد کو اس واسطے کہ عدت والی عورت کو نکاح کا پیغام کرنا حرام ہے اور اس میں تصریح اور تعریض کے ساتھ فرق کیا گیا ہے سو تصریح منع ہے اور تعریض جائز ہے باوجود اس کے کہ مقصود مفہوم ہے دونوں سے پس اسی واسطے فرق کیا جاتا ہے سچ واجب کرنے حد قذف کے درمیان تصریح اور تعریض کے۔ (فتح)

اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مراد اللہ تعالیٰ کے قول حتی یبلغ الكتاب اجله سے یہ ہے کہ عدت گزر جائے یعنی نہ قصد کرو نکاح کا یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

وَيُذَكِّرُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ﴾ تَنْقِضِي الْعِدَّةَ.

بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ قَبْلَ التَّرْوِيجِ . باب ہے نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا۔

فائدہ: استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کا جامعو ہونا باب کی دونوں حدیثوں سے اس واسطے کہ جن حدیثوں سے اس بات کی تصریح ہے وہ بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں اگرچہ صحیح ہیں اور اس باب میں بہت حدیثیں آچکی ہیں ان میں زیادہ تر صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ انصاریوں کی آنکھ میں کچھ چیز ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور مراد چیز سے آنکھ کا چھوٹا ہونا ہے اور مراد مرد سے احتمال ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہا ہو اس واسطے کہ ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اس نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام کیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو دیکھ لے اس واسطے کہ یہ لائق تر ہے کہ الفت ڈالے درمیان تمہارے اور ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے سو اگر اس سے ہو سکے کہ نظر کرے اس چیز کی طرف یعنی اس کے اعضاء کے جو اس کو اس کے نکاح کی باعث ہو تو چاہیے کہ کرے اور اس کی سند حسن ہے اور واسطے اس کے شاہد ہے محمد بن سلمہ کی حدیث سے صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے۔ (فتح)

۴۷۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا مجھ سے کہ میں نے تجھ کو خواب میں دیکھا کہ فرشتہ تجھ کو میرے پاس لاتا ہے ریشمی نکلے میں سو وہ یوں کہتا ہے کہ یہ تیری بیوی ہے سو میں نے تیرے چہرے سے کپڑا کھولا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے سو میں کہتا

۴۷۳۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُكَ فِي الْمَنَامِ يَجِيءُ بِكَ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَوْبِي فَقَالَ لِي

ہوں کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا یعنی تو میرے نکاح میں آئے گی یعنی اگر اس خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہوئی تو بے شک نکاح ہوگا اس واسطے کہ پیغمبر ﷺ کی خواب میں کچھ شک اور تردد نہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں اکشفا ساتھ لفظ مضارع کے ہے اور تعبیر لفظ مضارع کی واسطے حاضر کرنے صورت حال کے ہے کہا ابن نمیر نے کہ احتمال ہے کہ دیکھی ہو حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعضاء سے وہ چیز جس کا مخاطب کو دیکھنا جائز ہے اور ضمیر اکشفا میں واسطے سرقہ کے ہے اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے محمول کیا ہے اس کو اس پر کہ پیغمبروں کا خواب وحی ہے اور یہ کہ وہ جس طرح جاگتے معصوم ہیں اسی طرح خواب میں بھی معصوم ہیں اور نیز اس نے کہا کہ اس حدیث سے ترجمہ پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں بلکہ اس میں نظر ہے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت لڑکپن کی عمر میں تھیں سو البتہ ان میں کوئی مستور چیز نہ تھی لیکن لگاؤ طلب کیا جاتا ہے ساتھ اس کے فی الجملہ کہ نکاح سے پہلے عورت کے دیکھنے میں ایک مصلحت ہے جو راجح ہے طرف عقد کے اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ اس کو واقع کرے گا تو کہا عیاض نے احتمال ہے کہ یہ واقعہ پیغمبر ہونے سے پہلے ہو سواں میں کچھ اشکال نہیں اور اگر پیغمبر ہونے کے بعد ہو تو اس میں تین احتمال ہیں ایک تردد ہے اس میں کہ کیا وہ دنیا اور آخرت دونوں میں آپ کی بیوی ہے یا فقط دنیا میں؟ دوسرا یہ شک ہے اس کا ظاہر مراد نہیں، تیسرا وجہ تردد کی یہ ہے کہ آیا وہ خواب وحی ہے اپنے ظاہر اور حقیقت پر ہے یا خواب وحی ہے کہ اس کے واسطے کوئی تعبیر ہے اور دونوں کام پیغمبروں کے حق میں جائز ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اخیر احتمال معتمد ہے اور اس کے سوائے کوئی احتمال ٹھیک نہیں اور پہلے احتمال کو رد کرتا ہے سیاق حدیث کا اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں کہ ظاہر حضرت ﷺ کے اس قول کا کہ اچانک وہ صورت تیری تھی مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے پہلے دیکھا ہو اور پہچانا تھا اور واقع یہ ہے کہ وہ پیغمبر ہونے کے بعد پیدا ہوئیں اور تین احتمال کے پہلے احتمال کو رد کرتی ہے حدیث ابن حبان کی کہ وہ تیری بیوی ہے دنیا اور آخرت میں اور دوسرا احتمال بعید ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۷۳۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے عرض کیا کہ یا حضرت! میں آئی ہوں تاکہ اپنی جان آپ کو بخشوں سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی یعنی اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر اپنے سر کو نیچے ڈالا سو جب اس عورت نے

۴۷۳۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

دیکھا کہ حضرت ﷺ نے اس کے حق میں کچھ حکم نہیں کیا تو بیٹھ گئی پھر ایک مرد حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے اٹھا سو اس نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جا سوتلاش کر کیا تو کچھ پاتا ہے سو وہ گیا پھر پھر اسو کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! میں نے کچھ چیز نہیں پائی، حضرت ﷺ نے فرمایا جا اور تلاش کر اگر چلو ہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھر اسو کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اور میں نے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں پائی لیکن میرا تہہ بند ہے سو آدھا اس کو دیتا ہوں سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے پاس چادر نہ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا کرے گا اپنے اس تہہ بند کو اگر تو اس کو پہنے گا تو اس پر اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تجھ پر کچھ نہ رہے گا سو وہ مرد بیٹھ گیا یہاں تک کہ اس کو بیٹھے بہت دیر ہوئی پھر اٹھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھرتے دیکھا تو حضرت ﷺ نے اس کے بلانے کا حکم کیا سو وہ بلایا گیا پھر جب آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلانی فلانی سورت یاد ہے اس نے ان کو گنا فرمایا کہ کیا تو ان کو یاد پڑھ سکتا ہے؟ اس نے کہ ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا جا کہ ہم نے تجھ کو اس عورت کا مالک کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اور شاہد ترجمہ کا اس حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو پاؤں تک دیکھا اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا جمہور نے کہ جائز ہے واسطے مرد کے یہ کہ دیکھے اس عورت کو جس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہو کہا انہوں نے اور اس کی دونوں ہتھیلیوں اور منہ کے سوا اور کسی چیز کو نہ دیکھے اور کہا اوزاعی نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَدَ النَّظْرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ ثُمَّ طَاطَأَ رَأْسَهُ فَلَمَّا رَأَتْ الْمَرْأَةَ أَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ أُمِّي رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَرُوجِيهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ فَانظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ انظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ هَذَا إِزَارِي قَالَ سَهْلٌ مَا لَهُ رِدَاءٌ فَلَهَا نِصْفُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَصْنَعُ يَا زَارِكُ إِنْ لَيْسَتْ لَكَ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَيْسَتْ لَكَ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتَّى طَالَ مَجْلِسُهُ ثُمَّ قَامَ فَرَأَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا عَدَدَهَا قَالَ اتَّقِرُوا هُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ إِذْهَبْ فَقَدْ مَلَكَتْكِهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

کہ اس کا جو عضو چاہے دیکھے سوائے شرم گاہ کے اور کہا ابن حزم نے کہ جائز ہے کہ اس کے آگے پیچھے کو دیکھے اور احمد کی اس میں تین روایتیں ہیں پہلی مانند جمہور کے ہے دوسری یہ کہ جو عضو اکثر اوقات کھلا رہتا ہے اس کو دیکھے تیسری یہ ہے کہ اس کو نگئی دیکھے اور نیز جمہور نے کہا کہ جائز ہے کہ اس کو دیکھے جب چاہے اس کی اجازت کے بغیر اور مالک سے ایک روایت ہے کہ اس کی اجازت شرط ہے اور نقل کیا ہے طحاوی نے ایک قوم سے کہ نکاح سے پہلے مخطوبہ عورت کو دیکھنا کسی حال میں درست نہیں اس واسطے کہ وہ اس وقت ابھی بیگانی ہے اور روکیا ہے اس نے اور پران کے ساتھ حدیثوں مذکورہ کے۔ (فتح) اور یہی مذہب ہے ابوحنفیہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کا اور یہی قول ہے شافعی کا۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيِّهِ . باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے۔

فائدہ: استنباط کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس حکم کو آیتوں اور حدیثوں سے جن کو اس باب میں بیان کیا ہے اس واسطے کہ جس حدیث میں ترجمہ کا لفظ وارد ہوا ہے وہ اس کی شرط پر نہیں اور مشہور اس میں حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع ساتھ لفظ اس کے کی روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم اور ابن حبان نے لیکن کہا ترمذی نے اس کے بعد کہ ذکر کیا اختلاف کو کہ مجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو موصول کیا ہے اسرائیل ہے ابواسحاق سے اس نے روایت کی ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے اپنے باپ سے اور مجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کو مرسل روایت کیا ہے شعبہ اور سفیان ہے ابواسحاق سے اس نے روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے اس میں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور جس نے اس کو موصول کیا ہے وہ صحیح تر ہے اس واسطے کہ سنا ہے انہوں نے اس کو مختلف اوقات میں اور شعبہ اور سفیان اگرچہ زیادہ تر حافظ ہیں سب راویوں سے جنہوں نے اس کو ابواسحاق سے روایت کیا ہے لیکن دونوں نے اس کو ایک وقت میں سنا ہے پھر بیان کیا ابوداؤد طیالسی کے طریق سے اس نے روایت کی شعبہ سے کہا سنا میں سفیان ثوری سے کہ ابواسحاق سے پوچھتا تھا کہ کیا تو نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہے مگر ساتھ ولی کے؟ اس نے کہا ہاں اور اسرائیل ثابت ہے ابواسحاق میں پھر بیان کیا مہدی کے طریق سے اور اس نے کہا کہ نہیں فوت ہوا مجھ سے جو فوت ہوا مجھ سے ثوری کی حدیث سے ابواسحاق سے مگر اس واسطے کہ اعتماد کیا میں نے اسرائیل پر اس واسطے کہ وہ اس کو پورے طور سے بیان کرتا تھا اور روایت کی ہے ابن عدی نے عبدالرحمن بن مہدی سے کہ اسرائیل ابواسحاق میں اثبت ہے شعبہ اور سفیان سے اور مسند کیا ہے حاکم نے علی بن مدینی اور بخاری اور ذہلی وغیرہم کی حدیث سے کہ انہوں نے اسرائیل کی حدیث کو صحیح کہا ہے اور جو تامل کرے جو میں نے ذکر کیا تو پہچان لے کہ جنہوں نے اس کے موصول ہونے کو صحیح کہا ہے تو ان کی سند فقط یہی نہیں ہے کہ وہ زیادتی ثقہ کی ہے بلکہ واسطے قرینوں کے جو تقاضا کرتی ہیں واسطے ترجیح روایت اسرائیل کے کہ موصول کیا ہے اس کو

اس کے غیر پر اور اس حدیث کے باقی طریقوں کی طرف آئندہ اشارہ آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ علاوہ یہ ہے کہ استدلال کرنا ساتھ لا نکاح کے اوپر منع ہونے نکاح کے بغیر ولی کے منظور فیہ ہے اس واسطے کہ وہ محتاج ہے طرف تقدیر کے سو جو نفی صحت کی مقدر کرتا ہے تو قائم ہوتا ہے واسطے اس کے یہ استدلال اور جو نفی کمال کی مقدر کرتا ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے سو وہ محتاج ہے طرف تائید احتمال اول کے ساتھ ان دلیلوں کے جو باب میں مذکور ہیں اور جو اس کے مابعد ہیں۔ (فتح)

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾
فَدَخَلَ فِيهِ التَّيْبُ وَكَذَلِكَ الْبِكْرُ.

یعنی نہیں صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے واسطے دلیل اس آیت کے کہ جب طلاق دوم عورتوں کو سو پہنچ جائیں اپنی عدت کو تو نہ رو کو ان کو یہ کہ نکاح کر لیں اپنے خاندانوں سے سو داخل ہوئی اس میں عورت شوہر دیدہ اور اسی طرح کنواری۔

فائدہ: اور یہ ظاہر ہے واسطے عام ہونے لفظ نساء کے اور وجہ حجت پکڑنے کی آیت سے واسطے ترجمہ کے آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

وَقَالَ ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُوْمِنُوا﴾
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ نکاح کر دو مشرکوں کو یہاں تک کہ ایمان لائیں۔

فائدہ: وجہ حجت پکڑنے کی اس آیت سے اور جو اس کے بعد ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا ساتھ نکاح کر دینے کے مردوں کو اور نہیں خطاب کیا ساتھ اس کے عورتوں کو سو گویا کہا کہ نہ نکاح کر دو اے ولیو! مشرکوں کو وہ عورتیں جن کے تم ولی ہو۔

وَقَالَ ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ﴾
یعنی اور نکاح کر دو اپنی بیوہ عورتوں کو۔

٤٧٢٢- قَالَ يَحْيَىٰ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبَسَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلَىٰ أَرْبَعَةِ أَنْحَاءٍ لِنِكَاحٍ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَيَلْتَهُ أَوْ

٢٤٣٢- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیوی سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم پر تھا اس میں سے ایک قسم یہ نکاح ہے جو آجکل لوگ کرتے ہیں ایک مرد دوسرے مرد کو اس کی ولیہ یا بیٹی کے نکاح کا پیغام بھیجتا سو اس کے مہر کو معین کرتا (اور اس کی تعداد کا نام لیتا) پھر اس سے نکاح کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ دستور تھا کہ کوئی مرد اپنی عورت سے کہتا جب وہ اپنے حیض سے پاک ہوتی کہ فلا نے مرد کو بلائے اور اس سے جماع طلب کر لیتی اس کو کہہ کہ تجھ

سے جماع کرے اور اس کا خاوند اس سے الگ ہو جاتا اور اس سے کبھی صحبت نہ کرتا یہاں تک کہ ظاہر ہوتا حمل اس کا اس مرد سے جس سے جماع کرانا چاہتی پھر جب اس کا حمل ظاہر ہوتا تو اس کا خاوند اس سے صحبت کرتا جب چاہتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرتا وہ مرد یہ کام واسطے رغبت کے اولاد کی شرافت اور نجابت میں یعنی واسطے حاصل کرنے کے مرد کی منی سے اس واسطے کہ تھے طلب کرتے اس کو اپنے سرداروں اور رئیسوں سے دلاوری اور سخاوت وغیرہ سے تا کہ اولاد نجیب اور شریف ہو تو اس نکاح کا نام نکاح استبضاع تھا تیسری قسم یہ ہے کہ دس سے کم مرد جمع ہوتے پھر ایک عورت پر داخل ہوتے اور سب اس سے صحبت کرتے سو جب وہ حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی اور اس پر چند روز گزرتے بچہ جننے کے بعد تو ان مردوں کو بلا بھیجتی سو کوئی مرد ان میں سے باز نہ رہ سکتا یہاں تک کہ اس کے پاس جمع ہوتے وہ ان سے کہتی کہ البتہ تم نے اپنے کام کو پہچانا جو تم نے کیا اور البتہ میں نے بچہ جننا سوائے فلا نے وہ تیرا بیٹا ہے نام لیتی جس کا چاہتی سو اس عورت کا بیٹا اس مرد کے ساتھ لاحق ہوتا یعنی وہ اسی کا بیٹا سمجھا جاتا وہ مرد اس سے انکار نہ کر سکتا، چوتھی قسم یہ ہے کہ بہت لوگ جمع ہو کر ایک عورت پر داخل ہوتے نہ باز رہتی اس شخص سے جو اس کے پاس آتا اور وہ حرام کار عورتیں تھیں کہ اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کرتی تھیں یعنی تا کہ ان کو ہر کوئی پہچانے سو جو ان کا ارادہ کرتا ان پر داخل ہوتا پھر جب کوئی ان میں سے حاملہ ہوتی اور بچہ جنتی تو وہ سب اس کے پاس جمع کیے جاتے اور اپنے واسطے قیافہ شناس کو بلا تے سو لاحق کرتے اس کے بچے کو جس کے ساتھ اس کی

ابنتہ فَيَصِدُّهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحُ آخَرَ كَانَ الرَّجُلُ يَقُولُ لِأَمْرَأَتِهِ إِذَا طَهَّرْتَ مِنْ طَمَئِهَا أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي مِنْهُ وَبَعْتِ لَهَا زَوْجَهَا وَلَا يَمْسُهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ لَكَانَ هَذَا النِّكَاحُ نِكَاحُ الْإِسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحُ آخَرَ يَجْتَمِعُ الرِّهْطُ مَا دُونَ الْعَشْرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا إِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أُرْسِلَتْ إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وُلِدْتُ فَهِيَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ تَسْمِي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ فَيَلْحَقُ بِهِ وَوَلَدُهَا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعِ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهِنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جُمِعُوا لَهَا وَدَعُوا لَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ أَلْحَقُوا وَوَلَدُهَا بِالَّذِي يَرُونَ فَالْتَأَطُّ بِهِ وَدَعِيَ ابْنَهُ لَا

مشابہت دکھائی جاتی سو وہ اس کے ساتھ لاحق ہوتا اور اس کا بیٹا بلایا جاتا اس سے ہٹ نہ سکتا پھر جب حضرت ﷺ سچے پیغمبر ہوئے تو جاہلیت کے سب نکاحوں کو ڈھا دیا گیا مگر جو نکاح کہ لوگ آج کرتے ہیں۔

يَمْتَنِعُ مِنْ ذَلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

فائدہ: یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ جاہلیت کے زمانے میں نکاح چار قسم تھا تو کہا داؤدی نے کہ چند قسمیں نکاح کی باقی رہیں ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر نہیں کیا ایک نکاح خدن ہے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ولا متخذات اخدان﴾ کہتے تھے کہ جو چھپے یاری لگائے اس کا کچھ ڈر نہیں اور جو ظاہر ہو وہ ملامت ہے دوسرا نکاح متعہ کا وقد تقدم بیانہ تیسرا نکاح بدل ہے اور روایت کی دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نکاح بدل جاہلیت کے زمانے میں تھا ایک مرد دوسرے مرد کو کہتا کہ تو میرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دے اور میں تیرے واسطے اپنی عورت کو چھوڑ دیتا ہوں اور کچھ زیادہ دیتا ہوں اور اس کی سند ضعیف ہے۔ میں کہتا ہوں اور پہلا قسم وارد نہیں ہوتا اس واسطے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان عورتوں کا بیان کرنا ہے جن کے خاندان تھے یا جس کو خاندان نے اس کی اجازت دی تھی اور احتمال ہے کہ دوسرا قسم بھی وارد نہ ہو اس واسطے کہ ممنوع اس سے ہونا اس کا ہے مقدمہ ساتھ وقت معین کے نہ یہ کہ ولی کا نہ ہونا اس میں شرط ہے اور نہ وارد ہونا تیسرے کا سب سے زیادہ تر ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ جب حیض سے پاک ہوتی تو راز اس میں یہ ہے کہ تا کہ اس کو جلدی سے اس کا نطفہ ٹھہر جائے اور یہ جو کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہے یعنی جب لڑکا زینہ ہو اور جب لڑکی ہوتی تو کہتی یہ تیری بیٹی ہے لیکن احتمال ہے کہ نہ کرتی ہو یہ کام مگر جب کہ لڑکا ہوتا ہو اس واسطے کہ معلوم ہے کہ وہ بیٹی کو برا جانتے تھے اور بعض بیٹیوں کو مار ڈالتے تھے اور قافہ اس شخص کو کہتے ہیں جو پچھانے مشابہت بچے کی ساتھ والد کے پوشیدہ نشانیوں سے اور یہ جو کہا سب نکاحوں کو ڈھا ڈالا تو داخل ہے اس میں جس کو ذکر کیا اور جس کو نہ ذکر کیا اور یہ جو کہا مگر یہ نکاح جو لوگ آج کل کرتے ہیں یعنی جس کو میں نے اول ذکر کیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے کو نکاح کا پیغام بھیجے اور حجت پکڑی بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے اوپر شرط ہونے ولی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو اس حدیث کی راوی ہیں وہ بغیر ولی کے نکاح کو جائز رکھتی ہیں جیسے کہ مالک نے روایت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی یعنی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو نکاح کر دیا اور وہ موجود نہ تھا اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ حدیث میں اس کی تصریح وارد نہیں ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی زبان سے عقد نکاح کروایا تھا البتہ احتمال ہے کہ ان کی وہ بیٹی شوہر دیدہ ہو اور کفو کی طرف بلایا ہو اور اس کا باپ موجود نہ تھا سو منتقل ہوئی ولایت طرف ولی ابعدا کے یا طرف بادشاہ کے اور البتہ صحیح ہو چکا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کر دیا ایک مرد کو اپنے بھائی کی اولاد سے سوان کے درمیان پردہ ڈالا پھر کلام کیا یہاں تک کہ جب عقد کے سوائے کچھ باقی نہ رہا تو انہوں نے ایک

مرد کو حکم کیا اس نے نکاح پڑھا پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عورتوں کو نکاح باندھنے کا اختیار نہیں روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے۔ (فتح)

۴۷۳۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں اور جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں یتیم لڑکیوں کے حق میں کہ نہیں دیتے تم ان کو جو ان کے واسطے لکھا گیا ہے اور تم چاہتے ہو کہ تم ان کے نکاح کرو، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہ آیت یتیم لڑکی کے حق میں ہے جو کسی مرد یعنی ولی کی گود میں ہو شاید وہ اس کو اس کے مال میں شریک ہوتی ہو اور وہ قریب تر ہے طرف اس کے یعنی اور ولیوں سے بیچ نکاح کرنے اس کے ساتھ اپنے سونہ پھیرتا ہے کہ اس کے ساتھ نکاح کرے سو روکتا ہے اس کو اس کے مال کے سبب سے اور اس کو غیر کے نکاح میں نہیں دیتا واسطے برا جانتے ہوئے اس بات کو کہ کوئی اس کو اس کے مال میں شریک ہو۔

۴۷۳۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ ﴿وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّائِي لَا تُؤْتَوْنَ لَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ قَالَتْ هَذَا فِي الْيَتِيمَةِ الَّتِي تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا أَنْ تَكُونَ شَرِيكَتَهُ فِي مَالِهِ وَهُوَ أَوْلَىٰ بِهَا فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَنْكِحَهَا فَيَعْضَلُهَا لِمَالِهَا وَلَا يَنْكِحَهَا غَيْرَهُ كَرَاهِيَةً أَنْ يَشْرَكَهُ أَحَدٌ فِي مَالِهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۴۷۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حنیس سے بیوہ ہوئیں اور وہ ان اصحاب میں سے تھا جو جنگ بدر میں موجود تھے مدینہ میں فوت ہوا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس پر عرض کیا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں؟ اس نے کہا کہ میں اپنے کام میں سوچوں گا، سو میں چند دن ٹھہرا پھر مجھ کو ملا سو اس نے کہا مجھ کو ظاہر ہوا کہ میں آج نکاح نہ کروں پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا نکاح کر دوں۔

۴۷۳۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنَ ابْنِ حُدَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ تُوْفِيَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَقَيْتُ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ إِنَّ بِنْتَ اَنْكَحْتِكَ حَفْصَةَ فَقَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لِيَالِي ثُمَّ لَقَيْتِي فَقَالَ بَدَأَ لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هَذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ

إِنْ شِئْتَ أَنْكَحُكَ حَفْصَةَ.

فائدہ: دلالت کی اس حدیث نے اعتبار کرنا ولی کافی الجملہ اور اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔ (تح)

۴۷۳۵۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے کہا حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری کہا کہ میں نے اپنی بہن ایک مرد کو نکاح کر دی اور اس نے اس کو طلاق دی یہاں تک کہ جب اس کی عدت گزر چکی تو آیا اس کے نکاح کا پیغام کرتا یعنی اس کے ولی سے کہ وہ میں تھا تو میں نے کہا میں نے تجھ کو اپنی بہن نکاح کر دی اور میں نے اس کو تیرا بچھونا ٹھہرایا اور میں نے تجھ کو اکرام کیا سو تو نے اس کو طلاق دی پھر تو اس کے نکاح کے پیغام کو آیا قسم ہے اللہ کی وہ تیری طرف کبھی نہیں پھرے گی یعنی میں تجھ کو کبھی نکاح نہیں کروں گا اور وہ کھرا آدمی تھا یا نیک آدمی تھا اور وہ عورت یہی چاہتی تھی کہ اس کی طرف پلٹ جائے یعنی مرد کو اس کی حاجت تھی اور عورت کو اس کی حاجت تھی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ ان کو نہ روکو سو میں نے کہا کہ میں اب کرتا ہوں یا حضرت! سو اسی سے اس کا نکاح کر دیا۔

۴۷۳۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ ﴿ فَلَا تَعْضَلُوهُنَّ ﴾ قَالَ حَدَّثَنِي مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهَا نَزَلَتْ لِيهِ قَالَ زَوَّجْتُ أَخْتًا لِي مِنْ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتَّى إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَاءَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَهُ زَوَّجْتُكَ وَفَرَّشْتُكَ وَأَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقَتْهَا ثُمَّ جِئْتُ تَخْطُبُهَا لَا وَاللَّهِ لَا تَعُودُ إِلَيْكَ أَبَدًا وَكَانَ رَجُلًا لَا بَأْسَ بِهِ وَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَرِيدُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿ فَلَا تَعْضَلُوهُنَّ ﴾ فَقُلْتُ الْآنَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَزَوَّجَهَا إِيَّاهُ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ حدیث بیان کی مجھ کو معقل رضی اللہ عنہ نے تو یہ صریح ہے اس حدیث کے مرفوع اور موصول ہونے میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو یہ صریح ہے کہ یہ آیت اس قصے میں اتری اور نہیں منع کرتا اس کو یہ کہ ظاہر خطاب کا سیاق سے خاوندوں کے واسطے ہو جس جگہ واقع ہوا ہے اس میں کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو لیکن قول اللہ تعالیٰ کا باقی آیت میں ان سکنن ازواجھن ظاہر ہے اس میں کہ عضل ولیوں کے ساتھ متعلق ہے اور پہلے گزر چکی ہے تفسیر عضل کی جو متعلق ہے ساتھ ولیوں کے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ لا یحکل لکم ان ترثوا النساء کرها ﴾ الآیۃ اور یہ جو کہا کہ پھر اس نے اس کو نکاح کر دیا یعنی پلٹ دیا اس کو طرف اس کی ساتھ عقد جدید کے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور یہ قول اکثر مفسرین کا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ آیت جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری کہ

اس سے بھی اسی طرح واقع ہوا تھا کہا ابن بطلال نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے ولی میں سو کہا جمہور نے اور انہیں میں سے ہیں مالک اور لیث اور ثوری اور شافعی وغیرہ کہ ولی نکاح میں عصبہ ہیں یعنی باپ بیٹا بھائی چچا وغیرہم اور انہیں واسطے ماموں کے اور نہ واسطے نانے کے اور نہ واسطے بھائیوں کے جو ماں کی طرف سے ہوں اور نہ واسطے ان کے جو ان کے مانند ہوں ولایت اور حنفیوں کا یہ قول ہے کہ یہ بھی ولیوں میں سے ہیں اور حجت پکڑی ہے ابہری نے ساتھ اس طور کے کہ جو ولایت یعنی آزادی کے حق کے وارث ہوتے ہیں وہ عصبہ ہیں سوائے ذوی الاطلاق کے پس اسی طرح عقد نکاح اور اختلاف ہے اس میں کہ جب باپ مر جائے اور ایک مرد کو اپنی اولاد پر وصیت کر جائے تو کیا ہوتا ہے افضل ولی قریب عقد نکاح میں یا مثل اس کی یا نہیں ولایت اس کی سوا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ربیعہ نے کہا کہ وصی اولیٰ ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ شرط ہونے ولی کے نکاح میں سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا شرط ہے اور کہا انہوں نے کہ عورت اپنے آپ کا بالکل نکاح نہ کرے یعنی عورت کو جائز نہیں کہ خود اپنا نکاح کسی مرد سے کر دے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ احادیث مذکورہ کے اور ان میں قوی تر یہ سبب ہے جو مذکور ہے بیچ نازل ہونے آیت مذکورہ کے اور یہ صریح تر دلیل ہے اوپر معتبر ہونے ولی کے نہیں تو اس کے روکنے کے کوئی معنی نہ ہوں گے اور اس واسطے کہ اگر عورت کو خود اپنا نکاح کرنا جائز ہوتا تو اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور جس کو خود اپنا اختیار ہو تو اس کے حق میں یہ نہیں کہا جاتا کہ اس کے غیر نے اس کو منع کیا اور ذکر کیا ہے ابن منذر نے کہ اصحاب میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں پہچانا جاتا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر شریف نہ ہو تو اپنے آپ کا نکاح کر دے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا بالکل شرط نہیں اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ خود آپ اپنا نکاح کر لے بغیر ولی کے اگرچہ ولی کی اجازت نہ ہو جب کہ کفو میں نکاح کرے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ قیاس کرنے کے بیچ پر کہ عورت اس کو مستقل کر سکتی ہے اور جو حدیثیں کہ ولی کے شرط ہونے میں وارد ہوئی ہیں انہوں نے ان کو چھوٹی لڑکی کے حق میں محمول کیا ہے اور خاص کیا ہے اس نے ساتھ قیاس کے ان حدیثوں کے عموم کو اور یہ عمل جائز ہے اصول میں اور وہ جائز ہونا تخصیص عموم کا ہے ساتھ قیاس کے لیکن معقل رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث نے جو مذکور ہوئی اس قیاس کو اٹھا دیا ہے اور دلالت کرتی ہے اوپر شرط ہونے ولی کے نکاح میں سوائے غیر اس کے کی تا کہ دفع کرے اپنی ولایت والی عورت سے عار کو ساتھ اختیار کرنے کفو کے اور جدا ہوئے ہیں بعض ان کے اس ایراد سے ساتھ اس کے کہ انہوں نے ولی کے شرط ہونے کو مان لیا ہے لیکن یہ اس کو مانع نہیں کہ وہ خود اپنا نکاح کر لے اور موقوف ہے یہ ولی کی اجازت پر جیسا کہ انہوں نے بیچ میں کہا اور یہ مذہب اوزاعی کا ہے اور معقل رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ جب ولی رو کے تو نہ نکاح کرے اس کا بادشاہ مگر اس کے بعد کہ حکم کرے اس کو ساتھ رجوع کے روکنے سے سوا اگر وہ اس بات کو قبول کرے تو فہما نہیں تو حاکم اس کو کسی سے نکاح کر دے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا كَانَ الْوَلِيُّ هُوَ النَّخَابُ .
جب خود ولی نکاح کا پیغام کرنے والا ہو۔

فائدہ: یعنی نکاح میں جو ولی ہو تو کیا خود اپنا آپ نکاح کر لے یا اور ولی کی حاجت ہے جو اس کا نکاح اس سے کر دے کہا ابن منیر نے ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ وہ چیز جو دلالت کرتی ہے جواز اور منع دونوں پر تاکہ سپرد کرے اس میں امر کو طرف مجتہد کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید لیا ہے اس نے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے حکم کے ساتھ جزم نہیں کیا لیکن بخاری رحمہ اللہ کی کاری گری سے ظاہر ہوتا ہے کہ جواز کا قائل ہے کہ اس کو خود اپنی ولی سے اپنا نکاح کر لینا جائز ہے اور کسی ولی کی حاجت نہیں اس واسطے کہ وہ آثار جن میں حکم ولی کا ہے اپنے غیر کو کہ وہ اس کو نکاح کر دے نہیں ہے اس میں تصریح اس کی کہ اس کو خود اپنا نکاح کرنا منع ہے اور البتہ وارد کیا ہے اس نے ترجمہ اثر عطاء کا جو دلالت کرتا ہے اوپر جواز کے اگرچہ اولیٰ اس کے نزدیک یہ ہے کہ متولی ہو کسی طرف کا عقد کے دونوں طرف سے اور اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ اس کے سو کہا اوزاعی اور ربیعہ اور ثوری اور مالک رحمہم اللہ اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے اکثر اصحاب اور لیث نے کہ جائز ہے ولی کو کہ اپنی ولیہ سے خود اپنا نکاح کر لے اور موافقت کی ہے ابو ثور نے اور مالک سے ہے کہ اگر شوہر دیدہ عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا جس سے مناسب دیکھے اور وہ خود آپ اس سے نکاح کر لے یا کسی سے تو اور اس عورت پر لازم ہو جاتا ہے اگرچہ نہ پہچانتی ہو ہو بہو خاوند کو اور کہا شافعی نے کہ نکاح کر دے اس کو بادشاہ یا کوئی اور ولی مثل اس کے یا کم تر اس سے اور موافقت کی اس کی زفر نے اور ان کی حجت یہ ہے کہ ولایت شرط ہے عقد میں سونہ ہو گا نکاح اپنا نکاح کرنے والا جس طرح نہیں بیچتا اپنے نفس سے۔ (فتح)

وَحَطَبُ الْمُغَيَّرَةِ بِنُ شَعْبَةَ امْرَأَةٌ هُوَ
اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جس سے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے قریب تھا سو اس نے ایک مرد کو حکم دیا سو اس نے اس کا نکاح باندھا۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے شعبی کے طریق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چچیری بہن سے نکاح کا ارادہ کیا سو اس نے عبداللہ بن ابی عقیل کو بلا بھیجا اور کہا کہ اس کا نکاح مجھ سے کر دے اس نے کہا میں یہ نہیں کرنے والا تو شہر کا سردار ہے اور اس کا چچیرا بھائی ہے پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عثمان بن ابی العاص کو بلا بھیجا تو اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا اور یہ عثمان اس کو پردادا میں ملتا ہے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ بہ نسبت اس کی اس عورت سے قریب تر تھا سو ظاہر ہوئی مراد ساتھ قول اس کے اولیٰ الناس بھا۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ لِمَا
یعنی اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ام حکیم قارظ کی بیٹی سے کہا کہ کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری
قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتِكِ .

نے تجھ سے نکاح کیا۔

فائدہ: روایت ہے کہ ام حکیم نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو لوگوں نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے سو تو میرا نکاح جس سے چاہے کر دے تو اس نے کہا کیا تو مجھ کو اپنے نکاح کا اختیار دیتی ہے؟ اس نے کہا ہاں! اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا سو اس کا نکاح جائز رہا۔ (فتح)

وَقَالَ عَطَاءٌ لَيُشْهَدُ أَبِي قَدْ نَكَحْتُكَ أَوْ
اور کہا عطاء نے چاہیے کہ گواہ کرے کہ میں نے تجھ سے
نکاح کیا یا کسی مرد کو عورت کی برادری سے حکم کرے کہ
وہ اس کا نکاح اس سے کر دے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ ایک عورت کو اس کے چچیرے بھائی نے نکاح کا پیغام بھیجا اس کے سوائے اس عورت کا کوئی مرد نہیں عطاء نے کہا کہ چاہیے کہ گواہی کرے کہ فلا نے یعنی اس کے چچیرے بھائی نے اس کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے اور وہ مرد کہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس سے نکاح کیا یا عورت کے رشتہ داروں سے کسی مرد کو حکم کرے جو اس کو نکاح کر دے۔ (فتح)

وَقَالَ سَهْلٌ قَالَتْ امْرَأَةٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے حضرت ﷺ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَبَ لَكَ نَفْسِي فَقَالَ
سے کہا میں آپ کو اپنی جان بخشتی ہوں تو ایک مرد نے
رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا
کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو
حَاجَةٌ فَرَّوْجِيهَا.
نکاح کر دیجیے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے واہیہ کی حدیث کا جو پہلے گزری۔

۴۷۲۶ - حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیچ تفسیر اس
مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
آیت کے کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے بارے
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي قَوْلِهِ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ
میں تو کہہ کہ اللہ اجازت دیتا ہے تم کو آخر آیت تک، کہا
فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ﴾ إِلَى
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مراد اس سے یتیم لڑکی ہے جو ایک مرد کی
اٰخِرِ الْآيَةِ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي
گود میں ہو اس کے مال میں اس کی شریک ہو سونہیں چاہتا کہ
حَجَرِ الرَّجُلِ قَدْ شَرِكْتَهُ فِي مَالِهِ فَيَرْغَبُ
اس سے نکاح کرے اور برا جانتا ہے کہ اس کو غیر کے نکاح
عَنْهَا أَنْ يَنْزَوْجَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهُ
میں دے سو وہ اس کے مال میں دخل کرے سو اس کو روک
فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ فَيَحْبِسُهَا فَهَاهُمْ
رکھتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اس سے ان کو منع کیا۔
اللَّهُ عَنْ ذَلِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور وجہ دلالت کی اس سے یہ ہے کہ قول اس کا سو نہیں چاہتا کہ اس سے نکاح عام تر ہے اس سے کہ خود آپ اپنا نکاح کرے یا کسی غیر کو حکم کرے وہ اس کو نکاح کر دے اور حجت پکڑی ہے محمد بن حسن نے ساتھ اس کے جواز پر اس واسطے کہ جب عتاب کیا اللہ نے ولیوں کو اس عورت کے نکاح کرنے پر جو مالدار اور خوبصورت ہو بغیر پورا دینے اس کے مہر کے اور عتاب کیا ان کو اوپر ترک کرنے نکاح اس عورت کے جو کم مال دار اور کم خوبصورت ہو تو اس نے دلالت کی اس پر کہ جائز ہے ولی کو نکاح کرنا اس سے بغیر واسطہ اور مرد کے اس واسطے کہ نہیں عتاب کیا جاتا کوئی اوپر ترک کرنے اس چیز کے جو اس پر حرام ہے اور دلالت کی اس نے کہ وہ اس سے نکاح کرے اگرچہ چھوٹی ہو اس واسطے کہ خاوند نے حکم کیا ہے کہ اس کو پورا مہر دے اور اگر بالغ ہوتی تو البتہ نہ منع کرنا اس کو یہ کہ نکاح کرے اس سے ساتھ اس چیز کے جس پر دونوں راضی ہوں سو معلوم ہوا کہ مراد وہ عورت ہے جس کو اپنی جان کا اختیار نہیں اور البتہ جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مراد یہ عورت ہو سو نہیں ہے واسطے رضامندی اس کی کے مہر کے بغیر مانند کنواری کے۔ (فتح)

۴۷۳۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت آئی اس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا سو اس کو نہ چاہا تو ایک مرد نے آپ کے اصحاب میں سے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا اور لوہے کی ایک انگٹھی بھی نہیں؟ اس نے کہا اور لوہے کی ایک انگٹھی بھی نہیں لیکن میں اپنی چادر کو پھاڑ ڈالتا ہوں سو آدھی اس کو دیتا ہوں اور آدھی آپ رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کہ جاہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن کے یاد کروانے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

۴۷۳۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُقَدَّمِ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسًا فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَعْرِضُ نَفْسَهَا عَلَيْهِ فَخَفِضَ فِيهَا النَّظَرَ وَرَفَعَهُ فَلَمْ يُرِدْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ زَوْجِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَعِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ مَا عِنْدِي مِنْ شَيْءٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ قَالَ وَلَا خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ وَلَكِنْ أَشُقُّ بُرْدَتِي هَلْهُ فَأَعْطِيهَا النِّصْفَ وَآخِذِ النِّصْفَ قَالَ لَا هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ إِذْهَبْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: وجہ دلالت کی اس سے بھی اطلاق ہے لیکن جو اس کو منع کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے خصائص سے گنا جاتا ہے کہ خود آپ اپنا نکاح آپ کر لیں اور نکاح کریں بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے اور بغیر

اجازت مانگنے کے اور ساتھ لفظ بہہ کے کمایاتی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ نِكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصَّغَارَ لِقَوْلِ
اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحْضَنْ﴾
فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوغِ.
نکاح کر دینا مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کو واسطے دلیل اس
آیت کے اور جن کو حیض نہیں آیا (تو عدت تین مہینے
ہیں) سو ٹھہرائی اللہ تعالیٰ نے عدت اس کی تین مہینے بالغ
ہونے سے پہلے۔

فائدہ: یعنی سو اس نے دلالت کی کہ بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے اور یہ استنباط خوب ہے لیکن
نہیں ہے آیت میں تخصیص اس کی ساتھ والد کے اور نہ ساتھ کنواری کے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اصل شرم گاہوں
میں حرام ہونا ہے مگر جس کے حلال ہونے پر دلیل دلالت کرے اور وارد ہو چکی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح حضرت ﷺ سے کر دیا اور وہ بالغ نہیں تھیں سو باقی رہا اپنے اصل پر جو اس کے سوائے
ہے اور واسطے اسی راز کے وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو کہا مہلب نے اجماع ہے اس پر کہ
جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ نکاح کر دے اپنی چھوٹی بیٹی کنواری کو اگرچہ ویسی سے جماع نہ کیا جاتا ہو مگر یہ کہ طہادی
نے ابن شبرمہ سے نقل کیا ہے کہ جس سے جماع نہ کیا جاتا ہو اس کو نکاح کر دینا منع ہے اور حکایت کی ہے ابن حزم
نے ابن شبرمہ سے مطلق کہ نہیں جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی چھوٹی بیٹی کو نکاح کر دے یہاں تک کہ بالغ ہو اور
اجازت دے اور گمان کیا ہے اس نے کہ حضرت ﷺ نے جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے چھ برس کی عمر میں نکاح کیا تو یہ
حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور مقابل اس کے ہے قول حسن اور نخی کا کہ جائز ہے واسطے باپ کے یہ کہ اپنی بیٹی کو جبراً
نکاح کر دے برابر ہے کہ چھوٹی ہو یا بڑی کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ (فتح)

٤٧٢٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ
وَأَدْخَلَتْ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَكَّفَتْ
عِنْدَهُ تِسْعًا.
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور
حضرت ﷺ کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نو برس کی
تھیں اور حضرت ﷺ کے پاس نو برس رہیں یعنی پھر
حضرت ﷺ نے انتقال فرمایا۔

بَابُ تَزْوِيجِ الْأَبِ ابْنَتَهُ مِنَ الْإِمَامِ.
باب ہے اس بیان میں کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح امام

سے کر دے۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ولی خاص مقدم ہے ولی عام پر اور اس میں مایکیوں کا اختلاف ہے۔

کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا سو میں نے اس کا نکاح حضرت ﷺ سے کر دیا۔

وَقَالَ عُمَرُ خَطَبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ حَفْصَةَ فَأَنْكَحْتُهُ.

۴۷۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی لڑکی تھیں اور حضرت ﷺ کے گھر میں لائی گئیں اس حال میں کہ نورس کی لڑکی تھیں، کہا ہشام نے مجھ کو خبر پہنچی کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس نو برس رہیں۔

۴۷۳۹ - حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ قَالَ هِشَامٌ وَأَبْنْتُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَهُ تِسْعَ سِنِينَ.

فائدہ: کہا ابن بطلال نے کہ باب کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ باپ اولیٰ ہے بیچ نکاح کر دینے اپنی بیٹی کے امام سے اور یہ کہ بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو اور یہ کہ ولی کا ہونا نکاح کی شرط میں سے ہے میں کہتا ہوں اور نہیں ہے دونوں حدیثوں میں دلالت اور پر شرط ہونے کسی چیز کے اس سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں واقع ہونا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو اس کے سوا ہے وہ منع ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اور دلیلوں سے لیا جاتا ہے اور کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ منع ہے نکاح کر دینا کنواری کو یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے تو یہ خاص ہے ساتھ بالغ کے یہاں تک کہ متصور ہو اس سے اجازت اور لیکن چھوٹی لڑکی سوا اس کے واسطے تو کوئی اجازت ہی نہیں ہے، کما سیاتی تقریرہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بادشاہ ولی ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن پڑھانے کے بدلے پر جو تجھ یاد ہے۔

بَابُ السُّلْطَانِ وَلِيُّ الْقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَنَا كَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۴۷۴۰۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشى سو وہ بہت دیر تک کھڑی رہی تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو مجھ کو نکاح کر دیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں سوائے

۴۷۴۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي وَهَبْتُ مِنْ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنَاهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ هَلْ عِنْدَكَ

مِنْ شَيْءٍ تُصَدِّقُهَا قَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا
إِزَارِي فَقَالَ إِنْ أُعْطِيَتْهَا إِيَّاهُ جَلَسْتُ لَا
إِزَارَ لَكَ فَالتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا
فَقَالَ التَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَلَمَّ
يَجِدُ فَقَالَ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ
نَعَمْ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا لِسُورٍ
سَمَّاهَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْنَاكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ
الْقُرْآنِ.

میرے اس تہہ بند کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو تہہ بند
اس کو دے گا تو تیرے پاس کچھ نہ رہے گا سو تو کچھ چیز تلاش
کر، اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں پاتا فرمایا تلاش کر اگرچہ
لوہے کی ایک انگٹھی ہو سو اس نے لوہے کی انگٹھی بھی نہ پائی تو
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھ قرآن ہے؟ اس
نے کہا ہاں! فلائی فلائی سورت واسطے چند سورتوں کے کہ ان
کا نام لیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے
کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں صریح آچکا ہے کہ بادشاہ ولی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو
عورت نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے، الحدیث اور اس میں ہے کہ بادشاہ ولی ہے اس
کا جس کا کوئی ولی نہیں روایت کیا ہے ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے اور کہا کہ حسن ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابو عوانہ اور ابن
حبان اور ابن خزیمہ وغیرہ نے لیکن چونکہ یہ حدیث بخاری کی شرط پر نہیں تو اس کو وابہہ کے قصے سے استنباط کیا۔ (فتح)
بَابُ لَا يُنْكَحُ الْآبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ
وَالثَّيْبَ إِلَّا بِرِضَاهَا.
اس کی رضا مندی سے۔

فائدہ: اس ترجمہ میں چار صورتیں ہیں ایک نکاح کر دینا باپ کا اپنی کنواری بیٹی کو دوسری نکاح کر دینا باپ کا شوہر
دیدہ کو تیسری نکاح کر دینا غیر باپ کا شوہر دیدہ کو چوتھی نکاح کر دینا غیر باپ کا کنواری کو اور جب چھوٹی اور بڑی کو
اعتبار کیا جائے تو صورتیں زیادہ ہو جائیں گی پس شوہر دیدہ بالغ کو نہ باپ نکاح کر دے اور نہ غیر اس کا مگر اس کی
رضا مندی سے اتفاقاً مگر جس نے اجماع کا خلاف کیا کما تقدم اور کنواری چھوٹی کو اس کا باپ نکاح کر دے اتفاقاً مگر
جو اجماع کے مخالف ہے اور جو شوہر دیدہ کہ بالغ نہ ہو اس میں اختلاف ہے مالک رضی اللہ عنہ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
اس کا باپ اس کو نکاح کر دے جیسے کنواری کو نکاح کر دیتا ہے اور شافعی رضی اللہ عنہ اور ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور محمد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
اس کو نکاح نہ کر دے جب کہ دور ہوئی ہو بکارت ساتھ وطی کے نہ ساتھ غیر اس کے اور علت ان کے نزدیک یہ ہے
کہ دور ہونا بکارت کا دور کرتا ہے شرم کو جو کنواری میں ہے اور اگر کنواری بالغ ہو تو اس کا باپ نکاح کر دے اور اسی
طرح اس کے اور ولی بھی اور اختلاف ہے اس کے امر طلب کرنے میں اور حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ نہیں
جائز ہے باپ کو جبر کرنا اور اس کے جب وہ انکار کرے اور حکایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اکثر اہل علم سے اور کہا
شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ دادا کا بھی یہی حکم ہے اور کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور اوزاعی نے کہ اگر شوہر دیدہ ہو اور چھوٹی ہو تو اس کو

ہر ولی نکاح کر دے اور جب بالغ ہو تو ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے اختیار یعنی خواہ نکاح رکھے خواہ فتح کر دے اور کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ جب نو برس سے آگے بڑھے تو جائز ہے واسطے ولیوں کے جو باپ کے سوائے ہوں نکاح اس کا اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ جو باپ کا وصی ہو وہ بھی ساتھ اس کے ملحق ہے سوائے باقی ولیوں کے اس واسطے کہ اس نے اس کو اپنا قائم مقام کیا ہے پھر ترجمہ معقود ہے واسطے شرط ہونے رضامندی عورت کے برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اور خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اور اسی کو تقاضا کرتا ہے ظاہر حدیث کا لیکن چھوٹی مستثنیٰ ہے باعتبار معنی کے اس واسطے کہ اس کے واسطے کوئی عبارت نہیں۔

۴۷۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح نہ کیا جائے بیوہ عورت کا مگر یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور نہ نکاح کیا جائے کنواری عورت کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے، اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کنواری کی اجازت کس طرح ہو؟ یعنی وہ شرم سے نہیں بتلائی فرمایا کہ اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔

۴۷۴۱۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَصَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْكَحُ الْآيِمُّ حَتَّى تَسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبُكْرُ حَتَّى تَسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ.

فائدہ: استعمار کے معنی ہیں طلب کرنا امر کا سو معنی یہ ہیں کہ نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور لیا جاتا ہے اس کے قول استعمار سے کہ نہ عقد کرے مگر اس کے بعد کہ وہ اس کا حکم دے اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر نہ شرط ہونے ولی کے اس کے حق میں بلکہ اس میں اشعار ہے ساتھ شرط ہونے اس کے کی اور یہ جو کہا کہ نہ نکاح کیا جائے کنواری کا یہاں تک کہ اس کی اجازت لی جائے تو اسی طرح واقع ہوا ہے تفرقہ درمیان شوہر دیدہ اور کنواری کے شوہر دیدہ کے واسطے امر طلب کرنے کا لفظ بولا گیا اور کنواری کے واسطے اجازت لینے کا لفظ بولا گیا سو لیا جاتا ہے اس سے فرق درمیان دونوں کے اس جہت سے کہ استعمار دلالت کرتا ہے اوپر تاکید مشورے کے اور ٹھہرانے اختیار کے طرف امر طلب کی گئی عورت کے اسی واسطے ولی محتاج ہے طرف صریح اجازت اس کی کے عقد میں اور جب صریح منع کرے تو نکاح کرنا بالاتفاق منع ہے اور کنواری اس کے برخلاف ہے اور اجازت دائر ہے درمیان قول اور سکوت کے یعنی دونوں کو شامل ہے برخلاف امر کے کہ وہ صریح ہے قول میں کہ صریح زبان سے کہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا چپ رہنا اجازت بیچ حق کنواری کے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے۔ (فتح)

۴۷۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے کہا یا حضرت! کنواری شرماتی ہے صریح اجازت دینے سے

۴۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ عَنْ

حضرت ﷺ نے فرمایا اس کا چپ رہنا ہی اس کی اجازت
 أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى عَائِشَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا
 قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحِي قَالَ
 رَضَاهَا صَمْتَهَا.

فائدہ: اور مراد ساتھ جاریہ کے مسلم کی روایت میں کنواری ہے سوائے شوہر دیدہ کے کہا ابن منذر نے کہ مستحب ہے
 کنواری کو معلوم کروانا یہ کہ اس کا چپ رہنا اجازت ہے لیکن اگر وہ عورت نکاح کے بعد کہے کہ میں نے نہیں جانا کہ
 میرا چپ رہنا اجازت ہے تو نہیں باطل ہوتا اس کے ساتھ نکاح نزدیک جمہور کے اور بعض مالکیوں نے کہا کہ باطل
 ہے اور کہا ابن شعبان نے مالکیوں میں سے کہ یہ اس کو تین بار کہا جائے کہ اگر تو راضی ہے تو چپ رہ اور اگر تو ناراض
 ہے تو بول اور بعض نے کہا کہ اس کے پاس بہت دیر تک ٹھہرا جائے تاکہ نہ شرمسار ہو سو نہ منع کرے اس کو یہ جلد
 جواب دینے سے اور اختلاف ہے جب کہ نہ کلام کرے بلکہ ظاہر ہو اس سے قرینہ غصے کا یا رضا کا ساتھ ہنسنے کے مثلاً یا
 رونے کے سو مالکیوں کے نزدیک اگر بھڑکے یا روئے یا اٹھ کھڑی ہو یا ظاہر ہو اس سے جو دلالت کرے کراہت پر تو
 نہ نکاح کیا جائے اور شافعیوں کے نزدیک ان میں سے کسی چیز کو منع میں اثر نہیں مگر یہ کہ متصل ہو ساتھ رونے کے
 چلانا اور مانند اس کے اور فرق کیا ہے بعض نے درمیان رونے آنسو کے سوا اگر آنسو گرم ہوں تو یہ منع کی دلیل ہے اور
 اگر ٹھنڈے ہوں تو یہ رضامندی کی دلیل ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ کنواری عورت جس کی
 اجازت لینے کا حکم ہوا ہے مراد اس سے بالغ ہے اس واسطے کہ جو نہ جانتی ہو کہ اجازت کیا چیز ہے اس سے اجازت
 لینے کے کیا معنی اور اسی طرح جس کا چپ رہنا اور ناراض ہونا برابر ہو اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے مالک رضی اللہ عنہ
 کہ چپ رہنا کنواری یتیم کا پہلے اجازت اور تفویض اس کی کے اس کی رضامندی نہیں برخلاف اس کے کہ ہو بعد
 تفویض اس کی کے طرف ولی اپنے کے اور خاص کیا ہے بعض شافعیوں نے اکتفا کو ساتھ چپ رہنے بکر بالغہ کے یہ
 نسبت باپ اور دادے کے سوائے غیر ان کے کی اس واسطے کہ وہ بہ نسبت اور لوگوں کے ان دونوں سے زیادہ شرماتی
 ہے اور صحیح قول جس پر جمہور ہیں استعمال کرنا حدیث کا ہے سب کنواریوں میں بہ نسبت سب ولیوں کے اور اختلاف
 باپ میں کہ نکاح کر دے کنواری بالغ کو بغیر اجازت اس کی کے سو کہا اوزاعی اور ثوری اور حنفیہ نے اور ابو ثور نے
 اور جو ان کے موافق ہیں کہ شرط ہے اجازت لینا اس کا سوا اگر اجازت لینے کے بغیر اس کا نکاح کر دے تو نکاح صحیح
 نہیں ہوتا اور اور لوگوں نے کہا کہ جائز ہے واسطے باپ کے کہ اس کو نکاح کر دے بغیر اجازت کے اگرچہ بالغ ہو اور
 یہ قول ابن ابی لیلیٰ اور مالک اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا ہے اور ان کی حجت باب کی حدیث کا مفہوم ہے اس واسطے
 کہ ٹھہرایا ہے حضرت ﷺ شوہر دیدہ کو لائق تر ساتھ نفس اپنے کے اپنے ولی سے سو اس نے دلالت کی کہ کنواری کا
 ولی زیادہ حق دار ہے ساتھ اس کے اس سے اور یہ جو کہا کہ امر طلب کیا جائے اس سے تو داخل ہوتا ہے اس میں باپ

اور غیر اس کا پس نہیں تعارض درمیان روایتوں کے اور باقی رہے گی نظر اس میں کہ امر طلب کرنا کیا وہ شرط ہے صحیح ہونے عقد کے یا مستحب ہے بطور دل خوش کرنے کے دونوں امروں کا احتمال ہے اور زیادہ بحث آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چھوٹی لڑکی شوہر دیدہ ہو تو نہیں جائز جبر کرنا اور اس کے واسطے عام ہونے قول حضرت ﷺ کے کہ وہ زیادہ حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور اس پر کہ جس عورت کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو اگرچہ زنا سے کسی کو جبر کرنا اس پر نہیں پہنچتا نہ اس کے باپ کو اور نہ اس کے غیر کو واسطے عام ہونے حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ بیوہ زیادہ تر حق دار ہے اپنی جان کی بہ نسبت اپنے ولی کے اور کہا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ مانند بکر کے ہے اور اس کے دونوں ساتھی اس کے مخالف ہیں اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس کے کہ علت کفایت کرنے کی ساتھ چپ رہنے کنواری کے شرم ہے اور وہ باقی ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ مسئلہ مفروض ہے اس عورت کے حق میں جس کی بکارت وطی سے دور ہوئی ہو نہ اس کے حق میں جس کا پیشہ اور عادت زنا ہو اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ حدیث نے نص کی ہے اس پر کہ حیا متعلق ہوتا ہے ساتھ کنواری کے اور مقابلہ کیا ہے اس کا ساتھ شوہر دیدہ کے سو دلالت کی اس نے کہ حکم اس کا مختلف ہے اور یہ بیوہ ہے شرع میں بھی اور باعتبار لغت کے بھی اس واسطے کہ اگر وصیت کرے ساتھ آرزو ہونے ہر شوہر دیدہ کے جو اس کے ملک میں ہے تو داخل ہوتی ہے یہ اجماعاً اور بہر حال باقی رہنا اس کے حیا کا مانند بکر کے سومنوع ہے اس واسطے کہ وہ شرماتی ہے ذکر وقوع گناہ کے سے اس سے اور بہر حال ثابت ہونا حیا کا اصل نکاح سے سو نہیں اس میں مانند کنواری کے جس نے اس کو کبھی تجربہ نہیں کیا، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے واسطے بیوہ کے کہ نکاح کرے بغیر ولی کے لیکن خود اپنی زبان کے ساتھ نکاح نہ کرے بلکہ اپنے نکاح کا کسی مرد کو اختیار دے وہ اس کو نکاح کر دے حکایت کیا ہے اس کو ابن حزم رضی اللہ عنہ نے داد سے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ جو عورت کہ نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح باطل ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، کما تقدم اور وہ بیان کرتی ہے کہ حضرت ﷺ کے اس قول کے معنی احق بنفسها من ولیها یہ ہیں کہ نہیں جاری ہوتا عورت پر حکم مرد کا اس کی اجازت کے بغیر اور نہ جبر کرے اور جب عورت نکاح کا ارادہ کرے تو نہیں جائز اس کو نکاح مگر اپنے ولی کی اجازت سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جب کنواری کھل کھلا منع کرے تو نہیں جائز ہے نکاح اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ترجمہ میں اور اگر صریحاً راضی ہو جائے تو بطریق اولیٰ جاری ہوتا ہے اور بعض اہل ظاہر نے کہا کہ جائز نہیں ہوتا واسطے ٹھہر جانے کے اس قول پر اور اس کا چپ رہنا ہی اجازت ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور وہ اس نکاح سے

فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ۔ ناخوش ہو تو اس کا نکاح مردود ہے۔

فائدہ: اس طرح مطلق بولا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے سوشال ہوگا کنواری اور بیوہ کو لیکن باب کی حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ بیوہ عورت کے سوشاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے کہ اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ میں عنقریب اس کو بیان کروں گا اور جب عورت بیوہ ہو اور اس کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کیا جائے تو اس نکاح کے مردود ہونے پر اجماع ہے مگر جو منقول ہے حسن سے کہ اس نے کہا کہ جائز ہے باپ کو جبر کرنا شوہر دیدہ عورت پر اگرچہ وہ ناخوش ہو کما تقدم اور جو مخفی سے منقول ہے کہ اگر اس کے عیال میں ہو تو جائز ہے نہیں تو مردود ہے اور جب واقع ہو عقد اس کی رضامندی کے بغیر سو کہا حنفیوں نے کہ اگر عورت جائز رکھے تو جائز ہے اور مالکیوں سے ہے کہ جب عنقریب ہو تو جائز ہے نہیں تو نہیں اور باقی لوگوں نے اس کو مطلق مردود کہا ہے۔ (فتح)

۴۷۴۳۔ حضرت خضاء خدام کی بیٹی سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا اور وہ شوہر دیدہ تھی سو اس نے اس کو ناخوش جانا سو وہ حضرت رحمہم اللہ کے پاس آئی تو حضرت رحمہم اللہ نے اس کا نکاح رد کر دیا۔

۴۷۴۳ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمَجْمَعِ ابْنِي يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ خُضَاءَ بِنْتِ خِدَامِ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ تَيْبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

فائدہ: عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ خدام نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک مرد سے کر دیا وہ حضرت رحمہم اللہ کے پاس آئی حضرت رحمہم اللہ نے فرمایا کہ ان پر جبر نہ کرو سو اس نے اس کے بعد ابوالبابہ سے نکاح کیا اور وہ شوہر دیدہ تھی اور روایت کی ہے طبرانی نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رحمہم اللہ سے مانند اس قصے کے اور اس میں ہے کہ اس کو اس کے خاوند سے کھینچا اور وہ بیوہ تھی سو اس نے اس کے بعد ابوالبابہ سے نکاح کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا پہلا خاوند جنگ احد میں شہید ہوا پھر اس کے باپ نے اس کا نکاح ایک مرد سے کر دیا تو حضرت رحمہم اللہ نے اس کا نکاح جائز نہ رکھا اور یہ سب حدیثیں ایک دوسری کو قوی کرتی ہیں اور سب دلالت کرتی ہیں اس پر کہ وہ عورت بیوہ تھی اور نسائی نے جابر رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور وہ کنواری تھی تو حضرت رحمہم اللہ نے ان کے درمیان تفریق کر دی اور اسی طرح روایت ہے ابن عباس رحمہم اللہ سے لیکن اس حدیث میں ضعف ہے اور کہا بیہقی نے کہ اگر ثابت ہو حدیث بکر میں تو حمل کی جائے گی اس پر کہ اس کا نکاح غیر کفو میں ہوا تھا، واللہ اعلم۔ میں کہتا ہوں اور یہی جواب ہے معتمد اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو اس میں تعین ثابت نہیں ہوگی۔ (فتح)

عبدالرحمن اور مجمع سے روایت ہے کہ ایک مرد نے جس کو خدام کہا جاتا تھا اپنی بیٹی کو نکاح کر دیا مانند اس کے۔

باب ہے یتیم لڑکی کے نکاح کر دینے کے بیان میں واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کرو گے یتیم عورتوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش لگیں عورتوں سے۔

جب ولی سے کہا کہ مجھ کو فلانی عورت نکاح کر دے اور وہ ایک گھڑی دیر کرے یا کہے کیا ہے تیرے پاس وہ کہے میرے پاس ایسی ایسی چیز ہے پھر دونوں دیر کریں پھر ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا تو وہ جائز ہے اس حکم میں سہل فی اللہ کی حدیث ہے جو اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی حدیث واہبہ کی جو کئی بار گزر چکی ہے کہ ایک عورت نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی اور مراد اس کی اس سے یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان فرق کرنا جب ایک مجلس میں ہوں تو ضرر نہیں کرتا لیکن اس حدیث سے اس پر استدلال کرنا ٹھیک نہیں اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے سو احتمال ہے کہ اس نے ایجاب کے پیچھے قبول کیا ہو۔ (فتح)

۴۷۴۴۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یعنی اس آیت کی تفسیر سے کہ اگر انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں ماملکت ایماکم تک عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میری بہن کے بیٹے! مراد اس آیت سے یتیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی گود میں ہو سو اس کے مال اور اس کی خوبصورتی میں رغبت کرتا ہے اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو مہر مثل سے کم دے سو منع کیا گئے ان کے نکاح سے مگر یہ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى
أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ
الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدٍ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيدٍ حَدَّثَاهُ
أَنَّ رَجُلًا يُدْعَى خَدَامًا أَنْكَحَ ابْنَةً لَهُ نَحْوَهُ.
بَابُ تَزْوِيجِ الْيَتِيمَةِ لِقَوْلِهِ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ
أَلَّا تَقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانكِحُوا﴾.

وَإِذَا قَالَ لِلْوَالِي زَوْجِي فَلَانَةَ فَمَكَتْ
سَاعَةً أَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِيَ كَذَا
وَكَذَا أَوْ لَبْنَا ثُمَّ قَالَ زَوْجُكَهَا فَهَوَّ
جَازٍ فِيهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۷۴۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهَا يَا
أُمَّتَاهُ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَقْسِطُوا فِي
الْيَتَامَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾
قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أَخِي هَذِهِ الْيَتِيمَةُ

کہ انصاف کریں واسطے ان کے مہر پورا دینے میں اور حکم کیے گئے ساتھ نکاح ان عورتوں کے جو ان کے سوائے ہیں پس لڑکے اس سے بالکل ہٹ گئے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اس کے بعد لوگوں نے حضرت ﷺ سے اجازت مانگی سوا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اجازت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں ترغیبوں تک سوا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے اس آیت میں یہ حکم اتارا کہ جب یتیم لڑکی مالدار اور خوبصورت ہوتی ہے تو اس کے نکاح اور نسب اور مہر میں رغبت کرتے ہیں یعنی کم تر مہر مثل سے اور جب اس کی رغبت نہ ہو بسبب کم ہونے مال کے تو اس سے نکاح نہیں کرتے اور اس کے سوائے اور عورتوں کو نکاح کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جس طرح کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس سے نکاح نہیں کرتے تو اسی طرح نہیں جائز ہے واسطے ان کے یہ کہ نکاح کریں اس سے جب کہ اس میں رغبت کریں مگر یہ کہ واسطے اس کے انصاف کریں اور اس کو اس کا مہر پورا دیں۔

تَكُونُ فِي حَجْرٍ وَلِيهَا فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيدُ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ صَدَاقِهَا فَهِيَ عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسَطُوا لَهِنَّ فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأَمْرًا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ فِي هَذِهِ الْآيَةِ أَنَّ النِّسِيمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ وَجَمَالَ رَغِبُوا فِي نِكَاحِهَا وَنَسَبِهَا وَالصَّدَاقِ وَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبًا عَنْهَا فِي قَلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالَ تَرَكُوهَا وَأَخَذُوا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ فَكَمَا يَتْرُكُونَهَا حِينَ يَرْغَبُونَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ يُقْسَطُوا لَهَا وَيُعْطَوْهَا حَقَّهَا الْأَوْفَى مِنَ الصَّدَاقِ.

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیچ تفسیر آیت مذکورہ کے اور اس کی شرح تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ باپ کے سوا ولی کو بھی جائز ہے کہ نکاح کرے دے اس عورت کو جو بالغ نہ ہو برابر ہے کہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ اس واسطے کہ حقیقت میں یتیم لڑکی وہ ہے جو بالغ نہ ہو اور نہ اس کا باپ ہو اور البتہ اجازت دی گئی ہے اس کے نکاح کر دینے میں بشرطیکہ اس کے مہر میں کمی نہ کرے سو جو اس کو منع کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور البتہ حجت پکڑی ہے بعض شافعیوں نے ساتھ اس حدیث کے کہ نکاح نہ کی جائے یتیم لڑکی یہاں تک کہ اس سے امر طلب کیا جائے اور اگر کہا جائے کہ نہیں امر طلب کیا جاتا چھوٹی سے تو ہم کہتے ہیں کہ اس میں اشارہ ہے طرف تاخیر کر دینے اس کے کی یہاں تک کہ بالغ ہو اور امر طلب کرنے کے لائق ہو سوا اگر کہا جائے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیم نہیں ہوتی تو ہم کہتے ہیں تقدیر یہ ہے کہ نکاح نہ کیا جائے یتیم لڑکی کا یہاں تک کہ بالغ ہو پھر اس کا امر

طلب کیا جائے واسطے تطبیق کے درمیان دلیلوں کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الْخَاطِبُ لِلرَّوْحِيِّ زَوْجِي
فُلَانَةٌ فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَ بَكْدًا وَكَدًّا
جَازَ النِّكَاحُ وَإِنْ لَمْ يَقُلْ لِلزَّوْجِ
أَرْضِيَّتْ أَوْ قَبِلَتْ.

جب نکاح کا پیغام کرنے والا عورت کے ولی سے کہے
کہ مجھ کو فلانی عورت نکاح کر دے اور وہ کہے میں نے
تجھ کو ایسی ایسی چیز کے بدلے نکاح کر دیا تو نکاح جائز
ہے اگرچہ ولی خاوند سے نہ کہے کہ کیا تو راضی ہوا یا تو
نے قبول کیا۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس مسئلے کے کہ کیا نکاح کی درخواست قبول کے قائم مقام ہوتی ہے سو ہو جیسے مقدم ہو
قبول ایجاب پر جیسے کہے کہ میں نے فلانی عورت سے اتنے پر نکاح کیا اور ولی کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا
اس کے بدلے پر یا ضروری ہے دوہرانا قبول کا سوا استنباط کیا بخاری رحمہ اللہ نے داہبہ کے قصے سے کہ جب حضرت ﷺ
نے فرمایا کہ ہم نے تیرا نکاح کر دیا اس عورت سے قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تیرے ساتھ ہے حضرت ﷺ
کے اس قول کے بعد یہ منقول نہیں ہوا کہ اس مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا اور اعتراض کیا ہے اس پر مہلب نے کہ
نکاح سے پہلے اس مرد نے اس کی درخواست کی اور آپس میں تکرار ہوا اور جس کا یہ حال ہو اس کو قبول کے ساتھ تصریح
کرنے کی حاجت نہیں اور غایت اس کی یہ ہے کہ تسلیم کیا ہے اس نے استدلال کو لیکن خاص کرتا ہے وہ اس کو ساتھ
ایک خاٹب کے سوائے دوسرے کے اور میں نے پہلے بیان کی ہے وجہ خدشہ کی اصل استدلال میں۔ (فتح)

۴۷۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ
بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا
فَقَالَ مَا لِي الْيَوْمَ فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ
فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَوَّجْنِيهَا قَالَ مَا
عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ أَعْطَهَا وَلَوْ
خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ قَالَ مَا عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ
فَمَا عِنْدَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ
فَقَدْ مَلَكَتْكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

۴۷۴۵ - حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت
حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے حضرت ﷺ سے عرض
کیا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی تو حضرت ﷺ نے
فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی آج کچھ حاجت نہیں تو ایک مرد نے
کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے، حضرت ﷺ نے فرمایا
تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا میرے پاس کچھ نہیں،
حضرت ﷺ نے فرمایا اسے کچھ دے اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو
اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں، حضرت ﷺ نے
فرمایا کیا ہے تیرے پاس قرآن سے؟ اس نے کہا فلانی فلانی
سورت حضرت ﷺ نے فرمایا سو میں نے تجھ کو اس کا مالک کر
دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ مجھ کو آج عورتوں کی کچھ حاجت نہیں تو اس میں اشکال ہے اس جہت سے کہ اس حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نکاح کا ارادہ رکھتے تھے اگر آپ کو پسند آتی سو معنی حدیث کے یہ ہوں گے کہ جو عورت اس صفت سے ہو اس کی مجھ کو حاجت نہیں اور احتمال ہے کہ مطلق نظر کرنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہو اگرچہ نکاح کا ارادہ نہ رکھتے ہو اور ہوگا فائدہ اس کا یہ احتمال کہ آپ کو خوش لگی سو اس سے نکاح کریں باوجود بے پرواہ ہونے آپ کے اس وقت زیادتی سے عورتوں پر جو آپ کے پاس تھیں۔ (بخ)

نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

بَابُ لَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أُخِيهِ حَتَّى يَنْكِحَ أَوْ يَدَّعِ.

۴۷۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت ﷺ نے یہ کہ تم میں سے کوئی اپنا مال دوسرے کے بیچتے ہوئے پر بیچے اور پیغام نکاح کا نہ کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں تک کہ چھوڑ دے جس نے پہلے نکاح کا پیغام کیا یا اس کو مخاطب اجازت دے۔

۴۷۴۶۔ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أُخِيهِ حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبَ قَبْلَهُ أَوْ يَأْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ.

فائدہ: باب میں یدع کا لفظ ہے اور حدیث میں یترک کا لفظ ہے اور ایک روایت میں یدع کا لفظ بھی آچکا ہے اور اس کی سند صحیح ہے تو مراد بھائی سے بھائی مسلمان ہے جیسا کہ بیوع میں گزر چکا ہے اور یہ لفظ اس کے معارض نہیں اس واسطے کہ مخاطب ساتھ اس کے مسلمان لوگ ہیں۔

۴۷۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے یعنی بے تحقیق صرف اپنے گمان پر کسی مسلمان سے بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے اور نہ لوگوں کی بات کی طرف کان لگاؤ اور نہ عیب جوئی کرد اور نہ آپس میں بغض اور عداوت رکھو اور بھائی بن جاؤ (اے اللہ کے بندو) اور نہ منگنی کرے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی منگنی پر یہاں

۴۷۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَأْتُرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ لِإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسُّسُوا وَلَا تَحَسُّسُوا وَلَا تَبَاغُضُوا وَكُونُوا إِخْوَانًا وَلَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أُخِيهِ حَتَّى

یَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكْ۔ تک کہ نکاح کرے یا چھوڑ دے۔

فائدہ: کہا جمہور نے کہ یہ نبی واسطے تحریم کے ہے اور کہا خطابی نے کہ یہ نبی واسطے تادیب کے ہے تحریم کے واسطے نہیں اور باطل کرتی ہے عقد کو نزدیک اکثر فقہاء کے اور نہیں ہے ملازمہ درمیان ہونے اس کے کی واسطے تحریم کے اور درمیان بطلان کے نزدیک جمہور کے بلکہ وہ ان کے نزدیک تحریم کے واسطے ہے اور نہیں باطل ہوتی ہے عقد بلکہ حکایت کی ہے نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں نبی بالاجماع تحریم کے واسطے ہے لیکن اس کی شرطوں میں اختلاف ہے سو کہا شافعیہ او حنابلہ نے کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ تصریح کرے مخطوبہ یا ولی اس کا جس کو اس نے اجازت دی ہے جس جگہ ہو اجازت اس کی معتبر ساتھ اجابت کے سوا اگر رو کے ساتھ تصریح واقع ہو تو حرام نہیں سوا اگر نہ جانے دوسرا ساتھ حال کے تو جائز ہے ہجوم کرنا اور پر مگنی کے اس واسطے کہ اصل اباحت ہے اور حنبلیوں کی اس میں دو روایتیں ہیں اور اگر واقع ہو اجابت ساتھ تعریض کے مانند قول عورت کے کی کہ نہیں منہ پھیرنا تجھ سے تو اس میں شافعیہ کے نزدیک دو قول ہیں صحیح تر یہ ہے کہ یہ بھی حرام نہیں اور یہی قول ہے مالکیہ اور حنفیہ کا اور اگر نہ رد کرے اور نہ قبول کرے تو جائز ہے اور حجت اس میں قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ مجھ کو معاویہ اور ابو جہم نے نکاح کا پیغام بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پر اس بات کا انکار نہ کیا بلکہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کو نکاح کا پیغام کیا اور اشارہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اس میں حجت نہیں اس لیے کہ احتمال ہے کہ دونوں نے اکٹھا نکاح کا پیغام بھیجا ہو یا دوسرے کو پہلے کا خطبہ معلوم نہ ہوا ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ کیا اور نکاح کا پیغام نہیں کیا اور بر تقدیر اس کے کہ نکاح کا پیغام کیا ہو تو شاید جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہم اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا عیب بیان کیا تو معلوم ہوا کہ اس نے ان دونوں سے منہ پھیرا سو اس کو اسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے نکاح کا پیغام کیا اور حکایت کی ہے ترمذی نے شافعی سے کہ معنی باب کی حدیث کے یہ ہیں کہ جب مرد عورت کو نکاح کا پیغام کرے اور وہ اس کے ساتھ راضی ہو جائے تو نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کی مگنی پر مگنی کرے اور جب اس کی رضا مندی معلوم نہ ہو تو نہیں کوئی ڈر کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے اور حجت اس میں قصہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا ہے اس واسطے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ دی کہ وہ دونوں میں سے کس پر راضی ہے اور اگر وہ اس کی خبر دیتی کہ میں دونوں میں سے فلا نے کے ساتھ راضی ہوں تو نہ اشارہ کرتے اس پر ساتھ کسی شخص کے سوائے اس کے جس کو اس نے اختیار کیا اور اگر نہ پائی جائے اس سے اجابت اور نہ رد تو کہا بعض شافعیوں نے کہ جائز ہے اور بعض نے دونوں قول کو جائز رکھا ہے اور نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے کنواری میں کہ اس کا چپ رہنا رضا مندی ہے ساتھ خاطر کے اور بعض مالکیوں سے ہے کہ نہیں منع ہے مگنی کرنی مگر اس شخص کی مگنی پر جن کے درمیان مہر پر رضا مندی واقع ہو اور جب پائی جائیں شرطیں تحریم کی اور واقع ہو عقد دوسرا تو کہا جمہور نے کہ نکاح صحیح ہے باوجود ان کتاب تحریم کے اور کہا داؤد نے کہ فسخ کیا جائے نکاح پہلے دخول کے اور بعد اس کے اور نزدیک مالکیہ کے

خلاف ہے مانند دونوں قول کے اور کہا بعض نے نسخ کیا جائے پہلے دخول کے نہ بعد اس کے اور حجت جمہوری یہ ہے کہ منع نکاح کا پیغام ہے اور پیغام نکاح کا نہیں شرط ہے عقد کے صحیح ہونے میں سونہ نسخ ہوگا نکاح ساتھ نہ صحیح واقع ہونے پیغام نکاح کے اور حکایت کی ہر طبری نے بعض علماء سے کہ یہ نہی منسوخ ہے ساتھ قصے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پھر دیکھا اس پر ساتھ اس کے کہ وہ مشورے کو آئی تھی سومشورہ دیا گیا اس کو اس چیز کے ساتھ کہ وہ اولیٰ ہے اور نہ تھی وہاں متکئی متکئی پر پھر ایسے مسئلوں میں نسخ کا دعویٰ کرنا غلط ہے اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے طرف علت نہی کے عقد کی حدیث میں ساتھ اخوة کے اور وہ صف لازمہ ہے اور علت مطلوب ہے واسطے دوام کے سونہیں صحیح ہے کہ لاحق ہو اس کو دعویٰ نسخ کا، واللہ اعلم۔ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جب پہلا خطاب یعنی نکاح کا پیغام کرنے والا دوسرے خطاب کو اجازت دے تو دور ہو جاتی ہے تحریم لیکن کیا یہ اجازت فقط اس کے ساتھ خاص ہے جس کو اجازت دی گئی یا اس کے سوائے اور شخص کو بھی جائز ہے اس واسطے کہ مجرد اجازت جو صادر ہے پہلے خطاب سے دلالت کرتی ہے اس پر کہ اس نے اس عورت کے نکاح سے منہ پھیرا اور جب اس نے منہ پھیرا تو اس کے غیر کے واسطے جائز ہوگا کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے ظاہر دوسری بات ہے یعنی نکاح کا پیغام فقط اس شخص کے ساتھ خاص نہیں جس کو اس نے اجازت دی بلکہ اس کے سوائے اور شخص کو بھی نکاح کا پیغام کرنا جائز ہے سو جس کو اس نے اجازت دی اس کے واسطے تو نص سے جائز ہوگا اور اس کے سوائے اور شخص کو الحاق کے ساتھ ہوگا اور تائید کرتا ہے اس کو قول آپ کا باب کی دوسری حدیث میں او یتروک یعنی یا چھوڑ دے اور تصریح کی ہے روایانی نے شافعیہ میں سے ساتھ اس کے کہ محل تحریم کا وہ ہے جو خطبہ اول سے جائز اور اگر وہ منع ہو جیسے کہ عدت میں اس کو نکاح کا پیغام کرے تو نہیں ضرر کرتا دوسرے کو یہ کہ عدت گزرنے کے بعد اس کو خطبہ کرے اور یہ ظاہر ہے اس واسطے کہ اول کا حق عدت کی وجہ سے ثابت نہیں ہوا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ اپنے بھائی کے خطبے پر کہ محل تحریم کا وہ ہے جب کہ نکاح کا پیغام کرنے والا مسلمان ہو سو اگر نکاح کا پیغام کرے ذمی مرد ذمی عورت کو پھر ارادہ کرے مسلمان کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے تو اس کو یہ مطلق جائز ہے اور یہ قول اوزاعی کا ہے اور موافقت کی ہے اس کی شافعیہ میں سے ابن منذر اور خطابی وغیرہ نے اور تائید کرتی ہے اس کو حدیث مسلم کی کہ ایماندار بھائی ہے دوسرے ایماندار کا سونہیں حلال ہے واسطے ایماندار کے یہ کہ بیچے اپنے بھائی کی بیع پر اور نہ متکئی کرے اس کی متکئی پر کہا خطابی نے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان اور کافر کی برادری توڑ ڈالی ہے سو خاص ہوگی نہی ساتھ مسلمان کے کہا ابن منذر نے کہ اصل اس میں اباحت ہے یہاں تک کہ وارد ہو منع اور البتہ وارد ہوئی ہے منع مقید ساتھ مسلم کے سو باقی راہ جو اس کے سوائے ہے اصل اباحت پر اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ ذمی کافر اس میں ملحق ہے ساتھ مسلم کے اور یہ کہ تعبیر ساتھ بھائی کے نکلی ہے بنا بر غالب کے سونہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ﴾ وربانکم اللاتی

فی حجو رکھ) اور مانند اس کے اور بنا کیا ہے اس کو بعض نے اس پر کہ یہ چیز ممنوع کیا عقد کے حقوق سے ہے یا متعاقدين کے حقوق سے بنا بر پہلی وجہ کے راجح وہ ہے جو خطابی نے کہا اور بنا بر دوسری وجہ کے راجح وہ ہے جو اس کے غیر نے کہا اور قریب ہے اس بنا سے اختلاف ان کا بیچ ثابت ہونے شفعہ کے واسطے کافر کے سو جس نے اس کو ملک کے حقوق سے ٹھہرایا ہے اس نے اس کے واسطے ثابت کیا ہے اور جس نے اس کو حقوق مالک سے ٹھہرایا ہے اس نے منع کی ہے اور قریب اس بحث سے ہے جو منقول ہے ابن قاسم مالک کے ساتھ سے کہ پہلا خابط جب فاسق ہو تو جائز ہے واسطے پرہیزگار کے یہ کہ متغنی کرے اس کی متغنی پر اور ترجیح دی ہے اس کو ابن عربی نے ان میں سے اور وہ با وجہ ہے جب کہ ہو مخطوبہ پاک دامن سو ہوگا فاسق غیر کفو واسطے اس کے سو اس کا نکاح پیغام کا عدم ہوگا اور نہیں اعتبار کیا ہے اس کو جمہور نے جب کہ صادر ہو عورت سے علامت قبول کی اور بعض نے کہا کہ اس قول کے خلاف پر اجماع ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو حکایت کی بعض نے جائز ہونے سے جب کہ نہ ہو پہلا خابط لائق عادت میں واسطے متغنی اس عورت کے جیسا کہ ساقی بادشاہ کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کرے اور یہ راجح ہے طرف ہم کفو ہونے کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے متغنی عورت کے دوسری عورت کی متغنی پر واسطے لاحق کرنے حکم عورتوں کے ساتھ حکم مردوں کے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں رغبت کرتی ہے اور اس کو اپنے نکاح کی طرف بلاتی ہے کہ وہ مرد اس سے نکاح کرے پھر ایک اور عورت آتی ہے اور وہ اس مرد کو اپنی طرف بلاتی ہے اور اپنے نکاح کی رغبت دلاتی ہے اور اس کو پہلے سے الگ کر داتی ہے اور البتہ تصریح کی ہے علماء نے ساتھ مستحب ہونے خطبہ اہل فضل کے مردوں سے اور نہیں ہے پوشیدہ کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ مخطوب مرد نے قصد کیا ہو کہ ایک عورت کے سواء اور نکاح نہ کرے گا لیکن اگر دونوں کو جمع کرے تو حرام نہیں اور یہ جو کہا کہ حتی یتکلم یعنی یہاں تک کہ نکاح کرے خابط پہلا سو حاصل ہو نا امیدی محض یا چھوڑ دے یعنی خابط اول نکاح کرنے کو سو جائز ہوگا اس وقت واسطے دوسرے کے خطبہ سو دونوں غایتیں مختلف ہیں پہلی نا امیدی کی طرف راجح ہے اور دوسری رجا کی طرف راجح ہے۔

ترک خطبہ کی تفسیر۔

بَابُ تَفْسِيرِ تَرْكِ الْخُطْبَةِ.

فائدہ: یعنی خطبہ کے قبول کرنے سے عذر کرنے کے طریق کا بیان جیسا کہ حدیث میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم

ہوتا ہے شارح تراجم نے کہا کہ بخاری کی یہی مراد ہے۔

۴۷۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۴۷۴۸ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب

حفصہ رضی اللہ عنہما بیوہ ہوئیں کہا عمر رضی اللہ عنہ نے سو میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملا

میں نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہما نکاح کر دوں

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ

اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ

اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ

پھر میں چند روز ٹھہرا پھر حضرت ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام بھیجا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے طے سو کہا کہ نہیں منع کیا مجھ کو کسی چیز نے یہ کہ میں تجھ کو جواب دوں اس چیز کا جو تو نے عرض کی مگر یہ کہ البتہ میں نے جانا تھا کہ حضرت ﷺ نے اس کا ذکر کیا ہے سو نہ تھا میں کہ حضرت ﷺ کا راز ظاہر کر دوں اور اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا متابعت کی ہے شعیب کی یونس اور موسیٰ سے اور ابن ابی عتیق نے زہری سے۔

عَنْهَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ قَالَ عُمَرُ لَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنَّ سِنْتَ أَنْكَحْتِكَ حَفْصَةَ بِنْتُ عُمَرَ فَلَبِثْتُ لِيَالِي ثُمَّ حَظَبَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأَفْشِي سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا تَابِعَهُ يُونُسُ وَمُوسَى بْنُ عَقَبَةَ وَابْنُ أَبِي عَجِيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اور اس کے اخیر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر حضرت ﷺ اس کو چھوڑ دیتے تو میں اس کو قبول کرتا اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطلال نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے باب میں ترک خطبہ کی تفسیر صریح گزر چکی ہے حضرت ﷺ کے یہ قول حتی ینکح او یتوک میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو حصہ بنی النہج کے قسے میں ہے اس ترک خطبہ کی تفسیر ظاہر نہیں ہوتی اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھا کہ حضرت ﷺ نے حصہ بنی النہج کے نکاح کا پیغام کیا ہے لیکن قصد کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے معنی دقیق کو جو دلالت کرتا ہے اوپر تیز ہونے ذہن اس کے کی اور مضبوط ہونے کے استنباط میں اور اس کا بیان یوں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ جب حضرت ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام کریں گے تو وہ آپ کو رد نہیں کریں گے بلکہ اس میں رغبت کریں گے اور شکر کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا ہے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا علم ساتھ اس حال کے قائم ہوا مقام جھکنے اور تراخی کے سو گویا کہ کہتا ہے کہ جو جانتا ہو کہ نہ پھیرا جائے جب کہ نکاح کا پیغام کرے تو کسی کو لائق نہیں کہ اس کی منگنی پر منگنی کرے اور کہا ابن منیر نے جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ بخاری رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا ہے کہ تحقیق کرے منع ہونا منگنی کا منگنی پر مطلق اس واسطے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ باز رہے اور نہ قطع ہوا تھا امر ورمیان خاطر اور ولی کے سو کیا حال ہے جب کہ پکا ہو اور دونوں آپس میں جھکیں سو شاید استدلال ہے ساتھ اولی کے میں کہتا ہوں جو ابن بطلال نے ظاہر کیا اور وہ ادق اور اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخُطْبَةِ. باب ہے بیان میں خطبہ پڑھنے کے وقت عقد نکاح کے

۴۷۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد پورب سے آئے تو دونوں نے خطبہ پڑھا تو حضرت رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان تو جادو ہوتا ہے یعنی جیسے جادو سے آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ایسے ہی بعض آدمی کی تقریر ہوتی ہے۔

۴۷۴۹۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا.

فائدہ: یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے طب میں آئے گی کہا ابن تین نے داخل کیا بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو کتاب النکاح میں اور حالانکہ وہ اس کی جگہ نہیں ہے کہا اور بیان دو قسم ہے اول وہ ہے جو بیان کرے ساتھ اس کے مراد کو دوسرا خوش آوازی سے پڑھنا ہے تاکہ سننے والوں کے دل مائل کریں اور دوسرا قسم ہے جو جادو کے مشابہ ہے اور مذموم اس سے وہ ہے جس کے ساتھ باطل کا قصد کیا جائے اور تشبیہ دمی اس کو ساتھ جادو کے اس واسطے کہ سحر پھیرنا چیز کا ہے اپنی حقیقت سے۔ میں کہتا ہوں اور اسی جگہ سے لی جاتی ہے مناسبت اور پہچانا جاتا ہے کہ اس نے اس کو اپنی جگہ میں ذکر کیا ہے گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے کہ خطبہ اگرچہ مشروع ہے نکاح میں لیکن لائق ہے کہ متوسط ہو اور نہ ہو اس میں وہ چیز جو تقاضا کرے حق کے پھیرنے کو طرف باطل کے ساتھ خوش تقریر کے اور البتہ وارد ہو چکی ہیں خطبہ نکاح کی تفسیر میں بہت حدیثیں ان میں سے مشہور تر یہ ہے جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً الحمد لله نعمده ونستعينه ونستغفره ، الحدیث کہا ترمذی نے کہ اہل علم نے کہا کہ نکاح جائز ہے بغیر خطبہ کے اور یہ قول ثوری وغیرہ اہل علم کا ہے اور کہا بعض اہل ظاہر نے کہ وہ شرط ہے نکاح میں اور یہ قول شاذ ہے۔ (فتح)

بجانا دف کا نکاح اور ولیمہ کے وقت میں۔

بَابُ صَرْبِ الدَّفِّ فِي النِّكَاحِ

وَالْوَلِيمَةِ.

فائدہ: اور ولیمہ معطوف ہے نکاح پر یعنی بجانا دف کا ولیمہ میں اور وہ عام ہے بعد خاص کے اور احتمال ہے کہ مراد خاص ولیمہ نکاح کا ہو اور یہ کہ بجانا دف کا مشروع ہے نکاح میں وقت عقد کے اور وقت دخول کے مثلاً اور وقت ولیمہ کے اسی طرح اور اول اشبہ ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہو چکی ہے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷۵۰۔ حضرت ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور میرے گھر میں آئے جب کہ میں اپنے خاوند کے گھر میں لائی گئی اور مجھ سے خلوت ہوئی سو میرے بچھونے پر بیٹھے جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے اور

۴۷۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عَالِدُ بْنُ ذَكَوَانَ قَالَ قَالَتِ الرَّبِيعَةُ بِنْتُ مَعُوذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ جِئِنَ

ہماری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں دف بجا کر ہمارے باپوں کی جو جنگ بدر کے دن مارے گئے خوبیاں اور بہادرے کے قصے بیان کرنے لگیں کہ اچانک ان میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے بیچ میں ایک پیغمبر ہیں کہ جانتے ہیں جوکل ہوگا حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دے اور جو پہلے کہتی تھی وہی کہہ۔

بِنِي عَلِيٍّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَا جَلَسْتُكَ مِنِّي فَجَعَلْتُ جُورِيَاتٍ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالذِّقِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَلَيْسَ نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدِّ فَقَالَ دَعِي هَذِهِ وَقُولِي بِالذِّقِّ كُنْتَ تَقُولِينَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ جسے تو بیٹھا ہے تو یہ اس نے اس شخص سے کہا جس نے اس حدیث کی روایت کی اور بنا کے معنی ہیں دخول ساتھ بیوی کے اور یہ جو کہا کہ جیسے تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ یہ خطاب پردے کے پیچھے سے تھا یعنی دونوں کے درمیان پردہ تھا یا یہ حکم پردے کی آیت اترنے سے پہلے تھا یا جائز ہے دیکھنا واسطے حاجت کے یا وقت امن کے فتنے سے اور اخیر قول معتمد ہے یعنی فتنے سے امن تھا اور جو ظاہر ہوا ہے واسطے ہمارے قوی دلیلوں سے یہ ہے کہ بیگانی عورت کے ساتھ خلوت کرنی اور اس کو دیکھنا حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور یہی ہے جو اب صحیح قصے ام حرام کے سے کہ حضرت ﷺ اس کے گھر میں تشریف لے گئے اور اس کے پاس سو گئے اور اس نے آپ کو کنگھی کی اور حالانکہ وہ نہ آپ کی منکوحہ تھی اور نہ محرم اور نہ بے کے معنی ہیں ذکر کرنا مردے کے اوصاف کا ساتھ ثناء کے اوپر اس کے اور گننا اس کی خوبیوں کا ساتھ سخاوت اور بہادری کے اور مانند اس کے اور یہ جو فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے یعنی چھوڑ دے اس چیز کو جو متعلق ہے ساتھ مدح میری کے جس میں حد سے زیادہ تعریف ہے جو منع ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں جانتا کوئی جوکل ہوگا سوائے اللہ تعالیٰ کے سو یہ اشارہ ہے طرف علت منع کے اور یہ جو فرمایا کہ جو پہلے کہتی تھی تو اس میں اشارہ ہے طرف جواز سننے مدح کے اور مرثیہ کے اس قسم سے کہ نہ ہو اس میں مبالغہ جو نوبت پہنچتا ہے طرف غلو کی اور کہا مہلت نے اس حدیث میں اعلان نکاح کا ہے ساتھ دف کے اور راگ مباح کے اور اس میں آنا امام کا ہے طرف شادی کے اگرچہ اس میں کھیل ہو جب تک حد مباح سے نہ نکلے اور یہ کہ مرد کے سامنے تعریف کرنی جائز ہے جب تک کہ نہ نکلے طرف اس چیز کے جو اس میں نہیں اور غریب بات کہی ہے ابن تین نے سو کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا اس کو حضرت ﷺ نے کہ مدح آپ کی حق ہے اور مطلوب نکاح میں کھیل ہے سو جب داخل کیا گیا امر حق کھیل میں تو اس کو منع فرمایا اسی طرح کہا ہے اس نے اور تمام خبر کا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے رد کرتا ہے اوپر اس کے اور سیاق قصے کا مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اگر وہ مرثیوں پر بدستور رہیں تو ان کو منع نہ کرتے اور اکثر اچھے مرثیوں میں قصد ہوتا ہے نہ کھیل اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اوپر اس کے واسطے اس کے جو ذکر کیا گیا ہے بے حد تعریف کرنے سے جب کہ اس نے حضرت ﷺ کے واسطے غیب کا علم مطلق ثابت کیا اور وہ ایک صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾ اور فرمایا ﴿وَلَوْ كُنْتَ اعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْمَرْتَ مِنَ الْخَيْرِ﴾ اور جس جس چیز کی حضرت ﷺ غیب سے خبر دیتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کو معلوم کروا دیتا تھا نہ یہ کہ وہ اس کے معلوم کرنے میں مستقل تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿عَالَمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَيَّ غَيْبُ أَحَدٍ إِلَّا مِنْ رِضَايَ﴾ اور راگ کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَأَتُوا النِّسَاءَ صِدْقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ وَكَثْرَةَ الْمَهْرِ وَأَدْنَى مَا يَجُوزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَأَتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾ وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿أَوْ تَفَرَّضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ وَقَالَ سَهْلٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور دو عورتوں کو ان کے مہر خوش سے اور بیچ بیان بہت باندھنے مہر کے اور کم سے کم کتنا مہر جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور دیا ہو تم نے ایک عورت کو ڈھیر مال تو نہ پھیر لو اس میں سے کچھ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا مقرر کر چکے ہو واسطے ان کے مہر، اور کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود ہے واسطے اس کے کہ کم سے کم مہر کا کوئی اندازہ معین نہیں اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیوں اور حنفیوں نے اور وجہ استدلال کی اس چیز سے کہ ذکر کی مطلق ہونا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ﴿صدقاتہن نحلہ﴾ اور قول اس کے کا ﴿فریضہ﴾ اور قول حضرت ﷺ کے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو اور بہر حال قول اس کا کثرت المہر سو وہ ساتھ زبر کے عطف ہے اور پر اس آیت کے کہ پڑھا اس کو اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿وَأَتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا﴾ اس میں اشارہ ہے طرف بہت ہونے مہر کے اور البتہ استدلال کیا ساتھ اس کے اس عورت نے جس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا اور اس کا بیان یوں ہے کہ روایت کی ہے عبدالرزاق نے عبدالرحمن سلمیٰ کے طریق سے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ عورتوں کا مہر زیادہ مت باندھو تو ایک عورت نے کہا کہ اے عمر! یہ کہنا تجھ کو نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے ایک عورت کو ڈھیر سونا دیا ہو تو اس سے پھیر نہ لو اور اسی طرح ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یعنی اس میں من ذہب کا لفظ زیادہ ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت نے عمر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تو وہ اس پر غالب ہو گئی اور حاصل اس کا یہ ہے کہ کم تر درجہ مہر وہ چیز ہے کہ مال ٹھہرائی جائے یعنی جس کو مال سمجھا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ کم تر وہ ہے جس میں ہاتھ کا ثنا واجب ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس درہم یا پچاس درہم اور جس میں ہاتھ کا ثنا واجب ہوتا ہے اس میں بھی اختلاف ہے سو بعض کہتے ہیں کہ تین درہم اور بعض کہتے ہیں پانچ اور بعض کہتے ہیں دس درہم۔ (فتح)

۳۷۵۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر تو حضرت ﷺ نے اس پر شادی کی خوشی کا نشان دیکھا سو اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا گٹھلی کے برابر سونے پر یعنی من ذہب کا لفظ زیادہ کیا ہے۔

فائدہ: مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت سے یہ ہے کہ عبدالعزیز نے انس رضی اللہ عنہ سے نواۃ کا لفظ مطلق ذکر کیا ہے اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ گٹھلی کے برابر سونے پر۔

نکاح کرنا قرآن پر اور بغیر مہر کے۔

۴۷۵۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاشَةِ الْعُرْسِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ.

بَابُ التَّزْوِيجِ عَلَى الْقُرْآنِ وَبِغَيْرِ

صَدَاقٍ.

۳۷۵۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک میں لوگوں میں حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک عورت آکھڑی ہوئی تو اس نے کہا یا حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخش سو دیکھیے اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر کھڑی ہوئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک اس نے اپنی جان آپ کو بخش سو دیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پھر بھی حضرت ﷺ نے اس کو کچھ جواب نہ دیا سو وہ عورت تیسری بار کھڑی ہوئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخش سو دیکھیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے؟ پس ایک مرد اٹھا اور کہا یا حضرت! مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا تلاش کر اگر چہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو سو وہ گیا اور تلاش کیا پھر آیا اور کہا کہ میں نے

۴۷۵۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يَقُولُ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ يَقُولُ إِنِّي لَفِي الْقَوْمِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَفِئْهَا رَأْيِكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَفِئْهَا رَأْيِكَ فَلَمْ يُجِبْهَا شَيْئًا ثُمَّ قَامَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَكَ فَرَفِئْهَا رَأْيِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْكِحِيهَا قَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا قَالَ إِذْ هَبَّ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ

کچھ چیز نہیں پائی اور لوہے کی انگٹھی بھی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ مجھ کو فلاں فلاں سورت یاد ہے فرمایا جا میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا قرآن یاد کروانے کے بدلے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

حَدِيدٍ فَذَهَبٍ فَطَلَبَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ مَعِيَ سُورَةٌ كَذًا وَسُورَةٌ كَذَا قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُكُمَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

فائدہ: نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! میں نے اپنی جان آپ کو بخشی حضرت ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی اور ایک گھڑی بیٹھی رہی پھر وہ اٹھی فرمایا بیٹھ جا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت کرے ہم کو تیری حاجت نہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ اس عورت نے آپ کا بہت ادب کیا باوجود اس کے کہ اس کو نہایت رغبت تھی اس واسطے کہ نہ مبالغہ کیا اس نے طلب میں اور اس نے حضرت ﷺ کے چپ رہنے سے سمجھ لیا کہ آپ کو رغبت نہیں لیکن جب وہ رد سے ناامید نہ ہوئی تو بیٹھ گئی واسطے انتظار کشادگی کے اور حضرت ﷺ کا چپ رہنا یا تو اس وجہ سے تھا کہ آپ اس کو سامنے جواب دینے سے شرمائے اور حضرت ﷺ نہایت شرم کرنے والے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ کو کنواریوں سے زیادہ شرم تھی اور یا واسطے انتظار وحی کے اور یا واسطے فکر کرنے کے جواب میں جو مقام کے مناسب ہو اور ایک روایت میں اعتل کا لفظ آیا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے عذر کیا کہ میں نے لوہے کی انگٹھی بھی نہیں پائی اور یہ جو کہا کہ هل معك من القرآن شیء تو ایک روایت میں ہے کہ کیا ہے تیرے پاس قرآن سے تو یہ بعد اس قول کے ہے هل معك من القرآن شیء یعنی کیا تجھ کو کچھ قرآن یاد ہے پھر اس کا اندازہ پوچھا کہ کتنا ہے چنانچہ فرمایا ما ذا معك من القرآن یعنی تجھ کو کتنا قرآن یاد ہے اور معمر کی روایت میں دونوں لفظ واقع ہوئے ہیں سو فرمایا کہ تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا فلانی فلانی سورت اور پوچھانی گئی ساتھ اس کے مراد ساتھ معیت کے اور یہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا تجھ کو حفظ یاد ہے اور یہ جو کہا فلانی فلانی سورت تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا قرآن کی دو سورتوں پر کہ اس کو سکھلا دے، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا ہاں! سورہ بقرہ اور جو اس کے ساتھ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح کر دیا سورہ بقرہ پر اور اس کے پاس اور کچھ چیز نہ تھی اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے کر دیا ایک سورت پر مفصل سے اور اس کو اس کا مہر ٹھہرایا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ اس کو بیس آیتیں سکھلا دے اور وہ تیری عورت ہوئی اور جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا

ہاں مجھ کو سورہ ﴿ انا اعطیناک الکوثر ﴾ یاد ہے فرمایا یہی اس کو مہر میں پڑھا دے اور تطبیق ان الفاظ میں یہ ہے کہ یا قصہ متعدد ہے یا بعض راویوں کو یاد رہا اور بعض کو نہیں رہا اور اس حدیث میں اور بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو باب باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الوکالہ اور فضائل قرآن میں اور چند باب نکاح میں اور بیان کی ہے میں نے ہر ایک میں توجیہ ترجمہ کے واسطے حدیث کے اور وجہ استنباط کی اس سے اور توحید اور لباس میں بھی اس پر ترجمہ باندھا ہے کماسیاتی تقریرہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کم سے کم مہر کی کوئی حد نہیں کہا ابن منذر نے کہ اس میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ کم تر درجہ مہر کا دس درہم ہیں اور اسی طرح اس پر جو چوتھائی دینار کی کہتا ہے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی اس کے مساوی نہیں اور کہا مازری نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس شخص پر جو جائز رکھتا ہے نکاح کو ساتھ کم تر کے چوتھائی دینار سے اس واسطے کہ وہ نکلا ہے طرف تغلیل کی لیکن قیاس کیا ہے اس کو مالک نے ہاتھ کاٹنے پر چوری میں اور کہا عیاض نے اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے مالک حجاز والوں سے سند اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿ ان تبغوا باموالکم ﴾ اور ﴿ ومن لم يستطع منکم طولا ﴾ اس واسطے کہ یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ اس کے وہ چیز ہے کہ واسطے اس کے قدر ہے مال سے اور ادنیٰ درجہ اس کا وہ چیز ہے کہ مباح ہوتا ہے ساتھ اس کے قطع کرنا عضو ادب والے کا کہا عیاض نے اور جائز رکھا ہے اس کو تمام علماء نے ساتھ اس چیز کے کہ راضی ہوں اس پر دونوں میاں بیوی یا عقد ہو ساتھ اس چیز کے کہ اس میں منفعت ہے مانند کوڑے اور جوتی کے اگرچہ اس کی قیمت ایک درہم سے بھی کم تر ہو اور یہی قول ہے یحییٰ بن سعید اور ابو الزناد اور ربیعہ اور ابن ابی ذئب وغیرہم اہل مدینہ کا (سوائے مال کے اور اس کے تابعداروں کے) اور ابن جریج اور مسلم بن خالد وغیرہ کا اہل مکہ سے اوزاعی کا اہل شام میں اور لیث کا اہل مصر میں اور ثوری اور ابن ابی لیلیٰ عراقیوں کا (سوائے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے تابعداروں کے) اور شافعی رحمہ اللہ اور داؤد اور فقہاء اہل حدیث کا اور ابن وہب کا مالکیوں سے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ کم تر درجہ اس کا دس درہم ہیں اور کہا ابن شبرمہ نے کہ کم تر درجہ اس کا پانچ درہم ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ کم تر درجہ اس کا تین درہم ہیں یا چوتھائی دینار کی بنا پر اپنے اختلاف کے بیچ اندازے اس چیز کے کہ واجب ہوتا ہے ساتھ اس کے کاٹنا ہاتھ کا کہا قرطبی نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے قیاس کیا ہے اس کو ساتھ نصاب سرقہ کے ساتھ اس طور کے کہ وہ عضو آدمی کا ادب والا ہے تو اس سے کم تر کے ساتھ مباح نہ ہوگا واسطے قیاس کرنے کے چور کے ہاتھ پر اور تعاقب کیا ہے اس کا جمہور نے ساتھ اس طور کے کہ یہ قیاس ہے نص کے مقابلے میں سو نہ صحیح ہوگا اور ساتھ اس طور کے کہ ہاتھ کاٹنا جاتا ہے اور جدا ہوتا ہے اور نہیں ہے اس طرح شرم گاہ اور ساتھ اس طور کے کہ واجب ہوتا ہے چور پر پھیر دینا چرائی ہوئی چیز کا باوجود کاٹ ڈالنے کے ہاتھ کے اور نہیں ہے اس طرح مہر اور مالکیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کو ضعیف کہا ہے سو کہا ابو الحسن نخعی نے کہ قیاس قدرم ہر کا ساتھ نصاب چوری

کے ظاہر نہیں اس واسطے کہ ہاتھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کاٹا گیا ہے بیچ چوتھائی دینار کے واسطے غیرت نافرمانی کے اور نکاح مباح کیا گیا ہے ساتھ وجہ جائز کے ہاں قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ومن لم يستطع منكم طولا﴾ دلالت کرتا ہے کہ مہر آزاد عورت کا ضروری ہے کہ ہو وہ چیز کہ بولا جاتا ہے اس پر نام مال کا جس کی کوئی قدر ہوتا کہ حاصل ہو فرق درمیان اس کے اور درمیان مہر لوٹڈی کے اور بہر حال قول اللہ تعالیٰ کا ﴿ان تبغوا باموالکم﴾ تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر شرط ہونے اس چیز کے کہ نام رکھا جاتا ہے مال فی الجملہ تھوڑا ہو یا بہت اور بعض مالکیوں نے اس کی حد مقرر کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہے اس میں زکوٰۃ اور یہ قوی ہے قیاس کرنے اس کے سے اوپر نصاب چوری کے اور قوی تر اس سے رد کرنا اس کا ہے طرف رواج کے اور کہا ابن عربی نے کہ لوہے کی انگوٹھی کا وزن چوتھائی دینار کے برابر نہیں ہوتا اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس کا کوئی جواب نہیں اور نہ کوئی اس میں عذر ہے لیکن ہمارے ساتھیوں سے تحقیق والوں نے نظر کی ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ﴿ومن لم يستطع منكم طولا﴾ یعنی جو تم میں سے مالدار کی طاقت نہ رکھتا ہو سو اللہ تعالیٰ نے منع کیا اس کو جو مالدار کی طاقت رکھتا ہو کہ لوٹڈی سے نکاح نہ کرے سواگر مالدار ایک وہم ہوتا تو کسی پر مشکل نہ ہوتا پھر تعاقب کیا ہے اس نے اس کا ساتھ اس کے کہ تین درہموں کا بھی یہی حال ہے یعنی سونہیں ہے حجت بیچ اس کے واسطے حد مقرر کرنے کے اور خاص کر یہ کہ اختلاف ہے کہ طول سے کیا مراد ہے؟ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہبہ نکاح میں خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے کہنے اس مرد کے کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور اس نے یہ نہ کہا کہ مجھ کو بخش دیجیے اور واسطے قول اس عورت کے حضرت ﷺ سے کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ اس پر چپ رہے تو دلالت کی اس پر کہ ہبہ کا جائز ہونا ساتھ حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے باوجود قول اللہ تعالیٰ کے ﴿خالصة لك من دون المؤمنین﴾ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہبہ کے لفظ سے حضرت ﷺ کے نکاح کا منعقد ہونا جائز ہے اور حضرت ﷺ کے سوا اور کسی کا نکاح امت میں سے جائز نہیں یہ ایک وجہ ہے نزدیک شافعیوں کے اور ایک وجہ یہ کہ ضروری ہے لفظ نکاح اور تزویج کا وسیاتی الحجث فیہ اور یہ کہ امام نکاح کر دے جس کا کوئی خاص ولی نہ ہو ساتھ اس شخص کے جس کو اس کا کفو دیکھے لیکن ضروری ہے کہ عورت کی رضا مندی ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس مرد کے ساتھ تیرا نکاح کر دوں اگر تو راضی ہو؟ اس نے کہا کہا جو آپ نے میرے واسطے پسند کیا میں اس سے راضی ہوں اور یہ کہ جائز ہے سوچنا اور غور کرنا عورت کی خوبیوں میں واسطے ارادے نکاح اس کے کی اگرچہ نہ واقع ہوئی ہو اول رغبت بیچ نکاح کرنے اس کے کی اور نہ واقع ہوا ہو پیغام نکاح اس کے کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور وہ صیغہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے اور اس سے پہلے نہ حضرت ﷺ نے اس کو پیغام نکاح کا کیا تھا اور نہ اس میں رغبت واقع ہوئی تھی پھر فرمایا کہ مجھ کو عورتوں کی حاجت نہیں اور اگر نہ قصد ہوتا یہ کہ جب اس سے کوئی

چیز دیکھیں جو آپ کو خوش لگے تو اس کو قبول کریں تو اس کے تامل میں مبالغہ کرنے کے کوئی معنی نہ ہوتے اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ دعویٰ خصوصیت کے واسطے آپ کے واسطے محل عصمت کے اور جو ہمارے نزدیک ثابت ہوا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے واسطے بیگانی مسلمان عورتوں کو دیکھنا حرام نہ تھا برخلاف آپ کے غیر کے اور یہ کہ نہیں پورا ہوتا ہے ہبہ مگر ساتھ قبول کے اس واسطے کہ جب اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنی جان آپ کو بخشی اور حضرت ﷺ نے قبلت نہ فرمایا یعنی نہ فرمایا کہ میں نے قبول کیا تو نہ پورا ہوا مقصود اس کا اور اگر اس کو قبول فرماتے تو وہ حضرت ﷺ کی بیوی ہو جاتی اسی واسطے نہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اس شخص پر جس نے کہا کہ مجھ کو نکاح کر دیجیے اور یہ کہ جائز ہے نکاح کا پیغام کرنا اس شخص کی منگنی پر جس نے نکاح کا پیغام بھیجا ہو جب کہ نہ واقع ہو درمیان دونوں کے مائل خاص کر جب کہ رد کی نشانیاں ظاہر ہوئی ہوں اور تعاقب کیا ہے اس کا عیاض وغیرہ نے ساتھ اس طور کے کہ نہیں پہلے گزرا ہے اس پر کوئی خطبہ یعنی پیغام نکاح کا واسطے کسی کے اور مائل بلکہ اس نے ارادہ کیا کہ حضرت ﷺ سے نکاح کریں تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا اور جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو حاجت نہیں تو اس مرد نے پہچانا کہ آپ نے اس کو قبول نہیں کیا، میں کہتا ہوں احتمال ہے یہ کہ اشارہ ہو طرف اس کے کہ جو حکم ذکر کیا ہے اس نے اس کو استنباط کیا ہو اس قصے سے اس واسطے کہ اگر صحابی سمجھتا کہ حضرت ﷺ کو اس کی رغبت ہے تو اس کو طلب نہ کرتا سو اسی طرح جو سمجھے کہ اس کو رغبت ہے کسی عورت کے نکاح میں تو نہیں لائق ہے واسطے غیر اس کے کی کہ اس کو نکاح کا پیغام کرے یہاں تک کہ ظاہر ہو کہ اس کو اس میں رغبت نہیں یا ساتھ تصریح کے یا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حکم میں ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے دلیل حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے جو اس کو مہر دے اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے یہ کہ جماع کرے کسی فرج میں کہ بخشا گیا ہو واسطے اس کے سوائے مملوک کے بغیر مہر کے اور اولیٰ یہ ہے کہ ذکر کرے مہر کو بیچ عقد کے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر کاٹنے والا ہے واسطے جھگڑے کے اور بہت نفع دینے والا ہے واسطے عورت کے اور اگر عقد کرے بغیر ذکر مہر کے تو عقد صحیح ہو جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے مہر مثل ساتھ دخول کے صحیح قول پر اور عورت کا اس میں زیادہ نفع اس واسطے ہے کہ ثابت ہوتا ہے واسطے اس کے آدھا مہر مقرر اگر اس کو دخول سے پہلے طلاق ملے اور یہ کہ مستحب ہے اس کو جلدی سپرد کرنا مہر کا اور یہ کہ جائز ہے قسم کھانی بغیر طلب کرنے قسم کے واسطے تاکید کے لیکن مکروہ ہے بغیر ضرورت کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ ہے اور اس نے کہا کہ نہیں تو اس میں دلیل ہے اوپر خاص کرنے عموم کے ساتھ قرینے کے اس واسطے کہ لفظ شے کا شامل ہے بہت اور تھوڑی چیز کو اور تھوڑی چیز تو اس کے پاس پائی جاتی تھی جیسے گھٹلی کھجور کی اور مانند اس کے لیکن اس نے سمجھا کہ مراد وہ چیز ہے جس کے واسطے فی الجملہ قیمت ہے اسی واسطے اس نے نفی کی کہ اس کے پاس ہو اور نقل کیا ہے عیاض

نے اجماع اس پر کہ جو چیز کہ مال نہ سمجھی جاتی ہو اور نہ اس کی کوئی قیمت ہو تو وہ مہر نہیں ہو سکتی ہے اور نہیں حلال ہوتا ہے ساتھ اس کے نکاح سوا اگر ثابت ہو نقل اس کی تو خلاف کیا اس اجماع کا ابن حزم رحمہ اللہ نے سوا اس نے کہا کہ جائز ہے نکاح ساتھ ہر چیز کے جس کو شے کہا جائے اگرچہ جو کا ایک دانہ ہو اور تا سید کرتا ہے سب علماء کی قول حضرت ع کا کہ تلاش کر اگرچہ لوہے کی ایک انگٹھی ہو اس واسطے کہ وارد کیا ہے اس کو جگہ تقلیل کے بہ نسبت اس چیز کے کہ اس سے اوپر ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ لوہے کی انگٹھی کے واسطے قیمت ہے اور وہ اعلیٰ ہے غھٹلی سے اور جو کے دانہ سے اور سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی چیز کم تر اس سے کہ حلال ہو ساتھ اس کے فرج اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں کم تر مہر میں کہ ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی ایک روایت میں ہے کہ جس نے ایک درہم پر نکاح کیا اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو عورت کو ستو یا کھجوریں دے البتہ اس نے حلال کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ع نے جائز رکھا نکاح ایک عورت کا دو جوتیوں پر اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ پیلو کی مسواک ہو اور قوی تر اس باب میں یہ حدیث ہے جو مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ع کے زمانے میں ایک مٹھی کھجور اور آٹے سے نکاح متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے منع کیا کہا یہی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مدت معین تک نکاح کرنے کو منع کیا تھا نہ مقدار مہر سے اور یہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا اور اس حدیث میں دلیل ہے واسطے جمہور کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا لوہے کی انگٹھی پر اور جو اس کی قیمت کی نظیر ہے کہا ابن عربی نے مالکیوں میں سے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ نہیں شک ہے کہ لوہے کی انگٹھی چوتھائی دینار کے برابر نہیں اس کا جواب کسی کے پاس اور نہ کوئی اس میں عذر ہے اور بعض مالکیوں نے اس کا جواب کئی طور سے دیا ہے باوجود اس کے کہ یہ اعتراض ابن عربی کا بڑا پکا ہے ان میں سے ایک یہ جواب ہے کہ قول اس کا اگرچہ لوہے کی انگٹھی ہو نکلا ہے جگہ مبالغے کی بیچ طلب کرنے آسانی کے اوپر اس کے یعنی مراد اس پر آسانی کرنی ہے اور ہو بہو لوہے کی انگٹھی مراد نہیں اور نہ اندازہ قیمت اس کی کا حقیقہ اس واسطے کہ جب اس نے کہا کہ میں کچھ چیز نہیں پاتا تو حضرت ع نے پہچانا کہ اس نے سمجھا ہے کہ مراد ساتھ شے کے وہ چیز ہے جس کی کوئی قیمت ہو سو کہا گیا واسطے اس کے کہ اگرچہ کم تر ہو جس کی کچھ قیمت نہ ہو مانند لوہے کی انگٹھی کے اور مثل اس کی ہے یہ حدیث کہ خیرات کرو اگرچہ گھر جلا ہوا ہو باوجود اس کے کہ نہیں نفع اٹھایا جاتا ساتھ اس کے اور نہ خیرات کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور ایک جواب یہ ہے کہ احتمال ہے کہ طلب کی حضرت ع نے اس سے وہ چیز جو جلدی دی جاتی ہے نقد پہلے دخول کے نہ یہ کہ تمام مہر یہی تھا اور یہ جواب ابن قتار کا ہے اور لازم آتا ہے اس سے رد اوپر ان کے جس جگہ کہ مستحب رکھا ہے انہوں نے اول دینا چوتھائی دینار کا یا اس کی قیمت کا پہلے دخول کے نہ کم تر اور ایک جواب یہ ہے کہ یہ مقدار خاص ہے ساتھ مرد مذکور کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ

خصوصیت محتاج ہے طرف دلیل خاص کے اور ایک یہ جواب ہے کہ احتمال ہے کہ اس وقت لوہے کی انگوٹھی کی قیمت تین درہم یا چوتھائی دینار کی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہو ہونا لوہے کی انگوٹھی کا اور پہننا اس کا و سیاتی بحثہ فی کتاب اللباس اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ واجب ہے دینا مہر کا پہلے دخول کے اس واسطے کہ اگر اس کی تاخیر جائز ہوتی تو البتہ اس سے سوال کرتے کہ کیا قادر ہے اوپر حاصل کرنے اس چیز کے کہ اس کو مہر دے بعد اس کے کہ اس پر داخل ہو اور برقرار رہے یہ اس کے ذمے میں اور ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اولیٰ کے ساتھ اشارہ کیا اور باعث اس تاویل پر ثابت ہونا جواز نکاح مفوضہ کا اور ثابت ہونا جواز نکاح کا اوپر مہر معین کے جو ذمہ میں ہو، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث میں ہے کہ مہر دینا اس چیز کا کہ مال سمجھی جاتی ہے نکالتا ہے اس کو اس کے مالک کے ہاتھ سے یہاں تک کہ جو کسی لونڈی کو مثلاً مہر دے تو حرام ہوتی ہے اس پر وہی اس کی اور اسی طرح خدمت یعنی اس سے بغیر اجازت اس شخص کے کہ جو کو اس نے مہر دیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز ٹھہرانے منفعت کے مہر اگرچہ ہو تعلیم قرآن کی کہا مازری نے کہ یہ مہر ہے اس پر کہ باواسطے عوض کے ہے جیسے کہ تو کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنا کپڑا بیچا ساتھ ایک دینار کے اور یہی ظاہر ہے نہیں تو اگر ہوتی با ساتھ معنی لام کے بنا بر معنی نکریم اس کی کے واسطے ہونے اس کے کی حامل قرآن کا تو ہو جاتی عورت ساتھ معنی موہوبہ کے اور موہوبہ عورت خاص ہے ساتھ حضرت ﷺ کے اور کہا طحاوی وغیرہ نے کہ یہ حکم اس مرد کے ساتھ خاص ہے اس واسطے کہ جائز تھا حضرت ﷺ کو نکاح کرنا ساتھ واہبہ کے جس نے حضرت ﷺ کو اپنی جان بخشی ہی طرح حضرت ﷺ کو یہ بھی جائز تھا کہ جس کے ساتھ چاہیں اس کا نکاح کر دیں بغیر مہر کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ قریب تر ہیں ساتھ مسلمانوں کے ان کی جانوں سے یعنی حضرت ﷺ کو مسلمانوں کی جانوں پر زیادہ شفقت ہے بہ نسبت شفقت ان کی کے اپنی جانوں پر اس واسطے کہ جب حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا تو نہ اس عورت سے مشورہ لیا اور نہ اس سے اجازت مانگی اور یہ قول طحاوی کا ضعیف ہے اس واسطے کہ اول اس عورت نے اپنی جان کا اختیار حضرت ﷺ کو دے دیا تھا جیسا کہ باب کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا کہ آپ دیکھیں آپ کی میرے حق میں کیا رائے ہے؟ اور سوائے اس کے اور الفاظ سے جن کو ہم نے ذکر کیا اسی واسطے نہ حاجت ہوئی پھر پوچھنے کی اس سے بیچ مقرر کرنے مہر کے اور ہو گئی جیسے کوئی عورت اپنے ولی سے کہے کہ نکاح کر دے تو میرا ساتھ اس چیز کے کہ چاہے مہر سے کم ہو یا زیادہ اور حجت پکڑی گئی ہے واسطے اس قول کے ساتھ اس کے جو نعمان ازدی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے نکاح کیا ایک عورت کا قرآن کی ایک سورت پر اور فرمایا کہ تیرے بعد یہ کسی کا مہر نہ ہوگا اور باوجود مرسل ہونے اس کے کی اس میں ایک راوی ہے جو غیر معروف ہے اور کہا عیاض نے کہ یہ جو فرمایا کہ بما معك من القرآن یعنی بدلے اس چیز کے کہ تجھ کو

یاد ہے قرآن سے تو اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مراد یہ ہے کہ سکھلا دے اس جو اس کو یاد ہو قرآن سے یعنی قرآن غیر معین تھوڑا ہو یا بہت اور یہ احتمال ظاہر تر ہے اور یا مراد قرآن معین ہے اور ہو یہ مہر اس کا اور روایت کی ہے ترمذی وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو پوچھا کہ اے فلانے! کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! اور نہیں میرے پاس کچھ جس کے ساتھ میں نکاح کروں فرمایا کیا نہیں تیرے پاس قل هو اللہ احد الحدیث اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی کہ با واسطے عوض کے ہے اور استدلال کیا ہے طحاوی نے واسطے قول دوسرے کے یعنی مراد مقدار معین ہے طریق نظر سے ساتھ اس طور کے کہ جب واقع ہو نکاح مجہول چیز پر تو ہو گا جیسے معین نہ کیا پس حاجت ہوگی رجوع کرنے کی طرف معلوم کے اور اصل مجمع علیہ یہ ہے کہ اگر مرد کوئی مرد کو مزدور ٹھہرائے اس پر کہ اس کو قرآن کی ایک سورت سکھلا دے بدلے ایک درہم کے تو صحیح نہ ہو گا اس واسطے کہ اجارہ نہیں صحیح ہے مگر عمل معین پر مانند دھونے کپڑے کے یا وقت معین پر اور تعلیم کے وقت کی مقدار معلوم نہیں کبھی تھوڑے زمانے میں سیکھ لیتا ہے اور کبھی دراز زمانہ کی حاجت پڑتی ہے اسی واسطے اگر گھریبچے اس پر کہ اس کو قرآن کی سورت سکھلا دے تو نہیں صحیح ہوتی ہے بیع اور جب تعلیم کے آدمی ساتھ اعیان کا مالک نہیں ہوتا تو اس کے ساتھ منافع کا بھی مالک نہیں ہو گا اور جواب اس چیز سے کہ ذکر کی یہ ہے کہ مشروط تعلیم معین ہے جیسا کہ اس کے بعض طریقوں میں آچکا ہے اور بہر حال حجت پکڑنی ساتھ اس کے کہ تعلیم کی مدت مجہول ہے تو احتمال ہے کہ کہا جائے کہ یہ معاف ہے زوجین کے باب میں اس واسطے کہ اصل بدستور رہنا ان کی عشرت کا ہے اور اس واسطے کہ بیس آیتوں کی تعلیم کے مقدار میں عورتوں کی فہم غالباً مختلف نہیں ہوتی خاص کر باوجود ہونے اس عورت کے عربی اہل زبان سے جو اس کو نکاح کرتا ہے اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ نکاح کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا اس عورت سے بسبب اس چیز کے کہ اس کو یاد تھی قرآن سے اور چپ رہے مہر سے سو ہو گا مہر ثابت اس کے ذمہ میں جب میسر ہو ادا کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تجھ کو روزی دے تو اس کا معاوضہ دے سو اگر یہ حدیث ثابت ہو تو وہ وگی اس میں تقویت واسطے اس قول کے لیکن وہ ثابت نہیں سو اگر کہا جائے کہ کس طرح صحیح ہے ٹھہرانا تعلیم قرآن کا مہر اور حالانکہ کبھی وہ نہیں سیکھتی جواب یہ ہے کہ جس طرح لکھنا سکھانا مہر ہو سکتا ہے اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے اور حالانکہ کبھی وہ لکھنا نہیں سیکھتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اختلاف نزدیک اس شخص کے جائز رکھتا ہے ٹھہرانا منفعت کا مہر یعنی جو منفعت کو مہر ٹھہراتا ہے کیا شرط ہے کہ جانے ذکاوت سیکھنے والے کی یا نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہونا اجارے کا مہر اور اگر وہ عورت مہر باندھی گئی مستاجرہ ہو سو قائم ہوگی منفعت اجارے سے مقام مہر کے اور یہی قول ہے شافعی رضی اللہ عنہ اور اسحاق رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ کا اور مالکیوں کے نزدیک اس میں اختلاف ہے اور منع کیا ہے اس کو خنیفوں نے آزاد مرد میں اور جائز رکھا ہے غلام میں مگر تعلیم قرآن کے اجارے میں سو انہوں نے اس کو

مطلق منع کیا ہے بنا برائے اصل کے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت یعنی جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے عیاض نے سب علماء سے سوائے حنفیوں کے کہ قرآن کی تعلیم کے واسطے اجرت لینا جائز ہے اور روایت کی ہے یحییٰ نے مالک سے کہ یہ اجرت ہے اس کی تعلیم پر اور ساتھ اس کے جائز ہے لینا اجرت کا قرآن کی تعلیم پر اور ساتھ دونوں وجہوں کے کہا ہے شافعی رحمہ اللہ نے اور جب قرآن کا عوض لینا جائز ہے تو جائز ہے کہ قرآن خود عوض ہو اور جائز رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے ایک جہت سے تو لازم ہے کہ اس کو دوسری جہت سے بھی جائز رکھے اور کہا قرطبی نے کہ قول حضرت ﷺ کا علمہا یعنی سکھلا اس کو نص ہے بیچ امر کرنے کے ساتھ تعلیم کے اور سیاق شہادت دیتا ہے کہ بہ سبب نکاح کے ہے سو نہیں ہے التفات اس شخص کے قول کی طرف جو کہتا ہے کہ یہ واسطے اکرام اس مرد کے تھا اس واسطے کہ حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ برخلاف اس کے کی اور یہ جو بعض کہتے ہیں کہ با ساتھ معنی لام کے ہے تو یہ صحیح نہیں نہ باعتبار لغت کے اور نہ باعتبار سیاق کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جو کسی کو کہے کہ میرا نکاح فلائی عورت سے کر دے اور وہ کہے کہ میں نے تیرا نکاح اس سے اتنے مہر کے بدلے کر دیا تو یہ کفایت کرتا ہے اور اس کی حاجت نہیں کہ خاوند کہے کہ میں نے قبول کیا کہا ہے اس کو ابو بکر رازی نے حنفیہ میں سے اور بعض نے اس کو مشکل جانا ہے اس جہت سے کہ ایجاب و قبول کے درمیان بہت فاصلہ ہو گیا تھا وہ شخص اٹھ کر اس مجلس سے چلا گیا تھا واسطے تلاش کرنے اس چیز کے جو اس کو مہر دے اور جواب دیا ہے مہلب نے ساتھ اس کے کہ سیاق قصے کا اس سے بے پرواہ کرتا ہے اور اسی طرح ہر رغبت کرنے والا نکاح میں جب جواب مانگے اور جواب دیا جائے ساتھ کسی شے معین کے اور وہ چپ رہے تو کفایت کرتا ہے جب کہ نہ ظاہر ہو اس سے قرینہ قبول کا نہیں تو شرط پہچانا اس کی رضامندی کا ساتھ قدر مذکور کے یعنی ساتھ اس کے کہ خاوند کہے میں نے قبول کیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے نکاح کرنا تزویج اور نکاح کے لفظ کے بغیر اور خلاف کیا ہے اس کا شافعی رحمہ اللہ نے اور مالکیوں میں سے ابن دینار وغیرہ نے اور مشہور مالکیوں سے جواز اس کا ہے ساتھ ہر لفظ کے جو اس کے معنی پر دلالت کرے جب کہ مقرون ہو ساتھ ذکر مہر کے یا قصد کرے نکاح کا مانند تملیک کے اور بہہ کے اور صدقہ کے اور بیع کے اور نہیں صحیح ہے نزدیک ان کے ساتھ لفظ اجارے کے اور نہ عاریت کے اور نہ وصیت کے اور اختلاف ہے نزدیک ان کے اباحت اور احلال میں اور جائز رکھا ہے اس کو حنفیوں نے ساتھ ہر لفظ کے کہ تقاضا کرے تائید کا ساتھ قصد کے اور جگہ دلیل کی اس حدیث سے قول حضرت ﷺ کا ہے کہ میں نے تجھ کو اس کا مالک کر دیا لیکن ایک روایت میں اس کے بدلے یہ لفظ آیا ہے زوجتکھا، کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ لفظ ایک ہے قصے ایک میں اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ اس کے باوجود ایک ہونے مخرج حدیث کے پس ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی زبان مبارک سے ایک لفظ واقع ہوا ہے سو ٹھیک باقی ایسی جگہ میں یہ کہ ترجیح کی طرف نظر کی جائے اور منقول ہے دارقطنی سے کہ ٹھیک روایت ان راویوں کی

ہے جنہوں نے لفظ زوجتکھا کا روایت کیا ہے اس واسطے کہ وہ اکثر ہیں اور زیادہ یاد رکھنے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے اس کو ساتھ لفظ تزویج کے روایت کیا ہے خاص کر ان میں حفاظ ہیں مثل مالک رضی اللہ عنہ کے اور کہا بغوی نے شرح سنہ میں کہ نہیں حجت ہے اس حدیث میں واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جائز ہے منعقد ہونا نکاح کا ساتھ لفظ تملیک کے اس واسطے کہ عقد ایک تھا سونہ تھا لفظ مگر ایک اور اختلاف کیا ہے راویوں نے اس لفظ میں جو واقع ہوا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ ساتھ لفظ تزویج کے تھا موافق قول مخاطب کے اور اس نے کہ زوجتکھا اس واسطے کہ یہی غالب ہے عقود کے امر میں اس واسطے کہ اس میں میاں بیوی کے لفظ کا اختلاف کم ہوتا ہے اور جس نے تزویج کے لفظ کے سوا اور لفظ سے اس کو روایت کیا ہے نہیں قصد کی اس نے روایت لفظ کی جس کے ساتھ عقد ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کیا ہے اس نے خبر دینے کا جاری ہونے عقد کے سے اوپر تعلیم قرآن کے اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ منعقد ہوتا ہے نکاح ساتھ لفظ کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر اس کے اور یہی قول ہے حنفیہ اور مالکیہ کا اور ایک روایت احمد کی اور اکثر نصوص احمد کے دلالت کرتے ہیں اوپر موافقت جمہور کے اور استدلال کیا ہے ابن عقیل نے ان میں سے واسطے صحیح ہونے پہلی روایت کے ساتھ اس حدیث کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اس واسطے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے نص کی ہے اس پر کہ جو کہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا تو اس کا نکاح اس سے منعقد ہو جاتا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو رغبت کرے بیچ نکاح اس عورت کے جو قدر میں اس سے زیادہ ہو تو نہیں کچھ ملامت اوپر اس کے اس واسطے کہ وہ در پے اس کے ہیں کہ اس کی بات مانی جائے گی مگر یہ کہ ہو اس قسم سے کہ یقین ہو عادت میں ساتھ رد کرنے اس کے کی جیسے کوئی بازاری بادشاہ کی بیٹی کے نکاح کا پیغام کرے اور یہ کہ جو عورت کہ رغبت کرے بیچ نکاح اس شخص کے جو اس سے قدر میں اونچا ہو اس پر بالکل کوئی عار نہیں خاص کر جب کہ ہو وہاں کوئی غرض صحیح یا قصد نیک یا واسطے فضیلت دینی کے مغلوب میں یا واسطے خواہش کے کہ اس میں ہے کہ خوف ہے کہ اگر اس سے چپ رہے تو گناہ میں واقع ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر صحیح ہونے قول اس شخص کے جو ٹھہراتا ہے لونڈی کی آزادی کو عوض اس کی شرم گاہ کے کذا ذکرہ الخطابی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چپ رہنا اس عورت کا جس پر عقد کیا گیا اور وہ چپ ہو لازم ہے جب کہ نہ منع کرے کلام اس کی سے خوف یا حیا یا غیر ان کا اور یہ کہ جائز ہے نکاح عورت کا بغیر اس کے کہ سوال کیا جائے اس سے کہ کیا وہ کسی مرد کی عصمت میں ہے یا اس کی عدت میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس حکم کا اس حدیث سے نکالنا ٹھیک نہیں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حقیقت حال پر اطلاع ہو گئی ہو یا کسی نے حاضرین مجلس میں سے آپ کو اس کی خبر دی ہو اور باوجود اس احتمال کے نہیں قائم ہوتی حجت اور نص کی ہے شافعی رضی اللہ عنہ نے اس پر کہ نہیں جائز واسطے حاکم کے کہ نکاح کر دے کسی عورت کا یہاں تک کہ گواہی دیں دو گواہ عادل کہ اس کا کوئی ولی خاص

نہیں اور نہ کسی مرد کی عصمت میں ہے اور نہ عدت میں اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نہیں شرط ہے صحیح ہونے عقد کے پہلے ہونا خطبے کا اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے اس حدیث کے کسی طریق میں حمد اور نہ تشہد اور نہ کوئی چیز سوائے ان کے ارکان خطبے سے اور ظاہر یہ اس میں مخالف ہیں سو انہوں نے اس خطبے کو واجب ٹھہرایا ہے اور شافعیوں میں سے ابو عوانہ بھی ان کے موافق ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم کفو ہونا آزادی اور دین اور نسب میں ہے مال میں نہیں اس واسطے کہ مرد کے پاس کچھ چیز نہ تھی اور حالانکہ وہ عورت اس کے ساتھ راضی ہوئی اسی طرح کہا ہے ابن بطلان نے اور میں نہیں جانتا کہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا کہ عورت مالدار تھی اور یہ کہ جو کسی حاجت کا طالب ہو اس کو یہ لائق نہیں کہ اس کا پیچھا کرے بلکہ طلب کرے اس کو زنی اور رفق سے اور داخل ہوتا ہے اس میں طالب دنیا اور دین کا جو فتویٰ پوچھنے والا ہو اور سائل ہو اور علم کی بحث کرنے والا ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے فقیر کے نکاح کرنا اس عورت سے جو اس کے حال کو جانے اور اس کے ساتھ راضی ہو جائے جب کہ ہو پانے والا مہر کا اور اس کے سوائے اور حقوق سے عاجز ہو اس واسطے کہ تکرار واقع ہوا تھا صحیح پانے مہر کے اور نہ پانے اس کے کی نہ قدر زائد میں اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس مرد کے حال پر اطلاع ہوئی ہو کہ وہ اپنی قوت اور اپنی عورت کی قوت کمانے پر قادر ہے خاص کر باوجود اس کے کہ اس زمانے کے لوگ تنگ دست تھے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتے تھے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر گواہوں کے اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ یہ نکاح صحابہ کی ایک جماعت کے موجود ہونے کے وقت ہوا کما تقدم ظاہر افی اول الحدیث اور کہا ابن حبیب نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے لا نکاح الا بولی و شہدی عدل اور تعاقب کیا گیا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ صحیح ہے نکاح بغیر ولی کے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اس کا کوئی ولی خاص نہ ہو اور جس کا کوئی ولی نہ ہو اس کا ولی امام ہے اور اس حدیث میں نظر کرنی امام کی ہے اپنی رعیت کی بھائیوں میں اور ان کو راہ بتلانا طرف اس چیز کے جو ان کو سنوارے اور نیز اس حدیث میں تکرار کرنا ہے مہر میں اور متغنی کرنا مرد کی واسطے نفس اپنے کے اور یہ کہ نہیں واجب ہے بچانا مسلمان کا حرام سے ساتھ نکاح کے جیسے کہ اس کو کھلانا اور پلانا واجب ہے اور واقع ہوئی ہے تمہیں اس پر کہ حضرت ﷺ نے نکاح کر دیا ایک مرد کا ایک عورت سے لوہے کہ انگوٹھی پر اور یہی ہے نکتہ صحیح ذکر کرنے اس کے لوہے کی انگوٹھی کو سوائے غیر اس کے کی عروض سے روایت کی بغوی نے معجم صحابہ میں کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت فلاں عورت مجھ کو نکاح کر دیجیے! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مہر کیا دے گا؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں فرمایا لوہے کہ انگوٹھی کس کی ہے؟ اس نے کہا میری فرمایا: یہ اس کو دے دے سو اس کو نکاح کر دیا اور اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن داخل ہوتی ہے ایسی امہات میں۔ (فتح الباری)

بَابُ الْمَهْرِ بِالْعُرُوضِ وَخَاتَمِهِ مِنْ حَدِيدٍ.

مہر باندھنا ساتھ اسباب کے اور لوہے کی انگوٹھی کے۔

فائدہ: عروض جمع عرض کی ہے اور عرض وہ چیز ہے کہ نقد کے مقابل ہو یعنی اقسام متاع اور اسباب سوائے چاندی سونے کے یہ جو کہا لوہے کی انگوٹھی تو یہ ذکر خاص کا ہے بعد عام کے اس واسطے کہ لوہے کی انگوٹھی بھی منجملہ عروض کے ہے اور ترجمہ ماخوذ ہے باپ کی حدیث سے واسطے انگوٹھی کے ساتھ تمحصیں کے اور عروض کے ساتھ الحاق کے۔ (فتح)

۴۷۵۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ تَزَوَّجْ وَلَوْ بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ.

۲۷۵۳ - حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرد کو نکاح کر اگر چہ لوہے کی انگوٹھی سے ہو۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو رخصت دی کہ نکاح کریں ہم عورت سے کپڑے پر اور پہلے باپ میں چند حدیثیں گزر چکی ہیں۔

بَابُ الشَّرْوَطِ فِي النِّكَاحِ.

باب ہے بیچ بیان شرطوں کے نکاح میں یعنی جو شرطیں کہ حلال اور معتبر ہیں۔

وَقَالَ عُمَرُ مَقَاطِعُ الْحَقُوقِ عِنْدَ الشَّرْوَطِ.

یعنی کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ حقوق کے قطع ہونے کی جگہ یا ان کا قطع ہونا شرطوں کے موجود ہونے کے وقت ہے۔

فائدہ: سعید بن منصور رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن غنم سے روایت کی ہے کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا سو ایک مردان کے پاس آیا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین! میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور شرط کیا تھا میں نے واسطے اس کے گھر اس کا یعنی وہ اپنے گھر میں رہے گی دوسری جگہ نہیں جائے گی اور میرا پکا ارادہ ہے کہ میں فلائی فلائی زمین کی طرف انتقال کروں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واسطے اس کے ہے شرط اس کی یعنی تجھ کو اس شرط کا پورا کرنا لازم ہے کہ اس کو کسی اور جگہ نہ لے جائے تو اس مرد نے کہا کہ مرد ہلاک ہوئے اس واسطے کہ جو عورت ان سے چاہے گی اپنے خاوند کو طلاق دے دے گی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں نزدیک جگہ قطع ہونے اپنے حقوق کے۔

وَقَالَ الْمُسَوِّرُ بْنُ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ فَأَنَّى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ فَأَحْسَنَ قَالَ

اور کہا مسور نے کہ سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اپنے ایک داماد کو ذکر کیا سو اس داماد کی تعریف کی سو خوب تعریف کی فرمایا اس نے مجھے بات کہی سو سچ کہا اور مجھ

حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي . سے وعدہ کیا سو پورا کیا۔

فائدہ: مراد صہر سے ابو العاص رضی اللہ عنہ ہے اور اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس سے اس جگہ تعریف کرنا حضرت ﷺ کا ہے اور اس کے اس سبب سے کہ اس نے جو شرط حضرت ﷺ سے کی تھی اس کو پورا کیا تھا۔

۴۷۵۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي النَّخِيرِ عَنْ عُقْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشَّرُوطِ أَنْ تُوَفُّوا بِهِ مَا اسْتَحَلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ .

۴۷۵۴ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب شرطوں میں سے جن کا تم کو پورا کرنا چاہیے اس شرط کا زیادہ تر پورا کرنا لازم ہے جس سبب سے تم نے عوروں کی شرم گاہیں حلال کیں۔

فائدہ: یعنی سب شرطوں سے زیادہ تر پورا کرنے کے لائق نکاح کی شرطیں ہیں اس واسطے کہ امر اس کا احوط ہے اور دروازہ اس کا تنگ ہے کہا خطابی نے کہ نکاح میں شرطیں مختلف ہیں سو بعض تو ان میں سے ایسی ہیں جن کا پورا کرنا بالاتفاق واجب ہے اور وہ شرط وہ ہے جو حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے کہ رکھنا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا ساتھ اچھی طرح کے اور اسی پر حمل کیا ہے بعض نے اس حدیث کو اور بعض ایسی شرطیں ہیں کہ ان کا پورا کرنا بالاتفاق جائز نہیں جیسے عورت شرط کرے کہ مرد پہلی عورت کو طلاق دے اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن میں اختلاف ہے جیسے کہ شرط کرنا کہ اس پر کوئی اور عورت نکاح نہ کرے یا لونڈی نہ رکھے یا نہ نقل کرے اس کی اس کی جگہ سے دوسری جگہ کی طرف اور شافعیوں کے نزدیک نکاح کی شرطیں دو قسم ہیں ان میں سے بعض ایسی ہیں جو مہر کی طرف پھرتی ہیں سو ان کو پورا کرنا واجب ہے اور بعض وہ ہیں جو اس سے خارج ہیں سو ان میں حکم مختلف ہوتا ہے سو ان میں سے بعض وہ شرط ہے جو خاوند کے حق کے ساتھ متعلق ہے وسیاتی بیانہ اور بعض وہ ہے جو شرط کرتا ہے عاقد اپنے نفس کے واسطے خارج مہر سے اور بعض اس کا نام حلوان یعنی شیرینی رکھتے ہیں سو بعض نے کہا کہ وہ مطلق عورت کے واسطے ہے اور یہ قول عطاء اور ایک جماعت تابعین کا ہے اور یہی قول ہے ثوری کا اور بعض نے کہا کہ وہ اس کے واسطے ہے جس نے شرط کی (یعنی نکاح باندھنے والے کے واسطے) یہ قول مسروق اور علی بن حسین کا ہے اور بعض نے کہا کہ خاص ہے یہ ساتھ عورت کے باپ کے اس کے سوائے اور کسی ولی کے واسطے نہیں اور کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو واجب ہے واسطے عورت کے مہر مثل اور اگر عقد سے خارج واقع ہو تو نہیں واجب ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ اگر عقد کی حالت میں واقع ہو تو منجملہ مہر کے ہے یا اس سے خارج ہے تو وہ اس شخص کے لیے ہے جس کو ہبہ ہوئی اور آیا ہے یہ مرفوع حدیث میں کہ روایت کیا ہے اس کو نسائی نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت کہ نکاح کی

جائے اور مہر کے یا حباء کے یا وعدہ کے پہلے عقد نکاح کے تو وہ واسطے عورت کے ہے اور جو بعد نکاح کے ہو تو وہ واسطے اس شخص کے ہے جو دیا گیا اور زیادہ تر لائق اکرام کے سر ہے یا سالہ، کہا ترمذی نے بعد روایت کرنے اس کے کہ عمل اسی پر ہے نزدیک بعض اہل علم کے اصحاب میں سے ان میں سے ہیں عمر بنی رضی اللہ عنہ کہا جب نکاح کرے مرد عورت سے اور شرط کرے کہ اس کو باہر نہ لے جائے تو یہ شرط لازم ہو جاتی ہے اور ساتھ اسی کے قائل ہیں شافعی رضی اللہ عنہ اور احمد رضی اللہ عنہ اور اسحاق رضی اللہ عنہ اور نقل میں شافعی رضی اللہ عنہ سے غریب ہے بلکہ ان کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے ان شرطوں پر جو عقد کے مخالف نہ ہوں بلکہ اس کے مقاصد سے ہوں مانند شرط ہونے عشرت کے موافق دستور کے اور خرچ کرنے کے اور لباس کے اور گھر کے اور یہ کہ نہ قصور کرے اس کے حق میں سے کچھ باری وغیرہ سے اور جیسے مرد اس پر شرط کرے کہ نہ نکلے اپنے گھر سے مگر اس کی اجازت سے اور نہ منع کرے اس کو اپنی جان سے اور نہ دست اندازی کرے اس کے مال میں مگر اس کی رضا مندی سے اور بہر حال جو شرط کہ مقتضی نکاح کے مخالف ہو جیسے کہ اس کے واسطے باری نہ ٹھہرائے یا اس پر لونڈی نہ رکھے اور اس پر خرچ نہ کرے اور مانند اس کے تو نہیں واجب ہے پورا کرنا اس کا بلکہ اگر نفس عقد میں واقع ہو تو لغو ہو جاتی ہے اور صحیح ہو جاتا ہے نکاح ساتھ مہر مثل کے اور کہا احمد رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے کہ واجب ہے پورا کرنا شرط کا مطلق اور مشکل جانا ہے ابن دقیق العید نے حمل کرنے اس حدیث کے کو ان شرطوں پر جو نکاح کے مقتضی سے ہوں اور کہا کہ نہیں اثر کرتی ہیں شرطیں ان امروں کے واجب کرنے میں سونہ سخت ہوگی حاجت طرف تطبیق حکم کے ساتھ شرط ہونے ان کے کی اور سیاق حدیث کا اس کے خلاف کو تقاضا کرتا ہے اس واسطے کہ لفظ احق الشروط کا تقاضا کرتا ہے کہ بعض شرطیں وفا کا تقاضا کرتی ہیں اور بعض سخت ہیں بعض سے تقاضا میں اور جو شرطیں کہ عقد کے مقتضاء سے ہیں ان سب کا پورا کرنا برابر واجب ہے نہ یہ کہ ایک کا پورا کرنا زیادہ واجب ہے دوسرے سے اور کہا ترمذی رضی اللہ عنہ نے کہ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ آگے بڑھ گئی ہے شرط اللہ کی عورت کی شرط سے اور یہی قول ہے ثوری اور بعض اہل کوفہ کا اور مراد حدیث میں جائز شرطیں ہیں نہ وہ جو منع ہیں اور کہا لیث اور ثوری جمہور نے ساتھ قول علی رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ اگر اس کا مہر مثل سو روپیہ ہو اور وہ پچاس کے ساتھ راضی ہو جائے اس شرط پر کہ اس کو گھر سے نہ نکالے تو جائز ہے اس کو نکالنا اس کا اور نہیں آتا واسطے عورت کے مگر مہر مقرر اور کہا حنفیوں نے کہ عورت کے واسطے جائز ہے کہ رجوع کرے اوپر اس کے ساتھ اس چیز کے کہ کم کیا ہے اس نے واسطے مرد کے مہر سے اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ نکاح صحیح ہوتا ہے اور شرط لغو ہو جاتی ہے اور لازم ہے اس پر مہر مثل اور البتہ اجماع ہے اس پر کہ اگر شرط کرے عورت اوپر اس کے کہ اس سے جماع نہ کرے تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں اور اسی طرح یہ بھی اور حدیث محمول ہے ندب پر اور قوی کرتا ہے اس حمل کو جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے بریرہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں آئے گا کہ جو شرط کے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے اور جماع کرنا اور بسانا وغیرہ حقوق زوج سے جب شرط کی جائے

مرد پر کہ کوئی چیز ان میں سے عورت سے ساقط کرے تو ہوگی یہ شرط جو کتاب اللہ میں نہیں سو باطل ہوگی اور پہلے گزر چکا ہے بیوع میں اشارہ اس حدیث کی طرف کہ مسلمان لوگ اپنی شرطوں پر ہیں مگر جو شرط کہ حلال کو حرام کرے اور حرام کو حلال کرے اور فرمایا کہ مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں جو حق کے موافق ہو۔ (فتح)

بَابُ الشَّرْوَطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ. بیان ہے ان شرطوں کا جو نکاح میں حلال نہیں۔

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف خاص کرنے حدیث ماضی کے جو عام ہے بیع عموم ترغیب پورا کرنے شرط کے ساتھ اس چیز کے کہ مباح ہو نہ ساتھ اس چیز کے کہ منع ہے اس واسطے کہ فاسد شرطوں کا پورا کرنا واجب نہیں سو نہیں مناسب ہے رغبت دلانی اوپر اس کے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا تَشْتَرِطِ الْمَرْأَةَ طَلَاقُ أَحْبَبَهَا.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نہ شرط کرے عورت اپنی بہن کی طلاق کا۔

۴۷۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہیں حلال واسطے کسی عورت کے مانگے اپنی بہن کی طلاق کوتا کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے یعنی جو اس کو خاوند سے ملتا ہے سو آپ لے سو اس کو تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں ہے۔

۴۷۵۵ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ زَكَرِيَّاَ هُوَ ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أَحْبَبَهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قَدَّرَ لَهَا.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور چاہیے کہ نکاح کرے خاوند مذکور سے بغیر اس شرط کے کہ اگلی کو طلاق دے اور یہ جو کہا کہ نہیں حلال ہے تو یہ ظاہر ہے اس کے حرام ہونے میں اور یہ محمول ہے اس پر کہ جب کہ نہ ہو وہاں کوئی سبب جو اس کو جائز رکھے مانند رشک کے عورت میں کہ نہیں لائق ہے ساتھ اس کے کہ مرد کے نکاح میں بدستور رہے اور ہو یہ بطور محض نصیحت کے یا واسطے کسی ضرر کے کہ حاصل ہو اس کو خاوند سے یا خاوند کو اس سے یا ہو سوال اس کا ساتھ اس کے ساتھ عوض کے اور مرد کو اس کی رغبت ہو سو ہو مانند خلع کے ساتھ اجنبی کے اور سوائے اس کے مقاصد مختلفہ سے کہا ابن حبیب نے کہ حمل کیا ہے علماء نے اس نہی کو مذنب پر سوا کر کے تو نکاح نہیں ٹوٹتا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن بطلان نے ساتھ اس کے کہ نفی حل کی صریح ہے تحریم میں لیکن لازم آتا ہے اس سے فتح ہونا نکاح کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تغلیظ اور سختی ہے عورت پر یہ کہ اپنی بہن کی طلاق کو مانگے اور چاہیے کہ راضی ہو ساتھ اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی اور یہ جو کہا اپنی بہن تو کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ منع کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجنبی عورت کو کسی مرد سے کہے کہ اپنی اگلی عورت کو طلاق دے اور اس سے

نکاح کر لے اور جو خرچ کہ مطلقہ کو ملتا تھا سو اس کو ملے سو تعبیر کیا ساتھ قول اپنے کے کہ انڈیل لے جو اس کے پیالے میں ہے اور مراد بہن سے غیر ہے برابر ہے کہ اس کی بہن نسبت سے ہو یا رضاعت کے علاقہ سے یا دین سے اور ملحق ہے ساتھ اس کے کافرہ عورت حکم میں اگرچہ دین میں بہن نہ ہو یا اس واسطے کہ وہ غالب ہے یا اس واسطے کہ بہن اس کی ہے آدمی کی جنس سے اور ابن عبد البر نے کہا کہ اُخت سے مراد سوکن ہے اور یہ ممکن ہے اس روایت میں جس میں لا تسأل کالفظ آیا ہے اور جس میں شرط کالفظ آیا ہے تو اور ظاہر ہے کہ مراد اجنبی عورت ہے جو ابھی نکاح میں نہیں آئی ہو اور تائید کرتا ہے اس کی یہ لفظ کہ چاہیے کہ نکاح کرے مرد مذکور سے بغیر اس شرط کے بنا پر اس کے سو مراد بہن سے بہن دینی ہے اور کہا بعض شافعیوں نے کہ یہ حدیث مخصوص ہے ساتھ مسلمان عورت کے اور ابن قاسم نے کہا کہ اگر پہلی عورت فاسقہ ہو تو وہ مستثنیٰ ہے اور جمہور کے نزدیک کوئی فرق نہیں اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ نکاح کرے تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ چاہیے کہ نکاح کرے وہ عورت اس مرد کو بغیر اس کے کہ درخواست کرے واسطے نکالنے اپنی سوکن کے اس کے نکاح سے بلکہ سپرد کرے کام کو اس چیز کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں لکھی ہے واسطے اشارہ کے طرف اس کے کہ اگرچہ وہ اس کا سوال کرے اور شرط کرے لیکن نہیں واقع ہوگا مگر جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے پس لائق ہے کہ نہ خواش کرے وہ عورت واسطے اس گناہ کے کہ نہیں واقع ہوتی ہے کوئی چیز اس سے ساتھ مجرد ارادے اس کے کی اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ نسبی اور رضاعی بہن اس میں داخل نہیں ہوتی اس واسطے کہ اگر اُخت سے مراد بہن ہوتی تو اس سے نکاح کرنا جائز نہ ہوتا اور حالانکہ اس کو حکم کیا کہ اس کو نکاح کرے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس مرد کو چھوڑ دے اور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے یا مراد وہ معنی ہیں جو دونوں امر کو شامل ہوں اور معنی یہ ہیں کہ چاہیے کہ نکاح کرے جو میسر ہو سو اگر اگلی عورت اجنبی ہو تو چاہیے کہ اس مرد سے نکاح کرے اور اگر اس کی بہن ہو تو او کو چھوڑ کر اور مرد کو نکاح کرے۔ (فتح)

بَابُ الصُّفْرَةِ لِلْمَتَزَوِّجِ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

زردی لگانا واسطے نکاح کرنے والے کے روایت کیا ہے
اس بات کو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے

فائدہ: اسی طرح قید کیا ہے اس کو ساتھ نکاح کرنے والے کے اور اس میں اشارہ ہے طرف تطبیق کے درمیان حدیث باب کے اور حدیث نبی کی کہ مردوں کو زردی لگانا منع ہے۔ (فتح)

۴۷۵۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا
مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد الرحمن بن
عوف رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان
تھا حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا اس نے حضرت ﷺ کو

خبر دی کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے فرمایا تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے عرض کیا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا حضرت ﷺ نے فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سے۔

۴۷۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا سو مسلمان کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا پھر نکلے جیسے کہ آپ کا نیا نکاح کرنے کے وقت عادت تھی سو اپنی بیویوں کے حجروں میں آئے دعا کرتے اور وہ دعا کرتیں پھر پلٹے سو دو مردوں کو دیکھا میں نہیں جانتا کہ میں نے آپ کو خبر دی یا کسی نے خبر دی ان کے نکلنے کے ساتھ۔

فائدہ: اور مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کرنے کے قصے میں زردی کا ذکر واقع نہیں ہو گیا کہ وہ کہتا ہے کہ نکاح کرنے والے کے واسطے زردی جائز ہے نہ یہ کہ شرط ہے واسطے ہر نکاح کرنے والے کے۔ (فتح)

کس طرح دعا کی جائے واسطے نکاح کرنے والے کے
۴۷۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے پر، فرمایا اللہ تجھ پر برکت کرے ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری ہو۔

مَالِكُ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ كَمْ سَقْتِ إِلَيْهَا قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ وَلَوْ بِشَاةٍ .

۴۷۵۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ فَأُرْسِعَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا فَخَرَجَ كَمَا يَصْنَعُ إِذَا تَزَوَّجَ فَآتَى حُجْرَ امْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ يَدْعُونَ وَيَدْعُونَ لَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ فَرَأَى رَجُلَيْنِ فَرَجَعَ لَا أَدْرِي أَخْبَرْتَهُ أَوْ أَخْبَرَ بِخُرُوجِهِمَا .

بَابُ كَيْفٍ يُدْعَى لِلْمُتَزَوِّجِ .
۴۷۵۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هَذَا قَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ

اللَّهُ لَكَ أَوْلَمٌ وَتَوْبِشَاءٌ.

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس باب کے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے رد کرنا عام لوگوں کے قول کو جو شادی کے وقت کہتے تھے بالرفاء والبنین اور رفاء کے معنی ہیں پیوند یا یہ دعا ہے واسطے خاوند کے ساتھ میل اور الفت کے یعنی اللہ تعالیٰ تم دونوں کو آپس میں جوڑے اور یہ ایک کلمہ تھا کہ کفر کی حالت میں لوگ اس کو کہا کرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو منع ہوا چنانچہ ایک مرد تمیمی سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت کے وقت میں کہتے تھے بالرفاء والبنین پھر جب اسلام آیا تو حضرت ﷺ نے ہم کو سکھلایا فرمایا یوں کہا کرو بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ وَبَارَكَ فِيكُمْ وَبَارَكَ عَلَيْكُمْ اور اختلاف ہے بیچ علت نہی کے کہ اس کے منع ہونے کا کیا سبب ہے سو کہا بعض نے اس واسطے کہ نہ اس میں حمد ہے نہ ثناء اور نہ ذکر اللہ کا اور بعض نے کہا اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے طرف بعض بیٹیوں کے واسطے خاص کرنے بیٹیوں کے ساتھ ذکر کے کہا ابن مزیر نے ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس لفظ کو مکروہ جانا اس واسطے کہ اس میں جاہلیت کے قول کی موافقت ہے اس واسطے کہ وہ اس کو بطور فال لینے کے کہتے تھے نہ بطور دعا کے سو ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بطور دعا کے کہا جائے تو اس میں کچھ کراہت نہیں جیسے اللهم الف بینہما وارضقہما بنین صالحین مثلاً یا مانند اس کے اور دلالت کرتا ہے فعل بخاری رضی اللہ عنہ کا اس پر کہ دعا واسطے نکاح کرنے والے کے ساتھ برکت کے مشروع ہے اور نہیں ہے کوئی شک کہ یہ لفظ برکت کا جامع ہے داخل ہوتا ہے اس میں ہر مقصود اولاد وغیرہ سے اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جو پہلے گزری کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا بَارَكَ اللَّهُ لَكَ اور حدیثیں اس باب میں معروف ہیں۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَاءِ لِلنِّسَاءِ اللَّائِي يَهْدِينَ
الْعُرُوسَ وَالْعُرُوسِ.
باب ہے بیچ بیان دعا کرنے کے واسطے ان عورتوں کے
جو راہ دکھلاتی ہیں دلہن کی طرف خاوند کے اور دعا واسطے
دلہا اور دلہن کے۔

فائدہ: یہدین ساتھ فتح اول کے ہدایت سے ہے اور ساتھ ضمہ اس کے ہدیہ سے اور چونکہ دلہن تیار کی جاتی ہے اپنے گھر والوں کے نزدیک سے طرف خاوند کی تو محتاج ہوئی طرف اس شخص کے جو اس کو خاوند کی طرف راہ دکھلائے یا اطلاق کیا گیا ہے اس پر کہ وہ ہدیہ ہے اور بہر حال قول اس کا واسطے عروس کے سو یہ اسم ہے واسطے دلہا اور دلہن کے وقت اول جمع ہونے ان کے کی شامل ہے مراد اور عورت کو اور وہ داخل ہے بیچ قول عورتوں کے علی الخیر والبرکۃ اس واسطے کہ یہ شامل ہے مرد کو اور اس کو بیوی کو اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو وارد ہوئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعض طریقوں میں اور اس میں ہے کہ اس کی ماں نے جب اس کو حضرت ﷺ کی گود میں بٹھلایا تو کہا یہ آپ کی بیوی ہے اللہ آپ کو ان میں برکت کرے۔ (فتح)

۴۷۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی تو اس نے مجھ کو حضرت ﷺ کے گھر میں داخل کیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ انصار کی چند عورتیں گھر میں تھیں سو انہوں نے دعا کی خیر اور برکت ہو اور بہتر نصیب پر۔

۴۷۵۹ - حَدَّثَنَا فَرُوءَةُ بِنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعَنِي أَبِي فَأَذْخَلْتَنِي الدَّارَ إِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلِيُّ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَاتُ وَعَلَى خَيْرٍ طَائِرٍ.

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پورے طور سے پہلے گزر چکی ہے اور ظاہر اس حدیث کا مخالف ہے واسطے ترجمے کے اس واسطے کہ اس میں دعا ہے عورتوں کی جس کے لیے دلہن ہدیہ کی گئی یعنی خاوند نہ دعا واسطے ان کے کہا کرمانی نے کہ ماں ہے راہ دکھانے والی واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو تیار کی گئی ہے سو انہوں نے دعا کی واسطے ماں کے اور واسطے اس کے جو اس کے ساتھ تھی اور واسطے دلہن کے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کے جب کہ انہوں نے کہ تم خیر پر آئے ہو اور یہ جواب خوب ہے حاصل ہوتی ہے ساتھ اس کے مناسبت واسطے ترجمہ کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی ساتھ عورتوں کے وہ عورت ہے جو راہ دکھلائے دلہن کو برابر ہے کہ تھوڑی ہوں یا بہت اور یہ کہ جو وہاں موجود ہو وہ دعا کرے واسطے اس کے جو دلہن کو حاضر کرے اور نہیں ہے مراد اس کی دعا کرنی واسطے ان عورتوں کے جو گھر میں حاضر ہوں دلہن کے آنے سے پہلے اور احتمال ہے کہ ہولام ساتھ معنی با کے اور حذف کے یعنی دعا جو خاص کی گئی ہے ساتھ عورتوں کے اور احتمال ہے کہ وہ الف لام بدل ہو مضاف الیہ سے اور تقدیر یہ ہے کہ دعا داعی عورتوں کے واسطے مہدی عورتوں کے اور احتمال ہے کہ ہولام ساتھ من کے یعنی دعا جو صادر ہے عورتوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نبی جدرہ کی چند لڑکیوں میں گزرے جو کہتی تھیں فحیونا نحییکم نبی ﷺ نے فرمایا یوں کہو حیانا اللہ و حیاکم پس اس میں دعا ہے واسطے ان عورتوں کے جو دلہن کو راہ دکھلاتی ہیں یا اس کو بطور تحفہ کے آپ کے خاوند کے پاس بھیجتی ہیں۔ (فتح) اور خیر طائر سے مراد فال نیک ہے اور طائر آدمی کا عمل ہے جو اس کے گلے کا ہار ہے اور ابن سیرین نے کہا کہ طائر آدمی کا وہ ہے جو اس کو علم میں حاصل ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبِنَاءَ قَبْلَ الْغَزْوِ .
باپ ہے بیچ بیان اس شخص کے جو دوست رکھتا ہے اپنی عورت کی صحبت کو جس سے اس نے صحبت نہیں کی جہاد سے پہلے یعنی جب کہ حاضر ہو جہاد میں تاکہ اس کا دل جمع ہو۔

۴۷۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد کیا پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے سواں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ میرے ساتھ وہ مرد نہ چلے جس نے نکاح کیا اور وہ چاہتا ہو کہ اپنی عورت سے صحبت کرے اور ابھی تک اس نے صحبت نہیں کی۔

۴۷۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غَزَا نَبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتَّعِنِي رَجُلٌ مَلَكَ بَضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يَرِيدُ أَنْ يَتَّبِعَنِي بِهَا وَلَمْ يَبْنِ بِهَا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اختلاف ہے اس پیغمبر کے نام میں کہ داؤد علیہ السلام تھے یا یوشع علیہ السلام؟ کہا ابن مزیر نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے ردعام لوگوں پر اس امر میں کہ حج کو نکاح میں مقدم کرتے ہیں اس گمان سے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تعفف پکا ہوتا ہے بعد حج کے بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ تعفف اختیار کرے پھر حج کرے۔ (فتح)

باب ہے اس شخص کے بیان میں جو عورت سے صحبت کرے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی ہو۔

بَابُ مَنْ بَنَى بِامْرَأَةٍ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

۴۷۶۱۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حالانکہ وہ چھ برس کی تھیں اور ان سے صحبت کی اور حالانکہ وہ نو برس کی تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو برس رہیں۔

۴۷۶۱۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَبَنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ وَمَكَّنَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

سفر میں شادی کرنے کا بیان۔

بَابُ الْبِنَاءِ فِي السَّفَرِ.

۴۷۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور مدینے کے درمیان تین دن ٹھہرے صفیہ رضی اللہ عنہا زینت کر کے آپ کے پاس لائی گئیں یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے خلوت کی سو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا سو نہ اس میں روٹی تھی اور نہ گوشت چڑھے کے دسترخوان

۴۷۶۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُجَيْبٍ فَدَعَا الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ

بچھانے کا حکم کیا سواں میں کچھ کھجوریں اور پیڑ اور گھی ڈالا گیا سو یہ آپ ﷺ کا ولیمہ ہو تو مسلمانوں نے کہا صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمانوں کی ایک ماں ہے یعنی حضرت ﷺ کی ایک بیوی ہے آزاد عورتوں میں سے یا لونڈی؟ سو انہوں نے کہا کہ اگر حضرت ﷺ نے اس کو پردہ کیا تو وہ حضرت ﷺ کی بیویوں میں سے ہے اور اگر اس کو پردہ نہ کیا تو وہ لونڈیوں میں سے ہے سو جب حضرت ﷺ نے کوچ کیا تو اس کے واسطے اپنے پیچھے اونٹ پر بیٹھنے کی جگہ تیار کی اور اس کے اور لوگوں کے درمیان پردہ ڈالا۔

فَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ حَبِيٍّ وَلَا لَحْمٍ أَمَرَ بِالْإِنطَاعِ فَأُلْقِيَ فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَوَلِيمَتَهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَقَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبَهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَّ وَطَى لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ.

فائدہ: اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ سنت اقامت کی پاس شوہر دیدہ عورت کے نہیں خاص ہے ساتھ وطن کے اور نہیں مقید ہے ساتھ اس شخص کے کس کی کوئی اور عورت بھی ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جواز تاخیر اشغال عامہ کا واسطے شغل خاص کے جب کہ اس کے ساتھ کوئی غرض فوت نہ ہوتی ہو اور اہتمام ساتھ کھانے شادی کے اور قائم کرنا سنت نکاح کا ساتھ خبر دینے اس کے کی اور سوائے اس کے اس قسم سے جو پہلے گزرا۔ (فتح)

لانا دلہن کا خاوند کے گھر میں یا داخل ہونا دولہا کا دلہن پر دن کو بغیر سواری اور آگ جلانے کے۔

بَابُ الْبِنَاءِ بِالنَّهَارِ بِغَيْرِ مَرْكَبٍ وَلَا نَيْرَانٍ.

۴۷۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا سو میری ماں میرے پاس آئی سو وہ مجھ کو گھر میں لائی سو اچانک نہ پایا اور ڈرایا مجھ کو مگر حضرت ﷺ نے یعنی اچانک میرے پاس اندر آئے چاشت کے وقت۔

۴۷۶۴۔ حَدَّثَنِي فَرَوَةَ بِنُ أَبِي الْمَعْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّتَنِي أُمِّي فَأَدْخَلْتَنِي الدَّارَ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى.

فائدہ: یہ جو کہا دن کو تو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ بیوی پر داخل ہونا نہیں خاص ہے ساتھ رات کے اور یہ جو کہا بغیر مرکب ولا نیران تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو روایت کی ہے سعید بن منصور نے کہ عبد اللہ بن قرظ پر اور وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص پر عامل تھا دولہا اور دلہن گزرے اور لوگ ان کے آگے آگے جلاتے تھے یعنی مشعلیں سوان کو ڈرے مارے سے مارا یہاں تک کہ لوگ دولہا دلہن سے جدا ہوئے پھر خطبہ پڑھا سو کہا کہ تم دولہا

دہن کے آگے آگ جلاتے ہو اور کافروں کی مشابہت کرتے ہو اور اللہ ان کی روشنی کو بھانے والا ہے۔ (فتح) اور مطابقت ترجمہ کی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دن کو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے بغیر سواری اور آگ کے۔ (فتح)

بَابُ الْأَنْمَاطِ وَنَحْوِهَا لِلنِّسَاءِ.
فائدہ: انماط جمع نمط کی ہے اور نمط ایک قسم کا کپڑا اور فرش ہوتا ہے بہت باریک اور نفیس کبھی اس کو کچاوے پر ڈالتے ہیں اور کبھی اس کا پردہ بناتے ہیں۔

فائدہ: انماط کا بیان علامات النبوة میں گزر چکا ہے اور مراد نحوہ سے کلال اور پردے اور فرش ہیں اور جوان کے معنی میں ہے۔

۶۳۷۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تم نے انماط کو پکڑا ہے؟ میں نے کہا یا حضرت! ہم کو انماط کہاں میسر ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بے شک وہ میسر ہوں گے۔

۴۷۶۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفْيَانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُكَدِّرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلِ اتَّخَذْتُمْ أَنْمَاطًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي لَنَا أَنْمَاطٌ قَالَ إِنَّهَا سَتَكُونُ.

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے وجہ استدلال کی اس حدیث سے جواز پر اور شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف جو روایت کی ہے مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک جنگ میں تھے سو میں نے نمط لیا اور اس کو دروازے پر لٹکایا یعنی زینت کے واسطے سو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائے اور پردے کو دیکھا تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک میں ناخوشی پہچانی سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا لپیٹیں سو میں نے اس کو کاٹ کر دو تکیے بنائے پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ پر عیب نہ کیا سو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہیں مکروہ ہے پکڑنا انماط واسطے ذات اس کی کے بلکہ واسطے اس چیز کے کہ کی جاتی ہے ساتھ اس کے اور استدلال کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ کی عورت نے ساتھ اس کے اوپر جواز کے۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان میں ان عورتوں کے جو عورت کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچاتی ہیں۔

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَهْدِيَنَّ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا وَدَعَائِهِنَّ بِالْبَرَكَةِ.

۶۵۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو ایک انصاری مرد یعنی اس کے خاوند کے پاس سنوار کے بھیجا یعنی بعد نکاح کر دینے کے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

۴۷۶۵ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا رَفَّتِ

فرمایا کہ اے عائشہ! تمہارے پاس کھیل نہ تھا اس واسطے کہ انصاریوں کو کھیل خوش معلوم ہوتا ہے یعنی دف بجانا اور شعر گانا جس میں خلاف شرع مضمون نہ ہو۔

امْرَأَةٌ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهَوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ.

فائدہ: ابوالشیخ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک یتیم لڑکی کی ایک انصاری سے شادی کر دی اور میں بھی ان میں تھی جنہوں نے اس کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچایا سو جب ہم پھرے تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا ہم نے سلام کیا اور برکت کی دعا کی پھر ہم پھرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کیوں نہ بھیجا تم نے ساتھ اس کے لونڈی کو جو دف بجاتی اور گاتی؟ میں نے کہا کیا گاتی فرمایا یہ گاتی:

اتيناكم اثيناكم فحيانا وحبياكم ولولا الحنطة السمراء لم تسمن غداراكم

اور نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو رخصت دی ساتھ کھیل کے وقت شادی کے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور طبرانی نے سائب بن یزید سے روایت کی ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ سے سو کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت! آپ اس میں اجازت دیتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں! یہ نکاح ہے زنا نہیں پکا کرو نکاح کو اور حام کی روایت میں ہے کہ مشہور کرو نکاح کرو اور اس پر دف بجاؤ اور ترمذی وغیرہ میں ہے کہ حلال اور حرام کے درمیان فرق دف بجانا ہے اور یہ جو فرمایا کہ دف بجاؤ تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ عورتوں کے لیکن یہ ضعیف ہے اور قوی حدیثوں سے صرف عورتوں کے واسطے اجازت ہے سو نہ ملحق ہوں گے ساتھ ان کے مرد واسطے عام ہونے نہی کے ان کے ساتھ مشابہت کرنے سے۔ (فتح)

بَابُ الْهَدْيَةِ لِلْعَرُوسِ . دلہن کو ہدیہ اور تحفہ بھیجنے کا بیان یعنی جس دن وہ اپنے

خاوند کے گھر میں لائی جائے۔

ابو عثمان سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ ہم پر گزرے بنی رفاعہ کی مسجد میں یعنی بصرے میں سو میں نے ان سے سنا کہتے تھے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس گزرتے تو اس پر داخل ہوتے اور اس کو سلام کرتے پھر انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ دولہا تھا یعنی اور زینب رضی اللہ عنہا دلہن تھی جب حضرت ﷺ کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ہم

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِي عُمَانَ وَأَسْمُهُ الْجَعْدُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ مَرَّ بِنَا فِي مَسْجِدِ بَنِي رِفَاعَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ بِجَنَابَاتِ أُمَّ سَلِيمٍ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا بَزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِي أُمَّ سَلِيمٍ لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ

حضرت ﷺ کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو خوب ہو تو میں نے اس سے کہا کہ کر جو کہتی ہے تو اس نے کھجور اور گھی اور پنیر کی طرف قصد کیا سو ان کا ہانڈی میں حلوہ بنایا اور مجھ کو دے کر آپ ﷺ کی طرف بھیجا سو میں اس کو لے کر حضرت ﷺ کی طرف چلا یعنی سو جب میں حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو رکھ دے پھر مجھ کو حکم دیا سو فرمایا کہ مردوں کو میرے پاس بلا آپ نے ان کا نام لیا اور فرمایا میرے پاس بلا جس سے تو ملے، کہا انس رضی اللہ عنہ نے میں نے کیا جو آپ ﷺ نے مجھ کو حکم دیا پھر میں پھر اسو اچانک میں نے دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے پھر کلام کیا جو اللہ نے چاہا یعنی اس کے واسطے برکت کی دعا کی پھر دس دس مرد کو بلانے لگے اس سے کھاتے تھے اور ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو اور چاہیے کہ ہر مرد اپنے قریب طرف سے کھائے یعنی برتن کے بیچ سے نہ کھائے اور نہ دوسرے کی طرف سے یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے سو نکلا ان میں سے جو نکلا اور باقی رہے چند مرد بات کرتے، انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں غمناک ہونے لگا پھر حضرت ﷺ اپنی بیویوں کے حجروں کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے نکلا سو میں نے کہا کہ وہ چلے گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور گھر میں داخل ہوئے اور پردہ ڈالا اور البتہ میں حجرے میں تھا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے یعنی آیت پڑھتے تھے کہ اے ایمان والو! مت جاؤ پیغمبر ﷺ کے گھروں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا أَفَعَلِي فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِيَ إِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِي صَعَهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَالَ ادْعُ لِي رَجُلًا سَمَاهُمْ وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ قَالَ فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصُّ بِأَهْلِهِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَيَّ تِلْكَ الْحَيْسَةَ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشْرَةَ عَشْرَةَ يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلْيَاكُلِ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ حَتَّى تَصَدَّعُوا كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ قَالَ وَجَعَلْتُ اعْتَمُدُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ الْحُجْرَاتِ وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوا فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ وَأَرَخِي السِّتْرَ وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُولُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرٍ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْسِنِينَ لِحَدِيثِ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي

میں مگر یہ کہ تم کو اجازت ہو کھانے کے واسطے نہ انتظار کرتے اس کے پکنے کا لیکن جب تم بلائے جاؤ تب جاؤ پھر جب تم کھا چکو تو چلے جائے اور نہ آپس میں جی لگاتے باتوں میں بے شک تمہاری یہ بات ایذا دیتی تھی پیغمبر ﷺ کو سو وہ تم سے شرماتا تھا اور اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا حق بات سے، کہا ابو عثمان نے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کی دس برس خدمت کی۔

مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ
قَالَ أَبُو عُمَانَ قَالَ أَنَسُ إِنَّهُ خَدَمَ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ
سِنِينَ.

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے علامات النبوة میں بیان معجزے آپ کے کا بیچ بہت ہونے کھانے کے اور مشکل جانا ہے عیاض نے اس چیز کو جو واقع ہوئی ہے اس حدیث میں کہ زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ حلوے کے ساتھ تھا جو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف تحفہ بھیجا سو حضرت ﷺ نے اس پر دعا کی اور دس دس کو بلا کر کھلایا یہاں تک کہ سب جدا جدا ہوئے اور مشہور یہ روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ روٹی اور گوشت سے کیا اور نہیں واقع ہوا ہے اس قصے میں بہت ہونا طعام کا بلکہ اس میں صرف اتنا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی اور گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ تطبیق دونوں روایتوں میں ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ جنہوں نے روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا تھا وہ اور تھے اور جنہوں نے حلوہ کھلایا تھا وہ اور لوگ تھے جو اس کے بعد بلائے تھے اور اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے حلوے کا آنا اور روٹی گوشت کا موجود ہونا ایک وقت میں واقع ہوا تھا سو سب لوگوں نے سب کھانے سے کھلایا روٹی گوشت سے بھی اور حلوے سے بھی اور بڑا تعجب ہے کہ عیاض روٹی گوشت کے قصے میں طعام کے بہت ہونے سے کس طرح انکار کرتا ہے باوجود اس کے کہ انس رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس پر بکری کے ساتھ ولیمہ کیا اور کہتا ہے کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا اور بکری کی کیا قدر ہوتی ہے تاکہ سب مسلمان پیٹ بھر کر کھائیں اور سب سیر ہو جائیں اور حالانکہ وہ اس وقت ہزار کے برابر تھے اگر نہ ہوتی برکت حاصل ہوئی مجملہ آپ کے معجزوں کے بیچ بہت ہونے طعام کے اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں غمناک ہونے لگا تو اس کا سبب وہ چیز ہے جو صحیحی حضرت ﷺ نے شرم کی کہ ان کو اٹھنے کے ساتھ حکم کریں اور غافل ہونے ان کے سے ساتھ بات کرنے کے عمل کرنے سے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے اس وقت تخفیف سے۔ (فتح)

دولہا دلہن کے واسطے کپڑے وغیرہ مانگ کے لینے کا

بَابُ اسْتَعَارَةِ الْيَتَابِ لِلْعُرُوسِ

وغيرها.

وغيرها.

۴۷۶۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے

۴۷۶۶۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ

اسماء سے ہار مانگ کر لیا وہ گم ہوا تو حضرت ﷺ نے چند اصحاب کو اس کی تلاش کے واسطے بھیجا سو ان کو نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھی پھر جب حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی سوتیم کی آیت اتری تو اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو نیک بدلہ دے قسم ہے اللہ کی کہ تجھ پر کبھی کوئی مصیبت نہیں اتری مگر کہ اللہ تعالیٰ نے واسطے تیرے اس سے خلاصی ٹھہرائی اور مسلمانوں کے واسطے اس میں برکت کی۔

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَادْرَكْتَهُمْ الصَّلَاةَ فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمَّا اتَّوَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكُّوا ذَلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّمِيمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لِكَ مِنْهُ مَخْرَجًا وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التیمم میں گزر چکی ہے اور وجہ استدلال کی ساتھ اس کے معنی کی جہت سے ہے جو جامع ہے درمیان ہار کے اور غیر اس کے اقسام لباس سے کہ زینت کی جاتی ہے ساتھ اس کے واسطے زوج کے عام تر اس سے کہ شادی کے وقت ہو یا بعد اس کے اور کتاب الہبہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث گزر چکی ہے جو اس سے خاص تر ہے اور وہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں میرے پاس ایک روئی کی چادر تھی سو نہ تھی کوئی عورت مدینے میں جو زینت کی جاتی کہ اس کو مجھ سے منگوا بھیجتی اور ترجمہ باندھا ہے اس پر بخاری رضی اللہ عنہ نے الاستعارة للعرس عند البناء اور لائق ہے کہ اس ترجمہ کو اور اس کی اس حدیث کو اس جگہ دل میں حاضر رکھا جائے۔ (فتح)

باب مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ.

۴۷۶۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبردار کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ اللھم سے، مارزقہا تک یعنی شروع اللہ کے نام سے الہی! بچائے رکھ مجھ کو شیطان سے اور دور رکھ شیطان کو ہماری اولاد سے سو اگر بیوی، خاندان کے درمیان اس صحبت سے کوئی لڑکا قسمت میں ہو گا تو اس کو شیطان کبھی ضرر نہیں پہنچا سکے گا۔

۴۷۶۷ - حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُولُ حِينَ يَأْتِي أَهْلَهُ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْنَا ثُمَّ قَدِرَ بَيْنَهُمَا فِي ذَلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا.

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب کوئی اپنی عورت سے صحبت کا ارادہ کرے اور یہ مفسر ہے واسطے اور روایتوں کے اور دلالت کرتا ہے کہ قول پہلے شروع کے ہے اور اختلاف ہے بیچ ضرر کے جس کی نفی کی گئی کہ اس سے کیا مراد ہے بعد اتفاق کے اس پر کہ یہ ضرور عموم پر محمول نہیں کہ ہر قسم کے ضرر کو شامل ہو اگرچہ ہے وہ ظاہر بیچ حمل کرنے کے اوپر عموم احوال کے صیغے نفی کے سے ساتھ تائید کے اور اس کا سبب وہ ہے جو بدء الخلق میں پہلے گزر چکا ہے کہ شیطان ہر آدمی کو پیدا ہونے کے وقت پیٹ میں چومتا ہے مگر جو اس سے مستثنیٰ ہے اس واسطے کہ یہ چونکہ بھی ایک قسم کا ضرر ہے باوجود اس کے کہ وہ سبب ہے اس کے چلانے کا پھر اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ نہیں قابو پاتا ہے اوپر اس کے بسبب برکت بسم اللہ پڑھنے کے بلکہ ہوتا ہے منجملہ ان بندوں کے جس کے حق میں کہا گیا ان عبادی لیس لك علیہم سلطان اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کو بیہوش نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ نہیں ضرر کرتا اس کو بدن میں اور کہا ابن دقیق العید نے کہ احتمال ہے کہ اس کو دین میں بھی ضرر نہ کرے لیکن بعید کرتا ہے اس کو اتقا عصمت کا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ خاص ہونا اس شخص کا کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ عصمت کے بطریق و جب کے ہے نہ بطور جواز کے سو نہیں ہے کوئی مانع کہ پایا جائے وہ شخص کہ نہ صادر ہو اس سے گناہ جان بوجھ کے اگرچہ اس کے واسطے واجب نہیں اور کہا داؤد نے کہ معنی لہ یضروہ کہ یہ ہیں کہ نہیں فتنے میں ڈالتا اس کو اس کے دین سے طرف کفر کی اور یہ مراد نہیں کہ وہ گناہ سے معصوم ہے اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ نہیں ضرر کرتا اس کو یعنی نہیں شریک ہوتا اس کے باپ کو اس کی ماں کے جماع میں اور مجاہد سے روایت ہے کہ جو جماع کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اس کی تحلیل پر لیت جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہو کر جماع کرتا ہے اور شاید یہ قریب تر ہے سب جو ابوں سے اور تائید کرتا ہے پہلے جواب کی کہ بہت لوگ جو اس فضیلت عظیم کو پہچانتے ہیں جماع کے وقت اس سے غافل ہوتے ہیں اور تھوڑے جو اس کو کرتے ہیں تو اس کے ساتھ حمل واقع نہیں ہوتا سو جب یہ نادر ہے تو نہیں ہے بعید اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مستحب ہونا بسم اللہ اور دعا کا ہے اور محافظت کرنا اوپر اس کے یہاں تک کہ جماع کی حالت میں بھی اور اس میں پتہ مارنا ہے ساتھ ذکر اللہ کے اور دعا اس کی کے شیطان سے اور برکت ساتھ نام اس کے اور پناہ مانگنے ساتھ اس کے سب بدیوں سے اور اس میں اشعار ہے کہ وہی ہے آسان کرنے والا اس عمل کو اور مدد دینے والا اوپر اس کے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ شیطان ملازم ہے واسطے آدمی کے نہیں ہوتا اس سے مگر جب اللہ کا ذکر کرے اور اس میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ بے وضو اللہ کا ذکر کرنا منع ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَلِيْمَةِ حَقًّا. ولیمہ یعنی شادی بیاہ کا کھانا کرنا حق ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو طبرانی نے روایت کی ہے بطور رفع کے کہ ولیمہ حق ہے اور دوسرے دن کا کھانا موافق دستور کے ہے اور تیسرے دن کا کھانا نحر ہے اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدتر کھانوں میں

ولیمہ کا کھانا ہے کہ مالدار کو بلایا جائے اور مسکین کو چھوڑ دیا جائے اور وہ حق ہے اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ولیمہ حق اور سنت ہے سو جو اس کی طرف بلایا جائے اور وہ دعوت قبول نہ کرے تو اس نے نافرمانی کی، اور احمد نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شادی کا کھانا کرنا ضروری ہے کہا ابن بطلان نے کہ ولیمہ حق ہے یعنی باطل نہیں ہے بلکہ اس کی طرف بلایا جائے اور یہ سنت فضیلت کی ہے اور حق سے مراد وجوب نہیں پھر کہا اس نے کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کو واجب کہا ہو اور کہا بعض شافعیوں نے کہ وہ واجب ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم دیا اور اس واسطے کہ اس کا قبول کرنا واجب ہے تو واجب ہوگا اور جواب یہ ہے کہ وہ کھانا واسطے خوشی کے ہے جو نبی پیدا ہوئی سو مشابہ ہوگا باقی طعاموں کو اور وہ محمول ہے اوپر استحباب کے ساتھ دلیل اس چیز کے جو ہم نے ذکر کی اور اس واسطے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ بکری کے اور بکری بالاقاق واجب نہیں اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ ولیمہ واجب ہے۔ (فتح)

اور کہا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے کہا کہ ولیمہ کرا اگرچہ ایک بکری سہی۔

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ قَالَ لِي
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَاهُ وَلَوْ
بِشَاةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد اس سے وارد کرنا امر کے صیغے کا ہے ساتھ ولیمہ کے اور یہ کہ اگر اس کے ترک کرنے کی رخصت ہوتی تو البتہ نہ واقع ہوتا ساتھ پورا کرنے اس کے بعد گزر جانے دخول کے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے بیچ وقت اس کے کہ کیا وہ وقت عقد کے ہے یا بعد اس کے یا وقت دخول کے یا بعد اس کے یا فراخ ہے وقت اس کا ابتداء عقد سے انتہاء دخول تک اس میں کئی قول ہیں صحیح تر مائیکوں کے مستحب ہونا اس کا ہے بعد دخول کے اور مائیکوں کی ایک جماعت سے یہ روایت ہے کہ وقت عقد کے ہے اور کہا ابن حبیب نے کہ وہ عقد کے وقت ہے اور بعد دخول کے اور کہا ابن سبکی نے کہ ہمارے ساتھیوں کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت فراخ ہے عقد کے وقت سے پہلے اور پیچھے کہا اس نے اور منقول حضرت ﷺ کے فعل سے یہ ہے کہ وہ دخول کے بعد ہے شاید اس نے اشارہ کیا ہے طرف قصے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اس باب میں صریح ہے اس میں کہ وہ دخول کے بعد ہے واسطے قول اس کے بیچ اس کے صبح کی حضرت ﷺ نے حالت عروسی میں ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کے سو لوگوں کو بلایا اور کہا بعض مائیکوں نے کہ مستحب ہے کہ ہو وقت بنا کے اور واقع ہو دخول بعد اس کے اور اسی پر ہے عمل لوگوں کا آج کے دن، پس حاصل یہ ہے کہ وہ وقت دخول کے ہے اور بعد اس کے۔ (فتح)

۴۷۶۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دس برس کا تھا وقت آنے حضرت ﷺ کے مدینے میں سومری ماٹیں اور خالہ وغیرہ ہمیشہ مجھ کو حضرت ﷺ کی خدمت میں رکھتی تھیں یا مجھ کو خدمت پر رغبت دیتی تھیں سو میں نے دس برس حضرت ﷺ کی خدمت کی اور حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور حالانکہ میں بیس برس کی عمر کا تھا اور میں پردے کا حال سب لوگوں سے زیادہ تر جانتا تھا جب کہ اتارا گیا اور تھا پہلے پہلے اترا اس کا بیچ وقت بنا کرنے حضرت ﷺ کے ساتھ نہنہ بنی اللہ کے صبح کی حضرت ﷺ نے اس کے اس حال میں کہ دولہا تھے سو لوگوں کو بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر باہر نکلے اور ان میں سے ایک جماعت حضرت ﷺ کے پاس باقی رہی سو وہ بہت دیر تک بیٹھے رہے سو حضرت ﷺ اٹھ کر باہر نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تاکہ وہ نکلیں سو حضرت ﷺ چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر آئے پھر آپ نے گمان کیا کہ وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ پلٹے اور میں بھی آپ کے ساتھ پلٹا یہاں تک کہ جب نہنہ بنی اللہ پر داخل ہوئے تو اچانک دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں اٹھے نہیں سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھر آیا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر پہنچے اور گمان کیا کہ وہ باہر نکلے سو پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھر آیا سو اچانک دیکھا کہ وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈالا اور پردے کا حکم اتار گیا۔

۴۷۶۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ فَكَانَ أُمَّهَاتِي يُوَاطِبُنِي عَلَى خِدْمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَدَمْتُهُ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً فَكُنْتُ أَعْلَمُ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِينَ أَنْزَلَ وَكَانَ أَوَّلَ مَا أَنْزَلَ لِي مُبْتَنَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشِ أَصْحَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوا وَبَقِيَ رَهْطٌ مِنْهُمْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْتَلَمَ لِقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ لَكِنِّي يَخْرُجُوا فَمَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشِيَّتُ حَتَّى جَاءَ عَبْتَةَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ لَمْ يَقُومُوا فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ عَبْتَةَ حُجْرَةَ عَائِشَةَ وَظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ

خَرَجُوا فَضْرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِنْتِي وَبَيْنَهُ بِالْبَيْتِ وَأَنْزَلَ الْحِجَابُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ احزاب میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْوَلِيمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ.

ولیمہ کرنا اگرچہ ایک بکری ہو یعنی واسطے اس شخص کے جو
مالدار ہو۔

۴۷۶۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور اس نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا تھا کہ تو نے اس کو کتنا مہر دیا؟ اس نے کہا کہ گنٹھلی کے برابر سونا، اور حمید سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتا تھا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اصحاب ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو مہاجرین انصاریوں کے پاس اترے سو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے پاس اترتا تو اس نے کہا کہ میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میں اپنی ایک عورت کو تیرے لیے طلاق دیتا ہوں اس نے کہا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے سو وہ بازار کی طرف نکلا سو اس نے خرید و فروخت کی سو حاصل کی کچھ چیز پیر اور گھی سے پھر نکاح کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ولیمہ کرا اگرچہ ایک بکری ہو۔

۴۷۶۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ قَالَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ
الْأَنْصَارِ كَمَا أَصْدَقْتَهَا قَالَ وَزَنَ نَوَاقٍ مِنْ
ذَهَبٍ وَعَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ لَمَّا
قَدِمُوا الْمَدِينَةَ نَزَلَ الْمُهَاجِرُونَ عَلَيَّ
الْأَنْصَارِ فَنَزَلَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ
عَلَيَّ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ فَقَالَ أَقَاسِمُكَ مَالِي
وَأَنْزَلَ لَكَ عَنْ إِحْدَى امْرَأَتِي قَالَ بَارَكَ
اللَّهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ فَخَرَجَ إِلَيَّ
السُّوقِ فَبَاعَ وَاشْتَرَى فَأَصَابَ شَيْئًا مِنْ
أَقِطٍ وَسَمْنٍ فَتَزَوَّجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمَ وَلَوْ بِشَاةٍ.

فائدہ: طبرانی میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قریش یعنی مہاجرین اور انصاریوں کے درمیان براداری کرائی سو سعد رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا سو سعد رضی اللہ عنہ عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر لے گیا اور کھانا منگوایا اور دونوں نے مل کر کھایا پھر کہا کہ انصاریوں کو معلوم ہے کہ میں ان میں زیادہ مالدار ہوں سو میں تجھ کو اپنا آدھا مال بانٹ دیتا ہوں اور میری دو عورتیں ہیں سو دیکھ تو کس کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لینا سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے واسطے تیرے اہل اور مال میں برکت کرے مجھ کو بازار کی راہ بتلا اور ایک روایت میں ہے کہ کیا کوئی بازار ہے جس میں سوداگری ہوتی ہو؟ اس نے کہا ہاں بازار

قیقاع کا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ہم ٹھہرے جتنا اللہ نے چاہا پھر وہ آیا اور اس پر زردی کا داغ تھا اور وضو کے معنی ہیں اثر اور صفرۃ سے مراد زردی خلوق کی ہے اور خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے اور ایک روایت میں ودغ زعفران کا لفظ آیا ہے یعنی وہیہ زعفران کا اور ایک روایت میں یہ لفظ آیا ہے کہ مہیم اور اس کے معنی ہیں کیا حال ہے تیرا کیا ہے یہ؟ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں خبر دے اور یہ جو کہا کہ نواۃ کے برابر سونا تو اس میں اختلاف ہے کہ نواۃ سے کیا مراد ہے سو بعض نے کہا سبجور کی ایک گٹھلی مراد ہے اور یہ کہ اس کی قیمت اس وقت پانچ درہم تھی اور بعض نے کہا کہ اس وقت اس کا اندازہ چوتھائی دینار کے برابر تھا اور رد کیا گیا ہے یہ ساتھ اس کے کہ سبجور کی گٹھلی مختلف ہوتی ہے کوئی بڑی ہوتی ہے اور کوئی چھوٹی سو یہ معیار نہیں ہو سکتی اور بعض نے کہا کہ نواۃ ذہب اس چیز سے مراد ہے جس کی قیمت چاندی کے پانچ درہم ہوں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے خطاب نے اور نقل کیا ہے اس کو عیاض نے اکثر علماء سے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ بیہقی کی روایت میں ہے کہ کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے نواۃ ذہب کی قیمت پانچ درہم ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد سونے کے پانچ درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن فارس نے اور بعض نے کہا کہ اس کی قیمت پونے چار درہم ہیں اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے احمد نے اور بعض نے کہا کہ ساڑھے تین درہم بعض نے کہا کہ سواتین درہم اور بعض مالکیوں سے روایت ہے کہ نواۃ مدینے والوں کے نزدیک چوتھائی دینار کی ہے اور اس کی تائید کرتا ہے جو طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کا وزن چوتھائی دینار کی ہے اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ مراد چوتھائی نش کی ہے اور نش آدھا اوقیہ ہے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو نواۃ کا وزن پانچ درہم ہوگا اور اس کے ساتھ جزم کیا ہے ابو عوانہ اور دوسرے لوگوں نے اور یہ جو فرمایا کہ ولیمہ کر اگر چہ ایک بکری ہو تو یہ استناعیہ نہیں ہے بلکہ واسطے تقلیل کے ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تیرے اہل اور مال میں برکت کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اگر میں پتھر اٹھاتا تو امید رکھتا تھا کہ اس کے نیچے سے سونا یا چاندی پاؤں تو گویا کہ اشارہ کیا اس نے اس کی طرف جو دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کی تھی کہ اس کے مال میں برکت ہو سو قبول ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ میں نے اس کو دیکھا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی ہر ایک بیوی کو لاکھ لاکھ آیا یعنی درہم یا دینار، میں کہتا ہوں کہ وہ چار عورتیں چھوڑا تھا سو ہوگا سارا ترکہ بتیس لاکھ اور یہ ترکہ بہ نسبت ترکہ زبیر رضی اللہ عنہ کے جس کی شرح فرض خمس میں گزر چکی ہے نہایت تھوڑا ہے سو احتمال ہے کہ مراد عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے ترکہ کے میں اشرفیاں ہوں اور مراد زبیر رضی اللہ عنہ کے ترکہ کے میں درہم ہوں اس واسطے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے مال کا بہت ہونا نہایت مشہور ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مؤکد ہونے امر ولیمہ کے وقد تقدم المحقق فیہ اور اس پر کہ وہ دخول کے بعد ہو اور نہیں دلالت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اگر فوت ہو تو دخول کے بعد اس کو قضا کیا جائے اور اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ

اس چیز کا ہے جو کفایت کرتی ہے مالدار سے اور اگر اس کا ثبوت نہ ہوتا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بعض بیویوں پر بکری سے کم کے ساتھ ولیمہ کیا ہے تو البتہ ممکن تھا استدلال کیا جاتا ساتھ اس کے اس پر کہ بکری ادنیٰ درجہ ہے اس چیز کا کہ کفایت کرتی ہے ولیمہ میں اور باوجود اس کے پس ضروری ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور مستفاد ہوتا ہے سیاق سے جو قادر ہو وہ ولیمہ میں بہت کھانا پکائے اور بہت لوگوں کو کھلائے، کہا عیاض نے اجماع ہے اس پر کہ ولیمہ کے اکثر اور کم ترکی کوئی حد نہیں جو میسر ہو کفایت کرتا ہے خواہ بہت ہو یا تھوڑا اور مستحب یہ ہے کہ وہ موافق حال خاوند کے ہے اور البتہ میسر ہوئی ہے واسطے مالدار کے بکری اور اس سے زیادہ اور نیز اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو اپنی جان پر مقدم کیا اور واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے اپنے آپ کو دور کھینچا اس چیز سے کہ اس سے پرہیز کرنا حیا اور مروت کو مستلزم ہے اگرچہ اس کی طرف محتاج ہو اور اس حدیث میں ہے کہ مستحب ہے آپس میں بھائی بننا اور خوبی مقدم کرنے مالدار کی واسطے محتاج کے یہاں تک کہ اپنی ایک بیوی سے بھی اور مستحب ہے پھیر دینا ایسی چیز کا اس پر جو مقدم کرے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ غالب ہے عادت میں ایسے تکلف سے اور اگر تحقیق ہو کہ وہ تکلف نہیں کرتا تو جائز ہے اور یہ کہ جو چھوڑ دے اس کو ساتھ قصد صحیح کے اس کو اللہ اس کا بہتر بدلہ دیتا ہے اور یہ کہ مستحب ہے کسب کرنا اور یہ کہ نہیں ہے نقص اس شخص پر جو لے دے اس قسم سے ساتھ مروت مثلاًس کی کے اور مکروہ ہے قبول کرنا اس چیز کا کہ اس سے ذلت کی توقع ہو بہہ وغیرہ سے اور یہ کہ گزران مرو کی ساتھ تجارت یا پیشہ کے اولیٰ ہے واسطے پاک ہونے اخلاق کے گزران سے ساتھ بہہ وغیرہ کے اور اس حدیث میں مستحب ہونا دعا کا ہے واسطے نکاح کرنے والے کے اور یہ پوچھنا امام کا اپنے یاروں اور تابعداروں کو ان کے احوال سے خاص کر جب ان سے کوئی بات غیر معروف دیکھے اور یہ کہ جائز ہے باہر نکلنا دولہا کا اس حال میں کہ اس پر شادی کا نشان ہو مخلوق وغیرہ سے یعنی زردی وغیرہ سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے لگانا زعفران یعنی کیسر کا واسطے دولہا دلہن کے اور خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے عموم نبی کا کہ مردوں کو زعفران لگانا منع ہے کما سیاتی فی کتاب اللباس اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ یہ زردی اس کے کپڑوں میں ہو نہ اس کے بدن میں اور یہ جواب مالکیوں کا بنا بران کے طریق کے ہے کہ کپڑے میں زردی کا لگانا جائز ہے اور بدن میں زردی لگانا جائز نہیں اور البتہ نقل کیا ہے اس کو مالک رضی اللہ عنہ نے مدینے کے علماء سے اور وارد ہوئی ہے اس میں حدیث مرفوع کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن پر زردی وغیرہ سے کچھ چیز ہو روایت کیا ہے اس کو ابو داؤد نے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو بدن کے سوائے ہے اس کو وعید شامل نہیں اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور شافعی رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعداروں نے اس کو کپڑے میں بھی منع کیا ہے اور تمسک کیا ہے انہوں نے ساتھ حدیثوں کے جو اس میں وارد ہیں اور وہ صحیح ہیں اور ان میں وہ چیز ہے جو صریح ہے

مدعا میں کما سیاتی بیانہ اور اس بنا پر عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے قصے سے کئی طرح پر جواب دیا گیا ہے ایک یہ کہ یہ واقعہ نبی سے پہلے تھا اور یہ محتاج ہے طرف تاریخ کے دوم یہ کہ جو زردی کا نشان عبدالرحمن رضی اللہ عنہ پر تھا وہ اس کی بیوی کی جہت سے لگ گیا تھا نہ یہ کہ اس نے خود قصد ازردی لگائی تھی یعنی یہ استفہام انکاری ہے یعنی تو نے زردی کیوں لگائی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ زردی قصد انہیں لگائی بلکہ مجھ کو عورت کے بدن سے لگ گئی اور ترجیح دی ہے اس کو نودی رضی اللہ عنہ نے اور منسوب کیا ہے اس کو طرف اہل تحقیق کے اور ٹھہرایا ہے اس کو بیضادی نے اصل کہ رد کیا ہے اس نے طرف اس کی ایک احتمال کو اور دوسرا احتمال ہے کہ معنی مبہم کے یہ ہیں کہ کیا سبب ہے اس زردی کے لگنے کا میں جو تجھ پر دیکھتا ہوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے نکاح کیا ہے، سوم یہ کہ البتہ حاجت ہوئی تھی اس کو خوشبو لگانے کی واسطے داخل ہونے کے اپنی بیوی پر سو اس وقت اس نے مردوں کی خوشبو سے کچھ چیز نہ پائی تو اس نے عورت کی خوشبو لگائی اور اتفاقاً اس میں زردی پائی تو اس نے تھوڑی زردی کو اس سے مباح جانا وقت نہ ہونے غیر اس کے کی واسطے تطبیق کے دونوں دلیلوں میں اور وارد ہوا ہے امر ساتھ خوشبو لگانے کے دن جمعہ کے اگرچہ عورت کی خوشبو سے ہو سو اس کا اثر اس پر باقی رہا، چہارم یہ کہ وہ خوشبو نہایت کم تھی اور نہ باقی رہا تھا مگر اس کا اثر اسی واسطے اس پر انکار نہ کیا، پنجم یہ کہ وہ وہ ہے جو خوشبو ہو مانند زعفران وغیرہ اقسام خوشبو کے اور جس میں خوشبو نہ ہو وہ مکروہ نہیں، چھٹی یہ کہ تھی لگانی زعفران کی خوشبو واسطے مردوں کے تحریم کے واسطے نہیں دلالت ساتھ برقرار رکھنے اس کے واسطے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے اس حدیث میں، ساتویں یہ کہ دولہا اس سے مستثنیٰ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے جو اس سے پوچھا تو اس میں دلالت ہے کہ یہ شادی نکاح کے ساتھ خاص نہیں کہ دولہا کو اس سے مستثنیٰ کیا جائے اور ایک روایت میں بشاشتہ العروس کا لفظ آیا ہے تو اس کے معنی ہیں اثر اس کا اور خوبی اس کی یا فرح اور خوشی اس کی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے واسطے پوچھنے حضرت ﷺ کے اس کے اندازے سے نہ اس کے ہونے اور نہ ہونے سے اور اس میں نظر ہے احتمال ہے کہ مراد خبر پوچھنی ہے بہت ہونے اور تھوڑے ہونے سے تا کہ خبر دیں اس کو اس کے بعد ساتھ اس چیز کے کہ اس کے حال کے موافق ہے سو جب اس نے اندازہ کے موافق کہا تو اس پر انکار نہ کیا بلکہ اس کو برقرار رکھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز وعدہ کرنے کے واسطے اس شخص کے جو ارادہ کرتا ہے کہ عورت سے نکاح کرے جب کہ اس کا خاوند اس کو طلاق دے اور عدت پوری کرے واسطے قول سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے کہ دیکھ تو میری کسی عورت کو پسند کرتا ہے کہ میں اس کو طلاق دوں پھر جب اس کی عدت گزر جائے تو تو اس سے نکاح کر لے اور واقع ہوئی ہے تقریر اس کی لیکن اطلاع اوپر احوال ان کے کی اس وقت تقاضا کرتی ہے کہ اس کی دونوں عورتوں نے اس بات کو جان لیا تھا اس واسطے کہ یہ واقعہ آیت پردے کے اترنے سے پہلے تھا اور اکٹھے تھے اور اگر سعد رضی اللہ عنہ کو ان کی رضامندی کا اعتماد نہ ہوتا تو اس کے ساتھ یقین نہ کرتا اور

کہا ابن نمیر نے کہ دو مردوں کا آپس میں وعدہ کرنا اس کو مستلزم نہیں کہ عورت اور اجنبی مرد کے درمیان وعدہ واقع ہو اس واسطے کہ جب عدت میں اس کو نکاح کا صریح پیغام کرنا منع ہے تو اس میں بطریق اولیٰ منع ہوگا اس واسطے کہ جب اس کو طلاق ملے تو وہ قطعاً عدت میں داخل ہوئی لیکن اگر عورت کو اس کی اطلاع ہو تو اس کو عدت گزارنے کے بعد اختیار ہے اور نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے درمیان اجنبی مرد اور عورت کے یا ولی اس کے کی نہ ساتھ اور اجنبی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دیکھنا مرد کا عورت کو نکاح کرنے سے پہلے۔

۴۷۷۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

۴۷۷۰ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں ولیمہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی عورت کا اپنی عورتوں میں جو زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا ایک بکری سے ولیمہ کیا۔

فائدہ: اور یہ باعتبار اتفاق کے ہے نہ بطور حد مقرر کرنے کے اور لیا جاتا ہے صاحب تشبیہ کی عبارت سے جو شافعیوں میں سے ہے کہ بکری حد ہے واسطے اکثر ولیمہ کے یعنی اس کا اعلیٰ درجہ ہے لیکن نقل کیا ہے عیاض نے اجماع اس پر کہ اکثر ولیمہ کی کوئی حد مقرر نہیں اور کہا ابن ابی عسرون نے کہ ادنیٰ درجہ اس کا واسطے مالدار کے ایک بکری ہے اور یہ قول عبدالرحمن بن اللہ کی حدیث کے موافق ہے۔

۴۷۷۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِقْقَهَا صَدَاقَهَا وَأَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ.

۴۷۷۱ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور حیس سے اس کا ولیمہ کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ چمڑے کے دسترخوان پر کچھ کھجوریں اور پنیر اور گھی ڈالا گیا اور ان دونوں کے درمیان مخالفت نہیں اس واسطے کہ یہ حیس کے اجزاء میں سے ہیں لغت والوں نے کہا کہ حیس بنایا جاتا ہے اس طور سے کہ کھجوروں کی گٹھلی نکالی جاتی ہے اور اس کو پنیر یا آنے یا ستور سے ملایا جاتا ہے اور اگر اس میں گھی ڈالا تو حیس کے نام سے نہیں نکلتا یعنی تو بھی اس کو حیس ہی کہا جاتا ہے۔ (فتح)

۴۷۷۲ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ بَيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ بَنَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمْرَأَةٍ فَأَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا إِلَى الطَّعَامِ.

۴۷۷۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت یعنی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ خلوت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو بھیجا میں نے لوگوں کو کھانے کے واسطے بلایا۔

بیان اس شخص کا جو ولیمہ کرتا ہے اپنی بعض عورتوں پر
زیادہ بعض سے۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ أَكْثَرَ
مِنْ بَعْضٍ.

۴۷۷۳۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا
نکاح کرنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زینب رضی اللہ عنہا سے نزدیک انس رضی اللہ
عنہ کے تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا کو اپنی کسی عورت کا ولیمہ کیا ہو جو ولیمہ کیا زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا
اس کا ایک بکری سے۔

۴۷۷۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ
زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ ذُكِرَ تَزْوِيجَ زَيْنَبِ
بِنْتِ جَحْشٍ عِنْدَ أَنَسٍ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلَمَ عَلَى
أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا أَوْلَمَ بِشَاةٍ.

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا ہے اس نے ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ تقاضا کرتا
ہے اس کو سیاق اس کا اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ نہیں واقع ہوا ہے یہ ساتھ قصد فضیلت دینے بعض عورتوں
کے بعض پر بلکہ یہ اتفاقاً واقع ہوا ہے اور یہ کہ اگر ان میں سے ہر ایک کے واسطے بکری پائی جاتی تو البتہ اس کے ساتھ
ولیمہ کرتے اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سب لوگوں سے زیادہ تر سخی تھے لیکن نہ مبالغہ کرتے تھے اس چیز میں کہ متعلق
ہے ساتھ امر دنیا کے رونق میں اور کہا اس کے غیر نے کہ احتمال ہے کہ یہ بیان جواز کے واسطے کیا ہو میں کہتا ہوں کہ
نفی کرنی انس رضی اللہ عنہ کی محمول ہے اس چیز پر کہ جس کا اس کو علم پہنچایا واسطے اس چیز کے واقع ہوئی برکت سے بیچ ولیمہ
اس کے کی جب کہ مسلمانوں کو روٹی گوشت پیٹ بھر کر کھلایا ایک بکری سے نہیں تو جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب عمرہ قضا میں میمونہ رضی اللہ عنہا حارث کی بیٹی سے نکاح کیا تو اس کا ولیمہ کیا اور مکے والوں کو بلایا اور
وہ حاضر نہ ہوئے کہ اس کا ولیمہ ایک بکری سے زیادہ کیا ہو کیونکہ اس وقت آپ کا ہاتھ کشادہ تھا اس واسطے کہ خیبر
کے فتح ہونے کے بعد تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت کشاکش کی تھی جب سے وہ فتح ہوا، کہا ابن نمیر نے لے جاتی
ہے تفضیل بعض عورتوں کی سے بعض پر ولیمہ میں جواز تخصیص بعض ان کی کے سوائے بعض کے ساتھ تحفوں اور ہدیوں
کے اور اس کی بحث ہمہ میں گزر چکی ہے۔

بیان اس شخص کا جو بکری سے کم تر کے ساتھ ولیمہ کرے
لیکن جو اس میں واقع ہوا ہے وہ تصریح کے ساتھ ہے۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلِّ مِنْ شَاةٍ.

۴۷۷۴۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے کہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بعض عورتوں کا ولیمہ دو مد جو سے کیا۔

۴۷۷۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ
بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمَدَيْنٍ مِنْ شَعِيرٍ.

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد بعض عورتوں سے یہاں امام سمہ بنی النہما ہو اس واسطے کہ واقدی نے ام سلمہ بنی النہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو پیغام کیا اور مجھ سے نکاح کیا سو مجھ کو زہنب بنی النہما کے گھر میں داخل کیا سو اچانک اس میں ایک تھیلا تھا اس میں کچھ جو تھے سو میں نے اس کو بھگویا پھر اس کو ہانڈی میں ڈالا پھر میں نے کچھ چربی لے کر سالن بنایا سو تھا یہ کھانا حضرت ﷺ کا اور احتمال ہے کہ مراد عورتوں سے عام تر ہوں بیویوں سے یعنی جو منسوب ہے طرف آپ کی عورتوں میں سے فی الجملہ سوابتہ طبرانی نے اسماء بنی النہما کی حدیث سے روایت کیا ہے کہا کہ البتہ ولیمہ کیا علی بنی النہما نے فاطمہ بنی النہما کا سو اس زمانے میں کوئی ولیمہ ان کے ولیمہ سے افضل نہیں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروہ رکھی کے بدلے آدھے صاع جو کے پس موافق نہ ہو گا اس قصے کو جو باب میں ہے اور ہوگی نسبت ولیمہ کی طرف حضرت ﷺ کے مجازی یا تو اس واسطے کہ جو کی قیمت یہودی کو حضرت ﷺ نے خود اپنے پاس سے دیا یا کسی اور سب کے واسطے۔ (تح)

بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ وَالذَّعْوَةِ.
باب ہے تیج بیان وجوب قبول کرنے ولیمہ اور دعوت کے۔

فائدہ: عطف کیا ہے دعوت کو اور پر ولیمہ کے سو اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ ولیمہ خاص ہے ساتھ کھانے بیاہ اور نکاح کے یعنی ولیمہ صرف اسی کھانے کو کہتے ہیں جو شادی نکاح کے وقت کھایا جاتا ہے پس یہ عطف عام کا ہے خاص پر اور لیکن خاص کر اس کھانے کا نام ولیمہ ہونا سو یہ قول اہل لغت کا ہے نقل کیا ہے اس کو ان سے ابن عبدالبر نے اور یہی منقول ہے خلیل وغیرہم سے کہا شافعی رحمہ اللہ نے کہ واقع ہوتا ہے ولیمہ ہر دعوت پر جو پکڑی جاتی ہے واسطے خوشی حادث یعنی نو پیدا ہونے والی کے نکاح ہو یا ختنہ یا غیر ان کا لیکن مشہور تر استعمال اس کا وقت اطلاق کے نکاح میں ہے اور اس کے واسطے اور چیز میں مفید کیا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے ولیمہ ختان کا اور ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے واسطے پیروی عیاض کے کہ ولیمہ آٹھ قسم کا ہے ایک اعذار ہے اور وہ واسطے ختنہ کے ہے اور عقیقہ ہے واسطے لڑکا پیدا ہونے کے اور خرس واسطے سلامتی عورت کے ہے دروزہ سے اور عقیقہ ساتویں دن ہے اور نقیعہ واسطے آنے مسافر کے ہے اور وکیرہ واسطے سکونت اختیار کرنے کے ہے نئے گھر میں اور وضیمہ واسطے مصیبت کے ہے اور یہ وہ دعوت ہے جو بلا سبب ہو اور یہ جو کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہا حق اجابہ تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کے دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر اور نووی رحمہ اللہ نے اتفاق اس پر کہ دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اور اس میں نظر ہے ہاں مشہور علماء کے اقوال سے وجوب ہے اور تصریح کی ہے جمہور شافعیوں اور حنبلیوں نے کہ وہ فرض عین ہے اور بعض شافعہ وغیرہ سے ہے کہ وہ مستحب ہے اور صاحب ہدایہ کا کلام تقاضا کرتا ہے کہ وہ واجب ہے باوجود تصریح کرنے اس کے کی کہ وہ سنت ہے تو شاید اس کی مراد یہ ہے کہ اس کا واجب ہونا سنت سے ثابت ہوا ہے اور نہیں ہے فرض

جیسا کہ ان کے قاعدے سے معلوم ہے اور بعض شافعیوں اور حنبلیوں سے ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور حکایت کی ہے ابن دقیق العید نے شرح المام میں کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ دعوت عام ہو یعنی اس وقت فرض کفایہ ہے اور جب خاص کیا جائے ہر ایک ساتھ دعوت کے تو قبول کرنا متعین ہوتا ہے اور شرط واجب ہونے اس کے کی یہ ہے کہ ہو دعوت کرنے والا مسلمان مکلف آزاد رشید اور یہ کہ نہ خاص کرے مالداروں کو سوائے فقیروں کے اور یہ کہ نہ ظاہر کرے قصد دوستی کا کسی خاص سے واسطے رغبت کرنے کے بیچ اس کے یا ڈرنے کے اس سے اور یہ کہ خاص ہو ساتھ دن پہلے کے مشہور قول پر اور یہ کہ پہلے اور کسی نے اس کی دعوت نہ کی ہو سو جو پہلے دعوت کرے متعین ہوتا ہے قبول کرنا اس کا سوائے دوسرے کے اور اگر دونوں آئیں تو ناتے دار کو مقدم کیا جائے قریب تر ہمسائے پر اور اگر برابر ہوں تو قرعہ ڈالا جائے اور یہ کہ نہ ہو وہاں وہ شے کہ ایذا ہوتی ہو اس کے حاضر ہونے سے منکر وغیرہ سے اور یہ کہ اس کو کوئی عذر نہ ہو اور ضبط کیا ہے ماوردی نے ساتھ اس چیز کے کہ رخصت دی جاتی ہے ساتھ اس کے بیچ چھوڑ دینے نماز جماعت کے اور یہ سب شادی کے ویسے میں ہے اور دعوت کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

اور جو ولیمہ کرے سات دن اور مانند اس کے۔

وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ.

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے حصہ بنت سیرین سے کہ جب میرے باپ نے نکاح کیا تو اصحاب کو سات دن بلایا سو جب انصار کا دن ہوا تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ایک روایت میں آٹھ دن کا ذکر آیا ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے ونحوہ اور بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کو اگرچہ ذکر نہیں کیا لیکن مائل کی ہے طرف ترجیح اس کی کے واسطے مطلق ہونے امر کے ساتھ قبول کرنے دعوت کے بغیر قید کرنے کے جیسے کہ تصریح کی اس نے ساتھ اس کے تاریخ میں۔ (فتح)

وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ.

یعنی اور نہیں وقت مقرر کیا حضرت ﷺ نے ولیمہ کا ایک دن اور نہ دو دن یعنی نہیں ٹھہرایا حضرت ﷺ نے واسطے ویسے کے کوئی وقت معین کہ خاص ہو ساتھ اس کے ایجاب یا استحباب اور لیا ہے اس نے اس کو اطلاق سے۔

فائدہ: کہا بخاری رضی اللہ عنہ نے تاریخ میں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعوت ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے اور نہیں خاص کیا حضرت ﷺ نے تین دن کو اور نہ اس کے غیر کو اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے اپنا ولیمہ سات دن کیا اور اس میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا اس نے دعوت قبول کی اور یہ حدیث صحیح تر ہے زہیر سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ کرنا پہلے دن حق ہے اور دوسرے دن معروف ہے اور تیسرے دن ریا اور سنانا ہے اور اسی طرح روایت کی ہے ترمذی اور

طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اور ان حدیثوں کا اگرچہ کوئی طریقہ کلام سے خالی نہیں لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے اور البتہ عمل کیا ہے ساتھ اس کے شافعیوں اور حنبلیوں نے کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ اگر تین دن ولیمہ کرے تو تیسرے دن دعوت قبول کرنا مکروہ ہے اور دوسرے دن قطعاً واجب نہیں اور نہیں ہے مستحب ہونا اس کا مانند مستحب ہونے اس کے کی پہلے دن میں اور صاحب تحبیر نے کہا کہ دوسرے دن بھی واجب ہے اور ساتھ اس کے یقین کیا ہے جر جانی نے واسطے وصف کرنے اس کے کی ساتھ معروف کے اور سنت کے اور کہا حنبلیوں نے کہ پہلے دن واجب ہے اور دوسرے دن قبول کرنا سنت ہے واسطے تمسک کرنے کے ساتھ ظاہر حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے دوسرے دن کی اجابت کو سنت کہا ہے اور بہر حال قبول کرنا اس کا تیسرے دن میں سو بعض نے تو اس کو بنا بر ظاہر حدیث کے مطلق مکروہ کہا ہے اور کہا بعض نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو اس وقت ہے جب کہ بلائے تیسرے دن میں اور نہیں لوگوں کو جن کو پہلے دن بلایا تھا اور یہ بعید نہیں اس واسطے کہ اس کا مطلق ریا اور سمعہ ہونا مشعر ہے کہ یہ کام اس نے فخر کے واسطے کیا ہے اور جب لوگ بہت ہوں اور ہر دن میں اور لوگوں کو بلائے جن کو آگے نہیں بلایا تو اس میں غالباً فخر نہیں ہوتا اور جس طرف بخاری رضی اللہ عنہ نے مائل کی ہے یہی مذہب ہے مالکیوں کا، کہا عیاض نے کہ ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ مالداروں اور کشائش والوں کو مستحب ہے کہ سات دن ولیمہ کریں ساتھ دن لگا تار لوگوں کو کھانا کھلائیں اور کہا بعض نے کہ محل اس کا وہ ہے کہ جب بلائے ہر دن ان لوگوں کو جن کو آگے نہیں بلایا اور مشاہبہ ہے اس کے جو پہلے گزرا اور جب حمل کریں ہم امر کو تیسرے دن کی کراہت میں اس پر کہ جب کہ ہو وہاں ریا اور سنانا اور فخر کرنا تو اس طرح چوتھے دن اور اس کے پیچھے بھی مکروہ ہوگا سو جو سلف سے دو دن سے زیادہ ولیمہ کرنا واقع ہوا ہے تو یہ محمول ہے اس وقت پر جب کہ اس سے امن ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیسرے دن کی دعوت کو مکروہ کہا واسطے ہونے اس کے کی غالب، واللہ اعلم۔ (فتح)

۴۷۷۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا.

۴۷۷۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُهَيْبَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

۴۷۷۵ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب کوئی شادی کے کھانے کے واسطے بلایا جائے تو چاہیے کہ جائے یعنی اس کی جگہ میں۔

فائدہ: اس کی بحث آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۷۷۶ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا چھڑاؤ قیدی کو اور دعوت قبول کرو دعوت کرنے

سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ
عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ فَكُورَا الْعَانِي وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ
وَعُوذُوا الْمَرِيضَ .

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ مراد دعوت کرنے والے سے ولیمہ کی دعوت کرنے والا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو پہلے گزری یعنی بیچ خاص کرنے امر اتیان کے ساتھ بلانے کے طرف ولیمہ کے اور کہا کرمانی نے کہ قول اس کا داعی عام ہے اور کہا جمہور نے کہ واجب ہے قبول کرنا ولیمہ میں اور مستحب ہے اس کے غیر میں پس لازم آئے گا استعمال کرنا لفظ کا ایجاب اور ندب میں اور یہ منع ہے اور جواب یہ ہے کہ شافعی رضی اللہ عنہ نے اس کو جائز رکھا ہے اور اس کے غیر نے اس کو عموم مجاز پر حمل کیا ہے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ اگرچہ یہ لفظ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خاص ہے یعنی وجوب اور ولیمہ کے سوا اور دعوت کا مستحب ہونا تو یہ اور دلیل سے ثابت ہے۔ (فتح)

۴۷۷۷ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا
أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ
سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِبَادَةِ
الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيطِ
الْعَاطِسِ وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ
وإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَنَهَانَا
عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَعَنْ آيَةِ الْفِضَّةِ
وَعَنْ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِيَّةِ وَالْإِسْتَبْرَقِ
وَالذِّبْيَاجِ تَابَعَهُ أَبُو عَرَانَةَ وَالشَّيْبَانِيُّ عَنْ
أَشْعَثَ فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ .

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی ، انشاء اللہ تعالیٰ اور البتہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے اور جگہ سوائے روایت ان تینوں کے اس میں انشاء السلام کے بدلے رد السلام کا لفظ آیا ہے پس یہی نکتہ ہے بیچ اقتصار کے۔

۴۷۷۸۔ حضرت سہل بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ابو اسیدؓ نے حضرت ﷺ کو اپنی شادی میں بلایا اور اس کی عورت یعنی وہن اس دن ان کی خادمہ تھی اور وہی وہن تھی اور کہا سہل بن عبداللہؓ نے تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت ﷺ کو کیا بلایا تھا؟ اس نے آپ ﷺ کے واسطے رات کو کھجوریں بھگو رکھیں تھیں سو جب حضرت ﷺ کھانا کھا چکے تو اس نے وہ شربت آپ ﷺ کو پلایا۔

۴۷۷۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ دَعَا أَبُو اسِيدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهِ وَكَانَتْ امْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعُرْوَسُ قَالَ سَهْلٌ تَذَرُونَ مَا سَقَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْفَعَتْ لَهُ تَمْرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

۴۷۷۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بدتر کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو نہ بلایا جائے اور جس نے دعوت چھوڑی یعنی قبول نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

۴۷۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَبِي شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكَ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اور لام الدعوة میں واسطے عہد کے ہے ولیمہ مذکورہ سے اور پہلے گزر چکا ہے کہ جب دعوت مطلق ہو تو مراد اس سے ولیمہ ہوتا ہے برخلاف اور دعوتوں کے کہ وہ مقید ہوتی ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ بدتر کھانا ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ بدتر اس وقت ہے جب کہ ہوساتھ اس صفت کے اسی واسطے ابن مسعودؓ نے کہا کہ ہم کو حکم ہے کہ جب مالداروں کو خاص کیا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے تو ہم دعوت قبول نہ کریں اور کہا ابن بطلان نے کہ اگر مالداروں کو محتاجوں سے الگ کر کے کھانا کھلائے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور کہا طیبی نے کہ الف لام الولیمہ میں عہد خارجی ہے اس واسطے کہ جاہلیت کی رسم تھی کہ مالداروں کو بلاتے تھے اور محتاجوں کو نہیں بلاتے تھے اور من ترك الدعوة الخ حال ہے یعنی

بلایا جاتا ہے مالداروں کو اور حالانکہ اجابت واجب ہے سو ہوگا بلا ناسب واسطے کھانے مدعو کے شرطاً کو اور یہ جو کہا کہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو یہ دلیل ہے واسطے وجوب اجابت کے اس واسطے کہ عصیان نہیں بولا جاتا مگر اوپر ترک واجب کے اور جملہ یدعی بھی حال ہے طعام الولیمة سے اور بیان ہے واسطے ہونے اس کے بدتر طعام اور اگر داعی دعوت عام کرے تو پھر وہ کھانا بدتر نہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَجَابَ إِلَى كُرَاعٍ
جو بکری کے ہاتھ کی دعوت کو قبول کرتا ہے۔

۴۷۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں دعوت میں بکری کے دست پاچہ کی طرف بلایا جاؤں تو البتہ قبول کروں، اور اگر بکری کے ہاتھ یا پاؤں کا مجھ کو تحفہ دیا جائے تو البتہ میں قبول کروں۔

۴۷۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ.

فائدہ: اور جمہور کا یہ مذہب ہے کہ مراد کُرَاع سے اس جگہ دست پاچہ بکری کا ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر حسن خلق حضرت ﷺ کے اور تواضع آپ کی کے اور جبر کرنے آپ کے کی واسطے دل لوگوں کے اور اوپر قبول کرنے ہدیہ کے اور قبول کرنے دعوت اس شخص کی کے جو آدمی کو اپنے گھر کی طرف بلائے اگرچہ مدعو کو معلوم ہو کہ وہ تھوڑی چیز ہے، کہا مہلب نے کہ نہیں باعث ہوتا اوپر دعوت کے مگر سچا ہونا محبت کا اور خوش ہونا داعی کا ساتھ کھانے مدعو کے اس کے طعام سے اور محبت پیدا کرنی طرف اس کے ساتھ باہم کھانے کے اور پکا کرنا حق دوستی کا ساتھ اس کے ولیمہ کے سبب سے اسی واسطے ترغیب دی حضرت ﷺ نے قبول کرنے کی اور اس میں ترغیب ہے باہم ملنے پر اور محبت اور الفت کرنے پر اور دعوت کے قبول کرنے پر کم ہو یا بہت اور اسی طرح ہدیہ کا قبول کرنا بھی۔ (فتح)

دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں
۴۷۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو اس دعوت کو جب تم اس کی طرف بلائے جاؤ، کہا نافع رضی اللہ عنہ نے اور تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ آتے دعوت میں شادی میں اور غیر شادی میں اور حالانکہ وہ روزے دار ہوتے۔

بَابُ إِجَابَةِ الدَّاعِي فِي العُرْسِ وَغَيْرِهِ.
۴۷۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عَقَبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيبُوا هَذِهِ الدَّعْوَةَ إِذَا دُعِيتُمْ لَهَا قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي

الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ.

فائدہ: لام الدعوة میں احتمال ہے کہ ہو واسطے عہد کے اور مراد ولیمہ عرس کا ہے اور تائید کرتی ہے اس کو دوسری روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ جب کوئی ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ وہاں جائے اور مقرر ہو چکا ہے کہ جب ایک حدیث کے الفاظ مختلف ہوں اور بعض کا بعض پر حمل کرنا ممکن ہو تو یہ متعین ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو لام واسطے عموم کے اور یہی ہے جس کو حدیث کے راوی نے سمجھا ہے سو وہ ہر دعوت میں جاتے تھے ولیمہ کی ہو یا کوئی اور دعوت ہوتی اور یہ جو نافع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر دعوت میں جاتے تھے شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوا کوئی اور دعوت ہو تو ابو داؤد کی ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ جب کوئی تم میں سے اپنے بھائی کو بلائے اور دعوت کرے تو چاہیے کہ اس کو قبول کرے بیاہ شادی کی دعوت ہو یا اس کے سوائے کوئی اور دعوت ہو اور یہ حدیث تائید کرتی ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا اور یہ کہ دعوت قبول کرنے کا حکم نہیں خاص ہے ساتھ کھانے شادی کے اور البتہ لیا ہے ساتھ ظاہر حدیث کے بعض شافعیوں نے سو کہا انہوں نے کہ واجب ہے قبول کرنا دعوت کا مطلق شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور ساتھ شرط اس کی کے اور نقل کیا ہے اس کو ابن عبد البر نے عبید اللہ بن حسن عمری سے اور گمان کیا ہے ابن حزم رضی اللہ عنہ نے کہ وہ قول جمہور اصحاب اور تابعین کا ہے لیکن وارد ہوتا ہے اس پر جو ہم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور وہ مشہور اصحاب میں سے ہے کہ اس نے کہا فتنے کی دعوت میں کہ اس کے واسطے بلائے نہ جاتے تھے لیکن ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس طور کے کہ یہ نہیں منع کرتا و جب کے ساتھ قائل ہونے کو اگر بلائے جائیں اور حنفیہ اور مالکیہ اور جمہور شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ ولیمہ کے سواء اور دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور مبالغہ کیا ہے سرخسی نے ان میں سے سو کہا اس نے کہ اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ ولیمہ کے سوا کسی دعوت کا قبول کرنا واجب نہیں اور کہا شافعی رضی اللہ عنہ نے کہ اگر اس کو قبول نہ کرے تو میرے نزدیک وہ گنہگار نہیں جیسا کہ ولیمہ میں گنہگار ہے اور یہ جو کہا کہ وہ روزے دار ہوتے تو ایک روایت میں ہے کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ نماز پڑھے اور ایک روایت میں ہے کہ چاہیے کہ دعا کرے اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے اس کے ظاہر پر سو کہا کہ اگر روزے دار ہو تو چاہیے کہ مشغول ہو ساتھ نماز کے تاکہ حاصل ہو واسطے اس کے فضیلت اس کی اور واسطے گھر والوں کے اور حاضرین کے برکت اس کی اور اس میں نظر ہے واسطے عام ہونے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں نماز ہوتی ہے وقت موجود ہونے کھانے کے لیکن ممکن ہے تخصیص اس کی ساتھ غیر روزے دار کے اور ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ ولیمہ میں حاضر ہوئے اور وہ روزے دار تھے تو شَاءَ کبھی اور دعا کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ دعوت میں بلائے جاتے تو دعوت قبول کرتے پھر اگر روزے دار نہ ہوتے تو کھانا کھاتے اور اگر روزے دار ہوتے تو ان کے واسطے دعا کرتے اور برکت مانگتے پھر پھرتے اور حضور میں اور بہت فائدے ہیں مانند تمکک کے ساتھ مدعو کے اور رونق حاصل کرنے

کے ساتھ اس کے اور فائدہ اٹھانے کے ساتھ اشارے اس کے اور نگہبانی اس چیز کی سے کہ نہ حاصل ہوتی تھی نگہبانی اس کی اگر وہ حاضر نہ ہوتا اور دعوت نہ قبول کرنے میں یہ سب فائدے فوت ہو جاتے ہیں اور نہیں پوشیدہ ہے جو واقع ہوتا ہے واسطے داعی کے تشویش سے اور یہ جو کہا کہ پس چاہیے کہ دعا کرے واسطے ان کے تو اس سے پہچانا جاتا ہے حاصل ہونا مقصود کا دعوت قبول کرنے سے اور یہ کہ نہیں واجب ہے کھانا اوپر مدعو کے اور اگر اس کا روزہ نفلی ہو تو کیا مستحب ہے کہ اس کو کھول ڈالے؟ کہا اکثر شافعیہ اور بعض حنبلیوں نے کہ اگر دعوت والے پر اس کا روزہ دشوار گزرے تو افضل ہے کہ روزہ کھول ڈالے نہیں تو روزہ افضل ہے اور کہا رویانی وغیرہ نے کہ مستحب ہے مطلق اور یہ بنا برائے اس شخص کی ہے جو جائز رکھتا ہے نفلی روزے کے کھول ڈالنے کو اور بہر حال جو اس کو واجب کہتا ہے تو اس کے نزدیک روزہ تو زنا جائز نہیں جیسا کہ فرض روزے میں ہے خاص کر جب کہ افطار کا وقت قریب ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے لیا جاتا ہے کہ روزہ نہیں عذر ہے بیچ نہ قبول کرنے دعوت کے خاص کر باوجود وارد ہونے امر کے واسطے روزے دار کے ساتھ حاضر ہونے کے دعوت میں ہاں اگر عذر کرے ساتھ اس کے مدعو دعوت والا اس کے عذر کو قبول کرے واسطے ہونے اس کے کہ دشوار ہو اس پر کہ نہ کھائے جب حاضر ہو یا کسی اور سبب سے تو ہوگا یہ عذر بیچ پیچھے رہنے کے اور واقع ہوا ہے مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی کھانے کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہے تو نہ کھائے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ جو روزے دار نہ ہو اس پر کھانا واجب نہیں اور یہ صحیح تر قول ہے نزدیک شافعیہ کے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے حنبلیوں نے اور اختیار کیا ہے نووی رضی اللہ عنہ نے وجوب کو اور ساتھ اسی کے قائل ہیں اہل ظاہر اور حجت ان کی قول حضرت ﷺ کا ہے مسلم کی ایک روایت میں کہ اگر روزے دار نہ ہو تو چاہیے کہ کھائے اور جابر رضی اللہ عنہ کی روایت روزے دار پر محمول ہے اور تائید کرتی ہے اس کو روایت ابن ماجہ کی کہ جو کھانے کی طرف بلایا جائے اور وہ روزے دار ہو تو چاہیے کہ قبول کرے پھر اگر چاہے تو کھائے اور چاہیے تو نہ کھائے اور متعین ہے حمل اس کا نفل روزے دار پر اور ہوگی اس میں حجت واسطے اس شخص کے کہ جو مستحب جانتا ہے واسطے اس کے یہ کہ اپنے روزے کو توڑ ڈالے اور تائید کرتی ہے اس کو جو طیاسی اور طبرانی نے اوسط میں ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے دعوت کی تو ایک مرد نے کہا کہ میں روزے دار ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے تمہارے واسطے تکلف کیا روزہ کھول ڈال اور اس کے بدلے ایک دن روزہ رکھ اگر تو چاہے تو اس کی سند میں ضعف ہے لیکن اس کی متابعت کی گئی ہے۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى الْعُرْسِ . عورتوں اور لڑکوں کا شادی کی طرف جانا۔

فائدہ: شاید بخاری رضی اللہ عنہ نے باب باندھا ہے کہ نہ خیال کرے کوئی اس کے کمرہ ہونے کا سو مراد اس کی یہ ہے کہ یہ جائز ہے بغیر کراہت کے۔ (فتح)

۴۷۸۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے عورتوں اور لڑکوں کو دیکھا سامنے لوٹے آتے شادی سے سوکھڑے ہوئے ان کی طرف قوت سے یعنی جلدی واسطے خوش ہونے کے ساتھ ان کے سو فرمایا الہی! گواہ رہنا تم میرے نزدیک سب لوگوں سے محبوب تر ہو۔

۴۷۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءً وَصَبِيَانًا مُقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ مُمْتَنًّا فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ.

فائدہ: اور تقدیم اللہم کی واقع ہوتی ہے واسطے تبرک کے یا واسطے گواہ کرنے اللہ کے۔

باب ہل یوجع إذا رأى منكراً في الدعوة۔ جب کوئی دعوت میں برا کام دیکھے تو کیا پلٹ آئے؟۔ فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے بخاریؒ نے باب کو ساتھ صورت استفہام کے اور پکا حکم نہیں کیا واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے احتمال سے، کما سیاتی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کسی کے گھر میں تصویر دیکھی سو پلٹ آئے اور اس کے گھر میں داخل نہ ہوئے۔

وَرَأَى أَبُو مَسْعُودٍ صُورَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ.

فائدہ: روایت کی ہے یہی نے کہ ایک مرد نے کھانا پکایا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ کیا گھر میں کوئی تصویر ہے؟ اس نے کہا ہاں! سو کہا کہ میں گھر میں داخل نہیں ہوتا یہاں تک کہ توڑی جائے۔

وَدَعَا ابْنُ عَمَرَ أَبَا أَيُّوبَ فَرَأَى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَيَّ الْجِدَارِ فَقَالَ ابْنُ عَمَرَ غَلَبْنَا عَلَيْهِ النَّسَاءَ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ أَخْشَى عَلَيْكَ وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

اور دعوت کی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی تو اس نے گھر میں ایک دیوار پر پردہ دیکھا (سو اس پر انکار کیا) تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عورتیں اس کام میں ہم پر غالب ہوئیں یعنی یہ کام عورتوں نے ہم سے زور کے ساتھ کیا ہے ہمارا کہا نہیں مانتیں تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اس کام میں کسی پر ڈرتا تھا تو تم پر نہیں ڈرتا تھا یعنی میں نہیں مانتا کہ عورتیں اس کام میں تم پر غالب ہو سکیں اور تم مجھو ہو جاؤ بلکہ تم ان کو منع کر سکتے ہو تم سے اللہ کی میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا پھر ابو ایوب رضی اللہ عنہ پلٹ آئے اور کھانا نہ کھایا۔

فائدہ: اور البتہ واقع ہوا ہے مانند اس کے واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعد اس کے سو انہوں نے اس پر انکار کیا اور دور کیا

برے کام کو اور نہ پھرے جیسا کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کیا، احمد کی کتاب الزہد میں روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرد کے گھر میں داخل ہوئے جس نے ان کو دعوت شادی کے واسطے بلایا تھا سو اچانک دیکھا کہ اس کا گھر نقش دار کپڑوں سے مزین ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے فلانے! کب سے خانہ کعبہ تیرے گھر میں بدل آیا؟ پھر جو اصحاب ان کے ساتھ تھے ان کو حکم دیا کہ چاہیے کہ پھاڑ ڈالے ہر مرد اپنے قریب طرف سے۔

۴۷۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اور اندر داخل نہ ہوئے تو میں نے آپ کے چہرے میں ناخوشی پہچانی میں نے کہا یا حضرت! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے، آپ گھر میں داخل نہیں ہوتے؟ حضرت ﷺ نے کہا کیا حال ہے اس تکیہ کا، کہاں سے آیا؟ میں نے کہا میں نے اس کو آپ کی خاطر خریدا ہے تا کہ اس پر بیٹھیں اور اس پر تکیہ کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جن کو تم نے بنایا اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۴۷۸۲ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةَ فِيهَا تَصَاوِيرٌ فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اتُّوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَاذَا أذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ فَقُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقَعْدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور جگہ ترجمہ کی اس سے قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ دروازے پر کھڑے رہے اور اندر نہ آئے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے داخل ہونا اس دعوت میں جس میں برا کام ہو جس سے اللہ اور رسول ﷺ نے منع کیا ہے اس واسطے کہ اس میں دلالت ہے اوپر رضامندی اس کی کے ساتھ اس کے اور نقل کیا ہے اس نے قدماء کے مذاہب کو بیچ اس کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی حرام کام ہو اور اس کے دور کرنے پر قادر ہو اور اس کو دور کر دے تو اس کا کچھ ڈر نہیں اور اگر اس کے دور کرنے

پر قادر نہ ہو تو چاہیے کہ پلٹ جائے اور اگر وہ کام اس قسم سے ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے تو نہیں حرام اور پرہیز گاری یہی ہے کہ نہ بیٹھے اور تائید کرتا ہے اس کی جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قصے میں واقع ہوا ہے کہ اصحاب نے اختلاف کیا بیچ داخل ہونے کے اس گھر میں جس کی دیواریں کپڑے سے ڈھانکی گئیں تھیں یعنی اور اصحاب اس گھر میں داخل ہوئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ داخل نہ ہوئے اور اگر حرام ہوتا تو نہ بیٹھتے وہ اصحاب جو بیٹھے اور نہ اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کرتے سو ہوگا فعل ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا محمول کراہت تنزیہی پر واسطے تطبیق کے درمیان دونوں فعل کے اور احتمال ہے کہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ اس کو حرام جانتے ہوں اور جن اصحاب نے اس پر انکار نہ کیا وہ اس کو مباح جانتے ہوں اور البتہ تفصیل کیا ہے اس کو علماء نے انہوں نے کہا کہ اگر ہو کھیل اس قسم سے کہ اس میں اختلاف ہے تو جائز ہے حاضر ہونا اور اولیٰ ترک ہے اور اگر ہو حرام جیسے شراب کا پینا تو نظر کی جائے سو اگر ہو مدعو ان لوگوں میں سے کہ اگر حاضر ہوگا تو وہ اس کے سبب سے دور ہو جائے گا تو چاہیے کہ حاضر ہو اور اگر اس طرح نہ ہو تو اس میں شافعیوں کے دو قول ہیں ایک یہ کہ حاضر ہو اور بحسب قدرت انکار کرے اگر چہ اولیٰ یہ ہے کہ حاضر نہ ہو اور یہی ہے ظاہر نص شافعی کی اور کہا صاحب ہدایہ نے حنیفیوں میں سے کہ نہیں ڈر ہے کہ بیٹھے اور کھائے جب کہ اس کے ساتھ پیروی نہ کی جاتی ہو اور اگر وہ مقتدا ہو اور نہ قادر ہو ان کے منع کرنے پر تو چاہیے کہ نکلے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دین کے عیب سے اور گناہ کا دروازہ کھولنے سے اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے محکم ہے کہ وہ بیٹھے اور یہ محمول ہے اس پر کہ واقع ہوا یہ واسطے ان کے پہلے اس سے کہ مقتدا بنیں اور یہ سب بعد حاضر ہونے کے ہے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم ہو تو نہیں لازم ہے اس پر قبول کرنا دعوت کا اور دوسرا قول شافعیوں کا یہ ہے کہ حاضر ہونا حرام ہے اس واسطے کہ وہ مانند راضی ہونے کے ہے ساتھ برے کام کے اور اگر اس کو پہلے سے معلوم نہ ہو یہاں تک کہ حاضر ہو تو چاہیے کہ ان کو منع کرے اور اگر نہ باز رہیں تو چاہیے کہ نکلے مگر کہ اپنی جان پر ڈرتا ہو اور یہی قول ہے حنبلیوں کا اور اسی طرح اعتبار کیا ہے مالکیوں نے بیچ واجب ہونے اجابت کے اور اگر نہ ہو وہاں کوئی برا کام اور اگر پرہیز گار ہو تو اس کو ایسی جگہ میں حاضر ہونا بالکل لائق نہیں، حکایت کیا ہے اس کو ابن بطلال نے مالک سے اور تائید کرتی ہے منع حضور کو حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اوسط میں اور تائید کرتی ہے اس کو باوجود امر حرام کے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع کہ جو اللہ اور بچھے دن کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نہ بیٹھے اس دسترخوان پر جس پر شراب گھومتی ہو روایت کیا ہے اس کو نسائی نے اور اس کی سند جید ہے اور بہر حال گھروں اور دیواروں کے ڈھانکنے کا حکم سو اس کے جائز ہو۔ نے میں قدیم سے اختلاف ہے جمہور شافعیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور تصریح کی ہے شیخ ابوفصر نے ان میں سے ساتھ تحریم کے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم نہیں کیا کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑا لپیٹیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کپڑے کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہا بیہقی نے یہ لفظ دلالت کرتا ہے اس پر کہ دیوار کو کپڑے سے ڈھاکنے کا مکروہ ہے اگرچہ حدیث کے بعض الفاظ میں ہے کہ منع بسبب صورت کے تھا اور اس کے غیر نے کہا کہ نہیں ہے سیاق میں وہ چیز جو دلالت کرے تحریم پر اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس کا حکم نہیں کیا یعنی امر کی نفی کی ہے اور نفی امر کی نہیں دلالت کرتی ہے اور ثابت ہونے نہی کے لیکن ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ فعل حضرت ﷺ کے کہ آپ نے اس کو پھاڑ ڈالا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں دیواروں کے ڈھاکنے کی صریح نفی آچکی ہے اور نہ ڈھاکنے دیواروں کو کپڑے سے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور واسطے اس کے شاہد مرسل ہے سلمان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موقوف کہ انہوں نے انکار کیا ڈھاکنے گھر سے اور کہا کہ کیا خانہ کعبہ تمہارے گھر میں آ گیا ہے میں اس میں داخل نہیں ہوں گا یہاں تک کہ پھاڑا جائے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ کیا حال ہوگا تمہارا جب تم اپنے گھروں کو ڈھاکنو گے۔ (فتح)

بَابُ قِيَامِ الْمَرْأَةِ عَلَى الرَّجَالِ فِي
الْعُرْسِ وَخِدْمَتِهِمْ بِالنَّفْسِ.

قائم ہونا عورت مردوں پر شادی میں اور خود آپ اپنی
جان سے ان کی خدمت کرنی۔

۴۷۸۴۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو اسید رضی اللہ عنہ نے شادی کی دعوت کی تو حضرت ﷺ کو اور آپ کے اصحاب کو بلایا سو نہ ان کے واسطے کھانا تیار کیا اور نہ ان کے آگے رکھا مگر اس کی عورت نے جس نام ام اسید رضی اللہ عنہا تھا اس نے رات کے وقت کھجوروں کو پتھر کے ایک برتن میں بھگویا سو جب حضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے اس کو آپ کے واسطے ملا اور آپ کو پلایا بطور تحفہ دینے کے ساتھ اس کے۔

۴۷۸۴ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو عَسَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ قَالَ لَمَّا عُرِسَ أَبُو أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا قَرْبَةً إِلَيْهِمْ إِلَّا امْرَأَتُهُ أُمُّ أُسَيْدٍ بَلَّتْ تَمْرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا فَرَّغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الطَّعَامِ أَمَّاتَهُ لَهُ فَسَقَتْهُ تُسَقِّفُهُ بِذَلِكَ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے عورت کے خدمت کرنی اپنے خاندان کی اور جس کو وہ دعوت کے واسطے بلائے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وقت امن کے ہے فتنے سے ساتھ رعایت کرنے اس چیز کے کہ واجب ہے اس پر پردے سے اور جائز ہے مرد کو خدمت یعنی اپنی عورت سے ایسے کام میں اور پینا اس چیز کا کہ نہیں نشہ لاتی ولیمہ میں اور یہ کہ جائز ہے خاص کر ناقوم کے سردار کا ویسے میں ساتھ ایک چیز کے سوائے ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ ہوں۔ (فتح)

باب ہے بیچ بیان نقیح اور شراب کے جو
مسکر نہ ہو ویسے میں۔

بَابُ النَّقِيحِ وَالشَّرَابِ الَّذِي لَا يُسْكِرُ
فِي الْعُرْسِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ مسکر ہو تو استنباط کیا ہے اس کو قریب ہونے وقت بھگونے کے سے واسطے قول اس کے کی کہ اس نے اس کو رات سے بھگویا اس واسطے کہ وہ ایسی مدت میں رات سے دن تک شراب نہیں ہوتا اور جب شراب نہ ہو تو مسکر بھی نہیں ہوگا۔ (فتح)

فائدہ: اور نقیح یہ ہے کہ انگور یا کھجور پانی میں ڈال دے بغیر پکانے کے تاکہ اس کی شیرینی پانی میں آجائے یعنی شربت بن جائے وہ نہایت لذیذ اور نافع بدن ہوتا ہے۔

۴۷۸۵۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اپنے ویسے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا سو اس دن ان کی خادم اس کی عورت تھی اور وہی دلہن تھی اس عورت نے کہا یا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز کا نقوع پلایا تھا؟ اس نے آپ کے واسطے رات کو ایک برتن میں کھجوریں بھگور کھی تھیں۔

۴۷۸۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا
يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِي عَنْ أَبِي
حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا
أَسِيدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِعُرْسِهِ فَكَانَتْ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ
وَهِيَ الْعُرْوُسُ فَقَالَتْ أَوْ قَالَ اتَدْرُونَ مَا
انْقَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
انْقَعْتُ لَهُ تَمْرَاتٍ مَرَّةً اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ.

بیان نیک و نرمی کا ساتھ عورتوں کے۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ.

فائدہ: اصل مداراة کے معنی ہیں الفت اور دلوں کو اپنی طرف جھکانا۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ
عورت مانند پسلی کے ہے۔

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا
الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ.

۴۷۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت مانند پسلی کی ہے یعنی ٹیڑھی
ہے اگر تو اس کو سیدھا کرے تو توڑ ڈالے اور اگر تو چاہے کہ
اس کے ساتھ فائدہ اٹھائے تو تو فائدہ اٹھا اس حال میں کہ ہو
اس میں کبھی۔

۴۷۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ
الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ
إِنْ أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَإِنْ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا
اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا شَوْجٌ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عورت پہلی سے پیدا ہوئی ہے ہرگز نہیں سیدھی ہوگی وہ واسطے تیرے ایک راہ پر یعنی ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتی کبھی کسی حالت میں ہو جاتی ہے اور کبھی کسی حالت میں، کبھی شکر کرتی ہے اور کبھی ناشکری یعنی عورتوں کو نرمی سے پیش آؤ ان پر سختی نہ کرو اور یہ توقع نہ رکھو کہ بالکل درست ہو جائیں۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِالنِّسَاءِ .
عورتوں کے مقدمے میں وصیت کرنے کا بیان۔

۴۷۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قیامت کے دن کے تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور وصیت قبول کرو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی اس واسطے کہ وہ پہلی سے پیدا ہوئی اور پہلی میں زیادہ ترکہ کی اور میڑھا پن اوپر کی طرف میں ہے سو اگر تو اس کو سیدھا کرنا چاہے تو توڑ ڈالے گا اور اگر تو اس کو چھوڑ دے گا تو ہمیشہ کبھی میں رہے گی سو نصیحت مانو عورتوں کے مقدمے میں بھلائی کی۔

۴۷۸۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ وَاسْتَوْصَا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خَلْقٌ مِنْ صَلْبٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الصَّلْبِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبَتْ تَقِيمُهُ كَسَرْتَهُ وَإِنْ تَرَكَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا.

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حواء حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پہلی سے پیدا ہوئی تھیں اور وہ سوتے تھے روایت کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مبتدا میں تو معنی یہ ہوں گے کہ پیدا ہوئیں ہیں عورتیں اس اصل سے کہ میڑھی چیز سے پیدا ہوئی یعنی حوا سے کہ وہ آدم علیہ السلام کی پہلی سے پیدا ہوئیں اور نہیں مخالف ہے یہ حدیث پہلی حدیث کے کہ عورت منند پہلی کے ہے بلکہ مستفاد ہوتا ہے اس سے نکتہ تشبیہ کا اور یہ کہ وہی پہلی کسی طرح میڑھی ہے اس واسطے کہ وہ اصل اس کی ہے اور یہ جو کہا کہ پہلی کی اوپر کی طرف زیادہ میڑھی ہے تو ذکر کیا ہے اس کو واسطے تاکید منع توڑنے کے اس واسطے کہ سیدھا ہونا امر اس کا ظاہر تر ہے اوپر کی طرف میں یا یہ اشارہ ہے طرف اس کے کہ یہ پہلی کی زیادہ میڑھی جزء سے پیدا ہوئیں واسطے مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے اس صفت کے واسطے ان کے اور ضمیر کسرتہ اور کسرتھا میں پہلی کی طرف پھرتی ہے اور احتمال ہے کہ مراد کسرتہ سے طلاق ہو اور استوصوا کے معنی یہ ہیں کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی سو قبول کرو میری نصیحت کو ان کے حق میں اور عمل کرو ساتھ اس کے اور یہ جو کہا کہ بھلائی کرنے کی تو اس میں اشارہ ہے طرف سیدھا کرنے کے ساتھ نرمی کے کہ نہ ایسا مبالغہ کرے کہ ٹوٹ جائے اور نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور اپنی کبھی پر بنی رہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے بخاری رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے بعد یہ باب باندھا قوا انفسکم و اہلیکم نارا تو اس سے لیا جاتا ہے کہ نہ چھوڑے اس کو اپنی کبھی پر

جب کہ بڑھ جائے اس چیز سے کہ پیدا ہوئی ہے اور اس کے نقص سے طرف لینے دینے نافرمانی کے ساتھ مباشرت اس کی کے یا ترک کرنے واجب کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ چھوڑے ان کو اپنی کجی پر مباح کاموں میں اور اس حدیث میں بلانا ہے طرف مداراة اور نرمی کرنے کے واسطے استمالت نفوس اور الفت دلوں کے اور اس میں سیاست عورتوں کی ہے ساتھ لینے غفو کے ان سے یعنی ان سے درگزر کرے اور ان کی کجی پر صبر کرے اور یہ کہ جوان کے سیدھا کرنے کا قصد کرے فوت ہوتا ہے اس سے فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے باوجود اس کے کہ نہیں ہے کوئی چارہ واسطے مرد کے عورت سے کہ اس کی طرف آرام پکڑے اور مدد لے ساتھ اس کے اپنی معاش پر سوگویا کہ فرمایا کہ فائدہ اٹھانا ساتھ ان کے نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ صبر کرنے کے اوپر بد مزاجی ان کی کے۔ (فتح) حاصل یہ ہے کہ عورت کی اصل پہلی ہے وہ پہلی سے پیدا ہوئی اور پہلی کا بالکل سیدھا ہونا ممکن نہیں تو عورت کا بھی بالکل سیدھا ہونا اور اس کی سب عادتوں کا بدل جانا محال ہے اس واسطے حضرت ﷺ نے اپنی امت کو ان کے حق میں وصیت کی کہ مرد عاقل کو لازم ہے کہ عورت سے اپنا مطلب نکالے اور س کی بد مزاجی پر صبر کرے اور ٹال جایا کرے حکمت کی چال چلے نہ اس سے بالکل غافل ہو جائے کہ بدستور کجی ہی بنی رہے نہ ہر بات میں مواخذہ کرے کہ زندگی تلخ ہو اس واسطے کہ اگر اس کو ہر بات میں سیدھا کرنا چاہے تو یہ ممکن نہیں پس آخر کو طلاق کی نوبت پہنچے گی خلاصہ یہ ہے کہ مقدمات خانہ داری میں ان کی رعایت کرے اور ان سے اچھی طرح معاملہ رکھے لیکن کفر شرک اور ترک فرائض اور کبیرے گناہوں میں ان کی رعایت ہرگز نہ کرے۔

۴۷۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَسْتَقِي الْكَلَامَ وَالْإِنْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةً أَنْ يَنْزَلَ فِينَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوَفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

۴۷۸۸ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے زمانہ میں ہم عورتوں سے کلام اور ان کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے سے پرہیز کرتے تھے اس ڈر سے کہ ہمارے حق میں کچھ چیز اترے سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو ہم نے کلام کیا یعنی جو چاہا اور میل جول میں فراخی کی جس طرح سے چاہی۔

۴۷۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَسْتَقِي الْكَلَامَ وَالْإِنْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَيْبَةً أَنْ يَنْزَلَ فِينَا شَيْءٌ فَلَمَّا تُوَفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا.

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو اس میں اشارہ ہے کہ وہ جس چیز کو چھوڑتے تھے مباح کام تھا لیکن داخل تھا برأت اصلی میں سوڑتے تھے کہ اس میں منع یا تحریم اترے اور حضرت ﷺ کے فوت ہونے کے بعد اس سے بے خوف ہوئے سو اس کو کیا واسطے تمسک کرنے کے ساتھ برأت اصلی کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر

والوں کو آگ سے۔

ناراً۔

۴۷۸۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے اور ہر ایک رعیت اور زیر دست سے پوچھا جائے گا سو بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم اور مرد حاکم ہے اپنے گھر والوں پر تو وہ بھی پوچھا جائے اور بیوی اپنے خاوند کے گھر کی حاکم ہے تو وہ بھی پوچھی جائے گی اور غلام اور نوکر حاکم ہے اپنے آقا کے مال میں تو وہ بھی پوچھا جائے گا، خبردار ہوتم میں ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک پوچھا جائے گا۔

۴۷۸۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلُّكُمْ رَاعٍ وَكَلُّكُمْ مَسْنُولٌ فَإِلَامَامٌ رَاعٍ وَهُوَ مَسْنُولٌ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْنُولٌ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْنُولَةٌ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْنُولٌ إِلَّا فَكَلُّكُمْ رَاعٍ وَكَلُّكُمْ مَسْنُولٌ.

فَاعِلٌ: اور مطابقت اس حدیث کی واسطے ترجمہ کے ظاہر ہے اس واسطے کہ مرد کے گھر والے اور اس کا نفس منجملہ اس کی رعیت کے ہیں اور وہ ان سے پوچھا جائے گا اس واسطے کہ وہ حکم کیا گیا ہے کہ حرص کرے ان کے بچانے پر آگ سے اور بجالانے حکموں اللہ تعالیٰ کے اور پرہیز کرنے کے اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ حُسْنِ الْمَعَاشِرَةِ مَعَ الْأَهْلِ. گھر والوں کے ساتھ نیک صحبت رکھنا اور اچھا برتاؤ کرنا
فَاعِلٌ: کہا ابن نمیر نے کہ تعبیر کی بخاری رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس باب کے اس پر کہ وارد کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حکایت کو یعنی ام زرع کی حدیث کو نہیں خالی ہے فائدے شرعیہ سے اور وہ احسان ہے بیچ معاشرت اہل کے، میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے اس چیز میں کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری رضی اللہ عنہ نے تصریح ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وارد کیا ہے حکایت کو۔

۴۷۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں سو انہوں نے اس کا قول و قرار کیا (یعنی لازم کیا انہوں نے اپنے نفس پر عہد کو اور قول اقرار کیا سچ بولنے پر اپنے دل سے) کہ اپنے خاندنوں کی خبریں کچھ بھی نہ چھپائیں یعنی انہوں نے اس پر بیعت کی پہلی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے دبلے اونٹ کا گوشت پہاڑ کی چوٹی پر جس کی چڑھائی

۴۷۹۰۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمَنَّ مِنْ أَخْبَارِ

سخت ہو نہ راہ آسان ہے اور نہ زمین برابر ہے کہ چڑھ جائے اور نہ موٹا گوشت ہے کہ لایا جائے۔

دوسری عورت نے کہا کہ میں اپنے خاوند کی خبر ظاہر نہ کروں گی میں ڈرتی ہوں خبر کے چھوٹ رہنے سے یعنی بڑا قصہ ہے مجھ سے بیان نہ ہو سکے گا اگر بیان کروں تو اس کے ظاہر باطن کے سب عیب بیان کروں۔

تیسری عورت نے کہا کہ میرا خاوند لمبا ہے اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو ادھر ڈالے جاؤں نہ روٹی دے نہ کپڑا۔

چوتھی عورت نے کہا کہ میرا خاوند جیسے تہامہ کے ملک کی رات نہ گرمی نہ سردی نہ خوف نہ اداسی۔

پانچویں عورت نے کہا کہ اگر میرا خاوند گھر میں آئے تو چھتے کی طرح سو رہے اور اگر باہر نکلے تو شیر بن جائے اور نہ پوچھے عہد شکنی سے یعنی حلیم اور کریم ہے عہد شکنی کا مواخذہ نہیں کرتا۔

چھٹی عورت نے کہا کہ میرا خاوند اگر کھائے تو سب سمیٹ جائے اور اگر پیئے تو بالکل پی جائے اور اگر لیٹے تو اپنا بدن لپیٹے اور نہ میرے خلاف کے اندر ہاتھ ڈالے کہ میرے دکھ درد کو جانے یعنی بیل کی طرح اس کو سوائے کھانے اور پینے اور سونے کے کچھ خبر نہیں ہوتی یعنی بہت بے حد کھاتا پیتا ہے اور اس میں شفقت نہیں اگر مجھ کو بیمار دیکھے تو میری خبر نہیں پوچھتا یا مجھ سے جماع نہیں کرتا اپنے گھر والوں سے اچھی صحبت نہیں رکھتا۔

ساتویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند نامرد ہے یا شریر نہایت احمق ہے کہ کلام نہیں کر جانتا سب جہان بھر کے عیب اس میں

أَزْوَاجَهُنَّ شَيْئًا قَالَتِ الْأُولَى زَوْجِي لَحْمٌ جَمَلِي غَيْثٌ عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ لَا سَهْلٍ فَيْرْتَقِي وَلَا سَمِينٍ فَيَنْقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِي لَا أَبْتُ خَيْرَهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذْرَهُ إِنْ أَذْكَرُهُ أَذْكَرُ عَجْرَةً وَبَعْرَةً قَالَتِ الثَّلَاثَةُ زَوْجِي الْعَشَنُقُ إِنْ أَنْطَقُ أَطْلُقُ وَإِنْ أَسْكُتُ أَعْلَقُ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِي كَلِيلٌ تِهَامَةٌ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَةٌ وَلَا سَامَةٌ قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهَيْدٌ وَإِنْ خَرَجَ أَسَدٌ وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفٌّ وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَإِنْ اضْطَجَعَ انْتَفَّ وَلَا يُؤَلِّجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ غَيَايَاءُ طَبَايَاءُ كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ شَجَلِكِ أَوْ فَلَكَ أَوْ جَمَعَ كَلًّا لَكَ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْبَبٍ وَالرَّبِيحُ رِبِيحُ زَرْبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ طَوِيلُ النِّجَادِ عَظِيمُ الرَّمَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِي مَالِكٌ وَمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ لَهُ إِبِلٌ كَثِيرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيلَاتُ الْمَسَارِحِ وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةُ عَشْرَةَ زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ وَمَا أَبُو زَرْعٍ أَنَّاسٌ مِنْ حُلِيِّ أَدْنَى وَمَلَأٌ مِنْ شَحْمِ

موجود ہیں یا اس کا ہر عیب نہایت کو پہنچا ہے ایسا ظالم ہے کہ تیرا سر پھوڑے یا ہاتھ توڑے یا سر اور ہاتھ دونوں مروڑے۔ اٹھویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں نرم جیسے خرگوش اور اس کی خوشبو جیسے زرنب کی خوشبو زرنب ایک خوشبو دار گھاس کا نام ہے یعنی میرا خاوند ظاہر کا بھی اچھا ہے اور باطن کا بھی اچھا یعنی نیک خو ہے اور نرم طبیعت ہے ساتھ اس طور کے کہ اس کا پسینہ خوشبودار ہے واسطے بہت ہونے سھرائی اس کی کے اور استعمال کرنے اس کے خوشبو کو یا وہ خوش کلام ہے اور شیریں زبان ہے۔

نویں عورت نے کہا کہ میرا خاوند اونچے محل لمبے پرتلے والا یعنی قد آور بڑی راہ والا یعنی سخی ہے اس کا باورچی خانہ ہمیشہ گرم رہتا ہے تو راہ بہت نکلتی ہے اس کا گھر نزدیک ہے مجلس اور مسافر خانے سے یعنی سردار اور سخی ہے اس کا لنگر ہمیشہ جاری ہے اور دستور ہے کہ اشراف لوگ اپنے گھروں کو اونچا کرتے ہیں اور اونچی جگہوں میں بناتے ہیں تاکہ راہی لوگ اور ایلچی ان کا قصد کریں پس ان کے گھروں کا اونچا ہونا بسبب زیادہ ہونے شرافت کے ہے یا بسبب دراز ہونے قد ان کے کی یا مراد یہ ہے کہ وہ بلند قد والا ہے اور اس کی کلام کا حاصل یہ ہے کہ وصف کیا اس نے اس کو ساتھ سرداری کے اور کرم کے اور حسن خلق کے اور خوش گزران اور برتاؤ کے۔

دسویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام مالک ہے اور کیا خوب مالک یعنی کیا کریم اور عظیم ہے مالک افضل ہے میری اس تعریف سے اس کے اونٹوں کے بہت شتر خانے ہیں اور کم تر چراگا ہیں یعنی چونکہ اکثر اوقات مہمانوں کی ضیافت کے واسطے ان کے ذبح کرنے کی حاجت پڑتی ہے تو اس واسطے

عُضْدَى وَبَحْحَبِي فَبَجَحْتُ إِلَى نَفْسِي
وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُيْمَةٍ بِشِقِّ فَجَعَلَنِي فِي
أَهْلِ صَهْبِلٍ وَأَطِيطٍ وَذَائِسٍ وَمَنْقٍ فَعِنْدَهُ
أَقُولُ فَلَا أَقْبَحُ وَأَرْقُدُ فَاتَّصَبَحُ وَأَشْرَبُ
فَاتْفُحُ أُمُّ أَبِي زَرْعٍ فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ
عُكُومَهَا رَدَّاحٌ وَبَيْتُهَا فَسَاحُ ابْنِ أَبِي
زَرْعٍ فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِ
شَطْبَةٍ وَيَسْبَعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ أَبِي
زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ طَوْعُ أَبِيهَا
وَطَوْعُ أُمِّهَا وَمَلْءُ كَسَائِبِهَا وَعَظِطُ جَارَتِهَا
جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ لَا
تَبْتُ حَدِيثَنَا تَبِيثًا وَلَا تَقِئْتُ مِيرَتَنَا تَقِيئًا
وَلَا تَمَلَأُ بَيْنَنَا تَعَشِيئًا قَالَتْ خَرَجَ أَبُو
زَرْعٍ وَالْأَوْطَابُ تَمَخَّضُ فَلَقِبِي امْرَأَةً
مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ
تَحْتِ حَصْرِهَا بِرِمَانَتَيْنِ فَطَلَّقْنِي وَنَكَحَهَا
فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا
وَأَخَذَ حَطِيئًا وَأَرَّاحَ عَلَيَّ نَعْمًا ثَرِيًّا
وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَأْيَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كَلِي
أُمُّ زَرْعٍ وَمِيرَى أَهْلِكَ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ
كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ مَا بَلَغَ أَصْغَرَ ابْنَةِ أَبِي
زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكَ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ
زَرْعٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ
سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ وَلَا تَعَشِشُ بَيْنَنَا تَعَشِيئًا

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَاتَّقَمَّحُ
بِالْمِيمِ وَهَذَا أَصَحُّ.

نہیں جاتے طرف چراگا ہوں کی مگر تھوڑے ان میں سے اور باقی اس کے صحن میں چھوڑے جاتے ہیں کہ اگر اچانک کوئی مہمان آجائے تو ان کو ذبح کر کے ان کی ضیافت کرے یا مراد یہ ہے کہ مہمان اکثر آتے ہیں سو جس دن کوئی مہمان آئے اس دن وہ چرنے کو نہیں جاتے یہاں تک کہ مہمان کی حاجت اس سے پوری ہو اور جس دن کوئی مہمان نہ آئے یا وہ خود موجود نہ ہو تو اس دن سب چرنے کو چلے جاتے ہیں سو مہمان کے آنے کے دن اکثر ہیں ان کے نہ آنے کے دنوں سے اسی واسطے وہ کم چرنے کو جاتے ہیں یا مراد یہ ہے کہ اصل میں اونٹ بہت تھے اسی واسطے ان کے مبارک یعنی بیٹھنے کی جگہ بھی بہت تھی پھر جب چرنے کو جاتے تو تھوڑے ہو جاتے بسبب ان اونٹوں کے کہ ان میں جاتے یا مراد یہ ہے کہ جب اکٹھے ہو کے بیٹھتے ہیں تو بہت ہوتے ہیں اور جب تنہا تنہا چرتے ہیں تو بہ نسبت ان کے کم ہوتے ہیں جب کہ اونٹ باجے کی آواز سنتے ہیں تو اپنے ذبح ہونا کا یقین کر لیتے ہیں یعنی ضیافت میں راگ اور باجے کا معمول تھا اس سبب سے باجے کی آواز سن کے اونٹوں کو ذبح ہونے کا یقین ہو جاتا تھا۔

گیارہویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا نام ابو زرع ہے سو واہ کیا خوب ابو زرع ہے اس نے زیور سے میرے دونوں کان جھلائے اور چربی سے میرے دونوں بازو بھرے یعنی میرے بدن کو چربی سے موٹا کیا اور مجھ کو خوش کیا سو میری جان بہت چین میں رہی مجھ کو اس نے بھیڑ بکری والوں میں پایا جو پہاڑ کے کنارے رہتے تھے سو اس نے مجھ کو گھوڑے اور اونٹ اور کھیت اور خرمن کا مالک کر دیا یعنی میں نہایت ذلیل اور محتاج تھی اس نے مجھ کو باعزت اور مالدار کر دیا سو میں اس

کے پاس بات کرتی ہوں تو مجھ کو برا نہیں کہتا اور میری بات کو نہیں پھیرتا اور سوتی ہوں تو فخر کر دیتی ہوں یعنی کچھ کام کاج نہیں کرنا پڑتا لونڈی غلام کام کرتے ہیں اور بیٹی تو تو سیراب ہو جاتی ہوں یعنی نہیں قطع ہوتا مجھ پر مشروب میرا یہاں تک کہ میری خواہش پوری ہو ان ابو زرع کی سو کیا خوب ماں ہے ابو زرع کی اس کی بڑی بڑی گھڑیاں اور کشادہ گھر بیٹا ابو زرع کا سو کیا خوب ہے بیٹا ابو زرع کا اس کو خواب گاہ جیسے تلوار کا میان یعنی نرم و نازک بدن ہے اس کو آسودہ کر دیتا ہے حلوان کا ہاتھ یعنی کم خور ہے، بیٹی ابو زرع کی سو کیا خوب ہے بیٹی ابو زرع کی اپنے ماں باپ کی تابعدار اپنے لباس کی بھرنے والی یعنی خوب موٹی اور اپنی سوکن کی رشک یعنی اپنے خاوند کی پیاری ہے اس واسطے کہ اس کی سوکن اس سے جلتی ہے لونڈی اور ابو زرع کی سو کیا خوب ہے لونڈی ابو زرع کی ہماری بات مشہور نہیں کرتی ظاہر کر کے اور ہمارا کھانا نہیں لے جاتی اٹھا کر اور ہمارا گھر گندہ نہیں رکھتی کوڑے سے ابو زرع باہر نکلا جب کہ اپنے دودھ کے برتنوں میں دودھ مہتا جاتا تھا یعنی رڑکا جاتا تھا واسطے گھی نکالنے کے یعنی صبح کے وقت یا ارزانی کے دنوں میں سودہ ایک عورت سے ملا جس کے ساتھ اس کے دو لڑکے تھے جیسے دو چھپتے اس کی گود میں دو اناروں سے کھیلتے تھے سو ابو زرع نے مجھ کو طلاق دی اور اس عورت سے نکاح کیا پھر میں نے اس کے بعد ایک سردار مرد سے نکاح کیا عمہ گھوڑے کا سوار اور نیزہ باز اس نے مجھ کو چوپائے جانور بہت دیئے اور اس نے مجھ کو ہر ایک مویشی سے جوڑا جوڑا یعنی بہت مال دیا اور اس نے مجھ کو کہا اے ام زرع! کھا اور اپنے لوگوں کو کھلا یعنی اپنے ناتے داروں سے سلوک کر اور جو

چاہے کھا اور جس کو چاہے کھلا، ام زرع نے کہا سو اگر میں جمع کروں جو کچھ مجھ کو دوسرے خاوند نے دیا تو ابو زرع کے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہ پہنچے یعنی دوسرے خاوند کا احسان پہلے خاوند کے احسان سے نہایت کم تر ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابو زرع تھا ام زرع کے حق میں۔

فائدہ: تشبیہ دی ہے اس نے دو چیزوں کو ساتھ دو چیزوں کے تشبیہ دی اس نے اپنے خاوند کو ساتھ گوشت دبلے کے اور تشبیہ دی اس کی بد خوئی کو ساتھ پہاڑ کے جس کی چڑھائی سخت ہو پھر اس اجمال کی تفسیر کی سو گویا کہ اس نے کہا کہ نہ پہاڑ آسان ہے تا کہ آسان ہو چڑھنا اور اس کے واسطے لینے گوشت کے اگر چہ دہلا ہو اس واسطے کہ جس چیز کی رغبت نہ ہو کبھی لی جاتی ہے جب کہ ہاتھ آئے بغیر مشقت کے پھر اس نے کہا کہ نہ گوشت موٹا ہے تا کہ اٹھائی جائے مشقت بچ چڑھنے پہاڑ کے واسطے حاصل کرنے اس کے کہا علماء نے کہ وصف کیا ہے اس کو عورت نے ساتھ کم ہونے خیر کے اور دور ہونے اس کے کی باوجود کم ہونے کے سو تشبیہ دی اس نے اس کو ساتھ اس گوشت کے کہ خالی ہو گئی ہوں ہڈیاں اس کی گودے سے اور ناپاک ہو گیا ہے مزہ اس کا اور بو اس کی باوجود ہونے اس کے کی بلند جگہ میں کہ وہاں پہنچا مشکل ہے سو نہیں رغبت کرتا اس کے طلب کرنے میں تا کہ اس کو وہاں سے لے آئے باوجود بہت ہونے باعث لوگوں کے اور لینے چیز ردی کے مفت، کہا نووی رضی اللہ عنہ نے کہ تفسیر کیا ہے اس کو جمہور نے کہ اس میں بھلائی نہیں کئی وجہ سے ایک ہونا اس کا مانند اونٹ کے گوشت کے نہ مانند بھیڑ کے گوشت کے اور ایک یہ کہ وہ باوجود اس کے مہزول اور ردی ہے اور ایک یہ کہ مشکل ہاتھ آتا ہے نہیں پہنچا جاتا ہے طرف اس کی مگر ساتھ سخت مشقت کے اور کہا خطابی نے مراد یہ ہے کہ وہ بد خو ہے اور یہ کہ تکبر کرتا ہے اور اپنے آپ کو اونچا جانتا ہے۔ (فتح)

فائدہ: یعنی میں ڈرتی ہوں یہ کہ نہ چھوڑوں اس کی خبر سے کچھ چیز پس ضمیر اوزہ واسطے خبر کے ہے یعنی واسطے دراز ہونے اور بہت ہونے اس کے کہ اگر میں اس کو شروع کروں تو نہیں قادر میں اس کے پورا کرنے پر سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارے کے طرف عیبوں اس کے کی واسطے اس خوف کے کہ دراز ہو قصہ ساتھ وارد کرنے تمام عیبوں کے اور بعض نے کہا کہ ضمیر اس کے خاوند کی طرف پھرتی ہے اور اسی طرح ضمیر عجرہ و بجرہ کی یعنی گویا کہ وہ ڈری کہ جب اس کے عیبوں کو بیان کرے اور یہ خبر اس کے خاوند کو پہنچ جائے تو وہ اس کو چھوڑے تو گویا کہ اس نے کہا کہ میں ڈرتی ہوں کہ اس کے چھوڑنے پر قادر نہ ہوں واسطے علاقہ میرے کے ساتھ اس کے اور اولاد میری کے اس سے سو کفایت کی اس نے ساتھ اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ اس کے واسطے بہت عیب ہیں واسطے پورا کرنے اس چیز

کے کہ اس کا التزام کیا تھا بچ بولنے سے اور چپ رہی اس کی تفسیر سے واسطے ان معنی کے کہ عذر کیا اس نے ساتھ ان کے اور یہ جو کہا عجرہ و بجرہ خطابی نے کہا کہ مراد اس کے عیب ظاہرہ اور باطنہ ہیں اور شاید وہ ظاہر میں مستور الحال تھا باطن میں ردی تھا اور کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اس کے خاوند میں بہت عیب ہیں اس کو اچھے کاموں سے نفرت ہے۔ (فتح)

فائدہ: کہا ابو عبید اور ایک جماعت نے کہ عشق کے معنی ہیں لمبا اور کہا ثعلبی نے لمبا بے ڈول اور کہا خلیل نے کہ لمبی گردن والا اور بعض نے کہا مراد اس کی یہ کہ بد خو ہے اور کہا اصمعی نے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ نہیں نزدیک اس کے اکثر طول اس کے سے بغیر نفع کے اور بعض نے کہا کہ مذمت کی اس نے اس کی ساتھ لمبا ہونے کے اس واسطے کہ اکثر اوقات لمبا آدمی بے وقوف ہوتا ہے اور کہا ابن انباری نے کہ احتمال ہے کہ مراد اس عورت کی یہ ہو کہ اس کی خواہش ہے اور اس کی ڈول ڈیل بری ہے کہا ابو سعید ضریر نے کہ صحیح یہ ہے کہ عشق لمبا نجیب ہے کہ اپنے نفس کا مالک ہو عورتیں اس میں حکم نہ کر سکیں بلکہ حکم کرے وہ ان میں جو چاہے سو اس کی عورت اس سے ڈرتی ہے کہ اس کے سامنے بولے سو وہ چپ رہتی ہے اور یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ میں اس سے ڈرتی ہوں، کہا زحشری نے کہ یہ شکایت بلیغ ہے اور یہ جو کہا کہ اگر بولوں تو طلاق پاؤں اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑی جاؤں یعنی اگر میں اس کے عیبوں کو ظاہر کروں اور اس کو ان کی خبر پہنچے تو طلاق دے اور اگر چپ رہوں تو میں اس کے نزدیک معلق ہوں نہ خاوند والی کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں اور نہ مطلقہ کہ غیر کے واسطے خالی ہوں تو میں بلندی اور پستی کے درمیان لٹکی ہوئی ہوں اور میری نزدیک دوسری شق میں نظر ہے اس واسطے کہ اگر اس کی مراد یہ ہوتی تو البتہ بولتی تا کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور راحت پاتی اور ظاہر یہ ہے کہ اس نے ارادہ کیا کہ میں اس کے نزدیک بد حال میں ہوں سو اشارہ کیا طرف بد خوئی اس کے کی اور یہ کہ وہ اس کی کلام کا تحمل نہیں ہوتا اور وہ جانتی ہے کہ اگر کوئی چیز اس کے پاس ذکر کرے تو وہ اس کو طلاق دے دے گا اور وہ نہیں اختیار کرتی اس کی طلاق کو واسطے محبت عورت کے بیچ اس کے پھر تعبیر کی ساتھ جملے دوسرے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کے کہ اگر وہ چپ رہے صبر کرتی اس حال میں تو ہوگی وہ نزدیک اس کے مانند معلق عورت کے نہ خاوند والی ہے اور نہ بیوہ۔ (فتح)

فائدہ: تہامہ ملک عرب میں اس زمین کا نام ہے جس میں مکہ ہے وہاں کی رات مشہور ہے وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ خوب عشرت کے اور اعتدال حال کے اور سلامتی باطن کے یعنی نہیں ایذا نزدیک اس کے اور نہ مکروہ اور میں اس سے نہ ڈروں سو میں اس کے فساد سے نہیں ڈرتی اور نہیں ملال نزدیک اس کے کہ میری صحبت سے اس کو اداسی ہو سو میں خوش گزران ہوں نزدیک اس کے جیسے اہل تہامہ اپنی رات معتدل سے خوش ہوتے ہیں۔

فائدہ: وصف کیا اس نے اپنے خاوند کو ساتھ غفلت کے وقت داخل ہونے کے گھر میں اور کہا ابن حبیب نے کہ تشبیہ

دی اس نے اس کو بیچ نرم ہونے اس کے کی ساتھ چھتے کے اس واسطے کہ وہ دصف کیا جاتا ہے ساتھ شرم کے اور کم ہونے شر کے اور بہت سونے کے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو کودتا ہے مجھ پر جیسے چیتا کودتا ہے اور جب نکلتا ہے تو شیر کی طرح چلتا ہے بنا بر اس کے پس کہا جاسکتا ہے کہ مراد اس کی مدح اور مذمت دونوں ہوں پس اول اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہ اس سے بہت جماع کرتا یعنی یہ عورت اس کو نہایت محبوب ہے جب اس کو دیکھتا ہے تو صبر نہیں کر سکتا اور مذمت اس جہت سے ہو سکتی ہے کہ وہ کڑے مزاج کا ہے اس کے پاس ملاعبت نہیں یعنی جماع سے پہلے مجھ سے بوس و کنار نہیں کرتا وحشی جانوروں کی طرح مجھ سے جماع کرتا ہے یا بد خو ہے مجھ کو مارتا پیٹتا ہے اور جب نکلتا ہے تو سخت ہوتا ہے امر اس کا جرأت اور اتمام اور ہیبت میں اور اسی طرح لایسعل عما عہد بھی مدح اور ذم دونوں کا احتمال رکھتا ہے مدح ان معنی سے ہے کہ وہ بہت کریم ہے اور نہایت چشم پوش ہے اگر اس کا کچھ مال جاتا رہے تو اس کی پڑتال نہیں کرتا اگر گھر میں کوئی عیب دیکھے تو اس کی طرف التفات نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور مذمت ان معنوں سے ہے کہ وہ عورت کے حال کی پرواہ نہیں کرتا یہاں تک کہ اگر پہچانے کہ عورت بیمار ہے تو بھی اس کا حال نہیں پوچھتا اور نہ اس کو اپنے اہل و مال کی کچھ خبر ہے لیکن اکثر شارحوں نے اس کو مدح پر حمل کیا ہے۔ (فتح)

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے تو ام زرع کو طلاق دے دی تھی اور میں تجھ کو طلاق نہیں دیتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بلکہ آپ میرے حق میں ابو زرع سے بھی بہتر ہو اور یہ ایک گاؤں تھا ملک یمن میں جس جگہ کی عورتیں تھیں اور اس حدیث کا سبب نسائی میں یوں واقع ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اپنے باپ کے مال کا فخر کیا اور وہ دس ہزار اوقیہ تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! چپ رہ کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسا کہ ابو زرع ام زرع کے حق میں تھا اور اس حدیث میں اور بھی بہت فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے نیک صحبت رکھنی اپنے اہل سے ساتھ لگاؤ کے اور باہم بات چیت کرنے کے ساتھ مباح امروں کے جب تک کہ ممنوع چیز کی طرف نوبت نہ پہنچے اور یہ کہ جائز ہے خوش طبعی کرنی کبھی کبھی اور کھولنا نفس کا ساتھ اس کے اور کھیلنا مرد کا اپنی بیوی سے اور اس کو معلوم کر دانا کہ میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں جب تک کہ نہ مرتب ہو اس پر کوئی مفسدہ جیسے کہ عورت اس سے منہ پھیرے اور یہ کہ منع ہے فخر کرنا ساتھ مال کے اور بیان جواز فضل کا ساتھ کام دین کے اور خبر دینا مرد کا اپنے گھر والوں کو ساتھ صورت حال اس کے کی ساتھ ان کے اور یاد دلانا ان کو ساتھ اس کے خاص کر وقت موجود ہونے اس چیز کے کہ پیدا ہوئی ہیں عورتیں اوپر اس کے کفران احسان سے اور اس میں ذکر کرنا عورت کا ہے اپنے خاوند کے احسان کو اور یہ کہ جائز ہے اکرام کرنا مرد کا اپنی بعض عورتوں کو سامنے اس کی سونکوں کے ساتھ اس چیز کے کہ خاص کرے اس کو ساتھ اس کے قول سے یا فضل سے محل اس کا وقت سلامت ہونے کے ہے جھکنے سے جو پہنچتا ہے طرف

ظلم کے اور پہلے گزر چکا ہے بہہ کے بابوں میں جواز تخصیص بعض عورتوں کا ساتھ مخفی اور لطف کے جب کہ پورا کیا جائے واسطے دوسرے کے حق اس کا اور یہ کہ جائز ہے بات چیت کرنا ساتھ اپنی بیوی اپنی کے اس کی غیر نوبت میں اور یہ کہ جائز ہے حدیث بیان کرنا پہلی امتوں سے اور بیان کرنا مثالوں کا ساتھ ان کے واسطے عبرت کے اور یہ کہ جائز ہے دل لگانا ساتھ ذکر اخبار کے اور کم یاب چیزوں کے واسطے خوش کرنے دلوں کے اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے عورتوں کو ساتھ وفا کرنے کے اپنے خاوندوں کے واسطے اور بند کرنا آنکھ کا اوپر ان کے اور شکر کرنا واسطے ان کی خوبی کے اور وصف کرنا عورت کا اپنے خاوند کو ساتھ اس چیز کے کہ پہچانی ہے اس کو خوب اور ناخوب سے اور جائز ہونا مبالغہ کا اوصاف میں اور محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ نہ ہو عادت اس واسطے کہ وہ نوبت پہنچاتی ہے طرف خرابی مروت کے اور اس میں تفسیر ہے اس چیز کی کہ جس کو مجمل کرتا ہے مخبر خبر سے اور یہ کہ جائز ہے ذکر کرنا مرد کا ساتھ اس چیز کے کہ ہو اس میں عیب سے جب کہ ہو مقصود نفرت دلانا اس نفل سے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابو عبد اللہ تمہی نے ساتھ اس طور کے استدلال کرنا ساتھ اس کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمام ہوتا ہے جب کہ حضرت ﷺ نے سنا ہو اپنے خاوند کی غیبت کرتی اور اس کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حکایت اس شخص کی جو حاضر نہ ہو تو یہ غیبت نہیں اور شاید یہی مراد ہے خطاب کی اور کہا مازری نے کہ بعض نے کہا کہ ان میں سے بعض عورتوں نے اپنے خاوندوں کی وہ چیز ذکر کی جس کو وہ برا جانیں اور نہ ہوئی یہ غیبت اس واسطے کہ نہ پہچانی جاتی تھی وہ اپنے خاص شخصوں اور ناموں سے کہا مازری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس عذر کی حاجت اس وقت ہے اگر اس شخص نے جس کے نزدیک حدیث بیان ہوئی سنا ہوان کی کلام کو بیچ غیبت کرنے اپنے خاوندوں کے اور ان کو اس پر برقرار رکھا ہو اور بہر حال حالانکہ واقع اس کے برخلاف ہے اور وہ یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکایت کی مجہول عورتوں کی جو عائشہ ہیں تو یہ غیبت نہیں اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی وہ چیز بیان کرے کہ جس کو وہ برا جانے تو البتہ ہوگی یہ غیب حرام اس پر جو اس کو کہے اور سنے مگر یہ کہ ہونچ جگہ شکایت کے اس سے نزدیک حاکم کے اور یہ معین شخص کے حق میں ہے اور بہر حال مجہول آدمی جو نہ پہچانا جاتا ہو تو نہیں حرج اس کی غیبت سننے میں اس واسطے کہ وہ نہیں ایذا پاتا مگر جب کہ پہچانتا ہو کہ جس کے سامنے اس کی شکایت ہوئی وہ اس کو پہچانتا ہے پھر یہ سب مرد مجہول ہیں نہ ان کے نام پہچانے جاتے ہیں اور نہ ان کے اشخاص چہ جائیکہ ان کے نام معلوم ہوں اور نہیں ثابت ہو واسطے ان عورتوں کے اسلام تاکہ جاری ہوان پر حکم غیبت سوا باطل ہوا استدلال کرنا ساتھ اس کے واسطے اس چیز کے کہ مذکور ہوئی اور اس میں تقویت ہے اس شخص کے قول کی جو مکروہ جانتا ہے نکاح کرنا اس عورت سے جس کا خاوند ہو یعنی شوہر دیدہ ہو واسطے اس چیز کے کہ ظاہر ہوئی اعتراف ام زرع کے سے کہ دوسری خاوند نے اس کو بقدر اپنی طاقت کے اکرام کیا اور باوجود اس کے حقیر اور ناچیز جانا اس نے اس کو بہ نسبت پہلے خاوند کے اور اس حدیث میں ہے کہ محبت برائی کو چھپا دیتی ہے اس واسطے کہ باوجود

اس کے کہ ابو زرع نے ام زرع سے ساتھ برائی کی تھی کہ اس کو طلاق دے دی تھی نہ منع کیا اس کو اس نے مبالغہ کرنے سے اس کے وصف میں یہاں تک کہ پہنچی حد افراط اور غلو کو اور اس کے بعض طریقوں میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ابو زرع اس کے طلاق دینے پر پشیمان ہو اور یہ کہ جائز ہے وصف کرنی عورتوں اور ان کی خوبیوں کی واسطے مرد کے لیکن محل اس کا وہ ہے جب کہ مجہول ہوں لیکن منع تو صرف وصف کرنی عورت مبین کی ہے سامنے مرد کے یا ذکر کرے اس کے وصف سے وہ چیز کہ نہیں جائز ہے واسطے مردوں کے دیکھنا اس کی طرف ساتھ قصد کے اور یہ کہ تشبیہ مستلزم ہے اس کو کہ مشبہ مشبہ بہ کے ساتھ مساوی ہو ہر وجہ سے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ میں تیرے حق میں ایسا ہوں جیسے ابو زرع تھا ام زرع کے حق میں اور مراد وہ چیز ہے کہ بیان کیا اس کو بشم کی روایت میں الفت میں نہ ہر چیز میں کہ موصوف تھا ساتھ اس کے ابو زرع مال داری زائدہ اور بیٹے اور خادم سے اور جو نہیں مذکور ہے دین کے سب کاموں سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنایت سے طلاق نہیں پڑتی مگر ساتھ نیت کے اس واسطے کہ تشبیہ وی حضرت ﷺ نے اپنے آپ کو ساتھ ابو زرع کے اور حالانکہ اس نے طلاق دی ہوئی تھی تو اس سے طلاق کا واقع ہونا لازم نہ آیا اس واسطیکہ حضرت ﷺ نے اس کا قصد نہ کیا تھا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیروی کرنی ساتھ اہل فضل کے ہر امت سے اس واسطے کہ ام زرع نے ابو زرع کی معاشرت کی خوبی بیان کی اور حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور اس کو اچھا جانا اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اس واسطے کہ خبر دی ام زرع نے ساتھ حال ابو زرع کے اور حضرت ﷺ اس کو بجالائے یعنی اس کو اس پر برقرار رکھا اور اس پر انکار نہ کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کہ کہنا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، ویسائی تقریرہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنا مرد کا سامنے اس کے جب کہ جانے کہ یہ اس کو فاسد نہیں کرتا اور یہ کہ جائز ہے کہنا واسطے نکاح کرنے والے کے بالرفاء والبنین کما تقدم اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا یہ حال ہے کہ جب آپس میں بات چیت کرتی ہیں تو اکثر اوقات ان کی بات مردوں ہی کے حق میں ہوتی ہے اور یہ برخلاف حال مردوں کے ہے کہ اکثر ان کی باتیں نہیں ہوتیں مگر اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ کاموں معاش کے اور یہ کہ جائز ہے کلام کرنا ساتھ الفاظ غریبہ کے اور استعمال کرنا صحیح کلام میں جب کہ نہ ہو اس میں تکلف اور کہا عیاض نے کہ بیچ کلام ان عورتوں کے فصاحت الفاظ سے اور بلاغت عبارت سے اور بدیع سے وہ چیز ہے کہ اس پر کوئی زیادتی نہیں خاص کرام زرع کی کلام میں اس واسطے کہ وہ باوجود کثرت فضولوں کے اور قلت فضول کی اس کے کلمے مختصر ہیں۔ (فتح)

۴۷۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حبشی اپنی برچیوں سے کہلتے تھے سو حضرت ﷺ نے مجھ کو پردہ کیا اور میں ان کی طرف دیکھتی تھی سو ہمیشہ رہی میں دیکھتی یہاں تک

۴۷۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ عُرْوَةَ عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْحَبَشِيُّ

کہ میں خود پھری سواندازہ کرو قد رکم عمر لڑکی کا کہ کھیل کو سنے
یعنی بہت دیر سنتی رہی۔

يَلْعُونَ بِحِرَابِهِمْ فَسْتَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَنْظُرُ فَمَا زِلْتُ
أَنْظُرُ حَتَّى كُنْتُ أَنَا أَنْصَرِفُ فَأَقْدُرُوا قَدْرَ
الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ تَسْمَعُ اللَّهُو.

فائدہ: اس حدیث کی شرح عید مین میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت پندرہ برس
کی تھیں۔

نصیحت کرنا مرد کا اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے واسطے
یعنی بسبب اس کے خاوند کے۔

بَابُ مَوْعِظَةِ الرَّجُلِ ابْنَتَهُ لِحَالِ
رَوْجِهَا.

۴۷۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو ہمیشہ
اس کی حرص اور آرزو تھی کہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں
اور ایک روایت میں ہے کہ میں ایک سال ٹھہرا ارادہ کرتا تھا
کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں سو میں اس کی بیعت کے
مارے اس سے نہ پوچھ سکا نام دو عورتوں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
بیویوں میں سے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم
دونوں توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی طرف تو خوش ہو سو البتہ میڑے
ہوئے ہیں تمہارے دل یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حج
کیا اور میں نے بھی ان کے ساتھ حج کیا اور وہ راہ سے
پھرے یعنی جس میں لوگ چلتے ہیں طرف اس راہ کے جس
میں غالباً کوئی نہیں چلتا یعنی پاخانے کے واسطے اور میں بھی ان
کے ساتھ چھاگل لے کے پھرا پھر پاخانے سے فراغت کر کے
آئے سو میں نے اس سے ان کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا
انہوں نے وضو کیا تو میں نے کہا اے مسلمانوں کے سردار!
کون ہیں وہ دونوں عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں سے جن
کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی
طرف توبہ کرو تو خوش ہو سو البتہ میڑے ہو گئے ہیں تمہارے دل

۴۷۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَزَلْ
حَرِيصًا عَلَى أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنْ
تَوْبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ حَتَّى
حَجَّ وَحَجَّجْتُ مَعَهُ وَعَدَلْتُ وَعَدَلْتُ مَعَهُ
بِإِذَاةِ فَتَبَرَّرْتُ لَمْ يَأْتِ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ
مِنْهَا فَتَوَضَّأْتُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ
الْمَرْأَتَانِ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اللَّتَانِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنْ تَوْبَا
إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ قَالَ
وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ هُمَا عَائِشَةُ
وَحَفْصَةُ لَمْ اسْتَقْبَلْ عُمَرُ الْحَدِيثَ يَسُوقُهُ
قَالَ كُنْتُ أَنَا وَجَارَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ فِي

نَبِيَّ أُمِّيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِينَةِ
وَكُنَّا نَتَّوَبُ النَّزُولَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْزِلُ يَوْمًا وَأَنْزَلَ يَوْمًا لِإِذَا
نَزَلَتْ جَنَّتُهُ بِمَا حَدَّثَكَ مِنْ خَيْرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ
مِنَ الْوَحْيِ أَوْ غَيْرِهِ وَإِذَا نَزَلَ لَفَعَلَ مِثْلَ
ذَلِكَ وَكُنَّا مَعَشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ
فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى الْأَنْصَارِ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ
نِسَاءُهُمْ فَطَفِقَ نِسَاؤُنَا يَأْخُذْنَ مِنْ آدَبِ
نِسَاءِ الْأَنْصَارِ فَصَحِبْتُ عَلَى امْرَأَتِي
فَرَأَجَعْتَنِي فَأَنْكَرْتُ أَنْ تَرَأَجِعْتَنِي قَالَتْ
وَلِمَ تَنْكِرُ أَنْ أَرَأِجِعَكَ فَوَاللَّهِ إِنْ أُرَوَّاجَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَأِجِعْنَهُ وَإِنْ
إِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ
فَأَفْرَعْتَنِي ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهَا قَدْ خَابَ مَنْ
فَعَلَ ذَلِكَ مِنْهُنَّ ثُمَّ جَمَعْتُ عَلَيَّ نِيَابِي
فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَيْ
حَفْصَةَ اتْعَاضِبِ إِحْدَاكُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ قَالَتْ نَعَمْ
فَقُلْتُ قَدْ خَبِبَتْ وَخَسِرَتْ أَفْتَامِيْنِ أَنْ
يَعْضَبَ اللَّهُ لِعَضْبِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَتَهْلِكِي لَا تَسْتَكْبِرِي النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُرَاجِعِي فِي شَيْءٍ
وَلَا تَهْجُرِيهِ وَسَلِّبِي مَا بَدَا لَكَ وَلَا
يَعْرُتْكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتِكَ أَوْضًا مِنْكَ
وَأَحَبَّ إِلَيَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ کو عجب ہے اے عباس کے بیٹے!
وہ دونوں عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ایک روایت میں
اتنا زیادہ ہے کہ ایک برس سے میرا ارادہ تھا کہ میں تجھ سے یہ
پوچھوں سو تمہاری ہیبت کے مارے تم سے نہ پوچھ سکا، کہا پھر
ایسا مت کر جو تجھ کو گمان ہو کہ میرے پاس علم ہے تو مجھ سے
پوچھا لینا اگر مجھ کو خبر ہوگی تو میں تجھ کو خبر دوں گا پھر سامنے
ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث کے اس کو بیان کرتے یعنی اس
قصے کو جو سبب ہے اس آیت کے اترنے کا کہا عمر فاروق رضی اللہ
نے کہ میں اور میرا ایک انصاری ہمسایہ دونوں قبیلے بنی امیہ
میں رہتے تھے اور وہ مدینے کی بلندی کی طرف بستوں میں
رہتے تھے عموالی وہ گاؤں ہیں جو مدینے کے قریب ہیں مشرق
کی طرف کہ وہ بلندی میں واقع ہیں اور ہم باری باری سے
حضرت ﷺ کے پاس آتے جاتے تھے ایک دن وہ آتا تھا
اور ایک دن میں آتا تھا سو جب میں آتا تو اس کے پاس اس
دن کی خبر لاتا جو نیا پیدا ہوتا وحی وغیرہ سے یعنی ان حادثوں
سے جو حضرت ﷺ کے پاس پیدا ہوتے اور جب وہ اترتا تو
اسی طرح کرتا اور ہم گروہ قریش کے عورتوں پر غالب تھے یعنی
حکم کرتے تھے اور وہ ہم پر نہ کرتی برخلاف انصار کے کہ وہ
برعکس تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم عورتوں سے کچھ
اختیار نہ گنتے تھے اور نہ ان کو اپنے کاموں میں داخل کرتے
تھے سو جب ہم مدینے میں انصار کے پاس آئے تو اچانک
دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں سو
ہماری عورتیں بھی انصار کی عورتوں کی خوب دیکھنے لگیں سو میں اپنی
عورت پر چلایا اور میں نے اس کو غصے سے جھڑکا سو اس نے
مجھ سے ٹکرا کر کہا سو میں نے انکار کیا کہ مجھ سے ٹکرا کرے اور

بھگڑے اس نے کہا اور تو کیوں برا مانتا ہے یہ کہ میں تجھ سے نکمرار کروں (اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کیا ہے تکلف تیرا اس کام میں کہ میں اس کا ارادہ کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ جب اسلام آیا تو ہم نے جانا کہ ان کے واسطے ہم پر حق ہے سوائے اس کے کہ ہم ان کو اپنے کسی کام میں داخل کریں اور میری اور میری عورت کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو میں نے اس کو سخت کہا اور میں نے اس کو چھڑی ماری) سو قسم ہے اللہ کی بے شک حضرت ﷺ کی بیویاں آپ سے نکمرار کرتی ہیں اور البتہ ایک ان میں سے سارا دن حضرت ﷺ سے کلام نہیں کرتی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا تو کب ہمارے کام میں دخل دیتی تھی تو اس نے کہا اے خطاب کے بیٹے! کوئی تجھ سے کلام نہیں کر سکتا اور حالانکہ تیری بیٹی حضرت ﷺ سے کلام کرتی ہے یہاں تک کہ سارا دن غضبناک رہتے ہیں تو میں اس سے گھبرایا اور میں نے اس سے کہا کہ ناامید اور خراب ہوئی جس نے یہ ان میں سے کیا پھر میں نے اپنے سب کپڑے پہنے اور چلا سو میں اترا اور اپنی بیٹی حفصہؓ پر داخل ہوا میں نے اس سے کا اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی حضرت ﷺ کو غصہ دلاتی ہے تمام دن رات تک؟ اس نے کہا، ہاں! میں نے کہا البتہ ناامید ہوئی اور خسارے میں پڑی کیا تم نڈر ہو اس سے کہ غضبناک ہو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے غضب کے سبب سے سو تو ہلاک ہو حضرت ﷺ سے بہت نہ مانگا کر اور نہ کسی چیز میں آپ سے نکمرار اور مقابلہ کیا کر اور نہ آپ سے ترک کلام کیا کر یعنی اگرچہ حضرت ﷺ تجھ سے کلام نہ کریں اور مانگ مجھ سے جو تجھ کو ظاہر ہو اور نہ فریب دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے

يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ عَمْرُ وَكُنَّا قَدْ تَحَدَّثْنَا أَنَّ عَسَانَ نَعْلُ النُّحَيْلَ لِعَزْوِنَا فَنَزَلَ صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَ نَوَيْتِهِ فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً فَضْرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ أَلَمْ هُوَ فَفَرَعْتُ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيمٌ قُلْتُ مَا هُوَ أَجَاءَ عَسَانُ قَالَ لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَأَهْوَلُ طَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ وَقَالَ عُبَيْدُ بْنُ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عَمْرٍ فَقَالَ إِعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْوَاجَهُ فَقُلْتُ خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَشْرُبَةً لَهُ فَأَعْتَزَلَ فِيهَا وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي فَقُلْتُ مَا يُبْكِيكِ أَلَمْ أَكُنْ حَذَرْتُكَ هَذَا أَطَلَقَكُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَا أَدْرِي مَا هُوَ ذَا مُعْتَزَلٍ فِي الْمَشْرُبَةِ فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمَنْبَرِ فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ يَبْكِي بَعْضُهُمْ فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ عَلَيْنِي مَا أَجْدُ فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِعِلَامٍ لَهُ أَسْوَدٌ اسْتَأْذِنَ لِعَمْرٍ فَدَخَلَ الْعِلَامُ فَكَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

زیادہ خوبصورت اور حضرت ﷺ کو بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نہ دھوکا کھانا ساتھ ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ کرتی ہے جس سے میں نے تجھ کو منع کیا اور حضرت ﷺ اس کو اس سبب سے مواخذہ نہیں کرتے اس واسطے کہ وہ گھمنڈ کرتی ہے اپنی خوبصورتی سے اور حضرت ﷺ کی محبت سے کہ آپ کو اس کے ساتھ ہے سو نہ مغرور ہو تو ساتھ اس کے واسطے اس احتمال کے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک تیرا یہ مرتبہ ہو سوتجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح گھمنڈ کرنا جائز نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ پھر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا سو میں نے اس سے کہا جو حصہ رضی اللہ عنہا کو کہا تو اس نے کہا عجب ہے اے خطاب کے بیٹے! داخل ہوا تو ہر چیز میں یعنی لوگوں کے کاموں میں یہاں تک کہ تو چاہتا ہے کہ حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو کیا حضرت ﷺ اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے تاکہ تو ان کو وعظ کرتا ہے سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو روکا اس سے جو میں ارادہ کرتا تھا توڑا اس نے مجھ کو بعض اس چیز سے کہ میں پاتا تھا یعنی اس نے مجھ کو اپنی زبان سے ایسا پکڑا کہ مجھ کو اپنے مقصد اور کلام سے ہٹایا کہا عمر رضی اللہ عنہ نے ہم چرچا کرتے تھے کہ غسان کا بادشاہ گھوڑوں کو نعلیں باندھتا ہے تاکہ ہم سے لڑے یعنی ہم کو اس کا خوف تھا سو میرا ساتھی انصاری اپنی باری کے دن اترا یعنی حضرت ﷺ کے پاس گیا سو عشاء کو ہماری طرف پھرا اور اس نے میرے دروازے کو سخت دستک دی اور کہا کہ کیا وہ یعنی عمر رضی اللہ عنہ یہاں ہے تو میں گھبرا کر اس کی طرف نکلا یعنی واسطے سخت دستک دینے اس کے دروازے کو برخلاف عادت کے تو اس نے کہا کہ آج ایک بڑا امر پیدا ہوا میں نے کہا وہ کیا ہے کیا غسانی آیا؟ اس

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ كَلَّمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمْتُ فَأَنْصَرَفْتُ حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَنَبْرِ ثُمَّ عَلَيَّي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِعَمْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمْتُ فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمَنَبْرِ ثُمَّ عَلَيَّي مَا أَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامِ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِعَمْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيَّ فَقَالَ قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمْتُ فَلَمَّا وَكَيْتُ مُنْصَرِفًا قَالَ إِذَا الْغُلَامُ يَدْعُونِي فَقَالَ قَدْ أَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالٍ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَرَ الرِّمَالِ بِجَنْبِهِ مُتَكِنًا عَلَى وَسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشَوْهَا لَيْفٌ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَطَلَقْتَ نِسَانَكَ فَرَفَعَ إِلَيَّ بَصْرَهُ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قُلْتُ وَأَنَا قَائِمٌ أَسْأَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَكُنَّا مَعَشَرَ قُرَيْشٍ نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَاؤُهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَنِي وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا لَا

نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی بہت بڑا اور بہت ہولناک یعنی یہ نسبت عمرؓ کے کہ ان کی بیٹی حضرت ﷺ کے نکاح میں تھی حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں نے کہا نا امید ہوئی حفصہؓ اور خسارے میں پڑی البتہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہوگا تو میں نے اپنے سب کپڑے اپنے اوپر پہنے سو میں نے فجر کی نماز حضرت ﷺ کے ساتھ پڑھی پھر حضرت ﷺ اپنے ایک بالا خانے میں داخل ہوئے اور اس میں گوشہ گیر ہوئے اور میں حفصہؓ پر داخل ہوا تو اچانک میں نے دیکھا کہ وہ روتی ہے میں نے کہا کہ تو کس سبب سے روتی ہے، کیا میں نے تجھ کو اس سے نہ ڈرایا تھا، کیا حضرت ﷺ نے تم کو طلاق دی ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتی یعنی تو میں نے کہا کہ حضرت ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے کہا خبردار وہ بالا خانے میں گوشہ گیر ہیں سو میں نکلا اور منبر کے پاس آیا تو اچانک دیکھا کہ اس کے گرد ایک جماعت ہے ان میں سے بعض روتے ہیں سو میں تھوڑا سا ان کے ساتھ بیٹھا پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا تھا یعنی مشغول ہونے کے دل کے سے ساتھ اس چیز کے کہ اس کو پہنچی کہ حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے اور یہ نہ ہوگا مگر حضرت ﷺ کے غصے سے اور واسطے احتمال صحیح ہونے اس چیز کے کہ مشہور ہوئی کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی اور منجملہ ان کے حفصہؓ تھی عمرؓ کی بیٹی تو ان کے درمیان علاقہ ٹوٹ جائے گا (اور اس میں جو مصیبت ہے سو پوشیدہ نہیں) سو میں اس بالا خانے میں آیا جس میں حضرت ﷺ تھے اور یک روایت میں ہے کہ اچانک حضرت ﷺ ایک بالا خانے میں تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا اور آپ کا ایک غلام کالا

يَعْرِفُكَ أَنْ كَانَتْ جَارَتِكَ أَوْضًا مِنْكَ وَأَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عَائِشَةَ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمَهُ أُخْرَى فَجَلَسْتُ حِينَ رَأَيْتُهُ تَبَسَّمَ فَرَفَعْتُ بَصْرِي فِي بَيْتِهِ فَوَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ غَيْرَ أَهْبَةِ ثَلَاثَةِ قُلُوبٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ فَلْيُوسِعْ عَلَيَّ أُمَّتِكَ فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ قَدْ وَسِعَ عَلَيْهِمْ وَأَعْطُوا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهَ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ أَوْلَىٰ هَذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ إِنَّ أَوْلِيكَ قَوْمٌ عَجَلُوا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرُ لِي فَأَعْتَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ الْحَدِيثِ حِينَ أَهْبَتُهُ حَفْصَةَ إِلَى عَائِشَةَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهَا شَهْرًا مِنْ شِدَّةٍ مَوْجِدَتْهُ عَلَيْهَا حِينَ عَاتَبَهُ اللَّهُ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلَيَّ عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ كُنْتَ قَدْ أَقْسَمْتَ أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّمَا أَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً أَعْدَهَا عَدًّا فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ لَيْلَةً فَكَانَ ذَلِكَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ

كَيْلَةً قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى آيَةَ
التَّخْيِيرِ فَبَدَأَ بِيْ أَوْلَىٰ أَمْرًا مِنْ نِسَائِهِ
فَاخْتَرْتُهُ ثُمَّ خَيْرَ نِسَائِهِ كُلَّهُنَّ فَقُلْنَ مِثْلَ
مَا قَالَتْ عَائِشَةُ.

میٹھی کے سر پر بیٹھا تھا اس کا نام رباح تھا تو میں نے آپ کے کالے غلام سے کہا کہ اجازت مانگ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے، سو وہ غلام داخل ہوا سو اس نے حضرت ﷺ سے کلام کیا پھر پھر اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے کلام کیا اور تیرا ذکر حضرت ﷺ سے کیا سو آپ چپ رہے سو میں پھرا یہاں تک کہ بیٹھا میں ساتھ اس جماعت کے جو منبر کے پاس بیٹھے تھے پھر غالب ہوا مجھ پر جو پاتا تھا پھر میں آیا سو میں نے غلام سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے اجازت مانگ، سو وہ اندر گیا پھر پھر اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس تیرا ذکر کیا تھا حضرت ﷺ چپ رہے سو میں پھرا اور بیٹھا ساتھ ان لوگوں کے جو منبر کے پاس تھے پھر مجھ پر غالب ہوا جو پاتا ہوں تو میں غلام کے پاس آیا یہی اس سے کہا میرے واسطے اجازت مانگ سو وہ اندر گیا پھر پھر اس نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس تیرا ذکر کیا تھا لیکن آپ چپ رہے سو جب میں پھرا پیٹھ دے کر تو اچانک دیکھا کہ غلام مجھ کو بلاتا ہے سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو اجازت دی سو میں حضرت ﷺ کے پاس اندر گیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں آپ کے اور اس کے درمیان کوئی بستر نہیں چٹائی نے آپ کے پہلو میں اثر کیا ہے یعنی آپ کے پہلو میں چٹائی کے نقش پڑ گئے ہیں تکیہ کیے ہیں چڑے کے ایک تکیہ پر کہ بجائے روئی کے اس کے اندر کھجور کی چھیل بھری ہے سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا کہ یا حضرت! کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ میری طرف اٹھائی اور فرمایا نہیں، میں نے اللہ اکبر کہا یعنی

اس خبر کے بے اصل ہونے سے تعجب کیا یا بطور شکر یہ کے اللہ اکبر کہا یعنی اس کا شکر یہ ادا کیا کہ حضرت ﷺ نے طلاق نہیں دی پھر میں نے کہا اور حالانکہ میں کھڑا تھا لگاؤ چاہتا تھا یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھتے اور ہم گروہ قریش کے تھے عورتوں پر غالب تھے سو جب ہم مدینے میں آئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک قوم ہیں کہ ان کی عورتیں ان پر غالب ہیں تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا پھر میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! اگر آپ مجھ کو دیکھیں اور میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ نہ دھوکا دے تجھ کو یہ کہ تیری سوکن تجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضرت ﷺ کے نزدیک بہت پیاری ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا تو حضرت ﷺ نے دوسری بار تبسم فرمایا سو میں بیٹھا جب کہ یعنی دیکھا کہ آپ نے تبسم فرمایا پھر میں نے اپنے کو آپ گھر میں آنکھ کو اٹھایا سو قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھی میں نے اس میں کچھ چیز جو آنکھ کو رد کرے سوائے تین کچی کھالوں کے سو میں نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ آپ کی امت پر روزی کشادہ کرے سو بے شک فارس اور روم والوں پر روزی کشادہ کی گئی ہے اور ان کو دنیا ملی اور حالانکہ وہ اللہ کو نہیں پوجتے یعنی ہم اللہ کو پوجتے ہیں تو ہم کو بطریق اولیٰ دنیا ملنی چاہیے سو حضرت ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھے اور پہلے تکیہ کیے بیٹھے تھے سو فرمایا کہ کیا تجھ کو اس میں شک ہے اسے خطاب کے بیٹے کہ آخرت کی کشائش بہتر ہے دنیا کی کشائش سے بے شک ان کافروں کے واسطے ستھری اور عیش کی چیزیں جلد دی گئیں دنیا کی زندگی میں کیا تو راضی نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت سو میں نے کہا یا حضرت! میرے لیے بخشش مانگیے یعنی میری جرأت سے کہ

میں نے آپ کے سامنے کہی یا میرے اس اعتقاد سے کہ دنیا کی چیزیں مرغوب فیہا ہیں سو حضرت ﷺ اپنی بیویوں سے الگ ہوئے بسبب اس بات کے جب کہ ظاہر کیا اس کو حصہ ﷺ نے طرف عائشہ رضی اللہ عنہا کی انتیس رات اور حضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا بسبب سخت غضبناک ہونے آپ کے کی اوپر ان کے جب اللہ نے آپ کو عتاب کیا سو جب انتیس راتیں گزر چکیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور اس سے شروع کیا سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا کہ یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ ہم پر داخل نہیں ہوں گے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے صبح کی انتیس راتوں سے میں ان کو گنتی رہی ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اور وہ مہینہ انتیس دن کا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر اللہ نے تخمیر کی آیت اتاری سو حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں میں سے پہلے پہل مجھ سے شروع کیا میں نے آپ کو اختیار کیا پھر آپ نے سب عورتوں کو اختیار دیا سو انہوں نے کہا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ پانچھانے کے واسطے پہلو کے درختوں میں داخل ہوئے اور اپنی حاجت پوری کی تو اس سے لیا جاتا ہے کہ مسافر جب قضاء حاجت کے واسطے خالی میدان نہ پائے تو پردہ کرے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن ہو اس کو پردہ کرنا ساتھ اس کے جنگ کے درختوں سے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو تعجب ہے اے ابن عباس! تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تعجب کیا کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باوجود مشہور ہونے اس کے کی ساتھ علم تفسیر کے کس طرح پوشیدہ رہا اس پر یہ قدر باوجود مشہور ہونے اس کے کی اور عظمت اس کی کے عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اور مقدم کرنے اس کے علم میں اس کے غیر پر اور باوجود اس کے کہ تھا ابن عباس رضی اللہ عنہما مشہور ساتھ اس کے حرص سے اوپر طلب علم کے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی تو شاید جزم کرنا ساتھ اس کے واقع ہوا ہے مشہور کرنے بعض منافقوں کے سے سولوگوں نے اس کو ایک دوسرے سے نقل کیا ہے اور اس کی اصل وہ چیز ہے جو واقع ہوئی حضرت ﷺ کے الگ ہونے سے اپنی عورتوں سے اور حضرت ﷺ کی یہ عادت نہ تھی سو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ نے ان کو طلاق

دی اسی واسطے نہ عتاب کیا عمر رضی اللہ عنہ نے انصاری کو اس چیز پر کہ جزم کیا اس نے ساتھ واقع ہونے اس کے پس مراد ساتھ اذاعت کے اللہ کے قول ﴿اذا عوا بہ﴾ یہ قول ان کا ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی بغیر تحقیق کے یہاں تک کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال پر اطلاع پائی اور یہ جو کہا نا امید ہوئی حفصہ رضی اللہا اور خسارے میں پڑی تو اس کو اس واسطے خاص کیا کہ وہ اس کی بیٹی تھی اور تھوڑے دن ہوئے تھے کہ اس کو اس سے ڈرایا تھا اور یہ جو کہا کہ مجھ کو گمان تھا کہ عنقریب یہ ہوگا تو یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ پہلے گزر چکی تھی واسطے ان کے کہ ان کا بکرار کبھی پہنچانا ہے طرف غضب کی جو نوبت پہنچانے والا ہے طرف جدائی کے اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں حفصہ رضی اللہا پر داخل ہوا تو ایک روایت میں ہے کہ میں پہلے عائشہ رضی اللہا پر داخل ہوا تو میں نے اس کو کہا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی! تیری شان اس حد کو پہنچی کہ تو حضرت ﷺ کو ایذا دیتی ہے؟ تو اس نے کہا اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو مجھ سے کیا ہے تو اپنی بیٹی کو سمجھا اور عائشہ رضی اللہا پر داخل ہونے سے پردہ کا اٹھانا لازم نہیں آتا اس واسطے کہ آدمی دروازے سے داخل ہوتا ہے اور پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے تجھ کو نہیں ڈرایا تھا تو ایک روایت میں ہے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت ﷺ تجھ سے محبت نہیں رکھتے اور اگر میں نہ ہوتا تو حضرت ﷺ تجھ کو طلاق دیتے تو حفصہ رضی اللہا سخت روئیں واسطے اس چیز کے کہ جمع ہوئی نزدیک اس کے غم ہے حضرت ﷺ کی جدائی پر اور واسطے اس چیز کے کہ اس کو توقع تھی کہ اس کا باپ اس پر سخت غضبناک ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اگر حضرت ﷺ نے تجھ کو طلاق دی تو میں تجھ سے کبھی نہیں بولوں گا اور یہ جو کہا مال حیسر تو مراد یہ ہے کہ آپ کی چار پائی بنی ہوئی تھی ساتھ اس چیز کے کہ بنی جاتی ہے ساتھ اس کے چٹائی اور یہ جو کہا کہ اگر آپ مجھ کو دیکھیں تو یہ استفہام ہے بطور اجازت مانگنے کے یعنی میں بات کرنے کی اجازت مانگتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کبھی کھالوں کو دیکھ کر روئے حضرت ﷺ نے فرمایا تیرے رونے کا کیا سبب ہے؟ میں نے کہا قیصر اور کسریٰ نہروں اور میووں میں عیش کرتے ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کا یہ حال ہے اور یہ جو کہا کہ حفصہ رضی اللہا نے اس کو عائشہ رضی اللہا کے آگے ظاہر کیا تو نہیں ہے مذکور اس حدیث میں جو چیز حفصہ رضی اللہا نے ظاہر کی تھی عتاب سے اللہ کا یہ قول ہے ﴿یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک﴾ الآیات اور اختلاف ہے اس چیز میں کہ حرام کیا تھا اس کو حضرت ﷺ نے اپنی جان پر یعنی وہ کیا چیز تھی جس کے حرام کرنے پر آپ کو عتاب ہوا جیسا کہ لختلاف پنج سبب قسم کھانے آپ کے کی اس پر کہ اپنی عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے چند اقوال پر سو جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے یہ ہے کہ وہ شہد تھا کما مضی فی سورۃ التحویہ اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ کسی نے حفصہ رضی اللہا کو شہد کا چھتہ تھمہ بھیجا حضرت ﷺ اس کے پاس ٹھہرتے تھے اور شہد پیتے تھے اور باقی سب بیویوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضرت ﷺ تمہارے پاس آئیں تو کہنا کہ ہم آپ سے مغفیر کی بو پاتی ہیں جب

حضرت عائشہؓ ان کے پاس آئے تو سب بیویوں نے اسی طرح کہا حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ وہ شہد ہے قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں بھاؤں گا اور ابن سعد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ عائشہؓ نے باری کی ہر طرف سے گھری ہوئی ہوتی تھی اپنے گھر سے نکلیں تو حضرت عائشہؓ اپنی لونڈی کو جس کا نام ماریہ قبظیہ تھا لے کر حفصہؓ کے گھر داخل ہوئے اس کے بعد حفصہؓ نے عائشہؓ کو آئیں وہ چپکے سے دیکھتی رہیں یہاں تک کہ لونڈی اندر سے نکلی حفصہؓ نے کہا کہ خبردار البتہ میں نے دیکھا جو آپ نے کیا حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ حال کسی سے مت کہنا اور وہ مجھ پر حرام ہوئی تو حفصہؓ نے کہا کہ یہ خبر عائشہؓ نے باری کو دی تو عائشہؓ نے کہا کہ میرے دن میں آپ قبظیہ سے صحبت کرتے ہیں اور آپ کی باقی عورتوں کے دن سلامت رہتے ہیں تو یہ آیت اتری اور آیا ہے بیچ سب غصے ہونے حضرت عائشہؓ کے اوپر ان کے اور قسم کھانے کے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گے قصہ اور روایت کی ہے ابن سعد نے عائشہؓ سے کہا کہ حضرت عائشہؓ کو کسی نے تمہارے ساتھ بیجا حضرت عائشہؓ نے اس کو بیویوں میں تقسیم کیا اور زینب بنت جحشؓ کو اس کا حصہ بھیجا اس نے تھوڑا دیکھ کے پھیر دیا حضرت عائشہؓ نے دوسری بار دگنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا حضرت عائشہؓ نے تین گنا کر کے بھیجا پھر بھی اس نے پھیر دیا تو حضرت عائشہؓ نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے اور مسلم میں ہے کہ آپ کی بیویوں نے آپ سے زیادہ خرچ مانگا تو حضرت عائشہؓ ایک مہینہ ان سے الگ ہوئے اور خجیر کی آیت اتری اور احتمال ہے کہ یہ سب چیزیں حضرت عائشہؓ کے الگ ہونے کا سبب ہوں اور یہی لائق ہے ساتھ مکارم اخلاق حضرت عائشہؓ کے اور یہ کہ نہیں واقع ہوتا یہ حضرت عائشہؓ سے یہاں تک کہ کمر ہوا ان سے موجب اس کا اور راجح سب اقوال میں سے قصہ ماریہ کا ہے واسطے خاص ہونے عائشہؓ اور حفصہؓ نے باری کے ساتھ اس کے برخلاف شہد کے اس واسطے کہ اس میں سب بیویاں جمع تھیں اور احتمال ہے کہ سب اسباب جمع ہوئے ہوں سو اشارہ کیا گیا طرف اہم کی اور تائید کرتا ہے اس کی شامل ہونا قسم کا واسطے سب کے اور اگر فقط ماریہ کے قصے میں ہوتا تو عائشہؓ اور حفصہؓ نے باری کے ساتھ خاص ہوتا اور اس کی باقی شرح طلاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس حدیث میں سوال کرنا عالم سے ہے اس کے گھر والوں کے بعض کاموں سے اگرچہ اس پر اس میں کچھ نقص ہو جب کہ ہو اس میں کوئی سنت جو نقل کی جائے یا مسئلہ جو یاد رکھا جائے اور اس میں عزت کرنی عالم کی ہے اور ڈرنا اس سے پوچھنے اس چیز کے سے جس کے ذکر سے اس کے تغیر کا ڈر ہو اور انتظار کرنا عالم کی خلوت اور تنہائی کا تاکہ پوچھے اس سے وہ چیز کہ اگر اس کو لوگوں کے سامنے پوچھے تو شاید سائل پر اس کا انکار کرے اور لی جاتی ہے رعایت مروت کی اور اس میں ہے کہ عورتوں پر سخت پابندی کرنی مذموم ہے اس واسطے کہ حضرت عائشہؓ نے لیا انصاریوں کی خصلت کو ان کی عورتوں کے حق میں اور اپنی قوم کی خصلت چھوڑ دی اور اس میں ادب دینا مرد کا ہے اپنی بیٹی کو اور اپنی قرابت والی عورت کو ساتھ قول کے بسبب سنوارنے اس کے کی واسطے خاوند اس کے کی اور اس میں بیان کرنا قصے کا ہے اپنے

طور پر اگرچہ مسائل نے اس سے نہ پوچھا ہو جب کہ ہو اس میں کوئی مصلحت زیادتی شرح اور بیان سے خاص کر جب کہ عالم جانے کہ طالب اس کو اختیار کرتا ہے اور اس میں ڈرنا طالب کا ہے عالم سے اور توضیح کرنی عالم کی واسطے اس کے اور صبر کرنا اس کا اور پر مسئلے کے کی اگرچہ اس سے کسی چیز میں اس پر نقص اور عار ہو اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مارنا دروازے کو اور کوٹنا اس کا جب کہ اندر والا بغیر اس کے نہ سنے اور داخل ہونا باپوں کا بیٹیوں پر اگرچہ ہو بغیر اجازت خاوند کے اور کریدنا ان کے احوال سے خاص کر جو متعلق ہو ساتھ نکاح والیوں کے اور اس میں حسن تلافی ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور شدت حرص اس کے کی اوپر اطلاع پانے کے فنون تفسیر پر اور اس میں طلب کرنا علو سند کا ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک دراز مدت ٹھہرے رہے انتظار کرتے عمر رضی اللہ عنہ کی خلوت کوتا کہ ان سے یہ حدیث سیکھیں اور ان کے واسطے ممکن تھا کہ سیکھتے اس کو عمر رضی اللہ عنہ سے ساتھ واسطے اس شخص کے جو اس سے سوال میں نہیں ڈرتا جیسا وہ عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتے تھے اور اس میں حرص اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہے اوپر طلب علم کے اور ضبط کرنے اور یاد رکھنے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں ہے کہ ٹھہرائے طالب علم واسطے نفس اپنے کے ایک وقت کہ فارغ ہو اس میں واسطے امر معاش کے اور حال اپنے گھر والوں کے اور اس میں بحث کرنا ہے علم کی راہوں میں اور خلوتوں میں اور بیٹھے اور چلتے اور اس میں اختیار کرنا ڈھیلے لینے کا ہے سفروں میں اور باقی رکھنا پانی کا واسطے وضو کے اور اس میں ذکر کرنا عالم کا ہے اس چیز کو کہ واقع ہو اس کے نفس سے اور اس کے اہل سے ساتھ اس چیز کے کہ مرتب ہو اس پر فائدہ دینی اگرچہ ہو اس کی حکایت میں وہ چیز کہ مکروہ ہے اور جواز امر صالح کا واسطے بیان کرنے حدیث کے اپنے طور پر یعنی بتامہ اور بیان ذکر وقت اٹھانے کے اور اس میں صبر کرنا ہے عورتوں پر اور چشم پوشی کرنی ان کے خطاب سے اور درگزر کرنی اس چیز سے کہ ان سے واقع ہو زلل سے مرد کے حق میں سوائے اس چیز کے کہ اللہ کے حق میں ہو اور یہ کہ جائز ہے واسطے حاکم کے وقت خلوت کے ٹھہرانا دربان کا کہ منع کرے جو بغیر اجازت کے اس پر داخل ہو اور جنازے کے بیان میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو وعظ کیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا پھر وہ سن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کے واسطے کوئی دربان نہ پایا تو یہ محمول ہے ان وقتوں پر جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے واسطے بیٹھے تھے اور اس میں ہے کہ جائز ہے واسطے امام کے یہ کہ پردہ کرے اپنے رفیقوں اور خاص لوگوں سے وقت کسی کام کے کہ راہ پائے طرف اس کی گھر والوں کی طرف سے یہاں تک کہ اس کا غصہ جاتا رہے اور نکلے طرف لوگوں کی اور حالانکہ وہ کشادہ پیشانی ہو سو بے شک اگر بڑا شخص پردہ کرے تو نہیں اچھا ہے داخل ہونا طرف اس کے بغیر اجازت کے اگرچہ ہو جو ارادہ کرتا ہے اس پر داخل ہونے کا جلیل القدر عظیم مرتبہ نزدیک اس کے اور اس میں نرمی کرنی ہے ساتھ سر کے اور شرمانا ان سے جب کہ واقع ہو واسطے مرد کے اس کے گھر والوں سے وہ چیز جو تقاضا کرتی ہے ان کے عتاب کو اور اس میں ہے کہ چپ رہنا کبھی بلغ ہوتا ہے کلام سے اور افضل ہے بعض

وقتوں میں اس واسطے کہ اگر حضرت ﷺ غلام کو حکم کرتے کہ عمر بنی اللہؓ کو رد کر دے تو عمر بنی اللہؓ کو بار بار اجازت مانگنا جائز نہ ہوتا سو جب حضرت ﷺ چپ رہے تو عمر بنی اللہؓ نے سمجھا کہ حضرت ﷺ نے مطلق اس کے رد کرنے کو اختیار نہیں کیا اور اس میں ہے کہ جب دربان اجازت کا منع ہونا جانے محبوب کے چپ رہنے سے تو نہ اجازت دے اور اس میں مشروع ہونا استدھان کا ہے یعنی مشروع ہے اجازت لینا آدمی پر اگر چہ اکیلا ہو واسطے اس احتمال کے کہ ایسی حالت پر ہو کہ برا جانتا ہو اطلاع پانے کو اور پر اس کے اور یہ کہ جائز ہے مکرر اجازت مانگنا جس کو اجازت نہ ہو جب اس کو اجازت کے حاصل ہونے کی امید ہو اور یہ کہ تین بار اجازت مانگنے سے آگے نہ بڑھے اور یہ کہ جس لذت اور شہوت کو آدمی دنیا میں پورا کر لے وہ اس کو جلدی دی گئی ہے آخرت کی نعمتوں سے اور یہ کہ اگر وہ اس کو چھوڑتا تو وہ اس کے واسطے آخرت میں جمع رہتی اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے اختیار کرنا فقر کا مالدار پر اور خاص کیا ہے اس کو طبری نے ساتھ اس شخص کے جو خرچ کرے اس کو بیچ و جوں اس کی کے اور خرچ کرے اس کو اس کی راہوں میں کہ حکم کیا ہے اللہ نے ساتھ رکھنے اس کے کی بیچ اس کے کہا عیاض نے کہ حجت پکڑتا ہے ساتھ اس کے جو فضیلت دیتا ہے فقیر کو غنی پر واسطے مفہوم اس قول کے کہ جو دنیا میں نعمت دیا جائے اس قدر اس سے آخرت میں فوت ہو جاتی ہے اور کہا اور لوگوں نے کہ مراد آیت سے یہ ہے کہ حصہ کافروں کا وہ ہے جو پایا انہوں نے دنیا کی نعمتوں سے اس واسطے کہ آخرت میں ان کا حصہ نہیں اور اس مسئلے میں سلف اور خلف کو اختلاف ہے اور اس کا دامن دراز ہے اور اس کی کچھ بحث رفاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور یہ کہ جب مرد اپنے ساتھی کو غناک دیکھے تو مستحب ہے کہ بیان کرے اس سے جو اس کے غم کو دور کر دے اور اس کے جی کو خوش کر دے واسطے قول عمر بنی اللہؓ کے کہ البتہ میں ایسی چیز کہتا ہوں جو حضرت ﷺ کو ہنسا دے اور مستحب ہے یہ کہ ہو بعد اس کے کہ بزرگ سے اس کی اجازت ملے جیسے کہ عمر بنی اللہؓ نے کیا اور یہ کہ جائز ہے مدد لینی وضو میں ساتھ پانی ڈالنے کے وضو کرنے والے پر اور خدمت کرنی چھوٹے کی بڑے کو اگر چہ چھوٹا نسب میں بڑے سے اشرف ہو اور اس میں تجمل اور زینت کرنا ہے ساتھ کپڑے اور عمامے کے وقت ملنے کا بر کے اور یہ کہ قسم کھانے والے کو اس کی قسم یاد دلانے جب کہ واقع ہو اس سے وہ چیز کہ ظاہر اس کا بھولنا ہے خاص اس شخص سے کہ اس کو اس کے ساتھ تعلق ہو اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خوف کیا کہ حضرت ﷺ مخلوف علیہ کی مقدار ہو گئے ہوں اور وہ مہینہ ہے اور مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے یا انتیس دن کا اور اس میں تقویت ہے واسطے قول اس شخص کے کہ حضرت ﷺ کی قسم اتفاقاً مہینے کی ابتدا میں واقع ہوئی تھی اسی واسطے انتیس دن پر اقتصار کیا نہیں تو اگر مہینے کے بیچ میں قسم کھانے کا اتفاق ہوتا تو جمہور اس پر ہیں کہ نہیں حاصل ہوتی ہے برأت مگر ساتھ تیس دن کے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ انتیس دن ہی کافی ہیں واسطے لینے کے ساتھ کم تر اس چیز کے کہ صادق آتا ہے اس پر نام اور شافعی رضی اللہ عنہ اور مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ قصہ محمول

ہے اس پر کہ مہینے کے ابتدا میں داخل ہوئے اور یہ کہ جائز ہے رہنا سیرھیاں والے بالا خانوں میں اور بنانا خزانے کا واسطے اسباب اور اشیاء گھر کے اور اس میں باری باری سے آنا ہے عالم کی مجلس میں جبکہ نہ میسر ہو بیٹگی اور حضور اس کے کی واسطے کسی شغل شرعی کے دینی امر ہو یا دنیاوی اور اس میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اگر چہ لینے والا فاضل ہو اور جس سے لی گئی وہ مفضول ہو اور روایت بڑے کی چھوٹے سے اور یہ کہ جو خبریں کہ مشہور ہوتی ہیں اگر چہ اس کے ناقل بہت ہوں اگر نہ ہو مرجع اس کا طرف امرحسی کے مشاہدے سے یا سماع سے نہیں مستزم ہے صدق کو اس واسطے کہ جزم کرنا انصاری کا ایک روایت میں ساتھ واقع ہونے طلاق کے اور اسی طرح یقین کرنا ان لوگوں کا جن کو عمر رضی اللہ عنہم نے منبر کے پاس دیکھا محمول ہے اس پر کہ مشہور ہوا ہو درمیان ان کے یہ ایک شخص ہے جس نے اس کو توہم پر بنا کیا اس پر کہ حضرت عائشہؓ اپنی عورتوں سے الگ ہوئے سو اس نے گمان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو طلاق دی اس واسطے کہ حضرت عائشہؓ کی عادت اس کے ساتھ جاری نہ تھی سو اس نے شائع کیا کہ حضرت عائشہؓ نے ان کو طلاق دی سو یہ مشہور ہوا اور لوگوں نے اس کے ساتھ چرچا کیا اور اس میں اکتفا کرنا ہے ساتھ معرفت حکم کے ساتھ لینے اس کے کی ساتھی سے باوجود امکان لینے اس کے کی اس شخص سے جس سے ساتھی نے سیکھا ہے اور اس میں وہ چیز ہے کہ تھے اصحاب رضی اللہ عنہم او پر اس کے محبت اطلاع سے اوپر حالت حضرت عائشہؓ کے بڑی ہو یا کم اور اہتمام کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ اہتمام کرتے واسطے اس کے حضرت عائشہؓ واسطے مطلق کہنے انصاری کے کہ حضرت عائشہؓ اپنی عورتوں سے الگ ہوئے مشعر ہوا نزدیک اس کے ساتھ اس کے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی جو تقاضا کرتا ہے واقع ہونے غم حضرت عائشہؓ کے کو ساتھ اس کے بہت بڑا آنے بادشاہ عثمانی کے سے ساتھ لشکر اپنے کے مدینے میں واسطے لڑنے کے اس شخص سے جو مدینے میں ہے اور تھا یہ نظر اس کے کہ انصاری کو تحقیق تھا کہ ان کا دشمن اگر چہ ان پر آپڑے مغلوب ہو گا اور شکست کھائے گا اور اس کے خلاف کا احتمال ضعیف ہے برخلاف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس چیز کے کہ وہم کیا اس کو طلاق دینے سے جو تحقیق ہے ساتھ اس کے حاصل ہونا غم کا اور ان کو حضرت عائشہؓ کی خاطر کی رعایت نہایت منظور تھی یہ کہ آپ کو تشویش ہو اگر چہ کم ہو اور بے قرار ہوتے تھے واسطے اس چیز کے کہ حضرت عائشہؓ کو بے قرار کرے اور غمناک ہوتے تھے واسطے اس چیز کے جو آپ کو غمناک کرے اور اس میں ہے کہ غصہ اور غم باعث ہوتے ہیں مرد باوقار کو اوپر ترک کرنے نرمی کے جو اس کی عادت ہو واسطے قول عمر رضی اللہ عنہ کے کہ پھر غالب ہوئی مجھ پر وہ چیز جو میں پاتا ہوں تین بار اور اس میں شدت جزع اور فزع کی ہے واسطے اہم کاموں کے اور جائز ہے واسطے آدمی کے نظر کرنی اپنے ساتھی کے گھر کی طرفوں میں جب کہ جانے کہ وہ اس کو برا نہیں جانتا اور اس میں کراہت سخت نعمت کی ہے اور حقیر جاننے اس چیز کے کی کہ انعام کی اللہ نے اوپر اس کے اگر چہ کم ہو اور بخشش مانگنی اس کے واقع ہونے سے اور طلب کرنا استغفار کا اہل فضل سے اور اختیار کرنا قناعت کا اور نہ دیکھنا طرف اس

چیز کی کہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے غیر اس کا دنیا فانی کی چیزوں سے اور اس میں کتاب ہے اوپر ظاہر کرنے راز ظاہر کرنے والے کے ساتھ لاحق ہو۔ (فتح)

بَابُ صَوْمِ الْمَرْأَةِ يَأْذِنُ زَوْجَهَا تَطَوُّعًا.

عورت کو اپنے خاوند کی اجازت سے نفلی روزہ

رکھنا جائز ہے۔

فائدہ: نہیں ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس اصل کو کتاب الصیام میں۔

۴۷۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مَثَبٍ عَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورت نفلی روزہ نہ رکھے اور حالانکہ

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے۔

لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

یہ لفظ خبر کا ہے یعنی لا تصوم اور مراد ساتھ اس کے نبی ہے اور ایک روایت میں صریح لفظ نبی کا آچکا ہے،

فائدہ: یہ لفظ خبر کا ہے یعنی لا تصوم اور مراد ساتھ اس کے نبی ہے اور ایک روایت میں صریح لفظ نبی کا آچکا ہے،

لاتصم۔

بَابُ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مَهْجَرَةً فِرَاشَ

جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر سوائے یعنی بغیر کسی

زَوْجِهَا.

سبب کے تو اس کو یہ جائز نہیں۔

۴۷۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مرد

أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي

اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کرے

حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ

اور نہ آئے تو اس عورت کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَعَا

الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَبَّتْ أَنْ تَجِيءَ

لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَصْبِحَ.

فائدہ: کہا ابن ابی جرہ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ مراد فراش سے جماع ہے اور کنایت ان چیزوں سے کہ شرم کی جاتی

ہے ان سے بہت ہیں قرآن اور حدیث میں اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لعنت خاص ہے ساتھ اس کے

جب کہ یہ اس سے رات کے وقت واقع ہو واسطے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ صبح تک اور شاید راز مؤکد ہونا اس حال کا

ہے رات میں اور قوی ہونا باعث کا اوپر اس کے رات میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو دن میں خاوند سے

انکار کرنا درست ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا ہے رات کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ وہ جگہ ظن کی ہے

دواسطے اس کے اور مسلم میں ہے کہ یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ

یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ

یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ

یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ

کوئی مرد نہیں جو اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ اس سے انکار کرے مگر کہ جو آسمان میں ہے اس پر غضبناک ہوتا ہے یعنی اللہ اور اس کے فرشتے یہاں تک کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی ہے کہ تین آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی نیکی آسمان پر چڑھتی ہے ایک غلام بھاگا ہوا یہاں تک کہ پھر آئے اور دوسرا مست نشے سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے تیسری عورت جس کا خاوند اس پر ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو سو یہ حدیثیں مطلق ہیں رات اور دن دونوں کو شامل ہیں اور یہ جو کہا کہ وہ آنے سے انکار کرے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ خاوند رات بھر غصے میں رہا اور ساتھ اس زیادتی کے باوجود ہوگا واقع ہونا لعنت کا اس واسطے کہ اس وقت اس کی نافرمانی کا ثبوت تحقیق ہوگا برخلاف اس کے جب کہ وہ اس سے غصے نہ ہو اس واسطے کہ یہ یا تو اس واسطے ہوتا ہے کہ اس نے اس کو معذور جانا اور اور یا اس واسطے کہ اس نے اپنا حق چھوڑا اور یہ جو کہا کہ اس کو فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں تو ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ رجوع کرے اور اس کا فائدہ زیادہ ہے اور پہلا لفظ محمول ہے غالب پر کہا مہلب نے کہ یہ حدیث واجب کرتی ہے کہ منع حقوق کا بدلوں میں ہو یا مالوں میں اس قسم سے ہے جو واجب کرتا ہے اللہ کے غضب کو مگر یہ کہ اللہ اس کو اپنی معافی سے ڈھانکے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لعنت کرنا مسلمان گنہگار پر جب کہ ہو بطور ڈرانے کے اوپر اس کے تاکہ نہ واقع کرے فعل کو اور جب اس کو واقع کرے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دعا کی جائے واسطے اس کے ساتھ توبہ اور ہدایت کے میں کہتا ہوں کہ یہ قید نہیں مستفاد ہے اس حدیث سے بلکہ اور دلیلوں سے اور یہ جو استدلال کیا ہے مہلب نے ساتھ اس حدیث کے اوپر جو از لعن عاصی معین کے تو اس میں نظر ہے اور حق یہ ہے کہ جو لعنت کو منع کرتا ہے اس کی مراد اس کے لغوی معنی ہیں یعنی دور کرنا رحمت سے اور یہ لائق نہیں ہے کہ دعا کی جائے ساتھ اس کے اوپر مسلمان کے بلکہ طلب کی جائے واسطے اس کے توبہ اور ہدایت اور رجوع کرنا گناہ سے اور جس نے اس کو جائز رکھا ہے اس کی مراد اس کے عرفی معنی ہیں اور وہ مطلق گالی دینا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ محل اس کا وہ ہے جب کہ ہو ساتھ اس حیثیت کے کہ باز رہے گنہگار ساتھ اس کے اور باب کی حدیث میں تو صرف اتنا ہے کہ فرشتے یہ کرتے ہیں اور اس سے اس کا مطلق جائز ہونا لازم نہیں آتا اور اس حدیث میں ہے کہ فرشتے بددعا کرتے ہیں گنہگار دن پر جب تک کہ وہ گناہوں میں نہ ہوں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ وہ بندگی کرنے والوں کے واسطے دعا مانگتے ہیں جب تک کہ بندگی میں ہوں اسی طرح کہا ہے مہلب نے اور اس میں بھی نظر ہے اور کہا ابن ابی جرہ نے کہ کیا جو فرشتے لعنت کرتے ہیں وہ محافظ ہیں یا کوئی اور ہیں اس میں دونوں احتمال ہیں۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ بعض اس پر مؤکل ہوں اور راہ دکھاتا ہے طرف تعیم کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا الذی فی السماء اگر ہوں مراد ساتھ اس کے رہنے والے اس کے اور اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کی دعا قبول ہے نیک ہو یا بد اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ڈرایا اور اس میں

اشارہ ہے طرف موافقت خاوند کی اور اس کی مرضی طلب کرنا اور یہ کہ صبر کرنا مرد کا اور پر ترک جماع کے ضعیف تر ہے صبر عورت کے سے اور اس میں ہے کہ مرد پر سب تشویشوں سے زیادہ تر نکاح کی تشویش ہے اور اسی واسطے خاص کیا ہے شارع نے عورتوں کو اور پر موافق ہونے مردوں کے بیچ اس کے یا سبب بیچ اس کے رغبت دلانا ہے تناسل اور پاور راہ دکھلاتی ہیں طرف اس کی وہ حدیثیں جو اس میں وارد ہیں کما تقدم فی النکاح اور اس اشارہ ہے طرف ملازمت کے اللہ کی بندگی پر اور صبر کرنا اس کی عبادت پر بدلہ اس کی رعایت کرنے کا واسطے بندے اپنے کے اس سبب سے کہ اللہ نے نہیں چھوڑی حق اس کے سے کوئی چیز مگر کہ ٹھہرایا واسطے اس کے جو اس کے ساتھ قائم ہو یہاں تک کہ ٹھہرایا فرشتوں کو کہ لعنت کریں اس شخص کو جس پر اس کا بندہ غضبناک ہو جو منع کرے ایک شہوت کو اس کی شہوتوں میں سے پس لازم ہے بندے پر یہ کہ اپنے رب کے حقوق کو پورا دے جو اس نے اس سے طلب کیے نہیں تو کیا بدتر بدسلوکی ہے فقیر محتاج سے طرف مالدار بہت احسان کرنے والے کی ملخصاً من کلام ابی جمرہ۔ (فتح)

۴۷۹۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کاٹے عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر تو اس کو فرشتے لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ رجوع کرے طرف خاوند کی۔

۴۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مَهْجِرَةً فِرَاشِ زَوْجِهَا لَعَنَتَهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ.

عورت اپنے خاوند کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے اس کے حکم کے بغیر۔

بَابُ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا لِأَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

فائدہ: مراد خاوند کے گھر سے وہ مکان ہے جس میں وہ رہتا ہو برابر ہے کہ اس کے ملک میں ہو یا نہ ہو۔

۴۷۹۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال نہیں کسی عورت کو نفل روزہ رکھنا خاوند کے ہوتے ہوئے اس کے حکم کے بغیر اور اس کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے مگر اس کے حکم سے اور جو خاوند کی کمائی سے بغیر اس کے حکم کے اللہ کی راہ میں دے گی تو خاوند کو اس کا آدھا ثواب ملے گا۔

۴۷۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَمَا أَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ يُؤْذَى إِلَيْهِ شَطْرُهُ وَرَوَاهُ أَبُو الزِّنَادِ أَيْضًا عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي

هَرِيْرَةٌ فِي الصَّوْمِ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا خاوند ملحق ہے ساتھ اس کے سردار بہ نسبت لوٹڑی کے جس کی صحبت اس کو حلال ہے اور یہ جو کہا کہ بغیر اس کے حکم کے روزہ نہ رکھے یعنی رمضان کے روزوں کے سوائے اور روزوں میں اور اسی طرح بیچ غیر رمضان کے واجب ہے کہ جب تک ہو وقت اور البتہ خاص کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ میں جو اس باب سے پہلے گزر چکا ہے ساتھ نفل روزے کے اور شاید لیا ہے اس کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے جس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ نہ روزہ رکھے عورت غیر رمضان کا اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ خاوند کے حق سے بیوی پر یہ ہے کہ نفل روزہ نہ رکھے مگر اس کی اجازت سے اور اگر روزہ رکھے تو اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا اور دلالت کرتی ہے روایت باب کی اوپر حرام ہونے روزے مذکور کے اوپر اس کے اور یہ قول جمہور کا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں کہ ہمارے بعض ساتھی کہتے ہیں کہ مکروہ ہے اور صحیح پہلا قول ہے سو اگر بغیر اس کے حکم کے روزہ رکھے تو صحیح ہو جاتا ہے روزہ اور گنہگار ہوتی ہے وہ عورت واسطے مختلف ہونے جہت کے اور اس کا قبول ہونا نہ ہونا اللہ کی طرف ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور تقاضا مذہب کا نہ ہونا ثواب کا ہے اور تاکید کرتا ہے حرام ہونے کو ثابت ہونا حدیث کا ساتھ لفظ نبی کے اور وارد ہونا اس کا ساتھ لفظ خبر کے اس کو منع نہیں کرتا بلکہ وہ بلیغ تر ہے اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر مؤکد ہونے امر کے ساتھ اس کے سو ہو گا تاکہ اس کا ساتھ حمل کرنے اس کے کی اوپر تحریم کے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں کہ سبب اس تحریم کا یہ ہے کہ واسطے خاوند کے حق فائدہ اٹھانے کا ہے ساتھ اس کے ہر وقت میں اور حق اس کا واجب ہے فوراً سونہ فوت ہو گا اس سے ساتھ نفل کے اور نہ ساتھ واجب کے کہ اس کا ادا کرنا مہلت کے ساتھ ہے اور جب اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہے تو جائز ہے اور فاسد کرے روزہ اس کا اس واسطے کہ عادت مسلمانوں کی یہ ہے کہ ڈرتا ہے پھاڑنے روزے کے ساتھ فاسد کرنے کے اور نہیں شک ہے اس میں کہ یہ خلاف اولیٰ ہے اگر نہ ثابت ہو دلیل کراہت کی ہاں اگر مسافر ہو تو حدیث کا مفہوم بیچ مقید کرنے اس کے کی ساتھ شاید کے تقاضا کرتا ہے کہ عورت کو نفل روزہ رکھنا جائز ہے جب کہ اس کا خاوند مسافر ہو پھر اگر اس نے روزہ رکھا اور روزے کے بیچ ہی اس کا خاوند آ گیا تو اس کو اس کے روزے کا توڑ ڈالنا جائز ہے بغیر کراہت کے اور غائب ہونے کے معنی نہیں ہے یہ کہ بیمار ہو ساتھ اس طور کے کہ جماع نہ کر سکتا ہو اور کہا مہلب نے کہ یہ حدیث محمول ہے نہی تنزیہی پر سو کہا کہ وہ از قسم حسن معاشرت ہے اور جائز ہے واسطے عورت کے کہ کرے فرضوں کے سوا بغیر اس کے حکم کے جو نہ ضرر کرے اس کو اور نہ منع کرے اس کو اس کی واجب چیزوں سے اور نہیں واسطے اس کے یہ کہ باطل کرے اللہ کی بندگی سے کچھ چیز جب کہ داخل ہو بیچ اس کے بغیر اس کے حکم کے اور یہ قول مہلب کا خلاف ہے ظاہر حدیث کا اور اس حدیث میں ہے کہ حق خاوند کا زیادہ مؤکد ہے عورت پر نقل سے اس واسطے

کہ اس کا حق واجب ہے اور واجب مقدم ہے اور قائم ہونے کے ساتھ نفل کے اور یہ جو کہا کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے تو مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اور اس کا خاوند موجود ہو بغیر اس کے حکم کے اور اس قید کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ باعتبار غالب کے ہے نہیں تو خاوند کا غائب ہونا نہیں تقاضا کرتا اس کو کہ جائز ہے واسطے عورت کے کہ کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے بلکہ اس وقت اس کا منع ہونا زیادہ مؤکد ہے واسطے ثابت ہونے حدیثوں کے جو وارد ہیں بیچ نبی کے اوپر ان عورتوں کے جن کا خاوند ان سے غائب ہے اور احتمال ہے کہ اس کے واسطے مفہوم ہو اور وہ یہ ہے کہ جب وہ موجود ہو تو اس کی اجازت میسر ہوتی ہے اور اگر موجود نہ ہو تو دشوار ہوتی ہے سو اگر اس پر داخل ہونے کی ضرورت پڑے تو اس کے حکم کی حاجت نہیں واسطے دشوار ہونے اس کے کی اور یہ سب متعلق ہے ساتھ داخل ہونے کے عورت پر اور بہر حال مطلق داخل ہونا گھر میں ساتھ اس طور کے کہ اجازت دے کسی شخص کو بیچ داخل ہونے کسی جگہ کے گھر کے حقوق سے جس میں وہ رہتی ہے یا اس گھر میں جو اس کے رہنے سے علیحدہ ہوتو ظاہر ہے کہ یہ بھی پہلے کے ساتھ ملحق ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ محمول ہے اس چیز پر جس کے ساتھ خاوند کی رضا مندی معلوم نہ ہو اور بہر حال اگر خاوند کی رضا مندی معلوم ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں مانند اس شخص کی کہ جاری ہو عادت اس کے ساتھ داخل کرنے مہمانوں کی اس جگہ میں کہ ان کے واسطے تیار کی ہوئی ہو برابر ہے کہ حاضر ہو یا غائب سوان کے داخل کرنے کے واسطے خاص اجازت کی حاجت نہیں بلکہ اجازت سابق کافی ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ اس کی اجازت لینا ضروری ہے اجمالاً ہو یا تفصیلاً اور یہ جو کہا بغیر اس کے حکم کے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اور کیا رضا مندی کی علامت بھی صریح اجازت کے قائم مقام ہوتی ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے اور مراد شطر سے نصف ہے یعنی آدھا اور مراد آدھا ثواب ہے جیسا کہ دوسری روایت میں صریح آچکا ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے یعنی بغیر اس کے حکم صریح کے اس قدر معین میں اور نہیں نفی کرتا یہ وجود اجازت سابق کو جو شامل ہو اس قدر کو اور جو اس کے سوائے ہے یا صریح یا ساتھ عرف کے اور معین کرتا ہے اس تاویل کو یہ کہ ثواب کو دونوں کے درمیان آدھا آدھا ٹھہرایا اور یہ معلوم ہے کہ جب خرج کرے عورت بغیر اس کے صریح حکم کے اور بغیر اجازت عرف کے تو اس کو اجر نہیں ہوتا بلکہ اس کو گناہ ہوتا ہے پس متعین ہوگی یہ تاویل اور جاننا چاہیے کہ یہ سب فرض کیا گیا ہے اس چیز کے حق میں جس کی مقدار تھوڑی ہو اور باعتبار عرف کے خاوند کی رضا مندی اس کے ساتھ معلوم ہو اور اگر اس پر زیادہ کرے تو جائز نہیں اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو بیوع میں گزر چکی ہے کہ جب خرج کرے عورت اپنے گھر کے کھانے سے اس حال میں کہ نہ فاسد کرنے والی ہو سو اشارہ کیا اس کی طرف کہ اس قدر کے ساتھ خاوند کی رضا مندی عرف سے معلوم ہے اور نیز تنبیہ کی ساتھ طعام کے اوپر اس کے اس واسطے کہ سہولت کی جاتی ہے ساتھ اس کے عادت میں برخلاف نقدی کے یعنی چاندی، سونے کے بہت لوگوں کے حق میں

بہت احوال میں اور میں نے اس کا بیان زکوٰۃ میں بط سے کیا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ آدھا آدھا کرنے کے باب کی حدیث میں حمل کرنا ہو اس مال پر کہ دے مرد عورت کو خرچ میں سوجب شوچ کرے اس کو عورت بغیر اس کے علم کے تو اس کا ثواب دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا اس واسطے کہ وہ اصل میں مرد کی کمائی سے ہے اور اس واسطے کہ مرد کو ثواب ملتا ہے اس پر جو خرچ کرتا ہے اس کو اپنے گھر والوں پر اور ایک روایت میں تر چیز کا ذکر آیا ہے سو مراد یہ ہے کہ جو چیز ذخیرہ نہ کھا سکے اس کو خرچ کرے اور جو طعام ذخیرہ کہا سکتا ہو اس کو خرچ نہ کرے اور یہ جو کہا کہ روایت کیا ہے اس کو نیز ابو زناد نے موسیٰ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ روایت شعیب کی ابو زناد سے اعرج سے شامل ہے تین حکموں پر اور یہ کہ واسطے ابو زناد کے بیچ ایک تین احکام کے اور وہ روزہ عورت کا ہے اور سند ہے اور اس حدیث میں حجت ہے مالکیوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ جائز ہے واسطے باپ کے اور اس کی مانند کے داخل ہونا عورت کے گھر میں بغیر اجازت اس کے خاوند کے اور جواب دیا ہے انہوں نے حدیث سے ساتھ اس کے کہ یہ معارض ہے صلہ رحمی کو اور یہ کہ دونوں حدیثوں کے درمیان من وجہ عموم خصوص ہے پس حاجت ہے طرف مرجح کی اور ممکن ہے کہ کہا جائے بیچ جواب مالکیوں کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صلہ رحمی مستحب ہے ساتھ اس چیز کے کہ اصل اس کا مالک ہو اور دست اندازی خاوند کی گھر میں نہیں مالک ہے اس کی عورت مگر خاوند کی اجازت سے سوجس طرح کہ نہیں جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ سلوک کرے اپنے گھر والوں سے اپنے خاوند کے مال سے بغیر اس کے حکم کے تو اسی طرح ان کو گھر میں آنے کے واسطے اجازت دینا بھی جائز نہیں ہوگا۔ (بیچ)

۳۷۹۷ - حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اس کے داخل ہونے والوں میں اکثر محتاج لوگ تھے اور دولت مند عیش والے بہشت کے داخل ہونے سے روکے گئے ہیں مگر دوزخ والوں کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم ہوا اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ اس کے داخل ہونے والے اکثر عورتیں تھیں۔

۴۷۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُمَانَ عَنْ أُسَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةً مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ وَأَصْحَابُ الْجِدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أَمَرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةً مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ.

فائدہ: اور مناسبت اس کی پہلے باب سے اس جہت سے ہے کہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ عورتیں اکثر اوقات اس ہی مذکورہ کی مرتکب ہوتی ہیں اسی واسطے اکثر دوزخی بھی ہوئیں۔

پکڑتا تو البتہ تم اس میں سے ہمیشہ کھائے جاتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی اور میں نے دوزخ کو دیکھا سو میں نے ایسی بد شکل چیز کبھی نہیں دیکھی جیسے آج دیکھی اور میں نے اس کے رہنے والی اکثر عورتیں دیکھیں لوگوں نے کہا یا حضرت! کس سبب سے عورتیں دوزخ میں زیادہ ہوں گی؟ فرمایا کہ ان کے کفر کے سبب سے کہا گیا کہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا کہ خاندانوں کی نعمت کا کفر کرتی ہیں اور ان کا احسان نہیں مانستیں اگر تو ان میں سے کسی کے ساتھ ہمیشہ نیکی کرتا رہے پھر وہ تجھ سے کچھ چیز دیکھے یعنی بدی تو کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

فَادْكُرُوا اللَّهَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاولْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا لَمْ رَأَيْنَاكَ تَكْمَعُكَتْ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاولْتُ مِنْهَا عُنُقُودًا وَلَوْ أَخَذْتَهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ لَمْ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کسوف میں گزر چکی ہے اور قول لو احسنت الخ اس میں اشارہ ہے وجود سبب تہذیب کی اس واسطے کہ یہ سبب اس کے مانبا اصرار کرنے والے کی ہے اوپر کفر نعمت کے اور گناہ پر اصرار کرنا عذاب کرنے کے سبب سے ہے۔

۴۷۹۹۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے بہشت میں جھانکا تو میں نے اس کے اکثر لوگ محتاج دیکھے اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو اس کے اکثر لوگ عورتیں دیکھیں، متابعت کی اس کی ایوب اور اسلم نے۔

۴۷۹۹ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ تَابَعَهُ أَيُّوبُ وَسَلَّمَ بْنُ زَرِيرٍ.

باب ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول میں کہ تیری بیوی کا تجھ پر رحمت ہے کہا ہے اس کو ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

بَابُ لِرُؤُوحِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ قَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عبداللہ! کیا مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو

۴۸۰۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي

دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں! یا حضرت! حضرت ﷺ نے فرمایا سو ایسا نہ کیا کر سو کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ اور رات کو نماز پڑھ اور سو یا بھی کر اس واسطے کہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔

يَحْيَىٰ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ
بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَمْرٍو بْنُ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَلَمْ
أُخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ قُلْتُ
بَلَىٰ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ
وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِحَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا
وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِرِزْوَجِكَ
عَلَيْكَ حَقًّا.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا ابن بطلال نے کہ جب پہلے باب میں خاوند کا حق بیوی پر ذکر کیا تو اس میں اس کے برعکس ذکر کیا اور یہ کہ نہیں لائق ہے کہ سختی کرے اپنی جان پر عبادت میں تا کہ ضعیف ہو جائے قائم ہونے سے ساتھ حق اس کے کی جماع سے اور کمائی سے اور اختلاف ہے علماء کو اس شخص کے حق میں جو اپنی بیوی کے جماع سے باز رہے اگر بغیر ضرورت کے ہو تو اس کو اس پر لازم کیا جائے یا ان کے درمیان تفریق کی جائے اور اسی طرح احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے اور مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ یہ اس پر واجب نہیں اور بعض نے کہا کہ یہ ہر چار راتوں میں ایک بار واجب ہے اور بعض نے کہا کہ ہر چار راتوں میں ایک بار اور بعض نے کہا کہ ہر طہر میں ایک بار۔ (فتح)

عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر میں۔

بَابُ الْمَرْأَةِ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا.

۴۸۰۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک آدمی حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا بادشاہ حاکم ہے سب ملک پر اور مرد حاکم ہے اپنے گھر والوں پر اور عورت حاکم ہے اپنے خاوند کے گھر پر اور اس کی اولاد پر سو تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

٤٨٠١ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ
أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَقَبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ
عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلُّكُمْ رَاعٍ وَكَلُّكُمْ
مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ
رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى
بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكَلُّكُمْ رَاعٍ وَكَلُّكُمْ
مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احکام میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا﴾

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ مرد حاکم ہیں عورتوں پر بہ سبب اس کے کہ بڑائی دی ہے اللہ نے ایک کو ایک پر اللہ کے اس قول تک بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

فائدہ: ساری آیت کا ترجمہ یہ ہے اور بہ سبب اس کے کہ خرچ کیا ہے انہوں نے اپنے مال سے پھر جو نیک بخت عورتیں ہیں سو حکم بردار ہیں خبرداری کرتی ہیں بیٹھ پیچھے اللہ کی خبرداری سے اور جن کی بد خوئی کا تم کو ڈر ہو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو ان کو سونے میں پھر اگر تمہارا حکم مانیں تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کا بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

فائدہ: اور ساتھ سیاق کے آیت کے ظاہر ہوتی ہے مطابقت ترجمہ کی اس واسطے کہ مراد اس جگہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اور جدا کرو ان کو سونے میں پس یہی ہے جو مطابق ہے حضرت ﷺ کے قول کو کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینہ قسم کھائی اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے ان سے ہجرت کی اور ان سے جدا ہوئے۔ (فتح) ۴۸۰۲ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا وَقَعْدَ فِي مَشْرُبِيَّةٍ لَهُ فَزَلَ لِنِسْعٍ وَعِشْرِينَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ الْبَيْتَ عَلَى شَهْرٍ قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ نِسْعٌ وَعِشْرُونَ.

۳۸۰۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں سے ایک مہینہ قسم کھائی یعنی ان سے جدا ہوئے اور اپنے ایک بالا خانے میں بیٹھے پھر انتیس دن کے بعد بالا خانے سے اترے تو کسی نے کہا کہ یا حضرت! آپ نے ایک مہینے کی قسم کھائی تھی فرمایا مہینہ کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے یعنی اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

فائدہ: اور قائل اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، کما تقدم اور پوشیدہ رہی ہے اسماعیلی پر وجہ مناسبت اس حدیث کی ساتھ ترجمہ کے سوا اس نے کہا نہیں ظاہر ہوا داخل ہونا اس حدیث کا اسی باب میں اور نہ تفسیر آیت کی جس کو ذکر کیا ہے۔

بابُ هَجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِي غَيْرِ بِيوتِهِنَّ.

جدا ہونا حضرت ﷺ کا اپنی بیویوں سے ان کے گھروں کے سوائے اور جگہ میں۔

فائدہ: گویا کہ یہ اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے کہ ﴿واهجروهن في المضاجع﴾ نہ کہ اس کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور یہ کہ جائز ہے جدا ہونا زیادہ اس سے جیسا کہ واقع ہوا واسطے حضرت ﷺ کے کہ آپ اپنی عورتوں سے بالا خانے میں جدا ہوئے اور علماء کو اس میں اختلاف ہے، کما سیاتی۔

وَيَذْكُرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِعَهُ غَيْرَ أَنْ لَا تَهْجَرَ إِلَّا فِي الْبَيْتِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ. اور ذکر کیا جاتا ہے معاویہ رضیعہ سے بطور رفع کے لیکن نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول زیادہ تر صحیح ہے۔

فائدہ: یہ نکتہ ہے ایک حدیث کا کہ روایت کیا ہے اس کو احمد اور ابو داؤد وغیرہ نے اور اس میں ہے کہ کیا حق ہے عورت کا مرد پر فرمایا اس کو کھلائے جب وہ کھائے اور اس کو پہنائے جب کہ پہنے اور نہ مارے اس کو منہ پر اور نہ اس کو برا کہے اور نہ جدا ہو اس سے مگر گھر میں اور اول یعنی انس رضیعہ کی حدیث زیادہ تر صحیح ہے اور یہ اس طرح ہے لیکن تطبیق ممکن ہے اور بخاری رضیعہ کی کاری گری تقاضا کرتی ہے کہ یہ طریق صلاحیت رکھتا ہے واسطے حجت پکڑنے کے اگرچہ صحت میں اس سے کم ہے، کہا ابن منیر نے کہ مراد بخاری رضیعہ کی یہ ہے کہ عورت سے جدا ہونا جائز ہے کہ ہو گھر میں اور غیر گھر میں اور یہ کہ جو حصر کہ مذکور ہے معاویہ رضیعہ کی حدیث میں نہیں عمل کیا گیا ہے ساتھ اس کے بلکہ گھروں کے سوائے اور جگہ میں بھی جدا ہونا جائز ہے جیسے کہ حضرت عائشہ نے کہا اور حق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف احوال کے سو بہت وقت گھر میں جدا رہنا سخت تر ہوتا ہے جدا ہونے سے بچ غیر گھر کے اور بالعکس بلکہ غالب یہ ہے کہ گھر کے سوا اور جگہ میں جدا ہونا زیادہ تر درد پہنچانے والا ہے واسطے نفوس کے اور خاص کر عورتوں کے واسطے ضعیف ہونے ان کے دل کے اور اختلاف کیا ہے تفسیر والوں نے کہ آیت میں ہجران سے کیا مراد ہے سو جمہور اس پر ہیں کہ وہ ترک کرنا دخول کا ہے او پر ان کے اور ٹھہرنے کا نزدیک ان کے یعنی نہ ان پر داخل ہو اور نہ ان پر ٹھہرو بنا بر ظاہر آیت کے اور وہ ماخوذ ہے ہجران سے ساتھ معنی دور ہونے کے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ نہ لیئے اور بعض نے کہا کہ لیئے اور اس سے اپنی پیٹھ پھیرے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ جماع نہ کرے اور بعض نے کہا کہ اس سے جماع کرے لیکن اس کے ساتھ کلام نہ کرے اور بعض نے کہا کہ ان سے سخت بات کہے اور بعض سے کہا کہ ان کو گھروں میں باندھو اور مارو یہ قول طبری کا ہے۔ (فتح)

۴۸۰۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے قسم کھائی کہ اپنی بعض عورتوں پر ایک مہینہ داخل نہ ہوں سو جب اسی دن گزر چکے تو صبح کو یا دو پہر سے پیچھے ان کے پاس گئے تو کسی نے کہا یا حضرت! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ ان پر داخل نہیں ہوں گے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مہینہ کبھی اسی دن کا بھی ہوتا ہے۔

۴۸۰۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَيَّ بَعْضُ أَهْلِيهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا غَدَا

عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيلَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللَّهُ حَلَفْتَ
أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا قَالَ إِنَّ الشَّهْرَ
يَكُونُ تِسْعَةً وَعِشْرِينَ يَوْمًا.

۴۸۰۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا
مُرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ
تَذَاكَرْنَا عِنْدَ أَبِي الصُّخِّي فَقَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ
عَبَّاسٍ قَالَ أَصْبَحْنَا يَوْمًا وَنِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِينَ عِنْدَ كُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ
أَهْلُهَا فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا هُوَ مَلَأُنُ
مِنَ النَّاسِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَصَعِدَ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي
غُرْفَةٍ لَهُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ
فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ
فَنَادَاهُ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ أَطَلَقْتَ نِسَاءَكَ فَقَالَ لَا وَلَكِنَّ
الْيَتِّ مِنْهُنَّ شَهْرًا فَمَكَثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ
ثُمَّ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ.

۳۸۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نے صبح کی اور حضرت ﷺ کی بیویاں روتی تھیں ان میں سے ہر عورت کے پاس اس کے گھر والے تھے سو میں مسجد کی طرف نکلا سو اچانک میں نے دیکھا کہ مسجد آدمیوں سے بھری ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ﷺ کی طرف چڑھے اور وہ اپنے بالا خانے میں تھے سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلام کیا سو کسی نے ان کو جواب نہ دیا پھر سلام کیا پھر بھی کسی نے ان کو سلام کا جواب نہ دیا پھر حضرت ﷺ نے ان کو پکارا سو وہ حضرت ﷺ پر اندر داخل ہوئے سو عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! لیکن میں نے ان سے ایک مہینہ قسم کھائی ہے کہ ان پر ایک مہینہ داخل نہیں ہوں گا سو حضرت ﷺ اتیس دن ٹھہرے پھر اپنی عورتوں پر داخل ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں مسجد کی طرف نکلا تو مسجد آدمیوں سے بھری تھی تو اس سے معلوم ہوا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس قے میں موجود تھے اور اس کی دراز حدیث جو پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں پہچانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس قے کو مگر عمر رضی اللہ عنہ سے لیکن احتمال ہے کہ اس کو مجمل طور سے پہچانا ہو پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو مفصل بیان کیا جب کہ انہوں نے دو عورتوں کا حال پوچھا جنہوں نے حضرت ﷺ پر چڑھائی کی تھی۔

باب ہے بیان اس چیز کے کہ مکروہ ہے مارنے عورتوں کے سے اور بیان میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کہ ان کو مارو یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو یعنی مراد مارنے سے آیت میں وہ مار ہے جو سخت نہ ہو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ وَقَوْلِ
اللَّهِ ﴿وَاضْرِبُوهُنَّ﴾ أَيْ ضَرْبًا غَيْرَ
مُبْرِحٍ.

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ان کو مارنا مطلق مباح نہیں بلکہ بعض مار کر وہ تیزی ہی ہے اور بعض کمزورہ تحریمی کا سیاقی انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا یعنی ایسی مار جو سخت نہ ہو تو یہ تفسیر نکالی گئی ہے حضرت ﷺ کے اس قول سے ضرب العبد کا سیاقی اور البتہ آیا ہے یہ صریح عمرو بن احوص کی حدیث میں کہ وہ حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر تھا سو ذکر کی اس نے حدیث دراز اس میں ہے کہ اگر ایسا کریں تو جدائی کرو ان سے خواب گاہوں میں اور مارو ان کو ایسی مار جو سخت نہ ہو، الحدیث روایت کیا ہے اس کو اصحاب سنن نے اور مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ کی دراز حدیث میں ہے کہ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو ان کو ہلاک نہ کر ڈالے میں کہتا ہوں پہلے گزر چکا ہے کہ منہ کو مارنا منع ہے۔ (فتح)

۴۸۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جِلْدَ الْعَبْدِ لَمْ
يُجَامِعْهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ.

۲۸۰۵ - حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی عورت کو نہ
مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر اس سے صحبت کرے دن کے
آخر میں۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے جیسے لونڈی کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے جیسے اونٹ کو مارتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شاید دن کے آخر میں اس سے صحبت کرے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ادب سکھانا غلام کو ساتھ مار سخت کے اور اشارہ ہے طرف اس کے کہ عورتوں کو اس سے کم مارنا جائز ہے اور طرف اسی کے اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ قول اپنے کے غیر مبرح اور سیاق میں بعید جاننا وقوع دونوں امروں کا ہے یعنی ان دونوں امروں کا عاقل سے واقع ہونا بعید ہے کہ اپنی عورت کے مارنے میں مبالغہ کرے پھر اس سے صحبت کرے اسی دن یا اسی رات کے آخر میں اور صحبت اور باہم لیٹنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خوب ہوتی ہے ساتھ میل نفس کے اور رغبت کے بیچ عشرت کے اور جس کو مار پڑے وہ اکثر نفرت کرتا ہے مارنے والے سے سو واقع ہوا اشارۃً طرف برائی اس کی کے اور یہ کہ اگر مارنے کی ضرورت ہو تو چاہیے کہ تھوڑی مار مارے ساتھ اس طور کے کہ نہ حاصل ہو اس سے نفرت پوری سو نہ زیادتی کرے مار میں اور نہ زیادتی کرے تادیب میں کہا مہلب نے بیان کیا حضرت ﷺ نے ساتھ قول اپنے کے جیسے غلام کو مارتا ہے کہ غلام کی مار زیادہ ہے آزاد کی مار سے واسطے جدا جدا ہونے حالت دونوں کے اور اس واسطے کہ مارنا عورت کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مباح ہوا ہے اس سبب سے کہ اس نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی اس چیز میں جو واجب تھی اس کے حق میں اوپر اس کے اور وارد ہوئی ہے نہی مارنے عورتوں کے سے مطلق سوا احمد اور ابو داؤد اور نسائی میں عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ مارو اللہ کی

لوندیوں کو یعنی عورتوں کو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہما آئے تو انہوں نے عرض کیا کہ عورتوں نے اپنے خاوندوں پر سرکشی کی حضرت ﷺ نے ان کے مارنے کی اجازت دی مردوں نے ان کو مارا سو بہت عورتیں حضرت ﷺ کے گرد گھومیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ پیغمبر کے گرد ستر عورتیں گھومیں سب اپنے خاوندوں کا گلہ کرتی ہیں یہ لوگ تم میں بہتر نہیں ہیں کہا شافعی رحمہ اللہ نے احتمال ہے کہ نبی بنا بر اختیار کے ہو اور اجازت واسطے اباحت کے ہو اور احتمال ہے کہ پہلے مارنا منع ہو پھر مارنے کی آیت اتری تو مارنے کی اجازت دی اور یہ جو فرمایا کہ جو تم میں بہتر ہے وہ نہیں مارتا تو اس میں دلالت ہے اس پر کہ ان کا مارتا فی الجملہ مباح ہے اور محل اس کا یہ ہے کہ مارے اس کو واسطے تادیب کے جب اس سے مکروہ چیز دیکھے اس چیز میں جو عورت پر واجب ہے کہ اگر جھڑکے وغیرہ کے ساتھ کفایت کرے تو افضل ہے اور جب تک کہ ممکن ہو پہنچا طرف غرض کے ساتھ وہم دلانے کے تو نہ عدول کیا جائے اس سے طرف فعل کے واسطے اس چیز کے کہ بیچ واقع ہونے اس کے کی ہے نفرت سے جو ضد ہے واسطے حسن معاشرت کے جو مطلوب ہے نکاح اور زوجیت میں مگر اس وقت جب کہ ہو بیچ ایسے کام کے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ متعلق ہے اور روایت کی ہے نسائی نے باب میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضرت ﷺ نے نہ کبھی کسی اپنی عورت کو مارا اور نہ غلام کو اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی کو مارا مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جب اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی حرمت نہ رہے سو اللہ تعالیٰ کے واسطے بدلہ لیتے۔ (فتح)

عورت اپنے خاوند کا کہا نہ مانے اللہ تعالیٰ
کی نافرمانی میں۔

بَابُ لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي
مَعْصِيَةٍ.

فائدہ: چونکہ پہلا باب مشعر ہے ساتھ بلائے عورت کے طرف فرمانبرداری اپنے خاوند کی کے ہر چیز میں کہ اس کو مکروہ جانے تو خاص کیا اس کو ساتھ اس چیز کے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو سو اگر مرد اپنی عورت کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے تو واجب ہے اس پر کہ باز رہے سو اگر اس پر مارے تو مرد کو گناہ ہوگا۔ (فتح)

۴۸۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک ایک انصاری عورت نے اپنی بیٹی نکاح کر دی یعنی ایک مرد کو تو اس کے سر کے بال گر پڑے تو وہ عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی اور یہ حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا سو کہا کہ اس کے خاوند نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں اس کے بالوں میں اور بال جوڑوں یعنی اس کا کیا حکم ہے، درست ہے یا نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں تحقیق شان یہ ہے کہ

۴۸۰۶ - حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ
مُسْلِمٍ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ
الْأَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا فَمَمَّعَطَ شَعْرَ رَأْسِهَا
فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي
أَنْ أُصِلَ فِي شَعْرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لَعِنَ

الموصلات. لعنت کی گئیں وہ عورتیں جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑیں یا جو اپنے بال میں بال جوڑائیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباب میں آئے گی اور مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس طور سے ہے کہ ساس کا بال جوڑنا بھی بجائے جوڑنے عورت کے ہے تو گویا کہ یہ بھی اپنے خاوند کا حکم ماننا ہے اس واسطے کہ وہ اس کے خاوند کے حکم سے اس پر آمادہ ہوئی تھی سو ایسے کام میں خاوند کی فرمانبرداری جائز نہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ: «وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا»
باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کی سرکشی سے یا جی بھر جانے سے۔

فائدہ: یہ باب اور اس کی حدیث سورہ نساء کی تفسیر میں گزر چکی ہے اور اس کا سیاق اس جگہ بہت پورا ہے اور میں نے ذکر کیا ہے اس جگہ سبب اترنے اس کے کا اور کس کے حق میں اتری اور جب دونوں راضی ہو جائیں اس پر کہ عورت کے واسطے باری نہیں تو کیا عورت کے واسطے جائز ہے کہ اس میں رجوع کرے؟ سو کہا شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور علی رحمہ اللہ اور ابراہیم رحمہ اللہ اور مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ اگر رجوع کرے یعنی اپنی باری مانگے تو لازم ہے مرد پر کہ اس کے واسطے باری تقسیم کرے اور اگر چاہے تو اس سے جدا ہو اور حسن سے روایت ہے کہ نہیں ہے واسطے عورت کے کہ قول اقرار توڑے اور یہ قیاس قول مالک کا ہے۔ (فتح)

۴۸۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُورًا أَوْ إِعْرَاضًا» قَالَتْ هِيَ الْمَرْأَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْبِرُ مِنْهَا فَيُرِيدُ طَلَاقَهَا وَيَتَزَوَّجُ غَيْرَهَا تَقُولُ لَهُ أَمْسِكْنِي وَلَا تَطْلِقْنِي ثُمَّ تَزَوَّجُ غَيْرِي فَأَنْتَ فِي حِلِّ مِنَ النَّفَقَةِ عَلَيَّ وَالْقِسْمَةِ لِي فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى «فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ»

۴۸۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی سرکشی یا روگردانی سے ڈرے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ مراد وہ عورت ہے جو مرد کے پاس ہو کہ وہ اس سے بہت صحبت نہیں رکھتا اور ارادہ کرتا ہے کہ اس کو طلاق دے اور اس کے سوائے اور عورت سے نکاح کرے وہ کہتی ہے کہ مجھ کو اپنے پاس رہنے دے اور طلاق نہ دے اور میرے سوائے اور عورت سے نکاح کر لے میں نے تجھ کو اپنا خرچ اور اپنی باری معاف کر دی سو یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے سو نہیں گناہ ان پر کہ دونوں آپس میں صلح کریں اور صلح بہتر ہے۔

باب ہے عزل کے بیان میں۔

بَابُ الْعَزْلِ

فائدہ: عزل یہ ہے کہ عورت سے صحبت کرے جب منی نکلنے کا وقت ہو تو عورت کی شرم گاہ سے ذکر کو باہر نکال کے

منی ڈالے۔

۴۸۰۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعَزُّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۸۰۸ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ عزل کے حکم سے پوچھے گئے تو تب انہوں نے یہ کہا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عزل کرتے تھے اور حالانکہ قرآن اترتا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے تھے اور قرآن اترتا تھا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو أَخْبَرَنِي عَطَاءً سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَعَزُّ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعَزُّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا سفیان نے جب کہ اس حدیث کو روایت کیا کہ اگر حرام ہوتا تو اس میں قرآن اترتا اور یہ سفیان کا استنباط ہے اور بعض نے اس کو جابر رضی اللہ عنہ کا قول ٹھہرایا ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ استدلال جابر رضی اللہ عنہ کا ساتھ تقریر کے اللہ تعالیٰ سے غریب ہے اور ممکن ہے کہ استدلال کیا جائے ساتھ تقریر رسول کے لیکن یہ شرط ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو جانا ہوا تھی، اور کافی ہے بیچ جانے حضرت ﷺ کے اس کو قول صحابی کا کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ کے زمانے میں کیا یعنی صحابہ کا یہ کہنا کافی ہے واسطے ثابت کرنے اس بات کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو جانا اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور حدیث کے علم میں کہ صحابی جب اس کو حضرت ﷺ کے زمانے کی طرف منسوب کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے نزدیک اکثر کے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا واسطے بہت ہونے باعث ان کے اوپر پوچھنے احکام کے حضرت ﷺ سے اور اگر اس کو منسوب نہ کرے تو اس کے واسطے حکم رفع کا ہے اور نزدیک ایک قوم کے اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے تصریح کی ہے ساتھ واقع ہونے اس کے کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں اور البتہ وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں جن میں تصریح ہے اس کی کہ حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع ہوئی اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ جس نے اس کو استنباط کیا خواہ جابر رضی اللہ عنہ ہو یا سفیان رضی اللہ عنہ ارادہ کیا ہے اس نے ساتھ اترنے قرآن کے جو پڑھا جائے عام تر اس سے کہ ہو جس کی تلاوت عبادت ہے غیر اس کا اس قسم سے کہ حضرت ﷺ کو وحی ہوتی تھی سو گویا

کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے اس کو تشریح کے زمانے میں کیا اور اگر حرام ہوتا تو ہم اس پر برقرار نہ رکھے جاتے اور نیز روایت کی ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے سو یہ خبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی تو آپ نے ہم کو منع نہ کیا اور مسلم کی ایک روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ایک مرد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میری ایک لوٹھی ہے میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور میں برا جانتا ہوں کہ اس کو حمل ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عزل کر اس سے اگر تو چاہے سو جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے اس کو ہوگا پھر کچھ دن کے بعد وہ مرد آیا سو اس نے کہا کہ لوٹھی کو حمل ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے تجھ کو خبر دی تھی سو ان طریقوں میں وہ چیا ہے جو بے پردہ کرتی ہے استنباط سے اس واسطے کہ ایک میں تو تصریح ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر اطلاع ہوئی اور دوسری میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی اجازت دی اگر چہ سیاق مشعر ہے کہ خلاف اولیٰ ہے۔ (تح)

۴۸۰۹۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے غزوہ بنی مصطلق میں قیدی پائے یعنی کافروں کی عورتیں بندی پکڑی آئیں سو ہم عزل کیا کرتے تھے سو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا حکم پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم کرتے ہو یہ آپ نے تین بار فرمایا کوئی روح ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہوگی۔

۴۸۰۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ
أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ عَنْ أَبِي
سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَصَبْنَا سَبِيًّا فَكُنَّا نَعْزِلُ
فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ أَوْ إِنكُمْ تَفْعَلُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مِنْ
نَسَمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا هِيَ كَانَتْهُ.

فائدہ: اور سب عزل کا دو چیزیں ہیں ایک مکروہ جاننا اس بات کا کہ لوٹھی سے اولاد پیدا ہو اور وہ یا عار ہے اس سے اور یا تاکہ نہ دشوار ہو بیچ لوٹھی کے جب کہ ہو ام ولد دوسرے یہ کہ حاملہ ہو وہ عورت جو صحبت کی جاتی ہو اور حالانکہ وہ دودھ پلاتی ہے سو یہ لڑکے شیر خوار کو ضرر کرے اور ایک روایت میں ہے لا علیکم ان لا تفعلوا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں گناہ تم پر عزل کرنے میں یا نہیں واجب تم پر چھوڑنا اس کا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں کوئی حرج تم پر اس کے نہ کرنے میں سو اس میں نفی حرج کی ہے عدم فعل سے پس مفہوم ہوا ثبوت حرج کا عزل کے کرنے میں اور اگر ہو مراد نفی جرح کی فعل سے تو فرماتے لا علیکم ان تفعلوا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تمہارا خیال عام ہے جو روح ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہوگی اور تمہاری تدبیر کچھ نہ چلے گی سو عزل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس روح کا پیدا ہونا مقرر کیا ہے اس کو عزل روک نہیں سکتا سو کبھی سبقت کرتی ہے منی اور عازل کو مطلق کچھ خبر نہیں ہوتی پس حاصل ہوتا ہے علق اور لاقح ہوتا ہے اس کو ولد اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہے اس کو کوئی پھیرنے والا نہیں اور اولاد کے حصول سے بھاگنا بہت اسباب کے واسطے ہوتا ہے ایک خوف علق اس

بیوی کا جو لوٹڈی ہوتا کہ نہ ہو اولاد غلام یا داخل ہونا ضرر کا اوپر بچے شیر خوار کے جب کہ موطورہ دودھ پلانے والی ہو یا واسطے بھاگنے کے بہت ہونے عیال کے سے جب کہ ہو مردنگ گزران اور کوئی چیز ان میں سے اللہ کی تقدیر کو نہیں روک سکتی اور احمد رضی اللہ عنہ وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کا حکم پوچھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس پانی سے اولاد پیدا ہوگی اگر تو اس کو پتھر پر ڈالے تو البتہ اللہ اس سے اولاد نکالے اور نہیں سب صورتوں میں جن کے سبب سے عزل واقع ہوتا ہے وہ چیز کہ عزل اس میں رانج ہو سوائے پہلی صورت کے جو مسلم کی حدیث میں ہے اور وہ یہ خوف ہے کہ دودھ پلانے والی کو حمل ہو جائے اور حمل شیر خوار بچے کو ضرر کرے اس واسطے کہ وہ اس قسم سے ہے کہ تجربہ کیا گیا ہے سو اس نے غالباً ضرر کیا لیکن واقع ہوا ہے باقی حدیث میں نزدیک مسلم کہ اس سبب سے عزل کرنا فائدہ نہیں دیتا واسطے اس احتمال کے کہ واقع ہو حمل بغیر اختیار کے اور مسلم میں ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں اپنی عورت سے عزل کرتا ہوں واسطے شفقت کرنے کے اس کے بچے پر تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس طرح ہے تو نہ عزل کر نہیں ضرر کرتا یہ فارس اور روم والوں کو اور نیز عزل میں داخل کرنا ضرر کا ہے عورت پر اس واسطے کہ اس میں اس کی لذت کا فوت کرنا ہے اور البتہ اختلاف کیا ہے سلف نے صحیح حکم عزل کے کہا ابن عبدالبر نے کہ علماء کو اس میں اختلاف نہیں یعنی علماء کا اتفاق ہے اس پر کہ نہ عزل کرے آزاد بیوی سے مگر اس کی اجازت سے اس واسطے کہ جماع اس کا حق ہے اور واسطے اس کے مطالبہ ہے ساتھ اس کے اور نہیں ہے جماع معروف مگر وہ چیز کہ نہ لاحق ہو اس کو عزل اور موافق ہوا ہے اس کو اجماع کے نقل کرنے میں ابن ہبیرہ اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ معروف شافعیوں کے نزدیک یہ ہے کہ عورت کے واسطے جماع میں بالکل حق نہیں پھر خاص اس مسئلے میں نزدیک شافعیوں کے خلاف مشہور ہے صحیح جائز ہونے عزل کے آزاد عورت سے بغیر اس کی اجازت کے، کہا غزالی وغیرہ نے کہ جائز ہے اور یہی صحیح ہے نزدیک متاخرین کے اور حجت پکڑی ہے جمہور نے واسطے اس کے ساتھ حدیث عمر رضی اللہ عنہ کے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے اور اس کی سند ضعیف ہے اور وجہ دوسری واسطے شافعیہ کے جزم ہے ساتھ منع کے جب کہ باز رہے اور جب راضی ہو تو صحیح تر قول جواز ہے اور یہ سب اختلاف آزاد عورت میں ہے اور لیکن لوٹڈی سو اگر بیوی ہو تو وہ مرتب ہے آزاد عورت پر اگر اس میں جائز ہے تو لوٹڈی میں بطریق اولی جائز ہوگا اور اگر باز رہے تو دو وجہ ہیں صحیح تر جواز ہے واسطے پرہیز کرنے کے غلام بنانے اولاد کے سے اور اگر سر یہ ہو تو ان کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے مگر ابن حزم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مطلق منع ہے اور اگر لوٹڈی سے اولاد طلب کی گئی ہو تو اس میں رانج جواز ہے مطلق اور اتفاق ہے تینوں مذہبوں کا اس پر کہ نہ عزل کیا جائے آزاد عورت سے مگر اس کی اجازت سے اور اگر لوٹڈی ہو تو اس کی اجازت کے بغیر بھی عزل کرنا جائز ہے اور اختلاف ہے اس لوٹڈی میں جو نکاح کی گئی ہو سو امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کے سردار سے

اجازت لینے کی حاجت ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور راجح نزدیک احمد کے اور ابو یوسف اور محمد نے کہا کہ اجازت اس عورت کے واسطے ہے یعنی اس کے اختیار میں ہے اور یہ ایک روایت میں احمد سے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ دونوں کی اجازت لے اور ایک روایت میں ہے کہ عزل موؤد خفی ہے لیکن مراد اس سے نہی تنزیہی ہے اور اختلاف بیچ علت نہی کے عزل سے کہ منع کیوں ہے سو بعض کے کہا کہ واسطے فوت کرنے حق عورت کے اور بعض نے کہا کہ واسطے معاندہ اور مقابلہ تقدیر کے اور اسی کو تقاضا کرتی ہیں اکثر حدیثیں جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور قول اول مبنی ہے اوپر صحیح ہونے حدیث کے جو فرق کرنے والی ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور کہا امام الحرمین نے کہ اگر اتفاقاً بغیر قصد کے عورت کے فرج سے باہر انزال کرے تو اس کے ساتھ نہی متعلق نہیں ہوتی اور عزل کے حکم سے نکالا جاتا ہے حکم اس عورت کا جو نطفے کے گرانے کے واسطے علاج کرے پہلے پھونکنے روح کے سو جو اس جگہ منع کرتا ہے وہ اس جگہ بطریق اولیٰ منع کرتا ہے اور جو عزل کو جائز کہتا ہے تو ممکن ہے کہ لاحق ہو ساتھ اس کے یہ اور ممکن ہے کہ فرق کیا جائے ساتھ اس طور کے کہ عمل کرنا مستحب تر ہے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا ہے عزل میں استعمال کرنا اسباب کا اور معالجہ نطفے کے گرانے کا واقع ہوتا ہے بعد استعمال کرنے اسباب کے اور لاحق ہے ساتھ اس مسئلے کے استعمال کرنا عورت کا اس چیز کو جو بالکل حمل کو قطع کر ڈالے کہ کبھی حمل نہ ٹھہرے اور فتویٰ دیا ہے بعض متاخرین شافعیوں نے ساتھ منع کے اور وہ مشکل ہے اوپر قول ان کے کی ساتھ مباح ہونے عزل کے مطلق اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے عمدہ عورتیں عرب کی پائیں اور دراز ہوا ہم پر مجرد رہنا اور ہم نے چاہا کہ متعہ کریں اور ہم نے فداء چاہا تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے عرب لوگوں کی لونڈی غلام بنانے کو، وقد تقدم بیانہ فی الحق اور واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے مشرک عورت کی صحبت ساتھ ملک یمین کے اگرچہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ میں سے نہ ہو اس واسطے کہ قوم بنی مطلق بت پرست تھی لیکن احتمال ہے کہ قید عورتیں صحبت سے پہلے مسلمان ہو گئی ہوں اور مراد فداء سے ارادہ قیمت کا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْقُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفْرًا.
 ۴۸۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ
 الْوَّاحِدِ بْنُ أَيْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي
 مَلِيكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ
 أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ
 وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالنا جب کہ سفر کا ارادہ کرے۔
 ۴۸۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے سو حاصل ہوا قرعہ واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے یعنی قرعہ ان کے نام پر نکلا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب رات ہوتی تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ چلتے اس کے ساتھ بات چیت کرتے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

کہا کہ کیا تو نہیں سوار ہوتی آج رات میرے اونٹ پر اور سوار ہوں میں تیرے اونٹ پر تو میرے اونٹ کو دیکھے اور میں تیرے اونٹ کو دیکھوں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہیں! سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں سو ان کو سلام کیا پھر چلے یہاں تک کہ اترے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گم کیا یعنی اتفاقاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جدا پڑیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گفتگو میسر نہ ہوئی پھر جب اترے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں پاؤں اذخر کے گھاس میں ڈالے اور کہتی تھی الہی! غالب کر مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو جو مجھ کو کاٹے اور میں اس کو کہہ نہ سکوں۔

وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ أَلَا تَرَ كَيْبِنَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرِكَ تَنْطُرِينَ وَأَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلَى لَمَّا لَرَكِبْتَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الإِذْخِرِ وَتَقُولُ يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عُقْرَبَاتًا أَوْ حَيَّةً تَلْدُعُنِي وَلَا أُسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بچھو مجھ کو کاٹے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھتے ہوں اور میں آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کچھ نہ کہہ سکوں پس اس پر محمول ہوگا اس کا قول کہ میں آپ کو کچھ کہہ نہ سکتی یعنی میں اپنا واقعہ ان کے پاس حکایت نہ کر سکوں اس واسطے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ کو اس میں معذور نہ جانتے اور میرا عذر قبول نہ کرتے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے تو مفہوم اس کا خاص ہونا قرعہ کا ساتھ حالت سفر کے اور نہیں اپنے عموم پر بلکہ تاکہ مقرر کرے قرعہ اس عورت کو جس کو سفر میں ساتھ لے جائے اور نیز جاری ہوتا ہے قرعہ جب کہ ارادے کرے تقسیم کا درمیان اپنے بیویوں کے سوا ایسا نہ کرے کہ جس کے ساتھ چاہے شروع کرے بلکہ ان کے درمیان قرعہ ڈالے جس کے نام پر قرعہ نکلے اس سے شروع کرے مگر یہ کہ کسی چیز کے ساتھ راضی ہوں تو بغیر قرعہ کے ہی جائز ہے اور ایک روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب قرعہ میرے سوائے کسی اور کے نام پر نکلتا تو آپ کے چہرے میں ناخوشی پیمانی جاتی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جائز ہونے قرعہ کے بیچ قسمت کے درمیان شریکوں کے اور سوائے اس کے اور مشہور مالکیوں اور حنفیوں سے یہ ہے کہ قرعہ کا اعتبار نہیں، کہا عیاض نے یہی مشہور ہے مالک رحمہ اللہ اور اس کے ساتھیوں سے اس واسطے کہ وہ از قسم جو ہے اور حنفیوں سے اس کی اجازت بھی محکی ہے اور البتہ کہا ہے انہوں نے باب کے مسئلے میں اور حجت پکڑی ہے جو منع کرتا ہے مالکیوں میں سے کہ بعض عورتیں زیادہ فائدہ پہنچانے والی ہیں سفر میں بعض سے سوا اگر قرعہ اس عورت کے نام پر نکلے جس میں نفع نہیں تو مرد کے حال کو ضرر کرے اور اسی طرح بالعکس بعض عورتیں خانہ داری میں زیادہ ہوشیار ہوتی ہیں بعض سے اور طارت کے معنی ہیں حاصل ہو اور

جناز میں گزر چکا ہے قول ام العلاء کا طار لنا عثمان بن مظعون یعنی حاصل ہوا ہمارے حصے میں مہاجرین میں سے عثمان رضی اللہ عنہ اور یہ جو کہا کہ جب رات ہوتی تو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ملتے اس کے ساتھ گفتگو کرتے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے مہلب نے اس پر کہ نوبت ٹھہرانا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور نہیں ہے دلالت بیچ اس کے اس واسطے کہ وطن میں نوبت ٹھہرانے کی جگہ رات ہے اور سفر میں اترنے کا وقت ہے اور بہر حال چلنے کا وقت سو وہ اس قسم سے نہیں نہ رات کو نہ دن کو اور ابوداؤد نے اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ کم دن مگر کہ حضرت ﷺ سب پر گھومتے سو بوسہ لیتے اور بدن سے بدن لگاتے سوائے جماع کے پھر جب نوبت والی کے پاس آتے تو اس کے پاس رات کاٹتے اور یہ جو کہا کہ کیا تو میرے اونٹ پر سوار نہیں ہوتی ان، تو گویا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا واسطے اس چیز کے کہ شوق دلایا اس کو حصہ رضی اللہ عنہا طرف اس کے دیکھنے اس چیز کے سے کہ وہ نہ دیکھتی تھیں اور یہ مشعر ہے کہ وہ دونوں چلتے وقت پاس پاس نہ چلتی تھیں بلکہ ہر ایک دونوں میں سے ایک طرف ہوتی جیسے کہ عادت ہے کہ سفر میں قطاریں باندھ کر چلتے ہیں نہیں تو اگر دونوں اکٹھی ہوتیں تو نہ خاص ہوتی ایک دونوں میں سے ساتھ دیکھنے اس چیز کے کہ اس کو دوسری نہ دیکھتی تھی اور احتمال ہے ہے کہ دیکھنے سے مراد اونٹ کی چال ہو یعنی میں دیکھوں کہ تیرا اونٹ کیسا چلتا ہے اور میرا کیسا چلتا ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے حصہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا تو حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ حضرت ﷺ نے حصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کلام کی اور احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس واقعہ کا الہام ہوا ہونا اتفاقاً واقع ہوا ہو اور احتمال ہے کہ کلام کیا ہو اور منقول نہ ہوا ہو اور یہ جو کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دونوں پاؤں کو گھاس میں ڈالا تو شاید اس نے جب پہچانا کہ یہ قصور میرا ہے کہ میں نے حصہ رضی اللہ عنہا کا کہنا قبول کیا تو اس قصور پر اپنی جان کو ملامت کی اور اذخر ایک گھاس ہے اس میں اکثر سانپ بچھو وغیرہ کاٹنے والے کیڑے ہوتے ہیں، کہا داؤدی نے کہ احتمال ہے کہ ہو باہم چلنا عائشہ رضی اللہ عنہا کا رات میں اس واسطے غالب ہوئی اس پر حیرت اور اپنی جان پر موت کے ساتھ بد دعا کی اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ لازم آتا ہے اس سے کہ واجب ہونوبت مقرر کرنی باہم چلنے میں اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو باہم چلنے کے ساتھ خاص نہ کرتے سوائے حصہ رضی اللہ عنہا کے تاکہ حصہ رضی اللہ عنہا اس حیلے کی محتاج ہوئیں اور نہیں باوجہ ہے قسم چلنے کی حالت میں مگر جب کہ ہو خلوت نہ حاصل ہوتی مگر بیچ اس کے ساتھ اس طور کے کہ اس کے ساتھ کجاوے میں سوار ہو اور اترنے کے وقت خیمے میں سب جمع ہوتے ہیں سو اس وقت نوبت کی جگہ سیر ہوگا نہ باہم چلنا اور یہ سب مبنی ہے اس پر کہ نوبت مقرر کرنا حضرت ﷺ پر واجب تھا اور یہی ہے جس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور تائید کرتا ہے قول قرعہ ڈالنے کی یہ کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ سفر کی مدت حساب میں نہیں آتی اور جو عورت گھر میں مقیم ہو اس کو ہجر نہیں دی جاتی بلکہ جب سفر سے پھرے تو آئندہ کے واسطے از سر نو باری شروع کرے اور اگر کسی کو بغیر

قرعہ کے اپنے ساتھ لے جائے اور بعض کو نوبت میں مقدم کرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ جب پھرے تو پچھلی تو اس کا حق پورا دے اور البتہ نقل کیا ہے ابن منذر نے اجماع کو اس پر کہ واجب نہیں پس ظاہر ہوا کہ قرعہ کے واسطے فائدہ ہے اور وہ یہ کہ نہ اختیار کرے بعض عورتوں کو ساتھ خواہش کے مترتب ہوتا ہے اس پر ترک کرنا عدل کا درمیان ان کے اور کہا شافعی نے قدیم قول میں کہ اگر مسافر پچھلی کے واسطے نوبت تقسیم کرتا تو قرعہ کے کوئی معنی نہ تھے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دن خالص اس کے واسطے ہوں جس کا نام قرعہ میں نکلا اور پوشیدہ ہے کہ محل اطلاق کا بیچ ترک کرنے قضاء کے سفر میں ہے تب تک ہے جب تک نام سفر کا موجود ہو سو اگر سفر کرے کسی شہر کی طرف اور اس میں بہت زمانہ ٹھہرے پھر سفر کرے تو پلٹتا تو لازم ہے اس پر قضاء کرنا مدت اقامت کا اور رجوع کی مدت میں شافیہ کو اختلاف ہے اور معنی بیچ ساق ہونے قضاء کے یہ ہیں کہ جتنی اس عورت نے خاوند کی صحبت پائی ہے اتنی سفر کی مصیبت اور مشقت بھگتی ہے اور جو عورت گھر میں مقیم ہے وہ دونوں امروں میں اس کے برعکس ہے۔ (فتح)

عورت اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند سے اپنی سوکن کو بخشے اور کس طرح نوبت مقرر کرے یعنی کس طرح باری مقرر کرے؟

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: من متعلق ہے ساتھ یومہا کے نہ ساتھ جب کے یعنی اپنا دن اس کے ساتھ خاص ہے کہا علماء نے کہ جب عورت اپنی باری کا دن اپنی سوکن کو بخش دے تو خاوند اس کے واسطے اس کی باری کا دن بانٹے سو اگر اس کی باری کے ساتھ متصل ہو تو باری کے ساتھ بانٹے نہیں تو نہ مقدم کرے اس کو اس کے رتبے سے نوبت بانٹنے میں مگر باقی عورتوں کی رضا مندی سے اور انہوں نے کہا کہ جب وہ اپنی نوبت کا دن اپنی سوکن کو بخش دے پھر اگر خاوند قبول کر لے تو نہیں ہے واسطے موہوبہ کے کہ باز رہے اور اگر نہ قبول کرے تو اس کو اس پر جبر نہ کیا جائے اور جب اپنی نوبت کا دن اپنے خاوند کو بخشے اور سوکن کا نام نہ لے تو کیا خاوند کو جائز ہے کہ ایک کو خاص کرے اگر اس کے پاس دو یا زیادہ عورتیں ہو یا اس کو باقی عورتوں کے درمیان بانٹے اور جائز ہے واسطے بخشنے والی کے سب احوال میں رجوع کرنا اس سے جب چاہے لیکن آئندہ زمانے میں نہ ماضی میں۔ (فتح)

۴۸۱۱ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سوہہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نوبت کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دیا یعنی واسطے چاہنے رضا مندی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے دو دن بانٹتے تھے ایک دن اس کا اور ایک دن سوہہ رضی اللہ عنہا کا۔

۴۸۱۱ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ.

فائدہ: سودہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی ہیں جب حضرت ﷺ کے میں تھے یعنی ہجرت سے پہلے اس سے نکاح کیا تھا بعد فوت ہونے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اور دخول کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے اور ہجرت کی سودہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ آپ کے اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے میرے بعد اس سے نکاح کیا تھا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ عقد کیا اس پر بعد اس کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا اور بہر حال داخل ہونا اوپر اس کے سو عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہونے سے بالاتفاق پہلے تھا اور اس کا سبب یہ ہے جو ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے کہ جب سودہ رضی اللہ عنہا یوٹھی ہوئی اور ڈریں کہ حضرت ﷺ اس کو طلاق دیں تو کہا کہ یا حضرت! میں اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخشتی ہوں حضرت ﷺ نے قبول کیا سو اس کے اور اس کی مانند عورتوں کے حق میں یہ آیت اتری ﴿وان امرأة خافت من بعلها نشوزاً﴾ الآیہ اور ایک روایت میں ہے کہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا مجھ کو مرد کی حاجت نہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی بیویوں کے ساتھ اٹھائی جاؤں۔ (فتح)

بَابُ الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَاسْعَا حَكِيمًا﴾

عورتوں کے درمیان انصاف کرنا اور تم سے کبھی نہیں ہو سکے گا کہ عورتوں کے درمیان انصاف کرو و اسعا حکیمانہ۔ تک۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے طرف اس کے کہ آیت میں نفی عدل کی ہے جو ہر وجہ سے ہو اور ساتھ حدیث کے طرف اس کے کہ مراد ساتھ عدل کے ان کے درمیان برابری کرنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ لائق ہے ساتھ ہر ایک کے ان میں سے جو بپورا دے ہر ایک کو ان میں سے کپڑا ان کا اور خرچ ان کا اور ٹھکانا پکڑنے کو طرف اس کے تو نہیں ضرر کرتا جو اس پر زیادہ ہو ان کی محبت سے یا احسان سے ساتھ تحفہ کے اور ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ اپنی عورتوں کے درمیان نوبت بانٹتے سو عدل کرتے اور فرماتے الہی! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں سو نہ ملامت کر مجھ کو اس میں جس کا میں مالک نہیں ترمذی نے کہا کہ مراد محبت ہے اور ساتھ اسی کے تفسیر کیا ہے اس کو اہل علم نے۔ (فتح)

جب نکاح کرے کنواری سے شوہر دیدہ پر تو

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى النَّيْبِ.

کس طرح کرے؟

۳۸۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں حضرت ﷺ نے فرمایا لیکن کہا سنت ہے کہ جب کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے اور جب شوہر دیدہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے۔

۴۸۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَوْشِتُ أَنْ أَقُولَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ قَالَ أَلَسْنَا إِذَا

تَزْوَجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ
الْثَيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا.

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ.

جب نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو
کس طرح کرے؟

۴۸۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نکاح
کرے مرد کنواری عورت سے شوہر دیدہ پر تو اس کے پاس
سات دن رہے پھر اس کے بعد نوبت تقسیم کرے اور جب
نکاح کرے شوہر دیدہ سے کنواری پر تو اس کے پاس تین دن
رہے پھر نوبت بانٹنے کہا ابو قلابہ نے اگر میں چاہوں تو کہوں
کہ انس رضی اللہ عنہ نے اس کو مرفوع کیا ہے یعنی اگر میں اس کے
مرفوع ہونے کے ساتھ تصریح کرتا تو اس میں سچا ہوتا اور ہوتی
روایت بالمعنی اور یہ اس کے نزدیک جائز ہے لیکن اس نے
دیکھا کہ محافظت لفظ پر اولیٰ ہے یا اس نے گمان کیا کہ اس
نے اس کو انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع سنا ہے لیکن بوجہ تقویٰ کے اس
سے پرہیز کیا۔

کہا خالد نے کہ اگر میں چاہوں تو کہوں انس رضی اللہ عنہ نے اس کو
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف مرفوع کیا ہے۔

۴۸۱۴۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَخَالِدٌ
عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مِنَ السَّنَةِ إِذَا
تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ
عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ
عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا لَمْ يَقْسَمْ قَالَ
أَبُو قَلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أُنْسًا رَفَعَهُ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ
أَيُّوبَ وَخَالِدٍ قَالَ خَالِدٌ وَلَوْ شِئْتُ قُلْتُ
رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: شاید مراد بخاری رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ بیان کرے کہ روایت سفیان ثوری سے مختلف ہے سچ منسوب ہونے اس
قول کے کہ کیا وہ ابو قلابہ کا قول ہے یا خالد کا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ زیادتی خالد کی روایت میں ابو قلابہ سے ہے سوائے
روایت ایوب کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ عدل خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ واسطے اس
کے بیوی ہو پہلے جدید عورت سے کہا ابن عبد البر نے کہ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ یہ حق ہے واسطے عورت کے بسبب
زفاف کے برابر ہے کہ آگے اس کے پاس بیوی ہو یا نہ ہو حکایت کیا ہے نووی رضی اللہ عنہ نے کہ مستحب ہے جب کہ اس
کے پاس اس کے سوائے کوئی بیوی نہ ہو نہیں تو واجب ہے اور اختیار کیا ہے نووی رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی فرق نہیں اور اطلاق
شافعی رضی اللہ عنہ کا اس کو قوی کرتا ہے اور راجح قول جمہور کا ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا باب کی حدیث میں ثم

قسم اس واسطے کہ نوبت بائٹا نہیں ہوتا مگر واسطے اس کے جس کی آگے اور بیوی ہو اور اس میں حجت ہے کہ بیویوں پر کہ وہ کہتے ہیں کہ کنواری اور شوہر دیدہ برابر ہیں تین دن میں یعنی سب کے پاس تین تین دن رہے تین دن سے زیادہ نہ رہے اور حجت ہے اور اسی پر کہ وہ کہتا ہے کہ کنواری کے واسطے تین دن ہیں اور شوہر دیدہ کے واسطے دو دن ہیں اور خاص کیا ہے باب کی حدیث کے عموم سے جب کہ ارادہ کرے شوہر دیدہ کہ اس کے پاس پورے سات دن رہے اس واسطے کہ اگر خاوند اس کا کہنا قبول کرے تو ساقط ہوتا ہے حق عورت کا تین دن سے یعنی تین دن اس کے واسطے خاص تھے وہ بھی اس کے باطل ہوئے واسطے اس حدیث کے کہ روایت کیا ہے مسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت ﷺ نے جب اس سے نکاح کیا تو اس کے پاس تین دن رہے اور فرمایا کہ البتہ تیرے خاوند پر کچھ تیری خواری اور بے قدری نہیں سو اگر تو چاہے تو سات دن تیرے پاس رہوں اور اگر تیرے پاس سات دن رہوں گا تو اور بیویوں کے پاس بھی سات دن رہوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ اگر تو چاہے تو تین دن تیرے پاس رہوں پھر گھوموں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ تین دن رہیں اور یہی قول ہے اکثر کا کہ اگر عورت سات دن اختیار کرے تو سب کو قضاء کرے اور اگر بغیر اس کے اختیار کرے تو چار دن جو زیادہ ہیں ان کو قضاء کرے۔

تَنْبِيْهِ: مکر وہ ہے یہ کہ تاخیر کرے سات دن میں یا تین دن میں جماعت کی نماز سے اور تمام نیکی کے عملوں سے جن کو کرتا تھا کہا ہے یہ شافعی رحمہ اللہ نے اور کہا رافعی نے یہ دن میں ہے رات میں نہیں اس واسطے کہ نفل کے واسطے واجب نہیں چھوڑا جاتا اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ اگر تو جماعت کی طرف نکلے تو سب کی بیویوں میں نکلے نہیں تو بالکل نہ نکلے اور کہتے ہیں کہ یہ عذر ہے واسطے چھوڑنے جماعت کے اور واجب ہے موالاتہ سات میں یا تین یعنی پے در پے رہے بیچ میں کوئی دن نہ چھوڑے اور اگر فرق کرے تو نہیں حساب کیا جائے گا راجح قول پر یعنی جو دن کہ اس کے پاس رہا وہ محسوب نہیں ہوگا پھر از سر نو سارے دن پورے کرے اور نہیں فرق ہے درمیان آزاد عورت اور لونڈی کے اور بعض نے کہا کہ لونڈی کے واسطے آدھا آزاد کا ہے۔ (فتح)

جو اپنی سب عورتوں پر گھومے ایک غسل میں۔

۳۸۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے یعنی ان سے صحبت کرتے تھے اور آپ ﷺ کی اس دن نو بیویاں تھیں۔

بَابُ مَنْ طَافَ عَلَيَّ نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.

۴۸۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ

قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نِسَاءَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ

عَلَيَّ نِسَائِهِ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهُ يَوْمَئِذٍ

تِسْعَ نِسْوَةٍ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الغسل میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ نوبت بانٹنا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور نقل کیا ہے ابن عربی نے کہ عصر کے بعد ایک گھڑی تھی اس میں تقسیم حضرت ﷺ پر واجب نہ تھی اور رد کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ آپ اپنی عورتوں پر ایک رات میں گھومتے تھے اور ذکر کیا ہے عیاض نے شفا میں کہ حضرت ﷺ جو ایک رات میں اپنی سب بیویوں پر گھومتے تھے تو حکمت اس میں یہ ہے کہ وہ ان کے احسان کرنے کے واسطے تھا اور شاید ارادہ کیا ہے اس نے نہ جھانکنے ان کے کا واسطے نکاح کرنے کے اس واسطے کہ احسان کے معنی ہیں اسلام اور آزاد ہونا اور عفت اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ تھا یہ واسطے ارادے عدل کے درمیان ان کے اگرچہ یہ واجب نہیں، کما تقدم شى من ذلك اور جو تعلیل اس نے ذکر کیا ہے اس میں نظر ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے بعد ان کو دوسرا نکاح کرنا حرام ہے اور ان میں سے بعض بیوی حضرت ﷺ کے بعد پچاس برس تک زندہ رہی۔ (فتح)

داخل ہونا مرد کا اپنی عورتوں پر دن میں۔

۴۸۱۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب عصر کی نماز سے پھرتے تو اپنی عورتوں پر داخل ہوتے سوان میں سے ہر ایک کے قریب ہوتے یعنی بغیر جماع کے سو حصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو رکے رہے زیادہ معمولی رکنے سے۔

بَابُ دُخُولِ الرَّجُلِ عَلَى نِسَائِهِ فِي الْيَوْمِ.
 ۴۸۱۵۔ حَدَّثَنَا فَرُوقَةُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ
 عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
 عَنْهَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى
 نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى
 حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَجْتَبِسُ.
 بَابُ إِذَا اسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ نِسَاءَهُ فِي أَنْ
 يُمَرِّضَ فِي بَيْتِ بَعْضِهِنَّ فَأَذِنَ لَهُ.

جب اجازت مانگے مرد اپنی عورتوں سے اس کی کہ بیمار داری کیا جائے یعنی خدمت کیا جائے اپنی بیماری میں ان میں سے بعض کے گھر میں اور وہ اس کو اجازت دیں تو ان کی نوبت ساقط ہو جاتی ہے۔

۴۸۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي
 سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ
 أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
 يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَبْنُ أُنَا

۴۸۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی مرض الموت میں پوچھتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا میں کل کہاں ہوں گا مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی نوبت کا دن تھا یعنی اس کی باری کب ہے سو آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ رہیں جس جگہ چاہیں سو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر

میں رہے یہاں تک کہ اس کے نزدیک فوت ہوئے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو فوط ہوئے اس دن جس میں مجھ پر گھومتے تھے یعنی میری باری کے دن میں میرے گھر میں سوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کی اور بے شک آپ کا سر میرے سینے اور ہنسی کے درمیان تھا اور آپ کی تھوک مبارک میری تھوک سے ملی۔

عَدَا أَيْنَ أَنَا عَدَا يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ
أَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ
عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ
فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُورُ عَلَيَّ فِيهِ
فِي بَيْتِي فَقَبَضَهُ اللَّهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَيَبِينُ
نَحْرِي وَسَحْرِي وَخَالَطَ رِيقَهُ رِيقِي.

فائدہ: اور غرض اس سے یہ ہے کہ ان کی نوبت ان کی اجازت سے ساقط ہو جاتی ہے سو گویا کہ انہوں نے اپنا دن بخش دیا اس عورت کو جس کے گھر میں حضرت ﷺ تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اور بعض طریقوں میں اس کی تصریح آچکی ہے۔

بَابُ حُبِّ الرَّجُلِ بَعْضُ نِسَائِهِ الْفَضْلُ

اگر مرد اپنی بعض بیوی کے ساتھ بعض

مِنْ بَعْضٍ.

۴۸۱۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہ وہ حصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو کہا اے بیٹی نہ فریب دے تجھ کو یہ عورت جس کو اپنی خوبصورتی خوش لگی ہے حضرت ﷺ کا اس سے محبت رکھنا یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا سو میں نے اس کو حضرت ﷺ پر بیان کیا حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور مسکرائے۔

۴۸۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ بْنِ
حَنِينٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ دَخَلَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَقَالَ يَا بِنْتِ لَا
يَغْرُنْكَ هَذِهِ النَّبِيُّ أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا
يُرِيدُ عَائِشَةَ فَقَضَّصْتُ عَلَيَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ.

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

اپنے آپ کو آراستہ کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو نہیں ملی یعنی خلاف نمائی کرنے والا اور منع ہے فخر کرنے سوکن کے سے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَتَلَّ وَمَا يُنْهَى مِنْ
الْفِتْحَارِ الضَّرَّةِ.

۴۸۱۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا حضرت! میری ایک سوکن ہے سو کیا مجھ پر اس بات میں کچھ گناہ ہے کہ میں کہوں کہ میرے خاوند نے مجھ کو دی ہے جو

۴۸۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ
أَسْمَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

چیز درحقیقت نہیں دی یعنی اپنے خاوند کی طرف سے اس چیز کا دینا ظاہر کروں جو حقیقت میں اس نے نہیں دی یعنی تاکہ سوکن جلے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ ملی چیز سے اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا جیسے مکر کا جوڑا پہننے والا یعنی یہ صاف مکاری اور خلاف نمائی ہے یہ ہرگز درست نہیں کہ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور۔

ح حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي ضُرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَتَشَبِعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسَ ثَوْبِي زُورًا.

فائدہ: اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو ابو عبید نے اس حدیث کی تفسیر میں بیان کی ہے کہ متشبع سے مراد زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس کے پاس نہیں اپنے آپ کو آسودہ دکھلانے والا اور زینت کرنے والا ساتھ باطل کے مثل عورت کے ہے کہ مرد کے پاس ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں سو وہ ظاہر کرے کہ مجھ کو خاوند سے یہ چیز ملی اور درحقیقت نہ ملی ہو مراد اس کی سوکن کا جلانا ہو اور بہر حال قول اس کا کلابس ثوبی زور تو وہ ایک مرد ہے کہ پہنتا ہے کپڑے جو مشابہ ہوتے ہیں زاہدوں کے کپڑوں کے لوگوں کو وہم دلاتا ہے کہ وہ ان میں سے ہے اور مراد ساتھ اس کے نفس مرد کا ہے اور بعض نے کہا کہ مراد جھوٹے گواہ ہیں کہ عمدہ کپڑے پہن کر گواہی دیتے ہیں تو کپڑوں کی خوبی سے اس کی گواہی قبول ہوتی ہے اور پہلے معنی لائق تر ہیں کہا ابن تین نے کہ وہ یہ ہے کہ پہلے کپڑے امانت یا عاریت کے گمان کریں لوگ کہ یہ خود اس کے اپنے کپڑے ہیں اور وہ ہمیشہ نہیں رہتے اور رسوا ہوتا ہے اپنے جھوٹ سے اور مراد ساتھ اس کے نفرت دلانا عورت کا ہے اس چیز سے کہ ذکر کی واسطے خوف فساد کے درمیان اپنے خاوند کے اور سوکن کے، اور ان کے درمیان عداوت کو پیدا کرے سو ہو جائے مانند جادو کے جو جدائی کرتا ہے درمیان مرد کے اور اس کی بیوی کے اور کہا زحشری نے کہ متشبع کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ اس کا پیٹ بھرا ہے اور حالانکہ اس کا پیٹ بھرا نہیں اور استعارہ کیا گیا واسطے متزین ہونے کے ساتھ فضیلت کے جو اس کو نہیں ملی اور تشبیہ دی ساتھ اس کے جو مکر کے کپڑے پہننے یعنی مکار کے اور وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو نیکیوں کی شکل بنائے اور اپنے آپ کو نیکیوں کی صورت میں دکھلاے واسطے ریا کے اور منسوب کیا دونوں کپڑوں کو طرف اس کی اس واسطے کہ وہ مانند لمبوں کے ہیں اور ارادہ کیا ہے ساتھ تشبیہ کے زینت کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو اس میں نہیں مانند اس شخص کے ہے جو مکر کے دو کپڑے پہننے ایک کی چادر بنا دے ایک کا تہ بند پس اشارہ ساتھ تہہ بند اور چادر کے طرف اس کے ہے کہ وہ سر سے پاؤں تک مکر کے ساتھ متصف ہے اور احتمال ہے کہ ہو تشبیہ اشارہ طرف اس کے کہ حاصل ہوئی ہیں واسطے متشبع کے دو حالتیں مذموم ایک نہ ہونا اس چیز کا جس کے ساتھ اپنے آپ کو آسودہ دکھلاتا ہے دوسرا باطل کا ظاہر کرنا اور بعض

نے کہا کہ وہ شخص وہ ہے جو اپنے آپ کو دکھلاتا ہے کہ وہ سیر ہے اور حالانکہ وہ اس طرح نہیں ہے۔ (فتح)
بَابُ الْغَيْرَةِ.
 باب ہے غیرت کے بیان میں۔

فائدہ: کہا عیاض وغیرہ نے کہ وہ مشتق ہے دل کے بدلنے سے اور غضب کے جوش مارنے سے بسبب مشارکت کے اس چیز میں کہ اس کے ساتھ خاص ہونا ہے اور سخت تر غیرت میاں بیوی کی درمیان ہوتی ہے یہ تو آدمی کے حق میں ہے اور بہر حال اللہ تعالیٰ کے حق میں سو یہ خوب تر یہ ہے کہ تفسیر کیا جائے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ تفسیر کی گئی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آئندہ آتی ہے اور وہ قول اس کا کہ غیرت اللہ تعالیٰ کی یہ ہے کہ کرے ایماندار وہ چیز جو حرام کی ہے اللہ تعالیٰ نے اوپر اس کے اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ وہ غیرت اللہ تعالیٰ کے حق میں اشارہ طرف تفسیر حال فاعل اس کے کی اور بعض نے کہا کہ غیرت دراصل حمیت اور عار ہے اور یہ تفسیر ہے ساتھ لازم تغیر کے پس رجوع کرے گا طرف غضب کے اور البتہ منسوب کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں غضب اور رضا طرف نفس اپنے کے اور کہا ابن عربی نے کہ تغیر محال ہے اللہ تعالیٰ پر ساتھ دلالت قطعی کے پس لازم ہے تاویل اس کی ساتھ لازم کے مانند وعید کے اور واقع کرنے عقوبت کے ساتھ فاعل کے اور سب آدمیوں میں زیادہ غیرت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھے اسی واسطے غیرت کرتے تھے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے دین اور اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ وَرَادُّ عَنِ الْمُغَيْرَةِ قَالَ سَعْدُ بْنُ
 عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي
 لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَقَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّعَجِبُونَ
 مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهُ أَغْيَرُ
 مِنِّي.

کہا وراڈ نے مغیرہ سے کہ کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہ
 اگر میں کسی مرد کو اپنی عورت کے ساتھ دیکھوں تو اس کو
 تلوار سے مار ڈالوں نہ مارنے والا اس کو اس کی چوڑائی
 سے واسطے ڈرانے اور جھڑکنے کے بلکہ مارنے والا اس کو
 اس کی دھار اور تیزی سے واسطے قتل کرنے کے یا نہ گزر
 کرنے والا اس سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم
 تعجب نہیں کرتے سعد رضی اللہ عنہ کی غیرت سے البتہ میں اس
 سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ
 سے زیادہ تر غیرت کرنے والا ہے۔

فائدہ: مسلم میں روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں تو اس کو مہلت دوں
 یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت اتری
 ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ﴾ الآية تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اس طرح اتری سوا اگر میں کسی مرد کو اپنی
 عورت کے ساتھ پاؤں تو اس کو نہ بلاؤں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں سو قسم ہے اللہ کی جب تک میں چار گواہ لاؤں

تب تک وہ اپنی حاجت پوری کر لے گا حضرت ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم نہیں سنتے جو تمہارا سردار کہتا ہے اصحاب نے کہا یا حضرت! اس کو ملامت نہ کیجیے اس واسطے کہ یہ مرد بڑا غیرت کرنے والا ہے اس نے کبھی کوئی عورت نکاح نہیں کی مگر کنواری اور نہ کسی کو طلاق دی کہ کوئی مرد ہم میں سے اس کے نکاح کی جرأت کرے اس کے سخت غیرت کے سبب سے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! قسم ہے اللہ کی البتہ میں جانتا ہوں کہ وہ حق ہے اور وہ اللہ کے نزدیک ہے لیکن میں تعجب کرتا ہوں کہ گواہوں کے لانے تک وہ اپنی حاجت پوری کر لے۔ (فتح)

۴۸۱۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی سبب سے اس نے بے حیائی کے سب کام منع کیے اور اللہ سے زیادہ تر کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو۔

۴۸۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ کی امت! اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والا کوئی شخص نہیں یہ کہ اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کرتے دیکھے اے محمد ﷺ کی امت! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو البتہ رویا کرتے بہت اور ہنستے تھوڑا۔

۴۸۱۹۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَعْيَرَ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ.

۴۸۲۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَحَدٌ أَعْيَرَ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أُمَّتَهُ تَزْنِي بِأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَكَبَّيْتُمْ كَثِيرًا.

فائدہ: اس کی شرح کوف میں گزر چکی ہے۔

۴۸۲۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے زیادہ تر غیرت کرنے والی نہیں۔

۴۸۲۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بِنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا شَيْءَ أَعْيَرَ مِنَ اللَّهِ.

۴۸۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے

۴۸۲۲۔ وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى

اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ کرے ایماندار جو چیز اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کی ہے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ.

۳۸۲۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا اور اس کے واسطے زمین نہ مال تھا نہ غلام نہ کچھ اور چیز سوائے اونٹ پانی سینچنے والے کے اور سوائے اس کے گھوڑے کے سو میں اس کے گھوڑے کو گھاس کھلاتی تھی اور پانی لاتی تھی اور اس کے ڈول کو سیتی تھی اور آنا گوندہتی تھی اور میں اچھی طرح روٹی نہ پکا سکتی تھی اور میری ایک ہمساہی عورت روٹی پکاتی تھی اور انصاری عورتیں سچ کی عورتیں تھیں (منسوب کیا ان کو طرف سچ کے واسطے مبالغہ کے بیچ تلبیس ان کے کی ساتھ اس کے حسن معاشرت میں اور وفا کرنے کے ساتھ عہد کے) اور میں کجور کی گھٹلیوں کو اپنے سر پر اٹھاتی تھی زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین سے جو حضرت ﷺ نے اس کو جاگیر دی تھی اور وہ میرے گھر سے ایک میل پر تھی سو میں ایک دن آئی اور گھٹلیاں میرے سر پر تھیں حضرت ﷺ سے اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا پھر اپنی اونٹنی سے کہا کہ بیٹھ جا بیٹھ جا اخ اخ ایک کلمہ ہے کہ اونٹ کے بٹھلانے کے واسطے بولتے ہیں تاکہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں سو میں شرمائی کہ میں مردوں کے ساتھ چلوں اور میں نے زبیر رضی اللہ عنہ اور اس کی غیرت کو یاد کیا اور وہ لوگوں میں زیادہ غیرت کرنے والا تھا سو حضرت ﷺ نے پہچانا کہ میں شرمائی سو گزرے سو میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی میں نے کہا

۴۸۲۴۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرِ نَاصِحٍ وَغَيْرِ فَرْسِهِ فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرْسَهُ وَأَسْقِي الْمَاءَ وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ وَأَعْجِنُ وَلَمْ أَكُنْ أَحْسِنُ أَحْبَبُ وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتِ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ وَكَانَ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوْءَ مِنَ أَرْضِ الزُّبَيْرِ النَّبِيُّ أَقَطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ رَأْسِي وَهِيَ مِنِّي عَلَيَّ ثَلَاثِي فَرَسِي فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوْءَ عَلَيَّ رَأْسِي فَلَقِيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَعَانِي ثُمَّ قَالَ إِيحَ إِيحَ لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أُسِيرَ مَعَ الرَّجَالِ وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ وَكَانَ أَعْيَرَ النَّاسَ فَعَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي قَدْ اسْتَحْيَيْتُ فَمَضَى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ فَقُلْتُ لِقَبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى وَمَعَهُ نَفْرٌ
مِنْ أَصْحَابِهِ فَأَنَاحَ لِارْتِكَابِ فَاسْتَحْيَيْتُ
مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَعَمَلِكَ
النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوبِكَ مَعَهُ
فَأَلْتِ حَتَّى أُرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ
بِخَادِمٍ تَكْفِيئِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَانَمَا
أَعْتَقْنِي.

حضرت ﷺ مجھ سے ملے تھے اور میرے سر پر کھجور کی
گٹھلیاں تھیں اور آپ کے ساتھ چند انصاری تھے سو آپ نے
اونٹنی بٹھلائی تاکہ میں سوار ہوں سو میں آپ سے شرمائی اور
میں نے تیری غیرت پہچانی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی
البتہ اٹھانا تیرا گٹھلیوں کو مجھ پر سخت تر تھا تیرے سوار ہونے
سے ساتھ حضرت ﷺ کے اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یہاں تک کہ ابو
بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد میرے پاس خادم بھیجا جو کفایت
کرے مجھ کو گھوڑے کی نگہبانی سے سو گویا کہ اس نے مجھ کو
آزاد کر دیا۔

فائدہ: عطف مملوک کا مال پر بنا بر اس کے کہ مراد ساتھ مال کے اونٹ یا زمینیں ہیں جن میں کھیتی کی جاتی ہے اور
مراد ساتھ مملوک کے لوٹڑی غلام ہیں اور قول اس کا لاشیء عطف عام کا ہے خاص پر شامل ہے ہر چیز کو جو ملک میں آ
سکتی ہو یا مال بن سکتی ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ نہیں ارادہ کیا اس نے داخل کرنے اس چیز کے کا کہ نہیں کوئی چارہ اس سے
گھر اور کپڑے اور کھانے سے اور اس مال تجارت کے سے اور دلالت کرتا ہے سیاق اس کا کہ جس زمین کا آگے
ذکر آتا ہے وہ زبیر رضی اللہ عنہ کی ملکیت نہ تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ جاگیر تھی سو وہ اس کے منافع کا مالک تھا نہ
اس کے رقبہ کا اسی واسطے نہ استثناء کیا اس نے اس کو جیسے کہ مستثنیٰ کیا گھوڑے اور اونٹ کو اور یہ جو کہا کہ میری ایک
ہمسائی انصاری روٹی پکاتی تھی تو یہ محمول ہے اس پر کہ اس کی کلام میں حذف ہے اس کی تقدیر یہ ہے کہ نکاح کیا مجھ
سے زبیر رضی اللہ عنہ نے مکے میں اور حالانکہ وہ ساتھ صفت مذکور کے تھا اور بدستور اس پر رہا یہاں تک کہ ہم مدینے میں
آئے اور میں اس طرح کرتی تھی آخر حدیث تک اس واسطے کہ انصار کی عورتیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہمسائی
ہوئیں ان کے بعد آنے ان کے مدینے میں قطعاً اور جو زمین حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو جاگیر دی تھی یہ یہود بنی
نضیر کے مالوں میں سے تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر عطاء کی تھی بغیر دوڑانے گھوڑوں کے اور یہ جو کہا کہ تاکہ
مجھ کو اپنے پیچھے سوار کریں تو شاید سمجھا اس کو اسماء رضی اللہ عنہا نے قرینے حال کے سے نہیں تو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کی
مراد یہ ہو کہ اسماء رضی اللہ عنہا تھا اس پر سوار ہوں اسی واسطے شرمائیں نہیں تو دوسرے احتمال پر رفاقت متعین نہیں اور یہ جو کہا
کہ زبیر رضی اللہ عنہ لوگوں میں زیادہ تر غیرت کرنے والا تھا تو یہ بہ نسبت اس کے علم کے ہے یعنی ارادہ کیا اس نے کہ اس کو
اپنے جس کے لوگوں پر فضیلت دے یا من محذوف ہے یعنی زیادہ غیرت کرنے والوں میں سے تھا اور یہ جو کہا کہ تیرا
حضرت ﷺ کے ساتھ سوار ہونا الخ تو وجہ ایک دوسرے پر سخت ہونے کی ہے کہ تیرے حضرت ﷺ کے ساتھ سوار

ہونے میں بڑا امر غیرت کا پیدا نہیں ہوتا یعنی کچھ ایسی بڑی بات نہیں اس واسطے کہ وہ حضرت ﷺ کی سالی تھی سو اس حالت میں آپ کو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں اگرچہ خاوند سے خالی ہو سو نہ باقی رہا مگر یہ احتمال کہ واقع ہو واسطے اس کے بعض مردوں سے مزاحمت بغیر قصد کے اور یہ کہ ظاہر ہو واسطے اس کے وقت بیٹھنے کے وہ چیز جس کے ظاہر ہونے کا وہ ارادہ نہیں کرتی اور مانند اس کے اور یہ سب ہلکا ہے اس چیز سے کہ تحقیق ہوئی اس کی ذلت سے ساتھ اٹھانے گھلیوں کے اپنے سر پر دو رجبہ سے اس واسطے کہ یہ وہم دلاتی ہے نفس کی خست کو اور وفات ہمت کو اور قلت غیرت کو لیکن تھا سبب باعث او پر صبر کرنے کے اس پر مشغول ہونا اس کے خاوند اور باپ کا ساتھ جہاد وغیرہ کے اس قسم سے کہ حکم کرتے تھے ان کو حضرت ﷺ ساتھ اس کے اور نہیں فارغ ہوتے تھے واسطے کار سازی گھروں کے کہ اس کو خود کریں اور واسطے بچگی کے کہ ان کے پاس لوٹنی غلام نہ تھے جو ان کو اس سے کفایت کریں سو بند ہوا امر ان کی عورتوں میں سو وہ کفایت کرتی تھیں ان کو گھر کے کاموں سے واسطے بہت ہونے اس چیز کے کہ تھے بیچ اس کے مدد اسلام کی سے باوجود اس کے کہ یہ عادت میں عار نہیں سمجھی جاتی تھی اور استدلال کیا گیا ساتھ اس قصے کے اس پر کہ لازم ہے عورت پر قائم ہونا ساتھ تمام اس چیز کے کہ محتاج ہوتا ہے طرف اس کی خاوند خدمت سے اور یہی مذہب ہے ابو ثور کا اور حمل کیا ہے اس کو باقی لوگوں نے اس پر کہ اس نے یہ کام بطور نفل کے کیا اور یہ لازم نہ تھا اشارہ کیا ہے طرف اس کے مہلب نے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ واقع اور جو اس کے مانند ہے ضرورت کے وقت میں تھا پس نہ عام ہوگا حکم اس کے غیر میں جس کا حال اس کے مثل نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی کی شکایت کی اور اپنے باپ سے خادم مانگا سو حضرت ﷺ نے ان کو وہ چیز بتلائی جو اس سے بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور رائج یہ ہے کہ یہ معمول ہے شہروں کی عادتوں پر اس واسطے کہ وہ مختلف ہیں اس باب میں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ حجاب حضرت ﷺ کی بیویوں کے ساتھ خاص تھا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ تھا پہلے اترنے حجاب کے سے اور مشروع ہونے اس کے سے اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب سورہ نور اتری ﴿ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن﴾ تو عورتوں نے اپنی چادروں کو کناروں سے پکڑ کر پھاڑا ان کے ساتھ اپنے گریبان کو ڈھانکا اور ہمیشہ رہی عادت عورتوں کی پہلے زمانے میں اور پچھلے زمانے میں کہ اپنے منہ کو بیگانے مردوں سے ڈھانکتی تھیں اور اس میں غیرت کرنی مرد کی ہے اپنے گھر والوں پر وقت خراب اور میلے ہونے ان کے حال کے اس چیز میں کہ دشوار ہے خدمت سے اور اس میں عار ہے اس کے نفس کی ایسے کام سے خاص کر جب کہ شریف نسب ہو اور اس میں فضیلت ہے واسطے اسماء رضی اللہ عنہا کے اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور انصاری عورتوں کے۔ (فتح)

۴۸۲۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُكَيْبَةَ عَنْ
 ۲۸۲۲ - حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ
 حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 اپنی بعض بیویوں کے پاس تھے تو مسلمانوں کی ایک ماں یعنی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ فَأَرْسَلَتْ
 إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِصُحْفَةٍ فِيهَا
 طَعَامٌ فَضَرَبَتْ الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ
 الصُّحْفَةُ فَأَنْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقَّ الصُّحْفَةَ لَمْ يَجْعَلْ يَجْمَعُ
 فِيهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصُّحْفَةِ
 وَيَقُولُ غَارَتْ أُمَّكُمْ لَمْ حَبَسَ الْخَادِمَ
 حَتَّى أَتَى بِصُحْفَةٍ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ هُوَ فِي
 بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصُّحْفَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى النَّبِيِّ
 كَسِرَتْ صُحْفَتُهَا وَأَمْسَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي
 بَيْتِ النَّبِيِّ كَسَرَتْ.

زینب رضی اللہ عنہا نے ایک رکابی بھیجی جس میں کھانا تھا سو مارا اس بیوی نے جس کے گھر میں حضرت ﷺ تھے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے خادم کے ہاتھ کو سو رکابی گر پڑی اور ٹکڑے ٹکڑے ہوئی سو حضرت ﷺ نے رکابی کے ٹکڑوں کو اکٹھا کیا پھر اس میں کھانا جمع کرنے لگے جو رکابی میں تھا اور فرماتے تھے کہ تمہاری ماں کو غیرت آئی پھر خادم کو روکا یہاں تک کہ لائے رکابی ثابت اس عورت کے پاس سے جس کے گھر میں تھے سو ثابت رکابی اس کو دی جس کی رکابی توڑی گئی تھی اور ٹوٹی رکابی کو توڑنے والی کے گھر میں رکھا۔

فائدہ: غارت امکہ یہ خطاب ساتھ حاضرین کے ہے اور مراد ساتھ ماں کے وہ بیوی ہے جس نے رکابی توڑی تھی اور وہ ایک مسلمانوں کی ماں میں سے ہے اور اسی پر حمل کیا ہے اس کو تمام لوگوں نے جنہوں نے اس حدیث کی شرح کی ہے اور انہوں نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے طرف عدم مواخذہ غیرت دار عورت کے ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو اس سے اس واسطے کہ اس حالت میں اس کی عقل پردے میں ہوتی ہے ساتھ شدت غضب کے کہ اٹھایا ہے اس کو غیرت اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ غیرت دار عورت نالے کی اوچان نوان کو نہیں دیکھتی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر غیرت لکھی ہے سو جو صبر کرے اس کو شہید کا ثواب ہوگا اور کہا داؤدی نے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی انکہ سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہے تو گویا کہ معنی یہ ہیں کہ تعجب کرو اس سے جو واقع ہوا ہے اس سے غیرت سے سو اس سے پہلے تمہاری ماں کو غیرت آئی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چھوٹے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اس کی ماں کے ساتھ اس نالے کی طرف نکالا جس میں کھنسی نہیں ہوتی اور یہ اگرچہ اچھی توجیہ ہے لیکن رکابی توڑنے والی اور نیز مخاطبین ہاجر کی اولاد سے ہیں نہ سارہ کی اولاد سے۔ (فتح)

۴۸۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ
 الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ
 مُحَمَّدِ بْنِ الْمُتَكِدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

۳۸۲۵ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا سو میں نے ایک محل دیکھا تو میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے؟ فرشتوں

نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے سو میں نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہوں یعنی اس کے اندر جا کر دیکھوں سو نہ منع کیا مجھ کو مگر جاننے میرے نے تیری غیرت کو یعنی مجھ کو تیری غیرت یاد آئی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے پیغمبر! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ آتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا بَابِي أَنْتَ وَآمِي يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَوْ عَلَيْكَ أَغَارُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

۴۸۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو بہشت میں دیکھا سو اچانک دیکھا کہ ایک عورت محل کے پاس وضو کرتی ہے میں نے کہا یہ کس کا محل ہے؟ کہا یہ محل عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے سو مجھ کو تیری غیرت یاد آئی سو میں پھر آیا پشت دے کر سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور وہ مجلس میں تھے پھر کہا یا حضرت! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔

۴۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَحْمَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوسٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ فَإِذَا امْرَأَةٌ تَوَضَّأَتْ إِلَى جَانِبِ قَصْرِ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا لِعُمَرَ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَوَلَّيْتُ مَدْبِرًا فَبَكَى عُمَرُ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ قَالَ أَوْ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغَارُ.

فائدہ: پہلی حدیث میں دو احتمال تھے کہ حضرت رضی اللہ عنہ بہشت میں خواب میں داخل ہوتے ہوں یا بیدار میں سو اس حدیث نے بیان کیا کہ یہ واقعہ خواب میں تھا اور خطابی وغیرہ نے گمان کیا ہے کہ لفظ تَوَضَّأَتْ تعقیف ہے یعنی بدلا ہوا ہے اصل میں کچھ اور تھا پھر بدل کر کچھ اور ہو گیا اس واسطے کہ حوریں پاک ہیں ان پر وضو نہیں اور اسی طرح جو بہشت میں داخل ہو اس میں طہارت نہیں اور میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں خطابی کی ساتھ اس کے بہت بحث کی ہے جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں اور استدلال کیا ہے داؤد نے ساتھ اس کے کہ حوریں بہشت میں وضو کرتی ہیں اور نماز پڑھتی ہیں میں کہتا ہوں یہ جو آیا ہے کہ بہشت تکلیف کی جگہ نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ صادر ہو کسی سے کچھ عبادت ساتھ اختیار اپنے کے جو چاہے انواع عبادت سے کہا ابن بطلان نے کہ اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ جانے اپنے

ساتھی سے غلق کو تو نہیں لائق ہے کہ تعرض کرے واسطے اس چیز کے کہ اس کو نفرت دلائے اور اس میں ہے کہ جو نسبت کرے طرف اس شخص کی جو موصوف ہو ساتھ صفت صلاح کے جو اس کے مخالف ہو تو اس پر انکار کیا جائے اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بہشت اب موجود ہے اور حوریں بی اور باقی شرح اس کی بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ وَوَجْدِهِنَّ.

باب ہے بیان میں غیرت عورتوں کے اور ان کے غصے کے۔

فائدہ: یہ باب خاص تر پہلے باب سے ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں کوئی پکا حکم نہیں کیا اس واسطے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے احوال اور اشخاص کے اور اصل غیرت عورتوں کی کسی نہیں لیکن جب زیادتی کرے اس میں ساتھ قدر زائد کے اوپر اس کے تو ملامت کی جائے اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ جو جابر بن سہیک کی حدیث میں آچکا ہے کہ بعض غیرت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور بعض غیرت وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے سو جو غیرت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے وہ غیرت شک میں ہے اور جس غیرت کو دوست نہیں رکھتا وہ غیرت غیر شک میں ہے اور یہ تفصیل محض مردوں کے حق میں ہے واسطے ضرورت منع ہونے دو خاوندوں کے واسطے عورت کے ساتھ طریق حلال ہونے کے اور بہر حال عورت سو جب غیرت کرے اپنے خاوند سے بچ اختیار کرنے حرام چیز کے یا سات زنا کے مثلاً یا ساتھ کم کرنے حق اس کے اور ظلم کرنے اس کے کی اوپر اس کے واسطے سو کن اس کی کے اور اختیار کرنے اس کی کی اوپر اس کے سو جب یہ تحقیق ہو یا ظاہر ہو قرینہ تو یہ غیرت مشروع ہے اور اگر واقع ہو یہ مجرد وہم سے بغیر دلیل سے تو یہ غیرت غیر شک میں ہے اور بہر حال جب کہ ہو خاوند انصاف کرنے والا عادل اور دونوں سو کنوں میں سے ہر ایک کا حق ادا کرے تو غیرت ان دونوں سے اگر ہو واسطے طبیعت بشری کے جس سے کوئی عورت سلامت نہیں تو اس میں اس کو معذور رکھا جائے جب تک نہ بڑھے طرف اس چیز کے کہ حرام ہے اس پر قول سے یا فعل سے اور بہر حال محمول ہے جو سلسلہ صالح کی عورتوں سے اس میں آیا ہے۔ (فتح)

۳۸۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے کہا کہ بھلا آپ اس کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی اور جب تو ناخوش ہوتی ہے

۴۸۲۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِذَا كُنْتُ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتُ عَلَيَّ غَضَبِي قَالَتْ فَلَقْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَّا إِذَا كُنْتُ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولِينَ لَا

تو بات چیت میں یوں کہتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں
ابراہیم علیہ السلام کے رب کی میں نے کہا کہ ہاں سچ ہے میں
ناخوشی میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل
سے نہیں چھوڑتی۔

وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتَ عَلَىٰ غُضَبِي قُلْتُ
لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلٌ وَاللَّهِ يَا
رَسُولَ اللَّهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ.

فائدہ: لیا جاتا ہے اس سے استقرء مرد کا عورت کے حال کو اس کے فعل اور قول سے اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ
مائل کرنے کے طرف اس مرد کے اور نہ مائل ہونے کے اور حکم کرنا ساتھ اس چیز کے کہ تقاضا کریں اس کے قرینے
سچ اس کے اس واسطے کہ جزم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ راضی ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ناراض ہونے اس کے کی
ساتھ مجرد ذکر کرنے عائشہ رضی اللہ عنہا کے آپ کے نام شریف کو سونا کیا دو حالتوں کو یعنی ذکر اور سکوت کے تغیر دو حالتوں
کے کو راضی ہونے اور ناخوش ہونے کو اور احتمال ہے کہ جوڑی گئی ہو طرف اس کے کوئی اور چیز جو اس سے صریح تر ہو
لیکن نہ منقول ہوئی ہو اور قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ میں آپ کا نام لینا زبان سے چھوڑ دیتی ہوں کہا طیبی نے کہ یہ نہایت
لطیف ہے اس واسطے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جب وہ غصے کی حالت میں ہوتی ہے جو عاقل کے اختیار کو دور
کرتا ہے تو اس وقت بھی محبت مستقرہ سے متغیر نہیں ہوتی اور کہا ابن منیر نے کہ مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ وہ لفظی
نام چھوڑ دیتی تھیں اور نہ چھوڑتا تھا دل ان کا اس تعلق کو جو اس کو حضرت ﷺ کی ذات مبارک کے ساتھ تھا دوستی اور
محبت سے اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابراہیم علیہ السلام کا نام لیا کسی اور تغیر کا نام نہ لیا تو اس میں دلالت ہے اوپر زیادہ
ہونے باوجہ اس کی کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ ابراہیم علیہ السلام سے قریب تر ہیں بہ نسبت اور لوگوں کے جیسا کہ نص
کی ہے اس پر قرآن نے سو جب نہ تھا واسطے عائشہ رضی اللہ عنہا کے کوئی چارہ آپ کے اسم شریف چھوڑنے کا تو بدلہ اس کو
ساتھ اس شخص کے جس کے ساتھ آپ کو کچھ تعلق ہے تاکہ فی الجملہ تعلق کے دائرے سے خارج نہ ہو۔ (فتح) اور کہا
مہلب نے کہ استدلال کیا جاتا ہے ساتھ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس پر کہ اسم مسمی کا غیر ہے یعنی اسم اور چیز ہے اور مسمی
اور چیز ہے اس واسطے کہ اگر اسم مسمی کا عین ہوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے چھوڑنے سے ذات کا چھوڑنا لازم آتا اور
حالانکہ اس طرح نہیں اور اس مسئلے کی بحث توحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۸۲۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو
حضرت ﷺ کی کسی بیوی پر غیرت نہیں آئی جیسے مجھ کو
خدیجہ رضی اللہ عنہا پر غیرت آئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ اس کو
بہت یاد کرتے تھے اور اس کی ثناء کرتے تھے اور البتہ
حضرت ﷺ کو وحی ہوئی کہ بشارت دیں اس کو ایک گھر کی

۴۸۲۸ - حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ
حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا غَرَّتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ
لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا
غَرَّتْ عَلَيَّ خَدِيجَةَ لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُولِ

بہشت میں جو موتیوں اور یاقوت سے بنا ہو۔

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا وَتَمَّانِيهِ
عَلَيْهَا وَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ لَهَا فِي
الْجَنَّةِ مِنْ لَقِيبٍ.

فائدہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس غیرت کا سبب یہ ہے کہ حضرت ﷺ اس کو بہت یاد کرتے تھے اور باوجود اس کے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا موجود نہ تھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بے خوف تھیں اس سے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ان کو حضرت ﷺ کی ذات میں شریک ہوں اس واسطے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں لیکن حضرت ﷺ کا اس کو بہت یاد آنا تقاضا کرتا ہے ترجیح ان کی کو نزدیک حضرت ﷺ کے سو یہی ہے وہ چیز جو غضب کی باعث ہوئی ہے جس نے غیرت کو جوش دلایا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں پہلے گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے بہتر بدلا دیا مراد رکھتی تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے نفس کو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس سے بہتر بدلا نہیں دیا اور باوجود اس کے منقول نہیں کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر مواخذہ کیا ہو واسطے قائم ہونے عذر اس کے کی ساتھ غیرت کے جس پر عورتیں پیدا ہوئیں۔ (فتح)

دفع کرنا اور دور کرنا مرد کا غیرت کو اپنی بیٹی سے اور طلب کرنا انصاف کا اس کے واسطے۔

بَابُ ذَبِّ الرَّجُلِ عَنِ ابْنَتِهِ فِي الْغَيْرَةِ
وَالْإِنصَافِ.

۴۸۲۹۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا منبر پر فرماتے تھے کہ بے شک ہشام بن مغیرہ کی اولاد مجھ سے اس کی اجازت مانگتے ہیں کہ اپنی بیٹی کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نکاح کر دیں سو میں ان کو اجازت نہیں دیتا پھر بھی میں ان کو اجازت نہیں دیتا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کر لے پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری بیٹی میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے مجھ کو وہی چیز رنج دیتی ہے جو اس کو رنج دیتی ہے اور مجھ کو تکلیف دیتی ہے جو اس کو تکلیف دیتی ہے۔

۴۸۲۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ بِنْتِي هِشَامُ بِنْتُ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنْكَحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَلَا أَذْنَ لَكُمْ لَا أَذْنَ لَكُمْ لَا أَذْنَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيُنْكَحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيدُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِنُنِي مَا إِذَاهَا هَكَذَا قَالَ.

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے اس روایت میں کہ سب خطبے کا ہشام کی اولاد کا اجازت مانگتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سو یہ خبر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی وہ حضرت ﷺ کے پاس آئیں اور کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں کے واسطے غصہ نہیں کرتے اور یہ علی رضی اللہ عنہ ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں اسی طرح بولا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے علی رضی اللہ عنہ کے حق میں صیغہ اسم فاعل کا بطور مجاز کے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اس کے نکاح کا پکا ارادہ کیا تھا سوا تا را اس کو جگہ اس شخص کی جو فعل کرے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام کیا تو اس کے گھر والوں نے کہا کہ ہم تجھ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نکاح نہیں کر دیں گے میں کہتا ہوں شاید یہی سبب تھا ان کے اجازت مانگنے کا حضرت ﷺ سے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے خود ہی اجازت مانگی اور شاید علی رضی اللہ عنہ نے خطبے کے بعد حضرت ﷺ سے اجازت مانگی تھی اور خطبے کے وقت علی رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے سو جب حضرت ﷺ نے ان کو اجازت نہ دی تو نہ تعرض کیا علی رضی اللہ عنہ نے بعد اس کے واسطے طلب اس کی کے اسی واسطے آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام چھوڑ دیا اور یہ جو حضرت ﷺ نے تین بار کہا کہ میں ان کو اجازت نہیں دیتا تو یہ واسطے تاکید کے ہے اور اس میں اشارہ طرف اس کے کہ میں ان کو کبھی اجازت نہیں دوں گا اور شاید مراد اٹھانا احتمال کا ہے واسطے اسی احتمال کے کہ محمول کی جائے نفی او پر مدت معین کے سو فرمایا کہ پھر بھی میں ان کو اجازت نہ دوں گا یعنی اگرچہ گزر جائے مدت فرض کی گئی تقدیر میں اس کے بھی اجازت نہ دوں گا پھر اسی طرح ہمیشہ تک اور یہ جو کہا کہ مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے اٹخ تو یہ محمول ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے بعض دشمنوں نے کہا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کا پکا ارادہ نکاح کرنے کا ہے نہیں تو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ گمان نہیں کیا جاتا کہ وہ بدستور رہے مکتبی پر بعد اس کے کہ حضرت ﷺ سے مشورہ لیں اور حضرت ﷺ ان کو منع کریں اور زہری کی روایت میں ہے فرمایا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ حلال چیز کو حرام کروں اور حرام کو حلال کروں لیکن قسم ہے اللہ کی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک مرد کے نکاح میں کبھی جمع نہ ہوں گی یا ایک مکان میں کبھی جمع نہ ہوں گی کہا ابن تین نے کہ صحیح تر وہ چیز ہے جس پر یہ قصہ محمول کیا جائے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ پر حرام کیا کہ حضرت ﷺ کی بیٹی اور ابو جہل کی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع کرے اس واسطے کہ اس کی علت یہ بیان کی کہ یہ بات حضرت ﷺ کو ایذا دیتی ہے اور حضرت ﷺ کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے اور معنی لا احرم حلالا کے یہ ہیں کہ یہ اس کے واسطے حلال ہے اگر اس کے نکاح میں فاطمہ رضی اللہ عنہا نہ ہو اور بہر حال دونوں کو جمع کرنا جو مستلزم ہے حضرت ﷺ کے ایذا کو واسطے ایذا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تو نہیں اور یہ جو فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ماں مر گئی تھی پھر ان کی بہنیں ایک کے بعد دوسری سو نہ باقی رہا ان کا کوئی جس کے ساتھ وہ دل لگا دیں اور تسلی پکڑیں اور اپنا راز اس کے آگے ظاہر کریں وقت حاصل ہونے غیرت کے اور نہیں بعید ہے کہ یہ

حضرت عائشہؓ کا خاصہ ہو کہ آپ کی بیٹیوں پر نکاح نہ کیا جائے اور احتمال ہے کہ یہ فاطمہؓ کے ساتھ خاص ہو اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ اگر فاطمہؓ اس کے ساتھ راضی ہوتیں تو علیؓ کو اس کے نکاح کرنے سے منع نہ کیا جاتا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حرام ہے ایذا دینا اس شخص کو جس کے ایذا دینے سے حضرت عائشہؓ کو ایذا پہنچے اس واسطے کہ حضرت عائشہؓ کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے تھوڑی ہو یا بہت اور حضرت عائشہؓ نے جزم کیا کہ آپ کو تکلیف دیتی ہے وہ چیز جو فاطمہؓ کو تکلیف دیتی ہے سو جس شخص سے فاطمہؓ کے حق میں ایسی چیز واقع ہو جس کے ساتھ ان کو تکلیف ہو تو وہ حضرت عائشہؓ کو تکلیف دیتی ہے ساتھ شہادت اس حدیث صحیح کے اور نہیں ہے کوئی چیز بڑی بیچ ایذا دینے فاطمہؓ کے اس کے بیٹے کو قتل کرنے سے یعنی امام حسینؓ کے قتل سے یعنی اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو فاطمہؓ کو ایذا دے اور اسی واسطے استقرار سے پہچانا گیا ہے کہ جس شخص نے ان کے قتل کرنے میں دست اندازی کی اس کو سزا جلدی دی گئی دنیا کی زندگی میں اور وہ دنیا کے اندر جیسے جی بلا میں مبتلا ہوا اور البتہ عذاب آخرت کا سخت تر ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ بند کرنے ذریعہ کے اس واسطے کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا درست ہے جب تک کہ نہ بڑھے چار سے اور باوجود اس کے پس منع کیا اس سے حال میں واسطے اس کے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر ضرر انجام میں اور اس حدیث میں باقی رہنا عار باپوں کا ہے ان کی پشتوں میں واسطے قول حضرت عائشہؓ کے کہ اللہ کے دشمن کی بیٹی سو اس میں اشعار ہے ساتھ اس کے کہ واسطے وصف کے تاثر ہے منع میں باوجود اس کے کہ وہ مسلمان تھی پکے اسلام والی اور البتہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو منع کرتا ہے کفو اس شخص کی کو جس کے باپ کو غلامی پہنچی پھر آزاد ہو ساتھ اس شخص کے جس کے باپ کو غلام ہونا نہیں پہنچا اور جس کو غلامی پہنچی ساتھ اس کے جس کو وہ نہیں پہنچی بلکہ فقط اس کے باپ کو پہنچی اور اس میں ہے کہ جب غیرت دار عورت پر خوف ہو کہ اس کے دین میں فتنہ ڈالا جائے تو اس کے ولی کو لائق ہے کہ اس کے دور کرنے میں کوشش کرے اور ممکن ہے کہ اس میں یہ شرط زیادہ کی جائے کہ نہ ہو اس کے پاس جس کے ساتھ وہ تسلی پکڑے اور اس سے بوجھ ہلکا ہو اور اس سے لیا جاتا ہے جو اب اس شخص کا جو مشکل جانتا ہے خاص ہونے فاطمہؓ کے ساتھ اس کے باوجود اس کے کہ غیرت حضرت عائشہؓ پر قریب تر ہے طرف خوف فتنے کے دین میں اور باوجود اس کے پس حضرت عائشہؓ بہت نکاح کرتے تھے اور ان سے غیرت پائی جاتی تھی جیسا کہ ان حدیثوں میں ہے اور باوجود اس کے کہ حضرت عائشہؓ نے ان کے حق کی رعایت کی جیسے کہ فاطمہؓ کے حق میں اس کی رعایت کی اور محصل جواب کا یہ ہے کہ فاطمہؓ کا اس وقت کوئی بہن بھائی وغیرہ نہ تھا جس کے ساتھ وہ دل لگائیں اور ان کی وحشت دور ہو ماں سے یا بہن سے برخلاف امہات المؤمنین کے کہ ان سب کے بہن بھائی تھے کہ وہ دل لگانے اور تسلی پکڑنے کے واسطے ان کی طرف رجوع کرتی تھیں اور اس پر زیادتی یہ کہ حضرت عائشہؓ ان کے خاوند تھے جو سب خلقت سے زیادہ

مہربان تھے اور آپ کے لطف اور تطیب قلوب سے غیرت جلدی دور ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی کو نکاح میں جمع کرنا منع ہے اور پکڑا جاتا ہے حدیث سے اکرام اس شخص کا جو منسوب ہو طرف خیر کے یا شرافت کے یا دیانت کے۔ (بخ)

مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یعنی اخیر زمانے میں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھا جائے گا ایک مرد اس کے ساتھ چالیس عورتیں ہوں گی اس کے ساتھ پناہ ڈھونڈیں گی بسبب کم ہونے مردوں کے اور بہت ہونے عورتوں کے یعنی اس واسطے کہ وہ عورتیں اس کے نکاح میں ہوں گی اور اس کی لونڈیاں ہوں گی اور یا اس کی رشتہ دار ہوں گی یا سب سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پچاس عورتیں ہوں گی کہیں گی اسے بندے اللہ کے! مجھ کو ڈھانک مجھ کو جگہ دے۔

۴۸۳۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں تم کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ میرے سوائے کوئی تم کو وہ حدیث بیان نہیں کرے گا میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھایا جائے گا یعنی علماء مرجائیں گے اور جہالت اور بے علمی ظاہر ہوگی اور حرام کاری بہت ہوگی اور شراب پی جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا ایک خیر لینے والا مرد رہ جائے گا۔

۴۸۳۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا حَدِيثَكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ أَحَدٌ غَيْرِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَسْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزَّانَا وَيَكْثُرَ شَرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقِيمَةُ الْوَاحِدُ.

فائدہ: اس یہ حدیث نہیں مخالف ہے پہلی حدیث کو اس واسطے کہ پچاس میں چالیس بھی داخل ہیں اور شاید عدد معین مراد نہیں بلکہ مراد مبالغہ ہے عورتوں کے بہت ہو جانے میں بہ نسبت مردوں کے اور قیم سے مراد وہ شخص ہے جو ان

کے کام کے ساتھ قائم ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ طلب نکاح کے واسطے اس کے ساتھ ہوں گی کہ ان سے نکاح کر لے حلال ہو یا حرام اور اس حدیث میں خبر دینا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ واقع ہوگی سو واقع ہوا جیسے حضرت ﷺ نے خبر دی اور صحیح اس سے وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے مطلق بغیر تعیین وقت کے اور جس میں تعیین وقت کی ہے وہ صحیح نہیں۔

بَابُ لَا يَخْلُونَ رَجُلًا بِأَمْرٍ إِلَّا ذُو
مَحْرَمٍ وَالذُّخُولِ عَلَى الْمُغِيبَةِ.

نہ اکیلا ہو مرد ساتھ بیگانی عورت کے مگر محرم اور داخل ہونا
اس عورت پر جس کا خاوند غائب ہو۔

فائدہ: پہلا حکم باب میں صریح موجود ہے اور دوسرا حکم باب کی حدیثوں سے بطور استنباط کے لیا جاتا ہے اور ترمذی نے مرفوع روایت کی ہے کہ مت اندر جاؤ پاس ان عورتوں کے جن کا خاوند موجود نہ ہو اس واسطے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی جگہ چلتا ہے اور ایک روایت میں ہے مگر ایک یا دو مرد اس کے ساتھ ہوں۔

۴۸۲۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ

۲۸۳۱ - حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو عورتوں کے پاس جانے سے تو

ایک انصاری مرد نے پوچھا کہ یا حضرت! بھلا خاوند کے رشتہ

داروں کا حال تو فرمائیے کہ یہ لوگ عورت کے پاس جائیں یا

نہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مرد کے رشتہ داروں کا

عورت کے پاس جانا موت ہے۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ

عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالذُّخُولِ عَلَى

النِّسَاءِ لَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ

اللَّهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْمُ قَالَ الْحَمْمُ الْمَوْتُ.

فائدہ: ایام کے ساتھ نصب کے ہے تحذیر پر اور وہ تشبیہ ہے واسطے مخاطب کے محذور پر تا کہ اس سے پرہیز کرے اور

ایک روایت میں ہے کہ عورتوں کے پاس اندر مت جایا کرو اور بغل گیر ہے منع ہونا دخول کا منع ہونے خلوت کو ساتھ

اس کے بطریق اولیٰ اور یہ جو کہا کہ جو موت ہے تو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو خاوند کے رشتہ دار ہیں سوائے اس کے

باپ اور بیٹوں کے اس واسطے کہ وہ عورت کے محرم ہیں جائز ہے واسطے ان کے خلوت کرنی ساتھ اس کے اور نہیں

وصف کیے جاتے ساتھ موت کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد خاوند کا بھائی ہے یعنی دیور، جیٹھی اور بھتیجا اور چچا

اور چچا کا بیٹا اور بھانجا اور جو ان کے مانند ہیں ان لوگوں میں سے کہ حلال ہے واسطے اس کے نکاح کرنا اس کا اگر

اس کے نکاح میں نہ ہو اور جاری ہوئی ہے عادت عورتوں کی ساتھ سستی کے بیچ اس کے سو خلوت کرنا بھائی کا ساتھ

بھائی کی بیوی کے سو تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے اور وہ اولیٰ ہے ساتھ منع کے اجنبی سے اور یہ جو کہا کہ جو موت ہے

تو بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ خلوت کرنا ساتھ دیور، جیٹھ کے کبھی نوبت پہنچاتا ہے طرف ہلاکت دین کے اگر واقع ہو گناہ یا طرف موت کے حقیقتہ اگر واقع ہو گناہ اور واجب ہو سنگسار کرنا یا طرف ہلاک ہونے عورت کے ساتھ جدا

ہونے کے اپنے خاوند سے جب کہ باعث ہو اس کو غیرت اور طلاق دینے اس کے کی اشارہ کیا ہے طرف ان سب معنوں کے قرطبی نے اور کہا طبری نے کہ معنی یہ ہیں کہ مرد کا اپنے بھائی کی عورت کے ساتھ خلوت کرنا اتارا جاتا ہے بجائے موت کے اور عرب مکروہ چیز کو موت کے ساتھ موصوف کرتے ہیں اور کہا صاحب مجمع الغرائب نے کہ احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ عورت جب تنہا ہو تو وہ محل آفت کا ہے اور نہیں امن ہے اس پر کسی سے پس چاہیے کہ ہو دیور اس کا موت یعنی نہیں جائز ہے کسی کو کہ اس کے ساتھ خلوت کرے مگر موت جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بہتر سسرال قبر ہے اور یہ لائق ہے ساتھ کمال غیرت کے اور کہا ابو عبیدہ نے کہ معنی حوال موت کے یہ ہیں کہ چاہیے کہ مر جائے اور یہ نہ کرے اور تعاقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے سو کہا کہ یہ کلام فاسد ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنی اکثر ہے خلوت کرنے سے ساتھ غیران کے کی اور بہ نسبت غیر کی بدی کے امید اس سے زیادہ ہے اور فتنہ ساتھ اس کے زیادہ ممکن ہے واسطے قادر ہونے اس کے کی اوپر پہنچنے کے پاس عورت کے بغیر انکار کے اس پر بخلاف اجنبی مرد کے کہ اس سے یہ بات متصور نہیں اور کہا عیاض نے معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ خلوت کرنا پہنچانے والا ہے طرف فتنے کے اور ہلاکت دین کے پس ٹھہرایا اس کو مانند ہلاک موت کے اور وارد کیا کلام کو جگہ تشدید کے اور کہا قرطبی نے کہ معنی یہ ہیں کہ خاوند کے رشتہ داروں کا عورت پر داخل ہونا مشابہ ہے موت کے قباحت اور مفسدے میں یعنی پس وہ حرام ہے اس کا حرام ہونا معلوم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مبالغہ کیا بیچ زجر کے اس سے اور تشبیہ دی اس کو ساتھ موت کے واسطے آسان جاننے لوگوں کے ساتھ اس کے خاوند اور بیوی کے جہت سے واسطے الفت ان کی کے ساتھ اس کے یہاں تک کہ گویا وہ عورت سے اجنبی نہیں پس نکلا ہے یہ قول جگہ نکلنے قول عرب کے کہ شیر موت ہے اور حرب موت ہے یعنی اس کا ملنا موت کی طرف نوبت پہنچاتا ہے اور اسی طرح عورت پر داخل ہونا کبھی پہنچاتا ہے طرف موت دین کے یا موت اس کی کے ساتھ طلاق اس کی کے وقت غیرت خاوند کے یا طرف سنگسار کرنے کے اگر واقع ہو فاحشہ۔

تَنْبِيْهُ: عورت کا محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو جیسے باپ بھائی چچا بھتیجا بھانجا بیٹا نواسہ پوتا مگر ماں اس عورت کی جس کی وطی شبہ سے ہوئی ہو اور لعان کرنے والی کہ وہ دونوں ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور نہیں محرم ہونا اس جگہ اور اسی طرح حضرت ﷺ کی بیویاں بھی ہمیشہ کے واسطے حرام ہیں اور ہمیشہ کی قید لگانے سے عورت کی بہن اور پھوپھی اور خالہ نکل گئی اور اسی طرح اس کی بیٹی بھی نکل گئی جب کہ نکاح کرے ماں کو اور اس کے ساتھ دخول نہ کیا ہو۔ (فتح)

۴۸۳۲ - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز خلوت نہ کرے کوئی مرد ساتھ

۴۸۳۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنِ ابْنِ

کسی عورت کے مگر ساتھ محرم کے سوا ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! میری عورت حج کو نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں جنگ میں لکھا گیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پلٹ جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔

عَبَّاسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِمْرَاتِي خَرَجَتْ حَاجَةً وَانْتَبَيْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا قَالَ اِرْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

جو جائز ہے یہ کہ خلوت کرے مرد ساتھ بیگانی عورت کے پاس لوگوں کے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ أَنْ يَخْلُوَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ عِنْدَ النَّاسِ.

فائدہ: یعنی نہ خلوت کرے ساتھ اس کے اس طور سے کہ دونوں کے بدن لوگوں سے چھپ جائیں بلکہ اس طور سے کہ لوگ ان کی کلام کو نہ سنیں جب کہ ہو ساتھ اس چیز کے جو چھپائی جاتی ہے مانند اس چیز کہ کہ شرماتی ہے عورت ذکر کرنے اس کے سے درمیان لوگوں کے اور لیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے قول اپنے کو نزدیک لوگوں کے اس کے قول سے جو بعض طریقوں میں ہے کہ تھا ہوئے حضرت ﷺ ساتھ اس کے بعض راہوں یا کوچوں میں جو نہیں خالی ہوتے اکثر اوقات لوگوں کے چلنے سے۔

۴۸۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو حضرت ﷺ اس کے ساتھی اکیلے ہوئے سو فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ تم میرے نزدیک سب لوگوں سے پیاری ہو۔

۴۸۳۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُضْرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَلَا بِهَا فَقَالَ وَاللَّهِ إِنْ كُنْ لِأَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ.

فائدہ: شرح کی روایت میں انکھ ہے کہا مہلب نے کہ نہیں ارادہ کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ تھا ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اپنے ساتھ والوں کی آنکھ سے غائب ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اکیلے ہوئے ساتھ اس کے اس طور سے کہ اس کے گلے کو حاضرین نہ سن سکیں اور نہ جوان کے درمیان بات چیت ہوتی اس واسطے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اخیر کلام کو سنا اور اس کو نقل کیا اور جوان کے درمیان بات ہوئی اس کو نقل نہ کیا اس واسطے کہ اس کو نہ سنا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت تھی اس کی عقل میں کچھ چیز تھی سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو آپ سے کچھ کام ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے ماں فلانے کی دیکھ جو کچھ تو چاہے کہ میں تھا ہو کے تیری حاجت

اداکروں اور اس حدیث سے وسیع ہونا آپ کی برداشت اور توضیح کا ہے اور آپ کے صبر کا اور پھر ادا کرنے حاجت چھوٹی اور بڑی کے اور یہ کہ بات چیت کرنا ساتھ عورت بیگانی کے چھپ کر نہیں قرح کرتا ہے اس کے دین میں وقت امن ہونے کے فتنے کے سے لیکن یہ اس طرح ہے جس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم میں کوئی ہے کہ اپنی حاجت کا مالک ہو؟ جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی حاجت کے مالک تھے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَنْهَى مِنْ دُخُولِ الْمُتَشَبِّهِينَ
بِالنِّسَاءِ عَلَى الْمَرْأَةِ.
جو مرد کہ اپنے آپ کو بہ تکلف عورتوں کے مشابہ کرے
اس کو عورت کے پاس اندر آنا منع ہے یعنی بغیر اس کے
خاوند کے اور جس جگہ مثلاً وہ عورت مسافر ہو۔

۴۸۳۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ
بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ
مُخْنَثٌ فَقَالَ الْمُخْنَثُ لِأُجْحَى أُمِّ سَلَمَةَ عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ الطَّائِفَ
عَدَا أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تَقْبَلُ بِأَرْبَعِ
وَتَذَبُرُ بِشَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هَذَا عَلَيْكُمْ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک زانہ مرد تھا وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیویوں کے پاس اندر آتا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ گمان نہ تھا کہ وہ عورتوں کی کوئی چیز جانتا ہے جو مرد جانتے ہیں اور نہ یہ گمان تھا کہ اس کو عورتوں کی حاجت ہے سو جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو فرمایا مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ یہ خبیث جانتا ہے جو میں سنتا ہوں پھر آپ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیویوں سے فرمایا کہ یہ تمہارے پاس اندر نہ آیا کرے سو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے سے بند کیا گیا اور ابو داؤد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک زانہ مرد لایا گیا اس نے اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں مہندی سے رنگے تھے تو کسی نے کہا یا حضرت! یہ شخص عورتوں کے مشابہ ہوتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو تقيج کی طرف نکال دیا تو کسی نے کہا کیا ہم اس کو مارنے ڈالیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھ کو منع ہوا نمازیوں کے مارنے سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے ہے کہ سخت غضب ہوا اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے منہ پھیرا اور بہ تکلف اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہ کیا اور مخنث اس کو کہتے ہیں کہ مشابہ ہو ساتھ عورتوں

کے عادات اور کلام میں اور حرکات و سکنات میں جس کو یہاں زنانہ کہتے ہیں اور عورتوں کے مشابہ ہونا کبھی پیدا نشی ہوتا ہے سو اگر پیدا نشی ہو تو اس پر کچھ ملامت نہیں اور اس پر لازم ہے کہ اس کے دور کرنے میں تکلف کرے اور کبھی مشابہ ہونا تکلف اور قصد سے ہوتا ہے سو یہ برا ہے اور بولا جاتا ہے اس پر نام عنث کا برابر ہے کہ بے حیائی کرے یا نہ کرے اور اس عنث کا نام اسیت تھا اور یہ کہا کہ وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ اس کے پیٹ میں چار شکن ہیں جب سامنے سے آتی ہے تو معلوم ہوتے ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو ان شکنوں کے سرے دونوں پہلو کی طرف سے معلوم ہوتے ہیں چار ایک طرف سے اور چار ایک طرف سے اور حاصل یہ ہے کہ وہ بڑی موٹی اور فرہ ہے اور فرہ عورت کی طرف عرب کے مردوں کو بہت رغبت ہوتی ہے، کہا مہلب نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رو کا حضرت ﷺ نے اس کو داخل ہونے سے عورتوں پر واسطے اس کے کہ سنا اس کو کہ صفت کرتا ہے عورت کی ساتھ اس صفت کے جو جوش دلاتی ہے مردوں کے دل کو سو اس کو اندر آنے سے منع کیا کہ حضرت ﷺ کی بیویوں کو لوگوں کے آگے بیان نہ کرے پس ساقط ہوں معنی حجاب کے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو مشعر ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو ذات کے واسطے بھی منع کیا واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ یہ پہچانتا ہے جو اس جگہ ہے اور واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ اس کو عورتوں کی حاجت نہیں جب اس نے وصف مذکور کو ذکر کیا تو اس نے دلالت کی کہ وہ حاجت یعنی شہوت والوں میں سے ہے سو اس کو اس واسطے نکال دیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے پردہ کرنا عورتوں کا اس شخص سے جو عورتوں کی خوبیوں کو جانے اور یہ حدیث اصل ہے بیچ دور کرنے اس شخص کے جس سے کسی کام میں شک پڑے، کہا مہلب نے اور اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو جائز رکھتا ہے ذات موصوف کی بیچ کو واسطے قائم ہونے صفت کے مقام دیکھنے کے جب کہ وصف اس کی سب حالات کو حاوی ہو اور نکالنا اس کا اس حدیث سے ظاہر ہے اور نیز اس حدیث میں تعزیر ہے واسطے اس شخص کے جو بہ تکلف عورتوں کے مشابہ ہو ساتھ نکال دینے کے گھروں سے اور نفی کی جب کہ متعین ہو یہ بطریق واسطے منع کرنے اس کے کی اور ظاہر امر سے اس کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اور مشابہ ہونا عورتوں کا ساتھ مردوں کے اور مشابہ ہونا مردوں کا ساتھ عورتوں کے قصد اور اختیار سے اتفاقاً حرام ہے، و سہانی فی اللباس۔ (بخاری) اور خصی مرد اور محبوب کا بھی یہی حکم ہے خصی وہ مرد ہے جس کے خصیوں کو کوٹ کر خصی کیا گیا ہو اور محبوب وہ ہے جس کا ذکر کا نا گیا ہو۔

بَابُ نَظَرِ الْمَرْأَةِ إِلَى الْحَبْسِ وَنَحْوِهِمْ
دیکھنا عورت کا طرف حبشیوں کے اور جوان کی مانند ہیں
من غیر شک کے یعنی جائز ہے۔

فَاعْلَمْ: ظاہر ترجمہ کا یہ ہے کہ بخاری نے کلام عرب یہ ہے کہ عورت کو بیگانے مرد کی طرف دیکھنا جائز ہے برخلاف

عکس اس کے اور یہ مسئلہ مشہور ہے اختلاف کیا گیا ہے اس کی ترجیح میں اور حدیث باب کی موافق ہے اس شخص کے جو اس کو جائز رکھتا ہے اور جو اس کو منع کرتا ہے اس کی حجت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جو مشہور ہے کہ کیا تم دونوں اندھے ہو اور قوی کرتا ہے جواز کو ہمیشہ بدستور رہنا عمل اس پر کہ جائز ہو نکلنا عورتوں کو طرف مسجدوں اور بازاروں اور سفروں کے نقاب ڈال کر تاکہ مردان کو نہ دیکھیں اور مردوں کو نقاب ڈالنے کا کبھی حکم نہیں ہوا تاکہ ان کو عورتیں نہ دیکھیں تو اس نے دلالت کی کہ وہ دونوں گروہ کے حکم جدا جدا ہیں اور ساتھ اس کے حجت پکڑی ہے امام غزالی رضی اللہ عنہ نے اوپر جواز کے سو کہا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا منہ عورت کے حق میں چھپانے کی چیز ہے جیسے کہ عورت کا منہ مرد کے حق میں چھپانے کی چیز ہے بلکہ وہ مانند منہ بے ریش کے ہے مرد کے حق میں پس حرام ہے نظر وقت خوف فتنے کے اور نہیں تو نہیں اور ہمیشہ قدیم زمانے سے دستور چلا آتا ہے کہ مرد کھلے منہ ہوتے ہیں اور عورتوں کے منہ پر نقاب ہوتے ہیں سو اگر دونوں گروہ برابر ہوتے تو مردوں کو نقاب کا حکم ہوتا یا عورتوں کو نکلنے سے منع کیا جاتا۔

۳۸۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ مجھ کو اپنی چادر سے چھپاتے تھے اور میں جھپوں کو دیکھتی تھی مسجد میں برچیوں سے کھینتے یہاں تک کہ میں خود ہی طول اور دل گیر ہوتی یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ کو نہ فرماتے کہ بس کر بلکہ میں خود ہی جب تھک جاتی تو بس کرتی سو اندازہ کرو کم سن لڑکی کے مقدار کو جو کھیل پر حرص کرنے والی ہو کہ کتنی دیر تک دیکھتی رہتی ہے یعنی میں بہت دیر تک دیکھتی رہتی تھی۔

عورتوں کو اپنی حاجتوں کے لیے باہر نکلنا جائز ہے۔

۳۸۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سو وہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی رات کو قضاء حاجت کے واسطے باہر نکلیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور پہچانا سو کہا قسم ہے اللہ کی اے سو وہ! بے شک تو ہم پر چھپی نہیں رہتی سو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پلٹ آئیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کی اور حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ میرے حجرے میں تھے رات کا کھانا کھاتے تھے اور البتہ آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی

۴۸۲۵۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ عَيْسَى بْنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَكُونَ أَنَا النَّبِيُّ أَسَامُ فَأَقْدَرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السِّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى اللَّهِ.

بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ لِحَوَائِجِهِنَّ.

۴۸۲۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسَهَّرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْتُ سَوْدَةَ بِنْتُ زَمْعَةَ لَيْلًا فَرَأَاهَا عُمَرُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ إِنَّكَ وَاللَّهِ يَا سَوْدَةَ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَرَجَعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ وَهُوَ فِي حُجْرَتِي يَتَعَشَى وَإِنِّي فِي

یَدِهِ لَعْرَقًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ فَرَفَعَ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ قَدْ أُذِنَ لِلَّهِ لَكِنَّ أَنْ تَخْرُجَنَّ لِحَوَائِجِكِنَّ.

سو آپ پر وحی اتاری گئی پھر آپ سے وہ حالت موقوف ہوئی اور حالانکہ آپ فرماتے تھے کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی کہ اپنی حاجتوں کے واسطے باہر نکلا کرو۔

فائدہ: البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی اور وجہ تطبیق کی درمیان اس کے اور درمیان دوسری حدیث اس کی کے بیچ اترنے حجاب کے سورہ احزاب کی تفسیر میں اور ذکر کیا ہے میں نے وہاں تعاقب عیاض پر کہ اس نے گمان کیا ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں پر اپنے جسم کا ظاہر کرنا حرام تھا اگرچہ منہ پر نقاب ڈالے ہوں اور چادریں لپیٹی ہوں اور حاصل بیچ رد کرنے قول اس کے بہت ہونا حدیثوں کا ہے جو وارد ہیں اس میں کہ وہ حج کرتی تھیں اور طواف کرتی تھیں اور مسجدوں کی طرف نماز کے واسطے نکلتی تھیں حضرت ﷺ کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد بھی۔ (فتح)

بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ.

اجازت مانگنا عورت کا اپنے خاوند سے مسجد وغیرہ کی طرف نکلنے کے واسطے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ نکلنے کے طرف مسجد وغیرہ کے یعنی ترجمہ عام ہے مسجد وغیرہ کو اور باب کی حدیث میں صرف مسجد کا ذکر ہے اور جواب دیا ہے کرمانی نے کہ اس نے مسجد کے غیر کو مسجد پر قیاس کیا ہے اور جامع ان کے درمیان ظاہر ہے اور سب میں یہ شرط ہے کہ فتنے سے امن ہو۔ (فتح)

۴۸۲۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنْتْ امْرَأَةٌ أَحَدَكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعُهَا.

۴۸۳۷ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی عورت نماز کے واسطے مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اس کو اجازت دے اور منع نہ کرے۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کی شرح کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ الدُّخُولِ وَالنَّظَرِ إِلَى النِّسَاءِ فِي الرِّضَاعِ.

۴۸۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِي مِنَ الرِّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ أُذِنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے داخل ہونے اور نظر کرنے سے طرف عورتوں کے رضاعت کے سبب سے

۴۸۳۸ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میرا چچا رضاعی آیا اور اس نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو میں نے انکار کیا کہ اس کو اجازت دوں یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے پوچھوں سو حضرت ﷺ آئے سو میں نے آپ سے اس کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک

وہ تیرا چچا ہے سو اس کو اجازت دے میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو تو صرف عورت نے دودھ پلایا ہے مجھ کو مرد نے دودھ نہیں پلایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ تیرا چچا ہے سو اس کو تیرے پاس اندر آنا جائز ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور یہ حال بعد اس کے تھا کہ ہم پر پردہ اتارا گیا یعنی یہ واقعہ پردہ اترنے کے بعد تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حرام ہوتا ہے دودھ پینے سے جو حرام ہوتا ہے جھننے سے۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُ عَمَّكَ فَأَذْنِي لَهْ قَالَتْ لَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يَرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَتْ لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ عَمَّكَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ ضَرَبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح کے اول میں گزر چکی ہے اور یہ حدیث اصل ہے اس میں کہ رضاعت کے واسطے نسب کا حکم ہے کہ جائز ہے عورتوں کے پاس اندر جانا اور سوائے اس کے احکام سے۔ (فتح) باب لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَسَعَتْهَا لِرُؤُوسِهَا.

کرے اس کی صورت کو اپنے خاوند سے۔

فائدہ: استعمال کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے لفظ حدیث کا ترجمہ میں بغیر زیادتی کے اور ذکر کیا ہے حدیث کو دو طریقوں سے۔ ۴۸۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَسَعَتْهَا لِرُؤُوسِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

۴۸۳۹ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت سے پھر بیان کرے اس کی شکل اور صورت کو اپنے خاوند سے اس طرح کہ جیسے اس کو دیکھا ہے۔

۴۸۴۰ - ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

۴۸۴۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَسَعَتْهَا لِرُؤُوسِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک کپڑے میں کہا قلبی نے کہ یہ حدیث اصل ہے واسطے مالک کے صحیح

بند کرنے ذریعوں کے اس واسطے کہ حکمت ہیچ اس نہی کے خوف ہے اس بات کا کہ خوش لگے خاوند کو وصف مذکور سو نوبت پہنچائے یہ طرف طلاق دینے اس عورت کے جو صفت کرتی ہے یا مفتون ہونے کے ساتھ اس عورت کے جس کی صفت کی گئی اور واقع ہوا ہے ہیچ روایت نسائی کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ نہ بدن لگائے ایک عورت دوسری عورت کے بدن سے اور نہ بدن لگائے مرد دوسرے مرد کے بدن سے اور مسلم اور اصحاب سنن نے یہ حدیث اس لفظ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور ایک عورت دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ اکٹھا ہو ایک مرد ساتھ دوسرے مرد کے ایک کپڑے میں اور نہ جمع ہو ایک عورت ساتھ دوسری عورت کے ایک کپڑے میں کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مرد کو دوسرے مرد کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور اسی طرح عورت کو بھی دوسری عورت کے ستر کی طرف دیکھنا حرام ہے اور یہ اس قسم سے ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور اسی طرح دیکھنا مرد کو طرف ستر عورت کے اور عورت کے طرف ستر مرد کے حرام ہے بالا جماع اور تنبیہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ دیکھنے مرد کے طرف ستر مرد کے اور دیکھنے عورت کے طرف ستر عورت کے اوپر اس کے ساتھ طریق اولیٰ کے یعنی یہ بطریق اولیٰ حرام ہے اور مستثنیٰ ہیں اس سے میاں بیوی کہ ایک کو اپنے ساتھی کا ستر دیکھنا جائز ہے مگر شرم گاہ میں اختلاف ہے اور صحیح تر قول ہے کہ جائز ہے لیکن بغیر سب کے مکروہ ہے اور بہر حال جو محرم ہیں پس صحیح یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے دیکھنا جائز ہے اور یہ سب حرام جو ہم نے ذکر کیا اس جگہ ہے جس جگہ حاجت نہ ہو اور جائز اس جگہ ہے جس جگہ شہوت نہ ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے مرد کو بدن لگانا دوسرے مرد کے بدن سے بغیر پردے کے مگر وقت ضرورت کے اور مستثنیٰ ہے اس سے مصافحہ اور حرام ہے چھونا غیر کے ستر کو جس جگہ سے ہو اس کے بدن میں سے بالاتفاق کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور اس قسم سے ہے کہ عام لوگ اس میں مبتلا ہیں اور بہت لوگ اس سے سستی کرتے ہیں جمع ہونا ہے حمام میں سو واجب ہے اس شخص پر جو اس میں ہو یہ کہ بجائے اپنی نظر اور ہاتھ وغیرہ کو غیر کے ستر سے اور یہ کہ بجائے اپنے ستر کو غیر کی نظر سے اور واجب ہے انکار اس کے فاعل پر واسطے اس شخص کے جو اس پر قادر ہو اور نہیں ساقط ہوتا انکار ساتھ گمان عدم قبول کے مگر یہ کہ اپنی جان پر فتنے سے ڈرے اور بہت مسئلے اس باب کے طہارت میں گزر چکے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِأَطْوَفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى
مرد کا یہ کہنا کہ میں آج رات اپنی سب عورتوں پر گھوموں
کالیعتی سب سے صحبت کروں گا۔

فائدہ: کتاب الطہارۃ میں پہلے گزر چکا ہے من دار علی نسانہ فی غسل واحد اور وہ قریب ہے اس ترجمہ کے معنی سے اور حکم شریعت محمدی میں یہ ہے کہ نہیں جائز ہے یہ بیویوں میں مگر یہ کہ شروع کرے نوبت بانٹنے کو بایں طور کے سب سے ایک بار اکٹھا نکاح کرے یا سفر سے آئے اور اسی طرح جائز ہے جب کہ اس کو اجازت دیں اور اس

کے ساتھ راضی ہو جائیں۔

۴۸۴۱ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَا طُوفَانَ اللَّيْلَةَ بِمَا نَهَى امْرَأَةٌ تَلِدُ كُلَّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَأَطَافَ بِهِنَّ وَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً نَصَفَ إِنْسَانٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمْ يَحْنَتْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ.

۴۸۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے کہا کہ میں آج کی رات سو عورت پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا ان میں سے ہر ایک عورت لڑکا جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو فرشتے نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ کہہ یعنی اگر اللہ چاہے گا سو اس نے انشاء اللہ نہ کہا اور کہنا بھول گیا پھر ان سو عورتوں پر گھوما سو ان میں سے کوئی نہ جنی مگر ایک عورت آدھا آدمی جنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتا تو اس کی بات پوری ہوتی اور اپنے مطلب کا زیادہ تر امیدوار ہوتا۔

فائدہ: جب لوگوں نے جہاد میں سستی کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کثرت اولاد کی آرزو کی جہاد میں غیروں کی حاجت نہ رہے مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے پس مراد پوری نہ ہوئی معلوم ہوا کہ جس کسی کام کا ارادہ کرے تو انشاء اللہ ضرور کہہ لے اس واسطے کہ اللہ کی مدد کے بغیر آدمی سے کوئی کام نہیں ہو سکتا پیغمبر ہو یا ولی یا حکیم ہو یا بادشاہ اور یہ جو کہا لہ یحنت تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی مراد پوری ہوتی اس واسطے کہ حانت نہیں ہوتا مگر قسم سے اور احتمال ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اس پر قسم کھائی ہو۔ میں کہتا ہوں اتاری گئی تاکید جو مستفاد ہے قول اس کے سے لا طوفان بجائے قسم کے، کہا ابن رفعہ نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ متصل ہونا استثناء کا ساتھ قسم کے تاثیر کرتا ہے بچ اس کے اگرچہ نہ قصد کرے اس کو پہلے فارغ ہونے کے قسم سے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا إِذَا أَطَالَ الْغَيْبَةَ
مَخَالَفَةٌ أَنْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ
عَشْرًا تِهِمْ.

جب کوئی سفر میں گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو اپنے گھر والوں کے پاس رات کو نہ آئے بسبب اس خوف کے کہ ان کو خیانت کی طرف نسبت کرے یا ان کی لغزشوں اور عیبوں کو تلاش کرے۔

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو باب کی حدیث کے بعض طریقوں میں آچکا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں واقع ہوا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

۴۸۴۲ - حَدَّثَنَا إِدْمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنْ رِوَايَتِهِ هُوَ كَمَا

حضرت ﷺ مکروہ جانتے تھے کہ مرد اپنے گھر والوں کے پاس رات کو آئے۔

مَحَارِبُ بْنُ دِنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ طُرُقًا.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ رات کو گھر میں نہ آتے بلکہ دوپہر سے پہلے آتے یا پیچھے کہاغت والوں نے کہ طروق کے معنی ہیں رات کو آنا سفر وغیرہ سے بے خبر۔

۴۸۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِقَاتٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمْ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا.

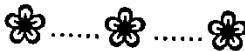
۳۸۳۳ - حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی گھر سے بہت مدت غائب رہا ہو تو رات کو گھر والوں کے پاس نہ آئے۔

فائدہ: قید کرنا ساتھ دراز ہونے غیبت کے اشارہ کرتا ہے طرف اس کے کہ علت نبی کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پائی جاتی ہے اس وقت پس حکم دائر ہے ساتھ علت اپنی کے وجوداً و عدماً سو جب تھا وہ شخص جو اپنی حاجت کے واسطے مثلاً دن کو باہر نکلے اور رات کو پھر آئے نہ حاصل ہوتا تھا واسطے اس کے جو خوف کیا جاتا ہے اس شخص سے جو بہت مدت اپنے گھر سے غائب رہے تو ہوگا دراز ہونا غیبت کا جگہ گمان امن کی ہجوم سے پس واقع ہوگا واسطے اس شخص کے جو ہجوم کرے بعد دراز ہونے غیبت کے اکثر اوقات جو برا لگے اس کو یا تو پائے گا اپنی عورت کو بغیر سترائی اور زینت کے جو مطلوب ہے عورت سے تو ہوگا یہ سب نفرت کا درمیان دونوں کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے آئندہ باب کی حدیث میں کہ تاکہ زیر ناف کے بال لے جس کا خاوند غائب ہے اور کنگھی کرے پراگندہ بالوں والی اور اس سے لی جاتی ہے کراہت مباشرت عورت کی اس حال میں جس میں ستری نہ ہوتا کہ نہ مطلع ہو اس سے اس چیز پر جو ہو سبب نفرت کا عورت سے اور یا اس کو مکروہ حالت پر پائے اور شرع رغبت دلانے والی ہے اوپر پردہ پوشی کے اور البتہ اشارہ کیا طرف اس کے ساتھ قول اپنے کے کہ ان کو خیانت کی طرف منسوب کرے یا ان کے عیبوں کو ڈھونڈے بنا بر اس کے پس جو شخص کہ اپنے گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع دے اور یہ کہ وہ فلاں نے وقت میں پہنچے گا تو اس کو نبی شامل نہیں یعنی اس کو رات کے وقت گھر آنا درست ہے کہ وہ پہلے اطلاع کر چکا ہے اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں پھر روایت کی اس نے کہ حضرت ﷺ ایک جنگ سے پلٹ کر آئے تو ایک شخص کو اطلاع کے واسطے آگے بھیج دیا کہ وہ آتے ہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ مسافر کو رات کے وقت بے خبر اپنے گھر والوں کے پاس آنا منع ہے جب کہ پہلے ان کو اپنے آنے کی خبر نہ کی ہو اور سبب اس کا وہ ہے جس کی طرف حدیث میں اشارہ واقع ہوا ہے اور بعض نے اس حکم کا خلاف کیا یعنی بے خبر رات کو اپنے گھر میں آئے سو اپنی عورت کے ساتھ اجنبی مرد کو پایا سو اس کو مخالفت کی سزا ملی چنانچہ ابن خزیمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دو مرد رات کو اپنے گھر میں آئے سو دونوں نے اپنی عورت کے ساتھ مرد کو پایا اور اس حدیث میں رغبت دلانا ہے باہم دوستی اور محبت رکھنے پر خاص کر میاں بیوی کے درمیان اس واسطے کہ اکثر اوقات ایک کو دوسرے کا کوئی عیب پوشیدہ نہیں ہوتا اور باوجود اس کے آنے سے منع کیا تا کہ نہ مطلع ہو اس چیز پر جس کے سبب سے اس کو عورت سے نفرت ہو تو اس کی رعایت غیر زوجین میں بطریق اولیٰ ہوگی اور اس سے لیا جاتا ہے کہ زیر ناف کے بال لینا اور مانند اس کے اس قسم سے کہ زینت کرتی ہے ساتھ اس کے عورت نہیں داخل ہے نہی میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش کے بدلنے سے اور اس میں رغبت دلانا ہے اوپر ترک تعرض کے واسطے اس چیز کے کہ واجب کرے بدگمانی کو ساتھ مسلمان کے۔ (فتح)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ ترجمہ اکیسویں پارے صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین، آمین۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

- 596 سورہ فاتحہ کی فضیلت میں ❀
- 598 سورہ بقرہ کی فضیلت میں ❀
- 600 سورہ کہف کی فضیلت میں ❀
- 601 سورہ فتح کی فضیلت میں ❀
- 602 سورہ قل ہوا اللہ احد کی فضیلت کے بیان میں ❀
- 605 باب ہے بیان میں ان سورتوں کے جن کی ابتدا میں اعموذ کا لفظ ہے ❀
باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کچھ مگر جو دروختیوں کے ❀
- 609 درمیان ہے ❀
- 610 قرآن کو سب کلاموں پر فضیلت ہے ❀
- 613 باب ہے بیچ بیان وصیت کرنے کے ساتھ قرآن کے ❀
- 613 جو قرآن کے ساتھ بے پرواہ نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ❀
- 616 رشک کرنا قرآن والے کا ❀
- 618 تم لوگوں میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے ❀
- 621 قرآن کو زبانی پڑھنا بغیر دیکھنے کے ❀
- 623 باب ہے بیان میں یاد کرنے قرآن کے ❀
- 627 سواری پر قرآن پڑھنا ❀
- 628 چھوٹے لڑکوں کو قرآن سکھانے کا بیان ❀
- 629 باب ہے بیان میں بھول جانے قرآن کے ❀
- 632 باب ہے اس شخص کے بیان میں جو نہیں دیکھتا ڈر کہ کہے سورہ بقرہ وغیرہ ❀
- 635 قرأت کو کھول کر پڑھنا ❀

- 639 باب ہے بیان میں کھینچنے آواز کے ساتھ قرأت قرآن کے ❀
- 640 باب ہے بیچ بیان ترجیح کے ❀
- 641 خوش آوازی سے قرآن کو پڑھنا..... ❀
- 641 جو چاہے کہ اپنے غیر سے قرآن کو سنے..... ❀
- 642 کہنا پڑھانے والے کا پڑھنے والے کو کہ تجھے اسی قدر کافی ہے..... ❀
- 643 کتنے دنوں میں قرآن پڑھا جائے؟..... ❀
- 647 قرآن پڑھنے کے وقت رونا..... ❀
- 649 جو دکھلاوے اور نمود کے واسطے قرآن پڑھے..... ❀
- 651 پڑھو قرآن کو جب تک تمہارے دل جمع ہوں..... ❀

کتاب النکاح

- 654 کتاب ہے نکاح کے بیان میں..... ❀
- 654 رغبت دلانی نکاح میں..... ❀
- 658 باب ہے حضرت ﷺ کے اس قول کے بیان میں جو تم میں نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو تو نکاح کرے..... ❀
- 663 جو جماع کی طاقت نہ رکھتا ہو روزے رکھے..... ❀
- 663 بہت عورتوں سے نکاح کرنا یعنی چار تک..... ❀
- 666 جو ہجرت کرے یا نیک عمل کرے کسی عورت سے نکاح کرنے کے واسطے تو اسے اپنی نیت کا ثواب ملے گا..... ❀
- 667 نکاح کرنا تک دست کا..... ❀
- 668 کوئی مرد اپنے بھائی مسلمان سے کہے کہ دیکھ تو میری کس بیوی کو چاہتا ہے تاکہ میں اس کو طلاق دوں..... ❀
- 669 جو مکروہ ہے ترک کرنے نکاح کے سے اور خصی ہونے سے..... ❀
- 673 باب ہے بیچ نکاح کرنے کنواریوں کے..... ❀
- 674 بیوہ عورتوں سے نکاح کرنے کا بیان..... ❀
- 677 چھوٹی لڑکیوں کو بڑوں کے نکاح میں دینا..... ❀

678. باب ہے بیان میں اس کے کہ کس سے نکاح کرے اور کون قوم کی عورتوں سے نکاح کرنا بہتر ہے۔ *
679. رکھنا لونڈیوں کا اور جو لونڈی کو آزاد کرے پھر اس سے نکاح کرے..... *
682. باب ہے اس شخص کے بیان میں جو لونڈی کی آزادی کو مہر ٹھہرائے..... *
685. باب ہے بیان میں نکاح کرنے تنگدست کے..... *
687. باب ہے بیچ معتبر ہونے کفو کے دین میں..... *
692. مال میں کفو کا بیان اور نکاح کرنا مفلس مرد کا مالدار عورتوں کو..... *
693. جو پرہیز کی جاتی ہے عورت کی بے برکتی اور نحوست سے..... *
695. آزاد عورت کا غلام کے نکاح میں ہونا..... *
696. نہ نکاح کرے چار سے زیادہ عورتوں کو..... *
698. باب ہے بیان میں اس آیت کے اور تمہاری مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا..... *
703. باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں رضاعت بعد دو برس کے..... *
708. لڑکا دودھ یعنی مرد کا..... *
710. باب ہے بیان میں شہادت دودھ پلانے ولی کے..... *
712. باب ہے بیان میں ان عورتوں کے جو حلال ہیں اور جو حرام ہیں..... *
718. باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں..... *
720. باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں یہ کہ جمع کر دو بہنوں کو مگر جو پہلے گزر چکا..... *
721. نہ نکاح کیا جائے عورت کا اس کی پھوپھی اور نہ اس کی خالہ پر..... *
723. باب ہے بیچ بیان کرنے شغار کے..... *
724. کیا جائز ہے واسطے کسی عورت کے کہ اپنی جان کسی کو بخشنے..... *
725. باب ہے بیچ بیان نکاح کرنے محرم کے..... *
727. باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے نکاح متعہ سے اخیر عمر میں منع کیا..... *
732. جائز ہے واسطے عورت کے پیش کرنا اپنی جان کا نیک مرد پر..... *
737. باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کہ گناہ نہیں تم پر یہ کہ پردہ میں کہو پیغام نکاح عورتوں کو..... *
742. نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا..... *
743. باب ہے بیان میں اس شخص کے جو کہتا ہے کہ نہیں ہے نکاح مگر ساتھ ولی کے..... *

- 750 جب خود ولی نکاح کرنے والا ہو تو خود آپ اپنا نکاح کر لے یا اور ولی کی حاجت ہے
- 753 نکاح کر دینا مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کو
- 753 باب ہے اس بیان میں کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح امام سے کر دے
- 754 بادشاہ ولی ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا
- 755 نہ نکاح کرے باپ وغیرہ کنواری عورت کو اور شوہر دیدہ کو
- 758 جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کروے اور وہ اس نکاح سے ناخوش ہو تو اس کا نکاح مردود ہے
- 760 باب ہے یتیم لڑکی کے نکاح کر دینے کے بیان میں
- 762 جب نکاح کا پیغام کرنے والا عورت کے ولی سے کہے کہ مجھ کو فلاںی عورت سے نکاح کر دے
- 766 ترک خطبہ کی تفسیر
- 767 باب ہے بیان میں خطبہ پڑھنے وقت نکاح کے
- 768 بجانا دف کا نکاح اور ولیمہ کے وقت میں
- 770 باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور دو عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے
- 771 نکاح کرنا قرآن پر بغیر مہر کے
- 782 مہر باندھنا ساتھ اسباب کے اور لوہے کی انگوٹھی کے
- 782 باب ہے بیان میں شرطوں نکاح کے
- 785 باب ہے بیان میں ان شرطوں کے جو نکاح میں نال نہیں
- 786 زردی لگانا واسطے نکاح کرنے والے کے
- 787 کس طرح دعا کی جائے واسطے نکاح کرنے والے کے
- 788 باب ہے بیچ بیان دعا کرنے کے واسطے عورتوں کے جو راہ دکھاتی ہیں دلہن کو
- 789 بیان اس شخص کا جو دوست رکھتا ہے اپنی عورت کی صحبت کو جہاد سے
- 790 باب ہے اس شخص کے بیان میں جو عورت سے صحبت کرے اور حالانکہ وہ نو برس کی لڑکی ہو
- 790 سفر میں عورت کے ساتھ بنا کرنی
- 791 لانا دلہن کا خاوند کے گھر میں دن کو بغیر سواری اور آگ جلانے کے
- 792 پکڑنا انماط اور جو اس کے مانند ہو واسطے عورتوں کے
- 792 باب ہے بیچ بیان ان عورتوں کے جو عورتوں کو تیار کر کے خاوند کے پاس پہنچاتی ہیں

- 793..... دلہن کو تحفہ اور ہدیہ بھیجنے کا بیان ❀
- 795..... دولہا کو دلہن کے کپڑے مانگ کر لینا ❀
- 796..... جب مرد اپنی بیوی سے صحبت کرے تو کیا کہے ❀
- 797..... ولیمہ یعنی شادی بیاہ کا کھانا حق ہے ❀
- 800..... ولیمہ کرنا اگرچہ ایک بکری ہو ❀
- 805..... بیان اس شخص کا جو ولیمہ کرتا ہے اپنی بعض عورتوں پر زیادہ بعض سے ❀
- 805..... بیان اس شخص کا جو بکری سے کم تر کے ساتھ ولیمہ کرے ❀
- 806..... باب ہے بیچ و جوہ قبول کرنے ولیمہ اور دعوت کے ❀
- جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی جو بکری کے ساتھ کی دعوت ❀
- 806..... کو قبول کرتا ہے ❀
- 811..... دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں ❀
- 813..... عورتوں اور لڑکوں کا شادی کی طرف جانا ❀
- 814..... جب کوئی دعوت میں برا کام دیکھے تو کیا پلٹ آئے؟ ❀
- 817..... قائم ہونا عورت کا مردوں پر شادی میں اور خود اپنی جان سے ان کی خدمت کرنی ❀
- 818..... باب ہے بیچ بیان نقوع اور شراب کے جو مسکر نہ ہو ❀
- 818..... بیان نیکی اور نرمی کرنے کا ساتھ عورتوں کے ❀
- 819..... عورتوں کے مقدمے میں وصیت کرنے کا بیا ❀
- 820..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے ❀
- 821..... گھر والوں کے ساتھ نیک صحبت رکھنا ❀
- 831..... نصیحت کرنا اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے واسطے ❀
- 844..... عورت کو اپنے خاوند کے اجازت سے نفلی روزہ رکھنا جائز ہے ❀
- 844..... جب عورت اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر سوائے بغیر سب کے تو اس کو جائز نہیں ❀
- 846..... عورت اپنے خاوند کے گھر میں آنے کی اجازت کسی کو نہ دے ❀
- 850..... خاوند کی نعمت کا شکر نہ کرنے کے بیان میں ❀
- بیان اس حدیث کا کہ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے ❀

- 852..... عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے۔ ❀
- 853..... بیان آیت ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ کا۔ ❀
- 853..... حضرت ﷺ کا اپنی بیویوں سے جدا ہونا علیحدہ مکان میں۔ ❀
- 855..... عورت کا مارنا جو مکروہ ہے اس کا بیان۔ ❀
- 857..... عورت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنے خاوند کا کہنا نہ مانے۔ ❀
- 858..... بیان اس آیت کا ﴿وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ﴾ الخ۔ ❀
- 858..... باب عزل کے بیان میں۔ ❀
- 862..... عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالنا جب سفر کا ارادہ کرے۔ ❀
- 865..... عورت اپنے خاوند سے اپنی باری کا دن سوکن کو بخش دے۔ ❀
- 866..... عورتوں کے درمیان عدل کرنا۔ ❀
- 866..... جب کنواری کو شوہر دیدہ پر نکاح کرے تو کسی طرح کرے؟ ❀
- 867..... جب شیب کو بکر پر نکاح کرے تو کیا کرے؟ ❀
- 868..... جو اپنی سب عورتوں پر گھوڑے ایک غسل میں داخل ہونا مرد کا اپنی عورتوں میں دن میں۔ ❀
- 869..... اجازت مانگنا خاوند کا اپنی بیوی سے کہ ان میں کسی ایک کے گھر میں اس کی تیمارداری کی جائے۔ ❀
- 870..... مرد کا اپنی بعض عورتوں کو بعض سے زیادہ محبت رکھنا۔ ❀
- 870..... اپنے آپ کو آراستہ کرنے والا ساتھ اس چیز کے جو نہیں ملی۔ ❀
- 872..... غیرت کے بیان میں۔ ❀
- 879..... عورتوں کا غیرت اور غصہ کرنا۔ ❀
- 881..... مرد کا اپنی بیٹی سے ضرر منانا غیرت کے باب میں اور انصاف کرنا۔ ❀
- 884..... مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں بہت ہو جائیں گی۔ ❀
- 885..... کوئی مرد اپنی غیر محرم عورت کے پاس اکیلا نہ ہو۔ ❀
- 887..... لوگوں کے پاس جو خلوت جائز ہے۔ ❀
- 888..... زنانہ مرد کو عورتوں کے پاس اندر جانا منع ہے۔ ❀
- 889..... دیکھنا عورتوں کا طرف جھبھیوں وغیرہ کے۔ ❀
- 890..... باب ہے عورتوں کو اپنی حاجت کے لیے باہر نکالنا۔ ❀

- 891 باب ہے بیچ بیان داخل ہونے اور نظر کرنے عورتوں کے رضاعت کے سبب سے ❀
- 892 باب ہے بیان میں بدن سے بدن لگانے عورتوں کے پھر اپنے خاوند سے بیان کرنا ❀
- 893 مرد کو کہنا کہ میں آج رات سب عورتوں پر گھوموں گا ❀
- 894 باب مسافر اپنے گھر میں رات کو نہ آئے ❀

